پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، مولانا روم، سید علی ہمدانی اور دیگر مشاہیرِ اسلام کے فکر، فن، فلسفے اور اردو و فارسی زبان و ادب کے مختلف موضوعات پر لکھی گئی 40 عدد کتب اور 400 مقالات و مضامین کے خلاصے، تعارف اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ و تبصرہ پر مشتمل پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی مقالہ

ڈاکٹر محمود علی انجم

نورِ ذات پبلشرز

(شعبہ نشر و اشاعت: بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنف کتاب ھذا محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

تصنیف:۔ ڈاکٹر محمود علی انجم (نائب صدر بزم فکرِ اقبال پاکستان)

نظر ثانی:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (بانی وصدر بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)

پروفیسر مظفر علی کاشمیری (پی ایچ ڈی سکالر، ماہر فارسی زبان وادب)

حافظ محمد دلاور (مذہبی سکالر)

کمپوزنگ:۔ حافظ محمد نصیب علی قادری، محمد آصف مغل

طابع:۔ نورِذات پبلشرز (شعبہ نشر واشاعت: بزم فکرِ اقبال، پاکستان)

فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔0321-6672557

ای میل:۔Anjum560@gmail.com

Anjum560@outlook.com

سنِ اشاعت:۔ ۲۰۲۳ء

تعداد:۔ ۵۰۰

قیمت:۔ ۲۴۰۰ روپے

ملنے کا پتہ:۔ ورلڈ ویو پبلشرز، دکان نمبر 11، الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

فون نمبر:۔ 0333-3585426

وٹس ایپ نمبر:۔ 0333-3585426

لینڈ لائن:۔ 042-37236426

ای میل:۔ worldviewforum786@gmail.com

فہرست ابواب

باب اول:۔
ڈاکٹر محمد ریاض------احوال و آثار

باب دوم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

باب سوم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر

باب چہارم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات

باب پنجم:۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

خلاصہ

کتابیات

ضمیمہ جات

ابواب بندی

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
	فہرست ابواب	۰۰۳
	ابواب بندی	۰۰۵تا۰۰۹
	حرفِ آغاز	۰۱۰تا۰۱۸
باب اول:۔	ڈاکٹر محمد ریاض-----احوال و آثار	۰۱۹تا۶۱
	ا۔ سوانح حیات	۰۲۰
	پیدائش	۰۲۰
	آباؤ اجداد	۰۲۰
	بچپن	۰۲۱
	شادی	۰۲۱
	تحصیلِ علم اور حصولِ روزگار	۰۲۱
	اولاد	۰۳۰
	عمرہ و فریضۂ حج کی ادائیگی	۰۳۲
	ب۔ شخصیت	۰۳۲
	علالت اور رحلت	۰۴۳
	ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس کا انعقاد	۰۴۶
	ج۔ علمی و ادبی آثار	۰۴۶
	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی کتب، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے	۰۴۸
	حوالہ جات و حواشی (۴۸)	۰۵۱تا۶۱
باب دوم:۔	ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس	۰۶۲تا۳۰۸
	☆ اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو کتب	۰۶۳

	اقبالیاتی ادب پر اردو تصانیف و تالیفات	۰۶۶
	۰۱۔ آفاقِ اقبال	۰۶۶
	۰۲۔ افاداتِ اقبال	۰۷۷
	۰۳۔ اقبال اور احترامِ انسانیت	۰۹۵
	۰۴۔ اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی	۱۰۷
	۰۵۔ اقبال اور سیرت انبیاء کرام	۱۱۱
	۰۶۔ اقبال اور فارسی شعراء	۱۱۸
	۰۷۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے	۱۳۰
	۰۸۔ برکاتِ اقبال	۱۳۶
	۰۹۔ تسہیل خطباتِ اقبال	۱۴۹
	۱۰۔ تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	۱۶۶
	۱۱۔ تفسیرِ اقبال	۱۶۹
	۱۲۔ تقدیرِ امم اور اقبال	۱۹۰
	۱۳۔ جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)	۱۹۶
	اقبالیاتی ادب پر اردو تالیفات	۲۱۸
	۰۱۔ تقاریر بیادِ اقبال	۲۱۸
	۰۲۔ حرفِ اقبال	۲۳۲
☆	اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین	۲۳۵
☆	اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین	۲۷۳
☆	اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات	۲۸۴
	حوالہ جات و حواشی (۲۷۵)	۲۸۶۔۳۰۸
بابِ سوم:۔	ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر	۳۰۹تا۵۷۱
ا۔	بحیثیت مترجم ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات	۳۱۰
	ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتب کا فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۳۲۰
☆	اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم	۳۲۰

۰۱۔	اقبال اور ابنِ حلاج (کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ)	۳۲۰
۰۲۔	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (مثنوی "پس چہ باید کرد" کا ترجمہ)	۳۳۵
۰۳۔	علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار (ترجمہ کتاب مولفہ ڈاکٹر علی شریعتی)	۳۴۳
☆	**اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم**	۳۵۱
۰۴۔	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (اقبال اور فارسی شعراء کا ترجمہ)	۳۵۱
☆	**اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم**	۳۶۳
۰۵۔	افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)	۳۶۳
۰۶۔	شہپر جبریل (Gibriel's Wing کا ترجمہ)	۴۰۶
☆	**اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم**	۴۲۵
۰۷۔	یادداشتہائے پراگندہ (Stray Reflections کا فارسی ترجمہ)	۴۲۵
	ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین کا فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۴۳۴
☆	اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین کا موضوعاتی تجزیہ	۴۳۴
ب۔	**بحیثیت مبصر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات**	۴۵۲
☆	تبصرے کے اصول	۴۵۲
☆	اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرے	۴۶۲
	حوالہ جات و حواشی (۳۴۶)	۵۴۲_۵۷۱
باب چہارم:۔	**ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات**	۵۷۲تا۶۲۱
الف۔	**فارسی میں مستقل کتب و آثار**	۵۷۳

☆ **اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف و تالیفات** ۵۷۵

۰۱۔توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان....... ۵۷۵

۰۲۔حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال ۵۸۰

۰۳۔کتاب شناسی اقبال ۵۹۰

۰۴۔کشف الابیات اقبال ۵۹۶

ب۔ **فارسی میں مقالات ومضامین** ۵۹۹

☆ **اقبالیاتی ادب پر مقالات ومضامین** ۵۹۹

☆ **فارسی کتب اور مقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ** ۶۱۲

حوالہ جات وحواشی (۳۶) ۶۱۴۔۶۲۱

باب پنجم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق ۶۲۲۔۶۴۸

ا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا اقبال شناسی، اردو، فارسی اور انگریزی زبان وادب میں مقام ومرتبہ ۶۲۳

ب۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا شماریاتی جائزہ ۶۲۳

ج۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا موضوعاتی جائزہ ۶۳۰

د۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کے تعلیمی وسماجی ثمرات ۶۳۷

ہ۔ تجاویز ۶۴۰

حوالہ جات وحواشی (۱۳) ۶۴۷۔۶۴۸

کتابیات ۶۴۹۔۷۰۰

شاندار شخصیت پر شاندار تحقیقی کام

میرے عزیز ترین شاگرد، ڈاکٹر محمود علی انجم نے پچھلے دو تین سالوں کے دوران تصوف اور اقبالیات کے میدانوں میں جس قدر برق رفتاری مگر مکمل سمجھداری سے انتہائی شاندار علمی و تحقیقی کارنامے انجام دیے ہیں اور وطنِ عزیز کے معتبر اہل علم و دانش اور محققین نے جس طرح مبنی بر مسرت حیرت اور تحسین و آفرین کے بے پایاں جذبات سے اُن کا سواگت کیا ہے وہ ہماری علمی و تحقیقی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ ''پیامِ مشرق کی اردو شروح و تراجم کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ''، ''نورِ عرفان (جلد اول، دوم اور سوم)''، ''تعداد آیاتِ قرآنی'' اور علامہ اقبال کے پہلے خطبے 'علم اور مذہبی تجربہ' کا اردو ترجمہ ایسی بلند پایا علمی و تحقیقی کتب ہیں کہ موجودہ اردو تحقیق میں ایسی کتابیں خال خال ہی دکھائی دیتی ہیں۔ محمود علی انجم تصوف کے میدان کا عملی راہ رو تو تھا ہی اور اب اس نے اپنی ان درخشندہ تحقیقی کتابوں کے ذریعے، اپنے آپ کو تحقیق کا مردِ میدان بھی ثابت کر دیا ہے۔

اب محمود علی انجم اپنا پی۔ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ ''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات (مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی و تنقیدی جائزہ)'' کتابی شکل میں ''ریاضِ اقبال'' کے خوبصورت نام کے ساتھ اہل فکر و دانش کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ مجھے ڈاکٹر ریاض جیسے بلند پایہ دانش ور، ثقہ محقق، مستند ماہرِ اقبالیات و اقبال شناس، جو استادوں کے استاد تھے، کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس طرح یہ بھی ہماری ادبی اور تحقیقی تاریخ کا ایک نادر و نایاب اتفاق ہے کہ میں جس کتاب پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں وہ میرے مکرم و محترم استاد کے بارے میں ہے اور اسے لکھنے والا میرا عزیز ترین شاگرد ہے۔ لہٰذا یہ سطور لکھتے ہوئے میرا دل مسرت و طمانیت کے بے پایاں جذبات سے لبریز ہے۔ اس مقالے کی تسوید میں محمود نے جس قدر کھکھیڑ اٹھائی ہے، جتنی محنت و جدوجہد کی ہے اور جس باریک بینی سے کام لیا ہے، اس کے اس خلوص اور انہماک کا میں چشم دید گواہ ہوں کیوں کہ وہ اپنی ہر کتاب کا ہر باب مشورے کے لیے اس فقیر کو ضرور دکھاتا ہے۔

محمود علی انجم نے اپنی دوسری تحقیقی کتب کی طرح اس مقالے میں بھی جس علمی مہارت، تحقیقی

چابکدستی اور تنقیدی دیانت کا مظاہرہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ڈاکٹر ریاض جیسی کوہ قامت شخصیت کی زندگی اور علمی و تحقیقی کارناموں کے تمام تر گوشے سامنے لانا اوران کی چالیس کے قریب وقیع کتب اور چارسو کے قریب مطبوعہ وغیر مطبوعہ فارسی ،اردواورانگریزی مقالات ومضامین ، جو پاکستان ،ایران اور بھارت کے مختلف جرائد اور گوشوں میں بکھرے پڑے تھے،تک رسائی حاصل کرنا،جمع کرنا، باریک بینی سے ان کا مطالعہ ومشاہدہ کرنا اور پھران سب پر تنقیدی، تحقیقی اور تجزیاتی نظر ڈالتے ہوئے ،ان کا عرق کشید کر کے قارئین کے سامنے رکھ دینا اورڈاکٹر ریاض جیسی بلند وبالا شخصیت کے مقام ومرتبے کا تعین کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر محمود علی انجم اس گھاٹی سے بھی کامیاب و بامراد گزرا ہے۔ وہ وطنِ عزیز کی ایک ایسی گراں مایہ اور باکمال علمی وادبی و تحقیقی شخصیت کے شاندار کارنامے شاندار تحقیقی انداز میں ،قوم کے سامنے لایا ہے کہ جنھیں نہ صرف یاد رکھا جائے گا بلکہ وہ اہل قوم بالخصوص نوجوان محققین کے لیے مشعلِ راہ بھی بنیں گے۔ڈاکٹر ریاض کی شخصیت بھی شاندار اوران پر ہونے والی تحقیق بھی شاندار۔آفرین اور صدمبارک باد۔

پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال
بانی وصدر بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان

حرفِ آغاز

یہ کتاب بنیادی طور پر ''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات (مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی وتنقیدی جائزہ)'' کے عنوان پر مشتمل ایک تحقیقی مقالہ ہے۔اس مقالے میں موضوعاتی مطالعے کے لیے معروف اقبال شناس ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام آثار کو دو بڑے حصوں ''اقبالیاتی ادب'' اور غیر اقبالیاتی ادب'' میں تقسیم کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے اس مقالے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی اور اسے شائع کرانے کی اجازت دی ہے۔آپ کے پیشِ نظر یہ کتاب ''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی اقبالیاتی ادب میں علمی ادبی خدمات کے تحقیقی مطالعے پر مشتمل ہے۔

فکرِ اقبال کی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔اس وقت کے مشہور معلم، نقاد، دانشور، ماہرِ زبان وادب ڈاکٹر محمد ریاض (پی ایچ ڈی فارسی) کو اس شعبہ کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کا نصاب تشکیل دیا۔ان کی نگرانی میں پاکستان میں ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع ہوا۔انھوں نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فکر وفن، فلسفہ اور تصورات ونظریات کی تعلیم وتفہیم اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اس شعبہ میں نہایت موثر اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

وہ نومبر ۱۹۹۴ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں درسی وتدریسی اور علمی وادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔وہ پاکستان کی کئی ادبی تنظیموں کے فعال رکن رہے۔اقبال اکیڈمی لاہور کے تاحیات رکن منتخب ہوئے۔انھوں نے پانچ سال یونیورسٹی آف تہران اور قریباً آٹھ سال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ سکالرز کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

انھوں نے اپنی تحقیقات کا آغاز ۱۹۶۸ء میں مقالہ نگاری سے کیا۔ انھوں نے اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی میں ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بہت سے تحقیقی مقالے لکھے اور پاکستان، انڈیا اور ایران میں منعقد ہونے والی متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کیے۔ ان

کے تحقیقی مقالے اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ایران کے شہر تہران کے مستند رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

انھوں نے محققین کی کتابوں کے تراجم بھی کیے۔ مثلاً 'اقبال اور ابن حلاج' کے ساتھ کتاب 'الطّواسین' کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا ترجمہ 'علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار' کے نام سے کیا۔ ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا 'شہپرِ جبریل' کے نام سے ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا 'یادداشت ہائے پراگندہ' کے نام سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء کے انگریزی مقالات کا اردو میں 'افکارِ اقبال' کے نام سے نہایت مہارت سے ترجمہ کیا۔

مختلف اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی موضوعات پر اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، تالیفات اور تراجم کی تعداد چالیس (۴۰) کے قریب اور مقالات ومضامین کی تعداد قریباً چارصد (۴۰۰) ہے۔ اُن کی اِن وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین بار شائع ہوئیں۔ اسی طرح ان کے تحقیقی مقالات ومضامین پاکستان اور ایران کے مستند مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔ ان کی تصانیف، تالیفات، مقالہ جات اور تراجم زبردست تاریخی، قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کے نظریات اور افکار کی تشریح کرتے وقت دوسرے اقبال شناسوں کے نقطہ نظر کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ انھوں نے علامہ اقبال کے ان فکری وفنی پہلوؤں کو متعارف کرایا اور ان نکتوں کی بھی تشریح وتوضیح کی جن کی طرف پہلے کسی اقبال شناس، محقق اور نقاد کی توجہ نہیں ہوئی۔ انھوں نے دوسرے ممالک میں علامہ اقبال کے متعلق نقطہ نظر کو پاکستان میں پڑھنے والوں تک پہنچایا۔ انھوں نے ملکی وغیر ملکی شعراء اور ادباء کے ساتھ علامہ اقبال کے روابط اور اثرات کو بھی اپنی تحریروں کا موضوع بنایا۔ مثلاً اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال اور شبلی، سعید حلیم پاشا، اقبال اور سید جمال الدین افغانی، وغیرہ۔ انھوں نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔ مثلاً علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، تازہ بتازہ نو بہ نو تراکیبِ اقبال، اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں وغیرہ۔ انھوں نے اقبال کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ ان کے دور کی بھی صحیح ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے بعض مقالات کے آخر میں دی جانے والی فہارس کتابیات سے ان کے وسیع مطالعے اور عربی، فارسی اور انگریزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا شمار ان چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم

بنانے اور اردو و فارسی زبان و ادب کی ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب میں ان کی فکری اور علمی و ادبی خدمات کی اہمیت اور ان کی افادیت کے پیشِ نظر نہایت ضروری تھا کہ ان کے عظیم علمی و ادبی سرمائے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لے کر اسے آئندہ نسلوں کو منتقل کیا جائے اور اس طرح ان کی علمی و ادبی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

اقبال کے فکر و فن اور فلسفہ پر ہونے والے کاموں میں سے ایک نہایت اہم کام ان اقبال شناس حضرات کے فکرِ اقبال پر تحقیق و تنقید پر مبنی افکار کا جائزہ لینا ہے جنھوں نے مشرقی و مغربی حکماء، مفکرین اور فلاسفہ کے افکار کی روشنی میں اپنی آراء کا اظہار کیا ہے اور مختلف جہتوں سے فکرِ اقبال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینے کے دَر کھولے ہیں۔

بہت سے اقبال شناس حضرات کی شخصیت اور افکار پر تحقیقی و تنقیدی کام ہو چکا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان اور بھارت کی مختلف جامعات میں اب تک قریباً ستر کے قریب نامور اقبال شناس حضرات کی علمی و ادبی خدمات پر تحقیقی کام ہو چکا ہے اور ان کے تحقیقی و تصنیفی کاموں کے مطالعے اور تجزیے پر مبنی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان میں آل احمد سرور، ابواللیث صدیقی، اسلوب احمد انصاری، اے ڈی نسیم، انعام الحق کوثر، اسرار احمد، جاوید اقبال، جگن ناتھ آزاد، چراغ حسن حسرت، رحیم بخش شاہین، رفیع الدین ہاشمی، شورش کاشمیری، ظہور احمد اعوان، عابد علی عابد، خلیفہ عبدالحکیم، سید عبداللہ، عشرت حسن انور، علی نہاد تارلان، غلام رسول مہر، غلام جیلانی برق، فتح محمد ملک، فرمان فتح پوری، محمد رفیع الدین، محمد عبداللہ چغتائی، محمد منور، سیّد مظفر حسین برنی، وحید اختر عشرت، اور چند ایک دیگر نامور اقبال شناس حضرات کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ فکرِ اقبال کی تعلیم و ترویج میں نمایاں کردار ادا کرنے والے ان اقبال شناس حضرات میں سے ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اہم حیثیت کے حامل ہیں۔ فکرِ اقبال کی توضیح و ترویج کے لیے کیے گئے ان کے وسیع علمی و ادبی کام کے پیشِ نظر انھیں 'مفسرِ اقبال' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع، وقیع اور نہایت قابلِ قدر علمی و ادبی کاموں کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ ان کی تمام تصانیف، تالیفات اور مقالات تک رسائی حاصل کر کے اصولِ تحقیق و تنقید کے تحت ان کا جائزہ لیا جائے اور اس تحقیق کی رُو سے فکرِ اقبال کی تفہیم و ترویج کے لیے تحقیق کے نئے تقاضے دریافت کر کے آئندہ نسل کے لیے راہِ عمل متعین کی جائے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی خواہش تھی کہ انھوں نے جو کام کیا ہے کسی طرح وہ آنے والی نسلوں کے

لیے محفوظ ہو جائے۔(۱) اس ضمن میں انھوں نے اپنے مقالات و مضامین کے کچھ مجموعے مرتب کیے۔۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۷ء کے درمیانی عرصے میں انھیں زیادہ تر ایران (تہران) میں رہنا پڑا اور نقلِ مکانی کی وجہ سے ان کے بہت سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مقالات و مضامین ان کی دسترس میں نہ رہے۔انھیں جمع و تدوین کا یہ کام کافی مشکل لگا اور وہ اپنی زندگی میں اسے مکمل نہ کر پائے۔(۲) ڈاکٹر محمد ریاض اپنے وسیع،عمیق اور جامع تحقیقی کام کی بنیاد پر پوسٹ ڈاکٹرل لیول کی ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔اس ضمن میں انھوں نے سوانحی و ادبی خاکہ (Curriculum Vitae) تیار کر لیا تھا مگر وہ ایسا نہ کر پائے اور مشیتِ ایزدی سے وفات پا گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی نہایت اعلیٰ اور گراں قدر علمی و ادبی خدمات اور قلمی نگارشات کی افادیت کے پیشِ نظر بہت سے ماہرینِ اقبالیات اور ماہرینِ زبان و ادب،صدرِ شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران،ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی دیرینہ خواہش تھی کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی نگارشات تحقیق و سند کے ساتھ آئندہ نسل کے لیے محفوظ کی جائیں اور ان کی متنوع اقبالیاتی اور اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق خدمات کا الگ الگ دائروں میں اور بالتفصیل جائزہ پیش کیا جائے۔(۳)

شعبہ اقبالیات،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے فیصلہ کیا کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے سوانح،شخصیت،آثار اور علمی خدمات کا مطالعاتِ اقبال کے حوالے سے پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے تا کہ اقبالیاتی ادب میں ان کے مقام و مرتبہ کا تعین ہو سکے اور اس تحقیق کی بنا پر آنے والے محققین اقبال کے فکر اور فلسفے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور اس میں سے نئی جہتیں اور تحقیق کے نئے راستے تلاش کر سکیں۔اس مقصد کے لیے یونیورسٹی نے بندہ عاجز کو اس موضوع پر تحقیق کا فریضہ سونپا۔

مندرجہ بالا مقاصدِ تحقیق کے پیشِ نظر،اقبالیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام علمی و ادبی خدمات کا جائزہ لینے کے لیے درج ذیل ابواب تشکیل دیے گئے:

باب اول:۔ ڈاکٹر محمد ریاض-----احوال و آثار

باب دوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

باب سوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر

باب چہارم:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات

باب پنجم :۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

باب اول، ''ڈاکٹر محمد ریاض ------ احوال و آثار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، سوانح حیات، آثار اور ہم عصر مشاہیر سے روابط کے بارے میں تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی تصانیف، تالیفات، تراجم، تبصروں، مقالات و مضامین، تعلیمی دستاویزات (تعلیمی سندات) اور دیگر دستاویزات سے مدد لی گئی ہے۔ ان کے رفقائے کار، احباب، قریبی رشتہ داروں کے انٹرویوز کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات پر لکھے گئے مقالات و مضامین کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور سند و حوالہ جات کے ساتھ حتمی نتائج سپر دِ قلم کیے گئے ہیں۔

باب دوم، ''ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' میں اقبالیاتِ ڈاکٹر محمد ریاض پر تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس باب میں اُن کی اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو کتب، تالیفات، تراجم، مقالات و مضامین اور انگریزی مقالات و مضامین پر تفصیلی، موضوعاتی جائزہ اور تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق، اردو تراجم اور تبصروں پر فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق فارسی میں لکھی گئی کتب، مقالات، مضامین اور تراجم پر تبصرہ و جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب پنجم، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: تحقیق و توضیح'' میں تمام پیش کردہ تحقیقات کی بنا پر، اساتذہ کی آرا کی روشنی میں ڈاکٹر محمد ریاض کا اقبال شناسی، اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے اور ان کی علمی و ادبی خدمات کے تعلیمی و سماجی ثمرات بیان کیے گئے ہیں۔ مقالے کے آخر پر حاصلِ تحقیق پیش کیا گیا ہے۔

تحقیق کے لیے بنیادی مآخذ پر مشتمل ساڑھے چار سو کے قریب اردو، فارسی اور انگریزی کتب، مقالات و مضامین اور تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے اور تمام ابواب میں اصولِ تحقیق کے مطابق قریباً گیارہ سو کے قریب حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ تحقیقی تقاضے پورے کرنے کے لیے بنیادی منابع و مصادر کے علاوہ قریباً ڈیڑھ سو کے قریب ثانوی مآخذ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ معتبر آن لائن ریسورز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کی کتابیات میں نشاندہی کر دی گئی ہے۔

موضوعاتی مطالعے کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام آثار کو دو بڑے حصوں ''اقبالیاتی ادب'' اور غیر اقبالیاتی ادب'' میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آپ کے زیرِ مطالعہ کتاب میں ''اقبالیاتی ادب'' پر درج ذیل عنوانات کے تحت تبصرہ و جائزہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ افکار و تصورات (علامہ اقبال کے مذہبی، فلسفیانہ، سماجی، سیاسی، تعلیمی افکار و تصورات پر مشتمل کتب اور مقالات و مضامین)

۲۔ ادبیات (علامہ اقبال کی تصانیف اور کلام کے فکری و فنی جائزے اور اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین)

۳۔ شخصیات (اقبال شناس شخصیات، اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابلی مطالعے سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین)

اسی طرح ''غیر اقبالیاتی ادب'' پر درج ذیل عنوانات کے تحت تبصرہ و جائزہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ ''مذہبی افکار و تصورات (اسلام اور مسلمان کے موضوعات پر مشتمل کتب اور مقالات و مضامین)

۳۔ ادبیات (اردو و فارسی زبان و ادب سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین)

۲۔ شخصیات (اسلامی شخصیات، اردو و فارسی شعرا، ادبا اور علما سے متعلق کتب، مقالات و مضامین)

اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے مذکورہ بالا تینوں عنوانات کے تحت مزید ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں۔ ہر ایک باب میں زیرِ مطالعہ تصانیف، مقالات، مضامین، تراجم اور تبصروں کی الف بائی فہرست، زمانی ترتیب کے لحاظ سے فہرست اور موضوعاتی فہرست دینے کے بعد موضوعاتی اور تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس مطالعے کی بنا پر شماریاتی اور لسانیاتی تجزیہ پیش کیا گیا اور حتمی نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ شماریاتی و لسانیاتی تجزیے کے لیے استعمال کیے گئے جدول کا نمونہ یہ ہے:

موضوعات	تعداد	شرح%
افکار و تصورات	۰۸	۳۲%
ادبیات (زبان و ادب)	۰۷	۲۸%
شخصیات	۰۱	۰۴%
حاصل جمع	۱۶	۶۴%

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف، تالیفات، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصروں پر تحقیقی جائزہ پیش کرتے وقت راقم الحروف نے درج ذیل طریقہ اختیار کیا ہے:

۱۔ زیرِ تبصرہ ترجمے، مقالے یا مضمون کا جامع تعارف، (تصنیف کی صورت میں) فہرست عنوانات، خلاصہ اور مفہوم، اہم مندرجات، متنی اغلاط (Text Errors)، منطقی اغلاط (Logical Errors)، طباعتی اغلاط (Printing Errors)، کتابت اور کمپوزنگ کی اغلاط (Composing Errors) کی نشاندہی بھی کردی ہے۔

۲۔ حواشی و اشاریہ کی موجودگی کو بہتر قرار دیا ہے اور ان کی افادیت اور اہمیت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ حواشی، تعلیقات اور اشاریہ وغیرہ کی کمی کو واضح کیا گیا ہے۔

۳۔ اس بات کا تعین کیا ہے کہ زیرِ جائزہ کتاب یا مقالے کا متن کس حد تک حضرت علامہ اقبال کے افکار و تصورات کی ترجمانی کرتا ہے اور اس کی افادیت اور اہمیت کا کیا معیار ہے۔

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم و تبصروں پر تحقیقی جائزے کے وقت زیرِ تبصرہ کتاب، مقالہ یا مضمون سے متعلق دیگر تمام تراجم اور تبصروں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور تقابل و موازنہ کے لیے ان سے اقتباسات دے کر تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ تصنیف، تالیف، ترجمہ و تبصرہ کے موضوع پر مزید تحقیق طلب امور کی نشاندہی کے علاوہ اس موضوع سے متعلق مزید مطالعے کے لیے دیگر منابع اور اس موضوع پر ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر ہونے والے تحقیقی کام کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے۔

۵۔ عام قارئین اور محققین کو ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ تبصرہ کتب کے مندرجات سے آگاہ کرنے کے لیے ہر ایک کتاب پر تبصرہ سے قبل فہرست مضامین بھی دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے وہ بآسانی مطلوبہ موضوع اور متن تک رسائی حاصل کرسکیں۔

۶۔ دورانِ تحقیق، راقم الحروف نے تحقیق طلب موضوعات کی نشاندہی بھی کردی ہے۔ ان موضوعات سے متعلق بآسانی نہ ملنے والی کتب کے منابع کی بھی نشاندہی کردی ہے تاکہ اہلِ تحقیق آسانی سے یہ کتابیں حاصل کرسکیں۔

۷۔ جائزہ پیش کرتے وقت اس امر کو مدنظر رکھا ہے کہ اس کی مدد سے قارئین (ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے افراد) ان تصانیف و مقالات سے بھرپور استفادہ کرسکیں اور ان کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ کا کام بھی بآسانی سرانجام دیا جاسکے۔

۸۔ راقم الحروف نے اس مقالے کی ترتیب و تحقیق کے سلسلے میں معیاری تحقیق کے مروجہ اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخی، دستاویزی اور تجزیاتی طریقہ تحقیق اختیار کرتے ہوئے تحقیقی نتائج اخذ کیے ہیں۔

۹۔ تصانیف و مقالات پر جائزہ ان کی علمی و ادبی اہمیت کے پیشِ نظر تحریر کیا گیا ہے۔دیگر تصانیف سے تقابل وجائزہ کی وجہ سے ان میں یکساں طوالت قائم نہیں کی جا سکی۔(۴)

ایم فل اقبالیات کے بعد پی ایچ ڈی اقبالیات میں بھی داخلہ،تعلیم،کورس ورک میں کامیابی اوراس مقالے کی کامیابی سے تکمیل کے سلسلے میں میری طرف سے شکریہ کے سب سے زیادہ حق دار میرے استادِ محترم،صدر شعبہ اقبالیات، ڈاکٹر پروفیسر شاہد اقبال کامران ہیں جن کی شفقت و رہنمائی کی بدولت میں اس ادھیڑ عمری میں بھی سلسلۂ تعلیم جاری رکھ سکا اور اپنا یہ کام مکمل کر پایا۔ ڈاکٹر اکرم صاحب اور شعبہ اقبالیات کے اسٹاف نے بھی بھرپور تعاون سے حوصلہ افزائی کی اور ہر ممکن مدد کی۔اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

میرے نگران پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی نے تحقیق کی اس پُر خار وادی میں ہر قدم پر میری بھرپور رہنمائی اور مدد فرمائی۔آپ نے راقم الحروف میں تحقیقی وتنقیدی شعور پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور شبانہ روز محنت سے اس مقالے کو زیادہ بہتر اور قابلِ قبول بنایا۔اس ضمن میں اپنے محترم استاد ڈاکٹر پروفیسر شاہد اقبال کامران کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے اس قدر باریک بین، عالم فاضل اور اتنے اعلیٰ درجے کے محقق ونقاد کی سرپرستی میں مقالہ تحریر کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی سے جب بھی رابطہ ہوا تو انھوں نے مجھے بروقت مقالہ مکمل کرنے کی تاکید فرمائی اور نہایت اچھے الفاظ اور اچھے انداز سے مدد، رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی خوشیاں نصیب فرمائے۔(آمین)

پیشِ نظر مقالے کی تیاری کے دوران بہت سے علم دوست، مہربان اور مشفق اساتذہ، سکالرز، ڈاکٹر محمد ریاض کے رفقائے کار، احباب، اعزہ واقربا نے بھرپور تعاون کیا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر افضال احمد انور، پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر طاہرہ انجم، ڈاکٹر مسرت پروین نیلم، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر پروفیسر

مظفر علی کشمیری، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر (یونیورسٹی آف تہران) مس شکیلہ رفیق، پروفیسر منیر احمد یزدانی، جناب طارق جاوید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزندان (حاجی محمد ضیاء، ظفر احمد، آفتاب احمد ستی، پرتاب احمد)، ان کی دختر نوشین افتخار، نواسے عثمان افتخار، پوتی کرن آفتاب

اپنے والدین (حاجی محمد یٰسین و بیگم ثریا یٰسین) کا خصوصاً شکرگزار ہوں جن کی محبت، شفقت، دعاؤں اور تعلیم و تربیت کی بدولت علم و ادب کے راستے پر چلنے اور تحقیق کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی۔

میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹی (عروج فاطمہ) نے دورانِ تحقیق میرے آرام و سکون کا خصوصی خیال رکھا اور میرے حصے کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر مجھے فرصت کے لمحات حاصل کرنے میں مدد دی جن میں، میں یہ کام مکمل کر پایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں شاد و آباد رکھے۔

بندہ عاجز نہایت انکساری سے یہ تحقیقی مقالہ اہلِ علم اور علم دوست حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور اپنی مزید اصلاح کے لیے ان کی قیمتی آرا اور رہنمائی کا منتظر اور طالبِ دعا ہے۔

ڈاکٹر محمود علی انجم
پی ایچ ڈی اقبالیات

30 ستمبر 2017ء

باب اول:۔

ڈاکٹر محمد ریاض------احوال و آثار

پیدائش:۔

ڈاکٹر محمد ریاض ۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو مری کے نزدیک ایک گاؤں گہل سوارسی سیداں میں پیدا ہوئے۔(۱)

آباؤاجداد:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے آباؤاجداد کا تعلق ستی قوم سے تھا اور وہ کشمیر سے ہجرت کر کے مری کے چھوٹے سے گاؤں گہل میں آباد ہو گئے تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے پردادا کا نام شیرخان اور دادا کا نام سمندر خان تھا۔سمندر خان چھوٹا موٹا کاروبار کرتے تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے والد محترم ولی دادخان فوج میں حوالدار تھے۔ان کی والدہ کا نام اکبر جان تھا جو نہایت دین دار اور پابند صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں۔(۲)

ڈاکٹر محمد ریاض

(۴ مارچ ۱۹۳۵ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء)

شیردل خان

|

سمندر خان

|

ولی داد خان

|

محمد ریاض

محمد ضیاء — ظفر احمد — نوشین افتخار — آفتاب احمد — تراب احمد

بچپن:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا سادہ، دین دار گھرانے سے تعلق تھا۔ان کے والدین نے ان کی ابتدائی زندگی کی تعلیم میں اہم کردار ادا کیا۔انھوں نے انھیں نہایت محبت اور شفقت سے ابتدائی دینی تعلیم دی۔

شادی:۔

۱۹۵۳ء میں جب ڈاکٹر محمد ریاض جماعت نہم کے طالب علم تھے ان کی شادی ان کی پھوپھی کی بیٹی زینب جان سے کردی گئی۔زینب جان نہایت سلیقہ شعار، دیندار، متقی اور پرہیز گار خاتون تھیں۔انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کو گھریلو آرام وسکون مہیا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ان کی فرمان برداری، اطاعت گزاری اور خدمت گزاری ڈاکٹر محمد ریاض کے بلند عزائم کے لیے مہمیز ثابت ہوئی۔انھوں نے پہلے سے بھی زیادہ محنت اور ہمت سے تعلیم حاصل کرنا شروع کردی۔

تحصیلِ علم اور حصولِ روزگار:۔

ابتدائی تعلیم کے بعد انھیں ۱۹۴۲ء میں قریباً سات سال کی عمر میں پرائمری سکول گہل میں داخل کرادیا گیا۔۱۹۴۷ء میں انھوں نے اردو، فارسی، انگریزی، ریاضی، جغرافیہ اور تاریخ کے مضامین میں پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا۔پانچویں جماعت میں ان کے استادوں میں خان زمان، روشن اور سلطان اکبر شامل تھے۔انھوں نے ۱۹۵۲ء میں ڈی۔بی ماڈل سکول گلہری گلی، لوئر گہل سوراسی سے اردو، ریاضی، تاریخ وجغرافیہ، انگریزی، دینیات، روزمرہ سائنس اور فارسی میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔لوئر گہل سوراسی مری سے کافی فاصلے پر واقع ہے۔وہ روزانہ پیدل سکول آتے اور جاتے تھے۔انھوں نے بچپن میں ہی اردو، انگریزی، دینیات اور فارسی کے مضامین میں خصوصی دلچسپی لینا شروع کردی تھی۔انھوں نے ۱۹۵۴ء میں گورنمنٹ ہائی سکول مری سے یونیورسٹی آف دی پنجاب کے زیرِ انتظام منعقد ہونے والا میٹرک کا امتحان پاس کیا۔۱۹۵۵ء میں انھوں نے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، پنجاب سے فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فاضل فارسی اور ثانوی درجہ تک کی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں رہائش کے دوران ہی مکمل کر لی تھی۔دورانِ تعلیم انھیں محنتی اور مخلص اساتذہ کی سرپرستی نصیب ہوئی۔یہاں تعلیم کے دوران وہ اپنے استاد پروفیسر کرم حیدری سے بہت متاثر ہوئے۔پروفیسر کرم حیدری ۱۹۴۴ء تا ۱۹۵۵ء گورنمنٹ ہائی سکول مری میں ہیڈ ماسٹر رہے۔پروفیسر کرم حیدری اردو اور

پنجابی کے نامور شاعر تھے۔ انھوں نے اردو و پوٹھوہاری زبان و ادب، علامہ اقبال، قائداعظم اور برصغیر کی تحریکِ آزادی پر کئی کتب لکھیں۔ انھوں نے اپنے ہونہار، لائق اور محنتی شاگرد ڈاکٹر محمد ریاض میں حُبِ ملی، حُبِّ وطن اور اقبال و قائداعظم سے فکری و قلبی وابستگی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔(۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کا ستی قبیلہ سے تعلق ہے۔ پروفیسر کرم حیدری اپنی مشہور تصنیف ''داستانِ مری'' میں اس قبیلے کے افراد کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ستی قبیلہ کے افراد بڑے بہادر، مستقل مزاج اور اپنی ہٹ کے پکے ہیں۔ سیاسی معاملات میں وہ دوسرے کوہستانی قبائل کے مقابلے میں کہیں زیادہ اَنا پسند ہیں بلکہ جب معاملہ ان کے اور دوسرے قبائل کے افراد کے درمیان ہو تو ہر حالت میں اپنے قبیلے کے افراد کا ساتھ دیتے ہیں۔ انگریزوں کے دور میں فوجی ملازمت میں بڑے شوق سے جاتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان کے شوق میں اضافہ ہوا ہے۔''(۴)

ڈاکٹر محمد ریاض کے نسبی کوائف اور سوانحِ حیات کا مطالعہ کریں تو ان کی شخصیت اور دیگر افرادِ خانہ میں ستی قبیلے کے متذکرہ بالا اوصاف کا عکس نظر آتا ہے۔ ان کے والد ماجد ولی دادا خان فوج میں حوالدار تھے۔ ان کے بھائی محمد اسحاق خان نے بھی فوج میں بطور حوالدار خدمات سرانجام دیں۔ ان کے بیٹے تراب احمد محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی زندگی بھر کی علمی و ادبی جدوجہد اور نمایاں کارکردگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ باہمت، محنتی اور مستقل مزاج انسان تھے۔ ان امور سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے اپنے فطری اوصاف کی آبیاری کی اور اپنی فطری و اکتسابی صلاحیتوں کی بدولت نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اسی حوالے سے پروفیسر کرم حیدری اپنے ہونہار شاگرد کو دادِ تحسین دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ عجیب اتفاق ہے کہ مری تحصیل کے اولین پی ایچ ڈی ڈاکٹر محمد ریاض بھی مری کے دور افتادہ پتھریلے علاقے گہل کے رہنے والے ہیں۔ وہ فارسی ادب کے فاضل اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی ذات نے ثابت کر دیا ہے کہ جس مٹی سے تلواریں اگتی ہیں، اسی سے قلم بھی اگتے ہیں۔''(۵)

کسی انسان کی شخصیت کی تعمیر اور اس کی نفسیات کی تشکیل میں اس کا خاندان، ماحول اور اساتذہ نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پہاڑی اور صحرائی علاقوں کے لوگ سخت جان اور بلند ہمت ہوتے ہیں اور وہ غیر معمولی اور حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی فطرتی صلاحیتیں

رکھتے ہیں، بشرطیکہ وہ اس بات کا عزم کرلیں اور مصروف بہ عمل ہو جائیں۔ علامہ اقبال نے اس فطرتی امر کا اس طرح سے ذکر فرمایا ہے ۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

(۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کے دیرینہ رفیق اور یونیورسٹی آف تہران میں پی ایچ ڈی کی تعلیم میں ان کے ساتھی ڈاکٹر صابر آفاقی، انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''میری نظر میں کوہسار مری نے علم وادب کے حوالے سے چار بڑے آدمی پیدا کیے ہیں۔ شاعری میں جناب کرم حیدری، ڈرامے میں حمید کاشمیری، افسانے میں لطیف کاشمیری اور تحقیق میں ڈاکٹر محمد ریاض۔ ڈاکٹر مرحوم تحقیق کے مردِ میدان تھے۔ وہ جتنے بڑے عالم و محقق تھے، اتنے ہی بڑے انسان دوست اور دوست پرور تھے۔ تہران میں میرا اور ان کا ایک سال ساتھ رہا۔ ایران کے بڑے بڑے دانشمند انھیں خوب جانتے تھے......''۔(۷)

ڈاکٹر محمد ریاض بہتر تعلیم و روزگار کے حصول کے لیے اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لے گئے جہاں ان کے والد بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ وہاں وہ نیوی میں سول کلرک بھرتی ہوگئے۔ اس دوران انھوں نے ڈاکیارڈ میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ انھوں نے نرسری پر ایک مختصر سے حجرے میں بھی رہائش رکھی۔ (۸)

کراچی میں رہائش پذیر ہونے اور بطور کلرک ملازمت کرنے کے دوران بھی ڈاکٹر محمد ریاض نے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ انھوں نے ۱۹۵۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ دوم میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ مذہبی تعلیم، انگریزی اور اردو لازمی مضامین تھے جبکہ معاشیات، فارسی اور اسلامیات اختیاری مضامین تھے۔ ۱۹۶۱ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ دوم میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ بی اے میں لازمی مضامین مذہبی تعلیم، انگریزی اور اردو کے علاوہ ان کے اختیاری مضامین فارسی اور معاشیات تھے۔ ۱۹۶۲ء میں انھوں نے سنٹرل گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج، ناظم آباد کراچی سے یونیورسٹی آف کراچی کے تحت بی ایڈ کیا۔ ۱۹۶۴ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ اول میں ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے درجہ دوم میں ایم اے اردو کا امتحان پاس کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۶۵ء میں حکومتِ ایران کے وظیفے پر پی ایچ ڈی فارسی کے لیے تہران یونیورسٹی چلے گئے۔ وہاں سے انھوں نے ۱۹۶۸ء/۱۳۴۷ھ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے تحقیقی مقالے کا عنوان ''احوال و آثار سید علی ہمدانی مع شش رسالہ از وی'' تھا، ڈاکٹر حسن منو چہران کے نگرانِ تحقیق تھے۔ تہران میں اپنے چار سالہ (۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۹ء) قیام کے دوران انھوں نے اپنے اساتذہ ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر جعفر محجوب، ڈاکٹر شہیدی، ڈاکٹر حسین نصر، ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا سے بھرپور اکتساب کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی پی ایچ ڈی کی کلاس ۲۰ ریسرچ سکالرز پر مشتمل تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی بولنے اور لکھنے میں ان سب سے بہتر تھے۔ مقالہ کے زبانی امتحان میں انھوں نے نہایت متانت اور خود اعتمادی کے ساتھ تمام سوالات کے جوابات دیے۔ ان کے نگران ڈاکٹر محمد حسن منوچہر نے ان کے مقالہ کی امتیازی حیثیت تسلیم کی اور اعلیٰ کارکردگی پر ڈاکٹر محمد ریاض کی تعریف کی۔(۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کی تعلیمی اسناد کے جائزے سے ان کی مڈل تا پی ایچ ڈی کے تعلیمی سفر سے متعلق درج ذیل کوائف علم میں آئے ہیں:

امتحان	تعلیمی ادارہ	امتحانی ادارہ	سالِ تکمیل	درجہ
پنجم	گورنمنٹ پرائمری سکول، گہل	محکمہ تعلیم پنجاب	۱۹۴۷ء	نامعلوم
مڈل	ڈی بی ماڈل سکول، گلہرہ گلی	محکمہ تعلیم پنجاب	۱۹۵۲ء	اول
میٹرک	گورنمنٹ سکول، مری	یونیورسٹی آف پنجاب	۱۹۵۴ء	اول
منشی فاضل فارسی	×	پنجاب بورڈ	۱۹۵۵ء	دوم
انٹرمیڈیٹ	اردو کالج، کراچی	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۵۹ء	دوم
بی اے	اردو کالج، کراچی	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۰۔۶۱ء	دوم
بی ایڈ	ٹیچرز ٹریننگ، کالج	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۲ء	ا۔دوم، ۲۔سوم
ایم اے فارسی	×	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۴ء	اول
ایم اے اردو	×	یونیورسٹی آف کراچی	۱۹۶۹ء/۱۹۶۵ء	دوم
پی ایچ ڈی فارسی	دانش گاہ تہران	دانش گاہ تہران	۱۹۶۸ء	(۱۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کی ۱۹۵۳ء میں شادی ہوئی تھی۔ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں میٹرک کا امتحان

پاس کیا۔اس کے بعد انھوں نے ۱۹۵۵ء میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا جس سے ان کی فارسی زبان میں دلچسپی اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا پتا چلتا ہے کہ وہ تعلیم کو بطور پیشہ اختیار کرنا چاہتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انھیں ۶ جون ۱۹۵۵ء کو ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام محمد ضیاء رکھا گیا۔ان کے ڈومیسائل کے مطابق وہ ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو کراچی پہنچے اور نیوی میں سول کلرک بھرتی ہو گئے۔ان کا سلسلہ تعلیم عارضی طور پر رک گیا کیونکہ والدین، بیوی اور بچے کی کفالت کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے وہ زیادہ وقت فکرِ معاش میں مصروف بہ عمل رہے۔وہ کراچی میں ۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۵ء مقیم رہے۔کراچی آمد کے قریباً تین چار سال بعد انھوں نے دوبارہ حصولِ تعلیم کی طرف توجہ کی اور ۱۹۵۹ء میں انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔اس کے بعد وہ بغیر رُکے تعلیمی مراحل طے کرتے چلے گئے اور ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۹ء بی اے، بی ایڈ، ایم اے فارسی، ایم اے اردو اور پی ایچ ڈی فارسی کی تعلیم مکمل کر لی۔تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ انھیں بہتر روزگار کے وسائل بھی میسر آتے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ایس ای ٹیچر (S.E.T) کی حیثیت سے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز گورنمنٹ سیکنڈری سکول لیاری، کراچی سے کیا جہاں وہ بطور معلم ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔۱۹۶۳ء میں وہ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی میں تعینات ہوئے جہاں ۱۹۶۵ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔۱۹۶۵ء میں وہ پی ایچ ڈی کے لیے تہران تشریف لے گئے۔ ۱۹۶۹ء میں ایران سے واپس آئے تو دوبارہ ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں تعینات ہوئے۔ان کی تعلیمی قابلیت کی بنا پر نومبر ۱۹۶۹ء میں انھیں گورنمنٹ کامرس کالج، کراچی میں بطور اردو لیکچرار تعینات کیا گیا۔انھوں نے یہاں نومبر ۱۹۷۰ء تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو وہ اسلام آباد آ گئے اور ۱۹۷۱ء میں فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا میں فارسی کے استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے لگے۔ڈاکٹر محمد ریاض، ان کے دوست ڈاکٹر محمد صدیق شبلی اور پروفیسر نظیر صدیقی پبلک سروس کمیشن کے منتخب امیدوار کی حیثیت سے فیڈرل کالج برائے طلبہ میں تعینات ہوئے تھے۔ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی اور پروفیسر نظیر صدیقی اردو لیکچرار اور ڈاکٹر محمد ریاض فارسی کے لیکچرار مقرر ہوئے تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض ستمبر ۱۹۷۲ء میں ڈیپوٹیشن پر تہران یونیورسٹی چلے گئے جہاں وہ ستمبر ۱۹۷۷ء تک پوسٹ گریجویٹ کلاسوں کو مطالعہ پاکستان اور اردو پڑھاتے رہے۔ اس پانچ سالہ مدت میں انھیں پاکستان میں یکم جون ۱۹۷۴ء کو اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ایران سے واپسی وہ گورنمنٹ کالج ایچ ۔۸، اسلام آباد میں قائم مقام پرنسپل

کے عہدے پر فائز ہوئے اور یہاں اگست ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۷۷ء کو علامہ اقبال کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر پیپلز اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے نام سے منسوب کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبہ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں ہی ڈاکٹر محمد ریاض بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات سے منسلک ہوگئے۔ اسی سال انھیں صدرِ شعبہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۸۶ء کو وہ ترقی پا کر پروفیسر بن گئے۔ انھوں نے ۱۹۸۱ء سے ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء تک قریباً چودہ سال تک بطور صدرِ شعبہ، اقبالیات اور اردو و فارسی زبان و ادب کی تعلیم و ترویج اور ترقی کے لیے نہایت اعلیٰ و گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ (۱۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام تعلیمی اداروں میں بحیثیت محنتی، ذہین اور مؤدب شاگرد کے اپنی حیثیت منوائی جس کے نتیجے میں انھوں نے جن اداروں سے تعلیم حاصل کی وہاں تدریسی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اور گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس کراچی میں بطور انسٹرکٹر/ لیکچرر کام کیا۔ کچھ عرصہ فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبرا، اسلام آباد میں بطور لیکچرار /اسسٹنٹ پروفیسر رہے۔ اس دوران تقریباً پانچ سال تک تہران یونیورسٹی میں اردو اور پاکستان سٹڈیز کے تدریسی فرائض انجام دیے۔ واپسی پر فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبرا، اسلام آباد میں بحیثیت پرنسپل عہدہ سنبھالا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی کردار سازی میں ان کے اساتذہ پروفیسر کرم حیدری اور پروفیسر عبد الرشید فاضل نے خصوصی کردار ادا کیا۔ مقبول الٰہی اپنے مضمون ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات'' میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے اساتذہ میں مرحوم پروفیسر کرم حیدری اور عبد الرشید فاضل سے بہت متاثر تھے۔ (۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے میٹرک میں پروفیسر کرم حیدری سے تعلیم حاصل کی تھی جو ان دنوں گورنمنٹ ہائی سکول مری میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ پروفیسر کرم حیدری تمام مضامین پڑھاتے تھے۔ وہ ماہر زبان و ادب اور اقبال شناس تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو کراچی میں معروف ماہر زبان و ادب اور اقبال شناس پروفیسر عبد الرشید فاضل کی تعلیم و تربیت میسر آئی۔ پروفیسر کرم حیدری اور پروفیسر عبد الرشید فاضل نے ڈاکٹر محمد ریاض میں اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبال شناسی کا نہایت اعلیٰ ذوق پیدا کیا۔ یہی اعلیٰ ذوق

انھیں ایران لے گیا۔ جہاں یونیورسٹی آف تہران میں انھیں ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر جعفر محجوب، ڈاکٹر شہیدی، ڈاکٹر نصر حسین نصر اور ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا سے کسبِ علم کا موقع ملا۔ اپنے اساتذہ کی ہم نشینی و رہنمائی اور شبانہ روز محنت کی بدولت ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان وادب پر عبور حاصل کرلیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی نگارشات اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی فارسی ریسرچ ورک کے نگران اور استاد ڈاکٹر حسن منوچہر نے ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کی جامعیت کا خصوصی طور پر اعتراف کیا اور انھوں نے مقالہ کے زبانی امتحان کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

''یونیورسٹی نے کوئی امتیاز مقرر نہیں کیا، ورنہ ہم ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالہ کو ممتاز قرار دیتے..... ''(۱۳)

پروفیسر عبدالرشید فاضل نے ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' (۱۹۷۷ء) کے ''پیش لفظ'' میں ان کی نہایت اعلیٰ اور گراں قدر علمی وادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

''اس وقت اپنی فطری یا اکتسابی صلاحیتوں سے کام لے کر جو لوگ ملک وقوم کے علمی سرمایے میں گراں قدر اضافہ کر رہے ہیں انھیں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض بھی ہیں۔ یہ جواں سال پروفیسر تہران یونیورسٹی کے فارسی زبان وادب کے پی ایچ ڈی ہیں اور اس حسنِ اتفاق بلکہ تائید ایزدی دیکھیے کہ جس یونیورسٹی سے انھوں نے یہ اعلیٰ سند حاصل کی ہے آج اسی میں پروفیسر کی حیثیت سے درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ریاض صاحب نے جس محنت، دماغ سوزی اور لگن کے ساتھ اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ (Thesis) تیار کیا تھا، اسی کوشش وکاوش اور دلچسپی کے ساتھ وہ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی تحقیقی کام میں مصروف ہیں اور دسیوں گراں اُرز مقالے لکھ چکے ہیں جن میں سے بعض کا حوالہ خود انھوں نے اپنے اس مقالے کے حواشی میں جابجا دیا ہے۔ بلکہ ڈگری لینے سے بھی بہت پہلے کالج اور یونیورسٹی کے زمانۂ طالب علمی ہی سے ان کے جوہر نمایاں ہونے شروع ہوگئے تھے۔ چنانچہ ان کے اس زمانے کے مضامین بھی ملک کے مشہور رسائل واخبارات کی زینت بنتے اور صاحبانِ علم وادب سے خراجِ تحسین حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور یہ باتیں دلیل ہیں اس امر کی کہ ریاض صاحب کو یہ ذوق قدرت کی طرف سے ملا ہے اور ان کے علمی ماحول نے جس میں وہ بڑھے اور پروان چڑھے ہیں، ان کے اس ذوق کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ ریاض صاحب کے اشہب خامہ نے کسی خاص موضوع کے حدود ہی میں اپنی جولانی نہیں دکھائی ہے بلکہ علم وادب کے گوناگوں موضوعات کے وسیع

میدانوں کو اپنی جولاں گاہ بنایا ہے۔ البتہ اقبال کا جو وسیع مطالعہ کیا ہے اور ان کے فکر و فن اور فلسفہ و تعلیمات پر جو کچھ لکھ چکے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے اگر ان کو ماہرینِ اقبالیات میں شمار کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔'' (۱۴)

ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۱۴ سال (۱۹۸۰ تا نومبر ۱۹۹۴ء) صدر شعبہ اقبالیات کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۷ء میں اس وقت کے وائس چانسلر ڈاکٹر غلام علی الانا کی تحریک پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے ایم فل کی سطح کا تعلیمی پروگرام شروع کیا جس کے تحت شعبہ اقبالیات میں بھی ایم فل پروگرام کا اجراء ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے وسیع علم اور علمی و تدریسی تجربے کی بنا پر ایم فل اقبالیات کا پروگرام مرتب کیا اور آخری دم تک یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ چلاتے رہے۔ انھوں نے ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء تک ۱۲ طلبہ کے نگرانِ تحقیق کے فرائض انجام دیے۔ ان کے ان طلبہ میں سے اکثر نے بعد میں بھی سلسلہ تعلیم جاری رکھا اور پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ علمی و تحقیقی دنیا میں اہم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، ڈاکٹر محمد اکرم، ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم اور بہت سے دیگر نامور سکالرز اور ماہرین زبان و ادب کا شمار ان کے ہونہار شاگردوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۸۳ء میں بحیثیت استاد زبانِ فارسی خانہ فرہنگ ایران، راولپنڈی میں فارسی کی تعلیم دینا شروع کی اور یہ سلسلہ برسوں جاری رہا۔ ان کے بہت سے طلبا اور طالبات پاکستان کی مختلف درسگاہوں میں تدریسِ فارسی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ (۱۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا اپنے شاگردوں کے ساتھ رویہ دوستانہ اور شفقت بھرا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں کی صلاحیتیں اجاگر کرنے اور انھیں نمو دینے کے لیے بھرپور کوشش کرتے تھے۔ ان کے شاگرد بلا روک ٹوک جب چاہتے ان سے مل لیتے تھے۔ وہ ایک مشفق اور مثالی استاد تھے۔ وہ اعلیٰ علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی ذوق رکھتے تھے اور انتھک محنت کرنے کے عادی تھے۔ انھوں نے اپنے شاگردوں میں بھی یہ صفات پیدا کر دیں۔ انھوں نے اپنے شاگردوں کے ساتھ محبت، خلوص، بے تکلفی، باہمی اعتماد، بھرپور رواداری، مدد اور تعاون کا رشتہ استوار کیا۔ انھوں نے محبت و خلوص سے اپنے شاگردوں کی شخصیت سازی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آج ان کے شاگرد اپنے تعلیمی اداروں میں یہی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ ذہن و قلبِ ریاض سے ملنے والی روشنی سے لاعلمی و جہالت کے اندھیرے دور کر رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے چراغِ ہدایت روشن کرتے چلے

جا رہے ہیں۔(۱۶)

ڈاکٹر محمد ریاض (۴ مارچ ۱۹۳۵ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) نے ۵۹ سال ۸ ماہ ۱۴ دن کی حیاتِ کے قریباً ۲۰ سال (۱۹۳۵ء تا ۱۹۵۵ء) اپنے آبائی گاؤں گہل میں، قریباً ۱۲ سال (۱۹۵۵ء تا ۱۹۶۵ء/ ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۰ء) کراچی میں، قریباً ۹ سال (۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۹ء/ ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء) ایران میں اور قریباً ۱۸ سال (۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۲ء/ ۱۹۷۸ء تا ۱۹۹۴ء) اسلام آباد و راولپنڈی میں گزارے۔ انھوں نے قریباً ۹ سال کی عمر میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور مسلسل ۲۵ سال باقاعدہ (پرائیویٹ و ریگولر سطح پر) یہ سلسلہ جاری رہا۔ انھوں نے ۱۹۶۰ء میں پڑھانا شروع کیا اور ریسرچ کے ۵ سال چھوڑ کر باقی تمام عرصہ سلسلہ تدریس بھی جاری رکھا۔ اس طرح انھوں نے پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد بھی تاحیات مطالعہ، تعلیم اور تحقیق کا کام جاری رکھا۔ انھوں نے ۱۹۵۵ء میں قریباً ۲۰ سال کی عمر میں پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز کیا اور تا دمِ آخریں (قریباً ۳۹ سال) کسبِ رزق حلال کے عمل میں مصروف رہے۔ تعلیم و تدریس کے باقاعدہ سلسلے کے علاوہ وہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک مختلف علمی و ادبی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔ جب بھی موقع ملتا وہ اپنے علاقے کی لائبریریوں میں چلے جاتے اور مطالعہ و تحقیق میں مشغول رہتے۔ وہ ادبی شخصیات سے ملاقات اور ان سے تبادلہ خیال کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔(۱۷)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف دو چیزوں (اور دو شخصوں) میں رشک کرنا اچھا ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو نیکی کے راستے میں خرچ کرتا ہو...... اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے (علم اور) حکمت سے نوازا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے۔''(۱۸)

ہمارا دین ہمیں ماں کی گود سے لے کر قبر (آخری سانس) تک علم حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ علم سے انسان کا عمل درست ہوتا ہے۔ اس لیے دین اسلام کے مطابق ہر مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لیے علم حاصل کرتا اور اس پر عمل کرتا رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تربیت کو اپنی بعثت کا مقصد قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''میں اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں'' ان دونوں روایات سے تعلیم اور اخلاقی تربیت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنی مختصر زندگی اور اس کے دائمی و ابدی نتائج کے حامل مقصد پر غور و فکر کرے تو اسے اس ارشاد مبارک کا مفہوم اچھی طرح سمجھ آ جائے کہ وہ شخص ہلاک ہو گیا جس کے دو دن ایک

جیسے گزرے، یعنی ہر آنے والا دن علم اور عمل کے لحاظ سے بہتر ہونا چاہیے۔ ہر روز انسان کا اللہ تعالیٰ سے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور اپنے آپ سے رشتہ اور تعلق بہتر سے بہتر ہونا چاہیے۔ افضل انسان وہی ہے جس کے اخلاق بہتر ہوں، جو مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے، جو ہمہ وقتی معلم بھی ہو اور متعلم بھی۔ مندرجہ بالا ارشاداتِ نبوی ﷺ کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض ایک کامیاب متعلم اور معلم تھے۔ وہ تادمِ آخر مصروف بہ عمل رہے۔ وہ ''مہد سے لحد تک علم حاصل کرو'' کے حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ وہ آخری سانس تک علمی و ادبی شجر سایہ دار لگاتے رہے۔ انھوں نے اہلِ علم و ادب، اپنے اساتذہ، شاگردوں، احباب اور رفقائے کار سے انسان دوستی اور علم دوستی کا رشتہ خوب نبھایا۔ وہ تاحیات ایک چمنستان کی طرح تازہ بتازہ، نوبنو پھولوں کی خوشبو بکھیرتے رہے اور کئی گلستان آباد کر گئے۔ ان کی علمی و ادبی نگارشات قطبی ستارے کی مانند، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کے میدانوں میں ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے، اہلِ ہمت افراد کے لیے رہنمائی کا کام دے رہی ہیں اور بفضلِ تعالیٰ رہنما بنی رہیں گی۔

اولاد:۔

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر محمد ریاض کو ایک بیٹی اور پانچ بیٹے عطا فرمائے جن کے بلحاظ عمر، ترتیب وار نام درج ذیل ہیں:

۱۔ محمد ضیاء (۶ جون ۱۹۵۵ء) ۲۔ ظفر احمد (۸ فروری ۱۹۶۱ء)

۳۔ نوشین افتخار (۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء) ۴۔ آفتاب احمد (۱۱ اپریل ۱۹۶۷ء)

۵۔ تراب احمد (۲۴ اگست ۱۹۷۲ء) ۶۔ بلال احمد (۱۹۷۳ء)

ڈاکٹر محمد ریاض کا سب سے چھوٹا بیٹا ''بلال احمد'' نومولودگی کی عمر میں ہی وفات پا گیا تھا۔

علمی و ادبی اور پیشہ وارانہ مصروفیات کے باوجود ڈاکٹر محمد ریاض نے بھرپور عائلی زندگی بسر کی۔ انھوں نے اپنی بہت زیادہ مصروفیات سے قطع نظر اپنے والدین اور اہل و عیال کو تمام ضروریاتِ زندگی احسن طریقے سے مہیا کیں۔ انھوں نے ہر طرح سے ان کے آرام و سکون کا خیال رکھا۔ انھوں نے کراچی، ایران اور اسلام آباد میں قیام کے دوران اپنے اہل و عیال کو اپنے ساتھ رکھا۔ جب وہ یونیورسٹی آف تہران پی ایچ ڈی ریسرچ ورک کے لیے گئے تو انھوں نے پاکستان میں اپنے اہلِ خانہ سے باقاعدہ رابطہ رکھا۔ انھیں باقاعدہ نان نفقہ مہیا کرتے رہے اور اس دوران وہ ایک بار اپنے اہلِ و عیال کی خیریت دریافت کرنے واپس پاکستان بھی آئے۔ دوبارہ

جب وہ پانچ سال (۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء کے عرصے) کے لیے ایران گئے تو ۱۹۷۳ء میں واپس پاکستان آئے اور اپنے اہل وعیال کو اپنے ساتھ ایران لے جانے کے لیے دستاویزات مکمل کر کے انھیں بھی ایران لے گئے۔(۱۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کے بیٹے، بیٹی اور آگے ان سب کی اولاد بھی ڈاکٹر محمد ریاض سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور دل سے ان کا احترام کرتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے بیٹے حاجی محمد ضیاء نے ان کے عمومی رویے کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا:

> ''والد محترم! نہایت خوش طبع انسان تھے۔گھر کا ماحول خوشگوار رکھتے تھے۔انھوں نے ہمارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا۔ ہر ایک کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔ان کا رویہ مثالی تھا۔ وہ ہم سب پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ ہماری ہر طرح کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرتے تھے۔ان کے ہوتے ہوئے ہم نے کبھی تنگ دستی نہیں دیکھی۔ وہ منکسر المزاج تھے۔ صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔خوش خوراک تھے۔اچھا کھانے اور کھلانے کا شوق رکھتے تھے۔ انھوں نے جان لیوا بیماری کا بہت ہمت اور صبر سے مقابلہ کیا۔کبھی بھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ وہ شدید بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ وتحقیق کے کاموں میں مصروف رہے۔میں نے انھیں کبھی فارغ نہیں دیکھا۔فضول بات نہیں کرتے تھے۔علامہ اقبال سے عشق کرتے تھے۔ان کے ذکر پر آب دیدہ ہو جاتے تھے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کی بیٹی نوشین افتخار نے ان کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

> ''میرے والد بہت اچھے مزاج کے مالک تھے۔ وہ ہم سب سے اور اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ ان کا رویہ بہت پیارا اور مشفقانہ تھا۔ وہ ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔نماز کے پابند تھے۔چھٹی کے روز زیادہ دیر تک تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔وہ نبی کریم ﷺ اور علامہ اقبال سے بہت محبت رکھتے تھے۔ان کے ذکر کے وقت آبدیدہ ہو جاتے تھے۔انھیں کلامِ اقبال زبانی یاد تھا۔اکثر محفلوں میں کلامِ اقبال سناتے تھے۔ انھیں جب جگر کی تکلیف لاحق ہوئی اور قریباً بارہ سال بیمار رہے تو اس عرصے میں شدید بیماری کے ایام میں بھی زیادہ تر مطالعہ، تحقیق اور تحریر کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔وہ تا دمِ آخریں شدید بیماری کے باوجود علمی وادبی اور تدریسی سرگرمیوں میں مشغول رہے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کے بیٹے تراب احمد ستی نے اپنے والد کی شخصیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''والد محترم کی وفات کے وقت میری عمر اکیس سال تھی۔ جب وہ بیمار ہوئے تو میری عمر نو سال تھی۔ میں نے ان کی بیماری کا عرصہ دیکھا ہے۔ انھوں نے بہت ہمت، صبر اور بردباری سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ وہ عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ علامہ اقبال سے بھی بہت عشق کرتے تھے۔ وہ اکثر عشقِ رسول ﷺ کے سلسلے میں علامہ اقبال کے اشعار پڑھ کر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ انھیں علامہ اقبال کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ نہایت محنتی، راست گو اور دیانت دار تھے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزند آفتاب احمد ستی نے ان کی شخصیت کے بارے میں اظہارِ رائے کرتے ہوئے کہا:

''میرے والد محترم نہایت خوش طبع، ملنسار اور خلیق انسان تھے۔ ان کے اپنے اہل خانہ، اعزہ و اقربا سے بہت اچھے مراسم تھے۔ والدِ محترم زیادہ تر مطالعہ و تحقیق میں مصروف رہتے تھے۔ شدید بیماری کی حالت میں بھی یہی مصروفیت رہی۔ وہ پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ علامہ اقبال کے شیدائی تھے۔''

عمرہ و فریضۂ حج کی ادائیگی:۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے دو عمرے کیے تھے۔ انھوں نے پہلا عمرہ ۱۹۷۶ء میں، ایران میں اپنے قیام کے دورانیے میں کیا۔ انھوں نے دوسرا عمرہ ۱۹۸۳ء میں کیا تھا۔ ان کے مقالے ''اقبال اور اتحاد عالم اسلامی'' پر انھیں حکومتِ ایران نے ۱۹۸۳ء میں عمرہ کا واپسی کا ٹکٹ دیا تھا۔ اس طرح انھیں ۱۹۸۳ء میں عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۹۰ء میں انھوں نے اپنی اہلیہ اور بڑے بیٹے محمد ضیاء کے ساتھ فریضۂ حج کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ (۲۰)

شخصیت:۔

ڈاکٹر محمد ریاض خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ دراز قد تھے اور نہایت تنومند جسم کے مالک تھے۔ ان کا بھرا بھرا چہرہ، سرخ و سفید رنگ، غلافی آنکھیں، کشادہ پیشانی اور دلآویز مسکراہٹ پہلی ہی ملاقات میں متاثر کر دیتے تھے۔ جب وہ مدلل انداز سے مختلف علمی و ادبی موضوع پر اظہارِ رائے کرتے تو یہ تاثر مزید گہرا ہو جاتا تھا۔ ان کے محبت اور شفقت بھرے لہجے اور حوصلہ افزا و بے تکلفانہ اندازِ گفتگو سے مخاطب کو کھل کر بات کرنے کا موقع ملتا تھا۔ باہمی محبت و احترام سے ہونے والی اس گفتگو سے سمجھنے سمجھانے کے مراحل احسن طور پر تکمیل پا جاتے تھے۔ اس

طرح ڈاکٹر محمد ریاض اپنے دوست احباب، شاگردوں اور رفقائے کار سے تبادلۂ خیال کرتے ہوئے اپنے مرشد و رہنما علامہ اقبال کے اس فرمان کے مطابق فطرت کے تقاضے بجالاتے تھے۔

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی ' رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری ' محبت کی فراوانی
(۲۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نوے کی دہائی میں طویل علالت کی وجہ سے جسمانی طور پر کافی کمزور ہو چکے تھے۔مگر گفتگو کے زیر و بم میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ چہرے پر رنگ اور نکھار ویسا ہی تھا۔آنکھوں میں پہلے سی چمک اور لبوں پر دلآویز مسکراہٹ پہلے کی طرح ہی قائم تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے نہایت محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ وہ علامہ اقبال کے وہ اشعار جو حبِ رسول ﷺ سے متعلق ہیں نہایت ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے اور شعر مکمل ہونے سے پہلے خود بھی آب دیدہ ہو جاتے تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اعلیٰ مذہبی، علمی اور ادبی ذوق رکھتے تھے ان کا یہی ذوق اور عشقِ رسول ﷺ کی قدرِ مشترک علامہ اقبال سے نہایت قرب کا بنیادی سبب تھی۔(۲۲)

ڈاکٹر محمد ریاض عقل اور عشق، دونوں طرح کی دولت سے مالا مال تھے اور دل کے سخی بھی تھے۔ان کے پاس بیٹھنے والا بھی ان کے نورِ فراست اور قوتِ عشق سے بھرپور فیض پاتا تھا۔ وہ علامہ اقبال کی طرح عظمتِ انسانی اور لامحدود ممکناتِ حیات کے قائل تھے۔وہ مسلسل تبدیلی اور اصلاح کے قائل تھے اور اس مقصد کے حصول کے لیے سفر وحضر، عسر و یسر، تندرستی و بیماری میں، شب وروز، تاحیات ممکن حد تک بھرپور انداز سے مصروفِ عمل رہے۔اپنے مقصدِ حیات کے پیشِ نظر انھیں علامہ اقبال کا یہ ترکیب بند بے انتہا پسند تھا اور اکثر اسے سفر وحضر میں گنگناتے رہتے تھے۔

عقلِ تو حاصل حیات ' عشقِ توسرِّ کائنات
پیکرِ خاک ، خوش بیا ایں سوئے عالمِ جہات
زہرہ و ماہ و مشتری از تو رقیبِ یک دگر
از پئے یک نگاہِ تو کشمکشِ تجلیات
در رہِ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نوبنو
صاحبِ شوق و آرزو دل ندہد بکلیّات

صدق و صفا است زندگی، نشو ونما ست زندگی
تاابد از ازل بتاز ملکِ خداست زندگی
(۲۳)

ڈاکٹر محمد ریاض فکرِ اقبال کے فکری وعملی لحاظ سے مخلص ترجمان تھے۔ وہ اعلیٰ ذوقِ تحقیق رکھتے تھے اور زندگی بھر مختلف موضوعات پر تحقیقی کتب، مقالات اور مضامین تخلیق کرتے رہے۔ وہ لکھنے لکھانے کے کام میں مصروف ہوتے تو اکثر زیرِ لب علامہ اقبال کا یہ شعر گنگناتے تھے۔

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی
(۲۴)

ڈاکٹر صاحب کی بڑی خواہش ہوتی تھی کہ اقبال کے موضوع پر ان سے گھنٹوں گفتگو کی جاتی رہے، پوچھا جاتا رہے اور وہ بتاتے رہیں۔ اقبالیات کی طرح وہ فارسی زبان وادب سے بھی گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ وہ اہلِ زبان سے فارسی بول کر قلبی مسرت واطمینان محسوس کرتے تھے جس کا اظہار وہ اکثر کرتے تھے۔ ان کے اردو مقالات ومضامین کی طرح فارسی مقالات ومضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے علمی وادبی مشاغل سے انتہا درجے کی محبت رکھتے تھے۔ وہ تمام عمر علمی وادبی کاموں میں مصروف رہے اور کسی غیر علمی کام یا سیاسی سرگرمیوں میں دلچسپی نہیں لی۔ اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں شدید علالت کے باوجود بھی انھوں نے کاغذ وقلم سے اپنا رشتہ برقرار رکھا۔ (۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض محبت، صدق، خلوص اور حکمت ودانائی کا پیکر تھے۔ وہ اپنے دوست احباب، واقف کاروں، رفقائے کار اور طلبہ، غرضیکہ ہر شخص سے بلا امتیاز وعہدہ بڑے خلوص سے پیش آتے اور بڑے غیر رسمی انداز میں کسی بات پر تبصرہ کرتے تھے۔ وہ دھیمے لہجے میں، ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے اور بڑی محکم دلیلوں کے ساتھ اپنے مخاطب کو قائل کر لیتے تھے۔ وہ بات سیدھی، صاف اور بے باکی سے کرتے تھے اور دماغی تحفظ کے قائل نہ تھے۔ (۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض حساب کتاب کے کھرے اور صاف گو تھے۔ ان کی صاف گوئی کے بارے میں پروفیسر نظیر صدیقی لکھتے ہیں:

۱۹۸۷ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے زیرِ اہتمام علامہ اقبال پر ایک سہ روزہ یا

چہارروزہ انٹرنیشنل سیمینار علی گڑھ میں منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمد ریاض اور میں دونوں مدعو تھے۔ ہم دونوں اسلام آباد سے ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ جاتے وقت ٹرین سے گئے۔ پہلا پڑاؤ لاہور تھا۔ ان کے ایک منتخب ہوٹل میں ٹھہرے۔ صبح کے وقت ناشتے کے بعد بل کی ادائیگی میں انھوں نے پیش قدمی کی لیکن فوراً یہ کہا۔ اگلا بل آپ ادا کر دیجیے گا۔ سفر میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ میں نے انھیں اطمینان دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میں ان کی سریع الحسابی پر چونک پڑا۔(۲۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کی کفایت شعاری اور لین دین کے معاملات کے حوالے سے ڈاکٹر نورینہ تحریم بابر لکھتی ہیں:

''یونیورسٹی کے ایک خاص حلقے میں ڈاکٹر صاحب کی کفایت شعاری کا بڑا تذکرہ ہوتا۔ بطور تفنن طبع اس میں مبالغہ آرائی اور کسی حد تک غلو بھی شامل کر لیا جاتا کہ جی ڈاکٹر صاحب سات روپے کے چیک کے لیے ۱۲۷فراد کو چیک سیکشن بھجواتے ہیں۔ ایک بار انھوں نے یہ بات سنی اور ایک ہلکی مسکراہٹ چہرے پر لا کر بولے ''نورینہ صاحبہ! اپنے سبھی کاموں کی طرح اپنے حساب کتاب کو بھی ٹھیک رکھنا چاہیے'' اور میں نے اندازہ کر لیا کہ یہ بھی ان کے احساسِ ذمہ داری کا ایک انداز ہے۔(۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض عام طور پر سوٹ پہنا کرتے تھے۔ لباس میں انھیں نیلا، براؤن اور کالا رنگ زیادہ پسند تھے۔ سبز ویلوٹ کا کوٹ بھی پہنتے تھے اور وہ انھیں خوب جچتا تھا۔ وہ شلوار قمیض کبھی کبھار پہنتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض بلا کے خوش خوراک تھے۔ چکن کارن سوپ، ہارٹ اینڈ سارسوپ اور چکن تکہ اولین ترجیح تھی۔ پھلوں میں سیب، کیلا، امرود اور مالٹا زیادہ مرغوب تھے۔ مری میں ان کا آبائی باغ تھا۔ سیب کا موسم آتا تو دو چار سیب روزانہ لے آتے اور احباب کو کھلاتے۔ ان کے سیبوں کے قصے ان کے دوست احباب میں بہت مشہور تھے۔ وہ خاص احباب کو یہ پھل پیش کیا کرتے تھے۔ شعبے میں آنے والے مہمانوں کی خدمت بسکٹ اور چائے سے کیا کرتے تھے۔ پروفیسر نظیر صدیقی لکھتے ہیں کہ پرخوری کی وجہ سے بعض اوقات ڈاکٹر محمد ریاض کی صحت خراب ہو جاتی اور علاج معالجہ تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ ۱۹۸۷ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں انٹرنیشنل سیمینار علی گڑھ میں شرکت کے ایام میں جب وہ احباب کے ساتھ تاج محل دیکھنے گئے تو اچانک ان کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ان کے گائیڈ انھیں قریبی شہر کے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے دوائیں دلوائیں پھر کہیں پانی وانی کا انتظام کر کے دوائیں کھلوائیں۔ اس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اسی طرح شاید

بہاولپور گئے یا ملتان تو وہاں بیمار ہو گئے۔ کچھ شاگردوں نے دیکھ بھال کی۔(۲۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کو چائنیز کھانے بہت پسند تھے۔ جب کبھی موقع ملتا وہ اپنے اہلِ خانہ کو بھی چائنیز کھانوں کے لیے اپنے ساتھ ریسٹورنٹ لے جایا کرتے تھے۔تہران یونیورسٹی کے ہاسٹل میں قیام کے دوران ڈاکٹر محمد ریاض کھانا پکانے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے جبکہ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی سودا سلف لاتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے گھر کا ماحول بھی بہت خوشگوار رکھتے تھے۔گھر کے ہر فرد کے ساتھ ان کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔ان کا رویہ مثالی تھا۔وہ سب پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے اور ہر طرح سے ان کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرتے تھے۔وہ اچھا کھانے اور کھلانے کا شوق رکھتے تھے ۔ان کا دستر خوان کشادہ تھا۔مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے اور اس کی حتی المقدور اچھی طرح خدمت کرتے تھے۔ جمعے کے روز وہ اکثر کھانا خود بناتے تھے۔مزیدار پلاؤ بناتے تھے۔ چھوٹے گوشت کے خاص طور پر شوقین تھے۔پلاؤ میں وہ گوشت کے علاوہ مختلف سبزیاں، شلجم، آلو ، چقندر وغیرہ ملا دیتے تھے۔اس سے بہت مزیدار ڈش تیار ہو جاتی تھی۔وہ کہتے تھے جو ڈش کھائے گا وہ پچھتائے گا اور جو نہیں کھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔

ڈاکٹر محمد ریاض سحر خیز تھے۔فریضہ نماز کی ادائیگی اور تلاوتِ قرآن حکیم کے بعد وہ اپنے لیے چائے بناتے اور لکھنے پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔جب ناشتہ تیار ہو جاتا تو ناشتہ کرنے کے بعد یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہو جاتے۔ بازار سے گھر کے لیے سودا سلف، سبزی اور پھل خریدتے۔سب اشیاء گھر دے کر دفتر چلے جاتے۔ وہ اپنے ساتھ کچھ پھل دفتر بھی لے جاتے۔ دفتری کاموں کے آغاز کے ساتھ کھانے پینے کا سلسلہ بھی چلتا رہتا تھا۔ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق وہ تھوڑا تھوڑا کھاتے رہتے تھے اور اپنے سیبوں اور خوبانیوں میں سے مہمانوں اور رفقائے کار کو بھی پیش کرتے رہتے تھے۔(۳۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کے اہلِ خانہ کے مطابق وہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ جمعے کے روز دیر تک تلاوتِ قرآن پاک کرتے تھے۔قرآن حکیم سے انھیں خاص قلبی و روحانی نسبت حاصل تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے نواسے راجہ عثمان بتاتے ہیں کہ جب ان کی والدہ (نوشین افتخار) کی دادی (والدہ ڈاکٹر محمد ریاض) نے ۱۹۹۲ء میں وفات پائی تو ان کے ایصالِ ثواب کے لیے کچھ بچے تلاوت کر رہے تھے۔ساتھ والے کمرے سے نانا جی (ڈاکٹر محمد ریاض) کی آواز آئی کہ تم میں سے

کسی بچے نے فلاں پارے کی فلاں آیت درست نہیں پڑھی ہے۔ تلفظ بدلنے سے سارا مطلب تبدیل ہو گیا ہے۔(۳۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت خوش طبع تھے۔ خوش رہتے تھے اور احباب کو بھی خوش رکھتے تھے۔ دورانِ سفر ان کی خوش طبعی عروج پر ہوتی۔ پرانے احباب سے خوب مذاق کرتے اور احباب بھی بھرپور حملے کرتے اور وہ دفاع پر مجبور ہو جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی خوش مزاجی اور خوش دلی کی بدولت ان کی محفل ہر وقت تشتِ زعفران بنی رہتی تھی اور ہر ملنے والا ان سے متاثر ہوتا تھا۔(۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست، انسان دوست اور دوست پرور انسان تھے۔ انھوں نے درپردہ بہت سے لوگوں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایسے افراد سامنے آئے جن کی وہ دامے، درمے، قدمے، سخنے، ہر ممکن طریقے سے پوشیدہ طور پر مدد کرتے رہتے تھے۔ انھوں نے ایسے بہت سے افراد کو کامیاب انسان بننے میں مدد دی۔ وہ ہر واقف و ناواقف کو جو اُن سے رابطہ کرتا، علمی و ادبی امور میں بھرپور مشاورت و رہنمائی مہیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر محمد ریاض عمر بھر درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے۔ وہ ایک مشفق اور مثالی استاد تھے۔ اپنے طالب علموں کے ساتھ ان کے مراسم ہمیشہ دوستانہ نوعیت کے رہے۔ طالب علم کے ادبی ذوق اور تحقیقی صلاحیتوں کو جانچنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جوہر قابل نظر آتا تو اس کی آبیاری کی پوری پوری کوشش کرتے اور خضرِ راہ بن کر اسے منزل مقصود تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ تحقیقی کام میں مواد کی فراہمی اور ترتیب میں بھرپور تعاون کرتے اور زبان و بیاں کی تصحیح کا مشکل فریضہ بڑی دلجمعی سے انجام دیتے۔ چونکہ وہ خود انتھک محنت کرنے کے عادی تھے، اس لیے اپنے طالب علموں میں بھی کام کرنے کی لگن پیدا کر دیتے تھے۔''(۳۳)

ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیات اور اردو و فارسی زبان و ادب میں وسیع مطالعہ اور تحقیق رکھتے تھے۔ طویل عرصۂ حیات پر مبنی مطالعہ و تحقیق کی بدولت انھیں ہر شے کی حقیقت تک رسائی پانے والی فراستِ مومنانہ حاصل ہو گئی تھی۔ وہ کسی بھی موضوع پر گھنٹوں گفتگو کر سکتے تھے۔ وہ نہایت توجہ سے سامع کی بات سنتے اور نہایت مفصل و مدلل انداز سے عقدہ کشائی کر دیتے تھے۔ اس حوالے سے اپنے مشاہدات و تجربات کے حوالے سے ''مقبول الٰہی'' لکھتے ہیں:

> ''......ترجمے کے سلسلے میں مفہوم و معانی، تلمیحات، شخصیات وغیرہ ایسے مقامات ہیں جہاں مشورے اور رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے مشوروں اور رہنمائی کے لیے وہی عالم و فاضل

موزوں ہوتے ہیں جن کا مطالعہ وسیع و عمیق اور جن کی یادداشت ہمہ وقت حاضر ہو۔ میں نے اپنی حد تک ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایسا پایا۔

مثنوی ''مسافر'' کے ترجمے اور تعلیقات میں میرے لیے چند ایک اشکال تھے۔ میں نے قدرے تامل کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو فون کیا۔ میں نے اپنا تعارف کرانا چاہا تو انھوں نے میرا دل یہ کہہ کر خوش کر دیا کہ وہ مجھے جانتے ہیں اور پھر ایک دو حوالے بھی دیئے۔ میرے لئے جو مفاہیم و محاورات واضح نہیں تھے اور جو شخصیات میرے ذہن میں متعین نہیں ہو پا رہی تھیں، انھوں نے اس سلسلے کی مشکلیں آسان کر دیں۔

......میں ''اقبال اور کشمیر'' کے موضوع پر انگریزی میں ایک مختصر سا مضمون لکھ رہا تھا۔ اس کے متعلق بات ہوئی۔ انھوں نے دو کتابیں اپنے پاس سے مرحمت کیں......

میں ''اقبال اور وسطی ایشیا'' کے موضوع پر کچھ پڑھ لکھ رہا تھا۔ (اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا) ڈاکٹر صاحب نے وسطِ ایشیا سے اقبال کے قلبی لگاؤ کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ کرمانی کی برسی کے سلسلے میں اپنے سفر کے متعلق بتایا اور یہ بھی فرمایا کہ تاجکیوں نے اقبال کا ایک نغمہ اپنے قومی ترانے کے طور پر اپنایا ہے۔

...... ادارہ مستقبلیات نے غالبًا دو سال قبل ایک سیمینار منعقد کیا جس کا موضوع ''اقبال اور اکیسویں صدی'' تھا۔ ڈاکٹر صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے اقبال کی پیش گوئی کی چھٹی حس کو پیش نظر رکھتے ہوئے انگریزی میں ایک مختصر مضمون لکھا تھا جس میں یہ مصرع بھی شامل تھا

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے یہ جوئے خوں ہے

اسے میں نے جنگ عظیم دوم کے متعلق اقبال کی پیش گوئی کہا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے وہیں، اسی وقت تصحیح فرما دی۔

......ڈاکٹر صاحب کو کلامِ اقبال پر، اس کے سیاق و سباق پر، محل وقوع پر، دور پر، متعلقہ شخصیات پر، علامہ کی زندگی اور مشاغل کے متعلق مواد پر مکمل عبور حاصل تھا اور وہ ان کے گوشے گوشے سے واقف تھے......

(ایک اور موقع پر) ''جاوید نامہ'' میں شعلہ جوالہ قرۃ العین طاہر کے ذکر پر بات چلی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کر کے مجھے حیرت زدہ کر دیا کہ جو کلام اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ در اصل اس کا نہیں بلکہ وہ کسی مرد شاعر کا ہے جو تخلص طاہرہ ہی کرتا تھا لیکن جو اس سے پہلے ہو گزرا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا نام، اس کا عہد، وطن، اس پر تحقیق کرنے والے کا نام، دورِ حیات خاصی تفصیل سے مجھے فون پر بتائے......

میں زیادہ تر فون ان کے گھر پر کرتا۔ علیل ہوتے ہوئے بھی فون تک تشریف لے آتے ۔ میرا مقصد کسی نہ کسی نکتے کی وضاحت یا کسی کتاب پر موضوع کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہوتا تھا۔ انھوں نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔'' (۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علم دوستی کے بارے میں متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض جب تہران میں مقیم تھے تو ''کتابیات اقبال'' کے لیے معروف اقبال شناس اور محقق، پروفیسر رفیع الدین ہاشمی کو ایران میں فارسی کی نئی مطبوعہ کتب کے بارے میں معلومات فراہم کرتے رہے۔ (۳۵)

ڈاکٹر محمد ریاض غیر معمولی حافظے کے مالک تھے۔ وہ اقبال کے اشعار وافکار کے قاری، حافظ اور محدث تھے۔ اقبالیات کے ہر پہلو پر ان کی نظر تھی اور انھوں نے اس کے تقریباً ہر پہلو پر لکھا۔ علامہ اقبال کے علاوہ انھیں دوسرے شعراء کے فارسی اور اردو کے سینکڑوں اشعار از بر تھے اور خاص طور پر تاریخِ اسلام کی بہت سی مشہور شخصیات کی ولادت و وفات کی تاریخیں انھیں یاد تھیں۔ وہ کسی بھی موضوع پر کلام اقبال سے اور دیگر شعرا کے دواوین سے متعدد اشعار سنا دیتے تھے اور پھر ان کے تقابل وموازنہ سے ان کے فکری وفنی محاسن بھی متعین کر دیتے تھے۔ راقم الحروف کو قریباً ان کی تمام تصانیف اور مقالات ومضامین بغور پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ انھوں نے قریباً تمام اشعار اپنے تیز حافظے کی بنیاد پر املاء کرائے اور ان میں تحقیق کرنے سے برائے نام اغلاط نظر آئیں۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، صدر شعبہ اقبالیات بتاتے ہیں کہ انھوں نے ایم فل اقبالیات کے طلبہ کے لیے رہنما گائیڈ بغیر کسی کتاب سے استفادہ کیے انھیں املا کرائی تھی۔ ڈاکٹر محمد اکرم بتاتے ہیں کہ میں نے انھیں اپنا ایم فل کا مقالہ چیک کرایا تو انھوں نے مقالے میں درج کیے ہوئے سنین عیسوی کو اپنے حافظے کی بنا پر سنین ہجری میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں، میں نے تقویم کی مدد سے پرکھا تو ان کی کی ہوئی تمام تبدیلیاں درست نکلیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزند تراب احمد ستی بتاتے ہیں کہ ان کے والد کو علامہ اقبال کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے۔ وہ اپنے احباب سے اکثر کہا کرتے تھے کہ انھیں علامہ اقبال کے اٹھارہ ہزار اشعار میں سے قریباً دس گیارہ ہزار اشعار زبانی یاد ہیں۔ وہ ایسا بہت یقین اور اعتماد سے کہا کرتے تھے اور اس کے ثبوت کے لیے بطور آزمائش شرط لگانے کو بھی تیار رہتے تھے۔ (۳۶)

ڈاکٹر محمد ریاض ایک نہ تھکنے والے ادیب، دانشور، مصنف، مولف اور مترجم تھے۔ انھوں نے میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ملازمت بھی کی۔ اس دوہری مشقت کی وجہ

سے وہ سخت محنت کے عادی ہو گئے تھے۔عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور وہ مصروف سے مصروف تر ہوتے چلے گئے۔ وہ بیک وقت کئی کام نمٹانے کے عادی ہو چکے تھے۔شعبے کے کام بھی نمٹاتے ،تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری رکھتے اور امتحانی پرچے بنانے اور جانچنے کا کام بھی کرتے رہتے۔اپنے علمی وادبی ذوق کی تسکین کے لیے، اپنے احباب، اعزہ واقربا، رفقائے کار اور طلبہ کے ساتھ ذمہ داریوں اور تعلق کا رشتہ احسن طور پر نبھانے کے لیے اور اپنے اہلِ خانہ کی ضروریات کی تکمیل اور انھیں بہتر مستقبل دینے کے لیے انھیں بہت محنت کرنا پڑتی تھی۔ وہ پشاور یونیورسٹی ، بہاولپور یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں اور بورڈوں کے لیے پرچے بنانے اور دیکھنے کا کام بھی کیا کرتے تھے اور اس کام میں خاصی مسرت محسوس کرتے تھے۔وہ کہا کرتے تھے کہ اس سلسلے میں بھی وہ علامہ اقبال کے پیروکار ہیں جو مڈل اور میٹرک سے لے کر ایم اے اور پی ایچ ڈی کے درجوں تک ممتحن کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔(۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے دورِ علالت میں بھی تمام علمی وادبی اور معاشی سرگرمیاں جاری رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔وہ نہایت دیانت دار اور راست گو بھی تھے۔اس حوالے سے ان کے فرزند تراب احمد ستی نے انٹرویو کے دوران بتایا:

> ''میں نے جب ایف اے اسلامیات اختیاری کا پرچہ دیا تو انھوں نے پوچھا کہ پیپر کیسا ہوا؟ میں نے بتایا کہ پیپر قدرے مشکل تھا مگر تقریباً ٹھیک ہو گیا۔انھوں نے کہا وہ پیپر میں نے بنایا تھا۔مجھے حیرت ہوئی کہ انھوں نے اس ضمن میں مجھے کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا تھا۔ وہ اکثر مختلف یونیورسٹیز کے پیپر بناتے اور چیک بھی کرتے تھے۔بعض لوگ گھر آتے تھے اور ان سے اچھے نمبر حاصل کرنے کے لیے سفارش پیش کرتے اور درخواست کرتے تھے۔اس بات پر وہ بہت ناراض ہوتے تھے اور ایسے لوگوں کو سختی سے منع کر دیتے تھے۔(۳۸)

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور انگریزی، تینوں زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔انھوں نے تینوں زبانوں میں مقالات ومضامین لکھے اور ان کے تراجم بھی کیے۔انہوں نے اردو وفارسی میں بھی بہت سی کتب لکھیں اور اردو کتب کے تراجم کیے۔انگریزی میں انھوں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔تاہم انھوں نے علامہ اقبال کے انگریزی مضامین، یادداشتوں اور ڈاکٹر این میری شمل کی مشہور کتاب ''Gabriel's Wing'' کا اردو میں ترجمہ کیا۔ وہ اہلِ زبان کے ساتھ روانی سے فارسی بولتے تھے۔ڈاکٹر شبلی اور ڈاکٹر محمد ریاض، دونوں نے ایران سے پی ایچ ڈی کی تھی۔

فارسی میں دونوں بہت رواں تھے اور اپنی روانی برقرار رکھنے کے لیے بسا اوقات فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔ ایران کے قومی اسمبلی کے اسپیکر نے جب اسلام آباد میں نیشنل اسمبلی میں فارسی میں تقریر کی تو ڈاکٹر ریاض نے فوراً اس کا لفظ بہ لفظ انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔ اسی طرح وہ فارسی کا اردو میں اور اردو کا فارسی میں فوراً ترجمہ کر دیا کرتے تھے۔ ''ہلال'' اور ''پاکستان مصور'' کے ایڈیٹر، سید مرتضیٰ موسوی نے انٹرویو کے دوران بتایا کہ ڈاکٹر محمد ریاض ان مجلّات کے باقاعدہ رائٹر تھے۔ وہ اقتصادی و سماجی موضوعات پر لکھتے رہے اور تراجم بھی کرتے رہے۔ وہ تکنیکی موضوعات کا بھی ترجمہ کرتے تھے۔ سید مرتضیٰ موسوی نے ایک سکالر کو فارسی میں ترجمہ کرنے کے لیے ایک مضمون دیا۔ اس نے مہینے بھر بعد ترجمے سے معذرت کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اصل مضمون واپس کر دیا کہ ہم اس میدان کے مرد نہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کا چند دنوں میں ترجمہ کر دیا۔ (۳۹)

ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے ۱۶ ستمبر ۲۰۱۵ء کو راقم الحروف سے ایک ملاقات میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں مہارت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران میں فارسی کے رسالے کو مضمون بھیجا۔ اس مضمون پر ایڈیٹر نے یہ نوٹ لکھ کر مجھے مطالعے کے لیے بھیجا کہ یہ مضمون کسی پاکستانی کا لکھا ہوا ہے۔ آپ پڑھ کر خوش ہوں گے۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی بہت اچھی لکھتے تھے۔ (۴۰)

ڈاکٹر محمد ریاض ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اقبال شناسی کے مردِ یکتا، شاہِ ہمدان کے رموز آشنا اور فکرِ رومی کے شناسا تھے۔ انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں تازہ بتازہ نو بنو موضوعات پر سینکڑوں تحقیقی مقالات و مضامین تحریر کیے۔ موضوعات کے تنوع اور وسعت کے باوجود ان کی تحریر، تحقیق اور تنقید میں کسی طرح کا ابہام یا پیچیدگی نہیں ہے۔ ان کی نگارشات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علوم اسلامیہ، تاریخ و تہذیب، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کا وسیع مطالعہ اور ان مضامین پر دسترس رکھتے تھے۔ وہ بسیار نویس اور قلم کے پہلوان تھے۔ ان کے مطالعہ اور تحریر کی رفتار حیرت انگیز تھی۔ وہ سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت بدرجہ اتم رکھتے تھے۔ خود ساختہ یا سیلف میڈ (Self made) انسان کا لفظ ان پر لفظی و معنوی اعتبار سے صادق آتا تھا۔ وہ بلا شعبہ مسلسل ریاض و محنت سے ڈاکٹر محمد ریاض بنے۔ ایک عمر کے ریاض سے انھوں نے یہ مقام حاصل کیا تھا۔ ان کے خاندان میں بھرپور علمی روایت کا سراغ نہیں ملتا۔ انھوں نے جتنا بھی عروج پایا عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت پایا۔ ان کی علامہ اقبال سے عشق کی وجہ بھی عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا۔ ان کے جلیل القدر

پاکستانی وایرانی اساتذہ نے صدق وخلوص اور محبت وشفقت سے ان کی شخصیت سازی کا فریضہ سر انجام دیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے جذبۂ عشق سے حاصل ہونے والی روحانی وقلبی توانائی سے اپنے اور اپنے شاگردوں اور احباب کے فکر وعمل کو بہتر سے بہتر بنانے کا عمل تاحیات جاری رکھا۔ انھوں نے بحیثیت متعلم ومعلم، بحیثیت مصنف ومترجم، بحیثیت شارح ومدیر، بحیثیت رفیقِ کار و ہمدم، مثالی کردار ادا کیا۔ ان کے دم سے دلی ولاہور اور تہران واسلام آباد ہم پہلو ہوئے۔ انھوں نے ہمہ عمر دن رات ایک کر کے، اپنی صحت کی پروا نہ کرتے ہوئے، تحقیق وتنقید، تصنیف وتالیف اور تعلیم وتدریس کے کام جاری رکھے۔ بیرونِ ملک علمی وجاہت سے پاکستان کا نام روشن کیا۔ آئندہ نسلوں کے لیے بین الاقوامی سطح پر منفرد حیثیت کا حامل ''شعبہ اقبالیات'' قائم کیا اور اپنی عمر بھر کی کمائی تحقیقی کتب اور مقالات ومضامین کی شکل میں محفوظ کی۔ انھیں جس قدر بھی خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ (۴۱)

صدر شعبہ اقبالیات، پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر محمد ریاض کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''......ہم ہمیشہ باقی رہ سکتے ہیں۔ اس کی مختلف ومتنوع صورتوں میں ایک ہمارا کیا ہوا کام بھی ہے۔ آج بھی اقبالیات پر ڈاکٹر محمد ریاض کا کام قطب مینار کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ مقدار بھی اور معیار بھی یہی تناسب عظمت کو جنم دیتا ہے۔'' (۴۲)

''......سب سے بڑی بات جو میں ان سے سیکھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے کام اور پیشے سے محبت کس طرح کی جاتی ہے۔ ایک پروفیسر کا سرمایہ افتخار اس کا تحقیقی کام ہوا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے ڈاکٹر صاحب بہت بڑے سرمایہ دار اور صاحبِ افتخار پروفیسر تھے۔'' (۴۳)

رائزن فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد کے آقائی محمود رضا مرندی، ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا اعتراف کرتے اور انھیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وہ ایک نہ تھکنے والے ادیب' دانشور' مصنف' مؤلف اور مترجم تھے اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ انھوں نے فارسی سے اردو میں کیا۔ خود ان کی پچاس سے زیادہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور پاکستان اور ایران کے موقر جریدوں میں ان کے مقالات اکثر چھپتے رہے ہیں۔ ایران میں تدریسِ اردو اور پاکستان میں تدریسِ فارسی کے میدان میں انھوں نے بڑا کام کیا ہے اور اس طرح پاکستان و ایران کے فرہنگی اور ادبی روابط کو مضبوط کیا ہے۔ خانہ فرہنگ ایران راولپنڈی میں برسوں تدریسِ فارسی کی ہے اور ان کے سینکڑوں طلباء اور طالبات اب پاکستان کی مختلف درس گاہوں میں تدریسِ فارسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے اور شمع سے شمع روشن

ہوتی ہے۔آج ڈاکٹر ریاض ہم میں موجود نہیں مگران کے روشن کیے ہوئے چراغ اپنی روشنی پھیلا رہے ہیں اوران کے مشن کی تکمیل میں سرگرم ہیں۔فروغ زبان وادبیاتِ فارسی کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کی کاوشوں اورخدمات کوفراموش نہیں کیا جاسکتا۔'' (۴۴)

علالت اور رحلت:۔

ڈاکٹر محمد ریاض جنوری ۱۹۸۳ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء، تادمِ آخریں مختلف عوارض کا شکار رہے۔۱۱ جنوری ۱۹۸۳ء کوانھیں ضعفِ معدہ کی شکایت لاحق ہوئی۔ بہت علاج معالجہ کرایا مگر مکمل افاقہ نہ ہوا۔اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں ہی ٹریننگ کے لیے انگلینڈ گئے تو وہاں کے ایک ہسپتال میں ان کی گردن کا آپریشن کیا گیا اورانھیں بتایا گیا کہ انھیں انتڑیوں کی ٹی بی ہے۔انھوں نے اس کا علاج کروایا تو دواؤں کے مضر اثرات سے کالا یرقان ہوگیا۔اس سے جگر خراب ہوگیا۔جگر کی خرابی سے جسم میں خون بننا بند ہوگیا۔آنکھوں میں کالا موتیا بھی اتر آیا۔انھوں نے ۲۰ ستمبر ۱۹۸۸ء کو امانت آئی ہاسپٹل سے بائیں آنکھ کے موتیے کا آپریشن کروایا۔ایک سال بعد دوسری آنکھ میں بھی موتیا اتر آیا۔انھوں نے ۲۲ فروری ۱۹۸۹ء کو ۵۰ دن کے لیے رخصت لی اوراس دوران دائیں آنکھ کے موتیے کا آپریشن کرواکر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق آرام کیا۔اس دوران جسم میں خون کی شدید کمی ہوگئی اورساتھ ہی جوڑوں کے درد کی شکایت ہوگئی۔اس کے علاج کے لیے انھیں ۶ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ہیلر ہسپتال راولپنڈی میں داخل کیا گیا۔وہاں وہ ۱۳ دن رہے اورانھیں ۱۹ ستمبر ۱۹۸۹ء کو شام کو ڈسچارج کیا گیا۔ ۶ نومبر ۱۹۸۹ء کو رخصت لے کر جگر کے علاج کے لیے ہیلر ہسپتال راولپنڈی میں داخلہ لیا۔۲۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو انھوں نے الشفاء ٹرسٹ ہسپتال راولپنڈی سے ایک بار پھر آنکھ کا آپریشن کروایا۔۴ جون سے لے کر ۸ جون ۱۹۹۴ء تک انھوں نے امام خمینی کانفرنس منعقدہ لاہور میں شرکت کی۔لاہور میں ان کی طبیعت سخت خراب ہوگئی اورواپسی میں انھیں اسٹریچر پرلٹا کر جہاز میں بٹھایا گیا۔اس کے بعد وہ چند ماہ شدید علیل رہے۔بائیں ٹانگ میں پھوڑے کی وجہ سے ڈاکٹر نے مکمل آرام تجویز کیا۔علاج کے لیے جنرل ہسپتال راولپنڈی میں داخل ہوئے۔ انھوں نے ۲۴ جولائی ۱۹۹۴ء سے ۳۱ اگست تک چھٹی لی۔۳۱ اگست ۱۹۹۴ء کو اپنے بیٹے تراب احمد کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بمشکل تمام شعبہ اقبالیات تشریف لائے۔وہ بے حد کمزور ہوچکے تھے اور آسانی سے چل پھر نہیں سکتے تھے۔۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء صبح ۶ بجے وہ بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔(۴۵) راولپنڈی میں ڈاکٹر محمد ریاض کی رہائش گاہ پر نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔جس میں علامہ اقبال اوپن

یونیورسٹی سے شعبہ اقبالیات اور دیگر شعبہ جات کے افراد شامل ہوئے۔اس کے بعد ان کی میت کو ان کے آبائی گاؤں گہل سوراسی لے جایا گیا۔ جہاں شام ۴ بجے دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔اس کے بعد انھیں ان کے آبائی گاؤں کے قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔(۴۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کی وفات پر ان سے خاص تعلق رکھنے والے اہلِ علم و ادب نے مختلف انداز سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ بہت سے افراد نے تحقیقی مقالات رقم کیے۔شمیم صبائی ستھراوی نے اردو میں اور ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے فارسی میں قطعہ تاریخ کہا۔ڈاکٹر ارشاد احمد اعوان نے انھیں اشعار کی شکل میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

منظوم خراجِ عقیدت از ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان:۔

گرویدہ اک جہاں ہے محمد ریاض کا
ہر شخص مدح خواں ہے محمد ریاض کا
اقبالیات و ذکر امیر کبیر سے
اک ربط جسم و جاں ہے محمد ریاض کا
دائم جدائیوں کا سفر دے گیا ہمیں
یہ دردِ بے اماں ہے محمد ریاض کا
مردان کار سے نہیں خالی جہاں، مگر
نعم البدل کہاں ہے محمد ریاض کا

(۴۷)

قطعہ تاریخ وفات از شمیم صبائی ستھراوی:۔

''آہ مرگ ڈاکٹر محمد ریاض''

۱۹۹۴ء/۱۴۱۵ھ

جب محمد ریاض کی رحلت کر گئی اہلِ علم کو مغموم
یوں پکارا شمیم ہاتف نے ''ہے محمد ریاض اب مرحوم''

قطعہ مادہ تاریخ از دکتر محمد حسین تسبیحی رہا:۔

در رثاء در گذشت مرحوم مغفور برور پروفسور دکتر محمد ریاض خان استاد دانشمند و ایران شناس و اقبال شناس و شاہ ہمدان شناس و فارسی گوئی خردمند متخصص ادبیات و زبان اردو و پنجابی و انگلیسی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

ولادت: روز چہارم ماہ مارس ۱۹۳۵ء م در دھکدہ گہل (کوہستان مری)

وفات: روز ۲۸ ماہ نومبر ۱۹۹۵ میلادی برابر با ہفتم آذر ماہ ۱۳۷۴ھ ش و مطابق با ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ ق راولپنڈی در خانۂ شخصی خود۔

مدفن : درھماں زادگاھش گہل (کوہستان مری)

مدت عمر: ۶۰ سال

محمد ریاض آن ادیب زمان — محمد ریاض از جھاں شد روان
سخندان و ایران شناس بزرگ — برفت از میان دلم شد غمان
رہ و رسم سید علی کار او — ہمہ عمر او جلوہ عارفان
طریقِ فتوت ازو جلوہ گر — بہ کشمیر و نوکوت' روح روان
خراسان و ختلان و ایران زمین — ہمدان و کولاب او نوحہ خوان
غمگین و شکستہ دل و اشکبار — ہمہ خاندانش ز خرد و کلان
دل و جان او سوی اقبال بود — بہ آثار او روز و شب جان فشان
دریغا دریغا محمد ریاض — بہ خاک سیہ خفت و از ما نھان
نوشت او کتب در فنونِ ادب — مقالات تحقیقی جاودان
چو رفت از جھان ادب آن ادیب — حروف جمل گشتہ تاریخ خوان
''محمد ریاض عالم قدس او'' — ستایندہ بود و ادب را نشان
۱۴۱۵ھ ق
''بدرگاہ والا محمد ریاض'' — بہ تاریخ شمسی بود راز دان
۱۳۷۴ھ ش
''گلستان رنگین محمد ریاض'' — مسیحا ز دہ نغمہ گل فشان
۱۹۹۴ء
دعا و نیایش بر آن مرد نیک — بود رحمت و مغفرت بر زبان
''رھا'' ہم نشین بود و ہمراہ او — جدا شد ز ما' رفت سوی جنان

(۴۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت بلند ہمت، محنتی اور مخلص انسان تھے۔ انھوں نے بسترِ علالت پر بھی لکھنے پڑھنے کا کام جاری رکھا۔ ان کی طبیعت کچھ سنبھلتی تو فوراً اپنے دفتر پہنچ جاتے تھے۔ اُن کی

وفات پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیکٹر ایچ ۸، اسلام آباد کے جنوری ۱۹۹۵ء کے ''جامعہ نامہ'' میں انتقال پر ملال کے عنوان سے خبر یوں شائع کی گئی:

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض چیئر مین شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۲۸ نومبر کو صبح ساڑھے چھ بجے طویل علالت کے بعد راولپنڈی جنرل ہسپتال میں تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی پچاس کے لگ بھگ علمی /ادبی تصانیف کے علاوہ لاتعداد تنقیدی/ تحقیقی مقالے قومی اور بین الاقوامی شہرت کے حامل مجلوں میں شائع ہو چکے ہیں ۔ ڈاکٹر ریاض کا بے مثال کارنامہ اقبالیات کے موضوع پر ان کی درجنوں تصانیف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو ان کے آبائی گاؤں مری کے قریب سہر بگلہ (گہل سوراسی) میں دفن کیا گیا۔''

سابق صدر شعبہ اقبالیات ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے دسمبر ۱۹۹۴ء میں ''یومِ اقبال'' کی تقریب کا اہتمام کیا۔ تقریب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی رحلت پر تعزیتی قرارداد منظور کی گئی اور بتایا گیا کہ ڈاکٹر محمد ریاض پر نہ صرف ایم فل سطح پر مقالات لکھوائے جائیں گے بلکہ مرحوم کے اعزاز میں جلد ہی ایک ادبی ریفرنس بھی ہوگا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس کا انعقاد:۔

۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات نے مرحوم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس منعقد کیا جس کی صدارت سابق وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید نے کی۔

علمی و ادبی آثار:۔

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔ انھوں نے بہت سی کتابیں فارسی سے اردو میں، اردو سے فارسی میں، انگریزی سے اردو میں، انگریزی سے فارسی میں تراجم کیے۔ اسی طرح انھوں نے بہت سے مقالات ومضامین کے فارسی سے اردو اور انگریزی سے اردو میں تراجم کیے۔ فارسی، اردو اور انگریزی میں ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے اہم اور متنوع اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ انھیں آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنا ضروری تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے کثیر الجہت علمی و ادبی ذوق کی وجہ سے ترجمہ، تصنیف و تالیف اور تدریس کے کاموں میں بہت زیادہ مشغول رہتے تھے۔ ان کی مستقل کتب و تصانیف اور تراجم مختلف پبلشرز نے شائع کیے۔ اسی طرح ان کے سینکڑوں مقالات ومضامین

مختلف ملکی وغیر ملکی جرائد ورسائل میں شائع ہوئے۔اس قدر وسیع کام کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب، مقالات ومضامین محفوظ رکھتے اوران کا ریکارڈ بھی مرتب کر لیتے مگر اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اور اپنی علمی وادبی تخلیقات کو محفوظ رکھنے کے تقاضوں کی ضرورت واہمیت کی طرف عدم توجہ کی وجہ سے وہ بروقت اور کماحقہٗ ایسا نہ کر سکے۔انھوں نے اس ضمن میں اپنے قریباً ایک سودس (۱۱۰) مقالات ومضامین پر مشتمل آٹھ مجموعے مرتب کیے اور شائع کرائے۔ان میں سے سات مجموعے ۱۹۸۲ء تا ۱۹۹۲ء کے درمیانی عرصہ میں اور آخری مجموعہ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔ڈاکٹر محمد ریاض اپنی علمی وادبی خدمات کی بنا پر ڈاکٹریٹ ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۹۲ء کے بعد مختصر سا سوانحی اور علمی و ادبی خاکہ (curriculum vitae) مرتب کیا تھا۔اس خاکے میں انھوں نے اپنی علمی و ادبی تخلیقات (کتب، تصانیف، تالیفات، تراجم اور تبصروں کی ضروری تفصیلات) سے متعلق اٹھارہ صفحات پر مشتمل فہرست بھی دی ہے۔اس فہرست میں انھوں نے اپنی قریباً دوصد پندرہ (۲۱۵) کتب، تصانیف، مقالات ومضامین، تبصروں اور تراجم کا ذکر کیا ہے۔ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ یہ فہرست نامکمل ہے۔

فہرست نامکمل ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔خود انھیں اپنی تمام مطبوعہ کتب، تصانیف، تراجم اور مقالات ومضامین تک رسائی حاصل نہ تھی۔اس سلسلے میں انھوں نے باقاعدہ کوئی ریکارڈ بھی مرتب نہیں کیا تھا۔ بوقتِ ضرورت انھوں نے دستیاب وسائل کی مدد سے یہ فہرست مرتب کی تھی۔اس فہرست میں تمام کتب اور مقالات ومضامین کے عنوانات انگریزی میں تحریر کیے گئے ہیں اور یہ کسی ملکی یا غیر ملکی یونیورسٹی سے پوسٹ ڈاکٹرل یا ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے مرتب کی گئی تھی۔

تحقیق کے مطابق اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، مقالات اور تراجم کی تعداد چارصد پچاس (۴۵۰) کے قریب ہے۔ یہ تعداد ان کے اپنے مرتب کردہ سوانحی اور علمی و ادبی خاکے میں بیان کردہ تعداد سے تقریباً دوگنی ہے۔تحقیق کی رو سے ان کی بہت سی ایسی مطبوعہ کتب، مقالات اور مضامین دریافت ہوئے ہیں جو خود ڈاکٹر محمد ریاض کی دسترس میں نہیں رہے تھے اور وہ اتنی فرصت بھی نہیں رکھتے تھے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکیں۔ان کی اپنی مرتب کردہ فہرست میں کہیں بھی اسے مرتب کرنے کی تاریخ درج نہیں ہے۔تاہم اس میں موجود داخلی شواہد

سے علم میں آتا ہے کہ یہ فہرست ۱۹۹۲ء یا اس کے بعد مرتب کی گئی تھی۔ڈاکٹر محمد ریاض چند سالہ شدید علالت کے بعد ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو وفات پا گئے۔ان کی وفات کے بعد ان کے ذاتی کتب خانے میں موجود تمام کتب شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کو عطیہ کر دی گئیں۔ان کے اس ذاتی کتب خانے میں بھی ان کی صرف آٹھ دس کتب ہی موجود ہیں جبکہ اس میں کوئی غیر مطبوعہ کتاب نہیں ہے۔جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب اور مقالات و مضامین کو محفوظ نہیں کیا تھا۔ان کی چند ایک کتب طباعت کے لیے تیار تھیں مگر افسوس کہ ان کے ذاتی کتب خانے سے یا ان کے فرزندان (الحاج محمد ضیاء، ظفر احمد، آفتاب احمد ستی، تراب احمد ستی)، دختر (نوشین افتخار) اور ان سب کی اولاد میں سے کسی کے پاس سے بھی ان کی کوئی غیر مطبوعہ کتاب نہیں ملی۔ڈاکٹر محمد ریاض کے رفقائے کار، احباب، علمی و ادبی معاونین اور پبلشرز، سب سے براہِ راست رابطہ و ملاقات کر کے اس ضمن میں دریافت کیا گیا ہے مگر ان کی کوئی غیر مطبوعہ کتاب یا مسودہ نہیں ملا ہے۔اس بات کا امکان ہے کہ ان کی غیر مطبوعہ کتب اور مسودات ردی سمجھ کر تلف کر دیے گئے ہیں۔

راقم الحروف نے ہر ممکن ذریعے سے ڈاکٹر محمد ریاض کی مطبوعہ کتب حاصل کیں اور مقالات و مضامین اکٹھے کیے۔ان کے بغور مطالعے کے بعد ان سے متعلق کوائف اور ان کے مندرجات کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی نوٹس قلم بند کیے ہیں۔راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل کتب، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے تحریر کیے ہیں:

<u>پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی کتب، مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے</u>

اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف و تالیفات کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے۔

01- آفاق اقبال (بارہ مطبوعہ مضامین)

02- افاداتِ اقبال (اکیس مطبوعہ مضامین)

03- اقبال اور احترامِ انسانیت (مجموعہ 15 مقالات)

04- اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی

05- اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)

06- اقبال اور فارسی شعراء (اردو)

07- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

08- برکاتِ اقبال (مضامین) (مجموعہ 19 مقالات)

09- تسہیل خطباتِ اقبال

10- تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

11- تفسیرِ اقبال (مجموعہ 10 مقالات)

12- تقدیر امم اور اقبال (سات مطبوعہ مضامین)

13- جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تالیفات

14- تقاریر بیادِ اقبال

15- حرفِ اقبال

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد چار (۴) ہے۔

01- توصیہ هایی جهت اتحاد میان مسلمانان جهان

02- حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)

03- کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی، فارسی نثر)

04- کشف الابیاتِ اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)

تراجم پر مشتمل کتب

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم و بیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان تراجم پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

01- اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'

02- پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (پس چہ باید کرد کا ترجمہ)

03- علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

04- اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

05- افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)

06- شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

07- یادداشتہائے پراگندہ (انگریزی سے فارسی ترجمہ)

اردو، فارسی اور انگریزی مقالات و مضامین، ان کے تراجم اور مختلف کتب پر تبصرے

بعد از تحقیق ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب میں لکھے ہوئے قریباً ۲۵۰ کے قریب اردو مقالات و مضامین دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے قریباً ۱۷۵ مقالات و مضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان پر باب دوم میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تراجم و تبصروں پر تحقیقی جائزہ باب سوم میں پیش کیا گیا ہے۔ فارسی زبان میں اقبالیات سے کتب اور متعلق مقالات و مضامین پر تبصرہ باب چہارم میں پیش کیا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

حرفِ آغاز

۱۔ نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر، ''میرے محترم رفیقِ کار .....ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)،مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی ۱۹۹۹ء)،ص ۴۷

۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، تعارف، مشمولہ: برکاتِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول ۱۹۸۲ء)،ص ۳

۳۔ سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں.....''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)،ص ۳۸
رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)،ص ۳۵

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی قریباً تمام ذاتی کتب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات میں محفوظ ہیں۔تمام کتب کے ضروری کوائف ایک رجسٹر میں درج کیے گئے ہیں۔یہ رجسٹر دو صد پچاس (۲۵۰) صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے صفحہ نمبر ۱ تا ۶۰ پر ایک ہزار تہتر (۱۰۷۳) کتب کے کوائف درج ہیں۔ان میں سے نو صد گیارہ (۹۱۱) کتب عطیہ از ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کے نام سے درج ہیں۔ان کے علاوہ دیگر ایک صد باسٹھ (۱۶۲) کتب دیگر ذرائع کے حوالے سے درج ہیں۔

باب اول:۔ڈاکٹر محمد ریاض------احوال و آثار

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے خود نوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکے کے مطابق ان کی تاریخ پیدائش ۴ مارچ ۱۹۳۵ء ہے۔ ان کی مڈل کی سند میں بھی یہی تاریخ پیدائش درج ہے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پسران (محمد ضیاء، آفتاب احمد و تراب احمد) اور دختر (نوشین افتخار) سے انٹرویوز کے دوران حاصل ہونے والی معلومات۔
ڈاکٹر محمد ریاض کی والدہ محترمہ 'اکبر جان' ۱۸ فروری ۱۹۹۱ء بروز جمعرات وفات پا گئی تھیں۔ان کی وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد '۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء بروز جمعرات ڈاکٹر محمد ریاض کے والد محترم 'ولی داد خان'' وفات پا گئے تھے۔

۳۔ پروفیسر کرم حیدری کی کتاب ''داستانِ مری'' کے بیک ٹائٹل پر ان کی درج ذیل تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ پوٹھوہاری گیت	۲۔ سرزمین پوٹھوہار
۳۔ حکمتِ بیدار (طویل قومی نظم)	۴۔ دوش وفردا
۵۔ سایۂ گل (مجموعہ غزلیات)	۶۔ آزادی موہوم (ترجمہ)
۷۔ کوٹس فرام دی قائد	۸۔ ملت کا پاسبان (قائداعظم)
۹۔ قائداعظم کا اسلامی کردار	۱۰۔ حمد ونعت ومنقبت

۴۔ کرم حیدری، پروفیسر، داستانِ مری (راولپنڈی: مکتبہ الحمود، ۹۔بی سیٹلائٹ ٹاؤن، بارسوم، ۱۹۷۸ء)، ص ۱۰۹،۱۱۳

۵۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار پنجم، مارچ ۱۹۸۲ء)، ص ۶۴۰/۱۷۸

۷۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۶

۸۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحثیت اقبال شناس'' (مقالہ ایم فل اقبالیات)، نگران؛ پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۱ء)، ص ۵،۶
شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، ایران، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء)، ص ۱۲۱
سید سبط حسن رضوی، ڈاکٹر، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، مشمولہ: نذر ریاض، ص ۳۸

☆ محترمہ سعیدہ مہتاب نے اپنے ایم فل کے مقالے میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شادی ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے اپنے مقالہ'' ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت'' میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شادی ۱۹۵۳ء میں ہوئی تھی۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے صاحبزادے محمد ضیاء سے جب اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے خاندانی دستاویزات کے معائنے اور اہلِ خانہ سے مشاورت کے بعد ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ان کے والد ڈاکٹر محمد ریاض کی شادی ۱۹۵۳ء میں ہوئی تھی۔

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کے کراچی کے ڈومیسائل محررہ ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء کے مطابق انھوں نے ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء، میں کراچی میں رہائش اختیار کی تھی۔ ڈومیسائل میں ان کی بیوی کا نام '' زینب جان'' اور اس وقت کا ان کا کراچی کا ایڈریس '' کوارٹر نمبر بی ۲۷۴، بلاک ون سی، کالا پل ہزارہ کالونی، کراچی'' لکھا ہوا ہے۔

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کی بیوی '' زینب بی بی'' نے ۲۳ جنوری ۲۰۰۲ء بروز بدھ وار وفات پائی اور انھیں آبائی قبرستان گہل سوراسی میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

۹۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۶ تا ۳۷
سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۸

۱۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی مڈل، میٹرک اور منشی فاضل کی اسناد میں ولدیت ''ولی داذ'' درج ہے۔ باقی تمام اسناد کے ڈومیسائل میں ان کی ولدیت ''ولی داد خان'' درج ہے۔ ان کے خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکے میں بی اے (۱۹۵۸ء)، ایم اے اردو (۱۹۶۱ء) اور ایم اے فارسی (۱۹۶۳ء) کے امتحانات میں کامیابی کے سنین درست نہیں دیے گئے۔ سعیدہ مہتاب کے مقالے میں دیے گئے تعلیمی کوائف بھی درست نہیں ہیں۔ وہ لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے فاضل فارسی کا امتحان ۱۹۵۵ء میں، انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۵۶ء میں، بی اے کا امتحان ۱۹۵۹ء میں، بی ایڈ کا امتحان بھی ۱۹۵۹ء میں، ایم اے اردو کا امتحان ۱۹۶۸ء میں اور ایم اے فارسی کا امتحان ۱۹۶۳ء میں پاس کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تعلیمی سندات کے مطابق انھوں نے منشی فاضل فارسی کا امتحان ۱۹۵۵ء میں، انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۵۹ء میں، بی اے کا امتحان ۱۹۶۱ء میں، بی ایڈ کا امتحان ۱۹۶۲ء میں، ایم اے فارسی کا امتحان ۱۹۶۴ء میں، ایم اے اردو پارٹ ون کا امتحان ۱۹۶۵ء میں اور ایم اے اردو پارٹ ٹو کا امتحان ۱۹۶۹ء میں پاس کیا تھا۔ سعیدہ مہتاب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۵۶ء میں کراچی بورڈ سے پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے عربی میں آنرز کیا۔ راقم الحروف کو ڈاکٹر محمد ریاض کی عربی آنرز کی تعلیم سے متعلق کوئی شواہد نہیں ملے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے سوانحی خاکے میں بی اے، ایم اے اردو اور ایم اے فارسی کے امتحانات میں کامیابی کے سال درست نہیں دیے گئے۔ سعیدہ مہتاب کے ڈاکٹر محمد ریاض کی تعلیم کے بارے میں لکھے گئے کوائف ان کے سوانحی خاکے اور تعلیمی اسناد کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہیں۔

محمد ریاض، ڈاکٹر، خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکہ، ص ۱

سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس، ص ۶ تا ۷

ڈاکٹر محمد ریاض نے یونیورسٹی آف کراچی سے بی اے، بی ایڈ، ایم اے فارسی اور ایم اے اردو کے امتحانات درج ذیل رول نمبرز اور رجسٹریشن نمبرز کے تحت پاس کیے تھے۔

امتحان	رول نمبر	رجسٹریشن نمبر
بی اے	(۹۹۴)	F-2424
بی ایڈ	163	F-2424
ایم اے فارسی	17	233/MA/61
ایم اے اردو	124	52/MA Urdu 16/64

انھوں نے بی ایڈ پارٹ ون درجہ دوم، پارٹ ٹو درجہ سوم میں پاس کیا تھا۔ ان کے تعلیمی ریکارڈ کے مطابق

انھوں نے بی اے میں ۶۰۰/ ۳۴۴، بی ایڈ میں ۱۰۰۰/ ۷۷ ۴ اور ایم اے فارسی میں ۹۰۰/ ۶۵۵ نمبر حاصل کیے تھے۔

۱۱۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص۹
رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص۱۸، ۱۹
محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خودنوشت سوانحی خاکہ'' (غیر مطبوعہ)، ص۲
نظیر صدیقی، پروفیسر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص۲۲

☆ ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے صاحبزادے حاجی محمد ضیاء کے مطابق، کراچی میں، نیوی کی ملازمت کے عرصے میں ان کے والد اور دیگر افرادِ خانہ نے ڈاکیارڈ میں ملنے والی رہائش گاہ میں قیام کیا۔ جب انھوں نے یہ ملازمت چھوڑ دی تو سب ان کے دادا (ولی داد خان) کے ملکیتی مکان (کوارٹر نمبر بی۔۴ ۲۷، بلاک ون سی، کالا پل، ہزارہ کالونی، کراچی) میں رہنے لگے۔

☆ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے اپنے مضمون ''ڈاکٹر محمد ریاض'' میں (صفحہ ۱۸ تا ۱۹ پر) لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۵۶ء سے نومبر ۱۹۶۰ء تک ہائی سکول، کراچی میں پڑھاتے رہے۔ نومبر ۱۹۶۰ء میں ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی سے وابستہ ہو گئے اور اس ادارے میں نومبر ۱۹۶۵ء تک پڑھاتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے خودنوشت غیر مطبوعہ سوانحی خاکے میں (صفحہ ۲ پر) لکھا ہے کہ ''وہ ۱۹۶۰ء تا نومبر ۱۹۶۵ء تک سیکنڈری کلاسز اور ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، کراچی میں پڑھاتے رہے۔'' انھوں نے ہائی سکول کے نام اور اس عرصہ ملازمت کا الگ سے ذکر نہیں کیا ہے۔ سعیدہ مہتاب نے اپنے مقالے میں (صفحہ ۹ پر) لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے S.E.T ٹیچر کی حیثیت سے گورنمنٹ سیکنڈری سکول، لیاری، کراچی میں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک فرائض سرانجام دیے۔ اس کے بعد وہ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کراچی میں ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۵۴ء میں میٹرک، ۱۹۵۵ء میں منشی فاضل، ۱۹۵۹ء میں انٹر میڈیٹ، ۱۹۶۱ء میں بی اے اور ۱۹۶۲ء میں بی ایڈ کے امتحانات پاس کیے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کا بیان درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ سرکاری ملازمت کے لیے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ممکن نہیں کہ ایک میٹرک پاس شخص ۴ سال ہائی سکول میں پڑھاتا رہے اور کوئی شخص بی اے اور بی ایڈ کی تکمیل سے ایک دو سال قبل ہی ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں تعینات ہو کر بی ایڈ کی کلاسز کو پڑھانا شروع کر دے۔ ان حقائق کے پیش نظر محترمہ سعیدہ مہتاب کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔

☆ سعیدہ مہتاب نے اپنے مقالے میں (صفحہ ۹ پر) لکھا ہے کہ ایران سے وطن واپسی پر ڈاکٹر محمد ریاض گورنمنٹ کالج ایچ۔۸، اسلام آباد میں قائم مقام پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے جہاں انھوں نے

۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۰ء تک فرائض منصبی سرانجام دیے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے سوانحی خاکے میں (صفحہ ۲ پر) لکھا ہے کہ یونیورسٹی آف تہران میں تدریس کا عرصہ ختم ہونے کے بعد انھوں نے اگست ۱۹۷۸ء میں بطور قائم مقام پرنسپل فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ا، اسلام آباد میں خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔چونکہ ان کی تحریر بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے راقم الحروف نے از روئے درایت ڈاکٹر محمد ریاض کی اپنی فراہم کردہ معلومات کو درست پایا اور ان پر انحصار کیا۔

۱۲۔ مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض......میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۰
محمد ریاض، ڈاکٹر، افاداتِ اقبال، ص ۲۰۵

افاداتِ اقبال کے صفحہ ۲۰۵ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے تہران میں اپنے قیام کے دورانیے کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے لکھا ہے: ''راقم الحروف کوئی سات سال تک تہران میں قیام پذیر رہا ہے؛ نومبر ۱۹۶۵ء سے جنوری ۱۹۶۹ اور ستمبر ۱۹۷۳ء سے اگست ۱۹۷۷ء تک۔

۱۳۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۷

۱۴۔ عبدالرشید فاضل، پروفیسر، ''پیش لفظ''، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعراء، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، ۷۷ء)، ص ۴ تا ۵

۱۵۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۰
محمود رضا مرندی، آقائی، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۲

۱۶۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء کے کراچی ڈومیسائل کے مطابق وہ ۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو کراچی میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔بچوں کے نام اور عمر کے کالم میں دو بچوں ضیاء احمد (عمر 5 سال 6 ماہ) اور فیاض احمد (عمر 1 سال 6 ماہ) کا اندراج کیا ہوا ہے۔حاجی ضیاء احمد سے جب اس ضمن میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے واضح کیا کہ ڈومیسائل میں ٹائپنگ کی وجہ سے ''ظفر احمد'' کے درست نام کے بجائے ''فیاض احمد'' لکھا گیا ہے۔اس بات کا بھی امکان ہے کہ والد محترم نے ظفر احمد کا نام فیاض احمد رکھا ہو اور بعد میں تبدیل کر کے ان کا نام ظفر احمد رکھ دیا ہو۔انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کا سب سے چھوٹا بھائی ''بلال احمد'' نومولودگی کی عمر میں ہی وفات پا گیا تھا۔الحمدللہ، باقی بہن بھائی سلامت ہیں اور خوشحال و مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں۔انھوں نے اپنے اور دیگر بہن بھائیوں اور ان کے اہلِ خانہ کے بارے میں درج ذیل معلومات بھی فراہم کیں۔راقم الحروف نے ان کے دیگر بہن بھائیوں سے ان تمام کوائف کی تصدیق کر لی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے پسران اور دختر سے متعلق کوائف

نام	تاریخ پیدائش	عمر	تعلیم	شادی کا سال	اولاد
محمد ضیاء	۶ جون ۱۹۵۵ء	۶۱ سال	ایف اے	۱۹۸۰ء	دو بیٹے، تین بیٹیاں
ظفر احمد	۸ فروری ۱۹۶۱ء	۵۵ سال	ایف اے	۲۴ اپریل ۱۹۸۷ء	دو بیٹے، تین بیٹیاں
نوشین افتخار	۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء	۵۲ سال	ایف اے	۱۹۸۵ء	دو بیٹے، دو بیٹیاں
آفتاب احمد	۱۱ اپریل ۱۹۶۷ء	۴۹ سال	میٹرک	۱۴ مئی ۱۹۹۰ء	دو بیٹے، دو بیٹیاں
تراب احمد	۲۴ اگست ۱۹۷۳ء	۴۳ سال	میٹرک	۲۷ جولائی ۱۹۹۷ء	تین بیٹے

ڈاکٹر محمد ریاض کے پسران اور دختر کی اولاد کے کوائف

محمد ضیاء ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف

موجودہ پتہ:۔ مکان نمبر ۶۳۸، سٹریٹ ۳، محلّہ کھوکھر آباد، راولپنڈی

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
عنبر ضیاء	۲۶ اگست ۱۹۸۲ء	ایف اے
حمیرہ ضیاء	۱۲ فروری ۱۹۸۵ء	ایف اے
بشریٰ عثمان	۱۲ مارچ ۱۹۸۶ء	بی اے
عاکف ضیاء	۲۶ اگست ۱۹۸۹ء	میٹرک
تابش ضیاء	۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء	بی ایس کمپیوٹر سائنس

ظفر احمد ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف CNIC#37404-6761382-9

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
منزہ ظفر	۶ جون ۱۹۸۹ء	ایم اے تاریخ، ایم اے اردو۔ ان کی شادی ہو چکی ہے۔
افشاں ظفر	۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء	ایم اے اردو
نیلم ظفر	۶ مارچ ۱۹۹۳ء	ایم اے اسلامیات، حافظِ قرآن
شہزاد ظفر	۲۸ مئی ۱۹۹۴ء	بی ایس سی
حماد ظفر	۲۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء	ایف ایس سی

نوشین افتخار ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف

موجودہ پتہ:۔ڈاکخانہ خاص، کرپاہ، نزد جامع مسجد، ضلع اسلام آباد

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
راجہ عثمان	۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء	بی کام؛ پوسٹ گویجوایٹ ڈپلومہ (انگلینڈ)
راجہ ارسلان	۶ مئی ۱۹۸۹ء	ایم بی اے مارکیٹنگ از کامسیٹ
سدرہ افتخار	۱۰ جون ۱۹۹۲ء	بی ایس سی (بیالوجی کے ساتھ)
ماریہ افتخار	۲۱ ستمبر ۱۹۹۵ء	آئی سی ایس

آفتاب احمد ولد ڈاکٹر محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف CNIC#37404-1504263-7

موجودہ پتہ:۔مکان ۱۸۳/III-۸، گلی نمبر 2، خرم کالونی، مسلم ٹاؤن، راولپنڈی۔

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
کرن آفتاب	۶ دسمبر ۱۹۹۲ء	۲۰۱۶ میں نمل یونیورسٹی سے ایم اے انگلش لینگوئسٹکس کیا ہے۔
عبدالصبور	۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء	بی کام
انیتا آفتاب	۱۷ مارچ ۱۹۹۶ء	ایف اے تک تعلیم حاصل کی ہے، قرآن حکیم حفظ کیا ہے۔
غیور آفتاب	۱۳ مارچ ۲۰۰۰ء	میٹرک از راولپنڈی تعلیمی بورڈ؛ سٹوڈنٹ فرسٹ ایئر

تراب احمد ولد محمد ریاض کی اولاد سے متعلق کوائف CNIC#37405-7106813-5

موجودہ پتہ:۔مکان ۱۸۳/III-۸، گلی نمبر 2، خرم کالونی، مسلم ٹاؤن، راولپنڈی۔

نام	تاریخ پیدائش	تعلیم
رامش تراب	۷ ستمبر ۱۹۹۸ء	آئی کام پارٹ سیکنڈ
دانش تراب	۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء	میٹرک
عبدالرافع	۷ ستمبر ۲۰۰۸ء	چہارم

☆ سعیدہ مہتاب کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی بیٹی کا نام یاسمین'' لکھا ہوا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ان کا درست نام ''نوشین افتخار'' ہے۔''افتخار'' ان کے شوہر کا نام ہے۔

۱۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا سوانحی خاکہ مرتب کرنے کے لیے ان کے خودنوشت سوانحی خاکے، ان کی شخصیت اور افکار پر لکھے گئے تمام مقالہ جات و مضامین کے علاوہ ان کی مطبوعہ کتب اور مقالات و مضامین میں علمی و ادبی خدمات اور سوانح کے بارے میں ان کی خود سے فراہم کردہ معلومات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ان کے

مقالات ''حرفے چند...... بیاد حضرت ماہر'' اور ''اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں'' میں بھی مختصر سوانح حیات دیے گئے ہیں جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیں:

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں''،مشمولہ: سہ ماہی ''علم کی دستک''، جلد۱،شمارہ۲، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۱ء،ص۳۱

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حرفے چند...... بیاد حضرت ماہرؔ''،مشمولہ: ماہنامہ فاران، جلد۳۰، شمارہ۹، دسمبر ۱۹۷۸ء،ص۱۹۱

محمد حمید کھوکھر، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ،نگران؛ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض،ص۱۶۳تا۱۶۶

۱۸۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، تحفۃ النقبا فی فضیلۃ العلم والعلماء، (لاہور: منہاج القرآن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، باراول، ستمبر۲۰۰۷ء)بحوالہ صحیح بخاری/ صحیح مسلم،ص۷۷

۱۹۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''،مشمولہ:علم کی دستک (نذرِ ریاض)،ص۱۹

راقم الحروف کو ان کے بیٹوں (محمد ضیاء، آفتاب احمد اور تراب احمد) اور ان کی اولاد سے براہِ راست ملاقات اور انٹرویو کرنے کا موقع ملا۔ان کی بیٹی نوشین افتخار سے موبائل فون پر انٹرویو کیا گیا۔نوشین افتخار کے بیٹے عثمان سے حاجی محمد ضیاء کے گھر پر براہِ راست ملاقات ہوئی۔ظفر احمد بیرونِ ملک ہوتے ہیں۔وہ اگست ۲۰۱۷ء میں پاکستان تشریف لائے تھے اور ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء تک یہاں رہے۔اس دوران ان سے رابطہ ہوا۔ان کے بیٹے شہزاد ظفر سے بھی حاجی محمد ضیاء کے گھر پر ملاقات ہوئی۔ان سب خواتین و حضرات نے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، افکار، گھر میں عمومی رویے، اہلِ خانہ اور رشتہ داروں سے تعلقات کے بارے میں کافی زیادہ معلومات فراہم کیں۔

۲۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے صاحبزادے الحاج محمد ضیاء سے (انٹرویو بتاریخ ۱۹ستمبر ۲۰۱۶ء بروز منگل بوقت ۹ بجے رات کے دوران)، ڈاکٹر محمد ریاض کے احوال کے ضمن میں راقم الحروف نے ان سے ذکر کیا کہ سعیدہ مہتاب نے اپنے مقالے میں (صفحہ۱۷پر) لکھا ہے، ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک عمرہ کیا تھا۔انھوں نے اپنے مقالے میں (صفحہ نمبر ۲۳پر) لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے دو حج کیے۔پہلا حج ایران میں دورانِ قیام اور دوسرا جون ۱۹۹۰ء میں کیا تھا۔حاجی محمد ضیاء نے سعیدہ مہتاب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے والد نے دو عمرے کیے تھے اور ۱۹۹۰ء میں ایک حج کیا تھا۔انھوں نے پہلا عمرہ ایران میں اپنے قیام کے دورانیے میں اور دوسرا عمرہ ۱۹۸۳ء میں کیا تھا۔

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے پہلے عمرے کا ذکر ان کے تحقیقی مقالے ''اقبال اور کبوترانِ حرم'' میں (صفحہ ۸۵پر) بھی ملتا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''جنوری وفروری ۱۹۷۶ء کے چند ایامِ سعید میں راقم الحروف کو حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اسی دورانِ حرم کعبہ اور مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کبوتروں کے جھنڈ کے جھنڈ دیکھے جو کبھی بیٹھے ہوتے تھے اور کبھی بحالتِ پرواز۔ وہاں ایک اقبال خواں کی حیثیت سے حرم، طائرانِ حرم اور دیگر تلازماتِ حرم کے سلسلے میں اقبال کی تلمیحات بھی زیرِ غور آئیں، مگران کو لکھنے کی نوبت اب تک نہ آسکی تھی۔ الفضل المقدم کا اعتراف کرتے ہوئے چند معروضات اب پیش کررہاہوں''۔

مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض اور ان کی علمی و ادبی خدمات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۵۲

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور کبوترانِ حرم''، مشمولہ: اقبال، جلد ۲۶، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۹ء)، ص ۸۵تا۱۰۵

راقم الحروف (مقالہ نگار) نے ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مقالہ ''اقبال اور کبوترانِ حرم'' پر اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے باب دوم میں ''اقبالیاتی ادب'' کے تحت تبصرہ پیش کیا ہے۔

۲۱۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۷۰

۲۲۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، ''خوشبو کی ہجرت''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۳

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، افاداتِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۳ء)، ص ۳۳۱

ترکیب بند کا ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض: مٹی کے پتلے انسان؛ تیری عقل زندگی کا حاصل ہے اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے۔ جہات کے جہان (دنیا) کے اس طرف آنا تجھے مبارک ہو۔ تیری خاطر زہرہ، چاند اور مریخ سیارے ایک دوسرے کے رقیب ہو رہے ہیں بلکہ تجھ پر ایک نظر ڈالنے کی خاطر تجلّیاتِ باری تعالیٰ میں کشمکش اور رقابت ہو رہی ہے۔ دوست کی راہ میں تازہ بتازہ اور نو بنو جلوے ہیں مگر شوق و آرزو والا شخص کلّیات (صفات) سے دل نہیں لگاتا۔ زندگی صدق وصفا اور نشو ونما کا نام ہے۔ ازل سے ابد تک بڑھتے جاؤ۔ زندگی خدا کا اختتام ناپذیر ملک ہے۔

۲۴۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۴/۳۰۴ ۱۲

۲۵۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، ''خوشبو کی ہجرت''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۳

نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۷

۲۶۔ سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۸

۲۷۔ نظیر صدیقی، پروفیسر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۳

۲۸۔ نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر ''میرے محترم رفیق کار......ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۶
۲۹۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۱
نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۲، ۲۴
مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض......میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۳۰
شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر، ''حیران کن توانائی''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۰
نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر ''میرے محترم رفیق کار......ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۴۶
۳۰۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۲۶، ۲۸
انٹرویو فرزندانِ ریاض (حاجی ضیاء، تراب احمد ستی، آفتاب احمد ستی) اور انٹرویو نوشین افتخار (دخترِ ریاض)
۳۱۔ انٹرویو نوشین افتخار (دختر ڈاکٹر محمد ریاض)
۳۲۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۲۸
رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۰
۳۳۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۱۹
۳۴۔ مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض......میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۸ تا ۳۰
۳۵۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، ص ۳۲
۳۶۔ انٹرویوز پروفیسر ڈاکٹر شاہد کامران، ڈاکٹر محمد اکرم، تراب احمد ستی
محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر، بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم''، ص ۱۵
رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۱۹
سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، ص ۳۸
۳۷۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۲۰ تا ۲۱
۳۸۔ انٹرویو: تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
۳۹۔ سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید، ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، ص ۳۸
انٹرویو: مرتضٰی موسوی، ایڈیٹر ''ہلال''، ''پاکستان مصور''۔
۴۰۔ انٹرویو: ڈاکٹر گوہر نوشاہی
۴۱۔ محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر، بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم''، ص ۱۶
محمود الرحمٰن، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض......چند یادیں، چند باتیں''، ص ۲۷
مقبول الٰہی، مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض......میرے تاثرات''، ص ۳۱
رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، ص ۳۴ تا ۳۵

۴۲۔ شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر، ''حیران کن توانائی''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص۴۰

۴۳۔ ایضاً، ص۴۱

۴۴۔ محمد رضا مرندی، آقائی، ''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، ص۴۲

۴۵۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص۱۸ تا ۲۱
سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص۱۱ تا ۱۲
ڈاکٹر محمد ریاض ۱۱ جنوری ۸۳ء تا ۲۸ نومبر ۹۴ء، تادمِ آخر شدید علیل رہے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۹ سال ۸ ماہ ۲۴ دن تھی اور مارچ ۱۹۹۵ء میں ان کی ریٹائرمنٹ ہونے والی تھی۔

۴۶۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص۱۹
سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص۱۳ تا ۱۵

۴۷۔ ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر، اشعارِ عقیدت، مشمولہ: نذرِ ریاض، ص۱۱

۴۸۔ شمیم صبائی متھراوی، قطعہ تاریخ وفات: آہ مرگِ ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''اخبار اردو''، (اسلام آباد: جنوری۔فروری ۱۹۹۵ء)، ص۱۳
محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر، قطعہ مادہ تاریخ، مشمولہ، نذرِ ریاض، ص۱۴

باب دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

باب دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

(اردو و انگریزی تصانیف و تالیفات اور مقالات و مضامین کا مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی و توضیحی مطالعہ)

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف و تالیفات کی تعداد (۱۵) ہے۔

(اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو کتب)

01- آفاق اقبال (بارہ مطبوعہ مضامین)

02- افاداتِ اقبال (اکتیس مطبوعہ مضامین)

03- اقبال اور احترامِ انسانیت (مجموعہ 15 مقالات)

04- اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی

05- اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)

06- اقبال اور فارسی شعراء (اردو)

07- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

08- برکاتِ اقبال (مضامین) (مجموعہ 19 مقالات)

09۔ تسہیل خطباتِ اقبال

10- تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

11- تفسیرِ اقبال (مجموعہ 10 مقالات)

12- تقدیر امم اور اقبال (سات مطبوعہ مضامین)

13- جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

(اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تالیفات)

01- تقاریر بیادِ اقبال

02- حرفِ اقبال

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو زبان میں تقریباً دوصد پچاس کے قریب مقالات و مضامین لکھے جو

مختلف مجلّات و رسائل میں شائع ہوئے۔ان میں سے قریباً ایک سو اکیس (۱۲۱) کے قریب مقالات و مضامین کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ان کے مقالات و مضامین پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

(مضامین ومقالات پر مشتمل کتب کی فہرست)

01۔ افاداتِ اقبال
02۔ اقبال اور احترامِ انسانیت
03۔ اقبال اور سیرتِ انبیا کرام
04۔ اقبال اور گوئٹے
05۔ اقبال شناسی کے زاویے
06۔ اقبال ۸۵
07۔ اقبالیات کے سوسال
08۔ آفاق اقبال
09۔ برکاتِ اقبال
10۔ تسہیل خطباتِ اقبال
11۔ تفسیرِ اقبال
12۔ تقدیرِ امم اور اقبال
13۔ تقاریر بیادِ اقبال
14۔ رومی کا تصوّرِ فقر
15۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان..
16۔ مقالات
17۔ ۱۹۸۶ کا اقبالیاتی ادب
18۔ Iqbal Congress Papers

زیادہ تر مقالات و مضامین کو خود ڈاکٹر محمد ریاض نے ہی کتابی شکل میں مدون کر کے چھپوایا تھا۔ ان میں سے صرف آٹھ (۸) مقالات و مضامین دیگر مرتبین کی درج ذیل تالیفات کا حصہ بنے:

01۔ اقبال اور گوئٹے
02۔ اقبال شناسی کے زاویے
03۔ اقبال ۸۵
04۔ اقبالیات کے سوسال
05۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے

06۔ مقالات

07۔ ۱۹۸۶ کا اقبالیاتی ادب

08۔ Iqbal Congress Papers

ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو زبان میں کتابی شکل میں شائع ہونے والے ایک سو اکیس (۱۲۱) مقالات و مضامین میں سے ایک سو تیرہ (۱۱۳) مقالات و مضامین ان کی اپنی مرتب کردہ درج ذیل کتب کی شکل میں شائع ہوئے۔

01۔ افاداتِ اقبال

02۔ اقبال اور احترامِ انسانیت

03۔ اقبال اور سیرتِ انبیا کرام

04۔ آفاق اقبال

05۔ برکاتِ اقبال

06۔ تسہیل خطباتِ اقبال

07۔ تفسیرِ اقبال

08۔ تقدیرِ امم اور اقبال

09۔ تقاریر بیادِ اقبال

10۔ رومی کا تصورِ فقر

دیگر مجلّات میں شامل مقالات

اردو میں اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی گئی دیگر تصانیف و تالیفات کے ساتھ مندرجہ بالا کتب کا تعارف اور ان پر تبصرہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ مجموعہ مقالات و مضامین پر مشتمل کتب پر تبصرے کے ساتھ ان میں شامل مقالات و مضامین پر تبصرہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ ان تبصرات میں کتب اور مقالات و مضامین کے مندرجات کے تعارف کے بعد ان کی تلخیص پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد ان پر تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا ایک سو اکیس مقالات و مضامین میں سے کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں مشمولہ پندرہ مقالات و مضامین غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہیں۔ دیگر ایک سو چھ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے چھیالیس (۴۳%) مقالات و مضامین علامہ اقبال کے افکار و تصورات، پچیس (۲۴%) مقالات و مضامین شخصیات اور پینتیس (۳۳%) مقالات و مضامین شخصیات پر اور پینتیس مقالات و مضامین ادبیات (علامہ اقبال کے کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن، اردو و فارسی زبان و ادب) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

اقبالیاتی ادب پر اردو تصانیف و تالیفات

01- آفاقِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : گلوب پبلشرز، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۷ء
صفحات : ۲۳۹

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	تعارف ۔۔۔ از مصنف	۰۰۵	۲
۰۱۔	علامہ اقبال کی دعائیں	۰۰۷	۱۳
۰۲۔	اقبال اور شاہ ہمدان	۰۲۰	۴۱
۰۳۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	۰۶۱	۱۱
۰۴۔	اقبال اور جہانِ اسلام	۰۷۲	۱۴
۰۵۔	اقبال کا نظریہ عشق	۰۸۶	۱۱
۰۶۔	اقبال کی بصیرت نفس	۰۹۷	۱۸
۰۷۔	اقبال اور افغانستان	۱۱۵	۱۰
۰۸۔	اقبال ایک مطالعہ: تبصرہ	۱۲۵	۱۴
۰۹۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال	۱۳۹	۲۷
۱۰۔	تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں	۱۶۶	۱۹
۱۱۔	اقبال اور ابنِ حلاج	۱۸۵	۳۲
۱۲۔	تصور ریاست اسلامی	۲۱۷	۲۴

''آفاقِ اقبال''اہم علمی وادبی موضوعات پر مبنی ۱۲ مقالات ومضامین پر مشتمل ہے۔اس میں ۶ مقالات ومضامین علامہ کے مذہبی افکار پر،۳ مقالات ومضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان وادب،کلام وتصانیف کے فکری وفنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔تمام موضوعات علمی وادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر وقیمت کے حامل ہیں۔ان میں سے زیادہ تر موضوعات پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالے بھی لکھے جاسکتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنی کتاب''اقبالیاتی ادب کے تین سال''میں''آفاقِ اقبال''پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''آفاقِ اقبال''میں بارہ مقالات شامل ہیں۔''اقبالؔ اور شاہ ہمدان''اور''اقبال اور ابنِ حلاّج''سیر حاصل اور مفصل ہیں،اور نسبتاً زیادہ تحقیق وتدقیق سے لکھے گئے ہیں۔''تلمیحاتِ فرہاد،کلامِ اقبالؔ میں''ایک اور عمدہ مقالہ ہے جسے تاریخ کی روشنی میں'اور کلامِ اقبالؔ کے گہرے مطالعے کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔کلیم الدین احمد کی کتاب پر زیادہ تفصیلی تنقید کی ضرورت تھی۔بعض مقالات مختصر اور اجمالی ہیں،حال آنکہ ان کے موضوعات ہمہ گیری کا تقاضا کرتے ہیں۔بہ حیثیتِ مجموعی،یہ مجموعہ معلومات افزا اور خوش آیند ہے،اور اقبالؔ سے مصنف کی گہری وابستگی اور کلامِ اقبال کے وسیع مطالعے کے شاہد ہیں۔

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم''آفاقِ اقبال''پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''کتاب انسان کی تنہائی کی بہترین ساتھی ہے۔گو تیز رفتار زندگی' کمپیوٹر اور دوسری سائنسی ایجادات کی وجہ سے لوگوں نے مطالعے کی طرف توجہ کم کردی ہے لیکن کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے اور پھر کتاب بھی ایسی جو ہماری معلومات میں اضافے کے ساتھ ساتھ ہماری اخلاقی اصلاح بھی کرے تو اس سے بہتر ذریعہ تفریح اور کیا ہوسکتا ہے؟''آفاقِ اقبال''بھی ایسی ہی کتاب ہے جو پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے 13 مقالات کا مجموعہ ہے۔پہلا باب''علامہ اقبال کی دعائیں''،جس میں اقبال کے کلام سے ان کے دعائیہ اشعار دیئے گئے ہیں قابلِ توجہ ہے۔''اقبال اور شاہ ہمدان''،''اقبال اور ابن حلاج''ایسے مقالے ہیں جنہیں پڑھ کر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے ------''تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں''کے مطالعے سے ہمیں شیریں فرہاد کی تلمیح سے علامہ اقبال کی فنی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔''آفاقِ اقبال''کے مطالعے سے فکرِ اقبال کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں جو کہ ہماری معلومات میں ایک گراں قدر اضافے کا باعث بنتی ہیں۔''(۱)

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے''آفاقِ اقبال''کے بارے میں جو کچھ لکھا اس سے اتفاق کیا جا

سکتا ہے۔ تاہم، اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے ’’آفاقِ اقبال‘‘ کے مقالات کی تعداد 13 لکھی ہے جو کہ دراصل 12 ہے۔ ’’آفاقِ اقبال‘‘ پر پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کے تبصرات تعارفی نوعیت کے ہیں۔ ان سے ’’آفاقِ اقبال‘‘ میں شامل تمام مقالات و مضامین کے عنوانات اور ان کے مندرجات کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔ تاہم، ان تبصرات میں ’’آفاقِ اقبال‘‘ کے مشمولات کو معلومات افزا قرار دیا گیا ہے اور ہارون الرشید تبسم نے ان کی اخلاقی قدر و قیمت اور اہمیت کا بھی ذکر کیا ہے۔

’’آفاقِ اقبال‘‘ کے کچھ مقالات و مضامین قدرے مجمل اور کچھ مقالات و مضامین کافی مفصل ہیں۔ سب سے مختصر مقالہ ’’اقبال اور افغانستان‘‘ ۱۰ صفحات پر اور سب سے طویل مقالہ ’’اقبال اور شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ‘‘ ۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ آفاقِ اقبال میں شامل درج ذیل پانچ مقالات و مضامین کے فہرست میں دیے گئے عنوانات، کتاب میں دیے گئے عنوانات سے کچھ مختلف ہیں:

نمبر شمار	فہرست میں دیے گئے عنوانات	کتاب میں دیے گئے عنوانات
1-	علامہ اقبال کی دعائیں	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں
2-	اقبال اور نظریۂ پاکستان	اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت
3-	مثنوی گلشن، رازِ جدید اور دیگر کتب اقبال	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال
4-	اقبال اور ابنِ حلاج	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ)
5-	تصور ریاستِ اسلامی	علامہ اقبال اور تصورِ ریاستِ اسلامی

تین مقالات کے عنوانات ان کے متن سے مکمل ہم آہنگ نہیں ہیں اور ان میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ’’مثنوی گلشن، رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال‘‘ کا عنوان ’’مثنوی گلشنِ راز اور مثنوی گلشن رازِ جدید کا تقابلی مطالعہ‘‘ ہونا چاہیے۔ اسی طرح ’’علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ)‘‘ کا عنوان ’’علامہ اقبال اور ابن حلاج مع اردو

ترجمہ کتاب، الطّواسین‘‘ ہونا چاہیے۔ ’’تلمیحات فرہاد کلامِ اقبال میں‘‘ کا عنوان ’’کلامِ اقبال میں شیریں، فرہاد اور پرویز کی تلمیحات‘‘ ہونا چاہیے۔

’’آفاقِ اقبال‘‘ کے آٹھ مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ باقی چار مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔ زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے۔ صرف دو تین مقالات میں فارسی اشعار کے ساتھ ترجمہ دیا گیا ہے۔

’’آفاقِ اقبال‘‘ میں شامل درج ذیل مقالات و مضامین قبل ازیں مختلف مجلّات میں شائع ہو چکے تھے۔ ان میں سے مقالہ ’’اقبال اور ابنِ حلاج‘‘، ۱۹۷۷ء میں اسلامک فاؤنڈیشن لاہور نے کتابی شکل میں شائع کیا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ مجلّہ ’’اقبالیات‘‘ میں بھی شائع ہوا۔ مقالہ ’’اقبال اور افغانستان‘‘ سہ ماہی ’’سیارہ‘‘، افغانستان نمبر میں شائع ہوا تھا۔ کتاب ’’حضرت شاہِ ھمدان اور اقبال‘‘ کے صفحہ نمبر 2 پر ڈاکٹر ریاض نے اپنی مطبوعہ کتاب ’’اقبال اور شاہِ ھمدان‘‘ کا ذکر کیا ہے۔ اس عنوان سے ان کا مضمون اقبال ریویو، جنوری ۶۹ء اور مجلّہ ’’اقبال‘‘، ۱۹۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ ’’آفاقِ اقبال‘‘ اور ’’اقبال اور سیرت انبیاء‘‘ میں بھی موجود ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	اقبال اور ابنِ حلاج	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج....	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
02۔	اقبال اور افغانستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
03۔	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	شاہ ہمدان	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
04۔	اقبال کا نظریہ عشق	ماہِ نو	لاہور	
05۔	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
06۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی

’’آفاقِ اقبال‘‘ میں شامل درج ذیل مقالات و مضامین کے اولین مجلّات دریافت نہیں ہو سکے:

01۔ اقبال اور جہانِ اسلام

02۔ اقبال اور نظریہ پاکستان

03۔ اقبال کی بصیرت نفس

04۔ تصور ریاست اسلامی

05۔ علامہ اقبال کی دعائیں

''آفاقِ اقبال'' میں شامل تمام مقالات و مضامین پر مختصر تبصرہ و جائزہ پیشِ خدمت ہے:

مضمون **''مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں''** کے ابتدائیے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے دعا کی ضرورت اور اہمیت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ہر سچے اور مخلص مسلمان کی طرح دعا پر بے حد یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنی نثر اور نظم میں دعا کی اہمیت پر لکھا اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت خلوص کے ساتھ مسلمانوں کی ترقی اور اتحاد کے لیے دعائیں لکھتے رہے۔ ان کی بعض دعائیں عام مسلمانوں کے لیے اور بعض مسلم نوجوانوں کے لیے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی سے بہت سے اردو و فارسی اشعار لکھے ہیں۔ انھوں نے چند ایک فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے جبکہ زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ بعض اشعار کے ساتھ ان کے منابع (بانگِ درا، بالِ جبریل، ارمغانِ حجاز، جاوید نامہ، مثنوی پس چہ باید کرد، وغیرہ) اور نظموں کے نام (شکوہ، ساقی نامہ، وغیرہ) دیے گئے ہیں مگر مکمل حوالہ جات مع صفحات نمبر زنہیں دیے گئے۔

مقالہ **''اقبال اور شاہ ہمدان (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہما)''** دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ''حصہ یکم'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے (صفحہ ۲۰ تا ۲۲ پر) سید علی ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد جاوید نامہ میں ''آنسوئے افلاک'' کے عنوان کے تحت دیے گئے سات فارسی اشعار دیے گئے ہیں جن میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے (صفحہ ۲۲ تا ۲۹ پر) ان اشعار کے حوالے سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد (صفحہ ۲۹ تا ۳۴ پر) جاوید نامہ میں مذکور علامہ اقبال اور سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی گفتگو کے حوالے سے چند نظریات اور افکار کو پیش کیا ہے۔ حصہ ''تکملہ'' میں بھی (صفحہ ۳۵ تا ۴۴ پر) ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند حوالہ جات کی مدد سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے (صفحہ ۴۴ تا ۵۷ پر) سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی و عربی کی

سو سے زائد تصانیف میں سے ۶۴ ایسی تصانیف کا مختصر تعارف دیا ہے جو ان کی نظر سے گزری ہیں۔ ان میں سے ۴۵ کتب فارسی اور ۱۹ کتب عربی زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔ کتب کے تعارف کے بعد انھوں نے ۷ ایسی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو بظاہر غلطی سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ۱۳۴ ایسے رسالوں کے نام لکھے ہیں جن تک ڈاکٹر محمد ریاض رسائی حاصل نہ کر سکے۔ ''تکملہ'' کے بعد ''استدارک'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے آگاہ کرنے کے سلسلے میں اپنی علمی و ادبی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اختتامیہ میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''ان دو سالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی، جس کا افتتاح کرنے پر صدرِ پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔ یوں ''شاہ ہمدان شناسی'' کا آغاز ہو چکا ہے۔(۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی ''احوال و آثار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' پر تھا۔ انھوں نے شاہِ ہمدان شناسی کے سلسلے میں نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و آثار کے بارے میں گہرا تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ ان کے وسعتِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مطالعے میں آنے والی ۶۵ کتب کا تعارف پیش کرنے کے علاوہ غلطی سے ان سے منسوب ہونے والی کتب و رسائل کی بھی نشاندہی کی ہے۔ مشہور ایرانی محقق اور نقاد استاد سعید نفیس مرحوم کی تحقیقات سے اختلاف کے ذکر پر مبنی ان کی تحریر کا درج ذیل اقتباس ان کے نہایت اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کی ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''شاہ ہمدان کا تخلص علی یا علائی تھا۔ استاد سعید نفیسی مرحوم نے از روئے تسامح علائی کو علاء الدولہ سمنانی کا تخلص سمجھ لیا اور ان کی ۹ غزلیں، ایک رسالہ اور ایک کتاب علاء الدولہ سمنانی کے نام سے چھپوا دی ہیں اور اتفاق سے کئی دیگر حضرات نے اس بات کو نقل کر دیا ہے''۔(۳)

اپنے مقالے ''**اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال کے کلام، مکتوبات، مقالات اور خطباتِ الٰہ آباد کے مندرجات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ۱۹۰۸ء سے اپنی وفات تک کوئی ۳۰ سال کا طویل عرصہ مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کو نمایاں کرتے رہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ اسلام ایک عالمی حقیقتِ کبریٰ ہے۔ یہ تمام عالمِ انسانی،

خصوصاً عالم اسلام کے جملہ مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ میراث اسلامی خصوصاً برصغیر کی ثقافتِ اسلامیہ اور مسلم اکثریتی علاقوں کے جغرافیائی تحفظ اور دفاع کے لیے الگ اسلامی ریاست کا قیام اور اس میں شریعت کا نفاذ ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بھرپور حمایت کی۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کے مطابق علیحدہ اسلامی ریاست کے قیام کی بھرپور کوشش کی اور بالآخر کامیاب ہوئے۔ انھوں نے تحریکِ پاکستان میں ایک عملی سیاست دان کے طور پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شرکت کو سراہا اور ان سے اپنی فکری و عملی ہم آہنگی اور حکیم الامت کی رہبرانہ استعداد کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔ (۴)

مقالہ ''**اقبال اور جہانِ اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ دین اسلام انفرادی و اجتماعی سطح پر وحدتِ فکر و عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ وحدتِ فکر و عمل سے باہمی اتحاد اور اتفاق کی فضاء قائم ہوتی ہے۔ اس سے سلامتی، امن، محبت اور اخوت کی فضا قائم ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے اسلامی تعلیمات (ارکانِ اسلام اور بنیادی عقائد) کے حقیقی مقاصد کے پیشِ نظر وحدتِ فکر و عمل کے اصول پر تمام افکار و تصورات کو پرکھا، مغربی نظریۂ وطنیت، مغربی نظام ریاست و سیاست کی خرابیاں بیان کیں اور تمام عالمِ اسلام، خصوصاً افغانستان، اتھوپیا، ایران، ترکی، فلسطین، ممالک عرب اور برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی خرابیوں اور کمزوریوں سے آگاہ کیا اور انہیں داخلی تنازعات اور وطنی مفادات کو مسلمانوں کے اجتماعی مفادات پر فوقیت نہ دینے کی تعلیم دی۔ (۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں کلام اقبال اردو و فارسی سے بہت سے اشعار دے کر فکرِ اقبال کی احسن انداز سے ترجمانی کی ہے۔

مقالہ ''**اقبال کا نظریۂ عشق**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، پیامِ مشرق اور جاوید نامہ سے اشعار دیتے ہوئے علامہ اقبال کا نظریۂ عشق واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حب و عشق بقائے نوع کا جذبہ ہے جو تمام ذی روح چیزوں میں درجہ بدرجہ پایا جاتا ہے۔ انسان کے لیے یہ جذبہ اعلیٰ و ارفع ہے۔ تصانیفِ اقبال سے عشق کے پانچ معانی بالکل ظاہر ہیں: ایک وہی روایتی عشق جو اقبال کے ہاں صرف ابتدائی دور کی شاعری میں ملتا ہے۔ دوسرا عشق سے مراد وجدان لیا گیا ہے۔ تیسرا اس سے مراد عشقِ الٰہی اور عشقِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عشق کے چوتھے معانی اقبال کے ہاں ایک مثبت قوتِ حیات کے ہیں جو استحکامِ خودی کے کام آتی ہے۔ پانچویں معانی میں اقبال الہام، ایمان اور اخلاصِ عمل کے سے اعمال کو ''عشق'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ عشق

کے لیے اقبال نے نظر، دید، دانش برھانی، حیرانی، وجدان، دل یا قلب کے کلمات استعمال کیے ہیں۔اس کے مقابل میں عقل کو خرد، زیرکی، علم، خبر اور دانش برہانی وغیر ہم کی اصطلاحات سے واضح کیا ہے۔اقبال عشق وخرد کے امتزاج کے آرزومند رہے ہیں کیونکہ دین اسلام میں روح و مادہ یا دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں ہے۔اقبال کے آخری دور کی شاعری کے مجازی مضامین بھی حقیقت کا بیان ہیں۔(۶)

مقالہ ''**اقبال کی بصیرتِ نفس**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال فارسی (میں شامل تمام تصانیف) اور کلیاتِ اقبال اردو سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال خود شناس، خود آگاہ، نہایت اعلیٰ بصیرت کے حامل، شاعرِ حقیقت تھے۔ان کے کلام میں ایسے بہت سے اشعار ہیں جن میں انھوں نے اپنی روشن ضمیری کا ذکر کیا ہے۔خود اعتمادی پر مبنی ایسے اظہارات کو نرگسیت یا خود بینی قرار دینا کور ذوقی ہے۔(۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں دیے گئے اکثر فارسی اشعار کا ترجمہ دے کر عام قارئین کے لیے بھی ان کی تفہیم سہل کر دی ہے۔مقالے میں اشعار کے ساتھ ہی ان کے منابع کے نام دے دیے گئے جبکہ صفحات کے نمبر نہیں دیے گئے۔مقالے میں حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔

مقالہ ''**اقبال اور افغانستان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شذراتِ فکر اقبال، پیامِ مشرق، جاوید نامہ، بالِ جبریل، مسافر اور ضربِ کلیم سے متعدد حوالے دے کر افغان قوم اور افغانستان سے علامہ اقبال کے تعلق کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے افغانوں کی دینداری، مساوات اور دوستی کی خوب توصیف کی ہے۔اگرچہ انھوں نے مسلم قوم کے بعض دیگر شعوب وقبائل جیسے عرب، کرد اور ترک کی بہت توصیف کی ہے مگر افغانوں کے سلسلے میں حضرت علامہ کے تاثرات زیادہ ہمہ گیر نظر آتے ہیں۔ان کی تعریف وتوصیف کے علاوہ انھوں نے خوشحال خاں خٹک کی طرح ان کی فرقہ بندی، بے نظمی، برادر کشی اور خاک بازی پر تنقید بھی کی ہے۔علامہ اقبال نے مثنوی ''مسافر'' کی تمہید میں افغانوں کے امروز کو برملا طور پر ''بے فردا'' قرار دیا ہے۔انھوں نے ''شذراتِ فکر اقبال'' میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ تاریخ کا فیصلہ یہ ہے کہ قبائلی مملکتیں عظیم سیاسی وحدتوں کی صورت اختیار کرنے میں ہمیشہ ناکام رہی ہیں۔اس لیے افغانستان کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی دشوار ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض افغانستان کے سیاسی کردار کے بارے میں ذاتی تاثرات بیان کرتے

ہوئے لکھتے ہیں کہ روسی اور بھارتی نفوذ کے زیرِ اثر افغانستان نے پاکستان کے ساتھ دوستانہ، مستحکم روابط قائم نہیں رکھے۔ افغانستان کا متعصب طبقہ علامہ اقبال اور پاکستان کو معاندانہ نگاہ سے ہی دیکھتا رہا ہے۔ اگر افغانستان میں کبھی اسلامی حکومت قائم ہوگئی تو پھر ممکن ہے کہ متعصب افغان گروہ تعصّبات سے نجات پا کر اسلامی اخوت کا رشتہ قائم کر سکے۔(۸)

جولائی ۱۹۷۹ء کو ''**اردو شاعری پر ایک نظر**'' نام کی کتاب کے مصنف اور معروف نقاد کلیم الدین احمد (م دسمبر ۱۹۸۳ء) کی کتاب ''**اقبال، ایک مطالعہ**'' (صفحات ۴۱۶) بھارت میں شائع ہوئی۔ مضمون ''اقبال، ایک مطالعہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیم الدین احمد کی مذکورہ کتاب پر تبصرہ کیا ہے۔ انھوں نے کلیم الدین احمد کے انتقادات کا مدلل انداز سے جائزہ پیش کیا ہے اور کلامِ اقبال سے متعدد اشعار کا حوالہ دے کر اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔(۹)

مقالہ ''**مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ محمود شبستری (۷۲۰ھ) کی ''گلشنِ راز'' اور علامہ اقبال کی مثنوی ''گلشن رازِ جدید'' کا جاوید نامہ اور ارمغانِ حجاز سے اشعار اور خطباتِ اقبال (خصوصاً پہلے اور تیسرے سے چھٹے خطبہ) سے اقتباسات دے کر تقابلی موازنہ و مطالعہ پیش کیا ہے۔ علامہ اقبال نے ''گلشن راز'' میں پیش کردہ تصوف اور وحدت الوجود کی تعلیمات کو مثنوی ''گلشنِ راز جدید'' میں اپنے فلسفۂ خودی کی روشنی میں بیان کیا ہے تا کہ مروجہ تصوف کے افکار و عقائد میں اصلاح ہو اور یہ نظام خودی فراموش نہ رہے بلکہ خودی آموز بن جائے۔ مثنوی ''اسرارِ خودی'' میں بالخصوص انھوں نے یہی تعلیم دی تھی۔ مثنوی ''گلشن رازِ جدید'' اسی تعلیم کا تکملہ ہے۔ اس مقالہ کے آخر پر ''مصادر اور وضاحتیں'' کے عنوان سے حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ موضوع اور متن کے لحاظ سے یہ مقالہ نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔ اسے وسعت دے کر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔ مقالہ کے مندرجات کے مطابق اس کے عنوان میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس کا عنوان'' مثنوی گلشنِ راز اور مثنوی گلشن رازِ جدید کا تقابلی مطالعہ'' زیادہ موزوں نظر آتا ہے۔(۱۰)

مقالہ ''**تلمیحات فرہاد، کلام اقبال میں**'' شیریں و فرہاد کے افسانوی و حقیقی قصے کی روداد پر مبنی ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مختلف اسناد اور حوالہ جات سے شیریں و فرہاد کا قصہ اور اس کا پس منظر بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض کلامِ اقبال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنے افکار کے اظہار کے لیے ''فرہاد'' کی تلمیحات کو نئے معانی دیے اور فکر انگیز

نکتے پیدا کیے۔ انھوں نے فرہاد کی سادگی، جفا کشی، اعلیٰ ہمتی، عشق اور خلوص کو سراہا مگر اس کے ساتھ ہی انھوں نے فرہاد کی خود نا شناسی اور بادشاہوں کے مکر و فریب اور حیلہ سازی سے لاعلمی پر انتقاد کیا۔ انھوں نے ''شیریں'' کو عشق کی قوت و جرأت کا مظہر قرار دیا کیونکہ خسرو پرویز کا استبداد بھی اسے فرہاد کو دل دینے سے نہ روک سکا تھا۔ انھوں نے جبر و استبداد اور مکر و فریب پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام اور ملوکیت کی خرابیوں کو پرویزی حیلے قرار دیا۔ اسی طرح انھوں نے فرنگی فتنوں کو ''شیریں'' کے ناز و عشوے اور خسرو پرویز کی شاہانہ عیاریوں کے مماثل قرار دیا۔ بے چارہ ''فرہاد'' ان عشووں اور عیاریوں کی بھینٹ چڑھا۔ ایک فارسی شعر کو تضمین کرتے ہوئے علامہ اقبال نے مغربی نظامِ تعلیم کو ''شیریں'' کے مماثل قرار دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اقبال کوہ کنی کے موید تھے مگر اعلیٰ مقاصد کی خاطر، نہ کہ کسی شیریں کی خاطر۔(۱۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے کے آخر پر قریباً ساڑھے تین صفحات (صفحہ۱۸۱ تا ۱۸۴) پر ''حوالے اور وضاحتیں'' کے عنوان سے حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔ انھوں نے خوبصورتی سے شیریں فرہاد کے قصے کا پس منظر بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے اس قصے کے حوالے سے سرمایہ دارانہ و جمہوری نظام اور ملوکیت و اشتراکیت کی خرابیاں بیان کی ہیں اور مظلوم طبقے کو درسِ خودی دیا ہے۔

مضمون **''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ)''** دراصل حسین بن منصور حلاج کی گفتگو پر مبنی کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ ہے۔ کتاب ''الطّواسین'' اقبال کی محبوب ترین کتابوں میں سے ایک تھی اور اقبال کی کئی تصانیف، خصوصاً جاوید نامہ، مثنوی گلشن رازِ جدید اور ارمغانِ حجاز میں اس کے انعکاسات نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال دوست اور اقبال شناس حضرات کو اس کتاب کے مفہوم سے آگاہ کرنے کے لیے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور ساتھ ہی حواشی میں (صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۶ پر) کلامِ اقبال فارسی سے وہ اشعار دیے ہیں جن میں کتاب ''الطّواسین'' کے متن سے فکری مماثلت پائی جاتی ہے۔ اس طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں کتاب ''الطّواسین'' کا ترجمہ دینے کے ساتھ حسین بن منصور اور علامہ اقبال کے افکار میں مماثلت بھی بیان کر دی ہے۔ یہ مضمون اس سے قبل ۱۹۷۷ء میں کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ علمی و ادبی لحاظ سے یہ مضمون و ترجمہ نہایت اعلیٰ قدر و قیمت کا حامل ہے۔(۱۲)

مقالہ ''**علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے مضامین، خطبات، بیانات، مکاتیب اور اردو و فارسی اشعار کے حوالے سے، ان کا اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کے نزدیک اسلامی ریاست وہ ہے جہاں دین اسلام کے مطابق فکری و عملی اتحاد پایا جائے، اخوت، حریت، رواداری اور مساوات کے اصولوں کی پاسداری ہو۔ اس ریاست میں بسنے والے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے اطاعت گزار اور ایک دوسرے کے خادم ہوں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فکرِ اقبال کے مطابق ریاست اسلامی کے نمایاں خدوخال بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ''دستورِ مملکت''، ''روحانی جمہوریت''، ''خلافت و ملوکیت''، اشتراکیت اور مغربی جمہوریت''، ''فرائض ریاستِ اسلامی'' اور ''ریاستِ اسلامی: فلاحی مملکت'' کے ذیلی عنوانات قائم کر کے ''اقبال کا تصورِ ریاست اسلامی'' واضح کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے ''تتمہ مطالب'' کے عنوان کے تحت حاصل کلام دیا ہے اور ''حوالے اور وضاحتیں'' کے عنوان سے مقالے سے متعلقہ حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔ (۱۳)

02-افاداتِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور

اشاعت : باراول،۱۹۸۳ء

صفحات : ۳۷۵

قیمت : ۷۰روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	فہرست	۰۰۳	۲
	پیش گفتار	۰۰۵	۲
	خراجِ تحسین	۰۰۷	۲
۰۱۔	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ (بحوالہ اقبال)	۰۰۹	۶
۰۲۔	اقبال اور وحدت ملی	۰۱۵	۱۰
۰۳۔	اقبال۔اسلامی تصورِادب کا عظیم ترجمان	۰۲۵	۱۵
۰۴۔	اقبال۔خودآموز مفکرین کے زمرے میں	۰۴۰	۲۶
۰۵۔	اقبال کا تصورِ علم وتعلیم	۰۶۶	۱۳
۰۶۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	۰۷۹	۱۰
۰۷۔	اقبال اور معاشرتی انصاف	۰۸۹	۸
۰۸۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	۰۹۷	۱۳
۰۹۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	۱۰۰	۱۴
۱۰۔	اقبال کے مترادف اشعار	۱۲۴	۲۴
۱۱۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	۱۴۸	۱۹
۱۲۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	۱۶۷	۳۶

۱۳۔ افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی	۲۰۳	۱۵
۱۴۔ اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبا)	۲۱۸	۷۰
۱۵۔ تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	۲۸۸	۱۳
۱۶۔ اقبال اور جوہر کے روابط	۳۰۱	۲۰
۱۷۔ پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی	۳۲۱	۸
۱۸۔ اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	۳۲۹	۸
۱۹۔ علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	۳۳۷	۸
۲۰۔ اقبال اور نژادِ نو	۳۴۵	۱۰
۲۱۔ علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی (۱۴)	۳۵۵	۲۰

افاداتِ اقبال چھوٹے بڑے ۲۱ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں سے درج ذیل ۱۶ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
01۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	ماہِ نو	کراچی	مطبوعاتِ پاکستان
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	اقبال بحیثیت شاعر	علی گڑھ	ایجوکیشنل بک ہاؤس
02۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری (ترجمہ)	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		قومی زبان		
03۔	اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	ادب کا اسلامی تصور	امعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
	ادب کا اسلامی تصور	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
04۔	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

05۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
06۔	اقبال اور نشاۃِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
07۔	اقبال اور وحدت ملی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
08۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند ''زمزمہ انجم''	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
09۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق
10۔	اقبال کے مترادف اشعار	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
11۔	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
12۔	حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
13۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تصورِ ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
14۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
	علامہ اقبال اور مسلم خواتین	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..
15۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
16۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	گلِ لالہ کی ادبی روایات	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو

''افاداتِ اقبال''، اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۲۱ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ اس

میں ۸ مقالات ومضامین علامہ کے مذہبی افکار پر، ۴ مقالات ومضامین شخصیات پر اور ۹ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب ، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

''افاداتِ اقبال'' کی تدوین وتصحیح اور تحشیہ میں احتیاط نہیں برتی گئی۔اس کے تین مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔ان میں سے سب سے طویل مضمون ''اقبال کی فارسی تصانیف'' کے ساتھ بھی حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔مقالات ومضامین میں حوالہ جات وحواشی کی ترتیب بھی یکساں نہیں ہے۔۱۲ مقالات ومضامین کے پاورق میں اور ۶ مقالات و مضامین کے آخر پر حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔اس میں کتابت کی بھی بہت سی اغلاط نظر آتی ہیں۔مثلاً

فہرست عنوانات میں لفظ ''خودی آموز'' کے بجائے ''خودآموز'' لکھا ہوا ہے۔''پیش گفتار'' میں لکھا ہوا ہے:

> ''ان کے اُردو مقالے کے دو مجموعے ''برکاتِ اقبال'' اور ''تقدیرِ اُمم اور اقبال'' چھپ چکے ہیں جن میں مجموعی طور پر ۳۶ مقالے شامل ہیں۔''افاداتِ اقبال'' ان کے مقالے کا تیسرا مجموعہ ہے جو اقبال کی شخصیت، فکر اور فن پر لکھے گئے ۳۱ مقالوں پر مشتمل ہے۔'' (۱۴)

مندرجہ بالا اقتباس میں سہوِ کاتب، پروف خوانی میں غفلت اور ناشر کی عدم توجہی کی بدولت مقالات کی تعداد درست نہیں لکھی گئی۔اس میں مقالات کی تعداد ۲۶ کے بجائے ۳۶ اور ۲۱ کے بجائے ۳۱ لکھی گئی ہے۔

مقالات ومضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

''افاداتِ اقبال'' میں شامل مقالات ومضامین میں سے سب سے مختصر مضمون ۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ان میں سے ۱۷ مقالات و مضامین میں سے ہر ایک ۶ تا ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے تمام مقالات ومضامین گراں قدر علمی وادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ان پر تبصرہ وتعارف پیشِ خدمت ہے۔

علامہ اقبال نے ''بانگِ درا'' حصہ سوم میں جنگِ یرموک کے ایک واقعے کے سلسلے میں صحابی رسول ﷺ، حضرت ابوعبید بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔جنگِ یرموک ۱۳ ہجری میں ملک

شام میں لڑی گئی تھی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی رموزِ بے خودی میں اسی واقعے سے ملتے جلتے ایک اور واقعے میں حضرت ابوعبید ثقفی رضی اللہ عنہ (تابعی) کا ذکر کیا ہے۔ یہ دوسرا واقعہ ۱۵ ہجری میں ملک ایران میں جنگِ نمارق کے دوران پیش آیا تھا۔ اقبال کے اکثر شارحین اور مترجمین ان دونوں شخصیات میں امتیاز نہ کر سکے اور انھیں ایک ہی شخصیت سمجھ بیٹھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے ''**حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ (بحوالہ اقبال)**'' میں دونوں شخصیات کا تعارف کرایا ہے اور ان شخصیات سے متعلقہ تاریخی واقعات کو قدرے تفصیل سے بیان کر کے ان سے متعلقہ التباس کو دور کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''بانگِ درا'' اور ''مثنوی رموزِ بے خودی'' سے دونوں واقعات سے متعلقہ اشعار بھی دیے ہیں اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے نواسۂ رسول ﷺ، سیدنا حضرت علی زینبی بن ابوالعاصؓ کا تعارف بھی کرایا ہے جن کی شہادت کا علامہ اقبال نے اپنے کلام ''جنگِ یرموک کا ایک واقعہ'' میں ذکر کیا ہے۔(۱۵)

مقالہ ''**اقبال اور وحدتِ ملی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت کو اتحادِ ملی کی بنیاد قرار دیا ہے۔ انھوں نے اپنے کلام میں ان عقائد کے حوالے سے اہلِ اسلام کو نسلی، لسانی اور جغرافیائی پابندیوں سے آزاد ہو کر مثالی اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی تعلیم دی ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ اخوت، حریت اور مساوات کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو ذات پات، فرقہ بندی اور نسلی و جغرافیائی تعصّبات سے چھٹکارا پا کر متحد ہو جانا چاہیے۔ اسی طرح تمام اسلامی ممالک کو بھی باہمی اتفاق و اتحاد سے اتحادِ ملی قائم کرنا چاہیے۔(۱۶)

مقالہ ''**اقبال، اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فکرِ اقبال کی رو سے ''ادب'' کا مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آج کل لفظ ''ادب'' دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک نثر و نظم کی جملہ اصناف کے لیے اور لٹریچر کے ہم معنی، دوسرے اپنا اور دوسروں کا احترام کرنے اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنے میں۔ اقبال کے ہاں یہ لفظ دونوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔ پروفیسر کارلوالفانسونالینو (۱۸۷۲۔۱۹۳۸ء) نے ایک تحقیقی مقالے میں لفظ 'ادب' کے معنوی تنوع اور ارتقا سے بحث کی ہے۔ 'ادب' کا اسلامی تصور نیکی اور شرافت کا آئینہ دار ہے۔ حضرت علامہ اقبال قرآنی تعلیمات سے مستنیر ادب و شعر کے قائل تھے اور ان کی منثور و منظوم تصانیف اس امر پر شاہد ہیں۔ انھوں نے اپنی خداداد بصیرت اور استعداد کی مدد سے عصرِ

حاضر میں اس اسلامی تصورِ ادب کی ترویج اور احیاء کی کوشش کی اور ہر صورت میں ادبِ اسلامی کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم، احادیثِ نبوی ﷺ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر علامہ اقبال کے ''ادب برائے زندگی'' کے اسلامی تصور کو نہایت اچھے طریقے سے واضح کیا ہے۔ (۱۷)

علامہ اقبال کے فکری نظام (افکار و تصورات) میں تصورِ خودی کو نظامِ شمسی کے سورج کی طرح مرکزیت حاصل ہے۔ مقالہ **''اقبال، خودی آموز مفکرین کے زمرے میں''** ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد قرآنی آیات، اسلامی مفکرین (صلحاء، علماء، فقہاء و صوفیاء) کے اقوال اور منثور و منظوم تصانیفِ اقبال سے حوالہ جات دے کر علامہ اقبال کے تصورِ خودی کو نہایت مدلل انداز سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے تصورِ خودی کا اسلامی نظامِ اخلاق، نظریہ وحدت الوجود، نظریہ وحدت الشہود اور نظامِ فتوّت سے موازنہ کر کے واضح کیا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے نظریات خودی سے ہی مربوط ہیں، نفی کی صورت میں ہوں یا اثبات کی کیفیت میں۔ نظامِ فتوت، خودی اور بے خودی دونوں کو متضمن رہا ہے۔ علامہ اقبال نے قرآن مجید اور احادیثِ رسول ﷺ اور کتبِ مسلمین میں سے خودی کے گوہر ہائے آبدار نکالے اور دیگر مفکرینِ عالم کے افکار و نظریات کے صحیح پس منظر اور پیش منظر بیان کرنے کے علاوہ وحدت الوجود کے جامد و ساکن نظریے کے ردعمل کے طور پر عالم اسلام میں ''خودی'' کا حرکی اور عملی نظریہ پیش کر کے تاریخِ تصوفِ اسلام میں ایک جدید اور پرعظمت باب کا اضافہ کیا اور مسلمانوں پر وہ احسانِ عظیم کیا جس کے بارِ منت سے وہ تاقیامت سبکدوش نہ ہو سکیں گے۔ علامہ اقبال کے تصورِ خودی پر ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علمی و ادبی لحاظ سے بہت زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔ عنوان میں قدرے تبدیلی کے ساتھ پی ایچ ڈی کی سطح پر اس موضوع پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ مثلاً ''خودی اور مفکرینِ اسلام''، ''نظام تصوف، نظام فتوت اور تصورِ خودی کا تقابلی مطالعہ''، ''اسلامی نظامِ اخلاق اور تصورِ خودی'' کے موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ (۱۸)

مقالہ **''اقبال کا تصور علم و تعلیم''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم، مسلم مفکرین، صوفیائے عظام اور حکیم الامت، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے افکار کے حوالے سے علم و تعلم کا مفہوم واضح کیا اور اس کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت بیان کی ہے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے خطبات (خصوصاً خطبہ نمبر ۱: علم اور دینی واردات، خطبہ نمبر ۲ ''دینی واردات کے مشاہدے کی فلسفیانہ جانچ'')، ان کے شذرات اور اردو و فارسی اشعار کے متعدد حوالے دے کر علامہ اقبال کے

تصورِ علم و تعلم پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے زندگی کے جملہ امور کے بارے میں نہایت جامع تصورات دیے ہیں۔ ان تصورات میں تعلیم اور اس کے متعلقات بھی ہیں۔ انھوں نے مآخذ و مصادرِ علم، مثلاً وحی الٰہی، علم النفس، عقل اور حواسِ خمسہ کی اہمیت بیان کی۔ انھوں نے شک و ظن سے گزر کر علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے مقام تک پہنچنے کو اسلامی نظامِ تعلیم کا مقصدِ اعظم بتایا ہے۔ انھوں نے ببانگِ دہل اعلان کیا کہ دینی افکار ابدی ہیں اور سائنس یا فلسفے کے تصورات ان افکار کے مقابلے میں متغیر بھی ہیں اور فروتر بھی۔ انھوں نے سائنسی (مشاہداتی و تجرباتی) علم کی تحصیل کو مستحسن قرار دیا مگر مغربی تہذیب و تمدن کی خرابیوں سے بچنے کی تلقین کی۔ انھوں نے اسلام کے تصورِ علم و تعلم کو فنی آب و تاب کے ساتھ عصری تقاضوں کے ساتھ پیش کیا تاکہ اس تصور کے اپنانے والوں کی جذباتی، جسمانی، ذہنی، روحانی اور معاشرتی نشوونما ہوتی رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ مختصر مگر جامع ہے۔ مقالہ ۹ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ اس کے ساتھ ۴ صفحات پر مشتمل مفصل حوالہ جات و حواشی (شواہد و مراجع) دیے گئے ہیں جو کہ اس مقالے کے اختصار، جامعیت اور اعلیٰ قدر و قیمت کا مظہر ہیں۔ (۱۹)

مقالہ **''اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلامی معاشرے کی تعمیرِ نو کے سلسلے میں علامہ اقبال کی مساعی اور افکار کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اسلامی معاشرہ اقبال کا مخاطبِ اول تھا۔ علامہ اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کو فکری و عملی آزادی حاصل کرنے کا نہ صرف یہ کہ درس دیا بلکہ ان میں آزادی کی تڑپ بھی پیدا کی۔ انھوں نے انھیں ممتاز اسلامی معاشرہ بنانے کا مشورہ دیا۔ مسلمان معاشرہ غلامی اور پسماندگی کے علاوہ افتراق اور پراگندگی کا شکار تھا۔ انھوں نے نہایت تنوع اور بصیرت سے اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔ انھوں نے عقیدۂ توحید کو عملی طور پر اپنانے پر زور دیا۔ انھوں نے توحید کو نظامِ تعلیم کا حصہ بنانے کی تجویز دی تاکہ نونہالانِ ملت اتحاد فکر و عمل کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت سے آگاہ ہو کر معاشرے کی تعمیرِ نو میں فعال کردار ادا کر سکیں۔ انھوں نے فرد و معاشرہ کے باہمی ربط و تعلق کی ضرورت و اہمیت بیان کی اور ان کی ترقی کے لیے انفرادی خودی اور اجتماعی خودی کے تصورات پیش کیے۔ انھوں نے سیاسی حریت اور جمہوری آزادی کا پیغام دیا۔ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت اور اشتراکیت کی خامیاں اور اسلامی نظامِ معیشت کی خوبیاں بیان کیں۔ انھوں نے معاشرے کی تعمیرِ نو کے لیے مکمل اسلامی ضابطہ حیات کی تعلیم دی۔ اگر ہم صدق و خلوص سے ان کی تعلیمات پر عمل کریں تو صحیح اسلامی معاشرہ قائم کر کے

سلامتی وامن اور فوز وفلاح کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔(۲۰)

مضمون ''**اقبال اور معاشرتی انصاف**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض، فکرِ اقبال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ معاشرتی انصاف، معاشی، سیاسی اور تعلیمی، ہر اعتبار سے تقاضائے انسانیت ہے اور اقبال اسے دینِ فطرت (اسلام) کی رُو سے بروئے کار لانے کے متمنی تھے۔ انھوں نے معاشرتی انصاف کے قیام کے لیے معاشی و سیاسی نظام کی خرابیاں دور کرنے کی تلقین کی۔ انھوں نے سرمایہ داری اور اشتراکیت کی خرابیاں بیان کیں اور تلقین کی کہ مسلمان غیر استحصالی قرآنی معاشرہ تشکیل دیں جس میں معاشرتی انصاف اور مادی خوشحالی کے ساتھ ساتھ روحانیت کا دور دورہ ہو۔ معاشرتی انصاف کے بارے میں علامہ اقبال کے منظوم و منثور افکار کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی انصاف میں جسم و روح، دونوں کے تقاضے پیش رکھنا ضروری ہے۔ اگر روحانی تقاضے نظر سے اوجھل ہوں اور معاشرہ روحِ ایمانی سے محروم ہو تو محض مادی ترقی مصورِ پاکستان کی روح کو مسرور نہیں کر سکتی۔(۲۱)

مضمون ''**علامہ اقبال کا عسکری آہنگ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض، فکرِ اقبال کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کلامِ اقبال کا عسکری پہلو بڑا نمایاں ہے۔ ان کا عسکری آہنگ و لہجے کا کلام جوشِ ایماں کا مظہر ہے۔ اقبال نے ترانۂ ملی کے ایک مصرعے میں مسلمانوں کی مجاہدانہ زندگی کی پوری تاریخ سمو دی ہے، ''تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں''۔ اقبال نے معرکۂ خیر و شر کو ایک بدیہی امر قرار دیا ہے۔ اقبال کا مردِ مومن یا مردِ فقیر، حقیقت میں ایک سپاہی اور مجاہد ہے۔ وہ اپنی نگاہ یا شمشیر سے مخالفوں کو زیرِ اثر کر لیتا ہے۔ اقبال کے مردِ مجاہد کے سامنے بادشاہ بھی ہیچ ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے عسکری لہجے میں مسلمانوں کی عظیم جنگوں اور مسلمان جنگجوؤں کے کارنامے سموئے ہیں تاکہ اس عصر کے مسلمان بھی فقرِ غیور کی اہمیت محسوس کریں۔ انھوں نے اپنے کلام اور نثر میں مشہور مسلمان سپہ سالاروں جیسے حضرت علیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، طارق بن زیاد، محمود غزنوی اور سلطان ٹیپو کے حوالے سے مسلمانوں میں عسکری روح پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو جنگ و جہاد میں مادی وسائل کی اہمیت سے انکار نہیں، مگر ان کے نزدیک قوتِ ایمانی زیادہ اساسی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اگر سینے میں ''دلِ بیدار'' نہ ہو تو وسائل سے کچھ نہیں بن پڑتا۔ اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال (اردو و فارسی) سے متعدد اشعار اور حوالہ جات دے کر نہایت خوبی و مہارت سے علامہ اقبال کے جہادی افکار اور ان کے عسکری

آہنگ کی تاثیر اجاگر کی ہے۔(۲۲)

مقالہ ''**گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے ''گلِ لالہ'' کا لغوی و اصطلاحی مفہوم واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ گل لالہ سرخ رنگ کا پھول ہے۔اس کی خوبصورت پتیوں میں دھبے اور داغ ہوتے ہیں۔گل لالہ کی متعدد اقسام ہیں جن میں سے دو اقسام زیادہ مشہور ہیں۔ پہلی قسم لالۂ بیابانی، لالۂ صحرائی یا لالۂ پیکانی کہلاتی ہے۔ دوسری قسم لالۂ شقائق یا لالۂ نعمانی کہلاتی ہے۔گلِ لالہ کی سرخی اور پگڑی نما بناوٹ کی وجہ سے شعراء اسے محبوب کے لبوں کی خوبصورتی و سرخی، رخسار کی خوبصورتی، عشق و محبت کے اظہار، آنسوؤں کی علامت، آتشِ سوزاں کی تشبیہ اور مرگ و سوگ کے اظہار کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی ادب میں موجود ''گلِ لالہ'' کی روایات و امثلہ کو نہایت خوبصورتی اور اختصار سے پیش کیا ہے۔انھوں نے کئی معروف فارسی شعراء کے کلام سے ''گلِ لالہ'' کے استعمال کی مثالیں دینے کے بعد آٹھ معروف فارسی شعراء کے نام بھی لکھے ہیں تاکہ اہلِ ذوق حضرات ان کے دواوین سے گلِ لالہ کی مختلف تعبیرات سے متعلقہ شواہد و امثلہ کا مشاہدہ کر سکیں۔ وہ علامہ اقبال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ نے ''لالہ'' کی خصوصیات کو جاننے اور پرکھنے کی خاطر بڑی محنت کی ہے۔ان کی ہر تصنیف میں (اسرارِ خودی تا ارمغانِ حجاز)، ''لالہ'' کی تعبیرات موجود ہیں۔انھوں نے اپنے کلام میں ''لالہ'' آمدِ بہار کے پیغام کے لیے، سوزِ محبت اور داغِ جدائی کے اظہار کے لیے، عشقِ حقیقی اور تمنائے ازلی کے طور پر اور صاحبِ درد و سوز شخصیت کی نمائندگی کے لیے استعمال کیا ہے۔ان کے ہاں ''لالے'' کی متعدد پرسوز و ساز تعبیرات و علامات موجود ہیں۔''لالے کا خونینِ ازل ہونا''، ''قبائے لالہ کا چاک ہونا''، ''آتشِ لالہ''، ''چراغِ لالہ'' اور اس قسم کی دوسری تراکیب جس معنی خیزی سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال کیں اور انھیں لفظی و معنوی اعتبار سے بنایا، وہ ان ہی کا خاصہ ہے۔ پھر ان کے ہاں لالہ کی ساری اقسام: صحرائی، پیکانی اور نعمانی وغیرہ پوری معنویت کے ساتھ استعمال ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی بھی دیے ہیں۔انھوں نے قارئین کو نہایت خوبصورتی، مہارت اور جامعیت سے ''گلِ لالہ'' کی ادبی و تاریخی روایات سے آگاہ کیا ہے۔(۲۳)

مقالہ ''اقبال کے مترادف اشعار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۶۶ ذیلی عنوانات قائم کر کے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کے ہم مضمون، مترادف اشعار دیے ہیں۔زیادہ تر اشعار زمانی ترتیب

سے دیے گئے ہیں۔اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''اقبال کی تصانیف کا تقدم و تاخر تو معلوم ہے، بانگِ درا کے حصہ اول اور حصہ دوم کی زمانی مدت بھی معلوم ہے مگر علامہ مرحوم کی بہت کم نظموں کی تصنیف کا ماہ و سال معلوم ہے اس لیے اردو یا فارسی کے کسی شعر کو ہم پہلے نقل کریں اور اس کے مترادف یا ہم مضمون شعر کو بعد میں، تو کہیں یہ ترتیب زمانی ہوگی اور کہیں قیاسی''۔(۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے مترادف اشعار پر یہ مقالہ لکھ کر فکرِ اقبال کی تفہیم اور ترویج کے سلسلے میں نہایت گراں قدر خدمت سرانجام دی ہے۔انھوں نے مترادف اشعار کے ساتھ ضروری توضیحات بھی دی ہیں اور بعض فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ان کی اس اعلیٰ اور بلیغ سعی کی تفہیم کے لیے دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

استغنا اور بے نیازی۔

یہ استغنا ہے پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو   تجھے بھی چاہیے مثلِ حبابِ آبجو رہنا
(تصویرِ درد،۱۹۰۴ء)

تو اگر خوددار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو   عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر
(شمع اور شاعر،۱۹۱۲ء)

چوں حباب از غیرتِ مردانہ باش   ہم بہ بحر اندر نگوں پیمانہ باش
(اسرارِ خودی)

ترجمہ: بلبلے کی طرح مردانہ غیرت سے رہو۔سمندر میں بھی پیالے کو الٹا رکھو۔(پانی کا بلبلا مونڈھے پیالے کا سا ہوتا ہے)''۔(۲۵)

''آرزوئے دیدار۔

زبورِ عجم کی منزل کا ایک شعر ہے:

فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را   یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

یوں تو یہ غزل کا شعر معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اقبال نے نظم ''ذوق وشوق'' کے معروف نعتیہ بند سے قبل اسے دوبارہ نقل کیا ہے۔(۱) بالِ جبریل میں ہی اس کا اردو مترادف موجود ہے۔

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر   ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر

حاشیہ

۱؎ ابتدائی شعر ہے:

لوح بھی تو، قلم بھی تو ، تیرا وجود الکتاب　　گنبدِ آبگینہ رنگ ، تیرے محیط میں حباب (۲۶)

مقالہ ''**اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات قائم کر کے اصنافِ شاعری میں علامہ اقبال کی جدتوں (تبدیلیوں) کا ضروری توضیحات اور مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے:

غزل، قطعہ، رباعی (ترانہ یا دوبیتی)، مثنوی سرائی، تضمینیں، ترجیع بند و ترکیب بند، مسمّط (رنگارنگ ترکیب بند)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ہر ایک صنف کے تعارف کے بعد روایتی شاعری کے حوالے سے ان کے استعمال کی مثالیں دی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے اس صنف کے استعمال کے سلسلے میں علامہ اقبال کی بطور 'شاعرمجتہد' پیش کردہ جدتوں کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان کی تفہیم کے لیے دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

''ان مختصر سطور میں ہم اس ''شاعر ساحر'' کی بعض شاعرانہ انقلابی جدتوں کا ذکر کریں گے۔ خاص کر علامہ کی وہ انقلابی کوششیں' جو انھوں نے اصنافِ شاعری میں تبدیلی لانے کی خاطر کی ہیں' یہاں مذکور ہوں گی۔ اگر صنائع اور بدائع جدتوں کا ذکر شروع کر دیا جائے تو یہ بات اس مضمون میں نہیں سما سکے گی۔ صرف ایک ''صنعتِ سوال و جواب'' کو ہی لے لیں، اقبال نے ایک ایک مصرعے اور شعر میں دو مختلف شخصیتوں کے درمیان گفتگو کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایجازِ فن کا کمال بلکہ اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ ''جاوید نامہ''، ''بالِ جبریل'' اور ''ضربِ کلیم'' کے چند اشعار بالترتیب ملاحظہ ہوں:

گفت مرگِ عقل؟ گفتم ترکِ فکر　　گفت مرگِ قلب؟ گفتم ترکِ ذکر
گفت تن؟ گفتم کہ زاد از گردِ رہ　　گفت جاں؟ گفتم کہ رمزِ لا الہ
گفت آدم؟ گفتم از اسرارِ اوست　　گفت عالم؟ گفتم او خود رو بروست
گفت ایں علم و ہنر؟ گفتم کہ پوست　　گفت حجت چیست؟ گفتم روئے دوست
گفت دینِ عامیاں؟ گفتم شنید　　گفت دینِ عارفاں؟ گفتم کہ دید'' (۲۷)

''اب اصناف شاعری میں اقبال کی جدتیں ملاحظہ ہوں ''فرد'' کا ذکر یوں ہی کر دیا جائے۔ ''فرد'' ایک ایسا مستقل شعر ہے جو اپنے اندر جہانِ معانی پوشیدہ رکھتا ہو۔ ''فرد'' میں تبدیلی کیا ہوگی؟ اقبال نے جو فرد کہے ہیں ان میں سے ہر ایک کے مطلب کو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ یہ فردیات ''پیامِ مشرق'' کے ''خردہ''، ''زبورِ عجم'' (دونوں حصوں) کے آغاز' جاوید نامہ'' کے ''نہ تا

سخن از عارف ہندی‘‘،’’بالِ جبریل‘‘ کے آغاز اور ’’ارمغانِ حجاز‘‘ کے حصہ اُردو میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ پانچوں حصوں میں سے ایک ایک ’’فرد‘‘ ملاحظہ ہو:

نقدِ شاعر در خورِ بازار نیست　　ناں بسیم نسترن نتواں خرید
شاخِ نہالِ سدرہ ای خار وخس چمن مشو　　منکرِ او اگر شدیٔ منکرِ خویشتن مشو
ذاتِ حق را نیست ایں عالم حجاب　　غوطہ را حائل نگردد نقشِ آب
اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں　　نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں
خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی　　حرام آئی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی‘‘ (۲۸)

سید محمد علی داعی الاسلام، نظام کالج، حیدر آباد دکن میں فارسی کے پروفیسر تھے۔ وہ ایرانی نژاد اور فارسی زبان تھے۔ ۱۹۲۸ء میں (جمعہ ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ) میں انھوں نے انجمن معارف دکن کے ایک جلسے میں علامہ اقبال پر ایک مقالہ **’’دکتر اقبال وشعر فارسی‘‘** کے عنوان سے پڑھا جو ۴۶ صفحے کے ایک کتابچے کی صورت میں چھپا تھا۔ فارسی زبان میں اقبال پر ایک ایرانی کا یہ پہلا مقالہ تھا جس سے اقبال شناس واقف ہیں۔ اس مقالے کی طباعت کے بعد اقبال کوئی دس برس زندہ رہے اور اس دوران انھوں نے مزید تین چار فارسی کتابیں لکھیں۔ مذکورہ مقالے میں اقبال اور ان کی چار پانچ فارسی کتابوں پر جچا تلا معاصرانہ انتقاد اور ان کی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا تھا۔ اس مقالے کی علمی و ادبی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ’’اقبال اور ان کی فارسی شاعری‘‘ کے عنوان سے ترجمہ کیا جو ان کے زیرِ مطالعہ مجموعہ مضامین ’’افاداتِ اقبال‘‘ میں شامل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مترجمہ مضمون، مجلّہ ’’قومی زبان‘‘ کی جلد ۵۲، شمارہ ۱۱ کی اشاعت نومبر ۱۹۸۲ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ (۲۹)

مقالہ **’’افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی‘‘** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے بارے میں کچھ تفصیلات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ افغانستان اور ایران میں مطالعہ اقبال کی ایک خاص اہمیت ہے کیونکہ علامہ اقبال کے منظوم کلام کا تقریباً دو تہائی حصہ فارسی میں ہے۔ افغانستان کے ڈاکٹر صلاح الدین سلجوقی اور سرور خان گویا ان کے خاص احباب میں شامل تھے۔ افغانستان کے سفر (اکتوبر و نومبر ۱۹۳۳ء) کے دوران میں اقبال نے متعدد افغانی فضلا و ادباء کو اپنے افکار و تصانیف سے روشناس کرایا۔ افغانستان کے ماہنامہ ’’کابل‘‘ میں ۱۹۳۱ء سے اقبال کی وفات کے چند سال بعد تک علامہ مغفور پر مقالے اور ان کا منتخب

فارسی کلام شائع ہوتا رہا۔ ایران میں اقبال پر مقالات اور کتب لکھے جانے کا سلسلہ علامہ مرحوم کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ سلسلہ مزید بہتر ہو گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو ایران میں قیام کے سات سالہ عرصے (نومبر ۱۹۶۵ء سے جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۳ء سے اگست ۱۹۷۷ء تک) میں وہاں کے اقبالیاتی ادب کے بغور جائزے اور مطالعے کا موقع ملا۔ انھوں نے اپنے اس مقالے میں افغانستان و ایران کے مجلّات میں اقبالیاتی ادب پر شائع ہونے والے مقالات اور ایران میں شائع ہونے والی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کتب کی الف بائی ترتیب سے فہرست دی ہے اور ایران میں اقبال پر لکھی گئی کتب و مقالات کے نمایاں فکری پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ فارسی زبان میں اقبال پر لکھی گئی کتب و مقالات کے بارے میں اہم معلومات اور ادبی تبصرے پر مشتمل ہے۔ دیگر مقالات کی طرح یہ مقالہ بھی ان کی اقبالیاتی ادب اور فارسی ادب سے محبت اور علم دوستی کا مظہر ہے۔ [۳۰]

قریباً ستر صفحات پر مشتمل طویل مضمون **''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''** کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی میں اقبال کے شعر کہنے کی چھ وجوہات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ان کی منظوم فارسی تصانیف کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں انھوں نے سن وار ترتیب سے تمام فارسی تصانیف کا مفصل تعارف کرایا ہے اور ان کے مضامین کا خلاصہ بیان کرنے کے ساتھ ان میں سے ہر ایک پر تحقیقی و تنقیدی تبصرہ بھی پیش کیا ہے۔ اس مضمون کے ساتھ اگر حوالہ جات و حواشی کا ضافہ کر دیا جاتا اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا۔ یہ مضمون فارسی تصانیفِ اقبال کے مختصر اور جامع مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اسے کتابی شکل میں بھی شائع کروایا جا سکتا تھا۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے اقبالیات کی نصابی کتب کا حصہ بنایا جائے یا پھر کتابی شکل میں شائع کر کے اسے اقبالیات کی نصابی کتاب کے طور پر پڑھایا جائے۔ [۳۱]

علامہ اقبال نے اردو اور فارسی میں صد ہا نئی تراکیب وضع کیں اور ان کے ذریعے نئے مفاہیم و معانی ادا کیے۔ دراصل، نئے افکار کو پیش کرنے کے لیے انھیں نئے الفاظ اور تراکیب بھی ڈھالنا پڑیں۔ انھوں نے اپنی وضع کردہ فارسی تراکیب میں سے اکثر کو اپنے اردو کلام میں بھی نہایت چابک دستی سے استعمال کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے افکارِ نو کی تفہیم و ترویج کے ساتھ ان کی تصانیف کے فنی محاسن اجاگر کرنے اور اور ان کی طرف توجہ دلانے میں نہایت اہم

کردار ادا کیا۔ تراکیب اقبال پر ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر احمد علی رجائی کے ضمنی مباحث کے علاوہ کسی اور ماہر زبان کی کوئی تحریر منظر عام پر نہ آسکی تو ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب کے مطالعات میں پائے جانے والے اس خلا کو پر کرنے کے لیے مقالہ **''تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال''** قلم بند کیا۔ انہوں نے مقالے کا یہ عنوان بھی تراکیبِ اقبال سے ہی اخذ کیا۔ اس ضمن میں یہ شعر ان کے پیش نظر تھا۔

در رہ دوست جلوہ ہاست تازہ بہ تازہ نو بنو صاحبِ شوق و آرزو دل نہ دہد بکلّیات (۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر احمد علی رجائی بخارائی کی تراکیبِ اقبال سے متعلقہ نگارشات سے آگاہ کرنے کے بعد اس موضوع کو مزید وسعت دیتے ہوئے اردو و فارسی زبانوں میں علامہ اقبال کی ترکیب سازی پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ان کی اردو و فارسی تصانیف میں استعمال ہونے والی نو بنو تراکیب کی فہرست بھی دی ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ ان کے اس مقالے کی بنیاد پر اسی موضوع پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھوایا جائے۔ اس سے کلام اقبال کے فنی محاسن سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ (۳۳)

مقالہ **''اقبال اور جوہر کے روابط''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال اور جوہر کے فکری و عملی روابط کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال اور جوہر آل انڈیا مسلم لیگ کے ابتدائی ارکان میں سے تھے اور دونوں عنفوان شباب سے قومی کاموں میں شریک رہے۔ جوہر کے شاعرانہ جوہر ابتدا سے عیاں تھے۔ اقبال اور جوہر عالمی نقطۂ نگاہ رکھنے والے مسلمان تھے۔ دونوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی اور دل سوزی دکھائی۔ مولانا محمد علی جوہر اور ان کے بھائی تحریکِ خلافت کے سرگرم رکن تھے جبکہ علامہ اقبال اور قائداعظم خلافت پر علی برادران سے مختلف نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ بنگال کی تقسیم (۱۹۰۵ء) اور اس تقسیم کی تنسیخ (۱۹۱۱ء) کے معاملے میں اقبال اور جوہر کے تاثرات یکساں نوعیت کے تھے۔ علی برادران کو کلامِ اقبال بہت پسند تھا۔ مولانا محمد علی جوہر نے ''اسرارِ خودی'' اور ''رموزِ بے خودی'' کو بے مثال کتابیں قرار دیا۔ اقبال اور جوہر دونوں ہی ملوکیت اور استبداد کے سخت دشمن تھے۔ جوہر ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے مگر اقبال اس کے مخالف تھے۔ اقبال نے سائمن کمیشن سے تعاون کیا تھا مگر جوہر، سائمن کمیشن کے مخالف تھے۔ انھوں نے سائمن کمیشن سے تعاون کرنے پر اقبال اور ہم صفیروں پر کڑی تنقید کی تھی۔ اقبال اور جوہر کے تعلیمی نظریات ملتے جلتے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا جوہر اور ان کے برادرِ بزرگ مولانا شوکت علی کانگرس

سے جدا ہوگئے اور دونوں کا ملاً قائد اعظم اور علامہ اقبال کے ہم نوا ہو گئے۔ مولانا محمد علی جوہر ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو انتقال کر گئے۔ علامہ اقبال نے ان پر شاندار مرثیہ لکھ کر ان کی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اقبال اور جوہر دونوں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اسلام کے نشے سے سرشار تھے۔ دونوں حبِ اسلام کے جنون میں گرفتار تھے۔ دونوں دنیا میں جیے تو کلمہ توحید پڑھتے ہوئے، دونوں دنیا سے اٹھے تو آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است کا وظیفہ جپتے ہوئے۔ (۳۴)

مقالہ ''**پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے معروف اقبال شناس پروفیسر عزیز احمد کی تصنیف ''اقبال نئی تشکیل'' مطبوعہ (۱۹۴۷ء، ۱۹۶۸ء) اور ان کے سات مقالوں (مرتبہ پروفیسر طاہر تونسوی، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۷۶ء) کا اقبال شناسی کے نقطہ نظر سے جائزہ پیش کیا ہے۔ پروفیسر عزیز احمد جامعہ عثمانیہ میں انگریزی کے استاد تھے۔ بعد میں وہ ٹورنٹو یونیورسٹی (کینیڈا) میں علومِ اسلامیہ کے پروفیسر ہوئے۔ وہ ارسطو کی وبوطیقا، ڈانٹے کی طربیہ الٰہی اور کئی دوسری کتابوں کے مترجم تھے۔ وہ بنیادی طور پر ترقی پسند اور ایک حد تک حامیٔ اشتراکیت، ادیب اور نقاد تھے۔ ان کی تصنیف وتالیف ''اقبال، نئی تشکیل'' دراصل تفکرِ اقبال سے مربوط ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''اقبال، نئی تشکیل'' میں دو باتیں نہ ہوتیں تو یہ اقبال کی بہترین ترجمان کتابوں میں شمار ہوتی۔ ایک مصنف کا افکارِ اقبال کو کھینچ تان کر اشتراکی رنگ دینے کا رجحان اور دوسرے مغربی مفکرین سے اقبال کی اثر پذیری کا مبالغہ آمیز بیان۔ یہ کتاب جہاں مطالعہ اقبال کی ایک عمدہ کوشش ہے، وہاں کئی فکری مغالطے بھی پیش کرتی ہے مثلاً انھوں نے اقبال کی شاعری کو تین ادوار، وطن پرستی کا دور، اسلامی شاعری کا دور اور انقلابی شاعری کا دور میں تقسیم کیا ہے۔ جبکہ درحقیقت اقبال از اول تا آخر ایک مذہبی اور اسلامی شاعر و مفکر رہے ہیں۔ وہ اسلامی انقلاب کے قائل تھے نہ کہ اشتراکی انقلاب کے۔ پروفیسر عزیز احمد کے سات مقالوں میں سے دو مقالوں ''اقبال کا نظریہ فن'' اور ''اقبال کی شاعری میں حسن و عشق کا عنصر' کے مندرجات سے، ڈاکٹر محمد ریاض نے کچھ اختلاف کیا ہے اور مجموعی طور پر ان مقالات کو معنی خیز اور نکتہ آفریں قرار دیا ہے۔ (۳۵)

مضمون ''**اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ کے ایک مختصر سے ترکیب بند ''زمزمۂ انجم'' سے اپنے گہرے ذہنی وقلبی ربط وتعلق کا ذکر کیا ہے اور اس کے اردو ترجمے کے ساتھ ضروری توضیحات رقم کی ہیں۔ زمزمۂ انجم کے تین بند ہیں۔ ہر بند کے چار شعر

ہیں۔ تین شعر اصل ہیں اور چوتھا ہر بند کا ٹیپ کا بیت ہے۔ اس ترکیب بند کے مطالب اقبال کے کئی دلپذیر موضوعات پر محیط ہیں۔ جیسے، عقل و عشق کی اہمیت، عظمتِ انسان، تسلسلِ حیات، فقرو درویشی کی شاہی، وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ بیان، اسلوبِ ترجمہ اور طرزِ شرح سے آگاہی کے لیے اس ترکیب بند کے پہلے بند کا ترجمہ اور شرح پیش خدمت ہے۔

پہلا بند:

عقل تو حاصلِ حیات عشق تو سرِّ کائنات　　پیکرِ خاک، خوش بیاں ایں سوئے عالم جہات
زہرہ و ماہ و مشتری از تو رقیب یک دگر　　از پئے یک نگاہِ تو کشمکشِ تجلیات
در رہِ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نو بنو　　صاحبِ شوق و آرزو دل ندہد بکلیّات
صدق وصفا است زندگی نشو ونماست زندگی　　تا ابد از ازل بتاز، ملکِ خداست زندگی

ترجمہ: مٹی کے پتلے انسان! تیری عقل زندگی کا حاصل ہے اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے۔ جہات کے جہان (دنیا) کے اس طرف آنا تجھے مبارک ہو۔ تیری خاطر زہرہ، چاند اور مریخ سیارے ایک دوسرے کے رقیب ہو رہے ہیں بلکہ تجھ پر ایک نظر ڈالنے کی خاطر تجلیات باری تعالیٰ میں کشمکش اور رقابت ہو رہی ہے۔ دوست کی راہ میں تازہ بتازہ اور نو بنو جلوے ہیں مگر شوق و آرزو والا شخص کلیّات (صفات) سے دل نہیں لگاتا۔ زندگی صدق وصفا اور نشو ونما کا نام ہے۔ ازل سے ابد تک بڑھتے جاؤ۔ زندگی خدا کا اختتام ناپذیر ملک ہے۔

عقل کو اقبالؔ نے حاصلِ حیات کہا اور عشق کو رازِ کائنات۔ اس سے بہتر تجزیہ اور موازنہ اور کیا ہوگا۔ عظمتِ انسانی کا اس سے عمدہ بیان کیا ہوگا کہ انسانوں کو عالمِ بالا کی طرف خوش آمدید کہنے میں سیارگانِ فلک اور تجلیّاتِ خدائی میں رقابت ہو رہی ہے کہ کون انھیں پہلے آدابِ احترام پیش کرے۔ اس شعر کو دیکھ کر بالِ جبریل کی غزل اول یاد آ رہی ہے۔

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں　　غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں　　میری نگاہ سے خلل تیری تجلّیات میں

لفظ کلّیات کلّی کی جمع ہے۔ یہاں غالبًا اس سے مراد تجلیات وصفات ہیں۔ شاعر اس کتاب میں 'حضور' تک پہنچتا ہے اس لئے ستاروں کی زبانی اپنا یہ مطمحِ نظر بیان کرتا ہے کہ صاحبِ شوق و آرزو (مردِ مومن) ان کلّیات اور جلوہ ہائے کونین سے دل نہیں لگاتا بلکہ ساری توجہ ذات کی کوئی جھلک اور تجلّی دیکھنے پر مبذول رکھتا ہے۔

بر مقامِ خود رسیدن زندگی است　　ذات را بے پردہ دیدن زندگی است

مردِ مومن در نسازد باصفات مصطفیؐ راضی نشد الا بذات

تسلسل حیات کے بارے میں اقبال کے خیالات ان کی تقریباً ہر کتاب میں آئے ہیں مثلاً 'پیامِ مشرق' میں 'نقشِ فرنگ' کے عنوان کے تحت نظم 'پیام' میں فرماتے ہیں ۔

زندگی جوئے رواں است و رواں خواہد بود — ایں مئے کہنہ جوان است و جواں خواہد بود
آنچہ بود است و نباید ز میاں خواہد رفت — آنچہ بایست و نبود است ہماں خواہد بود

اور خضرِ راہ میں۔

برتر از اندیشہ سود و زیاں ہے زندگی — ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ — جاوداں، پیہم رواں، ہر دم جواں ہے زندگی

مگر یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ اقبال ڈارونی ارتقائے حیات پر اعتقاد نہ رکھتے تھے ان کے نزدیک حقیقی زندگی وہ ہے جس میں صدق و صفا یعنی راستی اور تقویٰ شعاری ہو۔

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ — گُہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں
رگوں میں گردشِ خوں ہے اگر تو کیا حاصل — حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں (۳۶)

مقالہ "**علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں**" میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیمِ نسواں اور مسلم خواتین کی آزاد یونیورسٹی کے قیام کے بارے میں علامہ اقبال کے مضامین "قومی زندگی اور "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر"، ان کی یاداشتوں "شذراتِ فکرِ اقبال" اور تصانیف "ضربِ کلیم" اور "ارمغانِ حجاز" سے حوالہ جات دے کر، ان کے افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ برصغیر میں مسلم خواتین کی آزاد یونیورسٹی کا تصور پیش کرنے کا شرف بھی علامہ اقبال کو ہی حاصل ہوا ہے۔ انھوں نے یہ تصور ۱۴ جولائی ۱۹۳۴ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کی جنرل کونسل کے اجلاس کی صدارت کے دوران پیش کیا تھا۔ علامہ اقبال نے واضح کیا کہ عورتوں کی تعلیم سب سے زیادہ توجہ کی محتاج ہے۔ عورت حقیقت میں تمام تمدن کی جڑ ہے۔ مرد کی تعلیم صرف ایک فردِ واحد کی تعلیم ہے مگر عورت کو تعلیم دینا حقیقت میں تمام خاندان کو تعلیم دینا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اگر اس قوم کا آدھا حصہ جاہل مطلق رہ جائے۔ عورت کو سب سے پہلے مذہبی تعلیم دینی چاہیے۔ اس کے بعد اسے اسلامی تاریخ، علم تدبیر خانہ داری اور علم اصول حفظِ صحت پڑھایا جائے۔ ایسے تمام مضامین جو ان کی نسائیت کی نفی کریں یا اسلام کی حلقہ بگوشی سے انھیں آزاد کرنے والے ہیں، باحتیاط ان کے نصابِ تعلیم سے خارج کر دینے چاہئیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے کے آخر پر حوالہ جات اور کتابیات کی فہرست بھی دی ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ تعلیمِ نسواں کے بارے میں علامہ

اقبال کے افکار بیان کیے ہیں۔(۳۷)

مقالہ ''**اقبال اور نژادِ نو**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے افکارِ اقبال کے متعدد منثور و منظوم حوالہ جات، اقتباسات اور اشعار دے کر نوجوان نسل کو علامہ اقبال کی نصیحتوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں نئی نسل، نژادِ نو یا اپنے فرزند جاوید اقبال کے تلازمات کے ذریعے ہر دور کے مسلمانوں کو خطاب کیا ہے۔ علامہ اقبال کی آرزو رہی کہ مسلمان نوجوانوں میں شاہین کی جرأت، شہامت، استغنا اور شانِ فقر آ جائے۔ انھوں نے نوجوانوں کو نیک صحبت اختیار کرنے کی تلقین کی۔ انھیں جہدِ مسلسل، عملِ پیہم اور سخت کوشی کا درس دیا۔ انھیں حیدر کرارؓ کی جسارت و دلیری اور سلمان فارسیؓ کا فقر و استغنا اپنانے کی نصیحت کی۔ علامہ اقبال کو خراب ترین حالات میں بھی نوجوانوں سے اصلاح احوال کی توقعات تھیں۔

''**علامہ اقبال کا تصور ریاست اسلامی**''، ''افادات اقبال'' میں شامل آخری مقالہ ہے۔ یہ مقالہ آفاقِ اقبال (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں بھی آخری مقالے کے طور پر موجود ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مصادرِ اسلامی اور افکارِ اقبال کے حوالے سے ''علامہ اقبال کا تصورِ ریاست اسلامی'' واضح کیا ہے۔ ''آفاقِ اقبال'' کے جائزے میں اس مقالے پر تبصرہ جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔(۳۸)

03-اقبال اور احترامِ انسانیت

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : نذیر سنز، لاہور

اشاعت : باراول: ۱۹۸۹ء، باردوم: ۲۰۱۰ء

صفحات : ۲۱۶

قیمت : ۲۲۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	گزارش	۰۰۷	
۰۱۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	۰۰۹	۱۸
۰۲۔	اقبال، شاعرِ حکمت	۰۲۷	۱۰
۰۳۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	۰۳۷	۲۲
۰۴۔	اقبال اور عالمِ اسلام	۰۵۹	۱۸
۰۵۔	اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج وزوال	۰۷۷	۱۴
۰۶۔	اقبال اور دنیائے اسلام	۰۹۱	۰۶
۰۷۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	۰۹۷	۱۶
۰۸۔	اقبال اور میراثِ کشمیر	۱۱۳	۰۱
۰۹۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	۱۲۳	۰۸
۱۰۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	۱۳۱	۳۰
۱۱۔	اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء	۱۶۱	۱۰
۱۲۔	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی	۱۷۱	۱۴
۱۳۔	اقبال کا اسلوبِ شعر	۱۸۵	۰۸
۱۴۔	اقبال کی ادبی تراکیب	۱۹۳	۱۶

۱۵۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الہ آباد	۲۰۹	۰۷

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' چھوٹے بڑے ۱۵ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں سے درج ذیل ۸ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام
01۔	اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	اقبال اور دنیائے اسلام	ماہِ نو	کراچی
02۔	اقبال اور عالمِ اسلام	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	اقبال اور عالمِ اسلام	فکر و نظر	اسلام آباد
	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور
03۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک	اقبال	لاہور
04۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الہ آباد	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد پس منظر اور پیش منظر	ماہِ نو	کراچی
05۔	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور
06۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور
07۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد	فکر و نظر	اسلام آباد
08۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	اقبال اور احترامِ انسانیت	لاہور
	شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے	اظہار	کراچی

''اقبال اور احترام انسانیت'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۵ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں ۹ مقالات و مضامین علامہ کے مذہبی افکار پر، ۳ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ میں احتیاط نہیں برتی گئی۔ اس میں شامل بعض مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں اور بعض کے ساتھ نہیں دیے گئے۔ بعض مقالات و مضامین کے حوالہ جات و حواشی آخر پر اور بعض کے صفحات کی پاورقی میں دیے گئے ہیں۔ مقالات و مضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

بحیثیت مجموعی، اس مجموعے میں شامل تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ تدوین و تصحیح اور تحشیہ سے اس کی از سرِ نو اشاعت عوام الناس، طلبہ اور محققین، سب کے لیے کافی زیادہ افادیت کا باعث ہوگی۔ ان تمام مقالات و مضامین پر تبصرہ و تعارف پیشِ خدمت ہے:

مقالہ ''**اقبال اور احترامِ انسانیت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم سے کئی آیاتِ مقدسہ کا ترجمہ دے کر انسان کی عظمت اور مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ادیانِ عالم (ہندومت، بدھ مت، زرتشتیت، یہودیت اور عیسائیت) کے تصورِ انسانی کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد لکھتے ہیں کہ رومی کے انسان اور اقبال کے صاحبِ خودی مردِ مومن کے اوصاف مشترک ہیں۔ رومی شاعرِ عشق ہیں اور اقبال بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ ارتقائے انسانی اور نسلِ حیات کے بارے میں دونوں کے افکار اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یکساں ہیں۔ علامہ اقبال اس بات کے قائل تھے کہ انسان کائنات کی اہم ترین مخلوق ہے۔ کائنات انسان کی خاطر مسخر و مطیع ہے۔ مخالف اور شر آمیز قوتوں کی نبرد آزمائی سے آدم کو عروج و کمال ملتا ہے۔ علامہ اقبال نے مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر انسانیت کے احترام و تادیب اور حسنِ اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ ان کی یہ تعلیم، اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اور سیرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہے۔ اقبال بے شک حکیم الامت، شاعرِ اسلام اور شاعرِ مشرق ہیں مگر شاعرِ عالم بھی ہیں۔ ان کی تعلیمات سے ان کی آفاقیت ظاہر ہے۔ انھوں نے بہت سے غیر مسلم مفکرین اور شخصیات کا اپنے کلام میں ذکر کیا ہے اور ان کی خوبیوں کا اعتراف کر کے اسلامی رواداری کا مظاہرہ کیا اور احترامِ انسانیت کا درس دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں اردو و فارسی کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر احترامِ انسانیت کے بارے میں فکرِ اقبال کو اجاگر کیا ہے۔ (۳۹)

حکمت سے مراد دانائی، علم، انصاف اور صداقت ہے۔ قرآن حکیم میں حکمت کو خیرِ کثیر کہا گیا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی (۱۹۵۳ء) نے اپنی ایک تحریر میں علامہ اقبال کی حکمت و دانائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اقبال صرف شاعر نہ تھا، وہ حکیم بھی تھا۔ وہ اسرار کلام الٰہی کے محرم اور رموزِ شریعت کے آشناؤں میں سے تھا۔ وہ نئے فلسفے کے ہر راز سے آشنا ہو کر اسلام کے راز کو اپنے رنگ میں کھول کر دکھاتا رہتا یعنی بادہ انگور نچوڑ کر کوثر و تسنیم کا پیالہ تیار کرتا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کو اس تحریر کے مطالعے سے تحریک ملی اور انھوں نے بانگِ درا، بالِ جبریل اور پیامِ مشرق سے بہت سے اشعار بطور مثال پیش کر کے واضح کیا کہ علامہ اقبال نے اسلامی عبادات، عقائد اور معاملات کے ابحار سے نئے تابدار گہر نکالے اور بڑی عمیق حکمتوں کو واضح کیا۔ انھوں نے کئی قرآنی آیات و احادیثِ رسول ﷺ کی نئی توجیحات پیش کی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے دلچسپ، مدلل اور متاثر کن طرزِ بیان سے آگاہی کے لیے ان کے اس مقالے **''اقبال، شاعرِ حکمت''** سے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> مشاہدات حکیم کا احاطہ کرنا کسی مختصر بلکہ طویل مقالے کی طرف سے ماوراء ہے۔ اقبال کی حکیمانہ زبان کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان کے کئی اشعار توضیح کے لیے ایک بار طومار قرطاس کا تقاضا کرتے ہیں۔ نظم ''ذوق وشوق'' کے ایک نعتیہ بند کے دو شعروں کو مثلاً ملاحظہ فرمائیں۔ ان میں سیرتِ رسول ﷺ کے جمال وجلال اور نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی میں استخراجی واستقرائی علوم کی ترقی اور وارداتِ قلبی کی علمی سند و قبولیت کو جس طرح بیان کیا گیا ہے وہ شاعر کے حکیمانہ اعجاز کی مثالیں ہیں۔

شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود ― فقر جنید و بایزید، تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے ― عقل وغیاب وجستجو، عشق حضور واضطراب (۴۰)

پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء) علامہ محمد اقبال کے فارسی کلام کی نمائندہ تصنیف اور ''جاوید نامہ'' (۱۹۳۲ء) کے بعد ان کی مشکل ترین کتاب ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اپنی جملہ تصانیف میں سے صرف دو تصانیف یعنی ''اسرارِ خودی'' (۱۹۱۵ء) اور ''پیامِ مشرق'' پر دیباچہ رقم کیا۔ پیامِ مشرق کے دیباچے میں انھوں نے اپنی فارسی تصانیف کے مقاصد کے بارے میں لکھا کہ میں نے یہ تصانیف انفرادی و اجتماعی سطح پر انسانوں کے ضمیر میں انقلاب لانے کے لیے لکھی ہیں۔ اندرونی گہرائیوں میں برپا ہونے والے یہ انقلاب ظاہری و خارجی دنیا میں تبدیلی کا سبب بنیں گے۔

فطرت کا اٹل قانون یہی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے ''**اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد**'' میں اسرارِ خودی (۱۹۱۵ء)، رموزِ بے خودی (۱۹۱۸ء) اور پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء) سے بہت سے اشعار کے حوالہ جات دے کر ''باطنی تغیرِ خودی'' کے لیے ان میں بیان کی گئی تعلیمات، اصولوں اور قواعد کی وضاحت کی ہے اور ان کے مقاصدِ تصنیف واضح کیے ہیں۔(۴۱)

مقالہ ''**اقبال اور عالمِ اسلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اتحادِ اسلامی کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار، تعلیمات اور مساعی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اسلام وحدت اور اتحاد کا دین ہے۔ اس کے ارکان اور بنیادی عقائد سے اتحاد اور اتفاق کی تعلیم ملتی ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک قوم وہی ہے جو وحدتِ فکر و عمل کے حامل افراد پر مشتمل ہو۔ عدم اتحاد نے مسلمانوں کو قوت و عظمت سے محروم کر رکھا ہے ورنہ وہ متحد اور ہم آہنگ ہوں تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو نیچا نہیں دکھا سکتی۔ مسلمانوں کے عدم اتحاد کا ایک بڑا سبب ان کا نظریۂ وطنیت ہے۔ علامہ اقبال مسلسل ۳۰ سال نظریۂ وطنیت کی مخالفت کرتے رہے اور اسلامی تصورِ قومیت کی تعلیم دیتے رہے۔ وہ مسلم ممالک کی جماعت ''جمعیت مسلمین'' کے قیام کے خواہاں تھے۔ اپنے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عالمِ اسلام کے بعض ممالک (افغانستان، ایتھوپیا، ایران، ترکیہ، فلسطین، عرب ممالک) اور مسلمانانِ برصغیر کے بارے میں علامہ اقبال کے تاثرات بیان کر کے ان کے ''اتحادِ عالمِ اسلام'' کے تصور کو واضح کیا ہے۔(۴۲)

مقالہ ''**اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی منثور و منظوم تصانیف کے حوالے سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے اور اس ضمن میں علامہ اقبال کے افکار کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ملتِ اسلامیہ کے عروج و زوال کے اسباب بیان کر کے امتِ مسلمہ کو علاجِ زوال کے لیے تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ علامہ اقبال نے واضح کیا کہ مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات پر صدق و خلوص سے عمل کیا، علم و عرفان سے بھرپور دلچسپی لی۔ محنت اور کوشش کو اپنا شعار بنایا، باہمی اخوت، اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا اور عروج حاصل کیا۔ جب مسلمان دین سے دور ہو گئے، انھوں نے علم و عرفان میں دلچسپی لینا چھوڑ دی، وہ بے عملی، کاہلی، سستی، انتشار، فرقہ واریت کا شکار ہو گئے تو زوال پذیر ہو گئے۔ عروجِ ملت کے لیے علامہ اقبال نے جوشِ کردار، جدتِ فکر و عمل اور حرکی نظامِ تعلیم وغیرہم کے لیے کئی نسخے تجویز کیے۔ انھوں نے دین اسلام کو بتمامہٖ اپنانے اور قرآنی تعلیمات پر صدق و خلوص سے عمل کرنے کی تلقین کی۔(۴۳)

بانگِ درا کی طویل اردو نظم ''خضرِ راہ'' میں علامہ محمد اقبال نے حضرت خضر علیہ السلام کی زبانی صحرانوردی، زندگی، سلطنت، سرمایہ ومحنت اور مسائل دنیائے اسلام کے بارے میں اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔ ''دنیائے اسلام'' کے عنوان سے ''بانگِ درا'' کے تیسرے حصے میں اقبال کے جو شعر ملتے ہیں وہ کوئی مستقل نظم نہیں، بلکہ علامہ اقبال کی طویل اردو نظم ''خضرِ راہ'' کا ایک حصہ ہیں۔ ''دنیائے اسلام'' خضر راہ کے نویں سے گیارہویں بندوں پر مشتمل ہے۔ اس کے کل اشعار ۲۳ ہیں۔ پہلے دو بندوں میں شاعر مسلمان ممالک کی بدحالی کا ذکر کرتا ہے اور آخری بند میں وہ انھیں بہتر مستقبل، امید اور کامیابی وترقی کا پیغام دیتا ہے۔ اپنے مضمون **''اقبال اور دنیائے اسلام''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تاریخی حوالہ جات دیتے ہوئے ''دنیائے اسلام'' سے متعلقہ اشعار کا مفہوم واضح کیا ہے اور وہ بطورِ حاصل کلام لکھتے ہیں کہ نظم ''دنیائے اسلام'' اگرچہ ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی تھی مگر آج بھی عالمِ اسلام کو درپیش مسائل کے مطابق اس نظم کی معنویت میں فرق نہیں آیا۔ ان حالات میں ہم سب کو شاعرِ اسلام کے اخوت، وحدت اور امید کے اس پیغام پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ربط و ضبط ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر
(۴۴)

''ذخیرۃ الملوک'' آٹھویں صدی ہجری/چودھویں صدی عیسوی کے معروف صوفی بزرگ اور عالم دین سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے۔ علامہ اقبال سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی اعتقاد رکھتے تھے اور ان کے دینی افکار وخدمات کے معترف تھے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مقالہ **''اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''ذخیرۃ الملوک'' کے دوسرے، پانچویں اور چھٹے ابواب میں درج تعلیمات کا افکارِ اقبال کے حوالے سے جائزہ پیش کیا ہے۔ دوسرا باب عبادات اور حقوق اللہ سے مربوط ہے۔ پانچویں اور چھٹے ابواب میں خلافت (خلافتِ انسانی)، وسعتِ دل، روح وبدن کے رابطے اور ابلیسی وملکوتی قوتوں وغیرہ کا بیان ہے۔ شاہ ہمدان اور ذخیرۃ الملوک کا ذکر جاوید نامے کے حصہ ''آں سوئے افلاک'' میں

ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' سے متعدد اشعار اور حوالہ جات دے کر شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و خدمات کا ذکر کیا ہے اور ''ذخیرۃ الملوک'' کا جاوید نامہ میں انعکاس واضح کیا ہے۔(۴۵)

مقالہ ''**اقبال اور میراثِ کشمیر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کشمیر اور اہلِ کشمیر سے علامہ محمد اقبال کی ذہنی و قلبی قربت و تعلق کا ذکر کیا ہے۔اقبال کے اجداد کا وطن مالوف کشمیر تھا۔پیامِ مشرق کی غزل کے ایک شعر میں حکیم الامت نے کشمیر، حجاز اور ایران کے ساتھ اپنی آبائی، دینی اور لسانی نسبت اس طرح سے بیان کی ہے۔

تنم گلے ز خیابانِ جنتِ کشمیر　　　دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است

لاہور میں مقیم کشمیری دانشمند منشی محمد دین فوق (م ۱۹۴۵ء) سے اقبال کی بہت دوستی تھی۔کشمیر میں اقبال کے کئی قدردان تھے۔۱۹۲۲ئمیں اقبال کشمیر گئے۔اس سفر کی یادگار ان کی دو فارسی نظمیں ''کشمیر'' اور ساقی نامہ'' ہیں۔اقبال آزادیٔ کشمیر کے زبردست حامی اور نقیب تھے۔انھوں نے'' جاوید نامہ'' میں اہلِ کشمیر کے پرشکوہ ماضی کا ذکر کیا ہے اور انھیں باہمی اتحاد سے مل جل کر کام کرنے اور تحریکِ جہاد آگے بڑھانے کا مشورہ دیا ہے۔اقبال نے کشمیر کو ''ایرانِ صغیر'' قرار دیا ہے۔مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''ارمغانِ حجاز'' میں شامل کلام اقبال ''ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری'' کا مطالعہ پیش کیا ہے اور بطور حاصل کلام لکھا ہے کہ کشمیر کے تمدن و میراثِ علمی کے اقبال متبحر تھے۔اور وہ اہلِ کشمیر کے ساتھ خصوصی ربط و ضبط رکھتے تھے۔(۴۶)

علامہ محمد اقبال نے ۲۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو ''**Stray Reflections**'' کے عنوان سے کچھ یادداشتیں تحریر کرنا شروع کیں۔۱۹۱۷ء کو لکھنو کے مجلّہ نیو ایرا کی تین اشاعتوں میں ۳۷ شذرات شائع ہوئے جن میں سے ۳۱ شذرات اس نوٹ بک کے تھے جبکہ ۶ نکات اضافی تھے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے ''**اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)**'' میں چند نکات کے مفہوم پر اظہارِ رائے کیا ہے اور ان ۶ اضافی نکات کا بھی مفہوم بیان کیا ہے جو کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کی مرتبہ کتاب ''Stray Reflections'' مطبوعہ ۱۹۶۱ء میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔اس مقالے کے قریباً ۴ صفحات (صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۷) پر درج ذیل بیس نکات کا مفہوم دیا گیا ہے:

۱۴، ۱، ۲۲، ۲۳، ۲۵، ۲۹، ۳۵، ۴۱، ۴۲، ۴۹، ۵۲، ۵۴، ۵۸، ۶۰، ۶۸، ۷۸، ۸۳، ۱۰۱، ۱۱۱، ۱۳۴

بعد کے دو صفحات (۱۲۷ تا ۱۲۸) پر انھوں نے چھ اضافی نکات کا ذکر کیا ہے۔ آخری دو صفحات پر انھوں نے شذراتِ فکر اور علامہ محمد اقبال کے لیکچر ''ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے مشترک مطالب کا ذکر کیا ہے اور حوالہ جات و توضیحات دی ہیں۔ (۴۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے چھ اضافی نکات کا ترجمہ کیا تھا جو ''شذراتِ فکر اقبال: چھ اضافی نکتے'' کے عنوان سے مجلّہ اظہار، کراچی کی جلد ۳، شمارہ ۹، ۱۰ کی اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا تھا۔ انھی اضافی نکات میں سے پانچ کا ترجمہ ''افکارِ اقبال'' (۱۹۹۰ء) میں ''شذراتِ فکر اقبال پانچ اضافی نکتے'' کے عنوان سے کیا گیا۔

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' میں شامل مقالات و مضامین میں سے دوسرے طویل تر مقالے ''**اقبال کی مخالفتِ استبداد**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے جبر و استبداد اور استحصال کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے حریت و حمیت پر مبنی مجاہدانہ افکار پر ان کی منظوم و منثور تصانیف سے حوالہ جات دے کر تاریخی تناظر میں ان پر جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے اپنے اردو و فارسی کلام کے ذریعے آمریت، ملوکیت، استبداد اور ہر قسم کے جور و جفا کے خلاف ایک زبردست احتجاج کیا ہے۔ انھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو بالخصوص اور یہاں کے دیگر باشندوں کو بالعموم، انگریزی استعمار کے خلاف صف آرا کیا اور برصغیر کی آزادی اور پاکستان کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا کلام الجزائر اور ایران وغیرہ کے انقلابات کا ایک بڑا موجب بنا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اقبال کے افکار کی غیر معمولی تاثیر مزید اجاگر ہوتی رہے گی۔ ''افرنگ دشمنی'' کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال مغربی علوم و فنون کے حامی ہونے کے باوجود، یورپ والوں کی معاشرتی تقلید کے مخالف تھے کیونکہ اہلِ یورپ اخلاقی پستی کا شکار اور ملوکانہ مزاج رکھتے ہیں۔ اقبال ہر قسم کے استبداد، استحصال، آمریت اور ملوکیت کے خلاف تھے۔ انھوں نے ملوکیت کی مختلف اشکال، سرمایہ داری، ملائی اور پیری کی مخالفت کی۔ انھوں نے کئی موارد میں ملوکیت اور آمریت کے مصائب بھی گنوائے۔ انھوں نے استبداد اور آمریت کو ختم کرنے کی خاطر لوگوں کو دعوتِ عمل دی۔ انھوں نے حقیقی اسلامی فقر و تصوف کا ملوکیت و سلطانی سے موازنہ کیا اور مقدم الذکر کی برتری کے دلائل پیش کیے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ استبداد اور ملوکیت کے خلاف اقبال کا فکری جہاد ایک پرزور صدائے انقلاب ہے۔ (۴۸)

علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے زیرِ اہتمام ۱۵ فروری ۱۹۸۷ء کو علامہ اقبال بین

الاقوامی سیمینار منعقد ہوا جو ۱۸فروری ۱۹۸۷ء تک جاری رہا۔ بھارت کی جملہ یونیورسٹیز کے علاوہ انگلستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، ایران، افغانستان اور پاکستان سے مندوبین کو مدعو کیا گیا مگر بعض وجوہ سے انگلستان، بنگلہ دیش، سری لنکا سے کوئی نہ آیا۔ پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر محمد ریاض اور شعبہ اُردو کے صدر پروفیسر نظیر صدیقی، ایران سے سینیٹر فخر الدین حجازی اور مہندس غلام رضا ربانی اور افغانستان سے ڈاکٹر احمد جاوید اور محمد صالح پرونتا شاملِ سیمینار ہوئے۔ مضمون **''اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سیمینار کی روداد بیان کی ہے۔ سیمینار کے اختتام کے بعد ۱۹فروری ۱۹۸۷ء کو ڈاکٹر محمد ریاض نے آگرہ کی سیر کی اور بالخصوص تاج محل دیکھنے گئے اور واپسی کا ۲۱فروری دہلی میں گزرا۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ سیمینار یوں تو علامہ محمد اقبال کی فارسی کتب کے مطالعے اور تقابلی مطالعے تک محدود رہا مگر عملاً اس میں اردو، فارسی، انگریزی کی جملہ کتبِ اقبال زیرِ بحث آئیں اور تقابلی مطالعے پیش کیے گئے۔ سیمینار ۴ دن جاری رہا۔ کل ۴۴ مقالے پڑھے گئے اور میزبان یونیورسٹی کے اساتذہ کے ۱۶ مقالے پڑھے ہوئے محسوب کیے گئے مگر وقت کی کمی کی وجہ سے عملاً پیش نہ کیے گئے۔ بعض مقالے جذب آفریں اور بحث طلب رہے۔ شبیر احمد خان غوری نے علامہ اقبال کے تصورِ زمان پر اظہار رائے کیا۔ پروفیسر نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر محمد وارث کرمانی اور پروفیسر جگن ناتھ آزاد نے اقبال اور غالب کے تقابلی مطالعے پر مقالے پیش کیے۔ پروفیسر اسلوب احمد انصاری نے انگریز شاعر ولیم بلیک اور اقبال کا موازنہ پیش کیا۔ ڈاکٹر حنیف نقوی نے ''زبورِ عجم'' اور پروفیسر محمد صدیق نے ''جاوید نامہ'' پر انتقادات پیش کیے۔ پروفیسر ڈاکٹر سمیع الدین احمد اور ایرانی سینیٹر فخر الدین حجازی نے اقبال کی فارسی شاعری پر اثر انگیز مقالے پڑھے۔ سیمینار میں مولانا ضیاء الدین احمد بدایونی کے نام لکھا ہوا علامہ محمد اقبال کا ایک غیر مطبوعہ خط بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ سیمینار میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت، تصانیف، افکار اور تصورات بڑی تفصیل سے زیرِ بحث آئے۔ سیمینار کے آخری روز علی گڑھ یونیورسٹی میں اقبال انسٹیٹیوٹ کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ سری نگر، دکن اور بھوپال کے بعد بھارت میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت، تصانیف اور افکار پر تحقیق و تدریس کے لیے قائم کیا جانے والا یہ چوتھا انسٹیٹیوٹ ہے۔ (۴۹)

مقالہ **''ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم کی اقبال شناسی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم کی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ خدمات کا ذکر کیا اور ان کی تصانیف پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ

لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم (۵ اپریل ۱۹۰۶ء تا ۱۶ اگست ۱۹۸۶ء) کو ۱۹۲۶ء میں علامہ محمد اقبال سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ پہلی ملاقات میں ہی وہ علامہ محمد اقبال کے معتقد ہو گئے۔ انھوں نے علامہ اقبال کے بارے میں درج ذیل کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ہر ایک کتاب نہایت وقیع اور فکر انگیز ہے:

۱۔ طیف اقبال، لاہور اکیڈمی، ۱۹۶۴ء

۲۔ مقاماتِ اقبال، لاہور اکیڈمی، ۱۹۵۹ء/ ۱۹۶۴ء

۳۔ مسائل اقبال، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، مئی ۱۹۷۴ء

۴۔ ولی سے اقبال تک، مکتبہ خیابان ادب ۳۹ چیمبر لین روڈ، لاہور، بار چہارم، اگست ۱۹۷۶ء

۵۔ متعلقاتِ خطباتِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۷۷ء

۶۔ مقاصدِ اقبال، علمی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۸۱ء

۷۔ مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۸۴ء

ان کی تصانیف میں اگر چہ پرانے مضامین کی تکرار ملتی ہے لیکن یہ تکرار خاطر خواہ طور پر مفید قرار دی جا سکتی ہے۔ ان کی کتاب ''مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ'' کو ماہرینِ اقبال نے ۱۹۸۶ء میں گزشتہ چند سالوں میں اردو میں شائع ہونے والی کتبِ اقبال میں ''زندہ رُود'' کے بعد دوسری سب سے اہم کتاب قرار دیا۔ ''مقاصدِ اقبال'' کی ایک ایک سطر میں وہ معنویت ہے، جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ان کے مضمون ''ولی سے اقبال تک'' کا علامہ محمد اقبال نے مطالعہ فرما کر انھیں داد دیتے ہوئے کہا، ''آپ نے مجھے سمجھنے اور سمجھانے کی اچھی کوشش کی ہے''۔ ان کا لکھا ہوا مضمون ''اقبال کی اردو نثر'' علامہ اقبال اوپن یونیوسٹی، اسلام آباد کے بی اے کی سطح کے کورس میں شامل کیا گیا۔ وہ بڑی تحقیق کے بعد اور احتیاط سے لکھتے تھے اور اپنی تحریروں پر مسلسل نظر ثانی بھی کرتے رہتے تھے۔ وہ ایک نہایت کامیاب استاد اور نامور استادوں کے استاد تھے۔ انھوں نے اپنی نگارشات میں علمی، ادبی، تعلیمی، کلامی، فقہی، فلسفیانہ اور سائنسی موضوعات کی نشاندہی بھی ہے جن کے لیے نئے محقق آگے بڑھ سکتے ہیں۔ انھوں نے اردو و فارسی ادب اور عربی و اسلامی علوم میں اپنے تبحر کا ثبوت دیا ہے اور اپنی تحقیقات و توضیحات کی بنیاد پر اقبال شناسوں کی صفِ اول میں جگہ پا چکے ہیں۔ (۵۰)

''اقبال کا اسلوبِ شعر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے فکر و فلسفے کی طرح ان کی

اردو شاعری کا لب و لہجہ اور اسلوب نادر اور نیا ہے۔ جس طرح فارسی نقادوں نے ان کی فارسی شاعری کو ''سبکِ اقبال'' کہا ہے اسی طرح ان کی اردو شاعری بھی ان کے اپنے مخصوص اسلوب کی حامل ہے۔ اردو شاعری میں وہ غزل و نظم، دونوں کے بلند مرتبہ شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں اور نظموں کے زیادہ تر مضامین بھی نادر و منفرد ہیں۔ ان کی اردو و فارسی شاعری میں مروجہ اور نت نئے تجرباتِ ہیئت، دونوں ملتے ہیں۔ فارسی میں جدید تر تجربے زیادہ ہی ہیں۔ یہ مستزاداتی تجربے پیامِ مشرق کے علاوہ زبورِ عجم میں ملتے ہیں۔ بالِ جبریل اقبال کی اردو شاعری کے لطیف ترین نمونوں پر مشتمل ہے۔ ان کی طویل نظموں ساقی نامہ، ذوق و شوق اور مسجد قرطبہ کی نظیر اردو تو کیا عالمی ادب میں بھی شاید بمشکل ہی نظر آئے۔ ارمغانِ حجاز حصہ اردو بھی کسی حد تک بالِ جبریل کا تکملہ ہے۔ ''ضربِ کلیم'' مرکز برقاب بلکہ ایک تھرمل نیروگاہ ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کلامِ اقبال کے فکری و فنی محاسن پر نہایت عمیق تحقیق اور نگاہ رکھتے تھے۔ مثلاً حافظ اور حکیم سنائی سے اثر پذیری کے حوالے سے وہ اس مقالے میں لکھتے ہیں:

اقبال کی فارسی اور اردو شاعری میں ۸۰ کے لگ بھگ شعراء کی تضمینیں ملتی ہیں۔ مگر اسلوب کے لحاظ سے اقبال سے قریب تر شعراء وہ ہیں جن کا سبک عراقی ہے۔ یعنی رومی، سعدی، امیر خسرو و حافظ اور جامی وغیرہ۔ حافظ کے معنی سے اقبال نے اختلاف کیا ہے۔ مگر ان کی لفظی صنعت گری سے وہ اس قدر اثر پذیر ہوئے کہ فارسی کے علاوہ اردو شاعری میں بھی انھوں نے حافظ کے اسلوب کی پیروی کی اور ان کے قافیے اور ردیفیں اپنی زبان میں نہایت کامیابی سے منتقل کی ہیں۔ بالِ جبریل کی دو غزلوں کے مطلع دیکھیں اور پھر اسی ترتیب میں حافظ کی دو فارسی غزلوں کے مطلع ملاحظہ فرمائیں۔ اہل ذوق موازنے کی خاطر پوری پوری غزلوں کو خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی — مقام بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہ نو — کمال کس کو میسر ہوا ہے بے تگ و دو

سحر با باد می گفتم حدیثِ آرزو مندی — خطاب آمد کہ واثق شو بہ الطافِ خداوندی

مزرعِ سبزِ فلک دیدم و داسِ مہ نو — یا دم از کشتۂ خود آمد و ہنگام دِرو

فارسی اقبال کے اردو کلام میں اس طرح رچی بسی ہے جس طرح غالب کے دیوان اردو میں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ یہاں ہم حکیم سنائی کی غزلوں کے ایک اخلاقی قصیدے کا حوالہ دے دیں۔ اس قصیدے کے پینسٹھ اشعار ہیں اور اقبال نے بالِ جبریل کی نظم افکارِ پریشان میں جو پچیس اشعار پر مشتمل ہے، اس قصیدے کی تراکیب سے خوب استفادہ کیا ہے۔ نعتیہ اشعار کے

بعد اپنے اختتامی شعر میں اقبال صنعت ایہام سے کام لیتے ہوئے سنائی کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ جن کے طویل قصیدے کا جواب انھوں نے مختصر انداز میں دیا ہے۔

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس ''بحر'' میں باقی ہیں لاکھوں لو لوئے لالہ

(۵۱)

مقالہ ''**اقبال کی ادبی تراکیب**''، ''**تازہ بتازہ اور نو بہ نو تراکیبِ اقبال**'' کے عنوان سے ''افاداتِ اقبال'' میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ ''افاداتِ اقبال'' کے مقالات و مضامین کے ساتھ ہی اس کا جائزہ بھی پیش کیا جا چکا ہے۔

مقالہ ''**اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خطبہ الٰہ آباد (۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء) کا پس منظر اور پیش منظر بیان کرتے ہوئے اس میں بیان کردہ اہم امور کی تشریح و توضیح کی ہے۔ اپنے مقالے کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خطبہ الٰہ آباد کا سیاسی و تاریخی پس منظر بیان کیا ہے۔ اس کے بعد اس مقام کا تعارف کرایا ہے جہاں یہ خطبہ پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اجلاس میں حاضر اہم شخصیات کے نام بتائے اور حاضرین اجلاس کی تعداد کا ذکر کیا ہے۔ بعد میں خطبہ الٰہ آباد کے اہم نکات کی وضاحت دی گئی ہے اور خطبہ کے حسنِ خاتمہ پر اظہار رائے کیا گیا ہے۔ آخر پر ''پیش منظر'' کے عنوان سے قیامِ پاکستان تک پیش آنے والی اہم سیاسی سرگرمیوں اور واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورت، دلچسپ، مدلل، مختصر مگر جامع انداز سے خطبہ الٰہ آباد کی تشریح و توضیح کی ہے۔ (۵۲)

04- اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : آئینہ ادب، چوک مینار، انارکلی، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۷۸ء
صفحات : ۱۰۴
قیمت : ۱۲روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر
۰۱۔	پیش لفظ	۹
۰۲۔	پس منظر	۱۱
۰۳۔	اقبال کی ابتدائی زندگی	۱۵
۰۴۔	آلِ انڈیا مسلم لیگ کا قیام	۱۹
۰۵۔	وطنیت کی مخالفت کیوں؟	۲۳
۰۶۔	سلطنتِ عثمانیہ پر مصائب	۲۸
۰۷۔	دورِ استغراق اور انتقادات	۳۴،۳۸
۰۸۔	عملی سیاسیات میں شرکت	۴۰
۰۹۔	پنجاب **لیجسلیٹو کونسل** میں اقبال کی تقاریر	۴۳
۱۰۔	سائمن دستوری کمیشن سے تعاون	۴۶
۱۱۔	تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان کا خطبہ	۴۸
۱۲۔	دوقومی نظریہ (نظریۂ پاکستان)	۵۹
۱۳۔	مسلم کانفرنس سے اقبال کا خطاب	۶۴
۱۴۔	نغمۂ آزادی	۷۰
۱۵۔	اقبال اور یونینسٹ	۷۸

۱۶۔ گول میز کانفرنس اور اس کے متعلقات ۸۸
۱۷۔ اقبال اور مخالفتِ حکومت ۹۱
۱۸۔ مسلم لیگ کی مدد ۹۳
۱۹۔ تحریک آزادی، معاشرت اور معیشت ۹۵
۲۰۔ مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے درمیان مفاہمت ۹۹
۲۱۔ نتیجۂ گفتگو ۱۰۱
۲۲۔ ماخذ اور منابع (۵۳) ۱۰۳

یہ کتاب ایک طالب علم یا عام قاری کو برصغیر کی تحریکِ آزادی اور حصولِ پاکستان کی ابتدائی کوششوں میں اقبال کے فکری اور عملی و سیاسی کردار کو ان کے کلام اور واقعات کے سیاق وسباق میں بیان کرنے کے لیے تحریر کی گئی تھی ۔ یہ کتاب علامہ اقبال کے صد سالہ یوم ولادت کے موقع پر شائع کی گئی تھی ۔ یہ کتاب بیس (۲۰) عنوانات پر مشتمل ہے۔ آخر پر ''نتیجہ گفتگو'' کے عنوان سے کتاب کا خلاصہ اور ''ماخذ اور منابع'' کے عنوان سے اُن ماخذ و منابع کی فہرست دی گئی ہے جن سے استفادہ کر کے یہ کتاب لکھی گئی تھی ۔(۵۴)

کتاب کی عبارت آسان اور عام فہم ہے۔ کتاب میں موقع محل کی مناسبت سے علامہ اقبال کا اردو اور فارسی کلام دیا گیا ہے۔ دیے گئے کلام اقبال کے ساتھ حوالہ جات نہیں دیے گئے ۔ یہ کتاب عام قاری کے لیے لکھی گئی تھی مگر اس کی عام سطح پر تفہیم و تسہیل کے لیے فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ ایک صد چار (۱۰۴) صفحات پر مشتمل اس کتاب کے صرف آٹھ (۸) صفحات (۱۲، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۳، ۵۹، ۶۱، ۸۳) کی پاورقی میں مختصر سے حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ ان آٹھ مقامات میں سے پانچ مقامات پر یک سطری حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ ایک مقام پر تین سطری حوالہ جاتی نوٹ دیا گیا ہے۔ دیگر دو مقامات میں سے ایک پر ایک اردو شعر اور دوسرے مقام پر تین فارسی اشعار بغیر ترجمہ و حوالہ کے دیے گئے ہیں۔

کتاب کے نفسِ مضمون اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوب تحریر سے آگاہ ہونے کے لیے ''نتیجۂ گفتگو'' کے عنوان سے دی گئی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

نتیجۂ گفتگو:۔ برصغیر کے مسلمانوں کے مخصوص مسائل کے پیشِ نظر، علامہ اقبال نے تحریکِ آزادی میں حصہ لیا۔ وہ عنفوانِ شباب سے ہی حساس، رقیق القلب اور بغایت صاحب فکر تھے۔ ان کی

ابتدائی سرگرمیاں، انجمن کشمیریاں اور انجمن حمایتِ اسلام تک محدود رہیں۔ وہ سارے ہندوستان اور جہان بھر کا درد قلب میں سموئے رہتے تھے۔

بہر انسان چشم من شبہا گریست تا دریدم پردۂ اسرارِ زیست (۵۵)

قیامِ یورپ کے دوران، وہ وطنیت سے ملیت کی طرف آئے۔ ہندوؤں کی متعصّبانہ سرگرمیوں نے انھیں' مسلمان مظلوموں کے بارے میں زیادہ سوچنے پر مجبور کیا۔ انھوں نے نظم ونثر کے ذریعے مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کو مؤثر ترین صورت میں جلوہ گر کیا۔ وہ حریت و آزادی، کوشش وکار، خودی وخود شناسی اور بیداری ملت کے پیغامبر بنے۔ سیاست میں ان کی روش معتدل اور بے شور وشغب رہی۔ وہ جوڑ توڑ اور نعرہ بازیوں سے دور رہے۔ وہ اپنی رائے کے پکے تھے۔ بصیرت کا یہ عالم کہ تقسیمِ ہند اور دو بڑی قوموں کی جدائی کی جو بات انھوں نے کہہ دی، سترہ سال بعد لوگوں نے اُسے عملی صورت میں دیکھ لیا۔

اقبال نے اپنی زندگی کا ایک چوتھائی دور عملی سیاست میں گزارا۔ وہ برصغیر کی اہم سیاسی مجالس میں شریک رہے۔ دو گول میز کانفرنسوں میں شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی منعقدہ فلسطین میں شرکت کی۔ ہر جگہ انھوں نے مسلمانانِ ہند کے مفادات اور دنیا کے مسلمانوں کی بہبودی کو پیشِ نظر رکھا۔ انھوں نے شہرت کی خاطر سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ ان کی عالمگیر شہرت سیاست کی خارزار میں لہولہان ہوسکتی تھی اور مزید شہرت کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ ان کی قلندری و درویش مشربی سب کو معلوم ہے۔

کہاں سے تو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا (۵۶)

اقبال کے آخری چار سال سخت بیماریوں اور پریشانیوں میں گزرے۔ اس کے باوجود وہ نہایت پامردی سے سیاست میں شامل رہے بلکہ آخری دو سالوں میں انھوں نے کمال ہی کر دیا۔ جیسا کہ قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے خطوط اقبال کے دیباچے اور اپنے دیگر بیانات میں فرمایا۔ صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ کے پاؤں جمانے میں اقبال کا ہاتھ کارفرما رہا۔ انھوں نے قائداعظم کو جو کچھ کہا یا لکھا' بانی پاکستان کو ان کی بغایت سیاسی بصیرت اور راہبری کا خود اعتراف رہا ہے۔ اگرچہ اقبال پاکستان کے قیام سے ۹ سال پہلے رحلت فرما گئے مگر ان کے اور پاکستان کے معماروں کے ساتھ ساری عمر شریکِ کار ہونے میں کسے کلام ہوسکتا ہے۔ آج بھی ان کی روحِ پرفتوح ہم سے گویا مخاطب ہوگی کہ

قسمتِ عالم کا مسلم کوکبِ تابندہ ہے جس کی تابانی سے افسونِ سحر شرمندہ ہے
کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے
یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

(۵۷)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زور بازو کا — نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری — یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

(۵۸)

یقینِ محکم، عملِ پیہم، محبت فاتحِ عالم — جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(۵۹)

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا — لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

(۶۰)

۱۔ مندرجہ بالا تحریر واضح اور بآسانی قابلِ فہم ہے۔

۲۔ کلیاتِ اقبال کے مطابق تحریر میں دیے گئے اشعار کا متن درست ہے۔صرف ایک شعر میں لفظ ''بادشاہوں،، کی جگہ پر'' پادشاہوں،، آنا چاہیے۔

۳۔ تمام اشعار بغیر حوالہ جات دیے گئے ہیں۔متن میں دیا گیا پہلا شعر ''اسرارِ خودی'' کا، دوسرا شعر ''بالِ جبریل'' کا اور باقی اشعار ''بانگِ درا'' کے ہیں۔

کسی بھی تحریر میں حوالہ جات وحواشی کے التزام سے تحریر کی تفہیم و تسہیل میں مدد ملتی ہے، تحریر مستند ہو جاتی ہے اور بطور مستند حوالے کے تعلیم و تدریس اور تحقیق میں کام آتی ہے۔اگر تحریر میں حوالہ جات نہ دیے گئے ہوں تو تحریر مستند قرار نہیں پاتی اور اسے شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ جائزہ کتاب میں اس لحاظ سے ترمیم واضافہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔مجموعی طور پر یہ اعلیٰ علمی وادبی کاوش ہے۔

05- اقبال اور سیرت انبیائے کرام

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور

اشاعت : بار اول،۱۹۹۲ء

صفحات : ۲۸۸

قیمت : ۷۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	تعارف	۰۰۱	
۰۱۔	سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	۰۰۹	۱۵
۰۲۔	اقبال اور شاہِ ہمدان	۰۲۴	۶۲
۰۳۔	اقبال اور جدید علم کلام	۰۸۶	۳۷
۰۴۔	اقبال اور سیرت انبیائے کرام	۱۲۳	۴۳
۰۵۔	اقبال اور قوموں کا عروج وزوال	۱۶۶	۳۸
۰۶۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	۲۰۴	۱۸
۰۷۔	اقبال کے ساقی نامے	۲۲۲	۱۴
۰۸۔	اقبال اور جوہر کے روابط	۲۳۶	۲۲
۰۹۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	۲۵۸	۱۶
۱۰۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	۲۷۴	۱۴

''اقبال اور سیرت انبیائے کرام'' چھوٹے بڑے ۱۰ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ان میں سے درج ذیل ۷ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات ورسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
01۔	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت . .	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
02۔	اقبال اور سیرت انبیائے کرام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال (اقبال نمبر)	لاہور	بزمِ اقبال
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
03۔	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال اور شاہ ہمدان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
04۔	اقبال اور قوموں کا عروج وزوال	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	عالمی اقبال کانگرس
	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
05۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا تصورِ ثقافت	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
06۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
07۔	اقبال کے ساقی نامے	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	

''اقبال اور سیرتِ انبیائے علیہم السلام'' ۱۰ مقالات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ۴ مقالات قدرے طویل ہیں۔ طویل ترین مقالہ ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ دیگر تین مقالات ۴۳، ۳۸، اور ۳۷ صفحات پر مشتمل ہیں۔ دیگر ۶ مقالات قدرے مختصر ہیں۔ ان ۶ مقالات میں سے مختصر ترین مقالہ ۱۴ صفحات پر اور طویل مقالہ ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک مقالہ سیرتِ رسول اکرم ﷺ پر ہے۔ پانچ مقالات کا تعلق علامہ محمد اقبال کے مذہبی، فلسفیانہ اور سیاسی افکار سے ہے۔ تین مقالات شخصیات سے متعلق ہیں اور دو مقالات کا تعلق اردو و فارسی زبان و ادب سے ہے۔ تمام مقالات موضوعات اور مندرجات کے لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں۔ اس مجموعہ مقالات کے مشمولات اور ان

کی افادیت کے لحاظ سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''اس مجموعہ مقالات میں ایک مقالہ رومی کے دیوان کے حوالے سے سیرتِ سرورِ کائنات ﷺ کے بارے میں ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے مردانِ حق میں ایک حضرت سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان تھے۔ تصانیفِ اقبال کے سیاق میں ان کی تحقیقی اہمیت بھی ہے۔ ایک مقالہ ان کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ شخصیات کے باب میں ایک مقالہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر کے روابط پر مبنی ہے۔ دیگر مضامین میں اقبالیات کے اہم تر موضوعات سموئے گئے ہیں: خودی، ثقافت، فارسیت، قوموں کا عروج و زوال، علم کلام اور آمریت و استبداد کی مخالفت۔ اقبال نے اردو اور فارسی میں ایک ایک ساقی نامہ لکھا۔ ان کا یہ استحسان ہندوو پاکستان کے کئی اقبالیاتی مجموعوں میں شائع ہوتا رہا اور اب کی بار اسے یہاں بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس تعارف و توضیح کا مقصد اس بات کا احتساب کرنا ہے کہ ''اقبال'' اور سیرت انبیاء علیہم السلام'' ان شاء اللہ اقبال شناسی کا ایک مفید اور مثمر مجموعہ ہوگا۔'' (۶۱)

''اقبال اور سیرتِ انبیاء کرام علیہم السلام'' میں شامل مقالہ ''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ'' مجموعہ مقالات ''آفاقِ اقبال'' میں اور ''اقبال اور جوہر کے روابط''، مجموعہ مقالات ''افاداتِ اقبال'' میں بھی شامل ہیں۔ راقم الحروف ان پر تبصرہ پہلے ہی لکھ چکا ہے۔ دیگر آٹھ (۸) مقالات پر تبصرہ و جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقالہ ''**سیرتِ رسول ﷺ کا بیان دیوان رومی میں**'' کے آغاز میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صفِ اول کے مفکر، صوفی اور شاعر ہیں۔ ان کے ملفوظات، خطبات، مکتوبات، دیوان اور مثنوی میں بہت گہرائی پائی جاتی ہے۔ وہ ایک صاحبِ دل مومن اور محبِ رسول ﷺ ہیں۔ سیرتِ رسول ﷺ ان کا ایک نہایت اہم تر موضوع ہے۔ مثنوی کی مانند ان کی دیگر چاروں کتب میں اس حوالے سے بہت کچھ موجود ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے خطباتِ رومی سے دو مثالیں، مکتوباتِ رومی سے ایک مثال اور ملفوظاتِ رومی (فیہ ما فیہ) سے ۲ مثالیں دی ہیں۔ بعد ازاں انھوں نے دیوانِ رومی سے سیرتِ رسول ﷺ کے حوالے سے متعدد مثالیں دی ہیں۔ انھوں نے واقعہ معراج، واقعہ ہجرت، استن حنانہ، معجزہ ''شق قمر'' کے حوالے سے دیوانِ رومی سے متعدد اشعار، ان کا ترجمہ اور حوالہ جات دیے ہیں۔ (۶۲)

مقالہ ''**علامہ اقبال اور جدید علم کلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ منطق یا علم کلام، علم الٰہیات کا ایک جزو ہے۔ یہ دفاعِ دین کا علم ہے۔ اس میں عبادات، عقائد اور نظام اسلام کے

جملہ امور کو دلائل و براہین کے ساتھ برحق اور پُر از مصلحت ثابت کیا جاتا ہے اور مخالفین و معترضین کے شکوک واعتراضات کا نقلی و عقلی بحثوں کی مدد سے جواب دیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے علمِ کلام کی رو سے اسلامی عقائد وعبادات کے حقیقی تقاضے واضح کیے اور مغربی مفکرین کے پیدا کردہ شکوک وشبہات دور کیے، ان کے اعتراضات کا فلسفہ وسائنس کی زبان میں ہی جواب دیا اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے مثنوی اسرارِ خودی، مثنوی رموزِ بے خودی اور انگریزی خطباتِ اقبال سے علامہ محمد اقبال کے کلامی مباحث کے حوالے سے متعدد مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال نے اسلامی الٰہیات کی تشکیل جدید کر کے عصرِ حاضر میں وہی کام کیا ہے جو صدیوں پیشتر ہمارے عظیم متکلمین نظام اور اشعری نے انجام دیا تھا جب یونانی فلسفہ و سائنس کی بدولت تشکیک کی فضا قائم ہوگئی تھی۔ (۶۳)

مقالہ ''**اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام علیہم السلام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی تصانیف میں کئی انبیاء کی تلمیحات استعمال کی ہیں۔ ان کے ہاں مختلف پیرائے میں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر چودہ سورتوں میں آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات انیس سورتوں میں مذکور ہیں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تو سارے قرآن مجید میں مرئی، محسوس اور موجود ہے۔ اقبال نے بھی اپنی قادر الکلامی سے کام لیتے ہوئے ان تینوں انبیاء کرام کے وقائع سے خوب سے خوب تر نکتے اخذ کیے اور ان کا متنوع ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو و فارسی سے انبیائے کرام کے تذکرے کے بارے میں قریباً تین صد اشعار پر مشتمل متعدد مثالیں اور ان کے ساتھ مفصل حوالہ جات دے کر نفسِ مضمون کو احسن طور پر واضح کیا ہے۔ (۶۴)

اقبال ریویو، جلد ۱۸، شمارہ ۲۔۳، اشاعت جولائی تا اکتوبر ۱۹۷۷ء، صفحات ۱ تا ۳۵ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''**تقدیر امم اور علامہ اقبال**'' شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں فکرِ اقبال کی رو سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ مقالے کے پاورق میں کچھ حوالہ جات وحواشی بھی دیے گئے ہیں۔ یہی مقالہ ''اقبال عالمی کانگریس'' منعقدہ ۲ تا ۸ دسمبر ۱۹۷۷ء کے ''مقالات'' کی جلد ۳، صفحات ۱۸۷ تا ۲۰۶، مطبوعہ دانش گاہ پنجاب، لاہور میں بغیر

حوالہ جات وحواشی شاملِ اشاعت ہوا۔ اس مقالے کو ''تقدیر امم اور اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۳ء کے صفحات ۱۴۴ تا ۱۸۰ پر شائع کیا گیا۔ بعد ازاں یہی مقالہ **''اقبال اور قوموں کا عروج وزوال''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور سیرتِ انبیاء کرام'' مطبوعہ ۱۹۹۲ء کے صفحات ۱۶۶ تا ۲۰۳ پر شامل کر کے شائع کیا گیا۔

مقالہ **''اقبال اور قوموں کا عروج وزوال''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں ایک مکمل ''جہاں بینی'' موجود ہے جسے وہ بجا طور پر ''جہاں بانی'' سے بھی مشکل قرار دیتے ہیں۔ ان کے ''جہاں بانی'' اور ''جہاں بینی'' کے نظریات ان کی حکمتِ دین کے تابع ہیں۔ ان کے افکارِ عالیہ اس مومنانہ بصیرت وفراست کے آئینہ دار ہیں جو قرآن مجید کی حکمت سے ماخوذ ومستنیر ہے۔ یہ حکمت، قلب کو آئینہ بنانے سے آشکار ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی مومنانہ بصیرت وفراست سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب دریافت کر کے اپنے کلام کے ذریعے امتِ مسلمہ کو اپنی کمزوریاں دور کرنے کی تلقین کی۔ انھوں نے واضح کیا کہ لادینیت کی وجہ سے مسلمان اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بہت دور ہو گئے۔ وہ بہت سی اخلاقی کمزوریوں کی شکار ہو گئے۔ اخلاقی زوال کے ساتھ ساتھ وہ سیاسی ومعاشی طور پر بھی کمزور ہو گئے اور دیگر طاقتور اقوام کے جبر واستبداد کا شکار ہو گئے۔ دوبارہ عروج کے لیے ضروری ہے کہ وہ صدق وخلوص سے احکامِ اسلام بجا لائیں۔ علم وعرفان میں بھرپور دلچسپی لیں۔ جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے انفرادی واجتماعی سطح پر اپنی اصلاح کر کے مقامِ اعلیٰ کی طرف گامزن ہوں۔ ہر طرح کے تعصّبات سے چھٹکارا پا کر باہمی اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کریں تاکہ وہ عہدِ ماضی کی طرح پھر سے قیادتِ اقوام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال سے قریباً تین صد کے قریب اشعار دے کر فکرِ اقبال کی رو سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب کی نشاندہی کی ہے۔ مقالے کے آخر پر حوالہ جات بہت تھوڑے اور نہایت مختصر دیے گئے ہیں۔ اڑتیس صفحات پر مشتمل اس مقالے میں بعض باتوں کی تکرار نظر آتی ہے۔ مطالعے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ نفسِ مضمون قدرے زیادہ اختصار اور جامعیت سے بیان کیا جا سکتا تھا۔ (۶۵)

مقالہ **''اقبال کے ساقی نامے''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''مثنوی شاعری کی ایک ایسی وسیع صنف ہے جس کے متفرقات کے کئی موضوعات میں ایک خمریات ہے جس کا ذیلی عنوان ''ساقی نامہ'' ہے۔ اقبال نے دو ساقی نامے لکھے؛ ایک اردو میں اور دوسرا فارسی میں۔ یہ دونوں

فارسی اور اردو ساقی ناموں کی روایات سے ہم آہنگ مگر معانی و مطالب کے لحاظ سے منفرد بلکہ انقلابی ہیں۔ فارسی ''ساقی نامہ''، ''پیامِ مشرق'' میں اور اردو ''ساقی نامہ''، ''بالِ جبریل'' میں ہے۔ فارسی ساقی نامہ بیس اور اردو ساقی نامہ ننانوے اشعار کا حامل ہے۔ فارسی ساقی نامے میں علامہ محمد اقبال نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ ترکی اور ایران میں انقلابات آچکے ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کی حالت سنبھل جانے کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ انھوں نے کشمیریوں کی حالتِ زار پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور ساقی سے التجا کی ہے کہ وہ کشمیریوں کو ایسی شراب پلائے جس سے ان کی خاکستر شرر بار ہو جائے۔ وہ اپنے آقاؤں کے مظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور جائز حقوق حاصل کر کے ہی دم لیں۔ فارسی زبان میں کوئی ایسا ساقی نامہ نظر نہیں آتا جس میں شاعرانہ خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس طرح پیامِ حریت دیا گیا ہو۔ اقبال کے اردو ساقی نامے کو ناقدانِ فن نے بے حد سراہا اور اردو شاعری میں ایک بے نظیر اضافہ قرار دیا ہے۔ یہ ساقی نامہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے فارسی ساقی نامے کے مقابلے میں زیادہ جامع اور منظّم ہے۔ یہ سات بندوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سلاست و روانی، تسلسل بیان اور ارتباطِ مطالب کے محاسن نمایاں نظر آتے ہیں۔ اردو ساقی نامہ ساری دنیا کے لیے بالعموم اور مسلمانانِ جہاں کی خاطر بالخصوص پیغام پر مشتمل ہے۔ پہلے بند میں شاعر تسلسلِ حیات کا فلسفہ بیان کرنے کے بعد ساقی سے ایسی شراب کا تقاضا کرتا ہے جسے پی کر جوش و حرارت پیدا ہو اور اس کی زندگی سراپا عمل بن جائے۔ دوسرے بند میں شاعر عالمِ نو کا تصور پیش کرتا ہے جس میں استحصالی قوتیں رو بہ زوال ہوتی نظر آتی ہیں۔ شاعر شرابِ عشق کا تقاضا کرتا ہے۔ آخری چاروں بند فلسفۂ خودی کی تحلیل و تجزیے پر مشتمل ہیں۔ ساقی نامے کا جوشِ بیان منفرد اور بے نظیر ہے اور شاعر کے کمالِ فن کا مظہر ہے۔ (٦٦)

کلچر یا ثقافت سے مراد کسی قوم کا تہذیب و تمدن، اس کے رسوم و رواج اور فنونِ لطیفہ ہیں۔ خالص توحید کی تعلیمات پر مبنی ثقافتِ اسلامی دیگر ثقافتوں سے مکمل طور پر ممتاز اور متفاوت ہے۔ علامہ اقبال نے مدت العمر اسلام کا عمیق مطالعہ کیا اور روحِ اسلام کو انھوں نے بڑی بصیرت کے ساتھ درک کر لیا تھا۔ انھوں نے اپنی نظم و نثر میں ثقافت کے مختلف رجحانات کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اسلامی ثقافت کے بعض پہلوؤں سے مربوط علامہ محمد اقبال کی اردو اور انگریزی میں کئی تحریریں موجود ہیں۔ ان کی انگریزی کتاب ''تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے دو خطبات، پانچواں اور چھٹا خطبہ اسی ضمن میں ہیں۔ پانچویں خطبے کا عنوان ''اسلامی ثقافت کی روح'' ہے۔

مقالہ ''**اقبال کا نظریہ ثقافت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے محمد مارماڈیوک پکتھال، ترک دانشور سعید حلیم پاشا اور علامہ اقبال کے افکار کے تقابل و موازنہ سے ثقافتِ اسلامی کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ اقبال 'ادب برائے ادب' کے نہیں بلکہ 'ادب برائے زندگی' کے قائل ہیں۔ اقبال فرماتے ہیں کہ فنونِ لطیفہ (شاعری، موسیقی، مصوری، مجسمہ سازی، وغیرہ) وہی قابلِ قدر ہیں جو جدت آمیز اور خودی آموز ہوں اور غلام اقوام کے ہنر وفن ان خصوصیات سے عاری ہیں۔ اسلامی و غیر اسلامی ثقافت کے بارے میں علامہ اقبال کی منثور و منظوم تصانیف میں بیان کردہ ان کے انتقادات ماہرینِ ثقافت کے لیے لمحہ فکریہ فراہم کرتے ہیں اور اہلِ اسلام کو اپنا فکر و عمل درست کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ (۶۷)

مقالہ ''**اقبال کے اردو کلام میں فارسیت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی شاعری کا تیسرا دور ۱۹۰۸ء سے شروع ہوا۔ اس میں ۱۹۲۴ء تک اقبال کی تین فارسی کتابیں، ''اسرارِ خودی''، ''رموزِ بےخودی'' اور ''پیامِ مشرق'' شائع ہو چکی تھیں۔ علامہ محمد اقبال کی فارسی گوئی کا ان کے اردو کلام پر اثر یہ ہوا کہ اس دور کی اردو نظموں میں فارسی تراکیب اور بندشیں پہلے سے زیادہ استعمال ہوئیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی۔ اقبال کی فارسیت کے کئی پہلو ہیں: تضمینیں، بندشیں اور تراکیب، قافیے، ردیف اور محاورے وغیرہ۔ ان سب کے اردو میں استعمال کے علاوہ اقبال نے بعض فارسی اشعار کو اردو میں منتقل اور صدہا کے مفاہیم و معانی کو جذب و تحلیل کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو سے قریباً ڈیڑھ صد اشعار دے کر ان کے اردو کلام میں فارسی الفاظ و تراکیب اور محاورات کے استعمال کی وضاحت کی ہے۔ (۶۸)

06- اقبال اور فارسی شعراء

تصنیف : ڈاکٹرمحمدریاض

پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

اشاعت : باراول، ۱۹۷۷ء

صفحات : ۱تا۵ = ۵ + ۱تا۳۷۶_۳۷۷

فہرست مضامین:

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
۱۔	پیش لفظ	۳
۲۔	تعارف	۱۵
۳۔	مقدمہ (فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان)	۲۶
۴۔	سبک اقبال	۳۱
۵۔	عمومی تبصرہ	۳۸
۶۔	اقبال کی فارسی مثنویاں	۴۱
۷۔	دوبیتیاں (رباعیات)	۴۲
۸۔	غزلیات	۴۳
۹۔	مستزاد	۴۶
۱۰۔	اقبال کی متفرق اختراعات اور جدتیں	۴۷
۱۱۔	سبک خراسانی کے شعراء اور اقبال	
	(۱) فردوسی	۵۵
	(۲) منوچہری دامغانی	۵۷
	(۳) ناصرخسرو	۶۰
	(۴) مسعودسعدسلمان لاہوری	۶۲
	(۵) سنائی غزنوی	۶۴

	(٦)انوری ابیوردی	۷۱
	(۷)خاقانی شروانی	۷۵
	(۸)نظامی گنجوی	۷۷
	(۹)عطار نیشاپوری	۸۲
	(۱۰)خواجہ معین الدین چشتی	۸۹
۱۲۔	سبکِ عراقی کے چند شاعر اور اقبال	
	(۱)رومی (مولوی)	۱۰۰
	(۲)عراقی ہمدانی	۱۵۰
	(۳)سعدی شیرازی	۱۵۴
	(۴)محمود شبستری	۱۶۲
	(۵)بوعلی قلندر	۱۶۸
	(٦)امیر خسرو	۱۷۳
	(۷)حافظ شیرازی	۱۷۸
	(۸)جامی	۱۹۱
	(۹)بابا فغانی	۲۰۰
۱۳۔	دیگر شعراء:	
	(۱) شیخ رکن الدین اوحدی	۲۱۲
	(۲) حضرت شیخ نصیر الدین محمود	۲۱۴
	(۳)امام فخر الدین یحیٰ	۲۱۵
	(۴) شیخ کمال الدین مسعود	۲۱٦
	(۵)جمالی دہلوی	۲۱٦
	(٦)تہماسپ قلی بیگ	۲۱۷
	(۷) کمال الدین وحشی	۲۱۸
	(۸)مولانا ابوسعید	۲۱۹
۱۴۔	سبک ہندی کے فارسی شعراء اور اقبال	

(۱)عرفی شیرازی ۲۲۹
(۲)فیضی فیاضی ۲۳۵
(۳)نظیری نیشاپوری ۲۳۸
(۴)ابوطالب کلیم ۲۴۳
(۵)غنی کشمیری ۲۴۵
(۶)صائب تبریزی ۲۴۹
(۷)بیدل عظیم آبادی ۲۵۴
(۸)غالب ۲۷۲
۱۵۔ سبک ہندی کے دیگر شعراء:
(۱)غزالی مشہدی ۲۸۷
(۲)انیسی شاملو ۲۸۷
(۳)مولانا حکیم زلالی ۲۸۸
(۴)ملا محمد ملک قمی ۲۸۸
(۵)ملا محمد نورالدین ظہوری ۲۸۹
(۶)محمد طالب آملی ۲۹۴
(۷)اسیر اصفہانی ۲۹۵
(۸)قدسی مشہدی ۲۹۶
(۹)رضی دانش ۲۹۶
(۱۰)ملا فرج اللہ فرج ۲۹۷
(۱۱)عزت بخاری ۲۹۸
(۱۲)ملا حسین معمائی ۲۹۹
(۱۳)ملا احمد فوق یزدی ۲۹۹
(۱۴)مومن استرآبادی ۲۹۹
(۱۵)ملا طغرا ۳۰۰
(۱۶)ملا راقم ۳۰۰

(۱۷) مخلص کاشی ۳۰۰
(۱۸) ناصر علی سرہندی ۳۰۱
(۱۹) جویا تبریزی ۳۰۲
(۲۰) تاثیر تبریزی ۳۰۴
(۲۱) مخلص سیالکوٹی ۳۰۵
(۲۲) حزین لاہیجی اصفہانی ۳۰۵
(۲۳) راسخ سرہندی ۳۰۶
(۲۴) مرزا مظہر جانجاناں ۳۰۷
۱۶۔ متفرقات:
(۱) لطف اللہ بیگ آذر ۳۱۰
(۲) میر سید عبدالوہاب ۳۱۱
(۳) قرۃ العین طاہرہ ۳۱۱
(۴) قاآنی ۳۱۴
۱۷۔ برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء ۳۱۶
۱۸۔ اشاریہ:
(ا) اشخاص ۳۲۱
(ب) کتب و رسائل ۳۵۱
(ج) اماکن (اسمائے جغرافی) ۳۶۴
۱۹۔ حروف تہجی کے اعتبار سے فارسی شعراء کے اسماء (۶۹) ۳۷۱

کتاب **"اقبال اور فارسی شعراء"** کا پیش لفظ ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان کے استاد پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے تحریر کیا ہے۔ انھوں نے "پیش لفظ" میں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، فکر و فن اور زیرِ نظر تصنیف کا تعارف کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض کو ذوقِ تحقیق قدرت کی طرف سے ملا ہے۔ جس علمی ماحول میں وہ بڑھے اور پروان چڑھے ہیں، اس نے ان کے اس ذوق کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ انھوں نے گوناں گوں موضوعات پر لکھا ہے۔ اقبالیات میں وسیع مطالعے اور تحقیق

کاموں کے پیشِ نظر انھیں ماہرینِ اقبالیات میں شمار کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ زیرِ نظر تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں انھوں نے ان ستر (۷۰) فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔ انھوں نے پہلے بر صغیر پاک و ہند میں فارسی شاعری کے آغاز، ارتقاء اور اس کے زوال کا حال لکھا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ فارسی کے دورِ زوال میں اقبال نے فارسی میں شاعری کی اور اس طرح اس ملک میں اس زبان کے احیاء کی راہ نکالی۔ اقبال نے فارسی زبان کی وسعت کی وجہ سے اپنے اعلیٰ، عالمگیر افکار کی ترویج کے لیے فارسی کو ذریعہ اظہار بنایا تھا تاکہ دنیا بھر میں جہاں کہیں فارسی دان طبقہ موجود ہے، وہاں تک ان کا پیغام پہنچ سکے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مقدمہ'' میں مذکورہ بالا ابتدائی امور کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری کے مختلف اسالیب (سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبک ہندی) سے تفصیلی بحث کی ہے اور آخر میں ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کر کے اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد اقبال کی شاعری کے بارے میں جامع بیان ہے جس میں ان کی مثنویوں، غزلوں، دوبیتیوں، رباعیات اور اختراعات کے بارے میں تنقیدی جائزہ پیش کیا اور بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ان ابتدائی مباحث کے بعد ستر (۷۰) شعراء کو فارسی کے مختلف اسالیب پر تقسیم کر کے یہ بتایا ہے کہ ان کا کس کس اسلوب سے تعلق ہے اور ان کے جن اشعار یا افکار سے اقبال نے استفادہ کیا ہے یا جو اشعار کلامِ اقبال سے مشابہت رکھتے ہیں وہ بھی نقل کر دیے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیاتِ فارسی کے عام تو عام خاص مطالعہ کرنے والوں کی نظریں بھی کم ہی پہنچتی ہیں۔ (۷۰)

کتاب کے ''تعارف'' اور ''مقدمہ'' کے حوالے سے اس کا اجمالی جائزہ پیش کرنے کے بعد پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''غرضیکہ یہ مقالہ ایک ایسا مرقع ہے جس میں ستر شاعروں کو سجایا گیا ہے اور اس خوبصورتی سے سجایا ہے کہ ان کے اور ان کی شاعری کے خدوخال اور نقش و نگار نہایت واضح اور نمایاں طور پر سامنے آ گئے ہیں۔ بلکہ ایک مرقع نگار نے بڑی چابکدستی اور صناعی سے ان تمام پہلوؤں کو بھی جو خصوصی اہمیت کے مالک تھے، منظر عام پر لانے کی نہایت کوشش کی ہے اور ساتھ ہی اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا بھی ایسا بیان ہو گیا کہ باید و شاید۔'' (۷۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مئی ۱۹۷۱ء کو کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' کا مسودہ تیار کر کے اکادمی کے اس وقت کے ناظم ڈاکٹر محمد عبدالرب کے حوالے کر دیا۔انھیں امید تھی کہ یہ مسودہ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں ایرانی شاہنشاہیت کی ۲۵۰۰ سالہ تقاریب کے سلسلے میں چھپ جائے گا مگر وہ مسودہ گم ہو گیا اور بہت کوششوں کے بعد بھی نہ مل سکا۔اس کی نقل بھی ڈاکٹر محمد ریاض کے پاس محفوظ نہ تھی اس لیے انھوں نے اس موضوع پر دوبارہ ۱۹۷۵ء میں نیا مسودہ تحریر کیا جو ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی، لاہور سے شائع ہوا۔(۷۲)

ڈاکٹر محمد ریاض ستمبر ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء دانشکدہ ادبیات وعلومِ انسانی، شعبہ اردو و پاکستان شناسی، دانشگاہِ تہران (ایران) میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔انھوں نے ۱۹۷۵ء میں کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' تصنیف کرنے کے بعد اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۹۷۷ء میں مکمل ہوا اور اسی سال اسے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' کے عنوان سے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے شائع کیا۔(۷۳)

کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سبکِ خراسانی کے دس، سبکِ عراقی کے سترہ، سبکِ ہندی کے بتیس شعراء کا ذکر کیا ہے۔''متفرقات'' کے عنوان کے تحت چار فارسی شعراء کا اور ''برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء'' کے ذیلی عنوان کے تحت تین فارسی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔اس لحاظ سے فہرست میں علامہ اقبال سمیت سڑسٹھ شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔کتاب کے آخر میں ''اشاریہ'' کے بعد ''حرف تہجی کے اعتبار سے کتاب میں مذکور فارسی شعراء کے اسماء'' کی فہرست دی گئی ہے۔اس فہرست میں انہتر فارسی شعراء کے نام اور ساتھ ہی کتاب کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں جن پر ان کا تذکرہ آیا ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ اس کتاب میں ستر کے لگ بھگ فارسی شعراء کا ذکر آیا ہے۔(۷۴)

علامہ اقبال نے قدماء، متوسطین اور کسی قدر جدید شعراء کے اسالیب کو پیش نظر رکھا مگر جلد ہی انھوں نے اپنا خاص سبک یا اسلوب اختیار کر لیا۔اسے ''سبکِ اقبال'' کا نام دیا گیا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ اقبال'' کی درج ذیل نمایاں خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ سبکِ (طرز) اقبال کی پہلی خصوصیت فکر وفن کا حسین ترین امتزاج ہے۔ان کی شاعری میں الفاظ و معانی ہم ردیف نظر آتے ہیں جبکہ دیگر شعراء مثلاً رومی اور شیخ محمود کے ہاں جہاں فکر و پیغام بڑھا، وہاں شاعری کا حسن ماند پڑ گیا۔

۲۔ شعرِ اقبال کی دوسری خصوصیت، سادگی اور سادہ بیانی ہے۔ اقبال کا مقصد ابلاغِ عام تھا، اس لیے ان کے ہاں لفظی یا معنوی دشواریاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان کے کلام میں فرخی سیستانی اور سعدی شیرازی کے کلام جیسی شانِ سہلِ ممتنع نظر آتی ہے۔

۳۔ سبکِ اقبال کی تیسری خصوصیت، اس کا بے باک، زوردار اور انقلاب پرور لہجہ ہے۔ یہ لہجہ ان کی شاعری کی جان ہے اور اس نے لاکھوں دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔

۴۔ اقبال کی شاعری کی چوتھی خصوصیت، ان کے ابداعات ہیں۔ آپ نے پرانی اصطلاحات کو نئے معانی دیے، متداول الفاظ کے معانی میں توسیع پیدا کی، نئی تراکیب وضع کیں اور بعض نئی تعبیرات از خود تخلیق کیں۔ (۷۵)

''سبکِ خراسانی کے شعراء اور اقبال'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''سبکِ خراسانی'' میں مذکور خراسان سے مراد قدیم خراسان (ترکستان و ماوراء النہر نیز مشرقی علاقوں پر مشتمل ریاست) ہے۔ قدیم خراسان میں تیسری سے لے کر چھٹی صدی ہجری تک کے عرصے میں فارسی زبان و ادب کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ان علاقوں میں متداول ''سبکِ خراسانی'' کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ اس دور میں قصیدہ گوئی اور مناظر قدرت کی توصیف پر شعراء کی توجہ مبذول رہی۔

۲۔ تشبیہ، استعارہ اور کنایہ وغیرہ کا استعمال کم نظر آتا ہے۔

۳۔ اس سبک میں مرصع غزلیں نظر نہیں آتیں، البتہ مسلسل نوعیت کے تغزلات (تشبیہات) ملتے ہیں۔

۴۔ متصوفانہ اور اخلاقی شاعری کم نظر آتی ہے۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر، سنائی، خاقانی یا عطار کے ماسوا دوسرے شعراء کے ہاں بالعموم صوفیانہ مباحث شاذ ہیں۔

۵۔ حماسی اور رزمی شاعری کے نمونے بافراط ملتے ہیں۔

۶۔ خالص فارسی کے الفاظ، عربی کے استعمال کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہوئے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ یہ سبکِ شاعری، نیچرل اور بالعموم سادہ و بے تکلف شاعری کا نمونہ ہے۔ اقبال کے ہاں بلاواسطہ نوعیت کے سبکِ خراسانی کے اثرات شاذ ہیں۔ صوری طور پر سبکِ خراسانی کے شعراء کا اقبال پر اثر مفقود ہے۔ (۷۶)

''سبکِ عراقی کے چند شاعر اور اقبال'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ

''سبک عراقی'' میں مذکور ''عراق'' سے مراد ''عراق عجم'' ہے جو، رے (مشمولہ موجودہ تہران)، اصفہان اور آذربائیجان کے علاقوں کے لیے بولا جاتا رہا ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے وسط سے نویں صدی ہجری کے ربع سوم تک ایران اور برصغیر وغیرہ کے سب علاقوں میں بالعموم اسی سبک کا رواج رہا ہے۔ یہ فارسی کی دلآویز ترین سبک ہے۔ اقبال کا زیادہ تر کلام اسی سبک کا آئینہ دار ہے۔ علامہ اقبال کے صوری و معنوی محاسن کی وجہ سے کلام اقبال کے سبک کو ''سبکِ اقبال'' کہتے ہیں۔ سبکِ عراقی، شعر فارسی کی تکمیل یافتہ سبک ہے۔ صنائع و بدائع، اصنافِ شاعری اور ابداعات کے لحاظ سے اس سبک کے شعراء نقطۂ عروج پر پہنچ گئے۔ متاخر شعراء نے اس ضمن میں کوئی خاص اضافہ نہیں کیا۔ موضوعات کے لحاظ سے بھی یہ سبکِ شعر بہت زیادہ وسعت کی حامل ہے۔ تغزل (غزل سرائی)، تصوف، علمِ کلام، دینی و اخلاقی مسائل، فلسفہ و تمدن، نیز واسوخت (معشوق سے بے زاری) وغیرہ اس سبک کے شعراء کے ہاں نظر آتے ہیں۔ اس سبک کی بڑی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ سبک عراقی کی غزل میں ہر قسم کے موضوعات ملتے ہیں۔ فارسی غزل کی صوری و معنوی تکمیل، اس سبک کا خاصہ ہے۔
۲۔ اس سبک میں صنائع لفظی و معنوی اور عملی اصطلاحات کا بھرپور استعمال نظر آتا ہے۔
۳۔ اس سبک میں عربی کلمات اور اصطلاحات کافی زیادہ استعمال ہوئی ہیں۔ قادر کلام شعراء نے نہایت خوبصورتی سے ان کلمات اور اصطلاحات کو استعمال کیا ہے۔
۴۔ سبکِ عراقی کے بعض اساتذہ جیسے رومی، محمود شبستری اور حافظ کے ہاں فقر و تصوف کے موضوعات اوجِ کمال پر پہنچ گئے ہیں۔
۵۔ تمثیلی اور مبہم (صنعتِ ایہام یا توریہ کے ساتھ) بیان سبک عراقی کا ایک نمایاں ہنر ہے۔ (۷۷)

''سبک ہندی کے فارسی شعراء اور اقبال'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں رائج سبک کو سبکِ اصفہانی یا سبکِ ہندی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سبک کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ سبکِ ہندی کے حامل شعراء کی معروف صفات پیچیدگی اور مشکل گوئی ہیں۔ زیادہ تر شعراء پیچیدہ سخن اور مشکل گو رہے ہیں۔

۲۔ سبک ہندی کی دوسری معروف صفت مضمون آفرینی ہے۔سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں مضمون آفرینی بکثرت نظر آتی ہے۔

۳۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں ہر صنفِ شعر میں تمثیل نگاری نظر آتی ہے۔

اقبال کے ہاں پہلی دو خصوصیات تقریباً منقود ہیں۔اردو کلام کے مانند اقبال کے فارسی کلام میں بھی سادگی اور سلاست موجود ہے۔اقبال کے ہاں تمثیل نگاری موجود ہے مگر وہ سبکِ ہندی کا اثر نہیں کہی جاسکتی۔دیگر معروف عرفانی شعراء جیسے سنائی، عطار، عراقی، حافظ اور جامی وغیرھم کے ہاں بھی یہ روش موجود رہی ہے۔(۷۸)

''متفرقات'' کے عنوان کے تحت دو ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں:

الف۔ ادبی احیاء کے دور کے ایرانی شعراء

ب۔ برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء

''ادبی احیاء کے دور کے ایرانی شعراء'' کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ بارہویں صدی ہجری میں ایران میں فارسی ادب کے احیاء کی تحریک شروع ہوئی۔اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ اصفہان یا ہندی سبک کے گورکھ دھندوں سے نجات حاصل کی جائے اور خراسانی و عراقی سبوک کی طرف رجوع کیا جائے۔اس تحریک کے نتیجے میں قصائد سبکِ خراسانی میں کہے جانے لگے اور غزلیں وغیرہ سبکِ عراقی میں۔اقبال کے ہاں عصرِ اصلاح ادب کے چار ایرانی شعراء آذر، نشاط، طاہرہ اور قاآنی مذکور ہیں۔

''برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء'' کے ذیلی عنوان کے تحت تین فارسی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔دو معاصر فارسی شعراء ''مولانا مسعود علی محوی دکنی'' اور ''خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی'' کے بارے میں علامہ اقبال کے مختصر سے تبصرات کا ذکر کیا گیا ہے۔''غلام قادر گرامی جالندھری'' کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا گیا ہے۔(۷۹)

کتاب کے آخر میں ''کتابیات'' کے عنوان کے تحت ''فہرست منابع'' دی گئی ہے۔سات صفحات پر مشتمل فہرست میں شامل کتب اور اردو، فارسی، انگریزی مجلّات کی فہرست سے ڈاکٹر محمد ریاض کے نہایت وسیع دائرہ تحقیق کا پتہ چلتا ہے۔

انھوں نے موضوع سے متعلقہ تمام ضروری (بنیادی وثانوی) مآخذ سے استفادہ کر کے جو کچھ لکھا ہے پوری صحت اور سند کے بل بوتے پر لکھا ہے۔''کتابیات'' کے بعد اشخاص، کتب و رسائل اور

اماکن (اسمائے جغرافی) پر مشتمل ''اشاریہ'' دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''حروفِ تہجی کے اعتبار سے فارسی شعراء کے اسماء'' کی فہرست اور دو صفحات پر مشتمل ''اغلاط نامہ'' دیا گیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب کی عبارت سلیس اور موضوع کی مناسبت سے خوبصورت الفاظ سے مرصع ہے۔ مثلاً درج ذیل عبارت میں روانی اور خوبصورتی قابلِ داد ہے:

> ''سبک اقبال کی تیسری خصوصیت، اس کا بے باک، زوردار اور انقلاب پرور لہجہ ہے۔ یہ لہجہ ان کی شاعری کی جان ہے اور اس نے لاکھوں دلوں کو مسخر کر لیا ہے۔ یہی لہجہ ہماری تحریکِ آزادی کا ایک نمایاں محرک رہا اور اس نے کتنے افراد کو جویا، پویا اور فعال بنایا ہے۔ غزلِ فارسی میں اقبال نے رومی کی غزلیات کا جوشِ بیان اپنایا۔ مگر رومی کا جوشِ بیان، بعض عارفانہ موضوعات کے لیے مختص رہا۔ اقبال کے ہاں عصری تقاضوں کے مطابق سب ہی کچھ ہے۔''(۸۰)

کتاب میں فارسی اشعار بغیر سند، حوالے اور ترجمے کے لکھے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض، علامہ اقبال کے کلام میں سے انتخاب کے قائل نہیں تھے۔ انھیں کلام اقبال اس قدر پسند تھا کہ بطور مثال کے دو تین اشعار کے بجائے بیسیوں اشعار تحریر کر دیتے تھے اور وہ بھی اپنی یادداشت کے سہارے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا حافظہ بہت اچھا تھا۔ انھیں بیشتر کلامِ اقبال زبانی یاد تھا۔ اس ضمن میں ان کی اس کتاب سے صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''مندرجہ بالا ۱۳۲ اشعار، ہم نے اپنی پسند کے مطابق اپنے حافظے سے نقل کیے ہیں ورنہ علامہ مبرور کا سارا ہی کلام منتخب اور ایسا ہموار ہے کہ اس کا مجدداً انتخاب اپنے ذوق کو دھوکا دینے کے مترادف ہوگا۔''(۸۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس بات کی وضاحت کے لیے کہ کلام اقبال کا بیشتر حصہ، سبک عراقی کا مظہر ہے، اپنی پسند کے مطابق اپنے حافظے سے ۱۳۲ اشعار نقل کیے ہیں مگر ان کے حوالہ جات اور ترجمہ نہیں دیا۔ کلیاتِ اقبال فارسی، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور سے مذکورہ بالا ۱۳۲ اشعار کا متن چیک کیا گیا تو حیرت انگیز طور پر متن درست نکلا۔ ان میں سے چھ اشعار اسرارِ خودی (صفحات ۶، ۷ اور ۳۵ سے)، پندرہ اشعار پیامِ مشرق (صفحات ۲۹/۱۹۹، ۳۲/۲۰۲، ۶۵/۲۳۵، ۱۲۸/۲۹۸ اور ۸۵/۲۵۵ سے)، چھ اشعار زبورِ عجم (صفحہ ۴۷/۴۳۹ سے) اور پانچ اشعار پس چہ باید کرد... (صفحہ ۲۲/۸۱۸) سے دیے گئے ہیں۔ ان اشعار میں سے درج ذیل دو اشعار کے دو

الفاظ یک حرفی تغیر سے لکھے گئے ہیں۔

ساحل افتادہ گفت، گرچہ بس زیستم　　　ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من چیستم

موجی زخود رفتۂ تیز خرامید و گفت　　　هستم اگر میروم ، گر نہ روم نیستم (۸۲)

پہلے شعر میں لفظ ''بسے'' کی جگہ پر ''بس'' اور دوسرے شعر میں لفظ ''موج'' کی جگہ پر ''موجی'' لکھا گیا ہے۔ بظاہر یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

کتاب میں علامہ اقبال کے علاوہ دیگر فارسی شعراء کا بھی کلام دیا گیا ہے مگر ان کے حوالہ جات اور ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اگر متن کے ساتھ فارسی اشعار کے حوالہ جات اور ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔

زیرِ تبصرہ کتاب کی تدوین و پیشکش میں کافی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اس لیے اس میں اغلاط اکا دکا ہی نظر آتی ہیں۔ یہ اغلاط بھی زیادہ تر کمپوزنگ کی ہیں۔ مثلاً

۱۔ یہ کتاب ۱۹۷۵ء کو لکھی گئی اور ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی جب کہ ''پیش لفظ'' کے آخر پر تاریخ ۲۳ جون ۱۹۷۰ء لکھی گئی ہے یہاں سہوِ کاتب کی وجہ سے ۱۹۷۵ء کے بجائے ۱۹۷۰ء لکھا گیا ہے۔ (۸۳)

۲۔ برصغیر میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد ۱۸۵۸ء تا ۱۹۴۷ء برطانوی راج قائم رہا۔ اس سے قبل برصغیر کے بعض علاقوں میں برطانوی راج قائم ہو چکا تھا اور وہاں ۱۸۳۵ء میں انگریزی کی تعلیم کا آغاز ہو گیا تھا۔ مگر انگریزی کو بطور سرکاری زبان کے بیسویں صدی کے آغاز میں نافذ کیا گیا تھا۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ برصغیر میں ۱۸۳۴ء میں سرکاری زبان کے طور پر فارسی زبان کی جگہ انگریزی نے لے لی، جو کہ درست نہیں ہے۔ (۸۴)

پروفیسر محمد عبدالرشید فاضل لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب میں دیگر فارسی شعراء کے کلام کے ساتھ کلام اقبال کی صوری و معنوی نسبت ظاہر کرنے کے لیے تمام شعراء کے دواوین سے نہ صرف یہ کہ متعلقہ اشعار نقل کر دیے ہیں بلکہ بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیات فارسی کے عام تو عام، خاص مطالعہ کرنے والوں کی بھی نظریں کم ہی پہنچتی ہیں۔ (۸۵)

اس ضمن میں پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے زیرِ تبصرہ کتاب سے درج ذیل تین مثالیں دی ہیں اور ان تینوں مثالوں کے مطابق تمام فارسی شعراء کی کلامِ اقبال سے مناسبت کے حوالے سے دی گئی مثالوں کا جائزہ لیں تو کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' کے متن کے بارے میں فاضل

محقق ونقاد، سید محمد عبدالرشید فاضل کی دی گئی رائے عین معتبر ہے۔

''جاوید نامے میں جہاں زندہ رود (اقبال) نے ناصر خسرو کا ذکر کیا ہے اس سلسلے میں ریاض صاحب کا یہ فرمانا کہ:

''زندہ رود، نادر شاہ افشار سے ہم کلام ہوا اور معاً ناصر خسرو کی روح نمودار ہوئی اور شعر پڑھے۔ شاعر کی لطافتِ طبع ملاحظہ ہو کہ ناصر خسرو کو جسماً بادشاہ کے ہاں ظاہر نہیں کیا۔ ناصر خسرو نے چونکہ کسی بادشاہ کی مدح نہیں لکھی اور مسائلِ حیات کو ''دین'' کے نقطۂ نظر سے دیکھتا رہا، اس لیے اس سیاق میں اس کی روح کا نمودار ہو کر شعر پڑھنا، دین و اخلاق کی تعلیم دینا اور بغیر کسی تبصرے کے غائب ہو جانا بڑا معنی خیز ہے۔ گویا ناصر خسرو کی روح وطنیت کے صنم کو پاش پاش کرنے اور رجوع الی الدین کی دعوت دے رہی ہے۔''

یا یہ بات کہ: ''معنوی اعتبار سے عطار اور اقبال کے ہاں ''شیطان'' کے ذکر کا ایک خاص پہلو حیرت انگیز طور پر متشابہ ہے۔ عطار نے یوں تو ''منطق الطیر'' اور ''مصیبت نامہ'' میں بھی شیطان کا ذکر ہمدردانہ انداز میں کیا ہے مگر ''الٰہی نامہ'' کا مقالۂ ہشتم اس ضمن میں زیادہ قابلِ توجہ ہے۔ اقبال نے شیطان کے موحد ہونے اور اس کے طالبِ فراق ہونے میں مقاومانہ کشمکش کے لیے اس کی اہمیت کے بارے میں کافی لکھا ہے۔ اقبال نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان، صاحبانِ عمل اور اہلِ دل سے نبرد آزمائی کرتا ہے اور کمزور ایمان والے افراد کو وہ منہ بھی نہیں لگاتا۔ اس کے علاوہ انکارِ شیطان کے طلسم اور شیطان کی صوری قربت کے بارے میں بھی انھوں نے کافی لکھا ہے۔''

یا یہ کہ: فغانی اور اقبال دونوں ''گل لالہ'' کو پسند کرتے ہیں، اور اس مشابہت کے ثبوت میں دونوں کے کلام میں بکثرت اس قسم کے اشعار نقل کر کے جن میں گلِ لالہ کے ساتھ تعلق ظاہر ہوتا ہے، اس بات کو ثابت کرنا۔ اس طرح اور بھی اس قسم کے حقائق کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے۔''(۸۶)

بحیثیت مجموعی کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' نہایت گراں قدر تصنیف ہے۔ اس میں فارسی زبان و ادب، کلامِ اقبال اور نامور فارسی شعراء کے بارے میں تحقیق پر مبنی نہایت قیمتی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس میں نہایت خوبصورتی سے کم و بیش ستر فارسی شعراء کے کلام کے شعری محاسن اور اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

07- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

مرتبین: ڈاکٹر محمد ریاض، رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی
پبلشرز: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیکٹر ایچ ۔۸، اسلام آباد
اشاعت: جولائی ۱۹۸۴ء
صفحات: ۱۲۴
قیمت : ۱۲ روپے

فہرست مضامین:

پیش لفظ ۷
1- نظمیں ۱۱
مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض ۔ رحیم بخش شاہین
۱۔ ایک مکڑا اور مکھی (ماخوذ) ۱۳
۲۔ ایک پہاڑ اور گلہری (ماخوذ از ایمرسن) ۱۵
۳۔ ایک گائے اور بکری (ماخوذ) ۱۶
۴۔ بچے کی دعا (ماخوذ) ۱۸
۵۔ ہمدردی (ماخوذ از ولیم کوپر) ۱۹
۶۔ ماں کا خواب (ماخوذ) ۲۰
۷۔ پرندے کی فریاد ۲۱
۸۔ ایک پرندہ اور جگنو ۲۲
۹۔ چاند اور تارے ۲۳
۱۰۔ ترانۂ ملّی ۲۴
۱۱۔ بزمِ انجم ۲۵
۱۲۔ خطاب جوانانِ اسلام ۲۶
۱۳۔ دعا ۲۷

2-	کہانیاں (اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں سے ماخوذ)	۲۸

تحریر: ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی (گورنمنٹ کالج لاہور)
ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور)
ڈاکٹر محمد ریاض (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)
رحیم بخش شاہین (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)

۱۔	فاطمہ بنت عبداللہ	۳۱
۲۔	محاصرہ ادرنہ	۳۳
۳۔	ایک مکالمہ	۳۵
۴۔	صدیق رضی اللہ عنہ	۳۷
۵۔	بلال رضی اللہ عنہ	۳۹
۶۔	جنگ یرموک کا ایک واقعہ	۴۱
۷۔	طارق کی دعا	۴۳
۸۔	پروانہ اور جگنو	۴۵
۹۔	اذان	۴۷
۱۰۔	خوشحال خان کی وصیت	۴۹
۱۱۔	ابوالعلا معری	۵۱
۱۲۔	شاہین	۵۳
۱۳۔	چیونٹی اور عقاب	۵۷
۱۴۔	سلطان ٹیپو کی وصیت	۵۹
۱۵۔	بڈھے بلوچ کی نصیحت	۶۲
۱۶۔	حضرت بوعلی قلندر کا ایک واقعہ	۶۴
۱۷۔	شیر اور بھیڑ کی کہانی	۶۶
۱۸۔	مرو کے ایک نوجوان کی کہانی	۷۰
۱۹۔	پیاسے پرندے کی کہانی	۷۳
۲۰۔	ہیرے اور کوئلے کی کہانی	۷۵

۲۱۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور شاہجہان کی داستان ۷۸
۲۲۔ تیر اور تلوار کی کہانی ۸۱
۲۳۔ عالمگیر بادشاہ اور شیر کی کہانی ۸۳
۲۴۔ ابوعبید رضی اللہ عنہ اور جابان کی کہانی ۸۵
۲۵۔ سلطان مراد اور معمار کی کہانی ۸۸
۲۶۔ ایک فقیر اور علامہ اقبال کی کہانی ۹۱
۲۷۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ ہارون الرشید کی کہانی ۹۴
۲۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ۹۶
۲۹۔ کتابی کیڑے کی کہانی ۹۷
۳۰۔ برف اور پہاڑی ندی کا مکالمہ ۹۹
۳۱۔ دو ہرنوں کی کہانی ۱۰۱
۳۲۔ زندگی اور عمل ۱۰۳
۳۳۔ غنی کشمیری کا ایک واقعہ ۱۰۴
۳۴۔ پرندے اور انسان کا مکالمہ ۱۰۶
۳۵۔ شرف النساء بیگم ۱۰۸
۳۶۔ سلطان مظفر بیگڑا ۱۰۹
3- **جاوید سے خطاب (نئی نسل کو اقبال کی نصیحتیں)(۸۷)** ۱۱۱

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے یہ کتاب فکرِ اقبال کی تعلیم و تدریس اور ترویج کے نقطۂ نظر سے شائع کی تھی۔ جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے یہ کتاب نہ صرف بچوں بلکہ نوجوانوں کی شخصیت سازی کے لیے لکھی گئی تھی۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں تیرہ نظمیں دی گئی ہیں۔ ہر نظم سے پہلے ایک دو جملوں میں اخلاقی سبق پر مشتمل مرکزی خیال دیا گیا ہے اور نظم کے آخر پر مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔ تمام نظمیں اپنے عنوانات، مرکزی خیال اور طرزِ بیان کے لحاظ سے نہایت دلچسپ، عام فہم اور سبق آموز ہیں۔ ان نظموں کی مدد سے باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت، ملک و قوم

سے محبت، دین اسلام سے محبت، خدمتِ خلق، حرکت اور عمل، ترقی اور اصلاح کا سبق دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے کیا اور کیسے مانگنا ہے،اس کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔

دوسرے حصے میں علامہ اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں سے ماخوذ چھتیس دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں دی گئی ہیں۔ان کہانیوں کے عنوانات سے ظاہر ہے کہ ان کی مدد سے اسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق اخلاقِ حسنہ کی تعلیم دی گئی ہے۔مسلسل جدو جہد اور عمل سے ذاتی اصلاح اور اجتماعی ترقی کے لیے ضابطۂ عمل کی نشاندہی کی گئی ہے۔اس حصے میں ہر کہانی کے آخر پر حاصل کلام دیا گیا ہے۔اس حاصل کلام میں کہانی سے متعلقہ اخلاقی سبق کا ذکر کیا گیا ہے۔مثلاً دوسری کہانی ''محاصرۂ ادرنہ'' کہ آخر پر یہ ''اخلاقی سبق'' دیا گیا ہے:

> ''علامہ اقبال کی نظم ''محاصرہ اَدَرنَہ'' مذکورہ بالا واقعے کی بنیاد پر لکھی گئی۔حضرت علامہ اس نظم کے ذریعے سے مسلمانوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ ایک سچے مسلمان کو خواہ کیسی مجبوری لاحق ہو، کتنی ہی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے خدائی احکام کی لازماً پابندی کرنی چاہیے۔دنیا میں انسان کی کامیابی کا راز خالقِ کائنات کی اطاعت پر ہے اور آخرت میں بھی یہی بات اس کامیابی کی ضامن ہوسکتی ہے۔''(۸۸)

چھبیس نمبر کہانی ''ایک فقیر اور علامہ اقبال کی کہانی''میں درج ذیل اخلاقی سبق دیا گیا ہے:

> ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق اور طرزِ زندگی اپنانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں برا بھلا کہنے کے بجائے ان کے حق میں دعائے خیر کی۔اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں کے لئے رحمت کہا گیا۔کسی حاجت مند کو اپنے دروازے سے دھتکارنا،اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا یا دوسرے لوگوں کو تکلیفیں پہنچانا، ایسا گناہ ہے جو خدا کو سخت ناپسند ہے اور خود مسلمان کی شان کے بھی خلاف ہے۔حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں سے محبت کرکے اور ان سے ہمدردی اور شفقت سے پیش آکر عملی طور پر اس برائی کے خلاف جہاد کیا۔تو اگر ہم خود کو مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمدہ اخلاق کی پیروی کرنا ہوگی وگرنہ ہم صرف نام کے مسلمان ہوں گے۔''(۸۹)

آخری کہانی سلطان ''مظفر بیگڑا'' کا اخلاقی سبق درج ذیل ہے:

> ''پرہیز گار لوگ ہر وقت یہ خیال رکھتے ہیں کہ ان کے کسی قول یا فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوجائے۔''(۹۰)

اس کتاب کے تیسرے حصے میں ''جاوید سے خطاب'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال نے

اپنے فرزند جاوید اقبال کو اور ان کے حوالے سے مسلمان نوجوانوں کو دینی، دنیاوی اور اُخروی فوز و فلاح حاصل کرنے کے لیے اچھی اچھی نصیحتیں کی ہیں۔

کتاب کے آخری دونوں حصوں میں مشکل الفاظ کے معانی اور حواشی نہیں دیے گئے۔ اگرچہ ان دونوں حصوں میں دی گئی اردو عبارت آسان اور سلیس ہے مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں ایسے الفاظ یا مقامات نظر آتے ہیں جہاں مزید توضیح سے عبارت کی تفہیم میں آسانی پیدا کی جاسکتی تھی۔ مثلاً پہلی کہانی ''فاطمہ بنت عبداللہ'' میں درج ذیل الفاظ کے معانی اور مفاہیم دیے جاسکتے تھے:

جان جوکھوں کا کام، سرشار ہونا، انہماک، تندہی کے ساتھ، جامِ شہادت نوش کرنا، لاج رکھنا، خزاں رسیدہ چمن، نڈر، تقلید

مجموعی طور پر، کتاب ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' ایک نہایت اعلیٰ درسی کتاب ہے۔اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب انوار الحق تحریر کرتے ہیں:

''...... یہ کتاب بچوں اور نوجوانوں کے لیے ہر لحاظ سے بہت مفید ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نوجوانوں کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی یہ کتاب یقیناً مفید اور اپنے اندر دلچسپی کا خاصا سامان رکھتی ہے.......''(۹۱)

اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر ضروری تھا کہ وزارتِ تعلیم یا وزارتِ اطلاعات و نشریات اس کتاب کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے تعلیمی اداروں میں اس کی لازمی تعلیم کا اہتمام کرتی اور دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم کرا کے اس کی تعلیم عام کرتی مگر افسوس اس ضمن میں حکومتی و عوامی سطح پر کوئی بھی پیش رفت نہیں ہوسکی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد فکرِ اقبال سے دلچسپی نہ رکھنے والے گروہ و طبقات مغربی جمہوری نظام کی آڑ میں کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے رہے۔ان میں سے زیادہ تر کا ان مذہبی و غیر مذہبی گروہوں اور گھرانوں سے تعلق ہے جو برصغیر میں الگ مسلم ریاست کا قیام ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ لوگ کانگرس کے حمایتی اور مسلم لیگ کے مخالف تھے۔ ان کے آباء و اجداد نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بھی مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دے کر بہت زیادہ جاگیریں اور انعام و اکرام حاصل کیے تھے۔ یہ لوگ حریتِ فکر و عمل پر مبنی فلسفۂ اقبال کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کر کے ذاتی مفادات سے دست کش نہیں ہونا چاہتے تھے اس لیے انھوں نے انگریزی نظامِ تعلیم کو ہی معمولی تبدیلیوں سے رائج رکھا جس کے نتیجے میں زیادہ تر تنقیدی و تحقیقی شعور سے عاری، ملازمت و عہدوں کے خواہاں، مفاد پرست لوگ

ہی پیدا ہو رہے ہیں جو سیاست، معیشت، سائنس اور انجینئرنگ کے شعبے میں کوئی نمایاں کارکردگی دکھانے کی صلاحیتوں سے مبرا ہوتے ہیں۔

اقبالیات کی تدریس کے ضمن میں مذکورہ بالا کتاب ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' کے اسلوب پر مبنی محمد یونس حسرت کی تحریر کردہ اور مدون شدہ کتاب ''حکایاتِ اقبال'' بھی قابلِ مطالعہ ہے اور اس سے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح کے طلبہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں اس طرح کی کتب کے مطالعے کو بطور درسی کتب کے لازم قرار دیا جائے کیونکہ ہمارے لوگ ذوقِ مطالعہ نہیں رکھتے اور بغیر پابندی کے ایسی مفید کتب کا مطالعہ عام نہیں ہو سکے گا۔

08- برکاتِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور

اشاعت : بار اول: ۱۹۸۲ء، بار دوم: ۱۹۸۸ء

صفحات : ۲۹۶

قیمت : ۲۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
	تعارف	۰۰۳	
۰۱۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	۰۰۶	۰۹
۰۲۔	اقبال کی تلقینِ یقین	۰۱۷	۰۹
۰۳۔	اقبال اور توحید و رسالت	۰۲۶	۱۸
۰۴۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدد	۰۴۴	۱۱
۰۵۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	۰۵۵	۱۷
۰۶۔	اقبال کا تصورِ توحید	۰۷۲	۱۶
۰۷۔	اقبال، شاعرِ حیات (ترجمہ)	۰۸۸	۲۴
۰۸۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	۱۱۲	۱۱
۰۹۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	۱۲۳	۱۰
۱۰۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	۱۳۳	۱۳
۱۱۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	۱۴۶	۴۷
۱۲۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو (ترجمہ)	۱۹۳	۲۶
۱۳۔	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	۲۱۹	۱۷
۱۴۔	اقبال اور شبلی	۲۳۶	۱۰

۱۵۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت ۲۴۶ ۰۸

۱۶۔ اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت ۲۵۴ 15

۱۷۔ اقبال کا تصورِ تعلیم ۲۶۹ ۰۸

۱۸۔ دانائے راز (تبصرہ) ۲۷۷ ۰۷

۱۹۔ اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں (۹۲) ۲۸۴ ۱۲

''برکاتِ اقبال'' چھوٹے بڑے ۱۹ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ان میں سے درج ذیل ۱۵ مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
01۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدد	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان
02۔	اقبال اور توحید و رسالت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور عقائد توحید و رسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
03۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
04۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
05۔	اقبال اور شبلی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور شبلی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
06۔	اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
07۔	اقبال کا تصورِ توحید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا تصورِ توحید	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
	نکتہ توحید	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
08۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

	اقبال کا تصور علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق
09۔	اقبال کی تلقینِ یقین	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کی تلقینِ یقین	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
10۔	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
11۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	جاوید نامے کے اصلی کردار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
12۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیر امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
13۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ ماہی)		آل پاکستان..
14۔	فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان	اقبالیات کے سو سال	لاہور	اقبال اکادمی
	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
15۔	فلکِ مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..

''برکاتِ اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۹ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں ۱۰ مقالات و مضامین علامہ کے افکار و تصورات پر، ۳ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۶ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ برکاتِ اقبال کے بارے میں ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

> ''کتاب کے تمام ابواب ہی قابل مطالعہ ہیں لیکن ان میں ''جاوید نامہ اصلی کردار'' جس میں جاوید نامے میں موجود کرداروں کا حقیقی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ''اقبال اور توحید و رسالت'' ''اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید'' اور ''درس رواداری'' خاص طور پر ہمارے علم میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ نوجوانوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ وہ علامہ کی فکر اور شخصیت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔''

''برکاتِ اقبال'' میں شامل دو مضامین ''اقبال، شاعرِ حیات'' اور ''شخصیت اقبال کے چند پہلو'' تراجم پر مشتمل ہیں۔ مضمون ''دانائے راز'' تبصرے پر مشتمل ہے۔ دیگر تراجم اور تبصرات کے ساتھ ان کا بھی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ''جاوید نامہ'' سے متعلقہ تمام مقالات و مضامین پر کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' کے ساتھ ہی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ''برکاتِ اقبال'' میں شامل دیگر تمام مقالات و مضامین پر جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقالہ ''**اقبال اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ ہر حال میں اسوۂ رسولِ کریم ﷺ کو مدِ نظر رکھیں تا کہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔ جذبۂ تقلید و عمل کو قائم رکھنے کے لیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کثرت سے درود پاک پڑھنے اور رسولِ کریم ﷺ کو یاد کرنے کی تلقین کی ہے تا کہ انسان کا قلب، نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیرت اور کردار کو تمام مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ بنایا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ سیرتِ رسول کریم ﷺ کو اپنا کر اقوامِ عالم کی خاطر بہترین نمونہ بن جائیں۔ اقبال غلامی پر مطمئن رہنے پر بھی مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی نسبت کا حوالہ دے کر حریت و مساوات کا درس دیتے رہے۔ انھوں نے واقعہ معراج کے حوالے سے لامحدود ممکناتِ حیات کی طرف توجہ دلائی اور مسلسل اصلاح اور ترقی کا تصور دیا۔ انھوں نے عشقِ رسول ﷺ کی ہی نہیں، اس کے تقاضوں کو بھی اپنانے کی تلقین کی۔ (۹۳)

مقالہ ''**اقبال کی تلقینِ یقین**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کلامِ اقبال اردو و فارسی سے متعدد اشعار بطور مثال پیش کر کے لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال افراد اور معاشرے کی اصلاح، ترقی، بقا اور فکر و عمل کی آزادی کے لیے درسِ یقین دیتے رہے۔ انھوں نے مختلف حوالہ جات سے واضح کیا کہ علم و تحقیق کے میدان میں شک رکھنا مفید ہے مگر اپنے اعمالِ صالحہ کے اچھے نتائج مرتب ہونے پر یقین نہ ہونا اور اس سلسلے میں تذبذب اور شکوک و شبہات کا شکار رہنا فرد و معاشرہ دونوں کی خاطر مضر ہے۔ ''پیامِ مشرق میں لکھتے ہیں۔

همای علم تا افتد بدامت یقیں کم کن، گرفتارِ شکے باش
عمل خواهی؟ یقیں را پخته تر کن یکے جوی و یکے بین و یکے باش (۹۴)

بالِ جبریل میں ہے۔

نقطہ پرکارِ حق ، مردِ خدا کا یقیں　　اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز (۹۵)

بانگِ درا میں ہے۔

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے
(۹۶)

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے
(۹۷)

مقالہ **''اقبال اور توحید و رسالت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلام اقبال اردو و فارسی سے متعدد مثالیں دے کر عقیدہ توحید و رسالت کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے افکار واضح کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے اساسِ ایمان یعنی کلمہ طیبہ کو میزانِ حق و باطل، اساسِ وحدت فکر و عمل، اساسِ محبت و اخوت اور اتحاد و اتفاق قرار دیا ہے۔ عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت کے اصل تقاضے بجالانے سے رذائلِ اخلاق سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے اور مسلمان حسنِ اخلاق سے متصف ہو کر بشریت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اسے فکری و عملی غلامی سے نجات مل جاتی ہے۔ اسے منفی جذبات (ڈر، خوف، غم، مایوسی) سے نجات مل جاتی ہے اور وہ کامل انسان بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ ماضی کی طرح آج بھی اگر ایسے افراد کا حامل عالمی معاشرہ قائم ہو جائے تو مسلمان اہلِ جہان کے رہبر و رہنما بن جائیں گے اور جنیوا اور نیو یارک کے بجائے مکہ معظّمہ جمعیتِ آدم کے فرائض انجام دینے لگے گا۔ (۹۸)

بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' جلد ۳۹، ۴۰، شمارہ ۱۔۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۹۲ء، جنوری ۱۹۹۳ء کے صفحات ۵۴ تا ۸۲ پر **''اقبال اور عقائد توحید و رسالت''** کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا تھا۔ اس مقالے کے مندرجات ''برکاتِ اقبال'' میں شامل مقالے **''اقبال اور توحید و رسالت''** سے کافی حد تک مماثل مگر کافی زیادہ مفصل ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات قائم کر کے عقائد توحید و رسالت کے بارے میں علامہ اقبال کی تصانیف (شذراتِ فکرِ اقبال، انگریزی خطبات، منظوم اردو و فارسی تصانیف) سے متعدد اقتباسات و حوالہ جات اور اردو و فارسی اشعار دے کر فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔

توحید اور اس کے عملی تقاضے، علامہ اقبال اور وحدت و اتحاد، اخوت کی جہانگیری و محبت کی فراوانی، رسالت / ختم رسالت، اتحادِ ملت، عدل و مساوات، ملت پاکستان کے لئے توحید و ختم رسالت کے خاص عملی پہلو۔

مقالے کے آخر پر ''منابع و توضیحات'' کے عنوان سے ۵۲ حوالہ جات اور کتابیات کے عنوان سے قریباً ۲۰ اردو اور ۱۰ انگریزی منابع کی فہرست دی گئی ہے۔ اس مقالے کے مفصل مندرجات، اس موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض کی دیگر تصانیف اور مقالات و مضامین کے مطالعہ سے اور ''کتابیات'' میں مذکورہ کتب کے عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ جائزہ مقالہ ''اقبال اور عقائد توحید و رسالت'' لکھتے وقت اپنی گزشتہ کی تمام کاوشوں کو مدنظر رکھا ہے۔

ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۳، شمارہ ۳، اشاعت جون ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۱۰ تا ۱۸ پر **''نکتہ توحید''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ ''برکاتِ اقبال'' میں بھی **''اقبال کا تصورِ توحید''** کے عنوان سے ایک مقالہ شامل کیا گیا ہے۔ اس مقالے کے مندرجات ''نکتہ توحید'' کے نفسِ مضمون سے کافی زیادہ مماثل ہیں۔ تاہم ''نکتۂ توحید'' میں حوالہ جات اور ذیلی عنوانات نہیں دیے گئے جبکہ مقالہ ''اقبال کا تصورِ توحید'' کے پاورق میں ذیلی عنوانات اور حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں۔ ''نکتہ توحید'' اور ''اقبال کا تصورِ توحید'' میں ڈاکٹر محمد ریاض، فکرِ اقبال کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی نے اپنے مقالے ''ڈاکٹر اقبال کا علم کلام'' میں لکھا ہے:

> ''ڈاکٹر اقبال...... نے اسلامی عقائد کا اثبات زیادہ تر ان کے عملی نتائج سے کیا ہے اور خودی کے فلسفہ سے، جو ان کا مخصوص اور دلپذیر فلسفہ ہے، انھوں نے ان مسائل کی تشریح و اثبات میں بھی کام کیا ہے۔ اس لئے ان کا طرزِ بیان قدیم علمائے کلام اور قدیم متکلمین یا صوفی شعراء کے بیان سے زیادہ اس زمانے کے رجحان و مذاق کے مطابق ہے۔'' (۹۹)

علامہ اقبال نے واضح کیا کہ توحید، وحدتِ افکار اور وحدتِ کردار کے مجموعے کا نام ہے۔ اس کی بدولت عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ سے نجات ملتی ہے۔ یہ عقیدہ لسانی، علاقائی اور نسلی امتیازات کو ختم کرتا ہے۔ اس سے ڈر، خوف، مایوسی اور غم جیسے منفی جذبات ختم ہوتے ہیں اور شجاعت، امید اور یقین جیسے حیات افروز جذبات جنم لیتے ہیں۔ اچھے اخلاق اور اچھے جذبات کی بدولت مخلوق کا مخلوق اور اپنے خالق سے رشتہ مستحکم ہوتا ہے۔ توحید کی ظاہری اور باطنی قوتوں کے

ذریعے عالمِ انسانیت اور خصوصاً مسلمان برادری کے سارے دکھوں کا مداوا کیا جا سکتا ہے۔ نظریۂ توحید نظری سے زیادہ عملی ہے۔ اس کے تقاضے بجالا کر انفرادی خودی کے ساتھ ساتھ اجتماعی خودی بھی مستحکم کر کے فوز و فلاحِ دارین حاصل کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں مضامین (''نکتۂ توحید'' اور اقبال کا تصورِ توحید'') میں کلامِ اقبال اردو و فارسی سے بہت سے اشعار کی مدد سے فکرِ اقبال کی رو سے عقیدۂ توحید کے مضمرات واضح کیے ہیں۔(۱۰۰)

مقالہ **''فارسی شاعری میں اقبال کا مقام''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کی فارسی تصانیف (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، مثنوی گلشنِ رازِ جدید، مثنوی بندگی نامہ اور جاوید نامہ) کے فکری و فنی محاسن بیان کیے ہیں۔ انھوں نے فارسی شاعری کے اسالیب کے تناظر میں علامہ اقبال کی فارسی شاعری کے منفرد اسلوب ''سبکِ اقبال'' کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال نے اپنی فارسی گوئی کا کامیاب امتحان قیامِ انگلستان کے دوران کیا تھا اور دیارِ مغرب سے لوٹنے کے بعد آپ نے گوناں گوں فوائد کی خاطر عنانِ توجہ فارسی شاعری کی طرف پھیر دی۔ بانگِ درا کی اشاعتِ اول تک اقبال کی مثنویاں اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور کتاب پیامِ مشرق چھپ چکی تھی۔ انھوں نے بعد میں اردو شاعری کو بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز جیسی منظوم کتابیں دیں مگر فارسی اور اردو شاعری میں پھر بھی ۳ اور ۲ کی نسبت رہ گئی۔ اقبال نے فارسی شاعری کے ذریعے فارسی زبان جاننے والے مختلف ممالک میں آباد وسیع طبقے تک اور دیارِ مغرب میں اپنی آواز پہنچائی۔ انھوں نے فارسی شاعری کے ذریعے جلد ہی عالم اسلام کے متعدبہ حصے کو اسلامی اخوت، مساوات، وحدت اور حریت کا پیغام پہنچایا۔ اس ادائے فرض پر وہ بے حد خورسند تھے۔ فارسی شاعری میں اقبام کے مقام کی تفہیم کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت مدلل طریقے سے فارسی تصانیف اقبال سے متعدد حوالہ جات دے کر ''اسلوبِ اقبال'' کی خصوصیات اجاگر کی ہیں۔ حاصلِ مطالعہ کے طور پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال فارسی شاعری میں ردیف اول میں جاگزیں اور خطِ کمال پر فائز ہیں۔ خطِ کمال سے یہ مراد ہے کہ کسی شاعر کا اکا دکا پہلو کمزور اور پست بھی ہو تو اس کے اشعار کی اکثریت اگر موثر، عمدہ اور دل پذیر ہو تو ردیف اول کا شاعر مانا جائے گا۔(۱۰۱)

اقبالیات میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے **''فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان''** میں مختلف فارسی اسالیب کے تذکرے کے بعد ''اسلوبِ اقبال'' کی چار نمایاں خصوصیات

بیان کی گئی ہیں۔اس کے بعد ان کی مثنویوں، دوبیتیوں (رباعیات)، غزلیات، مستزاد اور اقبال کی متفرق اختراعات اور جدتوں کے حوالے سے اظہار رائے کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' (۱۹۷۷ء) مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان سے اخذ کیا گیا ہے جس پر تفصیلی تبصرہ و جائزہ متعلقہ ''باب'' میں دے دیا گیا ہے۔

مقالہ **''اقبال اور شبلی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے سر سید احمد خان اور اپنے جملہ بزرگ معاصرین مثلاً خواجہ الطاف حسین حالی، اکبرالہ آبادی، غلام قادر گرامی اور سید امیر علی وغیرہم سے اقبال نے گوناں گو تاثر لیا۔ مگر بحیثیت مجموعی شمس العلماء محمد شبلی نعمانی کی تصانیف کے بارے میں ان کا تاثر زیادہ گہرا اور متنوع نظر آتا ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اپنی تصنیف علم الاقتصاد (۱۹۰۱ء) کی زبان خصوصاً اصلاحات کے سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی سے رہنمائی حاصل کی۔انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے (۱۹۰۸ء) میں شبلی کی تصانیف علم الکلام اور الغزالی کا حوالہ دیا۔ اقبال شبلی کی ''شعر العجم'' کے بے حد مداح تھے۔انھوں نے شبلی کی کتاب سیرت النبی ﷺ کو مسلمانوں پر بہت بڑا احسان قرار دیا۔ اسلامی تاریخی واقعات کو نظم کرنے اور ہنگامی وقتی واقعات کے بارے میں قطعات لکھنے کے نکتہ نظر سے اقبال کے پیشرو شبلی ہی نظر آتے ہیں۔تعلیم کے بارے میں شبلی اور اقبال کے نظریات یکساں نوعیت کے تھے۔ مسئلہ جبر و قدر اور مسئلہ اجتہاد میں بھی دونوں مفکرین کی آراء یکساں ہیں۔ تاہم بعض معاصر واقعات (مثلاً بلقان اور طرابلس کے معرکوں) کے بارے میں جذبات کے اظہار کے لحاظ سے شبلی اور اقبال میں کچھ فرق نظر آتا ہے۔شبلی نے بے باکانہ تنقید کے ساتھ ساتھ ناامیدی کا اظہار بھی کیا ہے لیکن علامہ محمد اقبال نے ایسے واقعات کے سلسلے میں اپنے کلام میں امید اور جوش کا اظہار کیا ہے۔ دیگر بزرگ معاصرین کی طرح شبلی بھی علامہ محمد اقبال کے قدردان تھے اور اس وقت کی خدمات اقبال کا ان کے دل میں غیر معمولی احترام تھا۔انھوں نے ۱۹۱۱ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشن کانفرنس کے اجلاس منعقدہ دہلی میں علامہ محمد اقبال کو پھولوں کا ہار پہنایا اور انھیں ترجمانِ حقیقت کا لقب دیے جانے کو قابلِ فخر قرار دیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں چند ایک شواہد کے حوالے سے اقبال و شبلی کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر کلیاتِ شبلی اور کلیاتِ اقبال کے موازنے سے کام کیا جا سکتا ہے۔(۱۰۲)

مضمون **''اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ

غلام علی اینڈ سنز کے مطبوعہ کلیات اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی کے محاسن اور چند اصلاح طلب خامیوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کلیات کے محاسن کے ضمن میں حسنِ کتابت، آیات و احادیث اور عربی اشعار میں اعراب لگانا (اگر چہ سب جگہ اعراب نہ لگائے جا سکے)، صحت املا اور اشاریے کا اضافہ ہے۔ تاہم ان میں کتابت کی اغلاط موجود ہیں۔ چند اشعار حذف کر دیے گئے ہیں۔ اشاریے میں کچھ خامیاں موجود ہیں۔ متن میں بھی کچھ بے ترتیبی نظر آتی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے کتابت اور اشاریے کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے اور کلیاتِ اقبال کی اصلاح کے لیے تجاویز دی ہیں۔ (۱۰۳)

ماہنامہ ''اظہار'' کراچی، جلد۳، شمارہ ۵، اشاعت نومبر ۱۹۸۰ء کے صفحہ ۲۰ تا ۲۴ پر **''اقبال اور ہمارا نظام تعلیم''** کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مقالہ شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے علامہ محمد اقبال کی منثور و منظوم تصانیف اور تحاریر کے حوالے سے ان کے تصورِ تعلیم پر روشنی ڈالی ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے ہمہ گیر تصورِ تعلیم کے خدوخال واضح کیے ہیں:

معلم اقبال، ایک ابتدائی مقالہ، اسلام اور مقاصدِ تعلیم، انتقادات، تعلیمِ نسواں، متفرق اوصاف متعلمین

ان کا یہی مقالہ ''اقبال اور نظام تعلیم و تربیت'' کے عنوان سے برکاتِ اقبال (۱۹۸۲ء) میں شاملِ اشاعت ہوا۔ اس میں علامہ محمد اقبال کے تعلیمی افکار کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال زندگی بھر تعلیم و تدریس کے کاموں میں مصروف رہے۔ ۱۹۰۸ء میں وطن واپس آ کر آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ اور انگریزی کی تدریس شروع کی۔ یہ سلسلہ چند سال تک جاری رہا۔ رسمی تدریس کو ترک کرنے کے بعد بھی اقبال ساری عمر برصغیر کی درسگاہوں، دانش گاہوں اور تعلیم و تربیت کے مراکز سے باقاعدہ منسلک رہے۔ نظام تعلیم و تربیت کے بارے میں ان کے افکار ایک دردمند مفکر کے افکارِ عالیہ ہی نہیں ایک تجربہ کار ماہر تعلیم کے بصائر اور فکر و نظریے کی بے بہا متاع ہیں۔ انھوں نے اپنے ابتدائی دورِ تدریس میں **''بچوں کی تعلیم و تربیت''** کے عنوان سے ایک مبسوط مضمون لکھا تھا جو ماہنامہ ''مخزن'' میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں انھوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت سے متعلقہ ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔ اقبال اسلامی علوم کے تقاضوں کے مطابق ہر قسم کے علوم و فنون کے اکتساب کے سخت حامی تھے بشرطیکہ کوئی علم و فن ''خودی'' کے

خلاف نہ ہو۔

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو وہ جمیل جو ہو نشیب میں پیدا، قبیح و نامحبوب

علامہ محمد اقبال نے اہلِ یورپ کے مادہ آمیز نظامِ تعلیم کی خوبیاں و خامیاں بیان کیں۔ انھوں نے مادیت اور عقلیت میں غرق ہو جانے کے خطرات سے آگاہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ ہمارے نظامِ تعلیم میں دینی اقدار اور روحانیت کا عنصر غالب رہے۔ ان کو جدت اور نو آفرینی عزیز تھی۔ وہ تقلید (غیر شرعی تقلید) اور نقالی کے خلاف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ طلبہ اور تعلیم یافتہ نوجوان نئی راہیں سوچیں اور اپنے مسائل کا حل تلاش کریں۔ انھوں نے مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلایا جب اسلامی نظام تعلیم کے مطابق رو بہ عمل ہو کر مسلمانوں نے ہر شعبہ زندگی اور مختلف علوم و فنون میں بھرپور ترقی کی۔ اہلِ یورپ نے اسی نظامِ تعلیم پر عمل کر کے مادی ترقی کی مگر انھوں نے اپنے دین اور ضابطۂ اخلاق کو رد کر دیا جس وجہ سے وہ اخلاقی بے راہروی کا شکار ہو گئے اور فساد فی العالم کا سبب بن گئے۔ علامہ محمد اقبال کے نظریہ تعلیم میں قدیم و جدید جملہ ماہرینِ تعلیم کی باتوں کا خلاصہ موجود ہے۔ علامہ اقبال نے خودی آموز تعلیم و تربیت کی تلقین کی۔ اقبال ایسی تعلیمِ نسواں کے قائل تھے جو ان کے مخصوص فرائض مثلاً تربیتِ اولاد، امورِ خانگی اور مشاورتِ شوہر کی حسنِ ادائیگی میں بھی معاون ہو۔ اقبال کے نظریات تعلیم و تربیت اسلام کی نظریاتی اساس پر مبنی ہیں۔ (۱۰۴)

مضمون **''اقبال کا تصورِ تعلیم''**، مشمولہ ''برکاتِ اقبال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ایسے نظامِ تعلیم کے حامی تھے جس میں ابتدائی تعلیم جبری ہو، تعلیمِ نسواں عام ہو اور اس میں دینی عنصر اصل روح کے طور پر موجود ہو اور روحانی اور مادی عناصر کا حسین امتزاج ہو۔ مسلمان عورت کو جامع و مانع دینی تعلیم ملنا چاہیے اس لیے کہ وہ معاشرے کی معمار ہے۔ نصابِ تعلیم سے ایسے مضامین حذف کر دینا چاہئیں جو عورت کو نازن بنا دیں اور دین سے دور کر دیں۔ تعلیمی نظام جسم و روح یعنی ظاہر و باطن کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تیار کرنا چاہیے تاکہ اس کی مدد سے دینی، دنیوی اور اُخروی فلاح حاصل ہو سکے۔ (۱۰۵)

ڈاکٹر محمد ریاض مضمون **''اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں''** میں لکھتے ہیں کہ ''نکتہ'' (جمع نکت اور نکات) اس باریک اور لطیف بات کو کہتے ہیں جو کم لوگوں کو سوجھے۔ نکتہ آفرینی کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ علامہ اقبال سراپا نکتہ آفرین اور نکتہ شناس شاعر اور مفکر تھے۔ ان کی منثور و منظوم

تصانیف سے ان کی نکتہ آفرینی کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ مثلاً مثنوی اسرارِ خودی میں وہ کہتے ہیں کہ غلام لکیر کا فقیر اور مقلد ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت تقدیر کا شاکی ہوتا ہے۔ وہ بے مقصد زندگی گزارتا ہے۔ جبکہ آزاد زندگی سے حیرت انگیز استفادہ کرتا ہے۔ وہ جدت و اختراع کا دلدادہ اور اپنی تقدیر کا آپ خالق ہوتا ہے۔

عبد را ایام زنجیر است و بس　　　بر لب او حرفِ تقدیر است و بس
ہمت خرد باقضا گردد مشیر　　　حادثات از دستِ او صورت پذیر

علامہ محمد اقبال نے زبورِ عجم اور گلشنِ رازِ جدید میں زمان و مکان کے اعتباری اور غیر حقیقی پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے واقعہ معراج کے حوالے سے زمانِ حقیقی و زمانِ غیر حقیقی میں فرق سمجھایا ہے اور زمان غیر حقیقی کو عقل و خرد کا تراشا ہوا صنم قرار دیا ہے۔

زمانش ہم مکانش اعتباری است　　　زمین و آسمانش اعتباری است

اقبال کی شاعری اول سے آخر تک مشاہداتی نکتوں سے بھرپور نظر آتی ہے۔ انھوں نے مشاہداتِ فطرت کے حوالے سے اخلاقی، فلسفیانہ اور روحانی امور کی عقدہ کشائی کی ہے اور ان سے حیات افروز اور خودی آموز اسباق اخذ و بیان کیے ہیں۔ ان کے کلام سے اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں
حسنِ ازل ہے پیدا تاروں کی دلبری میں
جس طرح عکسِ گل ہو شبنم کی آرسی میں
آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں
ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
صورتِ ماہی بہ بحر آباد شو
یعنی از قیدِ وطن آزاد شو!

(۱۰۶)

مقالہ ''اقبال اور تحریکِ تجدد'' میں مذکور ہے کہ ترکی میں ۱۸۳۶ء سے ۱۸۷۶ء کا دور تنظیمات (اصلاحات) کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس دور میں اہلِ مغرب کی تقلید میں ترکی میں فوج، عدالتی نظام، مالیاتی نظام اور تعلیمی نظام کی تشکیل جدید کی گئی۔ سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۰۹ء) نے اقتدار میں آنے کے پہلے ہی سال ''تنظیمات چارٹر'' کو منسوخ کر دیا اور اس تنظیم کے ارکان کو شہر بدر کر دیا مگر ان کی خفیہ سرگرمیاں جاری رہیں۔ ایک دوسری انجمن جس کا نام ''اتحاد و ترقی'' تھا اور جوانانِ ترک (دوم) کی مشترکہ مساعی کے نتیجے میں جولائی ۱۹۰۸ء میں سلطان عبدالحمید نے تنظیمات کے زیرِ اثر تیار کیا ہوا دستور دوبارہ نافذ کر دیا جس کے ایک سال بعد سلطان کو معزول کر دیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں ریاست بلقان اور پھر البانیہ نے سلطنتِ عثمانیہ سے بغاوت کر دی اور رفتہ رفتہ یہ آزاد ہو گئیں۔ ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو جرمنوں کی حمایت میں جنگ میں کودنا پڑا اور اس دوران ۱۹۱۶ء میں برطانیہ کی شہ پر عرب ممالک نے سلطنتِ عثمانیہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس دورِ انحطاط میں وزیراعظم اور وزیرِ خارجہ شاہزادہ سعید حلیم پاشا اور انقلابی قومی شاعر ضیاء گوک آلپ پاشا نے ترکی میں تجدیدِ دین کی کوشش شروع کی۔ ضیاء گوک آلپ پاشا مدتوں جوانانِ ترک اور اتحاد و ترقی کی انجمنوں سے وابستہ رہے۔ آخری عمر میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک (م ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء) کی تحریک ''قومی تنظیم'' میں شامل ہوئے اور اس کی مساعدت و حمایت کرتے رہے۔ ترکی کی مجلس کبیر نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو جمہوریہ ترکیہ کے قیام اور اس کے بعد ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو خلافت کے خاتمے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ علامہ اقبال کی ترکی کی تحریکِ تجدد پر گہری نگاہ تھی۔ انھوں نے سعید حلیم پاشا اور ضیاء گوک آلپ پاشا کے انقلابی افکار پر پسندیدگی کا اظہار کیا اور ضرورتِ اجتہاد کے بارے میں ان کی رائے سے اتفاق کیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا کہ تجدد کی حدود ہونا ضروری ہے۔ ایسا تجدد جو دین کے مسلمات سے متصادم ہو، قابلِ نفرت ہے۔ مثلاً ضیاء گوک آلپ پاشا کی یہ رائے تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ مرد و زن کو مساوی وراثتی حقوق ملنے چاہئیں۔ علامہ محمد اقبال نے اپنے چھٹے انگریزی خطبے میں سعید حلیم پاشا اور ضیاء گوک آلپ پاشا کی تصانیف سے استشہاد فرمایا ہے اور ان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے جاوید نامہ کے فلک عطارد میں سعید حلیم پاشا کے حوالے سے بھی گفتگو کی ہے۔(۱۰۷)

مقالہ ''**اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی**'' میں محمد احمد مہدی سوڈانی کی شخصیت، احوال اور مجاہدانہ سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ محمد اقبال نے جاوید نامہ (فلک زہرہ) میں محمد احمد سوڈانی

اور ان کے متحارب فرنگی جنرل لارڈ کچنر کا ذکر کیا ہے اور ان کی زبانی ملل عرب کو ایک حیات آفریں پیغام دیا ہے۔ محمد احمد مہدی سوڈانی نے سوڈان کو انگریزوں، ترکوں اور مصریوں کے غاصبانہ قبضے سے چھڑانے کے لیے جدو جہد کی جس میں انھیں کامیابی حاصل ہوئی اور محمد احمد کی وفات (۱۸۸۵ء) کے بعد ۱۸۹۸ء تک سوڈان میں مجاہدین کی حکومت قائم رہی۔ ۱۸۹۸ء میں فرنگی جنرل کچنر نے مصر اور انگلستان کے ایک بڑے مشترک لشکر کی مدد سے سوڈان پر قبضہ کرلیا۔ اس کے ایما پر محمد احمد سوڈانی کی پختہ قبر کو توپ سے اڑا دیا گیا۔ ان کی نعش کو قبر سے نکال کر اس کی بے حرمتی کی گئی۔ سر کو جسم سے جدا کر کے جسم کے ٹکڑے کر کے دریائے نیل ابیض میں بہا دیے گئے۔ مجاہدینِ سوڈان کے ساتھ انتہائی سفاکانہ سلوک کیا گیا۔ ۵ جولائی ۱۹۱۶ء کو کچنر بحری جہاز پر روس جا رہا تھا کہ ایک جرمن آبدوز اس کے جہاز پر حملہ آور ہوئی۔ جہاز پاش پاش ہوگیا اور مسافروں کے پرخچے اڑ گئے۔ کچنر کی نعش کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ علامہ محمد اقبال نے اس واقعے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ہر کسے با تلخیِ مرگ آشناست　　مرگِ جباراں ز آیاتِ خداست

آسماں خاکِ ترا گورے نداد　　مرقدے جز در یم شورے ندارد

علامہ محمد اقبال، محمد احمد سوڈانی کے جذبہ جہاد، درسِ حریت اور بیداریٔ خودی کے قدردان تھے۔ انھوں نے جاوید نامہ میں ان کا ذکر درویش سوڈانی کے لقب سے کیا ہے اور لارڈ کچنر کو ''فرعونِ صغیر'' قرار دیا ہے۔

علامہ محمد اقبال نے ''نمودار شدن درویش سوڈانی'' کے عنوان کے تحت عربوں کو ایسی قیادت پیش کرنے کی دعوت دی ہے جو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہو تاکہ اہلِ اسلام مومنانہ کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے محمد احمد سوڈانی کے بارے میں بہت اچھے انداز سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔ انھوں نے محمد احمد کے دعویٰ مہدیت کے بارے میں اور مہدیت کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے افکار بھی واضح کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ محمد احمد سوڈانی نے مہدیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ محمد احمد سوڈانی کے بیٹے نے باپ کے بارے میں غلو اور مبالغہ کیا ہے۔ علامہ محمد اقبال، عظیم مفکرِ اسلام ابن خلدون کی طرح کسی مہدی یا مسیح موعود کی آمد پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ اس ضمن میں ضیاء الدین برنی کے نام ان کے مکتوب محررہ ۱۳ اگست ۱۹۱۶ء اور تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ کے چھٹے خطبے ''اسلامی ثقافت کی روح'' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ (۱۰۸)

09- تسہیلِ خطباتِ اقبال

تصنیف : علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل نگار : ڈاکٹر محمد معروف، ڈاکٹر سی اے قادر، عبدالحمید کمالی، نیاز عرفان، رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر ابصار احمد

مرتب : ڈاکٹر محمد ریاض، غلام رسول محمد

پبلشرز : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سیکٹر ایچ۔۸، اسلام آباد

اشاعت : بار اول: ۱۹۸۶ء، بار دوم: ۱۹۹۷ء

صفحات : ۱۲۴

قیمت : ۱۲ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۰۱۔	پیش گفتار	۰۰۵
۰۲۔	ابتدائیہ، ایک نادر خطبہ	۰۱۰
۰۳۔	علامہ اقبال کا دیباچہ خطبات	۰۱۴
۰۴۔	پہلے خطبے کے اہم نکات	۰۱۸
۰۵۔	پہلا خطبہ: علم اور روحانی تجربہ تسہیل نگار: ڈاکٹر محمد معروف	۰۲۱
۰۶۔	حواشی	۰۴۵
۰۷۔	دوسرا خطبہ: مذہبی مشاہدات کا فلسفیانہ معیار	۰۴۹
۰۸۔	اہم نکات	۰۵۰
	تسہیل نگار: ڈاکٹر سی اے قادر	۰۷۷
۰۹۔	حواشی	۰۷۷
۱۰۔	تیسرا خطبہ: ذاتِ الٰہیہ کا تصور اور حقیقتِ دعا و عبادت	۰۷۹

۱۱۔	اہم نکات	۰۸۰
۱۲۔	حواشی	۱۱۱
	تسہیل نگار: عبدالحمید کمالی	
۱۳۔	چوتھا خطبہ: انسان کی خودی، اس کی خود مختاری اور بقا	۱۱۳
۱۴۔	اہم نکات	۱۱۴
	تسہیل نگار: نیاز عرفان	
۱۵۔	حواشی	۱۳۴
۱۶۔	پانچواں خطبہ: اسلامی ثقافت کی روح	۱۳۷
۱۷۔	اہم نکات	۱۳۸
	تسہیل نگار: رحیم بخش شاہین	
۱۸۔	حواشی	۱۵۶
۱۹۔	چھٹا خطبہ: اجتہاد، اسلام میں اصولِ حرکت	۱۶۱
۲۰۔	اہم نکات	۱۶۲
	تسہیل نگار: ڈاکٹر محمد ریاض	
۲۱۔	حوالے اور توضیحات	۱۷۹
۲۲۔	ساتواں خطبہ:	۱۸۵
۲۳۔	کیا مذہب کا فلسفیانہ اعتبار سے امکان ہے؟	۱۸۶
	تسہیل نگار: ڈاکٹر ابصار احمد	
۲۴۔	حواشی	۲۱۴
۲۵۔	فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ونفسیات	۲۸۷

علامہ اقبال کے سات خطبات پر مشتمل کتاب "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" ۱۹۳۴ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ کتاب کی اشاعت کے بعد جلد ہی دو تین خطبوں کے اردو تر جمے بعض رسالوں میں شائع ہو گئے تھے۔ مگر مکمل اردو ترجمہ سید نذیر نیازی مرحوم نے کیا۔ ان کا یہ ترجمہ ۱۹۵۸ء میں ''

تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے نام سے بزمِ اقبال لاہور سے شائع ہوا۔

علامہ اقبال کے خطبات پر مشتمل یہ کتاب زبان اور موضوع کے اعتبار سے خاصی مشکل ہے۔ جسٹس جاوید اقبال اپنی تالیف ''زندہ رُود'' میں لکھتے ہیں:

''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' ایک مشکل کتاب ہے کیونکہ اس میں مشرق و مغرب کے ڈیڑھ سو سے زائد قدیم و جدید فلسفیوں، سائنسدانوں، عالموں اور فقیہوں کے اقوال و نظریات کے حوالے دیے گئے ہیں اور اقبال قاری سے توقع رکھتے ہیں کہ خطبات کے مطالعے سے پیشتر وہ ان سب شخصیات کے زمانے، ماحول اور افکار سے شناسا ہوگا۔ ان شخصیات میں بعض تو معروف ہیں اور بعض غیر معروف۔ اس کے علاوہ خطبات کا اندازِ تحریر نہایت پیچیدہ ہے۔ بسا اوقات کسی مقام پر ایک ہی بحث میں کئی مسائل کو اٹھایا گیا ہے یا کسی ایک موضوع پر بحث کو اچانک چھوڑ کر کسی اور مسئلے کا ذکر چھڑ جاتا ہے اور اس پر اظہارِ خیال کی تکمیل کے بعد پھر چھوڑے ہوئے مسئلے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بعض نظریات کی وضاحت کی خاطر نئی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں، اور ان میں الفاظ کی ترتیب، مطالب کی تفہیم میں مشکلات پیدا کرتی ہے۔ کئی مقامات پر انگریزی زبان میں استدلال ناقابلِ فہم ہے اور اس کے بار بار تعارف کرنے سے بھی معانی صاف نہیں ہوتے۔'' (۱۰۹)

''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے بارے میں جسٹس جاوید اقبال کی مذکورہ بالا رائے سے واضح ہوتا ہے کہ اس کتاب کی اچھی طرح سے تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ قاری اس کتاب میں مذکورہ مشرق و مغرب کے ڈیڑھ سو سے زائد قدیم و جدید فلسفیوں، سائنسدانوں، عالموں اور فقیہوں کے ان اقوال و نظریات کے بارے میں تفہیم حاصل کرے جن کا ان خطبات میں ذکر ہے۔

۲۔ قاری ان خطبات میں استعمال ہونے والی نئی اصطلاحات کا مفہوم سمجھے۔

۳۔ قاری کے لیے ان خطبات کے پیچیدہ اندازِ تحریر کو آسان عبارت میں تبدیل کر دیا جائے۔

۴۔ خطبات میں جہاں کہیں انگریزی زبان میں ناقابلِ فہم استدلال اختیار کیا گیا ہے، اسے آسان، مدلل اور منطقی عبارت میں تبدیل کر دیا جائے۔

جاوید نامہ کے آخری حصے میں اقبال نے اس کتاب کو خود ''حرف پیچا پیچ و حرف نیش دار'' کہا ہے۔ (۱۱۰)

دراصل یہ خطبات ان لوگوں کے لیے لکھے گئے تھے جو مشرق و مغرب کے فلسفے پر حاوی ہوں اور اس کے علاوہ اسلامی تہذیب و ثقافت، علم اور روایات اور علم کلام سے بھی پوری طرح آگاہ ہوں۔

عہدِ اقبال میں اور ان کے بعد اور ان سے پہلے بھی کوئی ایسا فکر نہیں گزرا جو

۱۔ مشرق و مغرب کے فلسفے پر حاوی ہو۔

۲۔ اسلامی تہذیب و ثقافت، علم اور روایات اور علم کلام سے بھی پوری طرح آگاہ ہو۔

ان خطبات کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کے دنیا کی کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ خطبات کے مضامین اور مندرجات کی تفہیم و تسہیل کے لیے بھی کئی اہلِ علم اور علم دوست حضرات نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

۱۔ ان خطبات کا خلاصہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی کتاب ''فکرِ اقبال'' میں درج ہے۔(۱۱۱)

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی ''زندہ رود'' میں ان خطبات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔(۱۱۲)

۳۔ محمد شریف بقا نے ''خطبات اقبال پر ایک نظر'' کے عنوان سے ایک کتابچہ لکھا ہے۔

۴۔ پروفیسر محمد عثمان نے خطبات کی تسہیل کی ہے جو مجلّہ ''صحیفہ'' لاہور میں شائع ہوتی رہی اور اب وہ کتابی صورت میں چھپ گئی ہے۔

۵۔ سید نذیر نیازی، ڈاکٹر منظور احمد اور ڈاکٹر محمد اجمل نے بھی بعض خطبوں کی تشریح کی ہے۔

۶۔ اس سلسلے کی ایک اہم مگر نا تمام کتاب ''متعلقات خطباتِ اقبال'' ہے جو ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے مرتب کی ہے۔

۷۔ ''تسہیلِ خطباتِ اقبال'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

علامہ اقبال کے ان خطبات کو اسلامی فکر و فلسفہ کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ خود اقبال نے ایک مرتبہ ان کے بارے میں کہا تھا کہ اگر یہ خلیفہ المامون الرشید کے زمانے (۱۹۶۔۲۱۶ھ) میں لکھے جاتے تو ایک فکری انقلاب برپا ہو جاتا۔ جاوید نامہ کے آخر میں یہ فکری کتاب یوں ممتاز بتائی گئی ہے:

من بطبعِ عصرِ خود گفتم دو حرف — کردہ ام بحرین را اندر دو ظرف

حرف پیچا پیچ و حرف نیش دار — تا کنم عقل و دل مرداں شکار

حرف تہ دارے باندازِ فرنگ — نالۂ مستانۂ ای از تارِ چنگ

اصل ایں از ذکر و اصلِ آں ز فکر — اے تو بادا وارث ایں فکر و ذکر

آبجویم از دو بحر اصلِ من است — فصلِ من فصل ست و ہم وصلِ من است

تا مزاجِ عصرِ من دیگر فتاد — طبعِ من ہنگامۂ دیگر نہاد (۱۱۳)

یہ خطبات علامہ اقبال کی عالمانہ شان کے مظہر ہیں۔اس کے باوجود اقبال انھیں کوئی حرفِ آخر نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس کتاب کے دیباچے میں انھوں نے لکھا ہے کہ:

''فلسفیانہ غور وفکر میں قطعیت کوئی چیز نہیں۔ جیسے جیسے جہانِ علم میں ہمارا قدم آگے بڑھتا ہے اور فکر کے لیے نئے نئے راستے کھلتے جاتے ہیں، کتنے ہی اور شاید ان نظریوں سے جو ان خطبات میں پیش کیے گئے زیادہ بہتر نظریے ہمارے سامنے آتے جائیں گے۔ ہمارا فرض بہر حال یہ ہے کہ فکرِ انسانی کے نشو ونما پر با احتیاط نظر رکھیں اور اس باب میں آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لیتے رہیں۔'' (۱۱۴)

علامہ اقبال نے جہاں ان خطبات کی فکری قدر و قیمت اور اہمیت کا ذکر کیا ہے وہاں اس امکان کا بھی اظہار کیا ہے کہ ان خطبات میں پیش کیے گئے نظریات سے بہتر نظریات سامنے آنے کا بھی امکان ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان خطبات میں بیان کیے گئے افکار و نظریات کو سمجھیں، فکرِ انسانی کے نشو ونما پر با احتیاط نظر رکھیں اور اس باب میں آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لیتے رہیں۔ان مقاصد کے حصول کے ضروری ہے کہ:

۱۔ ان خطبات کے آسان، عام فہم تراجم شائع کیے جائیں۔
۲۔ ان کی بہتر تفہیم کے لیے ان خطبات کے مشکل الفاظ کے معانی، اصطلاحات کی وضاحت اور ان میں بیان کردہ افکار و نظریات کی تشریح کی جائے۔
۳۔ آزادی کے ساتھ ان خطبات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے۔

اس ضمن میں ہونے والی گراں قدر کوششوں کا پہلے ہی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی شائع کردہ کتاب ''تسہیلِ خطباتِ اقبال'' ایک گراں قدر کوشش ہے۔

۱۔ زیرِ نظر کتاب میں ہر خطبے کے مطالب کو ممکن حد تک آسان اور سہل انداز میں پیش کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔
۲۔ مزید وضاحت کے لیے حواشی تحریر کیے گئے ہیں۔
۳۔ ہر خطبے کے خلاصۂ مطالب کے شروع میں اہم نکات دیے گئے ہیں۔
۴۔ آخر میں فرہنگ اصطلاحات دی گئی ہے۔

اس سے خطبات کے مطالب سمجھنے میں سہولت ہوگئی ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے

اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ ادیب اور دانشور حضرات بھی ان سے بآسانی استفادہ کر سکیں گے۔

کتاب ''تسہیلِ خطباتِ اقبال'' 23x36/16 سائز میں لکھی گئی ہے۔اس کتاب کا زیرِ نظر ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا تھا۔صفحہ نمبر۳ پر ''فہرست مندرجات'' دی گئی ہے۔پیش گفتار (صفحہ نمبر۵)،ابتدائیہ ایک نادر خطاب (صفحہ نمبر۱۰) اور علامہ اقبال کا دیباچۂ خطبات (صفحہ نمبر۱۴) کے بعد درج ذیل ترتیب سے خطبہ نمبر۱ تا خطبہ نمبر۷ کی تسہیل دی گئی ہے۔

۱۔ خطبے کا نام اور تسہیل نگار کا نام

۲۔ خطبے کے اہم نکات

۳۔ حواشی

اس کتاب کے اسلوب اور خطباتِ اقبال کی تفہیم و ترسیل میں اس کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت کے ادراک کے لیے پہلے خطبے کی تسہیل کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیا جاتا ہے۔

پہلے خطبے ''علم اور روحانی تجربہ'' کے تسہیل نگار ڈاکٹر محمد معروف ہیں۔اس خطبے کے اہم نکات ''پہلے خطبے کے اہم نکات'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔ان نکات کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے اس خطبے میں درج ذیل امور کا ذکر کیا ہے:

۱۔ انھوں نے کائنات کی حقیقت اور اس میں انسان کے مرتبہ و مقام کا ذکر کیا ہے۔کائنات بامقصد تخلیق ہے۔یہ جامد نہیں ہے بلکہ وسعت پذیر ہے۔

۲۔ علم کے تین بڑے ذرائع ہیں:

(الف) حواس یعنی محسوسات کا مشاہدہ

(ب) عقل یعنی فہم و ادراک کا مشاہدہ

(ج) وجدان یعنی مذہبی مشاہدہ جسے عرفان بھی کہتے ہیں۔

۳۔ حواس سے حاصل ہونے والے علم کو عقل سے پرکھا جاتا ہے۔وجدان سے حاصل ہونے والے علم و معلومات کو عقلی معیار پر بھی پرکھا جاتا ہے اور عملی معیار پر بھی۔

عقلی معیار سے مراد انسان کی وہ ناقدانہ تعبیر ہے جس کی مدد سے وہ کسی شے کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔

عملی معیار سے مراد حاصل شدہ معلومات کے منفی و مثبت نتائج کی بنا پر وجدان کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرنا ہے۔

عقلی معیار کا فلسفے سے اور عملی معیار کا انبیا سے تعلق ہے۔

۴۔ قرآن حکیم میں علم کے تینوں ذرائع اور ان کی اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵۔ وجدان، عقل ہی کی ایک ارفع اور ترقی یافتہ شکل ہے۔ عقل حقائق تک پہنچنے کے لیے جزواً جزواً آگے بڑھتی ہے اور اس کی رفتار سست رہتی ہے۔ جبکہ وجدان بیک جنبش ان کو اپنی گرفت میں لے آتا ہے۔

٦۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ تخلیق اور قوتِ تسخیر عطا فرمائی ہے۔ کائنات کے مسلسل تغیر پذیر عمل میں، انسان، خدا کا شریکِ کار ہوسکتا ہے۔

۷۔ انسان اپنے باطن (تخیل وقیاس) سے کام لے کر عالمِ موجودات میں انقلاب برپا کرسکتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی تخلیقی عمل کی صلاحیت سے ایک پائدار تمدن کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

۸۔ علم کی نئی اپروچ کے لیے تحریک پیدا کر کے اور ذہنی عقائد میں تازگی اور شگفتگی کا رنگ بھر کر، پانچ سو سال سے علوم اسلامیہ پر طاری شدہ جمود کی کیفیت دور کی جاسکتی ہے۔

پہلے خطبے کے مذکورہ بالا نکات کی تفہیم سے، اس خطبے کا عمومی خاکہ واضح ہو جاتا ہے اور اس سے نفسِ مضمون کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

علامہ اقبال نے پہلا خطبہ مسلسل عبارت کی شکل میں تحریر کیا ہے۔ کہیں بھی عنوانات، ذیلی عنوانات قائم نہیں کیے۔ انھوں نے خطبے میں صوفیانہ مشاہدات کی خصوصیات کو نکات کی شکل میں بیان کیا ہے۔

"تسہیل خطبات" میں عنوانات اور ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔ اہم نکات ہندسوں یا حروف (ابجد) کی مدد سے واضح کیے گئے ہیں۔ مثلاً

ا۔ "تسہیل خطبات" میں درج عنوانات و ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

تمہید، علم اور مذہبی تجربہ، انسان کی حقیقت و اہمیت، تصوف کے عمومی خواص، نا قابلِ بیان و ترسیل، صوفی کا ابدیت سے رابطہ

عنوانات اور ذیلی عنوانات کی طرح اہم نکات بھی دیے گئے ہیں تا کہ تفہیمِ متن اور تسہیل متن کا فریضہ بہ طریقِ احسن ادا ہو۔ اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ "تمہید" کے آغاز میں پہلے خطبے کے نفسِ مضمون کا اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے:

"...... روحانی تجربہ یا مذہبی مشاہدہ یا واردہ ہم معنی ہیں۔ ان کا مطلب اپنے قلب کی وہ کیفیات

ہیں جو علم حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں۔اس خطبے میں علامہ اقبال نے اسی نکتے پر بحث کی ہے کہ قلبی واردات علم حاصل کرنے کا کس طرح ذریعہ بن سکتی ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے مذہب کا موازنہ اعلیٰ شاعری اور فلسفے سے کیا ہے کیونکہ یہ دونوں بھی اسی مابعد الطبیعی اہمیت کے حامل سوالوں کو زیرِ بحث لاتے ہیں جو مذہب کے لیے بھی بنیادی سوالات ہیں۔ان بنیادی سوالات میں سے چند سوالات یہ ہیں:

1۔ کائنات کی حقیقت کیا ہے؟
2۔ کیا کوئی ایسا نہ مٹنے والا عنصر بھی اس میں شامل ہے یعنی کیا کائنات لافانی ہوسکتی ہے۔
3۔ کائنات میں انسان کس حیثیت سے شامل ہے اور اس حیثیت کے پیشِ نظر اسے کس قسم کا قدم اٹھانا چاہیے؟(۱۱۵)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں دی گئی ''تمہید'' کی بدولت پہلے خطبے کا نفسِ مضمون آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔اگر خطبے کا اصل متن یا اس کا ترجمہ پڑھیں تو پہلی بار مطالعہ سے متن واضح نہیں ہوتا۔کئی بار اصل متن کا مطالعہ کرنے کے بعد مفہوم واضح ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ (مترجم) کے صفحات نمبر ۵۵ تا صفحہ نمبر ۶۰ پر تصوف کے عمومی خواص، نکات نمبر ۱ تا ۵ کے تحت تحریر کیے ہیں۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے صفحہ نمبر ۳۶ پر ''تصوف کے عمومی خواص'' کے عنوان کے تحت ان نکات کو واضح کیا گیا ہے۔نکات نمبر ۱، ۲، ۳ بغیر عنوانات کے دیے گئے ہیں جبکہ نمبر ۴ ''ناقابلِ بیان و ترسیل'' کے عنوان کے تحت اور نکتہ نمبر ۵ ''صوفی کا ابدیت سے رابطہ'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔نکات نمبر ۱ تا ۳ کو بھی درج ذیل ترتیب سے عنوان دیے جاسکتے تھے۔

۱۔ صوفیانہ مشاہدات کی حضوریت
۲۔ ناقابلِ تجزیہ کلیّت
۳۔ معروضی وحقیقی روحانی کیفیت
۴۔ ناقابلِ بیان وترسیل
۵۔ صوفی کا ابدیت سے رابطہ

عنوانات کی بے ترتیبی کے علاوہ املاء کی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔

اغلاط	درست الفاظ	حوالہ جات
نظریاتی یا عملی پہلو	نظریاتی یا عقلی پہلو	(۱۱۶)

مساوی اور روحانی	مادی اور روحانی	(۱۱۷)
انسانی	انسان	(۱۱۸)
معترض	معترضین	(۱۱۹)
جسے خیال کے	جسے سوائے خیال کے	(۱۲۰)
خدا	خلا	(۱۲۱)
نظر حرکت	نظریہ حرکت	(۱۲۲)
متصاد	متضاد	(۱۲۳)
تبعی	طبعی	(۱۲۴)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں مذکورہ بالا نوعیت کی بہت زیادہ اغلاط پائی جاتی ہیں۔ان اغلاط کی وجہ سے تفہیمِ متن میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔

تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ میں متعدد مقامات پر بغیر ترجمے کے قرآنی آیات دی گئی ہیں جس وجہ سے تفہیمِ متن میں دشواری پیش آتی ہے۔''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں ان آیات کے تراجم اور حوالہ جات تو دیے گئے ہیں مگر عربی متن نہیں دیا گیا۔

ا۔ موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ بعض آیات کا ترجمہ مکمل نہیں دیا گیا۔مثلاً خطبہ نمبر ا میں درج ذیل قرآنی آیت دی گئی ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o (۱۲۵)

تسہیل خطباتِ اقبال میں اس کا ترجمہ اس طرح سے دیا گیا ہے:

''ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا'' (72:33)(۱۲۶)

مندرجہ بالا ترجمہ اصل متن کے مطابق نہیں ہے۔اس میں لفظ'' اِنَّا '' کا اور آیتِ مقدسہ کے آخری حصہ'' اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o '' کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔دیا گیا ترجمہ نامکمل اور ادھورا ہے۔میرے خیال میں مکمل اور درست ترجمہ یہ ہے:

بے شک ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انھوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا، بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔(72:33)

۲۔ قرآنی آیاتِ مقدسہ بغیر اعراب کے دی گئی ہیں۔اگر اعراب ساتھ دیے جاتے تو ہر کوئی یہ آیات درست تلفظ سے پڑھ سکتا۔

۳۔ قرآنی آیات کے حوالہ جات میں بھی فرق نظر آتا ہے۔مثلاً تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں درج ذیل آیت دی گئی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط○ الرعد[2:13](۱۲۷)

تسہیل خطباتِ اقبال میں اس کا ترجمہ یوں دیا گیا ہے:

''خدا دوسری نعمت کو جو کس قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو نہ بدلے''(11:13)(۱۲۸)

مندرجہ بالا آیت سورہ رعد۱۳، کی آیت نمبر۱۱ کا کچھ حصہ ہے۔مکمل آیت ''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ'' سے شروع ہوتی ہے اور ''دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ''، پر ختم ہوتی ہے۔تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں دی گئی آیت کے اعراب اور حوالہ نمبر درست نہیں ہیں۔آیت کے شروع اور آخر میں موجود متن کی نشاندہی کے لیے علامت (....) بھی نہیں دی گئی۔درست اعراب اور حوالے کے ساتھ آیت اس طرح سے ہے:

''.....اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط......الرعد[11:13]

۴۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (مترجم) کے صفحات نمبر۵۰تا۵۱ پر سورہ انعام کی آیات نمبر ۹۷تا۹۹ دی گئی ہیں مگر حوالہ انعام [6:97تا99] کے بجائے [6:99] لکھا ہوا ہے۔(۱۲۹) ان آیات میں سے آیت نمبر ۹۷ کا ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے صفحہ نمبر ۳۴ پر ترجمہ دیا گیا ہے اور ترجمے میں حوالہ (6:97) کے بجائے (6:98) لکھا ہوا ہے، جو کہ غلط ہے۔(۱۳۰)

اس طرح کی اغلاط ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے قریباً تمام متن میں کسی نہ کسی شکل میں نظر آتی ہیں۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں اگر چہ عنوانات اور ذیلی عنوانات کے تحت تسہیلِ متن اور تفہیم متن کے کام کو آسان بنانے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم، اس میں مزید بہتری کی گنجائش ہے۔ مثلاً:

1۔ تسہیل خطباتِ اقبال'' کے صفحہ نمبر ا پر دیے گئے متن کا عنوان '' کانٹ اور غزالی کے طرزِ فکر میں فرق'' دیا جاسکتا ہے۔ متن ملاحظہ فرمائیں۔

'' دنیائے اسلام میں امام الغزالی نے بھی عقلیت پسندی کی انتہا کے خلاف یہی مشن ادا کیا۔ تاہم کانٹ اور الغزالی میں ایک اہم فرق موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ کانٹ اپنے بنیادی تنقیدی اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ذاتِ باری کے علمی یا شعوری امکان سے منکر رہا۔ یہ کہ آیا ہم علمی طور پر بھی ذات خدا کو جان سکتے ہیں، اس کا ادراک کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ اس پر اسے اتفاق نہ ہوا۔ اس کی وجہ وہ علمی میراث تھی جو اسے مغرب کے تجربی رویے Empirical Attitude سے ملی۔ چنانچہ کانٹ کے نتائج منفی رہے اور وہ کوئی مثبت نتائج مرتب کرنے سے قاصر رہا۔ اس کے برعکس غزالی نے تحلیلی فکر Analytical Attitude سے مایوس ہو کر تصوف یعنی فکر کلی Synthetic Thought کا سہارا لیا اور مذہب کے بارے میں مثبت پہلو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔''(۱۳۱)

(ا) مندرجہ بالا اقتباس میں دیے گئے متن کا موزوں عنوان تجویز کرنے کے علاوہ انگریزی الفاظ واوین ('''') میں دے کر، انھیں نمایاں کیا جاسکتا ہے۔

(ب) متن کی چوتھی سطر میں دیے گئے لفظ ''عمل پیدا'' کی جگہ پر لفظ ''عمل پیرا'' آنا چاہیے۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں دیے گئے حواشی کی مدد سے تفہیمِ متن میں کافی مدد ملتی ہے۔

تاہم کتاب کے متن کی طرح حواشی میں بھی متنی اغلاط پائی جاتی ہیں۔ مثلاً

ا۔ پہلے خطبے کے حواشی میں امام محمد الغزالی کے بارے میں لکھا ہوا ہے:

''13۔ مشہور مسلم امام اور فلسفی ابو حامد محمد ابن محمد 5059ھ۔ 1111ء مصنف تہافۃ الفلاسفہ۔'' (۱۳۲)

خطبہ نمبر 1 کے حواشی سے دیے گئے مندرجہ بالا اقتباس میں امام غزالی کا سنِ ولادت 5059ھ لکھا گیا ہے جو بالکل غلط اور مضحکہ خیز ہے۔ یہاں ان کا سنِ ولادت 1059ء آنا چاہیے۔

۲۔ حواشی کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً مندرجہ بالا ''حاشیہ'' میں اگر امام غزالی کا اور ان کی تصنیف ''تہافۃ الفلاسفہ'' کا مختصر سا تعارف دے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں کئی مقامات پر بغیر ترجمے کے فارسی متن دیا گیا ہے۔ اگر فارسی متن کے ساتھ ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو تسہیل کا حق ادا ہو جاتا۔ اس ضمن میں ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

از حدیثِ مصطفیؐ داری نصیب — دینِ حق اندر جہاں آمد 'غریب'
با تو گویم معنی ایں حرفِ بکر — غربتِ دیں نیست فقرِ اہلِ ذکر
بہرآں مردے کہ صاحبِ جستجو است — غربتِ دیں ندرتِ آیاتِ اوست
غربتِ دیں ہر زماں نوع دگر — نکتہ را دریاب اگر داری نظر
دل بآیاتِ مبیں دیگر بہ بند — تا بگیری عصرِ نو را در کمند (۱۳۳)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں کئی مقامات پر نامکمل اور ادھورے جملے نظر آتے ہیں جس سے تصحیح متن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

غلط/نامکمل متن	درست/ مکمل متن
جسے خیال کے، اور کسی سے عبور نہیں کیا جاسکتا۔ (۱۳۴)	جسے سوائے خیال کے، اور کسی سے عبور نہیں کیا جاسکتا۔
اس حیات کو ایغو کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا انسان کی مانند ہے۔ (۱۳۵)	اس حیات کو ایغو (ego) کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا انسان کی مانند ہے۔
اس کو کسی پیمانہ سے ناپا جائے گا تا کہ پتہ چلے کہ یہ ہمیشہ یہ ہمیشہ یکساں ہے۔ (۱۳۶)	اس کو کسی پیمانے سے ناپا جائے گا تا کہ پتہ چلے کہ یہ ہمیشہ یکساں ہے۔
زماں کے بارے میں ایسا ادراک زماں کے بارے میں ایسا ادراک زماں کے بارے میں ہماری فہم میں کوئی اضافہ نہیں کرتا۔ (۱۳۷)	زماں کے بارے میں ایسا ادراک زماں کے بارے میں ہماری فہم میں کوئی اضافہ نہیں۔
ان کا ادارہ تھا کہ وہ یہ کتاب مجھے تحریر کرواتے جاتے۔ (۱۳۸)	ان کا ارادہ تھا کہ وہ یہ کتاب مجھے تحریر کرواتے جاتے۔....
مذہب اور سائیس میں فرق اور مماثلت۔ (۱۳۹)	مذہب اور سائنس میں فرق اور مماثلت
مزاج کے عین بق ہو۔ (۱۴۰)	مزاج کے عین مطابق ہو۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے تمام خطبات کے شروع میں اہم نکات دیے گئے ہیں جس سے تفہیمِ متن میں کافی مدد ملتی ہے۔تمام خطبات کے آخر پر حاصل کلام،تتمہ یا تلخیص نہیں دیے گئے۔خطبے کے آخر پر حاصل کلام کے مطالعہ سے تفہیم میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے خطبات نمبر ۱،۲،۳،۴اور۵ کے آخر پر حاصل کلام نہیں دیا گیا۔تیسرے خطبے کے آخر پر تتمّہ (۱۴۱)، چھٹے خطبے کے آخر پر خطبے کی تلخیص (۱۴۲)اور ساتویں خطبے کے آخر پر حاصل کلام (۱۴۳) دیے گئے ہیں۔

خطبات نمبر۳ کے علاوہ تمام خطبات کے آخر پر حوالے / حواشی دیے گئے ہیں۔چھٹے خطبے کے آخر پر دیے گئے حوالے / حواشی مفصل ہیں اور ان کی مدد سے تفہیمِ متن میں کافی زیادہ مدد ملتی ہے۔خطبہ نمبر۳ کے آخر پر تیرہ حوالہ جات تو دیے گئے ہیں مگر حواشی نہیں دیے گئے۔اس خطبات میں بہت سی ایسی شخصیات،احوال اور اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے جن کی مزید تعارف و وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔سید نذیر نیازی نے اس خطبے کے آخر پر ایک سوسترہ (117) حوالے وحواشی دیے ہیں۔(۱۴۴)

انھوں نے حقیقتِ دعا،نقطہ اور لمحہ، جوہری زمانہ،علم الٰہی،مراتب نفس انسانی اور تصوف کی نو افلاطونی کے عنوانات کے تحت تصریحات بھی دی ہیں۔(۱۴۵)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے آخر پر'' فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ونفسیات'' دی گئی ہے اس میں خطبات کے مشکل الفاظ اور اصطلاحات کا مفہوم دیا گیا ہے۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے علمی معیار کا خطباتِ اقبال کے ضمن میں ترجمے اور تفہیم وتسہیل کے لیے لکھی گئی دیگر کتب سے موازنہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک اچھی علمی کوشش ہے مگر اسے مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے۔اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

1۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں ساتویں خطبے کے درج ذیل مشمولات تحریر کیے گئے ہیں:

☆ مذہبی زندگی کے تین ادوار

☆ فلسفہ کانٹ کا تنقیدی جائزہ

☆ ایک اہم اعتراض اور اس کا جواب

☆ عہدِ حاضر میں اس بحث کی خصوصی اہمیت

☆ جدید انسان کا المیہ

☆ مذہبی تجربے پر تنقید اور اس کا جواب

☆ مذہبی تجربہ اور تحلیلِ نفسی

☆ شیخ احمد سرہندی کے افکار

☆ نیٹشے کیوں خائب و ناکام ہوا

☆ مذہب اور سائنس میں فرق اور مماثلت

☆ حاصل کلام (۱۴۶)

ساتویں خطبے کا بغور مطالعہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ "تسہیل خطباتِ اقبال" کے مشمولات میں درج ذیل عنوانات کا اضافہ ہونا چاہیے:

☆ مشرق و مغرب کی زبوں حالی کے اسباب و نتائج

☆ ینگ کی مذہب اور نفسیات کے باہمی اختلاف و اشتراک کے بارے میں رائے

☆ خودی کا نصب العین

2۔ "تسہیل خطباتِ اقبال" میں بعض مقامات پر مشکل عبارت کی وجہ سے تفہیم متن میں دشواری پیش آتی ہے۔ سادہ اور سلیس عبارت سے تسہیل کا کام اور بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

خودی کے نصب العین کے بارے میں تسہیل خطباتِ اقبال میں درج ہے:

> "خودی کا منتہائے مقصود یہ نہیں کہ اپنی انفرادیت کے حدود توڑ ڈالے اور سمندر میں قطرے کی طرح گم ہو جائے، بلکہ اس کا مقصود و مطلوب یہ ہے کہ وہ اپنی انفرادیت کا زیادہ قوی اور بھرپور انداز میں اظہار کرے۔ لہٰذا اس کا معراج عمل، فکر و تعقل کا عمل نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک روح پرور حیاتی عمل ہوگا جو اس میں گہرائی اور پختگی پیدا کرے اور اس کے جذبہ عمل کو تحریک دیتے ہوئے اس یقین کا باعث بنتا ہے کہ کائنات محض دیکھنے یا افکار و تصورات کی شکل میں سمجھنے کی چیز نہیں بلکہ ایک ایسی چیز ہے جس کو ہم اپنے مسلسل عمل سے بار بار بناتے ہیں اور اس کی صورت گری کرتے ہیں۔ یعنی ہمارے عمل پیہم اور مسلسل جدوجہد کے باعث یہ ہر آن نت نئی شکلوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ روح پرور حیاتی عمل اور اس کا ادراک خودی کے لیے سرور و کیف کا انتہائی لمحہ ہے، مگر اس کے ساتھ سخت ترین آزمائش بھی۔ (۱۴۷)

مندرجہ بالا اقتباس میں بیان ہوا ہے کہ خودی کا مقصد اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا اور مسلسل عمل اور مسلسل جدوجہد سے کائنات میں تخلیق اور تسخیر کے عمل کو جاری رکھنا ہے۔ مسلسل عمل اور جدوجہد کی بدولت خودی مستحکم سے مستحکم تر ہوتی ہے اور اسے سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

محمد شریف بقا نے ''خطباتِ اقبال پر ایک نظر'' میں خودی کا مقصد اس طرح سے بیان کیا ہے:

''..... خودی کا اصلی مقصد حقیقت کا دیدار نہیں بلکہ کچھ کرنا ہے۔ خودی کا حقیقی نصب العین فکر کی بجائے عمل ہے۔ اپنی انفرادیت کو گم کرنے کے بجائے خودی کو اپنے استحکام اور بقا کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں خودی کا مقصد نفیِ ذات نہیں بلکہ اثباتِ ذات ہے۔ یہ دنیا اس لیے تخلیق نہیں کی گئی کہ ہم اس کے بارے میں صرف تصورات قائم کریں یا معلومات حاصل کریں بلکہ ہمیں اپنے عملِ پیہم اور سعی مدام کی بدولت اس کی تعمیر و ترقی میں نمایاں حصہ لینا چاہیے۔......''(۱۴۸)

''خطباتِ اقبال پر ایک نظر'' میں دی گئی عبارت ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کی عبارت سے زیادہ آسان اور عام فہم ہے۔

خطباتِ اقبال کا نفسِ مضمون اور عبارت بہت مشکل ہیں۔ ان کی تفہیم کے لیے لکھے گئے تراجم و دیگر تحقیقی وتنقیدی کتب کی عبارت جس قدر آسان اور عام فہم ہوگی، اسی قدر یہ کتب افادۂ عامہ کا باعث ہوں گی۔ اکثر مترجمین، شارحین اور مبصرین، قارئین کی اس بنیادی ضرورت کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ ''تلخیص خطباتِ اقبال'' از ''ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم'' میں بھی اسی طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں نظر آتی ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ نمبر ۲ کی تلخیص میں خودی کا مقصد اندریں الفاظ بیان ہوا ہے:

''...... مقصود نفس کچھ دیکھنا نہیں بلکہ کچھ ہونا ہے، رویت حقیقت مقصود نہیں بلکہ تحقیق خودی مقصود ہے، نفس کا مقصود فکر نہیں بلکہ قدرت ہے، نفس کا حقیقی مقصود اپنی انفرادیت سے کنارہ کش ہونا نہیں بلکہ شخصیت یا خودی کا تشخص و تعین ہے، غایت حیات عقل و فکر نہیں بلکہ ظاہر و باطن میں انقلاب آفرینی ہے۔ عرفانی حالت انسان کے لیے محل امتحان بھی ہے اور سرچشمۂ سعادت بھی۔(۱۴۹)

مشکل الفاظ کے استعمال کی وجہ سے مندرجہ بالا عبارت عام فہم نہیں رہی۔ اس عبارت کا مفہوم یہ ہے:

''خودی کا مقصد اپنی انفرادیت کو برقرار رکھنا اور مسلسل عمل و جدوجہد سے اپنے آپ کو مضبوط تر کرنا اور اپنے باطن میں اور کائنات میں تبدیلی و اصلاح کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے سعادتِ دارین حاصل کرنا ہے۔''

خطباتِ اقبال پر لکھی گئی مختلف کتب کی عبارتوں کے موازنے سے واضح ہوتا ہے کہ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کی عبارت، ''تلخیص خطباتِ اقبال'' کی عبارت سے قدرے آسان مگر ''خطباتِ

اقبال پر ایک نظر'' کی عبارت سے قدرے مشکل ہے۔ تسہیل کے تقاضوں کے پیشِ نظر اس کتاب کا طرزِ تحریر اور عبارت مزید آسان، سلیس اور بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

''تسہیل خطباتِ اقبال'' میں دیے گئے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی تحریر کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ایسے قارئین جو فارسی زبان نہیں جانتے، وہ بھی ان اشعار کا مفہوم جان سکیں۔ ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کی طرح ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' میں بھی فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔(۱۵۰)

''مذہبی افکار کی تعمیر نو'' از'' شریف کنجاہی'' میں بھی یہی روش اختیار کی گئی ہے۔ تاہم، پروفیسر محمد عثمان نے فارسی اشعار کے ساتھ ترجمہ دیا ہے۔(۱۵۱)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے بھی اپنے تبصرہ میں ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے چند ایک اصلاح طلب پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''ہر خطبے کے شروع میں، اہم نکات درج ہیں۔ بعض خطبوں کے آخر میں حواشی بھی دیے گئے ہیں (بعض خطبوں کے حواشی، حواشی نہیں محض حوالے ہیں) کتاب کے آخر میں فلسفہ ونفسیات کی اردو اصطلاحوں کی فرہنگ دی گئی ہے' مگر یہ اردو اصطلاحات کا متبادل ہیں؟ یہ علم نہیں ہوتا۔ یہاں اردو اصطلاحات کے بالمقابل انگریزی الفاظ کا اندراج از بس ضروری تھا، اس لیے کہ بہت سے انگریزی الفاظ و اصطلاحات کے اردو مترادفات میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ پھر یہ کہ بعض انگریزی اصطلاحیں، اردو اصطلاحوں کی نسبت زیادہ مانوس ہیں۔ ان کی مدد سے تسہیل و تفہیم میں آسانی ہوتی۔ معلوم نہیں، مرتبین کی نظر سے یہ اہم نکتہ کیوں اوجھل ہوگیا۔ اس فرہنگ کا عنوان ہے:''اصطلاحات فلسفہ ونفسیات''، مگر اس میں خاصی تعداد میں ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جن کا فلسفہ ونفسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے:

دارالسلام۔ اجتہاد۔ اخلاقِ عالیہ۔ ازمنۂ وسطیٰ۔ احیاء۔ اجماع۔ انفساخ۔ اذہان۔ عوارض۔ قدرتِ کاملہ۔ کلاسیکی ثقافت۔ مآخذ۔ مستثنیٰ۔ ماہیت۔ موقف۔ مشین۔ مقامِ کبریا۔ مصالح۔ نابغ وغیرہ

یہ سیدھے سادے لغت کے الفاظ ہیں۔ فرہنگ میں الفاظ و اصطلاحات کے اندراج میں الف بائی ترتیب کا پوری طرح خیال نہیں رکھا گیا۔ بعض الفاظ وتراکیب کے معانی ہم نہیں سمجھ سکے، مثلاً

اصطلاحی = اصلاح اور درستی

کلاسیکی ثقافت = اعلیٰ درجے کی ثقافت، مسلم الثبوت ثقافت، قدیم یونانی ثقافت۔

مقامِ کبریا = رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام۔ انسان کا بلند ترین اور حقیقی مقام۔

جملہ تسہیل نگاروں نے خطبات کو سہل بنانے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ ان میں سے بعض اصحاب

فلسفے کے اساتذہ ہیں۔اس لیے ان کا فلسفیانہ انداز، خطبات کو سمجھنے میں قدرے مشکل پیدا کرے گا۔ ہمارا خیال ہے کہ خطباتِ اقبال کی تفہیم و تسہیل میں علامہ کی شاعری اوران کے مکاتیب بہت مفید و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ابصار احمد، ڈاکٹر محمد ریاض اور رحیم بخش شاہین کے ہاں ایک حد تک شاعری سے مدد لینے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ یہ تسہیلات بہتر طور پر سمجھی جاسکتی ہیں۔

مرتبین کسی جگہ خطبات کا نام The Reconstruction of Religious Thought in Islam بھی درج کر دیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا، بلکہ یہ ضروری تھا۔ اسی طرح خطبات کے انگریزی عناوین بھی درج نہیں کیے گئے۔ اغلاطِ کتابت، نیز انگریزی اعداد کے اندراجات میں احتیاط نہیں کی گئی، چنانچہ بہت سے حوالوں اور حاشیوں کے شمار نمبر غلط ہوگئے ہیں۔ کتاب کے ''بیش گفتار'' میں بعض باتیں محلِ نظر ہیں، مگر ہم ان کا ذکر چھوڑتے ہیں۔

تفہیم اقبال کے ضمن میں، تسہیلِ خطبات کی یہ کوشش بحیثیت مجموعی خوش آئندہ ہے۔ امید ہے یہ کاوش کسی نہ کسی درجے میں بہر حال مفید ثابت ہوگی۔'' (۱۵۲)

''تسہیل خطباتِ اقبال'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بغیر ہی ۱۹۹۷ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا گیا۔ اُمید ہے کہ اس کی آئندہ اشاعت بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تسہیل خطباتِ اقبال میں کئی مقامات پر متنی اور املا کی اغلاط نظر آتی ہیں۔ اس پر از سرِ نو جائزہ لینے اور تصحیح متن کی ضرورت ہے۔ کمپوزنگ، پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا معیار بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

10۔ تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس، لاہور

اشاعت : دسمبر 1977ء

صفحات : ۱۴۷

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	تعارف	۳
	دیگر تصانیفِ اقبال اور ''جاوید نامہ''	۴
	چند امتیازی پہلو	۵
	کتاب کا نام	۷
	جاوید نامہ کے تمثیلی کردار	۸
	کتاب کا ابتدائی حصہ	۱۰
	''جاوید نامہ'' کا اسلوب اور موضوع	۱۲
	فلکِ قمر	۱۵
	زندہ رود، (اقبال کا افلاکی نام)	۲۰
	فلک عطارد (قرآنی معاشرتی تعلیمات کا گنجینہ)	۲۲
	۱۔ دین اور وطن	۲۴
	۲۔ اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام	۲۴
	۳۔ خلافتِ آدم	۲۵
	۴۔ حکومتِ الٰہی	۲۵
	۵۔ زمین خدا کی ہے	۲۶
	۶۔ حکمت خیر کثیر ہے (۲:۲۶۹)	۲۶
	۷۔ اسلام اور عصری تقاضے	۲۷

۸۔ پیغام تعلیماتِ اسلامی ۲۸
محمد سعید حلیم پاشا کے دو نکتے ۳۰
فلک زہرہ (بتانِ کہن اور فراعنہ) ۳۳
مہدی اور کچنر ۳۷
دعویٰ مہدیت ۳۸
عرب اقوام سے روح مہدی کا خطاب ۳۸
فلک مریخ ۴۰
مریخ کا ماہرِ علوم ستارہ شناس ۴۰
مسئلہ تقدیر پر نیا خیال ۴۱
فلکِ مریخ کی نام نہاد پیغامبر دوشیزہ ۴۳
فلک مشتری (حلاج، طاہرہ، غالب اور......) ۴۵
حلاج سے گفتگو ۴۵
طاہرہ کا کردار ۴۷
حلاج اور حقیقت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۴۸
ابلیس اور فریادِ ابلیس ۵۰
میرزا غالب ۵۳
فلک زحل (غدّارانِ ہند اور روحِ ہند) ۵۵
افلاک سے باہر ۵۷
شرف النساء بیگم (رحمۃ اللہ علیہ) ۵۸
حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) اور غنی کشمیری ۵۹
بھرتری ہری ۶۲
ناصر خسرو ۶۳
نادر شاہ افشار سے گفتگو ۶۴
گفتگو بابا احمد شاہ درانی ابدالی ۶۵
سلطان ٹیپو شہید سے گفتگو ۶۷
زندگی ۶۸

موت اور شہادت ۶۸
جمالِ ذات کی ندا ۷۰
خطاب بہ جاوید (نئی نسل سے چند باتیں) ۷۲
حوالے اور توضیحات ۷۸

ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت مئی تا اگست ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **تعلیمات اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)** شائع ہوا۔ متن کے لحاظ سے یہ مقالہ ''جاوید نامہ'' پر ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے گئے گزشتہ کے تمام مقالات و مضامین کے مجموعے اور اس موضوع پر ان کے حاصل مطالعہ و تحقیق پر مبنی تھا۔ یہ مقالہ بعد میں ''**جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شاملِ اشاعت ہوا۔

اس طویل مقالے کے مندرجات کی تفہیم کے لیے راقم الحروف نے مقالے میں دیے گئے ذیلی عنوانات پر مشتمل ایک فہرست ترتیب دی ہے۔ اس فہرست کی مدد سے تمام مقالے میں دیے گئے متن کی نوعیت اور اس کی ترتیب و پیشکش کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے کے شروع میں ''جاوید نامہ'' کا تعارف دیا ہے اور علامہ اقبال کی دیگر تصانیف کے ساتھ موازنہ کر کے اس کا علمی و ادبی مقام متعین کیا ہے۔ کتاب کی وجہ تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''جاوید نامہ'' کے اسلوب اور موضوع کے بارے میں ضروری امور کا ذکر کیا ہے اور اس کے کرداروں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد فلکِ قمر (صفحہ ۱۵ تا ۳۲)، فلکِ زہرہ (صفحہ ۳۳ تا ۳۹)، فلکِ مریخ (صفحہ ۴۰ تا ۴۴)، فلک مشتری (صفحہ ۴۵ تا ۵۴)، فلکِ زحل (صفحہ ۵۵ تا ۵۶)، افلاکِ سے باہر (صفحہ ۵۷ تا ۷۱) اور خطاب بہ جاوید (صفحہ ۷۳ تا ۷۶) کے عنوانات کے تحت ذیلی عنوانات قائم کرتے ہوئے مختلف کرداروں کے حوالے سے حقائقِ زندگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر پر (صفحہ ۷۸ تا ۸۳ پر) ''حوالے اور توضیحات'' کے عنوان سے حوالہ جات اور حواشی دیے گئے ہیں۔

تمام مقالہ سلیس، رواں اور عام فہم عبارت پر مشتمل ہے۔ چند ایک مقامات پر قدرے مشکل عبارت نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے ''جاوید نامہ'' کے فکری و فنی محاسن اجاگر کیے ہیں۔ انھوں نے اس کے مشکل مقامات کی تسہیل کر کے جاوید نامہ کے تفہیم متن کے سلسلے میں گراں قدر خدمت سرانجام دی ہے۔ (۱۵۴)

11- تفسیرِ اقبال

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور

اشاعت : بار اول: ۱۹۸۸ء، بار دوم: ۱۹۹۵ء

صفحات : ۴۲۰

قیمت : ۲۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
۰۱۔	تعارف۔۔۔از مصنف	۰۰۷	
۰۲۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	۰۰۹	۰۲۱
۰۳۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	۰۳۰	۰۳۹
۰۴۔	مقدمہ سرودِ اقبال	۰۶۹	۰۵۴
۰۵۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	۱۲۳	۰۳۰
۰۶۔	اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	۱۵۳	۰۲۰
۰۷۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	۱۷۳	۰۵۰
۰۸۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	۲۲۳	۰۲۲
۰۹۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	۲۴۵	۱۰۴
۱۰۔	اقبال اور بیدل	۳۴۹	۰۴۷
۱۱۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی (۱۵۴)	۳۹۶	۰۲۴

''تفسیرِ اقبال'' میں شامل مقالات و مضامین میں طویل ترین مقالہ ۱۰۴ صفحات پر اور مختصر ترین مقالہ ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تین مقالات میں سے ہر ایک قریباً ۵۰ صفحات پر، دو مقالات میں سے ہر ایک قریباً ۳۵ صفحات پر اور چار مقالات میں سے ہر ایک قریباً ۲۰ صفحات پر

مشتمل ہے۔ درج ذیل مقالات و مضامین کے فہرست عنوانات میں اور ان مقالات و مضامین کے ساتھ دیے گئے عنوانات میں کچھ فرق ہے:

نمبر	فہرست عنوانات میں دیے گئے عنوانات	مقالات و مضامین کے ساتھ دیے گئے عنوانات
۰۱۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	اقبال اور آئینِ جوانمرداں
۰۲۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	محمد سعید حلیم پاشا
۰۳۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	اقبال اور جمال الدین افغانی

''تفسیرِ اقبال'' کے مقالات و مضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے درج ذیل مختلف مجلّات و رسائل اور کتب میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ موضوعاتی مطالعے کے لیے اس فہرست میں موضوع و عنوان سے متعلقہ دیگر مقالات و مضامین بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	ابیاتِ اقبال کے معانی	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب
02۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	آئین جوانمرداں اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
03۔	اقبال اور بیدل	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	بیدل فکر و فن	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
	بیدل ۔۔ تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	مرزا بیدل: فکر و فن	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
	مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
	میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	اقبالیات	لاہور	
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
04۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
	سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)	فاران	کراچی	دفتر فاران

	سعید حلیم پاشا	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
05۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	جمال الدین افغانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
		اقبال ریویو	حیدرآباد	اقبال اکیڈمی
	سید جمال الدین اسدآبادی افغانی	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
06۔	اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکادمی
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	فکر ونظر	اسلام آباد	
	علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
07۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
08۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال شناسی کے..	لاہور	بزمِ اقبال
	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	اقبال کے نمونہ ہائے تراجم	افکارِ اقبال	لاہور	مکتبہ تعمیرِ انسانیت
09۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ			
	اقبال پر فارسی کتب اور تراجم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
	ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور			
	میں اقبال شناسی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	ایران میں مطالعہ اقبال	فکر ونظر	اسلام آباد	
	ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک وہند میں	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب
10۔	مقدمہ سرودِ اقبال	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب "سرود اقبال"..	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

ڈاکٹر محمد ریاض پاکستان اور بیرونِ ملک اردو و فارسی زبان وادب، خصوصاً اقبالیات کے

حوالے سے ہونے والی علمی و ادبی سرگرمیوں اور مطبوعات سے باخبر رہتے تھے۔ پاکستان، انڈیا اور ایران میں اقبالیات کے حوالے سے ہونے والے سیمینارز اور کانفرنسز میں شامل ہوتے رہتے تھے اور اس ضمن میں حاصل ہونے والی معلومات کو پرنٹ میڈیا کے ذریعے قارئین تک پہنچا دیتے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار منعقدہ علی گڑھ میں شرکت کے دوران انھیں بھارت میں ''تفسیرِ اقبال'' کے نام سے چھپی ہوئی ایک کتاب ملی۔ یہ کتاب ان کے اِس زیرِ مطالعہ کتاب ''تفسیرِ اقبال'' کی تدوین کا سبب بن گئی۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''فروری 1987ء کے آخری ہفتے میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار منعقدہ علی گڑھ میں شرکت کرنے کے بعد جب میں لاہور میں ان سے (ناشر مقبول اکیڈمی، ملک مقبول احمد سے) ملا تو انھوں نے میرے پاس ''تفسیرِ اقبال'' نام کی بھارت میں چھپی ہوئی ایک کتاب دیکھی۔ اس کتاب کو بہار الہ آبادی نے ۱۹۸۲ء میں شائع کروایا اور اس میں پاکستانی مجلوں میں شائع ہونے والے مقالے درج ہیں۔ خود میرے دو مقالے ''اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ'' اور ''اقبال کے ساقی نامے'' جو ہمارے ملک کے بعض مجموعوں میں شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب میں شامل ہیں۔ جناب ملک مقبول احمد نے تقاضا کیا کہ اس نام کی ایک کتاب میں اپنے مطبوعہ / غیر مطبوعہ مقالات کے مجموعے کی صورت میں مرتب کروں۔ اس سے قبل ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۵ء میں بالترتیب وہ میرے چالیس طویل اور مختصر مقالے ''تبرکاتِ اقبال'' اور ''افاداتِ اقبال'' کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔''(۱۵۵)

تفسیرِ اقبال کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

> ''تفسیرِ اقبال'' کے تین مضامین اقبالؔ سے افغانی، بیدل اور سعید حلیم پاشا کے تقابلی مطالعے پر مبنی ہیں۔ دو ایک اقبالیات کے عمومی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ مضمون ''ابیاتِ اقبال کے معانی، شاعر کی اپنی تحریروں میں'' میں کھوج لگایا گیا ہے کہ علامہ نے اپنے بیسیوں اشعار کی تشریح، جہاں تہاں نثری تحریروں میں بھی کی ہے۔ دو مضمون ایران کے حوالے سے ہیں، ''سرودِ اقبال'' (فخر الدین حجازی) کے مقدمے کا ترجمہ اور ''ایرانی درسی کتابوں میں ذکرِ اقبال کے کوائف''۔ مقالہ نگار نے اپنی ہر بات کو سند و حوالہ سے معتبر بنایا ہے۔ یہ مقالے اقبالیات اور اس کے متعلقات پر ڈاکٹر محمد ریاض کی گہری نظر کا پتا دیتے ہیں۔'' (۱۵۶)

تفسیرِ اقبال کے بارے میں ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر محمد ریاض نے شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے کلام کی تشریح و توضیح کے لیے بہت ریاضت کی ہے۔ فارسی کلام، خطبات اور اقبال کی شاعری کے عارفانہ پہلوؤں پر ڈاکٹر محمد ریاض

کی تحقیق قابلِ ستائش ہے۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اقبالیات ان کی خدمات سے ایک عرصہ تک فیض حاصل کرتا رہا۔زیرِنظر کتاب ''تفسیرِ اقبال'' ان کے مضامین کا مجموعہ ہے۔اس سے پہلے مقالاتِ اقبال پر مشتمل ان کے دو مجموعے ''برکاتِ اقبال'' اور ''افاداتِ اقبال'' بھی شائع ہو چکے ہیں۔''تفسیرِ اقبال'' میں دس مضامین شامل ہیں۔تمام مضامین اقبالیاتی ادب کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔کتاب کا دوسرا مضمون ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں'' اپنی جدت اور علمیت کی وجہ سے قابل توجہ ہے۔اس میں علامہ کے اشعار کے معانی ان کی نثری تحریروں کے اقتباسات کے ذریعے واضح کیے گئے ہیں کیونکہ اقبال کے اکثر اشعار میں جو فکر کارفرما نظر آتی ہے وہ ان کی نثر میں بھی موجود ہے۔اس طرح ان اشعار کا مفہوم ان کی نثر کے ذریعے قابل فہم بن جاتا ہے۔''اقبال ایران کی درسی کتب میں'' کے مطالعے سے یہ خوش گوار حقیقت ہم پر واضح ہوتی ہے کہ شاعرِ مشرق کے احوال و آثار اب ایران کے نونہالوں کی درسی کتب میں شامل ہوگئے ہیں جو کہ ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔۔۔''تفسیرِ اقبال'' کا ہر مقالہ اقبال کو مختلف پہلوؤں سے جانچنے اور پرکھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے۔کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔''(۱۵۷)

''تفسیرِ اقبال'' میں شامل تمام مقالات علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے بہت زیادہ افادیت کے حامل ہیں۔تاہم، اس کا کتابت، پیپر اور پروف خوانی کا معیار اچھا نہیں ہے۔مندرجہ بالا اقتباس میں ''افاداتِ اقبال'' کا سنِ طباعت درست نہیں لکھا گیا۔یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی نہ کہ ۱۹۸۵ء میں۔کتاب ''برکاتِ اقبال'' کا نام بھی ''تبرکاتِ اقبال'' لکھا گیا ہے، جو کہ درست نہیں ہے۔دونوں کتب (برکاتِ اقبال اور افاداتِ اقبال) میں شامل مقالات کی تعداد چالیس نہیں بلکہ پچاس ہے۔اسی طرح پہلے مقالے میں حوالہ جات و حواشی متن کے ساتھ ہی ملا کر کتابت کر دیے گئے ہیں۔ان اغلاط کے پیشِ نظر دیگر مندرجات بھی بغیر تصدیق کے درست تسلیم نہیں کیے جا سکتے۔

''تفسیرِ اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۱۰ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ان میں ۴ مقالات و مضامین علامہ کے افکار و تصورات پر، ۳ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔''تفسیرِ اقبال'' میں شامل مقالات و مضامین کا مطالعہ پیشِ خدمت ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء کے صفحہ نمبر ۴۹ تا ۶۸ پر ''**اقبال کے چند تراجم و ماخوذات، تقابلی نمونے**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے اخذ واقتباس و ترجمے کے اسلوب کے بارے میں تبصرہ و جائزہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے عربی، فارسی اور انگریزی سے اخذ و ترجمہ کی مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال اخذ واقتباس و ترجمے کے ضمن میں آزادانہ روش کے حامل تھے۔ ماخوذ و مقتبس و مترجم اور تضمین و تلمیح کے حامل موضوعات ان کے ہاں آکر حیرت انگیز طور پر عروج پا جاتے تھے۔ مجلّہ بزمِ اقبال میں شائع ہونے والے مقالے میں حوالہ جات و حواشی ہر صفحہ کے پاورقی میں دیے گئے ہیں۔ اصل متن اور حوالہ جات و حواشی میں کوئی خطِ امتیاز قائم نہیں کیا گیا جس وجہ سے تفہیمِ متن میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔ بعد میں یہی مقالہ بزمِ اقبال کی مرتبہ و مطبوعہ کتاب ''**اقبال شناسی کے زاویے (منتخب مقالاتِ مجلّہ اقبال ۱۹۷۴ء۔۱۹۸۴ء)**'' مطبوعہ مئی ۱۹۸۵ء میں بغیر کسی تبدیلی و اصلاح کے شامل کرلیا گیا۔ تاہم، یہاں پر مقالے کے متن اور پاورق میں دیے گئے حوالہ جات و توضیحات میں خطِ امتیاز قائم کر دیا گیا جس سے تفہیمِ متن میں حائل رکاوٹ دور ہوگئی۔ بعد میں یہ مقالہ ''**اقبال کے تراجم اور ماخوذات**'' کے عنوان سے ''تفسیرِ اقبال'' (۱۹۸۸ء) میں شامل کرلیا گیا۔ اس کی کتابت کے وقت مجلّہ ''اقبال''، اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء کو ہی پیشِ نظر رکھا گیا۔ نفسِ مضمون اور حوالہ جات و حواشی کا امتیاز قائم رکھے بغیر اس کی کتابت کر دی گئی اور ناقص پروف ریڈنگ کی وجہ سے حوالہ جات و حواشی اصل متن کے ساتھ خلط ملط ہو کر شائع ہوگئے۔ بعد میں متذکرہ بالا مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم پر مشتمل کتاب ''افکارِ اقبال'' (۱۹۹۰ء) کے صفحہ نمبر ۱۶۷ تا ۱۸۹ پر شامل ہو کر شائع ہوا۔ جہاں پاورق میں خطِ امتیاز دے کر حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔ راقم الحروف کے ''افکارِ اقبال'' پر لکھے گئے تبصرے و جائزے میں اس مقالے پر تبصرہ و جائزہ دیا گیا ہے جو اس زیرِ مطالعہ مقالے کے باب سوم میں شامل ہے۔ (۱۵۸)

مجلس ترقی ادب کے مجلّہ ''صحیفہ'' کے اکتوبر ۱۹۸۷ء کے شمارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''**ابیاتِ اقبال کے معانی**'' شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مقالہ ''**ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں**'' کے عنوان سے ''تفسیرِ اقبال'' میں شامل کیا گیا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے کئی ایسے اشعار دیے ہیں جن کی

علامہ محمد اقبال نے خود اپنی تقاریر، مکتوبات، خطبات یا ملفوظات میں تشریح بیان کی ہے۔ اس طرح علامہ محمد اقبال نے بعض مواقع پر اپنی تصانیف کی غرض و غایت بیان کی اور ان کے مشمولات پر تبصرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں یہ تبصرات بھی دیے ہیں اور منثور تحاریر اور اردو و فارسی کلام کے تقابلی و موازنے سے اقبال شناسی کے لیے نثر و نظم کو ملا کر پڑھنے کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نظم ''شمع اور شاعر'' کے ایک شعر کی تشریح دی ہے۔ مسئلہ ملکیتِ زمین کے بارے میں ''جاوید نامہ'' اور ''بالِ جبریل'' سے اشعار دیے ہیں اور علامہ مرحوم کے مکتوب مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء سے مسئلہ ملکیت زمین کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار نقل کیے ہیں۔ ادبیات اور فنونِ لطیفہ کے بارے میں علامہ اقبال کے اردو و فارسی اشعار اور ان کی ایک تقریر سے موضوع سے متعلقہ متن دیا ہے۔ اس طرح سوشلزم و کمیونزم کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے متعدد اشعار اور ان کی نثری توضیحات دی گئی ہیں۔ فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں یہ مقالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔(۱۵۹)

ڈاکٹر محمد ریاض انقلابِ ایران (فروری ۱۹۷۹ء) سے قبل دو میعادوں کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ایران میں مقیم رہے۔ انھیں اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء)، حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہفتے یا دو ہفتے تک ایران میں رہنے اور تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔ اس دوران انھیں ایران کے جمہوری اسلامی دور کے اقبالیاتی ادب کے مطالعے کا اور ایران کے اقبال شناس مصنفین و مترجمین سے شناسائی کا موقع ملا۔ انھوں نے متعدد مقالات و مضامین لکھ کر قارئین کرام کو فارسی ادب کے نئے رجحانات اور ایران میں مطالعہ اقبال کی پیشرفت سے آگاہ کیا۔ ان مقالات و مضامین کا تعارف و جائزہ درج ذیل ہے:(۱۶۰)

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۱، شمارہ ۲، اشاعت اپریل ۱۹۷۴ء کے صفحات ۱۰۳ تا ۱۰۶ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''ایران میں اقبال پر تازہ کام''** شائع ہوا۔ یہی مقالہ ماہنامہ ''فکر و نظر'' کی جلد ۱۳، شمارہ ۱۰، اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء کے صفحات ۸۳۴ تا ۸۴۲ پر ''ایران میں مطالعۂ اقبال'' کے عنوان سے قدرے اختصار کے ساتھ شائع ہوا۔ ستمبر ۱۹۷۳ء کو پونے پانچ برس بعد جب ڈاکٹر

محمد ریاض دوبارہ ایران گئے تو اس عرصے میں انھوں نے ایران میں اقبالیات پر ہونے والے علمی و ادبی کاموں کا جائزہ لیا اور اسے اس مقالے کی صورت میں قارئین کے لیے شائع کرادیا۔ مقالے کے شروع میں انھوں نے کلامِ اقبال پر لکھی گئی تضمینوں کی چار مثالیں دی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ڈاکٹر احمد احمدی بیرجندی کی مطبوعہ کتاب ''دانائے راز'' (۱۹۷۰ء) کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کتاب میں علامہ اقبال کی زندگی، ان کی فارسی شاعری کے اسالیب اور ایک مفکر کی حیثیت سے ان کے مقام پر بحث ملتی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں تہران کے مشہور مذہبی ادارے ''حسینیہ ارشاد'' نے اقبال پر ایک بھرپور کانفرنس منعقد کروائی جس میں متعدد اہلِ علم و فضل نے شاعرِ مشرق کے فکر و فن پر مقالے پڑھے۔ ایک سو ساٹھ صفحات پر مشتمل مقالات کا مجموعہ ۱۹۷۳ء میں ''علامہ اقبال، کنگرہ برزگداشت شاعر متفکر'' کے زیرِ عنوان ہوا۔ ''حسینیہ ارشاد'' نے ۱۹۶۸ء میں بانگِ درا، حصہ سوم میں شامل ترانہ ملی فارسی اور عربی منظوم و منثور تراجم کے ساتھ چھپوایا۔ ۱۹۷۳ء میں صد سالہ جشنِ ولادت اقبال منایا گیا۔ اس موقع پر تہران کی انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان نے پروفیسر ڈاکٹر فضل اللہ رضا کا تحریر کردہ رسالہ ''محمد اقبال'' شائع کرایا۔ مقالہ ''ایران میں اقبال پر تازہ کام'' کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۴ء کے آغاز میں تہران یونیورسٹی میں کلامِ اقبال کی تدریس کے آغاز کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اس مقالے میں مذکورہ تمام مطبوعات میں سے چند مثالیں دے کر ان کا نفسِ مضمون اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ (۱۶۱)

جولائی ۱۹۸۶ء میں مجلّہ اقبالیات (اقبال ریویو) کی جلد ۲۷، شمارہ ۲، کے صفحہ ۱۵۳ تا ۱۸۰ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''اقبال، ایران کی درسی کتب میں'' شائع ہوا۔ بعد میں یہ مقالہ ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔ ۱۹۸۴ء کے خزاں کے دوران (ستمبر تا نومبر) تہران سے ایک بڑی تقطیع میں ''اقبال لاہوری در کتابہائی درسی جمہوری اسلامی ایران'' کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا جس میں ایران کے ہائی سکولوں (کلاس ششم تا دوازدہم) میں عمومی اور خصوصی مضامین میں علامہ اقبال کے احوال و آثار کی درسی کتب میں شمولیت کا کوائف نامہ درج تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتابچے کے حوالے سے اپنے مقالہ ''اقبال، ایران کی درسی کتب میں'' مختلف جماعتوں میں پڑھائے جانے والے اقبالیاتی نصاب کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کتابچے کا تعارف غلام علی حداد عادل نے تحریر کیا ہے جو وزارتِ تعلیم کے شعبۂ تحقیق اور منصوبہ بندی کے چیئرمین ہیں۔ کتابچے کے اندرونی صفحے پر ''زبورِ عجم'' حصہ دوم کی غزل نمبر ۵۸ درج ہے۔ اگلے صفحے پر حضرت علامہ کی

تصویر ہے اور اس کے نیچے مثنوی اسرارِ خودی کی تمہید کا ایک شعر دیا گیا ہے۔ سالِ سوم راہنمائی کی کلاس (یعنی عمومی جماعت ششم) سے طلبہ کو علامہ اقبال کے احوال و افکار سے آگاہ کروانا شروع کیا جاتا ہے ۔ کلاس نہم میں تعارف کے بعد اقبال کے ''جاوید نامہ (فلک عطارد و آنسوئے افلاک)'' اور ''پس چہ باید کرد'' سے منتخب اشعار دیے گئے ہیں ۔ کلاس یازدہم کے فارسی نصاب میں ''پیامِ مشرق'' کی پانچ دوبیتیاں (از لالۂ طور)، ''زبورِ عجم'' حصہ دوم کا معروف مستزاد ''از خواب گراں خیز'' اور ''مثنوی پس چہ باید کرد'' کے اسی عنوان کا ایک اقتباس جزوِ درس ہے۔ اس سے اگلی کلاس میں اقبال کی اکثر فارسی کتابوں سے منتخب کلام دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مقالے سے واضح ہوتا ہے کہ ایرانی دانشوروں نے فکرِ اقبال کی قدر و قیمت، اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اپنے تعلیمی اداروں میں ۱۹۸۶ء کے قریب تصانیفِ اقبال کے منتخبہ حصوں کی تعلیم شروع کر دی تھی ۔ پاکستان کی درسی کتب میں آج بھی یہ صورتِ حال نظر نہیں آتی ۔ مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو ایران کا نظامِ تعلیم پاکستانی نظام تعلیم سے قدرے بہتر ہے۔ وہاں قدرے اعلیٰ ذوقِ تحقیق اور ذوقِ تعلیم و تدریس پایا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں صرف علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بھرپور انداز سے میٹرک تا پی ایچ ڈی کی سطح تک اقبالیات کی تعلیم دی جاتی ہے دیگر یونیورسٹیز اور تعلیمی بورڈز کے تحت چلنے والے تعلیمی اداروں میں اقبالیات کی خاطر خواہ تعلیم نہیں دی جا رہی۔ اس کفرانِ نعمت کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی ۔

ڈاکٹر محمد ریاض دسمبر ۱۹۹۰ء میں فردوسی عالمی کانفرنس کے سلسلے میں ایران گئے تھے۔ وہاں اقبالیات پر شائع ہونے والی سات نئی کتب تک انھیں رسائی حاصل ہوئی ۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں انھیں دوبارہ دو ہفتے ایران میں رہنے کا موقع ملا۔ اس دوران انھیں دسمبر ۱۹۹۰ء کے بعد حضرت علامہ اقبال کے بارے میں شائع ہونے والے تین مزید انگریزی کتابوں کے مطبوعہ فارسی تراجم ملے ۔ انھوں نے اپنے مضمون **''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''** میں ان تمام کتب و تراجم کا تعارف پیش کیا ہے۔ ان سب کی مختصر کیفیت حسبِ ذیل ہے:

۱۔ اقبال شرق :۔ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب علامہ اقبال کے احوال، آثار، افکار اور منتخب کلام پر مبنی ہے۔ اسے نیشنل یونیورسٹی تہران کے استادِ فارسی ،عبدالرفیع حقیقت نے مرتب کیا اور بنیاد نیکوکاری نوریانی تہران نے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا۔

۲۔ **نوائے شاعر فردا یعنی مثنویہائے اسرارِ خودی و رموزِ بے خودی:**۔۲۵۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مثنویوں کے لفظی و معنوی بنیادوں پر حواشی اور ہر عنوان کے اشعار کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ اسے ڈاکٹر محمد حسین مشائخ فریدی نے مرتب کیا اور بنیاد فرہنگ تہران نے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔

۳۔ **فلسفہ آموزش اقبال:**۔ یہ ڈاکٹر سید غلام السیدین کی انگریزی کتاب Iqbal's Educational Philosophy کا ۳۱۶ صفحات پر مشتمل فارسی ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم عزیز الدین عثمانی ہیں۔ اسے انتشارات حکمت تہران نے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا۔

۴۔ **گزیدہ اشعار فارسی علامہ اقبال:**۔ یہ کتاب اقبال کی جملہ فارسی تصانیف کے انتخابات پر مشتمل ہے۔ ۹۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے آغاز میں علامہ اقبال کے حالاتِ زندگی، ان کی تصانیف، اہم تر افکار اور ان کے فارسی شعر کا اسلوب تحریر کیا گیا ہے۔ حواشی میں مشکل الفاظ اور تراکیب کے معانی دیے گئے ہیں۔ اسے امیر کبیر، تہران نے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۰ء میں شائع کیا گیا۔

۵۔ **ایران از دیدگاہ علامہ اقبال:**۔ اس کتاب میں ایران کے مشاہیر و معاریف کا بیان ہے جو علامہ اقبال کی تصانیف میں مذکور ہیں۔ ان اشخاص کا تعارف اقبال کے تاثرات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں علامہ اقبال کے فارسی کلیات، ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے فارسی ترجمے ''سیر فلسفہ در ایران'' اور خطبات کے فارسی ترجمہ ''احیائے فکر دینی در اسلام'' کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے عبدالرفیع حقیقت نے مدون کیا ہے اور شرکت مؤلفان و مترجمان، تہران نے ۱۹۸۸ئمیں شائع کیا۔

۶۔ **نامہ ھا و نگاشتہ ہائے اقبال:**۔ یہ کتاب بشیر احمد ڈار کی مرتبہ کتاب "Letters and Writings of Iqbal" کا ۱۰۰ صفحات پر مشتمل فارسی ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم عبداللہ ظہری ہیں اور اسے خیابان احمد آباد، مشہد نے شائع کیا ہے۔

۷۔ **مثنوی گلشن راز جدید اور مثنوی بندگی نامہ:**۔ بشیر احمد ڈار کا یہ ترجمہ ۱۹۶۴ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا تھا۔ محمد بقائی نے اس کے حواشی کو فارسی میں منتقل کیا اور اس میں نئی توضیحات و تعلیقات کا اضافہ کیا۔ ۲۲۲ صفحات پر مشتمل اس ترجمہ کو انتشارات اکباتان، تہران نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا۔

۸۔ **بازسازی اندیشہ دینی در اسلام**:۔ یہ کتاب علامہ اقبال کے ۷ انگریزی خطبات کا فارسی ترجمہ مع حواشی ہے۔ یہ ترجمہ ۲۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے محمد بقائی نے ۱۹۹۱ء میں شائع کروایا تھا۔

۹۔ **ترجمہ مابعدالطبیعہ اقبال**:۔ یہ علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا فارسی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۲۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے محمد بقائی نے ۱۹۹۱ء میں شائع کروایا تھا۔

۱۰۔ **مولوی (رومی)، نیچہ و اقبال**:۔ یہ کتاب علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر و فلسفے پر لکھے گئے مقالات پر مشتمل ہے۔ اسے محمد بقائی ماکان نے مرتب کیا ہے۔ اس میں مفصل حواشی دیے گئے ہیں اور آخر میں اشاریہ کے علاوہ فلسفیانہ اصطلاحات کی انگریزی اور فارسی حروفِ تہجی کے اعتبار سے جدول بندی بھی کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ محمد بقائی ماکان کی سب کتابیں ادارہ انتشارات حکمت، خیابان انقلاب تہران نے شائع کی ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں کتاب ''نوائے شاعر فردا (مثنوی اسرارِ خودی اور مثنوی رموزِ بے خودی)'' پر قریباً ۱۱ صفحات (صفحہ ۱۴۱ تا ۱۵۲) پر مشتمل مفصل تبصرہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے اس کتاب سے بہت سے حواشی نقل کر کے ان کی افادیت کو سراہا ہے۔[۱۶۲]

اقبالیات (اردو) کی جلد ۳۴، شمارہ ۲، اشاعت جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء کے صفحات ۹۷ تا ۱۱۹ پر **''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ شائع ہوا۔ یہ مقالہ ''سہ ماہی ادبیات'' کی اشاعت سرما ۱۹۹۲ء میں اس عنوان سے شائع ہونے والے مقالے کے مندرجات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایران میں اقبالیات سے متعلقہ شائع ہونے والی درج ذیل چند ایک نئی مطبوعات کا ذکر بھی کیا گیا ہے:

۱۔ **مے باقی، شرح و بررسی غزلہائے علامہ اقبال**:۔ یہ کتاب غزلیات اقبال کی فارسی میں پہلی شرح ہے۔ یہ کتاب خزاں ۱۹۹۱ء میں انتشارات حکمت، خیابان انقلاب، تہران نے شائع کی۔ اس میں علامہ اقبال کی ۱۸۹ غزلیات شامل کی گئی ہیں۔ بڑی تقطیع میں یہ کتاب ۴۱۰ صفحات پر محیط ہے۔

۲۔ **''اقبال مشرق''**:۔ کتاب کا مکمل ذیلی نام ''شرح احوال و آثار و افکار و اشعار گزیدہ علامہ محمد اقبال'' ہے۔ اس کے مولف عبدالرفیع حقیقت متخلص رفیع ہیں۔ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب نیکوکاری نوریانی، تہران نے ۱۹۷۹ء میں شائع کروائی۔ کتاب کے قریباً ۸۰ صفحات

سوانح اقبال پر اور باقی حصے علامہ اقبال کے منتخب فارسی کلام پر مشتمل ہیں۔ مولف نے علامہ مرحوم کے رنگا رنگ افکار مختصر توضیحات کے ساتھ پیش کیے ہیں۔

۳۔ **اقبال شناسی**:۔ اس کتاب کے مولف حسن شادروان ہیں۔ یہ کتاب ۳۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے اگست ۱۹۹۲ء میں ادارہ تبلیغات اسلامی میوان فلسطین تہران نے شائع کیا۔ یہ کتاب بعض تسامحات اور زلات کے باوجود نہایت دلچسپ، جامع اور اہم ہے۔ مولف نے اقبال شناسی کے لفظی اور معنوی مباحث واضح کیے ہیں۔ (۱۶۳)

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست محقق تھے۔ اردو فارسی زبان وادب، اقبالیات، ایرانیات، تصوف اور نظامِ فتوت ان کی دلچسپی کے خصوصی میدان تھے۔ وہ ان علمی وادبی شعبہ جات سے متعلقہ لکھے جانے مقالات ومضامین اور تصانیف وتالیفات کا بغور مطالعہ کر کے ان پر تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کرتے رہتے تھے۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے لکھے گئے ان کے مذکورہ بالا مقالات و مضامین اردو وفارسی زبان وادب اور اقبال شناسی سے ان کے گہرے روحانی اور ذہنی وقلبی تعلق کا ثبوت ہیں۔ اِن سے اُن کے نہایت اعلیٰ ذوق مطالعہ ومعیارِ تحقیق کا ثبوت ملتا ہے۔

مقالہ ''**علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج**''، سہ ماہی ''فکر ونظر''، اسلام آباد کی جلد ۲۲، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں یہ مقالہ اکادمی پاکستان لاہور کی منتخبہ مضامین پر مشتمل کتاب ''اقبال ۸۵'' میں شامل اشاعت ہوا۔ ''تفسیر اقبال'' میں یہ مقالہ ''**اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج**'' کے عنوان سے شامل کیا گیا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیم اور ادبیات وفنونِ لطیفہ کے بارے میں مغربی افکار کے تناظر میں علامہ محمد اقبال کے افکار تحریر کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دین اسلام ایک لاینفک وحدت کا مظہر ہے۔ اس کی رو سے مذہب وسیاست اور روح ومادہ وغیرہم کی مغائرت نہیں ہے۔ اہلِ مغرب نے اپنی دینی تعلیمات اور ضابطۂ اخلاق کو نظر انداز کر کے مادی ترقی وخوشحالی کے لیے علوم وفنون میں ترقی کی اور کئی انسان کش کام کیے۔ منجملہ دیگر امور بیسویں صدی کی دو عالمی جنگیں اس لحاظ سے قابلِ عبرت وحوالہ ہیں۔ علامہ محمد اقبال نے مغربی تہذیب وتمدن اور ان کے تعلیمی وسیاسی نظام کی خرابیاں بیان کر کے اہلِ اسلام کو ان کی پیروی کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی اور دین اسلام کی رو سے علوم وفنون کے حصول واستعمال کی تعلیم دی۔ وہ اہلِ مغرب کے علمی الحاد اور لادینی نقطہ نظر یعنی دین ودنیا کی تفریق کے بے حد خلاف تھے۔ انھوں نے اپنے انگریزی خطبات اور منظوم کتابوں

میں یورپ کے متاخر مفکرین اور مصنفین جیسے ڈارون، فرائڈ اور کارل مارکس پر انتقادات لکھے اور مسلمانوں کو برملا تلقین کی کہ علوم وفنون کی اسلامی نہاد کا دامن مضبوطی سے پکڑیں۔ زبورِ عجم (مثنوی بندگی نامہ) میں اقبال موجودہ علوم اور سائنس کی بڑی خرابی یہ بتاتے ہیں کہ ان سے کفر و الحاد، مادیت، آدم بیزاری اور غارت گری کے جذبات نمو پاتے ہیں۔ انھوں نے واضح کیا کہ علوم وفنون اس خاطر مفید ہیں کہ وہ زندگی کو مفید تر بنائیں۔ علامہ اقبال نے علم اور عشق اور عقل اور عشق کے امتزاج کی بات بیسیوں مرتبہ کی اور یہ بھی علوم وفنون اور افکار و نظریات کو اسلامی نہاد فراہم کرنے کی ایک صورت تھی۔ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' میں اقبال نے الحاد آمیز اور لادینی علوم وفنون کو حکمتِ فرعونی کا ایک شعبہ قرار دیا۔ انھوں نے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی اور دیگر انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے تمام علوم (سائنس، مادی، روحانی علوم) کی حصول کی تلقین کی۔

آگہی از علم و فن مقصود نیست غنچہ و گل از چمن مقصودِ نیست
علم از سامانِ حفظِ زندگی است علم از اسبابِ تقویمِ خودی است
علم و فن از پیش خیزانِ حیات علم و فن از خانہ زادانِ حیات
علم بے عشق است از طاغوتیاں علم باعشق است از لاہوتیاں
علم اگر کج فطرت و بدگوہر است پیشِ چشمِ ما حجابِ اکبر است
علم را مقصود اگر باشد نظر می شود ہم جادہ و ہم راہبر (۱۶۴)

''**آئین جوانمرداں اور اقبال**'' نظامِ فتوت پر لکھا گیا مقالہ ہے جو پہلی بار ''اقبال ریویو''، جلد ۱۱، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مقالہ ''**اقبال اور آئین جوانمرداں**'' کے عنوان سے ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔ جوانمردی یا فتوت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اسے عربی میں فتوت یا اخیت یا فردوسیت اور فارسی میں ''جوانمردی'' یا ''شوالیہ گری'' کہتے ہیں۔ لفظ ''شوالیہ'' شہسوار کا ہم معنی ہے۔ مسلک فتوت یا جوانمردی کا پیرو فتیٰ، اخی، حدث، فارسی یا شہسوار کہلاتا رہا ہے۔ عرب کے دورِ جاہلیت میں ''فتی'' غیر معمولی سخی یا جنگجو شخص کو کہتے تھے۔ اس قسم کے ''فتیان'' میں عنتر بن شداد، عمر بن ود، مرحب اور حاتم بن عبد اللہ بن سعد طائی وغیرہ شامل تھے۔ دورِ اسلام کے آغاز میں ایسے بعض فتیان شاہِ مرداں حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

اسلامی دور میں ''آئین جوانمرداں'' نے بڑا رواج پایا۔ یہ سلسلہ کہیں تصوف کے اشتراک سے اور کہیں تصوف کے ساتھ ہم آہنگی میں مسلمان ممالک میں رواج پا گیا۔فتوت یا جوانمردی کے بارے میں مشہور فتیان اور صوفیہ (علامہ محمد آملی، امیر سید علی ہمدانی، مولانا حسین واعظ کاشفی، خواجہ حسن بصری، حضرت امام جعفر صادقؓ، شیخ ابوالحسن خرقانی، شیخ فضیل بن عیاض، شیخ ابومحمد سہیل بن عبداللہ تستری، شیخ ابن المعمار حنبلی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ فتوت یا جوانمردی سے مراد صدق وخلوص اور ہمت وحوصلہ کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔فتوت اسلامی یا جوانمردی کی تاریخ کا آغاز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے ہوتا ہے۔ ہر مسلک اسلامی میں آپ ہی مبداء اور نمونہ کامل ہیں۔آپ سید الفتیان ہیں۔آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔اس سلسلے میں شاہِ مرداں، شیر یزداں ،قوتِ پروردگار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خصوصی تذکرہ کیا جاتا ہے۔فتوتِ اسلامی کے سارے سلاسل (عیاری، شطاری، قلندری، وغیرہم) آپ سے منسلک ہیں۔گروہ فتیان میں شمولیت کے لیے دین اسلام، مردانگی، بلوغت، عقل، استقامت، مروت اور حیا، سات بنیادی شرائط تھیں جن کی فروع بہتر (۷۲) ہوجاتی ہیں۔ان میں تمام مکارم اخلاق شامل ہیں۔اہلِ فتوت نے لنگر خانوں، زوایا اور اجتماعی تنظیموں کے ذریعے خدمتِ خلق کا فریضہ سرانجام دیا۔فاتحین اسلام (شام کے امیر اسامہ ابو المظفر ،مصر کے نامور سلطان اور صلیبی جنگوں کے ہیرو صلاح الدین ایوبی فاطمی اور سلطان ملک الظاہر بیبرس کی افواج میں بڑی تعداد میں جوانمرد شامل تھے۔فتوت اسلامی کا سلسلہ اندلس تک رواج پا گیا اور وہاں سے تمام براعظم یورپ میں پھیل گیا۔اس بات کا حق بین عیسائی مصنفین کو بھی اعتراف ہے۔تقریباً آٹھویں صدی ہجری کے وسط سے خانقاہی نظام اور نظام فتوت زوال پذیر ہونا شروع ہوگئے۔یورپ میں صنعتی ترقی کی بدولت اہل ہنر جوانمردوں کے ہنروفن کی پہلے کی سی قدر نہ رہی۔مختلف ممالک میں مستقل فوج اور پولیس کی موجودگی میں جوانمردوں کی رضا کارانہ خدمات کی چنداں ضرورت نہ رہی بلکہ اس قسم کی مسلح سیاسی اور معاشرتی تنظیموں کو حکومتوں کے مفاد کے خلاف سمجھا جانے لگا۔اہلِ فتوت میں بھی وہ پہلے کی سی اخلاقی جرات نہ رہی۔اس طرح یہ نظام انتہائی زوال کا شکار ہوگیا۔کئی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں بھی مسلک جوانمردی کا رواج رہا۔علامہ اقبال کے کلام میں ''آئین جوانمرداں'' میں استعمال ہونے والے بہت سے الفاظ واصطلاحات (مروت، عیار، عیاری، قلندر، وغیرہم) کے استعمال سے

اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے نظامِ فتوت (مسلکِ فتوت، آئین جوانمرداں) کا باقاعدہ مطالعہ کر رکھا تھا۔ انھوں نے لقب ''قلندر'' اور اس کی صفات کو بار بار اپنے لیے استعمال کیا ہے۔ انھیں حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی اور ان کے ایک واقعہ کو ''اسرارِ خودی'' میں نظم کیا ہے۔ انھوں نے ''اسرارِ خودی'' میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کے ایک قلندرانہ واقعہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ انھوں نے اپنی لازوال اور منفرد نظم ''مسجد قرطبہ'' میں اندلسی جوانمردوں (فتیان) کی سیرت اور ان کی نمایاں صفات کا ذکر کیا ہے ؎

آہ وہ مردانِ حق، وہ عربی شہسوار حاملِ ''خلقِ عظیم''، صاحبِ صدق و یقیں

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً پچاس صفحات پر مشتمل مندرجہ بالا مقالے میں نہایت محنت و کوشش اور تدبر و تحقیق سے ۱۲۹ مستند حوالہ جات و توضیحات کی مدد سے اور کلامِ اقبال اردو و فارسی سے قریباً دو صد اشعار دے کر ''نظامِ فتوت'' کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں، اس کے اہم تاریخی اور سماجی و مذہبی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور نظامِ فتوت (اسلامی نظامِ اخلاق) کے بارے میں کلامِ اقبال سے شواہد پیش کر کے آئین جوانمرداں اور کلام اقبال میں پائے جانے والے مماثلات کی نشاندہی کی ہے۔(۱۶۵)

مقالہ ''**اقبال کا تصورِ ابلیس**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کلام اقبال کی روشنی میں ''ابلیس'' یا ''شیطان'' کے تصور کے بارے میں سیر حاصل بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں ''ابلیس'' ناری اور آسمانی مخلوق ہے۔ یہ کلمہ قرآن مجید میں گیارہ بار آیا ہے۔ ''شیطان'' کا لفظ قرآن مجید میں ستاسی بار آیا ہے۔ اس کی جمع ''شیاطین'' ہے۔ اقبال کی تصانیف ''پیامِ مشرق''، ''جاوید نامہ''، ''بالِ جبریل''، ''ضربِ کلیم'' اور ''ارمغانِ حجاز'' میں شر آمیز ہستی کے لیے ابلیس، شیطان، طاغوت، اہرمن، دیو اور اعزازیل کے کلمات استعمال ہوئے ہیں۔ ''پیامِ مشرق'' کی دو نظموں ''اغوائے آدم'' اور ''انکارِ ابلیس'' میں ابلیس کے افکار اور مفاخر آمیز اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ ''جاوید نامہ'' میں تین مقامات پر ابلیس و شیطان کا خصوصی ذکر ہے۔ ''بالِ جبریل'' میں ''جبریل و ابلیس'' کے عنوان سے ایک مکالمہ اور ایک دوسری نظم ''ابلیس کی عرضداشت'' ہے۔ ''ضربِ کلیم'' میں ''تقدیر'' کے عنوان سے ابلیس و یزداں کا ایک مکالمہ ہے۔ ''ارمغانِ حجاز'' (فارسی حصہ) میں ''بگو ابلیس را'' اور ''ابلیس خاکی و ابلیس ناری'' کے عناوین کے تحت چودہ دوبیتیاں لکھی ہیں۔ اس کتاب کے اردو حصے میں معرکۃ الآرا نظم ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' شامل ہے۔ ابلیس

انسان کا دشمن ازلی ہے۔ وہ سخت کوش ہے اور اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ہر وقت مستعد رہتا ہے۔ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ سے دور ہوا اور انسان کو بھی اللہ تعالیٰ سے دور کر کے اسے لذتِ فراق سے ہم کنار کیا۔ اس کا موقف غلط ہی صحیح مگر اس نے ملائکہ سے جدا طرزِ عمل اختیار کیا اور قیامت تک کے لیے اپنے مقصد کے حصول کے لیے مصروف بہ عمل ہو گیا۔ اس کی ان منفی خصوصیات کے حوالے سے علامہ اقبال نے انسان کو اپنے درست، مثبت اور عین حق پر مبنی نصب العین کے حصول کے لیے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا درس دیا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی، محی الدین ابن عربی، سید علی ہمدانی، فرید الدین عطار نیشاپوری اور زکریا قزوینی کی تصانیف کے مطالعے سے علم میں آتا ہے کہ ان کے اور علامہ اقبال کے ابلیس کے بارے میں افکار ہم آہنگ ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں کلام اقبال اور مذکورہ بالا صوفیہ و شعراء کی تصانیف سے متعدد حوالہ جات دے کر اقبال کے تصورِ ابلیس پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے صفحات کے پاورق میں حوالہ جات و حواشی دے کر متن کی تفہیم میں کافی آسانی پیدا کر دی ہے۔(۱۶۶)

''اقبال اور سعید حلیم پاشا'' ڈاکٹر محمد ریاض کے پسندیدہ موضوعات میں سے ہے۔ ان کا اس موضوع سے متعلق سب سے پہلا مضمون سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت) ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۰، شمارہ ۸، اشاعت نومبر ۱۹۶۸ء کے صفحات ۴۱ تا ۴۵ پر شائع ہوا۔ اس مضمون میں انھوں نے سعید حلیم پاشا کی شخصیت، احوالِ زندگی، خدمات اور افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ اقبال ریویو، جلد ۱۲، شمارہ ۲، اشاعت ۱۹۷۱ء کے صفحات ۴۸ تا ۶۲ پر ان کا مقالہ **''اقبال اور سعید حلیم پاشا''** شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ترکی کے تاریخی و سیاسی پس منظر کے حوالے سے سعید حلیم پاشا کے افکار و خدمات کا ذکر کیا ہے اور علامہ اقبال و سعید حلیم پاشا کے افکار و خیالات کے تقابل و موازنہ کے بعد واضح کیا ہے کہ علامہ مرحوم عصری تحاریک اور معاصر مشاہیر کے فکر و نظر سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ وہ سعید حلیم پاشا کے مذہبی و سیاسی افکار سے متفق تھے۔ انھوں نے اپنے چھٹے خطبے میں اور جاوید نامہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے خیالات و افکار کو سراہا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے کے اختتامیہ میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ سعید حلیم پاشا مرحوم کی کتاب اور مقالہ، اقبالیات کے شائقین کے لیے بہت اہم ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا ''اقبال ریویو'' میں شائع ہونے والا مقالہ ''اقبال اور سعید حلیم پاشا'' بغیر کسی تبدیلی کے ''علم کی دستک''، جلد ۴، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء میں بھی شائع ہوا۔ بعد

ازاں سعید حلیم پاشا'' پر لکھے گئے تمام مقالات کو کچھ اضافات کے ساتھ ''تفسیر اقبال'' میں شامل کرلیا گیا۔ (۱۶۷)

''اقبال اور سعید حلیم پاشا'' تفسیرِ اقبال میں شامل طویل ترین مقالہ ہے۔ یہ مقالہ ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دو ابواب شامل ہیں۔ باب اول (صفحہ ۲۴۷ تا ۲۷۰) میں محمد سعید حلیم پاشا کے مختصر سوانح حیات دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد علامہ اقبال کے چھٹے انگریزی خطبے اور جاوید نامہ میں سعید حلیم پاشا کے افکار و خیالات کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض نے سعید حلیم پاشا کی کتاب اور مقالات سے اور کلام اقبال سے حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ سعید حلیم پاشا اور اقبال کے ہاں غیر معمولی اشتراکِ فکر ہے۔ دونوں مفکرین نے زوالِ امت کے یکساں اسباب بیان کیے ہیں۔ اپنے اس مقالے کے ''باب ثانی'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے محمد سعید حلیم پاشا کے تینوں مقالوں ''ہمارے فکری بحران''، ''اسلاملمشق'' (اسلامیانا) اور ''مسلم معاشرے کی تشکیلِ نو'' میں سے پہلے دو مقالوں کا خلاصہ اور تیسرے مقالے کا ترجمہ دیا ہے۔ انھوں نے تینوں مقالوں کے نفسِ مضمون میں بیان کردہ اہم نکات کا کلامِ اقبال سے حوالہ جات دے کر دونوں مفکرین کے افکار و خیالات میں فکری مماثلت واضح کی ہے۔ باب دوم کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''حوالے اور تقابلی تصریحات'' کے عنوان سے حوالہ جات و حواشی دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کو معاصر مفکر شخصیات اور تاریخ ساز تحریکات سے بے حد دلچسپی تھی۔ سعید پاشا کی جماعت ''اصلاحِ مذہبی'' پر انھوں نے بہت توجہ دی اور خود اس مفکر مصلح کے تینوں مقالوں کا بغور مطالعہ کیا۔ شاہزادے کے عالمی نقطہ نظر، وطنیت کے تصور سے بے زاری اور اصلاح و تجدید و اجتہاد کی باتوں نے انھیں کافی متاثر کیا۔ علامہ اقبال نے سعید حلیم پاشا اور ان کے پیش رو جمال الدین افغانی کی ملی خدمات کا برملا اعتراف کیا ہے اور انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

گفت ''مشرق زیں دو کس بہتر نزاد ناخنِ شاں عقدہ ہائے ما کشاد
سید السادات مولانا جمال! زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال
ترک سالار، آں حلیمِ درد مند فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند (۱۶۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''اقبال اور سعید حلیم پاشا''** اپنے موضوع، مندرجات و مشمولات اور مباحث کے لحاظ سے ایک مستند کتاب کی سی قدر و قیمت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر

ایم فل کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

''اقبال ریویو'' کی جلد ۱۲، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۲ء، صفحات ۴۷ تا ۶۷ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعۂ اقبال کی روشنی میں''** شائع ہوا تھا۔ قریباً سولہ سال بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے **''بیدل۔ فکروفن''** کے عنوان سے ایک اور مقالہ لکھا جو سہ ماہی ''ادبیات'' کی جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء، صفحات ۹۶ تا ۱۰۹ پر شائع ہوا۔ بعد میں مندرجہ بالا دونوں مقالات ''تفسیرِ اقبال''، صفحات ۳۴۹ تا ۳۹۵ پر شامل اشاعت ہوئے۔ پہلا مقالہ صفحہ ۳۶۷ تا ۳۹۵ پر اور دوسرا مقالہ صفحہ ۳۴۹ تا ۳۶۶ پر شائع ہوا۔ بعد ازاں یہ دونوں مقالات ''بیدل، تصانیفِ اقبال میں'' کے عنوان سے مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۴۱، شمارہ ۳، اشاعت جولائی ۱۹۹۴ء، صفحات ۲۱ تا ۴۹ پر شائع ہوئے۔ اس مجلّے میں شائع ہونے والے مقالے میں ''تفسیر اقبال'' کے مقالہ **''اقبال اور بیدل''** کے حصہ اول (صفحہ ۳۴۹ تا ۳۶۶) کے آخر پر صفحہ ۳۶۴ تا ۳۶۶ پر دیے گئے ''حوالے اور توضیحات'' اور صفحہ ۳۶۶ پر دی گئی فہرست ''کتابیات'' شامل نہیں کی گئی۔ تاہم، تفسیرِ اقبال میں شامل اس مضمون کے حصہ دوم (صفحہ ۳۶۷ تا ۳۹۵) کے متن کے آخر پر ''مراجع اور توضیحات'' کے عنوان سے نئے حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں جو مجلّہ ''اقبال'' کے صفحہ ۴۹ پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

مقالہ **''اقبال اور بیدل''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مرزا عبدالقادر بیدل (متولد عظیم آباد / پٹنہ ۱۰۵۴ھ / ۱۶۴۴ء اور متوفی و مدفون دہلی ۱۱۳۳ھ / ۱۷۲۰ء) عظیم متاخر شاعر اور فکر انگیز رسالوں کے مصنف ہیں۔ ان کی جملہ تصانیف میں تازہ مضامین، بلند خیالی اور ندرتِ اندیشہ کے ساتھ ساتھ زورِ بیان، تازہ تراکیب اور حقائق و معارف کا بحر مواج نظر آتا ہے۔ ان کی تصانیف کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے معاصرین سے لے کر موجودہ دور کے اربابِ فکر سب کے لیے، مرجع الہام رہی ہیں۔ مرزا اسداللہ خان غالب اور علامہ اقبال جیسے اکابرین بھی بیدل کے فکروفن کے بے حد مداح رہے ہیں۔ بیدلؔ نے لاکھ سے زیادہ اشعار کہے اور منثور رسالے بھی لکھے ہیں جن میں اشعار کے طویل پیوند بھی ملتے ہیں۔ ان کی نثر، شعر سے مشکل تر ہے۔ برصغیر میں ان کے آثار کے چند منتخبات ہی شائع ہو سکے۔ پوری تصانیف کے مخطوطے البتہ کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ افغانستان اور روس کے فارسی اثر والے علاقوں میں ''بیدل شناسی'' ایک باقاعدہ موضوع ہے جس کی تدریس و تحقیق ہوتی رہی ہے۔ ایران میں بیدل خوانی کی روایت کا ہنوز آغاز

نہیں ہوا۔ برصغیر پاک و ہند میں بیدل کے بارے میں صاحبانِ مطالعہ لکھتے رہے ہیں۔ بیدل ایک صاحبِ دل عارف اور آزاد مشرب انسان تھے۔ انھوں نے تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی شاعری ''سبکِ ہندی'' کی معنی آفرینی کا نقطہ کمال ہے۔ ان کی غزل عقل و دراک کی ترجمان ہے۔ انھوں نے نئی تراکیب، تلازمے اور محاورے وضع کیے۔

علامہ اقبال نے اپنے انگریزی مقالے میں بیدلؔ کو برصغیر کا سب سے بڑا مفکر شاعر قرار دیا ہے۔ اقبال کے خیال میں بیدل نے زندگی اور زمانِ خالص و غیر خالص کے مباحث پر ایسے لکھا ہے جیسا اس صدی میں فرانسیسی فلسفی ہنری برگساں (۱۹۴۱ء) نے لکھا۔ بیدل کہتا ہے کہ زندگی اور زمان کے مسائل عشق و وجدان کے ذریعے سمجھے جاسکتے ہیں۔ یہاں ادراک اور مدرک دونوں کو سفر درونی اختیار کرنا ہوتا ہے۔ بیدل کی خصوصیاتِ غزل بے حد اثر آفرین ہیں۔ مترنم بحروں نے ان کے کلام کو بہت قبول خاطر بنایا ہے۔ بیدل ایک نا قابلِ تقلید پیشرو ہے۔ اس نے نہ کسی کی تقلید کی اور نہ کسی کو اپنی مکمل تقلید سے بہرہ اندوز ہونے دیا۔ غالب نے بیدل کی تراکیب کامیابی سے استعمال کیں مگر تفکر بیدل ان کے قابو نہ آسکا۔ اقبال نے بیدل کے سوز و گداز، عشق و جنون، زمان و زندگی اور حیرت وغیرہم کے مضامین کو خوب نبایا۔ اقبال کا تصورِ خودی، وحدت الوجودی رنگ سے عاری ہے ورنہ بیدل کی خویشتن بینی سے وہ اقرب ہوتا۔(۱۶۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں بیدل کے حالاتِ زندگی، آثار (تصانیف) اور غالب و اقبال کے ساتھ بیدل کے افکار کا تقابل و موازنہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے کلیاتِ بیدل، کلیاتِ اقبال اور کلامِ غالب سے بہت سے اشعار بھی پیش کیے ہیں۔ تدوینِ نو، تحشیہ اور تصحیح سے اس مقالے کو کتابی شکل دی جاسکتی ہے۔ ''اقبال، غالب اور بیدل'' کے موضوع پر اعلیٰ سطح کی تحقیق بھی کرائی جاسکتی ہے۔

ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت مئی ۱۹۷۱ء، صفحات ۲۵ تا ۳۲ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات) کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں انھوں نے اس قریبی عرصے میں سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۷ء) پر لکھی جانے والی نئی تحقیقات کا تعارف کرایا ہے اور انھی کی رو سے افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات، آثار اور کارناموں کا ذکر کیا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۶۳ء میں تہران سے ''مجموعہ اسناد و مدارک چاپ نشدۂ سید جمال الدین افغانی'' کے عنوان سے ایک کتاب

چھپی تھی جس میں افغانی کی وہ یادداشتیں شامل کی گئی تھیں جو (۱۸۸۷ء/۱۳۰۵ھ) میں ان کے تہران کے قیام کے دوران الحاج محمد حسن امین دارالضرب کے گھر رہ گئی تھیں۔ان یادداشتوں کی مدد سے امریکہ اور انگلستان کے دونامور مستشرقین (لیڈی نکی کیڈی، استاد ادبیات ایران کیلیفورنیا یونیورسٹی اور پروفیسر ای کیڈوری، استاد سیاسیات لندن یونیورسٹی) نے اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔ اس ضمن میں پروفیسر ای کیڈوری کی تحقیقات تعصب آمیز ہیں جبکہ لیڈی نکی کیڈی کی تحقیقات (مقالات و کتب) زیادہ معتدل و مدلل ہیں۔ چند سال قبل ایک ایرانی خاتون ہما ناطق (پاکدامن) نے پیرس یونیورسٹی سے ''سید جمال الدین افغانی'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ان کے فرانسیسی زبان میں لکھے ہوئے مقالے کا فارسی ترجمہ عنقریب چھپنے والا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سید جمال الدین افغانی'' پر لکھے گئے پی ایچ ڈی کے مقالے کا ذکر کرنے کے بعد قریباً تین صفحات پر مشتمل اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔اس کے بعد انھوں نے ہفت روزہ العروۃ الوثقیٰ کے ۱۳ مارچ ۱۸۸۴ء تا ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۴ء کے شماروں میں شائع ہونے والے مقالات کے عنوانات کا ذکر کیا۔ان مقالات میں سے چند اقتباسات کا اردو ترجمہ دیا اور ان الفاظ کے ساتھ مقالے کا اختتام کیا ہے:

> ''عصرِ حاضر میں رجوع الی القرآن کے سلسلے میں بھی حضرت جمال الدین افغانی کی خدمات معمولی نہیں ہیں۔قرآن مجید نے ہی ان کی تقریر،تحریر اور شخصیت کو اس موڑ پر پُر نفوذ بنا دیا تھا کہ بقول اقبال ؂
>
> سید السادات، مولانا جمال زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال'' (۱۷۰)

بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّے ''اقبال'' کی جلد ۱۹، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء ،صفحات ۳۰ تا ۴۸ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''جمال الدین افغانی اور اقبال''** شائع ہوا تھا۔ یہی مقالہ **''اقبال اور سید جمال الدین افغانی''** کے عنوان سے ''تفسیر اقبال'' میں شامل کیا گیا۔بعدازاں یہ مقالہ **''جمال الدین افغانی اور اقبال''** کے عنوان سے اقبال اکیڈمی حیدرآباد کے مجلّہ اقبال ریویو کی خصوصی پیشکش ''اقبال اور سید جمال الدین افغانی'' کی جلد ۱۴، شمارہ ۲، اشاعت نومبر ۲۰۰۵ء، صفحات ۵۶ تا ۵۷ پر شائع ہوا۔''اقبال ریویو'' میں شائع کردہ اس مقالے کی کمپوزنگ کا معیار دیگر مطبوعات سے بہتر ہے۔اس میں اقتباسات، اشعار اور حوالہ جات الگ

نمایاں حیثیت سے، فونٹ سائز کی تبدیلی کے ساتھ دیے گئے ہیں اور فارسی اشعار کا اردو ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے۔ ''اقبال ریویو'' میں اس مقالے کو تدوینِ متن کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اور قارئین کی آسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ **''اقبال اور جمال الدین افغانی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سید جمال الدین افغانی کی شخصیت، سوانح زندگی، سیرت، تصانیف اور افکار کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ اس میں انھوں نے افغانی و اقبال کے فکری توافق و ہم آہنگی واضح کرنے کے لیے افغانی کے مقالات سے پانچ اقتباسات بھی دیے ہیں۔ پہلے چار اقتباسات اردو ترجمے پر مشتمل ہیں جبکہ پانچواں اقتباس عربی متن اور اس کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''اتحاد عالم اسلامی''، ''انگریز دشمنی''، ''اشتراکیت و ملوکیت کی مخالفت''، ''حکومتِ الٰہی'' وغیرہ افغانی و اقبال کے مشترک موضوعات ہیں۔ علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' فلک عطارد میں افغانی و حلیم پاشا کے افکار پر روشنی ڈالی ہے اور انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔(۱۷۱)

مندرجہ بالا مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے اقبال شناسی کی خاطر مطالعہ افغانی کی اہمیت واضح کی ہے اور مطالعہ اقبال کے لیے جمال الدین افغانی کی حیات و نگارشات کو سامنے رکھنے کی ضرورت بیان کی ہے۔ اقبال اور سید جمال الدین افغانی کے افکار پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کر کے عوام الناس، علماء اور محققین کے فکری ارتقا کے سلسلے میں اہم خدمات سرانجام دی جا سکتی ہیں۔

12- تقدیرِ امم اور اقبال

تصنیف	:	ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز	:	سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور
اشاعت	:	باراول: ۱۹۸۳ء
صفحات	:	۲۹۶
قیمت	:	۴۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر	صفحات
-01	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	۰۰۵	۴۴
-02	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	۰۴۹	۹۵
-03	تقدیرِ امم اور اقبال	۱۴۴	۳۷
-04	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	۱۸۱	۲۳
-05	اقبال اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۴	۲۵
-06	تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے	۲۲۹	۲۲
-07	تلمیحاتِ انبیائے کرام، تصانیفِ اقبال میں	۲۵۱	۴۵

''تقدیرِ امم اور اقبال'' کے ۷ مقالات ومضامین میں سے ''تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے'' کے علاوہ دیگر ۶ مقالات ومضامین اس سے پہلے اور بعد میں شائع ہونے والے درج ذیل مختلف مجلّات ورسائل اور کتب میں بھی شائع ہوئے ہیں۔

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ / کتاب	مقام	پبلشر
-01	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	عالمی اقبال کانگرس
	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی

	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت انبیاء	لاہور	مقبول اکیڈمی
02۔	اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل
	اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور	نقوش	لاہور	فروغِ اردو
03۔	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر 1)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
04۔	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال (اقبال نمبر)	لاہور	بزمِ اقبال
	اقبال اور سیرت انبیاء کرام	اقبال اور سیرت انبیاء	لاہور	مقبول اکیڈمی
05۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
	(جاوید نامہ) چند دیگر حصے	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشن
06۔	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

''تقدیرِ امم اور اقبال'' اہم علمی و ادبی موضوعات پر مبنی ۷ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ان میں سے ایک مقالہ علامہ اقبال کے افکار و تصورات پر،۲ مقالات و مضامین شخصیات پر اور ۴ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب،کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔تمام موضوعات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔

''تقدیرِ امم اور اقبال'' کا طویل ترین مقالہ **''جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار''** جاوید نامہ کے مطالعات پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی کتابوں **''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)''** اور **''جاوید نامہ: تحقیق و توضیح''** کے جائزے کے تحت ''جاوید نامہ'' سے متعلقہ ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مطالعات (تصانیف اور مقالات و مضامین) پر جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔مقالہ ''تقدیرِ امم اور اقبال'' کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرامؑ'' میں **''اقبال اور قوموں کا عروج و زوال''** کے عنوان سے شامل ہے اور اس پر تبصرہ لکھا جا چکا ہے۔

مقالہ **''اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن''** کی قسط اول ''المعارف'' لاہور کی جلد ۱۳، شمارہ ۵،اشاعت مئی ۱۹۸۰ء،صفحات ۲۲ تا ۳۴ پر اور دوسری و آخری قسط اس مجلّے کے اگلے ماہ کے

شمارے کے صفحات ۴۷ تا ۵۱ پر شائع ہوئی تھی۔ بعد میں یہ مقالہ ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔

مقالہ **''اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے بہت سی مثالیں دے کے ان کی شاعری کے مکالماتی حسن پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان و شعر کو بالترتیب ''سحر و حکمت'' قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری)۔ علامہ محمد اقبال کے کلام میں یہ سحر بیانی اور حکمت آفرینی بدرجہا اُتم نظر آتی ہے۔ ان کے افکار کو زبانِ شعر نے زیادہ موثر بنایا اور اس میں ان کے مکالماتی حسن و خوبی نے بڑا کام کیا ہے۔ ڈرامائی یا مکالماتی زورِ حسن ان امور میں مضمر ہے کہ عبارت یا شعر میں گرمی یا نرمی (جیسے احتیاج ہو) نظر آئے۔ بیان و تخاطب کا اِطناب یا اختصار قابل توجیہ ہو اور کرداروں کے پیشِ نظر منتخب کلمات و الفاظ کی صوتی کیفیت ایسی ہو جیسے اسٹیج پر پیش کیے جانے والے ڈرامے کے پس پردہ موسیقی۔ علامہ اقبال کی اردو اور فارسی شاعری کے مکالماتی حسن و خوبی کا یہی حال ہے۔ علامہ اقبال ''فنونِ لطیفہ برائے زندگی'' کے قائل تھے۔ وہ ایسی شاعری، مصوری، موسیقی اور فنِ تعمیر کو محمود و مستحسن قرار دیتے تھے جس سے انفرادی و اجتماعی خودی مستحکم ہو اور ایسے فنونِ لطیفہ مذموم قرار دیتے تھے جو غارت گرِ کردار و اخلاق ہو۔ انھوں نے تعمیرِ شخصیت اور تعمیرِ معاشرہ کے نقطہ نگاہ سے کلام لکھا اور مکالماتی حسن سے اسے زیادہ پرتاثیر بنایا۔ اقبال مدت العمر احساسِ تنہائی رکھتے تھے۔ اس لیے ان کے ہاں بعض درد انگیز خود کلامیوں کے نمونے ملتے ہیں۔ بانگِ درا (۱۹۲۴ء) میں مجموعی طور پر تیس مکالمے ملتے ہیں۔ ''اسرارِ خودی'' (۱۹۱۵ء) اور ''رموزِ بے خودی'' (۱۹۱۸ء) میں بھی مکالموں کا زور غور طلب ہے۔ مثلاً آخری عنوان والی حکایت (سلطان مراد اور معمار) پر ایک مختصر ڈرامہ تیار کیا جا سکتا ہے۔ ''پیامِ مشرق'' (۱۹۲۳ء) کے ''افکار'' اور ''نقشِ فرنگ'' والے حصے میں کئی مکالمے ہیں اور ان کی دلآویزی مسلم ہے۔ ''جاوید نامہ'' (۱۹۳۲ء) کو کتابِ مکالمات قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسے کسی قدر حذف اور اختصار کے ساتھ اسٹیج پر بھی دکھا سکتے ہیں۔ بالِ جبریل (۱۹۳۵ء) میں بھی مکالماتی حسن و خوبی والے اشعار کی کمی نہیں۔ اس کے علاوہ ''خود کلامی'' والے اشعار بھی موجود ہیں۔ ضربِ کلیم (۱۹۳۶ء) کی نظمیں علم و عشق، تقدیر، شعاعِ اُمید، نسیم و شبنم، صبحِ چمن، ایک بحری قذاقی اور سکندر بھی مکالماتی حسن کا مرقع ہیں۔ ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸ء) میں تین چار مکالمات بھری نظمیں بے حد دلآویز ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں علامہ اقبال کی اردو و فارسی منظوم تصانیف سے نہ صرف یہ کہ مکالماتی حسن سے متعلقہ کلام بطور مثال پیش کیا ہے بلکہ اس کے دیگر فکری و فنی محاسن بھی اجاگر کیے ہیں اور اس ضمن میں مزید تحقیق طلب امور کی نشاندہی بھی کی ہے۔(۱۷۲)

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۹، شمارہ ۲، اشاعتِ اپریل ۱۹۸۲ء، صفحات ۳۷ تا ۵۵ پر **''خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں''** کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ شائع ہوا تھا۔ بعد ازاں یہ مقالہ ''تقدیرِ امم اور اقبال'' میں شامل ہو کر شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآن حکیم کی آیاتِ مقدسہ، مفسرینِ قرآن کی آرا اور اسلامی تاریخ کے حوالے سے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں مشہور مختلف روایات بیان کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ روایات کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام ایک قدیم الایام بزرگ ہیں جنھوں نے ''آبِ حیات'' پی رکھا ہے اور زندہ جاوید ہیں۔ ان کے بارے میں مذکور روایات (عصرِ نوحؑ، عصرِ ابراہیم، عصرِ موسیٰ) کے درمیان ہزاروں سالوں کا فاصلہ ہے۔ بعض اور فساد طرازوں نے اس فاصلے میں مزید اضافہ کیا۔ انھوں نے اسکندر اعظم مقدونی یونانی (چوتھی صدی ق) اور جنابِ خضرؑ کی ملاقات کا ذکر نہایت شد و مد سے کیا ہے۔ خضرؑ آبِ حیات پی کر حیاتِ جاوداں حاصل کرتے ہیں اور اسکندر محروم رہتا ہے۔ آب حیات، اسکندر، خضرؑ اور ظلمات کا ذکر تاریخی اور ادبی تلازموں کے طور پر کثرت سے مستعمل رہا ہے۔ بزرگانِ دین اور صوفیائے کبار کی ایک بڑی تعداد ان کے زندہ ہونے کی قائل ہے۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے خضرؑ سے ملاقات کی اور ان سے مستفیض ہوئے۔ ہمارے معاصر صوفیہ میں سے بھی بعض خضرؑ سے ملاقات کرنے کے مدعی ہیں اور خضری کہلاتے ہیں۔

حضرت خضرؑ کے بارے میں مختلف روایات کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے مختلف فارسی و اردو شعراء کے کلام میں خضرؑ کے ذکر سے متعلقہ اشعار دیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے روایاتِ خضری کی مناسبت سے کلامِ اقبال سے قریباً پچاس اردو و فارسی اشعار دیے ہیں۔ انھوں نے نظم ''خضرِ راہ'' کے حوالے سے قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔ انھوں نے کلامِ اقبال سے روایاتِ خضری کی بطور تشبیہ، استعارہ اور تلمیح کے استعمال کی مثالیں دی ہیں۔ اپنے مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں 'خضر'، راہبر کے معانی میں متعدد موارد میں استعمال ہوا ہے۔ علامہ مرحوم خود بھی ملتِ اسلامیہ کے خضرِ راہ کے مقام پر فائز ہیں اور خود فرما گئے ہیں۔

شکست کشتیٔ ادراکِ مرشدانِ کہن　　　خوشا کسی کہ بدریا سفینہ ساخت مرا

نفس بہ سینہ گدازم کہ طائر حرمم   توان ز گرمیٔ آوازِ من، شناخت مرا (۱۷۳)

''نقوش'' کے اقبال نمبر، شمارہ ۱۲۱، اشاعت ستمبر ۱۹۷۷ء، صفحات ۹۶ تا ۱۰۹ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''**اقبال چند عاشقانِ رسولؐ کے حضور**'' شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ ''**اقبال اور عاشقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)**'' کے عنوان سے ''تقدیر امم اور اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت بلالؓ، حضرت اویس قرنیؓ، شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکرِ خیر کیا ہے اور ان کے بارے میں علامہ اقبال کے منظوم تاثرات (اردو و فارسی اشعار) دیے ہیں۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق روحِ دین و ایمان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تقاضا ہے کہ ان سے نسبت و تعلق رکھنے والے ہر رشتے سے بھی عشق کیا جائے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ خود عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے بلکہ وہ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہت محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے کلام میں ان حضرات کا نہایت محبت و احترام سے ذکر کیا ہے اور ان کے ذکر کے ساتھ اہل اسلام کو حیات افروز افکار سے آگاہ بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں نہایت اچھے طریقے سے کلامِ اقبال میں مذکور عاشقانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تعارف کرایا ہے اور ان سے متعلقہ کلامِ اقبال پیش کیا ہے۔ (۱۷۴)

مقالہ ''**تصانیف اقبال کے دیباچے اور سرنامے**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کی درج ذیل اردو، انگریزی اور فارسی تصانیف کے دیباچوں پر مختصر سی بحث کی ہے اور فکرِ اقبال کی تفہیم اور حکمت و دانائی کے حصول کے سلسلے میں ان دیباچوں اور سرناموں کے مندرجات پر عمیق نظر ڈالنے کی ضرورت بیان کی ہے۔

۱۔ علم الاقتصاد (۱۹۰۴ء)

۲۔ ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقاء (۱۹۰۸ء)

۳۔ شذراتِ فکر (انگریزی) (۱۹۶۱ء)

۴۔ مثنوی اسرارِ خودی (۱۹۱۵ء) اور مثنوی رموزِ بے خودی (۱۹۱۸ء)

۵۔ پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء)

۶۔ بانگِ درا (۱۹۲۴ء)

۷۔ زبورِ عجم مع مثنوی گلشن رازِ جدید اور مثنوی بندگی نامہ (۱۹۲۷ء)

۸۔ جاوید نامہ (۱۹۳۲ء)

۹۔ اسلام میں فکرِ مذہبی کی تشکیلِ نو (انگریزی ۱۹۳۰ء، ۱۹۳۴ء)

۱۰۔ بالِ جبریل (۱۹۳۵ء)

۱۱۔ مثنوی مسافر (۱۹۳۴ء) اور مثنوی پس چہ باید کرد (۱۹۳۶ء)

۱۲۔ ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸ء)

۱۳۔ ضربِ کلیم (۱۹۳۶ء)

مقالے کے آخر پر ''حاشیے اور وضاحتیں'' دی گئی ہیں۔ علامہ محمد اقبال کے افکار اور ان کی تصانیف کے مقاصد سے آگہی کے سلسلے میں یہ مقالہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔(۱۷۵)

بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے ''اقبال نمبر''، جلد ۲۴، شمارہ ۲۔۳، اشاعت اپریل تا جولائی ۱۹۷۷ء، صفحات ۱۰۳ تا ۱۴۲ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''تلمیحات انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں'' شائع ہوا۔ بعد میں یہ مقالہ اسی عنوان سے کتاب ''تقدیرِ امم اور اقبال'' (۱۹۸۳ء) میں اور ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام'' کے عنوان سے کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام'' (۱۹۹۲ء) میں شامل ہوا۔ کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام'' کے دیگر مقالات و مضامین کے ساتھ اس مقالے پر بھی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔

13- جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور
اشاعت : باراول: ۱۹۸۸ء؛ باردوم: ۱۹۹۵ء
صفحات : ۲۰۹
قیمت : ۸۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
☆	تمہید	۰۰۱تا۰۵۷
ا۔	توضیح مصنف	ز
۲۔	کتاب بزبانِ شاعر	۰۰۱
۳۔	کتاب نما	۰۰۶
۴۔	جاوید نامہ اور دیگر تصانیفِ اقبال	۰۱۰
۵۔	جاوید نامہ کے امتیازی پہلو	۰۱۳
۶۔	چوہدری محمد حسین کے مقالے سے اقتباس	۰۱۶
۷۔	ملاحظاتِ اقتباس	۰۲۰
۸۔	شہرزوری کا قصیدہ	۰۲۱
۹۔	ترجمۂ قصیدہ	۰۲۲
۱۰۔	تلاشِ اسفار	۰۲۵
۱۱۔	واقعہ معراج النبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صوفیہ وشعراء	۰۲۹
۱۲۔	جاوید نامہ اور ڈیوائن کامیڈی	۰۳۵
۱۳۔	جاوید نامے کے تمثیلی کردار	۰۴۸
☆	باب اول	۰۵۸تا۰۶۹

۱۴۔	جاوید نامے کا اسلوب اور افلاک سے ماقبل حصہ	۰۵۸
☆	**باب دوم**	**۰۷۰تا۰۸۴**
۱۵۔	فلک قمر	۰۷۰
نمبر شمار	**عنوانات**	**صفحہ نمبر**
۱۶۔	طواسین رسل	۰۷۷
☆	**باب سوم**	**۰۸۵تا۰۹۸**
۱۷۔	فلک عطارد	۰۸۵
۱۸۔	افغانی سے گفتگو	۰۸۷
۱۹۔	مسئلہ ملکیت زمین سے غیر معمولی دلچسپی	۰۹۲
۲۰۔	سعید حلیم پاشا سے گفتگو	۰۹۷
☆	**باب چہارم**	**۰۹۹تا۱۱۰**
۲۱۔	فلک زہرہ	۰۹۹
۲۲۔	ترجیح بند نغمہ بعل	۱۰۲
۲۳۔	فرعونِ کبیر اور فرعونِ صغیر	۱۰۵
۲۴۔	مہدی اور ان کا خطاب بہ اقوام عرب	۱۰۷
☆	**باب پنجم**	**۱۱۱تا۱۱۷**
۲۵۔	فلکِ مریخ	۱۱۱
۲۶۔	شہر مرغدین اور وہاں کا آئیڈیل معاشرہ	۱۱۲
۲۷۔	تقدیروں کا تغیر۔ ایک نیا خیال	۱۱۳
۲۸۔	مریخ کی دوشیزہ نبیہ	۱۱۵
☆	**باب ششم**	**۱۱۸تا۱۳۹**
۲۹۔	فلک مشتری' ابن حلاج' طاہرہ اور غالب	۱۱۸
۳۰۔	مسئلہ امتناع خلق نظیر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۵
۳۱۔	حقیقت محمدیہ اور ابنِ حلاج	۱۲۷
۳۲۔	ابلیس اور نالۂ ابلیس	۱۳۴

☆ **بابِ ہفتم** **۱۴۰تا۱۴۳**

۳۳۔ فلک زحل، جعفر و صادق ۱۴۰

☆ **بابِ ہشتم** **۱۴۴تا۱۸۵**

۳۴۔ آنسوئے افلاک ۱۴۴

۳۵۔ نیٹشے کا مقام اعراف ۱۴۴

۳۶۔ شرف النساء بیگم ۱۴۷

۳۷۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی اور غنی کشمیری ۱۴۹

۳۸۔ اقبال کا تصورِ ابلیس ۱۵۲

۳۹۔ تحقیقی نگاہ باز گشت ۱۵۵

۴۰۔ معرکہ روح و بدن ۱۶۲

۴۱۔ بھرتری ہری ۱۶۵

۴۲۔ روح ناصر خسرو ۱۶۹

۴۳۔ نادر افشار، احمد شاہ ابدالی اور سلطان شہید ۱۶۸تا۱۷۲

۴۴۔ زندگی، موت اور شہادت کی حقیقت ۱۷۴

۴۵۔ جمالِ حق کے حضور (سوال و جواب) ۱۷۹

۴۶۔ جمال کی جگہ صفتِ جلال اور اختتامِ سفر ۱۸۴

☆ **بابِ نہم** **۱۸۶تا۲۱۶**

۴۷۔ جاوید سے خطاب ۱۸۶

۴۸۔ حواشی ۲۱۷

۴۹۔ اشاریہ (۱۷۶) ۲۴۶

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۸ برس میں علامہ اقبال کی مشہورِ زمانہ تصنیف ''جاوید نامہ'' کے فکری و فنی پہلوؤں پر اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں متعدد مقالات و مضامین لکھے۔ اس ضمن میں وہ خود لکھتے ہیں:

راقم الحروف گزشتہ چند سال سے جاوید نامہ کے فکری اور فنی پہلوؤں پر متوجہ رہا اور اس کے بعض

پہلوؤں پر مقالے بھی اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں لکھے۔اس سلسلے میں دوسروں کے نتائج فکر و تحقیق بھی پڑھے۔اس کتاب کی تحقیق و توضیح پر مبنی یہ تالیف اس خاطر پیش کی جا رہی ہے کہ:

۱۔ جاوید نامہ کے مباحث پر اقبالیین زیادہ متوجہ ہوں۔

۲۔ اس کتاب کے نادر اسلوب، مکالماتی زور اور حقائق و معارف پر غور و فکر عام کیا جائے، خصوصاً نوجوانوں کو حضرت علامہ کے فکر سے زیادہ بہرہ مند کیا جائے۔

۳۔ جاوید نامہ کے اسماء الرجال متعارف ہوں اور اس سلسلے کے دیگر افلاکی سفرناموں کا اجمالی تعارف کیا جائے۔

مگر یہ امور موجز اور ممکنہ مختصر صورت میں واضح کیے گئے ہیں تاکہ کتاب کا یہ توضیح نامہ اصل کتاب سے ضخیم تر نہ ہو اس لیے کہ یہ کتاب جاوید نامہ کی شرح نہیں۔البتہ تحقیق و توضیح کے عمدہ و زبدہ مطالب، مصنف کے خیال میں، اس کتاب میں سمو گئے ہیں۔فارسی اشعار کا اکثر صورتوں میں ترجمہ دیا گیا ہے یا ان ابیات کی ترجمانی و تلخیص دے دی گئی ہے تاکہ فارسی سے کمتر مانوس اقبال شناس اور اقبال جو بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔(۱۷۷)

جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے برسوں پر محیط علمی و ادبی سفر کی تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اس موضوع پر ان کی جملہ مساعی کا جائزہ لیا جائے۔انھوں نے "جاوید نامہ" پر ۱۹۷۱ء تا ۱۹۸۸ء تک درج ذیل مضامین لکھے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ..	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
02۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشن
03۔	جاوید نامہ	ثقافت (سہ)	اسلام آباد	پاکستان نیشنل کونسل
04۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ)	کراچی	آل پاکستان..
05۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
06۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ)	کراچی	آل پاکستان..
07۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..
08۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
09۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
10۔	**جاوید نامے کے اصلی کردار**	**المعارف**	**لاہور**	**ثقافتِ اسلامی**
11۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
12۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

13۔	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
14۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

مندرجہ بالا مقالات ومضامین میں سے درج ذیل تین مقالات ومضامین عنوان میں معمولی سی تبدیلی کے ساتھ مختلف مجلّات میں دوبار شائع ہوئے۔

نمبر	موضوع/عنوان	سن اشاعت	موضوع/عنوان	سن اشاعت
01۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	اپریل تا جون 72ء	فلکِ مشتری جاوید نامہ	1988ء
02۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	اکتوبر تا دسمبر 72ء	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	1988ء
03۔	جاوید نامے کے اصلی کردار	جولائی 1977ء	جاوید نامہ، اصلی کردار	1988ء

ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا تینوں مقالات متن میں کسی تبدیلی کے بغیر درج ذیل عنوانات سے اپنے مقالات ومضامین کے مجموعے ''برکاتِ اقبال'' میں شامل کر لیے جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا تھا۔

نمبر	موضوع/عنوان	صفحات نمبر	صفحات
08۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	۱۱۲ تا ۱۲۲	۱۱
09۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	۱۲۳ تا ۱۳۲	۱۰
10۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	۱۳۳ تا ۱۴۵	۱۳
11۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	۱۴۶ تا ۱۹۲	۴۷

''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)'' جاوید نامہ کے مطالعہ پر مشتمل قریباً اسی صفحات کا ایک طویل مقالہ ہے۔ یہ مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' کی جلد ۶، شمارہ ۳، اشاعت مئی تا اگست ۱۹۷۷ء کے صفحات ۶۷ تا ۱۴۷ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے کے پاورق میں اس کے الگ سے صفحات نمبر ۳ تا ۸۳ بھی دیے گئے ہیں۔ مقالے کے آخر کے صفحات (۱۴۲ تا ۱۴۷/۷۸ تا ۸۳) پر ''حوالے اور توضیحات دی گئی ہیں۔ اس مجلّے کے شروع کے صفحات پر ''نقد ونظر'' کے عنوان سے کچھ مضامین دیے گئے ہیں۔ مقالہ ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی)'' کے صفحات نمبر ۳ تا ۲۲ اور ۲۷ تا ۷۵ پر مشتمل تمام متن مجلّہ سہ ماہی ''ثقافت''، جلد ۲، شمارہ ۷ کی اشاعت سرما ۱۹۷۷ء میں ''جاوید نامہ'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس مضمون کے آخر پر متن سے متعلقہ

''حوالے اور توضیحات'' بھی دی گئی ہیں۔ اسی مضمون کا صفحہ ۲۲ تا ۲۷ پر مشتمل متن ''چند دیگر حصے'' کے عنوان سے ''برکاتِ اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۲ء (صفحہ ۱۴۶ تا ۱۹۲) میں بغیر ''حوالے اور توضیحات'' کے شامل کیا گیا۔ بعد میں مقالہ ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)'' مکمل شکل میں مع ''حوالے اور توضیحات'' کے ''جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین پر مشتمل کتاب ''تقدیرِ اُمم اور اِقبال'' (صفحہ نمبر ۴۹ تا ۱۴۳) میں شامل کرلیا گیا اور یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔

مقالہ ''تعلیمات اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں) کے کچھ حصے درج ذیل عنوانات کے تحت مختلف مجلّات اور کتب میں شاملِ اشاعت ہوئے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان ایجوکیشن
02۔	جاوید نامہ	ثقافت (س ہ)	اسلام آباد	پاکستان نیشنل کونسل
03۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیر امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
04۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنا مقالہ ''اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید'' (مطبوعہ ۱۹۸۴ء) بعد میں بغیر کسی تبدیلی کے اپنی کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' میں شامل کرلیا۔ یہ مقالہ اس کتاب کے حصے کے طور پر صفحہ نمبر ۱۸۶ تا ۲۰۹ پر دیا گیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے برکاتِ اقبال کا (صفحہ نمبر ۱۱۲ تا ۱۲۲ پر طبع شدہ) مضمون بغیر کسی تبدیلی کے اپنی کتاب جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) میں شامل کرلیا جو اس کے صفحات نمبر ۴۹ تا ۵۷ سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مندرجہ بالا امور پیشِ نظر رکھتے ہوئے فہرست میں شامل ایک سے زیادہ بار ملتے جلتے یا مختلف عنوانات اور ایک ہی متن پر مشتمل مقالات و مضامین کے اندراجات حذف کرنے سے، قابلِ مطالعہ درج ذیل چھ مقالات کے نام سامنے آتے ہیں:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
02۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..
03۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیر امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...

04۔ درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
05۔ علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
06۔ فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

مندرجہ بالا مقالات و مضامین کی فہرست بلحاظ ترتیب زمانی درج ذیل ہے:

نمبر	اشاعت اول	مجلّہ/کتاب	موضوع/عنوان	اشاعت	مجلّہ/کتاب
01۔	مارچ 1971ء	فاران (م)	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن		
02۔	اپریل تا جون 72ء	العلم	فلک مشتری (جاوید نامہ)	1982ء	برکاتِ اقبال
03۔	مئی 72ء	ادبی دنیا	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)		
04۔	اکتوبر تا دسمبر 72ء	العلم	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	1982ء	برکاتِ اقبال
05۔	مئی تا اگست 77ء	اسلامی تعلیم	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	1983ء	تقدیرِ امم اور اقبال
06۔	نومبر 1984ء	ماہِ نو	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)		

مندرجہ بالا مقالات و مضامین ۱۳۵ چھوٹے بڑے صفحات پر مشتمل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	جلد کا سائز	صفحات نمبر	صفحات
01۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	۲۴×۱۷سم	۳۵تا۴۰	۰۰۶
02۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	۲۴×۱۷سم	۹۱تا۹۶	۰۰۶
03۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	۲۱×۱۴سم	۴۹تا۱۴۳	۰۹۵
04۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	۲۱×۱۴سم	۱۲۳تا۱۳۲	۰۱۰
05۔	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج نبوی کی روشنی میں)	۲۴×۱۷سم	۲۵تا۲۹	۰۵
06۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	۲۱×۱۴سم	۱۳۳تا۱۴۵	۰۱۳
	کل تعداد صفحات			**۱۳۵**

جاوید نامہ کی تحقیق و توضیح اور تفہیم و تسہیل کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی مساعی پر مشتمل مذکورہ بالا مقالات و مضامین کا موضوعاتی، تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقالہ ''**جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے جاوید نامہ کے مختلف حصوں سے ۱۰ مثالیں دے کر نہایت خوبصورت اور موثر انداز سے واضح کیا ہے کہ ''جاوید نامہ'' فکری، فنی اور ادبی خوبیوں کے لحاظ سے شاعرِ مشرق کا ''نقشِ دوام'' ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان، طرزِ استدلال اور طرزِ فکر کی تفہیم کے لیے صرف دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

ا۔ جاوید نامہ میں، مناجات کے بعد، تمہید آسمانی، کا ایک باب ہے جس میں طلوعِ آفتاب کا منظر جوان دو بیتوں میں پیش کیا گیا، وہ کس قدر دلآویز ہے:۔

بر سپہر نیلگوں زد آفتاب — خیمۂ زربفت باسیمیں طناب؟
از افق صبحِ نخستیں سرکشید — عالمِ نو زادہ را در برکشید

ترجمہ:۔ نیلے رنگ کے آسمان پر، آفتاب نے زربفت کا خیمہ یا روپہلی طناب لگادی ہے۔ افق سے پہلی صبح طلوع ہوئی اور مولود جہاں کو گود میں لے لیا ہے۔

خیمہ زربفت (زر بافتہ، سونے کی تاروں سے بُنا ہوا خیمہ) اور سیمیں طناب (روپہلی ڈوریاں) آفتاب کی شعاعوں کے لیے کس قدر برجستہ استعارہ ہے۔ دوسرے شعر میں معنوی دلآویزی کے ساتھ ساتھ، 'سرکشید' اور 'در برکشید' کے محاورات میں صنعت تجنیس اور صوتی ہم آہنگی ہے، جس کی داد نہ دینا حسنِ ذوق کے ساتھ بیدادگری ہوگی۔

۲۔ تمہید زمینی' (صفحہ ۱۱، ۱۳) میں کنارے دریا پر غروبِ آفتاب کا یہ منظر ملاحظہ ہو:

~ بحر و ہنگامِ غروبِ آفتاب — نیلگوں آب از شفق لعلِ مذاب
~ موجِ مضطر خفت بر سنجابِ آب — شد افق تار از زیانِ آفتاب
از متاعش پارۂ دزدید شام — کوکبے چوں شاہدے بالائے بام

ترجمہ:۔ غروبِ آفتاب کے وقت دریا میں شفق (کے عکس) سے نیلے رنگ کا پانی، پگھلا ہوا لعل، نظر آتا تھا۔ بے قرار موج پانی کے سنجاب پر سوگئی۔ آفتاب کے زیاں سے افق تاریک ہوگیا۔ اُس (آفتاب) کے متاع سے ایک ٹکڑا شام نے چرالیا۔ وہ (ٹکڑا) بام پر کسی معشوق کی مانند ایک ستارہ (نظر آتا) تھا۔

پانی کو پگھلے ہوئے فیروزے سے تشبیہ دینا ایک ایسی لطافت ہے جسے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ یہ شاعرانہ اعجاز اس بنا پر قائم ہوا کہ شفق کو پانی میں عکس ریز دکھایا جائے۔ 'سنجاب' بلی سے چھوٹے قد کا، لمبی دم اور گھنے بالوں والا جانور ہے جس کی پوست سے قیمتی تکیے اور لباس بناتے ہیں۔ پہلے مصرعے کی خوبی ملاحظہ ہو کہ وہاں موج مضطر ذی روح ہے اور سنجاب آب ایک مجسم شے جس پر موج مضطر آرام کرتی ہے حال آنکہ 'موج' خود 'آب' سے ہی ترکیب پاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سنجاب استعارہ بالکنایہ ہے تکیہ کی خاطر۔ پھر 'کوکبِ شام' کو آفتاب کی 'متاع دزدیدہ' کہنا اور اسے بالائے بام 'شاہد' سے تشبیہ دینا، شاعری کا اعجاز نہیں تو کیا ہے؟'' (۱۷۸)

مقالہ ''**جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)**'' مطبوعہ مئی ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''معراج نامہ'' اس منثور یا منظوم کتاب کو کہتے ہیں جس میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعاتِ معراج کو بیان کیا گیا ہو۔ ان واقعات کے تتبع میں شعرا اور ادباء نے اپنے معراج نامے لکھے اور ان کے پردے میں بعض حقائق و معارف بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اقبال کا ''جاوید نامہ'' اسی قبیل کا

معراج نامہ ہے۔ آپ سے قبل کئی شعراء، ادباء اور صوفیہ نے اپنے احوال و واقعات کو معراج ملکوتی کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کی شاہکار تخلیق ''جاوید نامہ'' بھی صوری اور معنوی اعتبار سے ایک ''معراج نامہ'' ہے۔(۱۷۹)

اپنے اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''روایاتِ معراج'' کے عنوان کے تحت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا واقعہ معراج بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''ارداویراف نامہ''، ''صوفیہ کے تجارب''، ''ابو عامر احمد اندلسی''، ''شیخ اکبر ابن عربی''، ''ابوالعلا معری''، ''اسفارِ ارواح'' اور ''ڈیوائن کامیڈی'' کے عنوانات سے مختلف زبانوں (عربی، فارسی، اطالوی) میں لکھے گئے مختلف معراج ناموں اور روحانی سفروں کا ذکر کرنے کے بعد تقابل وموازنہ کرتے ہوئے ''جاوید نامہ'' کی ممتاز حیثیت متعین وواضح کی ہے۔ اس مقالے میں وہ بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''فارسی میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔'ارداویراف نامہ' مذکور کوئی مفصل سیاحت نامہ عوالم علوی نہیں ہے۔ اس کے ماسوا جتنی کتب و رسائل کا ہم نے ذکر کیا۔۔۔ ڈیوائن کمیڈی بزبان اطالوی کے علاوہ، سب بزبانِ عربی ہیں۔ غرض فارسی نثر ہو یا نظم، 'جاوید نامہ' کے موضوع پر کوئی کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔ مولانا اسلم جیراجپوری مرحوم نے اپنے ایک تبصرے میں جاوید نامہ کو شاہنامہ فردوسی، مثنوی رومی، گلستان سعدی اور دیوان حافظ کے ہم ردیف قرار دیتے ہوئے لکھا تھا: معنویت اور نافعیت کے لحاظ سے یہ ان سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ حقیقت میں یہ اس قابل ہے کہ اس زمانے میں مسلمانانِ عالم کے نصاب میں شامل کر لی جائے۔
>
> یہ تجویز اب بھی صائب نظر آتی ہے۔ روایاتِ معراج کے آئینے میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، جاوید نامہ ان میں ممتاز تر ہے۔''(۱۸۰)

مقالہ ''**علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراجِ نبوی ﷺ کی روشنی میں)**'' (مطبوعہ نومبر ۱۹۸۴ء) دراصل ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا مقالے ''جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)'' کے نفسِ مضمون پر مشتمل ہے۔ اس مقالے کی ہیئت قدرے مختلف ہے۔ اس میں ذیلی عنوانات کے تحت لکھنے کے بجائے مسلسل عبارت کی صورت میں نفسِ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے معراج نامے پر لکھنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ، بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ، ابو عامر احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ابوالعلا معری شامی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عطار نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معراج ناموں

اور روحانی سفرناموں سے متعلقہ ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔اس کے بعد انھوں نے فارسی کے ارد اویراف نامے اور دانتے کی ڈیوائن کمیڈی کا ذکر کیا ہے۔ان امور کے ذکر کے بعد انھوں نے ''معراجِ نبویؐ اور فکرِ اقبال'' کے ذیلی عنوان سے مثنوی ''گلشنِ راز جدید''، مثنوی ''پس چہ باید کرد'' اور ''جاوید نامہ'' سے اشعار نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ علامہ اقبال معراج کو ''سفر اندر خویش کردن'' یعنی خود شناسی کی اعلیٰ ترین صورت بتاتے ہیں۔شعورِ معراج، شعورِ نبوت کا ہی ایک شعبہ ہے۔واقعہ معراج انسانی شعور کی بیداری اور تکامل کا موجب ہے۔واقعہ معراج نے تسخیرِ کائنات کے امکانات روشن کر دیے ہیں۔اب صاحبانِ ہمت افلاک وثوابت کی طرف سفر کرنے کو ناممکنات میں شمار نہیں کرتے۔اپنے ظاہری اسلوب کے اعتبار سے جاوید نامہ بہر حال روایاتِ معراج نبویؐ سے ہی روشن پذیر ہے۔اس میں سب افلاک کا ذکر نہ سہی، بہشت و دوزخ کا حال بھی مختصر سہی، مگر اسلوبِ سفر ان ہی کتابوں کا سا ہے جو روایاتِ معراج کے تتبع میں عارفانہ یا ادیبانہ رنگ میں لکھی گئی ہیں۔زیرِ جائزہ مقالہ موضوع اور متن کے لحاظ سے گراں قدر افادیت کا حامل ہے۔(۱۸۱)

''برکاتِ اقبال'' میں شامل دو مضامین **''جاوید نامہ، اصلی کردار''** اور **''درسِ رواداری''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کے کرداروں کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔پہلے مضمون میں ۴۱ کرداروں اور دوسرے مضمون میں ۸ کرداروں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔بعد میں ڈاکٹر محمد ریاض نے متذکرہ دونوں مضامین کا متن قدرے تلخیص کے ساتھ اپنی کتاب ''جاوید نامہ تحقیق وتوضیح'' کے صفحہ نمبر ۴۹ تا ۵۷ پر ''کرداروں کی مختصر توضیح'' کے عنوان کے تحت دیا ہے۔اس لیے الگ جائزہ لینے کے بجائے ان مضامین کے مندرجات کا کتاب ''جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح'' کے ضمن میں ہی جائزہ پیش کر دیا گیا ہے۔مضمون **''درسِ رواداری''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' میں غیر مسلم کرداروں کی توصیف کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق رواداری کا مظاہرہ کیا ہے اور اس طرح رواداری کی تعلیم دی ہے۔ان کرداروں سے علامہ اقبال نے جو تعلیمات منسوب کی ہیں، وہ ان کی اصل تعلیمات سے کہیں زیادہ مستحسن نظر آتی ہیں۔ظاہر ہے کہ شاعرِ مشرق نے ان کے اوصاف کی دل کھول کر داد دی ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' میں مذکور درج ذیل ۸ غیر مسلم شخصیات اور ان کی تعلیمات کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے:

۱۔وشوامتر ۲۔گوتم بدھ ۳۔زرتشت ۴۔حکیم لیوٹالسٹائی
۵۔کارل مارکس ۶۔طاہرہ بابیہ ۷۔نیٹشے ۸۔بھرتری ہری

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شخصیات اوران کی تعلیمات کے حوالے سے ''جاوید نامہ'' سے متعلقہ اشعار بھی دیے ہیں مگر یہ تمام فارسی اشعار بغیر ترجمہ اور حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ یہ مضمون اپنے موضوع اور متن کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔اس لیے اسے تدوین، تحشیہ اور تصحیح کے بعد شائع کرنا چاہیے۔

''برکاتِ اقبال'' میں شامل مضمون **''فلکِ مشتری''**، سہ ماہی ''العلم'' کے شمارہ اپریل تا جون ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو بعد میں کچھ تبدیلیوں کے بعد تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں) شامل کر دیا گیا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ جاوید نامہ کا فلک مشتری ڈیوائن کامیڈی کے اس فلک کی مانند مشکل موضوعات کا حامل ہے۔اقبال نے یہاں تین کرداروں حسین بن منصور حلاج، طاہرہ قزوینی اور غالب سے ملاقات کی اور دلچسپ اور فکر انگیز حقائق ودقائق بیان فرمائے ہیں۔ یہ حصہ قیاس آمیز افکار سے زیادہ تحقیقی گفتار پر مبنی ہے۔زندہ رود کے سوالات پر حسین بن حلاج کہتے ہیں کہ فراق، خلشِ محبت کا محرک و مہیج ہے اوراس سے خودی کو تقویت بلکہ شانِ ابدیت ملتی ہے۔انسان مجبور ہے اور مختار بھی۔اپنی قوت کے مطابق ہم مساعی کرنے کے مکلّف ہیں اور حرکت میں برکت ہے۔دعویٰ ''انا الحق'' دراصل انا، نفس یا من کے حق وحقیقت ہونے کے بارے میں تھا۔ ہر عالم میں حقیقت محمدیہ ﷺ کے ہی جلوے ہیں۔آنحضرت ﷺ بظاہر تو ''بشر'' اور ''عبد'' تھے مگر ''عبدہٗ'' (اس کے خاص بندے) کی تعلیم سے آپ ﷺ کا جوہر ہونا ثابت ہے۔ازاں بعد حلاج نے زندہ رُود کو دیدارِ رسولؐ (اتباع رسولؐ) اور دیدارِ حق (اوامر ونواہی کے اجراء) کا مفہوم سمجھایا۔زاہد اور عاشق کا فرق سمجھایا۔ضمناً حلاج نے دلبرانہ رویہ اختیار کرنے (نرمی) اور سکر کے بجائے صحو اختیار کرنے کی تلقین کی اور آخر میں ابلیس لعین کے مناقب بیان کیے ہیں۔

اس کے بعد قراۃ العین کی طاہرہ بابیہ کی جرأت ،شہامت اور اصول پرستی کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد میں مرزا غالب سے سوال جواب کا سلسلہ بیان ہوا ہے۔غالب سے پہلا سوال ان کے ایک شعر کے مفہوم کے بارے میں کیا گیا جس کا انھوں نے جواب دیا کہ نالۂ عاشقانہ باندازِ ظرف موثر ہوتا ہے۔غالب سے دوسرا سوال مسئلہ نظیر رحمۃ اللعالمین ﷺ کے بارے میں پوچھا گیا۔اپنے مضمون ''فلک مشتری'' کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''جو اشارات ہم نے مرتب کیے ان سے بہر طور پر یہ امر مظہر ہے کہ علامہ اقبال کی شاہکار تالیف'' جاوید نامہ'' کا فلک مشتری العیری ڈینٹے اطالوی کی تالیف'' ڈیوائن کامیڈی'' کے فلک مشتری کی مانند ادق اور قابل قدر نکات مباحث کا حامل ہے اور ہر بحث کے لئے جداگانہ گزارشات پیش کرنا ضروری ہے''۔(۱۸۲)

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے حسین بن حلاج، طاہرہ بابیہ اور مرزا غالب کی شخصیات کے تعارف اور احوال کے ذکر کے ساتھ ان سے کیے گئے سوالات اور ان کے جوابات بیان کیے ہیں۔

مئی تا اگست ۱۹۷۷ء کے مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' میں شائع ہونے والا مقالہ ''**تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)**'' مکمل جاوید نامہ کے مطالعات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس موضوع پر لکھے گئے اپنے دیگر تمام مقالات و مضامین کا متن اور مفہوم اس مقالے میں پیش کر دیا تھا۔ یہ مقالہ بعد میں ''**جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین کے مجموعہ ''تقدیرِ امم'' میں شامل ہوا۔ بعد میں انھوں نے اس مقالے میں اپنے گزشتہ کے دو مقالات و مضامین ''**جاوید نامے کے اصل کردار**'' مطبوعہ (جولائی ۱۹۷۷ء) اور ''**اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید**'' (مطبوعہ مارچ، اپریل ۱۹۸۴ء) کا متن شامل کر کے کچھ تبدیلیوں اور کمی بیشی کے ساتھ مقالہ ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)'' کو کتاب ''**جاوید نامہ تحقیق و توضیح**'' کی شکل دے دی۔ اس طرح انھوں نے جاوید کے مطالعات پر مشتمل اپنی برسوں کی تحقیقی و تنقیدی کاوشوں کو اس نئی تخلیق کی شکل میں ضم کر دیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب میں جاوید نامہ کی فکری و فنی اور علمی و ادبی اہمیت واضح کرنے کے لیے، اس کے نادر اسلوب، مکالماتی زور اور حقائق و معارف سے آگاہ کرنے اور فکرِ اقبال سے دلچسپی رکھنے والے شائقین کی ان امور پر توجہ مبذول کرنے کے لیے اس کتاب میں جاوید نامہ کے امتیازی پہلو، دیگر شعراء و صوفیہ کے معراج ناموں، جاوید نامہ اور ڈیوائن کامیڈی کا تقابلی جائزہ، جاوید نامہ کے تمثیلی کردار، جاوید نامہ کا اسلوب اور افلاک سے ماقبل حصہ، افلاک کی سیر اور مختلف کرداروں کے ساتھ مکالمات، افلاک سے باہر کا سفر اور اختتامِ سفر کے عنوانات سے جاوید نامہ کے مختلف پہلوؤں کا تحقیقی و توضیحی جائزہ پیش کیا اور مختلف حقائق و معارف بیان کیے ہیں۔ آخر پر

''جاوید سے خطاب'' کے عنوان سے جاوید نامہ کے ضمیمے میں شامل کلام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر پر (صفحہ ۲۱۷ تا ۲۴۵ پر) مفصل ''حواشی'' دیے گئے ہیں۔ ''حواشی'' کے بعد ''اشاریہ'' دیا گیا ہے۔ کتاب میں زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

زیر جائزہ کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' علامہ اقبال کی تصنیف ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں بطور مثال ''فلک عطارد'' کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی نگارشات کا جائزہ لینا ہی کافی ہوگا۔

''فلک عطارد'' کے فارسی متن کی توضیح کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض ''آغازِ کلام'' کے ذیلی عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ رومی اور اقبال، قمر کے بعد فلکِ عطارد میں آ پہنچے ہیں۔ یہاں وہ لکھتے ہیں کہ محمد سعید حلیم پاشا، سید جمال الدین افغانی کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ نماز کے بعد رومی، علامہ اقبال کا سید جمال الدین افغانی سے تعارف کراتے ہیں۔ افغانی زندہ رُود (علامہ اقبال) سے مسلمانوں کی حالت کا پوچھتے ہیں۔

اس کے بعد ''اسمائے افراد'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد سعید حلیم پاشا کی شخصیات کا تعارف کرایا ہے اور ''افغان سے گفتگو'' کے عنوان سے زندہ رُود کی سید جمال الدین افغانی کے ساتھ گفتگو کا ذکر کیا ہے۔ ''چار اساسی تصورات'' کے عنوان سے چار بنیادی تصورات: خلافتِ آدم، حکومتِ الٰہی، زمین کی خدائی ملکیت اور حکمت خیر کثیر است پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ ''ملتِ روس کو پیغامِ افغانی'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے ''پیغامِ افغانی با ملتِ روسیہ'' کے عنوان کے تحت دیے گئے فارسی متن کا خلاصہ تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد ''سعید حلیم پاشا سے گفتگو'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس گفتگو کے بعد پیر رومی، زندہ رود سے آتش فگن اشعار پڑھنے کو کہتے ہیں۔ زندہ رود چھ اشعار پر مشتمل ایک غزل پڑھتے ہیں۔ اس طرح ''فلک عطارد'' کا سفر تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''فلک عطارد'' کے (صفحہ ۵۹ تا ۸۳ پر مشتمل) متن کی تفہیم کے لیے تمام ضروری تفصیلات فراہم کی ہیں اور ضروری امور کی وضاحت کی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان سے آگاہی کے لیے ''فلکِ عطارد'' میں سے ''حکمت خیر کثیر است'' کا فارسی متن، ان کا اردو ترجمہ از میاں عبدالرشید اور توضیح از ڈاکٹر محمد ریاض پیشِ خدمت ہے۔

فارسی متن از جاوید نامہ

۴۔ حکمت خیرِ کثیر است

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر
علم حرف و صوت را شہپر دہد پاکیِ گوہر بہ نا گوہر دہد
علم را بر اوجِ افلاک است رہ تا ز چشمِ مہر بر کند نگہ
نسخۂ او نسخۂ تفسیرِ کُل بستۂ تدبیر او تقدیرِ کل
دشت را گوید حبابے دہ، دہد بحر را گوید سرابے دہ، دہد!
چشمِ او بر وارداتِ کائنات تا بہ بیند محکماتِ کائنات
دل اگر بندد بہ حق، پیغمبری است ور ز حق بیگانہ گردد کافری است!
علم را بے سوزِ دل خوانی شر است نورِ او تاریکیِ بحر و بر است!
عالمے از غازِ او کور و کبود فر و دینش برگ ریزِ ہست و بود
بحر و دشت و کوہسار و باغ و راغ از بمِ طیارۂ او داغ داغ!
سینۂ افرنگ را نارے ازوست لذتِ شبخون و یلغارے ازوست
سیر واژونے دہد ایام را می برد سرمایۂ اقوام را!
قوتش ابلیس را یارے شود نور نار از صحبت نارے شود
کشتنِ ابلیس کارے مشکل است زانکہ او گم اندر اعماقِ دل است!
خوشتر آں باشد مسلمانش کُنی کشتۂ شمشیر قرآنش کُنی
از جلالِ بے جمالے الاماں از فراقِ بے وصالے الاماں!
عِلم بے عشق است از طاغوتیاں علم باعشق است از لاہوتیاں!
بے محبت علم و حکمت مردۂ عقل تیرے بر ہدف ناخوردۂ
کور را بینندہ از دیدار کن بولہب را حیدرِ کرار کُن! (۱۸۳)

ترجمہ از میاں عبدالرشید

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت کو خیرِ کثیر فرمایا ہے، جہاں کہیں تو اس خیر کو دیکھے اپنا لے۔

۲۔ علم مصنف اور خطیب کو شہپر عطا کرتا ہے۔ اس سے معمولی شخصیت کو بھی اندرونی پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔

۳۔ علم کا راستہ افلاک کی بلندیوں تک پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سورج کی آنکھ سے بھی نگاہ چھین لیتا ہے۔
۴۔ علم ساری موجودات کی تفسیر حاصل کرنے کا نسخہ ہے۔ سب کی تقدیر اسی کی تدبیر کے ساتھ وابستہ ہے۔
۵۔ اگر علم صحرا سے کہے کہ حباب دے تو وہ دے دیتا ہے اگر وہ بحر سے کہے کہ سراب دکھا تو وہ دکھا دیتا ہے۔
۶۔ علم کی نظر کائنات کے بارے میں تجربات پر ہے، تاکہ وہ کائنات کے بنیادی اصول دیکھے۔
۷۔ دل کو اگر اللہ تعالیٰ سے لگایا جائے تو یہ پیغمبری ہے۔ اور یہ اگر اللہ تعالیٰ سے بیگانہ رہے تو یہی کافری ہے۔
۸۔ اگر تو علم کو سوزِ عشق کے بغیر پڑھے تو یہ شر ہے۔ ایسے علم کا نور بحر و بر کی تاریکی ہے۔
۹۔ اس علم کے غازے سے دنیا اندھیر نگری بن جاتی ہے۔ اس کی بہار شجرِ زندگی کے پتے کو گرا دیتی ہے۔
۱۰۔ بحر، صحرا، کوہسار، باغ وراغ سب اس کے طیاروں کے بموں سے داغ داغ ہو جاتے ہیں۔
۱۱۔ اسی علم نے فرنگیوں کے سینے میں آگ بھڑکائی ہے اور اسی سے انھیں شب خوں اور یلغار کی لذت حاصل ہوئی ہے۔
۱۲۔ یہ علم زمانے کو پیچھے لے جاتا ہے اور اقوام سے ان کا سرمایہ چھین لیتا ہے۔
۱۳۔ اس علم سے حاصل شدہ قوت ابلیس کی مددگار بنتی ہے اور پھر نار یعنی ابلیس کی صحبت سے اس علم کا نور بھی نار بن جاتا ہے۔
۱۴۔ ابلیس کو مارنا مشکل کام ہے کیونکہ وہ نفس کی گہرائیوں میں گم ہے۔
۱۵۔ بہتر یہی ہے کہ تو اسے مسلمان کر لے اور اسے قرآن کی تلوار سے قتل کرے۔
۱۶۔ ایسے علم کے جلال بے جمال سے خدا کی پناہ۔ اس کے بے وصال فراق سے خدا کی پناہ۔
۱۷۔ بغیر عشق کے علم کا تعلق شیاطین سے ہے اور باعشق علم کا تعلق عارفانِ الٰہی سے ہے۔
۱۸۔ عشقِ الٰہی کے بغیر علم وحکمت مردہ ہے اور عقل ایسا تیر ہے جو نشانے سے دور ہے۔
۱۹۔ اندھے (علم) کو دیدارِ الٰہی سے بصیر بنا دے اور اس طرح بولہب کو حیدرِ کرارؓ میں بدل

دے۔(۱۸۴)

توضیحات از ڈاکٹر محمد ریاض

چوتھی اساسی تعلیم ''حکمت خیر کثیر است'' کے عنوان سے ہے یعنی حکمت و دانش (سائنس) ایک نعمتِ عظیم ہے۔

یہاں اقبال اپنا پسندیدہ موضوع بیان کرتے ہیں جو بعد میں ''مثنوی پس چہ باید کرد'' میں بھی آیا ہے۔ یہ موضوع علوم وفنون کو اسلامی نہاد فراہم کرنے (=اسلامیانے) سے عبارت ہے۔ اقبال اسے علم و عشق کے کنایات کے ذریعے سے بھی واضح کرتے ہیں۔ خلاصہ مبحث یہ ہے کہ سائنسی علوم غیر معمولی مؤثر اور مفید ہیں مگر ان کا حقیقی افادہ نوعِ انسانی کو اسی وقت مل سکتا ہے جب ان میں ابلیسیت اور طاغوتیت نہ ہو اور یہ عشق و محبت کی بنائے محکم پر استوار ہوں۔ اقبال بزبان افغانی کہتے ہیں کہ سوزِ دل اور بشر دوستی کی مظہر ''سائنس'' پیغمبرانہ منہاج رکھتی ہے کیونکہ اس کی ابلیسیت کو شمشیر قرآن نے کاٹ رکھا ہے اور اس میں جلال کے ساتھ ساتھ جمال کی قوت بھی دکھائی دیتی ہے۔

دل اگر بندد بہ حق' پیغمبری است — ور ز حق بیگانہ گردد کافری است!
علم را بے سوزِ دل خوانی شر است — نورِ او تاریکیٔ بحر و بر است!
عالمے از غازِ او کور و کبود — فر و دینش برگ ریز ہست و بود
عِلم بے عشق است از طاغوتیاں — علم با عشق است از لاہوتیاں!
بے محبت علم و حکمت مردۂ — عقل تیرے بر ہدف ناخوردۂ
کور را بینندہ از دیدار کن — بولہب را حیدرِ کرار کُن!

اس عنوان کا پہلا شعر ''پیام مشرق'' کی ''پیشکش'' سے ماخوذ ہے۔

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر — ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

فارسی متن، اردو ترجمہ اور ڈاکٹر محمد ریاض کی توضیحات کے تقابلی مطالعے سے متن کا مفہوم اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اختصار اور جامعیت کے ساتھ متن کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اگر وہ مندرجہ بالا مثال کے مطابق اپنی تصنیف میں فارسی متن اور ترجمہ شامل کر دیتے تو ان کی اس تصنیف کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔(۱۸۵)

جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) کا آخری موضوع ''جاوید سے خطاب'' ہے۔ اس عنوان کے

تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کے ضمیمے میں شامل فارسی کلام کا ترجمہ اور مفہوم بیان کیا ہے۔ ''جاوید سے خطاب'' ڈاکٹر محمد ریاض کے قبل ازیں مطبوعہ مقالے ''اقبال اور نئی نسل۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید'' پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ''خطاب بہ جاوید'' کا ذیلی عنوان شاعر نے ''سخنے بہ نژادِ نو'' (نئی نسل سے باتیں) رکھا ہے۔ یہ ''جاوید نامہ'' سے الگ اور مستقل حصہ ہے۔ اس کے چھوٹے بڑے ۱۳ بند ہیں۔ اشعار کی تعداد ۱۳۶ ہے۔ یہ حصہ خطابیہ اور بیانیہ رنگ میں ہے۔ اس میں علامہ اقبال نے جوانانِ اسلام کو معاشرتی اور علمی نکات سے آگاہ کیا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی دیگر تصانیف (بانگِ درا، بالِ جبریل، زبورِ عجم اور اسرار و رموز) میں بھی نوجوانوں کو مخاطب کر کے انھیں ان کے شاندار ماضی سے آگاہ کیا ہے اور عملِ پیہم و جہدِ مسلسل سے اپنا حال بہتر کرنے اور مستقبل تابناک بنانے کی تلقین کی ہے۔ علامہ اقبال نے اس ضمن میں کلامِ اقبال سے کئی اشعار دیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے (صفحہ نمبر ۹۵ تا ۱۰۱ تک) ''جاوید نامہ'' کے ضمیمے کا مفہوم دیا ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔ بعض عنوانات صرف بند کے نمبر پر مشتمل ہیں:

''پہلا اور دوسرا بند''، ''تیسرا اور چوتھا بند''، ''پانچواں بند''، ''چھٹا بند، اقبال کی دو نوع کتابیں''، ''ساتواں بند: نوجواں، معلمین اور نظامِ تعلیم''، ''آٹھواں بند: یقینِ خود شناسی و عمل''، ''نواں بند: ورع و تقویٰ''، ''دسواں بند: درسِ عشق و رواداری''، ''گیارھواں بند: اختیارِ فقر''، ''بارھواں بند: عوام کی تعریف اور خواص پر تنقید''، ''تیرھواں بند: مردِ حق کی راہنمائی اور رقصِ روح''۔

پہلے چاروں بندوں کا مفہوم بھی اگر الگ الگ دیا جاتا اور متن مفہوم کے مطابق انھیں ذیلی عنوانات دے دیے جاتے تو عنوانات میں یکسانیت قائم ہو جاتی۔

''خطاب بہ جاوید'' کے بند نمبر ایک تا تیرہ کا مفہوم دینے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے (صفحہ نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۴ پر) بند نمبر ۱ تا تیرہ کا اردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۵ پر حواشی دیے گئے ہیں۔

اس مقالے میں کلامِ اقبال سے قریباً ۵۰ فارسی اشعار اور ۳۵ اردو اشعار دیے گئے ہیں۔ فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ زیادہ تر فارسی و اردو اشعار بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ مقالہ پڑھ کر ''جاوید نامہ'' کے ضمیمے کا مفہوم اچھی طرح سمجھ آ جاتا ہے۔ تاہم اگر فارسی متن کے ساتھ ترجمہ دے کر بعد میں مفہوم دیا جاتا تو اس مقالے کا دائرہ تفہیم وسیع تر ہو جاتا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے طرزِ بیان اور اسلوبِ ترجمہ کی تفہیم کے لیے بند نمبر ۷ کا مفہوم اور ترجمہ پیشِ

خدمت ہے۔ متن کی تفہیم میں آسانی کے لیے کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز سے فارسی متن بھی دیا جاتا ہے۔

فارسی متن از کلیاتِ اقبال فارسی:

نوجواناں تشنہ لب' خالی ایاغ — شستہ رو' تاریک جاں' روشن دماغ!
کم نگاہ و بے یقین و ناامید — چشمِ شاں اندر جہاں چیزے ندید!
ناکساں منکر ز خود مومن بغیر — خشت بند از خاکِ شاں معمارِ دیر!
مکتب از مقصودِ خویش آگاہ نیست — تا بجذبِ اندرونش راہ نیست!
نورِ فطرت را ز جانہا پاک شست — یک گلِ رعنا ز شاخِ او نرست!
خشت را معمارِ ما کج می نہد — خوے بط با بچۂ شاہیں دہد!
علم تا سوزے نگیرد از حیات — دل نگیرد لذتے از واردات!
علم جز شرحِ مقاماتِ تو نیست — علم جز تفسیرِ آیاتِ تو نیست!
سوختن می باید اندر نارِ حس — تا بدانی نقرۂ خود را ز مس!
علمِ حق اول حواس' آخر حضور — آخرِ او می نگنجد در شعور! (۱۸۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

بند ہفتم:۔نوجوان پیاسے ہیں اور خالی جام۔ وہ بنے ٹھنے، تاریک روح والے (اور) روشن خیال ہیں۔ وہ بے بصیرت، بے یقین اور ناامید ہیں۔ ان کی آنکھ نے دنیا میں کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (یہ) بے شخصیت اپنے منکر اور غیروں کو ماننے والے ہیں۔ (اس لیے) بت خانے کے معماران کی مٹی سے اینٹیں بناتے ہیں۔ مدرسے کو جب تک اس (نوجوان) کے جذبِ باطنی سے آگاہی نہیں، وہ اپنے ہدف (تعمیرِ خودی) سے ناواقف ہے۔ اس مدرسے نے فطری نور کو (نوجوانوں کی) ارواح سے دھوڈالا (اور) اس کی شاخ سے ایک بھی خوب صورت پھول نہ اگا۔ ہمارا معمار (= معلم) اینٹ کو ٹیڑھا رکھتا ہے (اور) شاہین بچے کو بطخ کی (سر بزیری کی) عادت ڈال رہا ہے۔ علم جب تک زندگی کی تپش نہ لے، دل واردات (وجذبات) کی تپش نہیں لیتا۔ (اے مخاطب!) علم تیرے مقامات اور علامات کی توضیح کے سوا نہیں ہے۔ پہلے محسوسات کی آگ میں جلنا چاہیے تاکہ تو اپنی چاندی کو تانبے سے ممتاز کر سکے۔ علمِ حق پہلے حواس ہے پھر حضور۔ یہ آخری (مرحلۂ حضور) شعور میں نہیں سماتا۔ (۱۸۷)

مفہوم از ڈاکٹر محمد ریاض

ساتواں بند:۔ نوجوان ، معلمین اور نظامِ تعلیم :۔ اب تک نوجوانوں نے دوسرے گروہوں کی حالت ملاحظہ کی تھی ۔ اب شاعرِ اسلام خود انھیں خودنگری کی دعوت دیتے ہیں ۔ یہاں نوجوان، طالبانِ علم کے طور پر مذکور ہیں ۔ ان کے ساتھ معلمین اور نظامِ تعلیم بھی ہدفِ ملامت بنتے ہیں ۔

اقبال فرماتے ہیں کہ عصرِ حاضر کے نوجوان (علم کے) پیاسے ہیں مگر ان کے جام (ذہن) خالی ہیں ۔ وہ روشن خیال اور بنے ٹھنے لگتے ہیں مگر ان کی روح تاریک ہے، وہ کم نظر، ناامید اور بے یقین ہیں ۔ انھوں نے ابھی دنیا کو دیکھا ہی کب ہے ۔ وہ خود فراموش اور غیروں کے معترف ہیں ۔ لہٰذا ان مسلمانوں کی مٹی سے بت خانے کے معمار اینٹیں بنا رہے ہیں ۔

نوجواناں تشنہ لب، خالی ایاغ　　شستہ رو، تاریک جاں، روشن دماغ!
کم نگاہ و بے یقین و ناامید　　چشمِ شاں اندر جہاں چیزے ندید!
ناکساں منکر ز خود مومن بغیر　　خشت بند از خاکِ شاں معمارِ دیر!

تین شعر اور اتنا عظیم تبصرہ ۔ مولانا غلام قادر گرامی (و ۱۹۲۷ء) نے اقبال کی شاعری کے بارے میں اسی لیے فرمایا تھا کہ

در دیدہ معنی نگہاں حضرتِ اقبال　　پیغمبری کرد و پیمبر نتواں گفت

کلیاتِ اقبال اس بات کے غماز ہیں کہ یہاں ان نوجوانوں کو ہدفِ ملامت بنایا جا رہا ہے جو بے یقین اور قوتِ دین سے بدظن ہو کر متحدہ قومیت کے ہمنوا ہو رہے تھے اور ہندو اکثریت کی ہمنوائی کرنے لگے تھے ۔

علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ نظامِ تعلیم کو تربیتِ نفوس سے کوئی واسطہ نہیں ۔ اس تاریکی پرور نظام نے فطری استعداد کو ایسی زک پہنچائی کہ کسی ہونہار شخص کے جوہر نمودار ہی نہ ہو سکے ۔ معلمین کے دروس سربزیری اور خودی شکنی پر مبنی ہیں ۔ علم و دانش میں سوزِ قلب نہ ہو تو اس کے ذریعے خوب و ناخوب کا خطِ امتیاز کیسے کھینچا جائے گا ۔ علمِ حقیقی کی ابتداء تربیتِ حواس سے ہوتی ہے مگر اس کی انتہا حضور (تجلی ذات) ہے جو قوائے شعور سے بالاتر مقام ہے ۔ علم میں سوزِ قلب کی آمیزش کا موضوع جاوید نامے میں اس سے قبل زیرِ بحث آ چکا ۔ مثنوی پس چہ باید کرد میں شاعر نے اسے مزید واضح کیا ہے ۔ (۱۸۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''اقبال اور نئی نسل ۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ، خطاب بہ جاوید'' موضوع اور متن

کے لحاظ سے نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مقالہ بغیر کسی تبدیلی کے اپنی کتاب ''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)'' کا جزوِ آخر بنا دیا۔

''جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)''، علامہ اقبال کی تصنیف ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے بہت زیادہ قدر و قیمت کی حامل تصنیف ہے۔ اسے تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد دوبار شائع کیا جانا چاہیے۔ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں اظہارِ رائے کرنے والے تقریباً تمام احباب، اعزہ و اقربا، رفقا اور مبصرین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کا نہایت اعلیٰ ذوق اور خاص تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ان کی تمام تصانیف و تالیفات، مقالات و مضامین، تراجم اور تبصرات میں اس ضمن میں بہت سے شواہد مل جاتے ہیں۔ مثلاً، مقبول الٰہی، ''علم کی دستک'' کے خاص شمارے ''نذرِ ریاض'' میں شامل اپنے مضمون ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض.........میرے تاثرات'' میں ''جاوید نامہ'' کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے علمی و ادبی ذوق کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''یہی نہیں کہ ان (ڈاکٹر محمد ریاض) کا مطالعہ اور تحقیق فقط علامہ کے متعلق ہی وسیع تھے، فارسی و اردو ادب سے وابستگی اور شناسائی بھی ڈاکٹر صاحب کو خوب تھی۔ ''جاوید نامہ'' میں اس شعلہ جوالہ قرۃ العین طاہرہ کے ذکر پر بات چلی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کر کے مجھے حیرت زدہ کر دیا کہ جو کلام اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل اس کا نہیں بلکہ وہ کسی مرد شاعر کا ہے جو تخلص طاہرہ ہی کرتا تھا لیکن جو اس سے پہلے ہو گزرا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے اس کا نام اس کا عہد، وطن، اس پر تحقیق کرنے والے کا نام اور دورِ حیات خاصی تفصیل سے فون پر بتائے۔ میں اپنے اس حافظے کا کیا کروں کہ مجھے یہ تفصیلات یاد نہیں رہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں ہے، تمام کوائف چھپ چکے ہیں۔'' (۱۸۹)

اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں لکھتے ہیں:

> ''جاوید نامہ'' کو علامہ نے اپنی زندگی کا ''ماحصل'' قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف ''جاوید نامہ، تحقیق و توضیح'' علامہ کے اس فکری شاہکار کا ایک جامع تعارف و توضیح نامہ ہے۔ انھوں نے جاوید نامہ کے موضوعات و مباحث، اس کے امتیازی پہلوؤں اور اس کے اسلوب پر بحث کی ہے اور اس میں مذکور شخصیات کا تعارف کرایا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ ''شرح جاوید نامہ'' ہے، اور ایک

درجے میں تبصرہ وتنقید بھی ہے۔شرح، مطالب ومفاہیم اور موضوعات کی ہے (نہ کہ شعر بہ شعر تشریح۔جملۂ معترضہ: ایک ضرورت ''جاوید نامہ'' کے لفظی/بامحاورہ نثری ترجمے کی بھی ہے)۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب سے فارسی دان قارئین کے ساتھ ساتھ اردو خواں اقبال شناس بھی برابر استفادہ کریں گے۔'' علاوہ ازیں ''جاوید نامہ'' پر تحقیق مزید کے لیے بھی یہ کتاب معاون ثابت ہوگی۔(۱۹۰)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنے مضمون ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس'' میں لکھتے ہیں:

''جاوید نامہ'' ڈاکٹر محمد ریاض کی دلچسپی کا ایک اہم موضوع ہے، جس کا اظہار ان کی ایک ابتدائی تصنیف ''تعلیماتِ اقبال''، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں'' (۱۹۷۷ء) سے ''جاوید نامہ، تحقیق و توضیح'' (۱۹۸۸ء) تک کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہ کتاب (جاوید نامہ) علامہ اقبال کا شعری شاہکار ہے اور ان کے بقول ان کا Life Work (حاصلِ حیات) ہے، مگر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے سوا کسی اقبال شناس نے اس کی تشریح وتوضیح پر توجہ نہیں دی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے بنیادی موضوعات پر تحقیق کی ہے اور ان کی توضیح بھی کی۔اس طرح ریاض مرحوم کی مذکورہ کتاب اقبالیات کی ایک اہم ضرورت پوری کرتی ہے اور ''جاوید نامہ'' کے مباحث پر فکر انگیز تصنیف ہے۔راقم نے اس کے نثری، بامحاورہ ترجمے کی تجویز پیش کی تو ریاض صاحب نے اس کا بیڑا اٹھانے کا عزم کیا (اس کا ذکر اوپر آچکا ہے) یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں اس وقت جس قدر مواد ولوازمہ ملتا ہے، اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔(۱۹۱)

''جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)'' کے فلیپ پر پروفیسر محمد منور مرزا نے کتاب کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے:

''ڈاکٹر محمد ریاض' اقبالیات کے معروف محقق اور استاد اور شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے سربراہ ہیں۔اقبالیات کے سلسلے میں متعدد معتبر تحقیقی اور تنقیدی کتب کے مصنف ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح'' علامہ اقبال کے شاہکار ''جاوید نامہ'' کے مباحث پر فکر انگیز تصنیف ہے۔تاہم' یہ کتاب ''جاوید نامہ'' کی تشریح نہیں بلکہ بنیادی موضوعات کی تحقیق وتوضیح ہے۔ کتاب میں مطالب کی تفہیم کے لیے فارسی اشعار کا اکثر صورتوں میں ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔''

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب ڈاکٹر علامہ اقبال کے شعری مجموعے ''جاوید نامہ'' کی تشریح وتوضیح

ہے۔ فارسی پر دسترس رکھنے کی وجہ سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' کے مفاہیم ومعانی کی وضاحت کے لیے تحقیقی انداز اپنایا ہے۔۔۔یہ کتاب اردو اور فارسی ،دونوں زبانوں میں یکساں مقبول ہے۔اقبال کے شعری شاہکار'' جاوید نامہ'' کی تفہیم وتشریح اورحسنِ معانی سمجھنے کے لیے کتاب بہت مفید ہے۔اقبال اکادمی کی دیگر کتب میں یہ ایک منفرد اضافہ ہے۔''(۱۹۲)

اقبالیاتی ادب پر اردو تالیفات

01- تقاریر بیادِ اقبال

مرتبہ : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اشاعت : باراول، مارچ ۱۹۸۶ء؛ باردوم، دسمبر ۱۹۹۹ء

صفحات : اردو ۱۵۱+ انگریزی ۱۴

قیمت : ۵۰ روپے (باردوم)

فہرست مضامین:

نمبر	مقالہ نگار	عنوانات (بمطابق فہرست)	عنوانات (متن کے ساتھ)
۱۔	ابوبکر صدیقی	اسلامی ثقافت کی میراث	اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ
۲۔	ڈاکٹر وحید الزمان	اقبال اور تصورِ پاکستان	
۳۔	پروفیسر مرزا محمد منور	اقبال، صاحبِ یقین	
۴۔	پروفیسر نظیر صدیقی	اقبال اور عظمتِ انسانی	اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت
۵۔	پروفیسر شیخ محمد عثمانی	اسلامی ثقافت کی روح	اقبال اور اسلامی ثقافت
۶۔	ڈاکٹر محمد ریاض	جگن ناتھ کی اقبال شناسی	پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی
۷۔	پروفیسر جگن ناتھ آزاد	اقبال کی اردو شاعری	
۸۔	پروفیسر کرم حیدری	اقبال، داعی اسلام	
۹۔	ڈاکٹر محمد ریاض	اقبال اور سیرت رسولِ اکرمؐ	
۱۰۔	رحیم بخش شاہین	مسلم قومیت اور پاکستان	اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان
۱۱۔	پروفیسر محمد انور مسعود	اقبال کا پیغام	
۱۲۔	ڈاکٹر محمد ریاض	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	
۱۳۔	ڈاکٹر سعد اللہ کلیم	کلام اقبال میں جلال و جمال	کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات

۱۴۔	پروفیسر وحید قریشی	علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت	
۱۵۔	پروفیسر مرزا محمد رفیق بیگ	اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو	
۱۶۔	پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل	اقبال اور تصوف	Iqbal and Sufism
۱۷۔	جناب اے کے بروہی	اقبال کا فلسفہ	Iqbal's Philosophy(۱۹۳)

دسمبر ۱۹۷۷ء میں اوپن یونیورسٹی، علامہ اقبال کے نام نامی سے موسوم ہوئی۔ اس وقت سے اس یونیورسٹی میں یومِ اقبال کی تقریبات باقاعدگی کے ساتھ منعقد کی جانے لگیں۔ ۱۹۸۴ء تک منعقد ہونے والی ان تقریبات میں پڑھے جانے والے سترہ (۱۷) منتخب مقالے کتاب ''تقاریر بیادِ اقبال'' کی شکل میں شائع کیے گئے۔ ان سترہ مقالوں میں سے صرف دو انگریزی میں اور باقی اردو میں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب کے تعارف میں وجۂ تدوین بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کتاب کی تدوین واشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اقبال کے فکر وفن کے بارے میں ماہرین اور دانشوروں کے خیالات پر مبنی ایک مجموعہ پیش کیا جائے کیونکہ ہر سنجیدہ کوشش کا ریکارڈ اگر محفوظ ہو جائے تو اس سے ایسی دوسری کوششوں کو بار آور ہونے میں مدد ملتی ہے۔'' (۱۹۴)

''تقاریر بیادِ اقبال'' اہم علمی وادبی موضوعات پر مبنی ۱۷ مقالات ومضامین پر مشتمل ہے۔ ان میں ۱۲ مقالات ومضامین علامہ کے افکار وتصورات پر، ۲ مقالات ومضامین شخصیات پر اور ۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان وادب، کلام وتصانیف کے فکری وفنی محاسن) کے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام موضوعات علمی وادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ ان سب پر جائزہ وتبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

کتاب میں شامل مقالہ **''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''** میں اسلامی ثقافت کے بارے میں علامہ اقبال کا نقطۂ نظر بیان کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے بہت واضح لکھا ہے کہ اسلامی فنون میں کسی فن میں اسلام کی روح پوری طرح سے موجود ہے تو وہ صرف فنِ تعمیر ہے۔ کوئی موسیقی بھی ایسی نہیں جسے مسلمانوں کی موسیقی کہہ سکیں۔ مسلمان جس ملک میں گئے، انھوں نے وہاں کے ملک کی موسیقی کو اختیار کر لیا۔ مسلمانوں نے مصوری کو بھی فنِ خطاطی کی شکل میں ترقی دی اور اسے تعلیم وتدریس کا ایک دلچسپ ذریعہ بنا دیا۔ مسجد اتحاد کی علامت ہے۔ دنیا کی تمام مساجد بنیادی ساخت کے لحاظ سے یکسانیت کی حامل ہیں۔ سب کا قبلہ ایک ہے۔ ہر ایک مسجد میں کشادہ صحن اور ایک دیوار ضرور ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی تعمیرات خصوصاً مساجد باہمی اتحاد و

یگانگت، محبت و اخوت اور حریتِ فکر و عمل کا نشان ہیں اور اس بات کا درس دیتی ہیں کہ اغیار کی پیروی کرنے کے بجائے دینی و دنیاوی امور میں اہلِ دنیا کی قیادت اور امامت کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے اپنے اسلاف کے طرزِ فکر اور طرزِ عمل کو اپنانا چاہیے۔(۱۹۵)

تحقیقی مقالہ ''**اقبال اور تصور پاکستان**'' میں ڈاکٹر وحید الزمان نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ اقبال مسلمانوں کی علیحدہ قومی حیثیت کو متحدہ قومیت میں ضم کرنے یا اس کے تابع کرنے کے قائل نہیں تھے۔ انھوں نے خطبہ الٰہ آباد (دسمبر ۱۹۳۰ء) میں آزاد، اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ نہیں کیا تھا مگر اس کے قریب ضرور آ گئے تھے۔ ۱۹۳۵ء کے بعد کے سالوں میں وہ علیحدہ اسلامی ریاست کے قیام کے مطالبے کی طرف بتدریج بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کے خط میں قائداعظم کو مسلمانوں کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لیے ملک کی تقسیم اور ایک یا ایک سے زیادہ اسلامی ریاستوں کے قیام کی ضرورت کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اس مقصد کے پیشِ نظر قائداعظم نے مسلم لیگ کو مزید فعال اور مضبوط بنایا اور بالآخر اسلامی تہذیب کے ناقابلِ شکست ہونے کا بھرپور انداز سے اظہار کیا اور الگ وطن کے قیام کی راہ ہموار کی۔(۱۹۶)

مقالہ ''**اقبال، صاحبِ یقین**'' میں پروفیسر مرزا محمد منور بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال صاحب یقین تھے۔ ایمان و ایقان کی بدولت انھیں خصوصی بصیرت حاصل تھی۔ وہ عمر بھر بظاہر مایوس کن احوال کے باوصف کبھی مایوس نہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ پر امید رہے اور امتِ مسلمہ کو بھی پیغامِ امید دیتے رہے۔ قرآن کے مطالب ان کے دل پر براہِ راست القا ہوتے تھے۔ انھیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ خصوصی نسبتِ روحانی حاصل تھی۔ انھوں نے مغربی تہذیب کی خرابیوں اور بربادی کی نشاندہی کی۔ جب قریباً تمام اسلامی ممالک مغربی استعمار کا شکار ہو چکے تھے تو انھوں نے ''شمع و شاعر''، ''شکوہ''، ''جواب شکوہ''، ''خضرِ راہ'' اور ''طلوعِ اسلام'' جیسی نظمیں لکھ کر اچھے دنوں کی نویدِ مسرت دی۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

دلیلِ صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی
(۱۹۷)

پروفیسر نظیر صدیقی اپنے مقالہ ''**اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت**'' میں بیان کرتے ہیں کہ نئی وجودیت کے بانی کولن ولسن کی خیال انگیز تصنیف ''عہدِ شکست'' (The Age of Defeat) کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جدید مغربی ادبا، حکماء اور اس دور کا انسان اپنی بے اہمیتی کے احساس میں مبتلا ہے۔ صرف برنارڈ شاہ اور ولیم بلیک جیسے اکا دکا ادبا ہی انسان کی لازمی یا امکانی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان کے برعکس عہدِ حاضر میں علامہ اقبال نے بھرپور اور مؤثر انداز سے انسانی عظمت بیان کی ہے۔ انھوں نے بتایا ہے انسان نائبِ خدا اور کائنات کا مرکزی نقطہ ہے۔ انسان معاونِ خالق ہے۔ اس کی تخلیقات خدا کی تخلیقات کے تتمے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انسان مجبور بھی ہے اور مختار بھی مگر اس کی مجبوری و مختاری کی حدود متعین اور مستقل نہیں ہیں۔ وہ مسلسل جدوجہد اور تخلیقی عمل کے ذریعے اپنی بے طاقتی کو طاقتوری میں، اپنی غلامی کو آزادی میں اور اپنے جبر کو اختیار میں تبدیل کر سکتا ہے۔(۱۹۸)

اپنے مقالہ ''**اقبال اور اسلامی ثقافت**'' میں پروفیسر شیخ محمد عثمان بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال کے ذہن کی تمام تر نشو ونما اسلامی ثقافت کے ماحول میں ہوئی۔ وہ اس ثقافت کے بڑے قدردان اور قدر شناس تھے۔ وہ اس ثقافت کو پروان چڑھانے کے خواہش مند تھے۔ انھوں نے غیر اسلامی ثقافتوں (یونانی، رومی ایرانی، ہندو، یورپی اور روسی ثقافت) کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا اور ان کی کئی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی۔ وہ اپنے پانچویں خطبے ''**مسلم ثقافت کی روح**'' میں بیان کرتے ہیں کہ یونانی ثقافت عملی، تجرباتی اور سائنسی نہیں تھی بلکہ منطق اور عقلِ مجرد پر تکیہ کرنے والی تھی۔ شروع میں مسلمان حکماء، یونانی حکمت و دانش سے متاثر ہوئے مگر جونہی انھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ قرآن حکیم کے طرزِ استدلال کی طرف لوٹ آئے اور انھوں نے تجربے اور مشاہدے سے سائنسی علوم کی تشکیل و ترقی کا فریضہ سرانجام دیا۔ اہلِ یورپ نے عربی زبان اور عربی علوم سیکھ کر، یہ سائنسی علوم حاصل کیے اور مادی و سائنسی لحاظ سے خوب ترقی کی۔ یورپی ثقافت لادینیت کی وجہ سے مادہ پرستی کا شکار ہوگئی۔ اہلِ یورپ کے استحصالی سرمایہ دارانہ نظام، جغرافیائی و طنیت کے نظریے، فحاشی، عریانی اور بے حیائی پر مبنی طرزِ رہن سہن کی بدولت بہت زیادہ خرابیوں

اور برائیوں نے جنم لیا۔ دو خوفناک عالمگیر جنگیں لڑی گئیں۔ کمزور اقوام کو غلام بنالیا گیا۔ اقبال اور ثقافت کے ضمن میں ہمیں ''اسرارِ خودی'' اور ''پیام مشرق'' کے دیباچوں اور علامہ اقبال کے چھٹے انگریزی خطبے سے بھی کافی مدد ملتی ہے۔ علامہ اقبال ''اسرارِ خودی'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ ہندو تہذیب نے سری کرشن اور سری رام نوج کے افکار کے تحت عمل سے بھرپور فلسفۂ زندگی کو اپنایا مگر سری شنکر نے ترکِ عمل کا درس دے کر اس تہذیب کو روبہ زوال کر دیا۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ دین اسلام کے حقیقی تقاضوں کے مطابق عوام الناس کو سماجی، معاشی اور سیاسی آزادی اور حقوق حاصل ہوں۔ دنیا بھر کے مسلمان باہمی اتحاد و اتفاق سے مل کر اسلامی ثقافت کو پروان چڑھائیں۔ اس طرح تمام نسلِ انسانی کو حریتِ فکر و عمل کے اصولوں کے تحت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو۔ (۱۹۹)

۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کو ''یوم اقبال'' کی تقریب منعقدہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں، پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی موجودگی میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالہ **''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی''** پڑھا۔ اس میں انھوں نے پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی شخصیت اور خصوصاً اقبالیات کے حوالے سے ان کی علمی و ادبی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ اردو کے معروف استاد، شاعر اور نقاد پروفیسر جگن ناتھ آزاد (ولادت ۱۹۱۸ء) قریباً ۴۴ برس سے علامہ اقبال کی حیات و افکار کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کی زندگی میں ہی ان کے بارے میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ انھوں نے اقبال کے بارے میں اردو میں چند مستقل کتابیں، انگریزی میں ایک کتاب اور درجنوں مقالے لکھے ہیں جو بھارت اور پاکستان کے ادبی اور تحقیقی مجلوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ اقبال اور اس کا عہد (مجموعہ مقالات)
۲۔ اقبال اور مغربی مفکرین
۳۔ اقبال کی کہانی بچوں کے لیے
۴۔ Iqbal: Life and Works
۵۔ اقبال اور کشمیر

ان کے مقالوں میں سے بعض کے عنوانات درج ذیل ہیں:

اقبال اور احترامِ آدمی۔ اقبال اور مغرب، اقبال اور فلسفۂ یونان، اقبال اور ہندوستانی تمدن، اقبال کی اردو شاعری، اقبال کی فارسی شاعری، اقبال کا منصفانہ لب ولہجہ، اقبال اور غالب، کلامِ اقبال میں عورت کا مقام، اقبال کا جاوید نامہ، جاوید نامے کے کردار۔

ان کی کتابوں اور مقالات کے عنوانات سے اقبالیات میں ان کی دلچسپی کے موضوعات اور اعلیٰ ذوق کی نشاندہی ہوتی ہے۔(۲۰۰)

مقالہ ''**اقبال کی اردو شاعری**'' میں جگن ناتھ آزاد نے علامہ اقبال کی اردو شاعری کے محاسن پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کے نظریات، تصورات اور افکار کے علاوہ ان کا حسین و جمیل اور درد و گداز سے بھرپور شعری اسلوب بھی بہت متاثر کن ہے۔ دراصل یہ شعری محاسن ہی ہیں جن کی بدولت ان کے افکار و نظریات اور تصورات کی قدر و قیمت، اہمیت اور ضرورت سے ہم سب بھرپور انداز سے آگاہ ہوئے۔ اقبال نے غزل کو باوقار و پاکیزہ لہجہ عطا کیا۔ اس کے علاوہ ان کی غزل میں وہ تمام خوبیاں بھی موجود ہیں جنھیں ہمارے پرانے استادوں نے غزل کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ مضمون آفرینی، بندش کی چستی، اسلوبِ بیان، صنائع و بدائع، تشبیہ و استعارہ، حسن، رمزیت و ایمائیت، یہ سب خصوصیات ان کی غزل میں موجود ہیں۔ غزل کی طرح ان کی ''نظم'' بھی شعری محاسن کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی نظم ''حقیقتِ حسن'' ملاحظہ کرلیں۔ ساری نظم اول سے آخر تک کس سادگی سے کہی گئی ہے۔ معانی سے قطع نظر ہر شعر، بلکہ ہر مصرعے کا دھیما ترنم جس طرح سے ہمارے احساس کو چھیڑ رہا ہے، اس کی مثالیں اردو شاعری میں زیادہ نہیں ملیں گی۔ ایک تھرتھراہٹ جو پہلے مصرعے سے آخری مصرعے تک چلی گئی ہے، وہی اس نظم کا حسن ہے۔ اقبال کی اکثر و بیشتر نظموں میں دھیمے دھیمے ترنم کی بے نام کیفیت پائی جاتی ہے جو غزل کی جان ہے۔ اس ضمن میں ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' ملاحظہ کرلیں۔ ''مسجد قرطبہ'' شعریت، رومانیت، حقیقت پسندی، رمزیت اور ایمائیت کا ایک ایسا حسین و جمیل امتزاج ہے کہ ہماری ساری اردو شاعری روزِ اول سے آج تک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ نظم کا ہر مصرع عزم، حوصلے اور غنائیت سے بھرپور ہے اور نظم کی حیثیت ایک میخانے سے کم نہیں۔(۲۰۱)

مقالہ ''**اقبال داعی اسلام**'' میں پروفیسر کرم حیدری بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے افرادِ ملت اور عالمِ اسلام کی اصلاح و فلاح اور انسانیت کی بھلائی کا درس دیا۔ وہ روحِ دین کے شناسا تھے۔ انھوں نے تعلیمِ دین کو عام کرنے کے لیے جتنا کام کیا، اتنا کام سینکڑوں تعلیمی ادارے بھی نہ کر سکتے تھے۔ انھوں نے انفرادی خودی کو مستحکم کر کے نیابتِ الٰہیہ پر فائز ہونے اور اجتماعی خودی کو مستحکم کر کے بحیثیت ملت، مستحکم ہونے کا درس دیا۔ انھوں نے عقیدۂ

توحید اور عقیدۂ رسالت کے حقیقی تقاضوں سے آگاہ کیا۔ قرآن حکیم سے خصوصی نسبت قائم کرنے کا درس دیا۔ غرضیکہ انھوں نے انفرادی و اجتماعی فلاح کے حصول کے لیے، ہر طرح کے سماجی، سیاسی، معاشی، تعلیمی مسائل کے حل کے لیے اسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی۔ (۲۰۲)

اپنے مقالہ ''**اقبال اور سیرتِ رسول اکرم ﷺ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیلِ اخلاق ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ اس سے باہمی محبت اور اخوت کے جذبات پیدا ہوں گے اور باہمی اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہوگی۔ نبی کریم ﷺ سے نسبت مضبوط کرنے کے لیے نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔ درود و سلام کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ محافلِ میلاد النبی ﷺ منعقد کرنی چاہییں اور اس کثرت سے اور ایسے انداز سے نبی کریم ﷺ کو یاد کرنا چاہیے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر بن جائے۔ ''اسرا'' اور ''معراجِ رسول ﷺ'' کا واقعہ اس بات کا درس دیتا ہے کہ انسان دینی، دنیوی، اخلاقی اور روحانی، ہر لحاظ سے بے پناہ ترقی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے اپنی جسمانی اور روحانی و اخلاقی حالت بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ (۲۰۳)

مقالہ ''**اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان**'' میں رحیم بخش شاہین بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو درپیش خطرات کے پیشِ نظر واضح طور پر اسلامی تصورِ قومیت بیان کیا اور مغربی جغرافیائی نظریۂ وطنیت کی خرابیاں بیان کیں۔ انھوں نے واضح کیا کہ اسلامی معاشرے کی اصل بنیاد عقیدہ ہے نہ کہ وطن، نسل، رنگ اور زبان۔ مغرب کے جغرافیائی نظریۂ وطنیت کو تسلیم کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ اصل فیصلہ کن حیثیت وطن کو حاصل ہو۔ اسلام ثانوی حیثیت اختیار کر لے، شخصی عقیدے کے طور پر پس منظر میں چلا جائے اور اس کا اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہ رہے۔ اسلام کو اجتماعی زندگی سے خارج کرنا اس کی نفی اور تردید کے مترادف ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے فارسی مجموعہ کلام ''رموزِ بے خودی'' میں، اپنی نظموں ''خضرِ راہ''، ''طلوعِ اسلام''، ''مذہب'' اور اس طرح کی دیگر نظموں کے ذریعے اسلامی تصورِ قومیت کی اہمیت بیان کی۔ انھوں نے ۹ مارچ ۱۹۳۸ء کو ''جغرافیائی حدود اور مسلمان'' کے عنوان پر ایک مضمون لکھ کر اسلامی تصورِ قومیت وضاحت سے پیش کیا اور ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کے خطبہ الٰہ آباد میں الگ اسلامی

ریاست کے قیام کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ قائداعظم کو علامہ اقبال کے افکار سے مکمل اتفاق تھا۔ انھوں نے ان کے افکار کی روشنی میں قراردادِ پاکستان منظور کی۔ اس قرارداد کے عملی روپ کی شکل میں ہمیں پاکستان ملا۔(۲۰۴)

پروفیسر محمد انور مسعود اپنے مقالے **''اقبال کا پیغام''** میں بیان کرتے ہیں کہ اقبال کی سب سے بڑی انفرادیت اور اہمیت یہی ہے کہ اس نے پیغام کو شعر اور شعر کو پیغام بنا دیا ہے۔ ان کا بنیادی موضوع ''انسان'' ہے۔ ان کا پیغام فطرتِ انسانی کے عمیق اور پختہ ادراک پر مبنی ہے۔ انھوں نے شرفِ انسانیت کے جملہ تصورات کو اپنے تصورِ خودی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر انسانی زندگی میں ایک ربط ضبط پیدا ہو۔ اپنے تصورِ خودی کے پیشِ نظر اقبال نے مسلمانانِ عالم کو یہی پیغام دیا ہے کہ تم خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو تو اپنے آپ پر بھی ایمان لے آؤ۔ اقبال نے مغرب کے لادینیت، مادیت اور عقلیت کی اساس پر قائم کلچر کی اور سوشلزم، کمیونزم، ملوکیت اور وطنیت کی خرابیاں بیان کیں۔ انھوں نے مشرق کو افلاطونی اور گوسفندی فلسفے کی خرابیوں سے آگاہ کیا۔ انھوں نے سرچشمہ ہدایت قرآن حکیم سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے اور انسانی زندگی کے کامل و اکمل نمونہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تلقین کی۔ جہاں جہاں بھی تخلیقی قوت کے سرچشمے ہیں، اقبال نے ان کی سمت درست کرنے کا درس دیا ہے۔ انھوں نے ہر ایسے فکر، رویے، رجحان اور نظام پر تنقید کی جس سے شرفِ انسانی پامال ہوتا ہو اور وقارِ بشریت کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ انھوں نے اسلام کی متوازن تعلیمات سے استفادہ کر کے انفرادی و اجتماعی سطح پر فلاح و بقا کا تصور پیش کیا۔(۲۰۵)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مقالے **''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''** میں لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال اصلاح یا دفاع کے لیے جہاد ضروری خیال کرتے تھے بشرطیکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو نہ کہ جوع الارضی۔ جہاد دست و بازو اور قلم و زبان، ہر طرح سے ممکن ہے اور اس کے کئی مدارج ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں مشہور مسلمان سپہ سالاروں جیسے حضرت علیؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، طارق بن زیادؒ، محمود غزنوی اور سلطان ٹیپو کا ذکر کیا ہے۔ کلامِ اقبال کا عسکری پہلو بڑا نمایاں ہے۔ عسکری آہنگ و لہجہ کا کلام جوشِ ایمانی کا مظہر ہے۔ ان کی نظم ''شکوہ''، ''جواب شکوہ''، ''شمع و شاعر''، ''ارتقا''، ''میں اور تو''، ''شاہین''، ''پند باز بہ بچہ خویش''، ''اعلان جنگ دورِ حاضر کے خلاف''، ''قطعۂ جہاد'' میں اور اس طرح کی نظموں میں ''عسکری آہنگ'' نمایاں نظر آتا ہے۔(۲۰۶)

مقالہ ''**کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات**'' میں ڈاکٹر سعد اللہ کلیم لکھتے ہیں کہ کلامِ اقبال میں علامہ اقبال کے جلال و جمال کے پیکر مردِ کامل کا جو تصور ملتا ہے وہ محض ایک فرد کا تصور نہیں اس میں اسلامی تہذیب وثقافت کی عکاسی کی گئی ہے جس کے عقب میں جلال وجمال کی پیکر امتِ مسلمہ موجود ہے جو تمام تر زندگی وتوانائی اس ذاتِ پاک سے حاصل کرتی ہے جو اپنی صفات کے اعتبار سے رحمٰن ورحیم بھی ہے (یہ جمالیاتی رخ ہے) اورعزیز الجبار المتکبر بھی ہے جس سے اس کے جلال کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ان کی نظم ''قرطبہ'' تعمیراتِ اسلامی کا بیک وقت جلال بھی ہے اور جمال بھی۔علامہ اقبال مسجد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تجھ سے ہوا آشکار بندۂ مومن کا راز　　　اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز
تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل　　　وہ بھی جلیل وجمیل، تو بھی جلیل وجمیل (۲۰۷)

مقالہ ''**علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت**'' میں پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی نے علامہ اقبال کے ۶ نومبر ۱۹۳۳ کے بیان، ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے ایک اقتباس، ''ملتِ بیضا'' پر ایک عمرانی نظر (۱۹۱۲ء) سے ایک اقتباس اور ۹ مارچ ۱۹۳۸ء کے ایک بیان میں سے منتخبہ اقتباسات کے حوالے سے علامہ اقبال کے تصورِ وطنیت کے اساسی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ اقوامِ عالم کی باہمی منافرت دور کرنے اور باوجود شعوبی، قبائلی، نسلی، لونی اور لسانی امتیازات کے، ان کو یک رنگ کرنے میں اسلام نے وہ کام تیرہ سو سال میں کیا ہے جو دیگر ادیان سے تین ہزار سال میں بھی نہ ہو سکا۔وطن کی محبت ایک نفسیاتی حقیقت ہے مگر دین اسلام مادے سے روح، مکان سے زمان اور دنیاوی حقائق سے تجریدی حقائق کی طرف سفر کو لازمی قرار دیتا ہے۔اسلام کا نظام بنیادی طور پر انسانیت کے لیے ہے، زمان ومکان کی قیود سے مبرا ہے اور اس میں سارے عالم کے لیے فلاح کا پیغام مضمر ہے۔دین اسلام کی رو سے مادی فوائد کو اعلیٰ مقاصد کے حصول ہی کا ذریعہ ہونا چاہیے نہ کہ خود مقصد۔بصورتِ دیگر یہ اقدام ''بت پرستی'' کے ذیل میں آئے گا۔اس اصول کے تحت دین اسلام کی رو سے اخلاقی، دینی اور روحانی اقدار نظامِ معاشرت کی بنیاد ہیں۔وطن کے تصور کے سلسلے میں بھی اس اصول کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔اسلامی نقطہ نظر سے وطن کا تعلق شعوبی، قبائلی، نسلی، لونی اور لسانی امتیازات پر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق دین اسلام سے ہے۔(۲۰۸)

مقالہ ''**اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو**'' میں پروفیسر مرزا رفیق بیگ بیان کرتے

ہیں کہ برصغیر کے مخدوش اور مایوس کن حالات میں علامہ اقبال نے اپنی ولولہ انگیز شاعری کا صور پھونکا اور اپنے پیغام کی قوت اور حیات آفرینی سے خفتہ و خستہ حال قوم کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ پہلے مرحلے میں انھوں نے ہند کے مسلمانوں کو زندہ و بیدار کرنے کے لیے خود شناسی، خود آگاہی، جہد و عمل، سخت کوشی و سخت کیشی اور اخوت و اتحاد کی تعلیم دی۔ انھوں نے ان کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ غلام اور محکوم بن جانے کے اسباب بتائے۔ انھیں اسلاف کی عظمت کے اسباب سے آگاہ کیا اور انفرادی و اجتماعی خودی کے استحکام سے از سرِ نو آزادی و خود مختاری اور عظمت و عروج حاصل کرنے کا درس دیا۔ انھیں اپنی ذات پر، اپنی صلاحیتوں پر، اپنے مقصد پر، اپنی زندگی کے امکانات پر، اپنے عقیدے پر، اپنی کامیابی اور کامرانی پر، اپنی ملی قوت اور خدا کی رحمت پر یقین کرنے کا درس دیا۔ علامہ اقبال نے غلامی اور محکومی کے خلاف کھل کر اظہار خیال کیا۔ انھوں نے ہر اس نظریے اور عمل کی مخالفت کی جس کا مقصد مسلمانوں کی آزادی کو سلب کرنا یا ان کو محکوم بنائے رکھنا ہو۔ اسی نقطۂ نظر سے انھوں نے مغربی نظریہ قومیت، مغربی تہذیب، مغربی نظامِ سیاست پر تنقید کی اور اسلامی نقطۂ نظر بیان کیا۔ انھوں نے برصغیر میں الگ اسلامی ریاست کے قیام کا تصور پیش کیا اور اس کے حصول کے لیے سیاسی فضا قائم کی۔ قائد اعظم کی قیادت میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ آزادی کے بعد ہم پاکستان میں فکرِ اقبال کے مطابق آزاد اسلامی نظام حکومت قائم نہیں کر سکے۔ اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم فکرِ اقبال کی روشنی میں ولولہ تازہ سے مصروف بہ عمل ہو جائیں۔(۲۰۹)

پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل اپنے مقالے "**Iqbal and Sufism**" میں تصوف کے بارے میں علامہ اقبال کے نقطۂ نظر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ مولانا روم نے مثنوی میں چند نابینا افراد کی حکایت بیان کی ہے جنھوں نے ہاتھی کے جسم کے مختلف حصے چھو کر یہ بتانے کی کوشش کی کہ ہاتھی کیسا دکھائی دیتا ہے۔ علامہ اقبال اخلاص فی العمل پر مبنی ایسے تصوف کے قائل تھے جس کی بنیاد اسلامی عقیدۂ توحید پر ہو۔ انھوں نے عجمی تصوف کی مخالفت کی جس کی رو سے فلسفہ وحدت الوجود کے مطابق اللہ تعالیٰ اور کائنات کی حقیقت پر فلسفیانہ انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کا بنیادی اعتراض یہی ہے کہ ابن عربی نے تصوف کے حوالے سے جو کچھ بیان کیا ہے، جو نظریہ وحدت الوجود پیش کیا ہے وہ فلسفہ ہے، مذہب نہیں ہے۔ حاصل کلام کے طور پر ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

"Iqbal has attributed the decline of mysticism as is visible already from the afore mentioned letter to the Persian influence on Islam. Like other matters, he advocates vital aspects of Sufism - a Sufisn vigourous and energetic to life. Thus Iqbal abhors negative aspects of Sufism but craves for lifeful elements"(۲۱۰)

''جیسا کہ پہلے ہی خط کے حوالے سے ذکر ہو چکا ہے کہ علامہ اقبال کے مطابق دین اسلام پر عجمی (ایرانی) اثرات کی وجہ سے تصوف زوال کا شکار ہو گیا۔ دیگر امور کی طرح وہ تصوف کے حیات بخش اثرات بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا تصوف جو زندگی کو جوش و توانائی عطا کرے۔ لہٰذا، اقبال تصوف کے منفی پہلو کی نفی کرتے ہیں مگر اس کے حیات افروز پہلوؤں کو تسلیم کرتے ہیں۔'' (۲۱۱)

مقالہ ''**Iqbal's Philosophy**'' میں اے کے بروہی نے علامہ اقبال کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر سے مراد اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایسا خاص بندہ ہے جو لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے، ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انھیں حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ فلسفی اور شاعر بھی یہی کام کرتے ہیں مگر ایسا وہ اپنے زمانے میں کرتے ہیں۔ پیغمبر کا پیغام مستقل نوعیت کا ہوتا ہے۔ فلسفی اور شاعر اپنے روحانی شعور سے حاصل ہونے والے پیغام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور اس کا تعلق مخصوص زمانے سے ہوتا ہے۔ فلسفی تصورات و نظریات وضع کرتا ہے جبکہ شاعر انھیں موثر انداز سے بیان کرتا ہے۔ علامہ اقبال بنیادی طور پر مسلم فلسفی ہیں۔ ان کے فلسفے کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے۔ اس لیے ان کے فلسفیانہ افکار ابدی حقائق کی توضیح پر مبنی ہیں۔ علامہ اقبال نے دیگر شعراء کی طرح محض مظاہر فطرت کو ہی موضوع سخن نہیں بنایا بلکہ انھوں نے مابعد الطبیعاتی تصورات اور حقائقِ کائنات کو نہایت متاثر کن انداز سے پیش کیا۔ وہ نہ مشرق کے شاعر تھے اور نہ مغرب کے، وہ آفاقی شاعر تھے۔ اقبال نے اسلامی تعلیمات کو جدید دور کے فلسفے اور سائنس کی زبان میں پیش کیا۔ فلسفے میں ان کی یہ خدمت کوئی کم قدر و قیمت کی حامل نہیں ہے۔ (۲۱۲)

''**تقاریر بیادِ اقبال**'' میں پیش کیے گئے تمام مقالے فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے نہایت قدر و قیمت اور افادیت کے حامل ہیں۔ کل سترہ (۱۷) مقالات میں سے تین (۳) مقالات ڈاکٹر محمد ریاض کے ہیں جو انھوں نے ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء میں منعقد ہونی والی اقبال کانفرنسوں کے مواقع پر پڑھے تھے۔ نو (۹) مقالات کے شروع میں چند ایک جملوں میں مقالہ نگار کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ تین مقالات (مقالہ نمبر ۱، ۴ اور ۱۱)

کے مقالہ نگاروں کا صرف ایک ایک جملے میں تعارف پیش کیا گیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض، رحیم بخش شاہین اور پروفیسر مرزا محمد رفیق بیگ کا تعارف نامہ پیش نہیں کیا گیا۔ سترہ میں سے دس مقالہ جات کے ساتھ ان کے پڑھے جانے کی تاریخ دی گئی ہے۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد ۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کی اقبال کانفرنس میں شریک ہوئے تھے۔اس کانفرنس میں انھوں نے ''اقبال کی اردو شاعری'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا تھا۔اس کانفرنس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا تھا۔ان کے اس مقالے میں مقالہ پڑھنے کی تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کے بجائے ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء لکھی گئی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔اس طرح پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اے کے بروہی کی موجودگی میں ایک لیکچر دیا تھا۔اسی روز اے کے بروہی نے بھی ''Iqbal's Philosophy'' کے عنوان سے انگریزی میں ایک مقالہ پڑھا تھا۔اے کے بروہی کے مقالہ پڑھنے کی تاریخ درست لکھی گئی ہے جو کہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء ہی ہے مگر ڈاکٹر این میری شمل کے مقالہ پڑھنے کی تاریخ ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کے بجائے ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء لکھی گئی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں یومِ اقبال کی تقریبات کا آغاز ۱۹۷۸ء سے ہوا تھا جس کا ''تعارف'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ذکر کیا ہے۔سترہ مقالہ جات میں سے صرف پانچ مقالات (نمبر ۸، ۹، ۱۲، ۱۴ اور ۱۵) کے ساتھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ان حوالہ جات وحواشی کے مقام بھی ایک جیسے نہیں ہیں۔مقالہ نمبر ۸ اور ۱۵ کے حوالہ جات وحواشی ہر صفحہ کے ساتھ ہی زیریں حاشیہ (پاورتی) میں دیے گئے ہیں جبکہ دیگر تین مقالات کے حواشی وحوالہ جات مقالات کے اختتام پر دیے گئے ہیں۔سترہ میں سے چھ مقالات کے فہرست میں دیے گئے عنوانات، ان مقالات کے ساتھ دیے گئے عنوانات سے مختلف ہیں۔اس جائزے کے شروع میں دی گئی فہرست کی مدد سے مقالات کے عنوانات، مقالہ نگاروں کے تعارف نامے، مقالات کے آخر پر دیے گئے حوالہ جات وحواشی اور مقالات پڑھنے کی تاریخوں کے اندراج میں نظر آنے والی بے قاعدگی کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

زیرِ جائزہ کتاب ''تقاریر بیادِ اقبال'' میں کتابت کی اغلاط بھی نظر آئی ہیں۔مختلف مقامات پر نظر آنے والی چند ایک اغلاط درج ذیل ہیں:

صفحہ نمبر	دیا گیا متن	درست متن	صفحہ نمبر	دیا گیا متن	درست متن
۲۰	دتیا	دنیا	۲۴	بورش	یورش
۲۱	کوس خدائی بیٹے	خدا بنے بیٹھے	۲۸	تصوف روحانی	تصرف روحانی
۲۲	یالغ	بالغ	۳۹	کولن واسن	کولن ولسن
۶۰	۱۳۰اپریل ۱۹۳۰ء	۱۳۰اپریل ۱۹۸۰ء	۱۴۱	دوقوں	دونوں
۷۸	صط نفس	ضبط نفس	۱۴۳	رفق	رفیق
۹۴	جب رسولؐ	حُبِّ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)			

قریباً تمام مقالات میں اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ دو تین مقالات میں چند ایک قرآنی آیات اور احادیث دی گئی ہیں۔ ان کا عربی متن بغیر اعراب کے دیا گیا ہے اور ان کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔

اس مجموعے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے تین مقالات ''جگن ناتھ کی اقبال شناسی''۔ اقبال اور سیرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ'' بھی شامل ہیں۔ مقالہ ''اقبال اور سیرت رسولِ اکرمؐ'' ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین ''برکاتِ اقبال'' میں اور مقالہ ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ'' ان کے مجموعہ مقالات ''افاداتِ اقبال'' میں بھی شامل ہے۔

''تقاریر بیادِ اقبال'' کا پہلا ایڈیشن مارچ ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اغلاط کی درستگی کے بغیر ہی اس کا دوسرا ایڈیشن دسمبر ۱۹۹۹ء میں شائع کیا گیا۔ ۲۰۱۷ء کے مطابق اس کی اولین اشاعت کو بتیس سال گزر چکے ہیں۔ اس کی تدوین نو، تصحیح اور تحشیہ کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ مطبوعات کی فہرست (۲۰۱۶ء) کے مطابق ۱۹۷۷ء تا ۲۰۱۶ء کے اخیر تک ۴۰ سال کے عرصے میں اقبالیات کے موضوع پر درج ذیل عمومی کتب شائع کی گئی ہیں:

۱۔ پاکستانی زبانوں میں منتخب کلام اقبال کے تراجم
۲۔ حرفِ اقبال (اگست ۱۹۸۴ء)
۳۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے (۱۹۸۴ء)
۴۔ تقاریر بیادِ اقبال (۱۹۸۶ء/ دسمبر ۱۹۹۹ء)

۵۔ تسہیل خطبات اقبال (۱۹۸۶ء/۱۹۹۷ء)

۶۔ اقبال اور گوئٹے (۲۰۰۱ء)

۷۔ مسلم اُمّہ اقبال (انگریزی)

۸۔ مسلم اُمّہ اقبال (اردو)

۹۔ اقبالیات کا موضوعاتی تجزیاتی اشاریہ (۱۹۸۶ء)

۱۰۔ طیف اقبال

۱۱۔ ولی سے اقبال تک

۱۲۔ علامہ اقبال اور بلوچستان (۱۹۸۶ء/۱۹۹۸ء) (۲۱۳)

مندرجہ بالا بارہ کتب میں سے کم وبیش سات کتب ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۷ء کے عرصے میں شائع ہوئیں۔ اس کے بعد اقبالیات کی کتب کی طباعت کا سلسلہ تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے عہد میں اس سلسلے میں پیش رفت ہوتی رہی۔ بعد میں یہ سلسلہ تعطل کا شکار ہوگیا۔ مندرجہ بالا کتب میں سے ''تقاریر بیادِ اقبال'' اور ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کے دوسرے ایڈیشنز بغیر نظرثانی کے گزشتہ کی اغلاط سمیت شائع کیے گئے۔ کتاب ''اقبال اور گوئٹے'' اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کے اشتراک سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب ''علامہ اقبال اور بلوچستان'' کا بھی دوسرا ایڈیشن اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے شائع کیا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت اقبالیات کے اہم موضوعات پر اب تک ایم فل اقبالیات کی سطح پر قریباً تین صد تینتالیس مقالات اور پی ایچ ڈی کی سطح پر چوبیس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان تمام مقالات کو شائع کیا جانا چاہیے اور دیگر کتب کو بھی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جانا چاہیے۔ حسنِ انتظام کی بدولت طباعت کے شعبہ کو فعال، خود کفیل اور منافع بخش بنایا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عوام الناس تک گراں قدر تحقیقی مقالات کی رسائی سے تعلیمی، ادبی اور تحقیقی معیار بھی بہتر سے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

02- حرفِ اقبال

تصنیف : علامہ محمد اقبال (خطبات) تقاریر اور بیانات کا مجموعہ

تدوین و ترجمہ: لطیف احمد شروانی

پیشکش : ڈاکٹر محمد ریاض، صدر شعبہ اقبالیات

پبلشرز : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اشاعت : بار اول، اگست ۱۹۸۴ء

صفحات : ۲۲۳

قیمت : ۳۰ روپے

فہرست مضامین:

پیش لفظ	۳ تا ۶
دیباچہ	۷ تا ۱۱
فہرست مضامین:	۱۲ تا ۱۶
حصہ اول: خطبات اور تقاریر (۱۰)	۱۷ تا ۱۰۰
حصہ دوم: اسلام اور قادیانیت (۴ مضامین)	۱۰۱ تا ۱۵۰
حصہ سوم: متفرق بیانات (۳۰)	۱۵۱ تا ۲۲۳

''پیش لفظ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فروغِ اقبالیات کے سلسلے میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر سا تعارف پیش کیا اور ''حرفِ اقبال'' کا تعارف کرایا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

۱۔ ''یونیورسٹی نے کچھ عرصہ پیشتر اقبال کو نئی نسل سے متعارف کرانے کے لئے ایک کتاب'' اقبال بچوں اور نئی نسل کے لئے'' تیار کی ہے..... ''(۲۱۴)

۲۔ ''حرفِ اقبال'' کو پہلی بار لاہور سے ۱۹۴۵ء میں شائع کیا گیا تھا۔ اسی سال اس مجموعے کے مشمولات کو انگریزی میں Speeches and Statements of Iqbal کے نام

سے شائع کیا گیا.....''(۲۱۵)

۳۔ ''حرفِ اقبال'' کو جو مقبول عام ہوا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت، ۱۹۶۱ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے تھے..... لیکن ۱۹۶۱ء کے بعد سے اس کا کوئی ایڈیشن شائع نہ ہو سکا.....''(۲۱۶)

مندرجہ بالا اقتباسات کے حوالے سے یہ جاننا ضروری ہے کہ

۱۔ یونیورسٹی نے اقبال کو نئی نسل سے متعارف کرانے کے لئے جو کتاب لکھی تھی اس کا درست عنوان ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' ہے۔

۲۔ ''حرفِ اقبال'' کا انگریزی ایڈیشن ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کا اردو ایڈیشن شائع کیا گیا تھا۔(۲۱۷)

۳۔ ''حرفِ اقبال'' کے ۱۹۶۱ء کے بجائے ۱۹۷۷ء تک سات ایڈیشن منظر عام پر آئے۔ ۱۹۷۷ء کو کچھ اضافوں اور اصلاح کے بعد علامہ محمد اقبال کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر اقبال اکادمی پاکستان نے اس کا نیا ایڈیشن نئے نام ''اقبال کی تقریریں، تحریریں اور بیانات'' سے شائع کیا۔(۲۱۸)

کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' میں ایڈیشن (۱۹۷۷ء) کے دیباچے کے ساتھ لطیف احمد شیروانی کے پہلے ایڈیشن کا دیباچہ بھی دیا گیا ہے جس کے آخر پر اس کے لکھنے کی تاریخ ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء دی گئی ہے۔ یہی دیباچہ ''حرفِ اقبال'' میں بھی دیا گیا ہے مگر وہاں اس کے لکھنے کی تاریخ ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء دی گئی ہے۔(۲۱۹)

کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' دراصل ''حرفِ اقبال'' کی توسیع نہیں ہے بلکہ یہ لطیف احمد شیروانی کی مرتبہ انگریزی کتاب "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کا نیا اردو ترجمہ ہے اور اس کے مترجم ''اقبال احمد صدیقی'' ہیں۔ اس میں ''باب دوم: مذہب اور فلسفہ'' کے عنوان کے تحت پندرہ نئی تحریریں دی گئی ہیں جو کہ اس سے پہلے ''حرفِ اقبال'' میں شامل نہیں تھیں۔ اس طرح ''باب سوم: اسلام اور قادیانیت'' کے عنوان کے تحت دو تحریروں کا اور ''باب چہارم: متفرق بیانات وغیرہ وغیرہ'' کے عنوان کے تحت پانچ بیانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ سب اضافے انگریزی ایڈیشن میں کیے گئے تھے۔ ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' اضافہ شدہ انگریزی ایڈیشن کا نیا اردو ترجمہ ہے۔ چونکہ انگریزی کا

نیا ایڈیشن خود لطیف احمد شروانی کا مرتب کردہ ہے اور نیا ترجمہ اس ترمیم شدہ ایڈیشن پر مشتمل ہے، اس لیے ''حرفِ اقبال'' مطبوعہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی پر تبصرہ اور اس کی تدوینِ نو اور تصحیح کی ضرورت نہیں رہی۔ (۲۲۰)

اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات ومضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب پر اردو میں کم وبیش ۱۷۰ مقالات ومضامین لکھے۔ جن کی موضوعاتی فہرست درج ذیل ہے:

☆	**اقبال کے افکار وتصورات پر مبنی مقالات ومضامین**	**076**	**45%**
	اقبال اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مقالات ومضامین	۰۰۷	
	اقبال اور عالمِ اسلام کے موضوع پر مقالات ومضامین	۰۲۱	
	اقبال کے مذہبی وفلسفیانہ افکار وتصورات پر مقالات ومضامین	۰۲۷	
	اقبال کے سماجی افکار وتصورات پر مقالات ومضامین	۰۰۶	
	اقبال کے سیاسی افکار وتصورات پر مقالات ومضامین	۰۰۷	
	اقبال کے تعلیمی افکار وتصورات پر مبنی مقالات ومضامین	۰۰۸	
☆	**زبان وادب**	**065**	**38%**
	اقبال کے کلام اور تصانیف کے فکری وفنی جائزے پر مبنی مقالات ومضامین	۰۳۷	
	اقبال کی نوٹ بک	۰۰۱	
	اقبال کے تراجم وخطوط	۰۰۳	
	خطباتِ اقبال	۰۰۲	
	اقبال کی فارسی شاعری اور تصانیف	۰۰۶	
	ارمغانِ حجاز	۰۰۱	
	پیامِ مشرق	۰۰۱	
	جاوید نامہ	۰۱۳	
	گلشن رازِ جدید	۰۰۱	

☆ **اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار وتصورات کے تقابلی 029 17%**

جائزے پر مبنی مقالات ومضامین

اقبال اور ابنِ حلاج	۰۰۲
اقبال اور بیدل	۰۰۳
اقبال اور جوہر	۰۰۱
اقبال اور رومی	۰۰۲
اقبال اور سعید حلیم پاشا	۰۰۲
اقبال اور سید جمال الدین افغانی	۰۰۲
اقبال اور شاہ ہمدان	۰۰۳
اقبال اور غالب	۰۰۱
اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	۰۰۲
اقبال اور دیگر شخصیات	۰۰۶
اقبال شناس حضرات	۰۰۵
کل تعداد (۷۶+۶۵+۲۹)	170

اقبالیاتی ادب پر مشتمل ۱۷۰ اردو مقالات ومضامین میں سے ۷۶ مقالات ومضامین علامہ اقبال کے افکار وتصورات پر، ۶۵ مقالات ومضامین شخصیات پر اور ۲۹ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان وادب، کلام وتصانیف کے فکری وفنی محاسن) سے متعلقہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔ %۴۵ مقالات ومضامین افکار وتصورات پر، %۳۸ مقالات ومضامین ادبیات (زبان وادب) پر اور %۱۷ مقالات ومضامین شخصیات پر ہیں۔ ان مقالات ومضامین کی فہرست عنوانات درج ذیل ہے:

اقبال کے افکار و تصورات پر مبنی مقالات و مضامین کی اشاعتوں کا جدول

اقبال اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور سیرت انبیائے کرام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
003۔	اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل
004۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
005۔	اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور	نقوش	لاہور	فروغِ اردو
006۔	اقبال کا نظریہ عشق	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا نظریہ عشق	ماہِ نو	لاہور	
007۔	انقلاب اندر شعور (معراج نبوی ﷺ)	ماہِ نو	لاہور	

اقبال اور عالمِ اسلام کے موضوع پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	اقبال اور افغانستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
003۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
004۔	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
005۔	اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترامِ...	لاہور	نذیر سنز
	اقبال اور دنیائے اسلام	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
006۔	اقبال اور عالمِ اسلام	اقبال اور احترامِ...	لاہور	نذیر سنز
007۔	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
008۔	اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
009۔	اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال	اقبال اور احترامِ...	لاہور	نذیر سنز

010-	اقبال اور میراثِ کشمیر	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
011-	اقبال اور وحدتِ ملی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور وحدتِ ملی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
012-	اقبال اور عالمِ اسلام	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
013-	ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر			
	فارسی کتب اور تراجم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
014-	ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور			
	میں اقبال شناسی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
015-	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
016-	ایران میں مطالعہ اقبال	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
017-	تحقیقاتِ اسلامی	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
018-	ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان
019-	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
020-	علامہ اقبال اور زوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
021-	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو

اقبال کے مذہبی وفلسفیانہ افکار وتصورات پر مقالات ومضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001-	اقبال اور احترامِ انسانیت	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
002-	اقبال اور آئینِ جوانمردی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
003-	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	دانش گاہ پنجاب
004-	اقبال اور توحید ورسالت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
005-	اقبال اور جدید علم کلام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
006-	علامہ اقبال اور جدید مسائلِ کلام	جرنل آف ریسرچ	لاہور	
007-	اقبال اور عبادات وشعائرِ اسلامی	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
008-	اقبال اور عقائد توحید ورسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

009۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		اقبال	لاہور	بزم اقبال
010۔	اقبال کا تصورِ توحید	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
	اقبال کا تصورِ توحید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
011۔	اقبال کا تصورِ قلندری	اقبال	لاہور	بزم اقبال
012۔	اقبال کا تفکرِ حریت	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
013۔	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	دانش گاہ پنجاب
014۔	اقبال کی بصیرت نفس	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
015۔	اقبال کی تلقینِ یقین	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
	اقبال کی تلقینِ یقین	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
016۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
017۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
018۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
019۔	اقبال۔خود آموز مفکرین کے زمرے میں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
020۔	آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
021۔	آئین جوانمرداں اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
022۔	تصوّرِ فقر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
023۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	جرنل آف دی ریسرچ		
024۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
025۔	فکرِ اقبال کا ثروت خیز دور	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
026۔	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
027۔	وسطی ایشیا اور اقبال (آخری مطبوعہ مضمون)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی

اقبال کے سماجی افکار و تصورات پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور معاشرتی انصاف	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی

003۔	اقبال اور نثرِ ادبِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
004۔	اقبال اور نوجوان	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان
005۔	اقبال کا تصورِ ثقافت	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
006۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی

اقبال کے سیاسی افکار و تصورات پر مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد، پس منظر اور پیش منظر	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
003۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الہ آباد	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
004۔	اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..
005۔	اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
006۔	تصور ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
007۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

اقبال کے تعلیمی افکار و تصورات پر مبنی مقالات و مضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
003۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
004۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
005۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا تصور علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق
006۔	اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال..
007۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

		علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
008۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..

اقبال کے کلام اور تصانیف کے فکری وفنی جائزہ پر مبنی مقالات ومضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	ابیاتِ اقبال کے معانی	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب
002۔	ادب کا اسلامی تصور	المعارف	لاہور	دارہ ثقافت
		الحق	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
003۔	اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	اقبال بحیثیت شاعر	علی گڑھ	
004۔	اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
005۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
006۔	اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
007۔	اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
008۔	اقبال کا اسلوبِ شعر	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
009۔	اقبال کا ایک شعر اور.....	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
010۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند "زمزمہ انجم"	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
011۔	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
012۔	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
013۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
014۔	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر 1)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

015-	اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
016-	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
		قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
017-	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	
	اقبال کے ساقی نامے	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
018-	اقبال کے مترادف اشعار	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
019-	اقبال، شاعرِ حکمت	اقبال اور احترام...	لاہور	نذیر سنز
	اقبال، شاعرِ حیات	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
020-	اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
021-	اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
022-	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
023-	تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
024-	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
025-	تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
026-	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت			
	ابوعبیدہ ثقفیؓ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
		فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
027-	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
028-	علامہ اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکادمی
	علامہ اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
029-	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات

030۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن۔۔
031۔	علامہ اقبال کی تنقید ادب	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
032۔	علامہ اقبال کی دعائیں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
033۔	کلامِ اقبال میں تغزل	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
034۔	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
035۔	کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
036۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	گلِ لالہ کی ادبی روایات	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو
037۔	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال			
	کی دعائیں	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

اقبال کی نوٹ بک

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	اقبال اور احترام…	لاہور	نذیر سنز

اقبال کے تراجم و خطوط

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال شناسی کے زاویے	لاہور	بزمِ اقبال
	اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
003۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	ادبیات	اسلام آباد	اکادمی ادبیات

خطباتِ اقبال

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اجتہاد: اسلام میں اصولِ حرکت (چھٹا خطبہ)	تسہیل خطباتِ اقبال	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی…
002۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی

اقبال کی فارسی شاعری اور تصانیف

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
002۔	اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبا)	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
003۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
004۔	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
005۔	فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان	اقبالیات کے سو سال	لاہور	اقبال اکادمی
006۔	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

ارمغانِ حجاز

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	ارمغانِ حجاز	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

پیامِ مشرق

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

جاوید نامہ

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ 'خطاب بہ..'	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
002۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
003۔	جاوید نامہ	ثقافت	اسلام آباد	نیشنل کونسل
004۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..
005۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
006۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..

007۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..
008۔	جاوید نامہ،اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
009۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
010۔	جاوید نامے کے اصلی کردار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
011۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
012۔	درسِ رواداری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
013۔	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی ..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
	فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

گلشن رازِ جدید

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کے تقابلی جائزے پر مبنی مقالات و مضامین

اقبال اور ابنِ حلاج

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور ابنِ حلاج	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (الطّواسین)	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی

اقبال اور بیدل

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور بیدل	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	بیدل ۔۔تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

003۔	میرزا عبد القادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی

اقبال اور جوہر

نمبر	موضوع/ عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

اقبال اور رومی

نمبر	موضوع/ عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001۔	رومی اور اقبال	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
002۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف، جلد 9، ش 4	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف، جلد 9، ش 5	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف، جلد 9، ش 8	لاہور	ثقافتِ اسلامی

اقبال اور سعید حلیم پاشا

نمبر	موضوع/ عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
002۔	سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)	فاران	کراچی	دفتر فاران
	سعید حلیم پاشا	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

اقبال اور سید جمال الدین افغانی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	جمال الدین افغانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
		اقبال ریویو	حیدرآباد	اقبال اکیڈمی

اقبال اور شاہ ہمدان

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال اور شاہ ہمدان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	اقبال اور احترام انسانیت	لاہور	نذیر سنز
003۔	علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

اقبال اور غالب

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال

اقبال اور دیگر شخصیات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	اقبال اور بابا فغانی	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..
002۔	اقبال اور خوشحال	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات

003۔	اقبال اور سعدی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
004۔	اقبال اور شبلی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور شبلی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
005۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
006۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	الحق	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ

اقبال شناس حضرات

	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
002۔	جگن ناتھ کی اقبال شناسی	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
003۔	چوہدری محمد حسین مرحوم : اقبال دوست اور			
	اقبال شناس	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
004۔	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
005۔	عباداللہ اختر مرحوم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات

ان میں سے قریباً ۱۰۶ مقالات و مضامین ان کی مرتب کردہ کتب میں اور چند ایک مقالات و مضامین دیگر کتب میں شامل ہیں اور ان کتب کے تحقیقی جائزے میں ان پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔ درج ذیل ۴۶ مقالات و مضامین ان کے مقالات و مضامین کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہو سکے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
001۔	ارمغانِ حجاز	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
002۔	اقبال اور بابا فغانی	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..
003۔	اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی	فکر و نظر	لاہور	تحقیقات اسلامی
004۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
005۔	اقبال اور خوشحال	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
006۔	اقبال اور سعدی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
007۔	اقبال اور عبادات و شعائر اسلامی	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
008۔	اقبال اور عقائدِ توحید و رسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
009۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
010۔	اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

011۔	اقبال اور نوجوان	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان
012۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
013۔	اقبال کا ایک شعر اور.....	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
014۔	اقبال کا تصورِ قلندری	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
015۔	اقبال کا تفکرِ حریت	اقبالیات	لاہور	
016۔	اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال..
017۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
018۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
019۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	ادبیات	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
020۔	اقبال میدانِ سیاست واقتصاد میں	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..
021۔	اقبال،نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
022۔	انقلاب اندر شعور (معراجِ نبوی)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
023۔	ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں			
	اقبال شناسی	اقبالیات (اردو)	لاہور	اقبال اکیڈمی
024۔	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
025۔	پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
026۔	چوہدری محمد حسین مرحوم : اقبال دوست اور			
	اقبال شناس	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
027۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
028۔	رومی اور اقبال	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
029۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
030۔	عباداللہ اختر مرحوم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
031۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	جرنل آف دی ریسرچ..		
032۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
033۔	علامہ اقبال اور زوال وعروج ملتِ اسلامیہ	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
034۔	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
035۔	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
036۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

037۔	فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
038۔	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	فکر و نظر	اسلام آباد	
039۔	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
040۔	کلامِ اقبال میں تغزل	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
041۔	کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
042۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
043۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
044۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
045۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
046۔	وسطی ایشیا اور اقبال (آخری مطبوعہ مضمون)	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی

مندرجہ بالا مقالات و مضامین پر الف بائی ترتیب سے موضوعاتی تبصرہ و تعارف پیش خدمت ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
☆	اقبال اور اسلام	☆	اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری وفنی جائزہ
01۔	اقبال اور عبادات وشعائر اسلامی	01۔	ارمغانِ حجاز
02۔	اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی	02۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد
03۔	علامہ اقبال اور زوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ	03۔	اقبال کا ایک شعر اور.....
04۔	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	04۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)
05۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	05۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں
☆	اقبال کے مذہبی وفلسفیانہ افکار وتصورات	06۔	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں
01۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	07۔	خطباتِ اقبال (تعارف)
02۔	اقبال کا تصورِ قلندری	08۔	کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال
03۔	اقبال کا تفکرِ حریت	09۔	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں
04۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	☆	اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار وتصورات کا تقابلی جائزہ
05۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	01۔	اقبال اور بابا فغانی
06۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	02۔	اقبال اور خوشحال
07۔	فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	03۔	اقبال اور سعدی
08۔	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	04۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات

09۔	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	05۔	چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس
☆	**اقبال کے سماجی افکار و تصورات**	06۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال
01۔	اقبال اور نوجوان	07۔	عباد اللہ اختر مرحوم
☆	**اقبال کے سیاسی افکار و تصورات**	08۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو
01۔	اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں	09۔	رومی اور اقبال
02۔	اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	10۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال۔۱
03۔	وسطی ایشیا اور اقبال	11۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال۔۲
☆	**اقبال کے تعلیمی افکار و تصورات**	12۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال۔۳
01۔	اقبال کی تعلیمی رہنمائیاں		

مندرجہ بالا مقالات و مضامین پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے:

تحقیقی مقالے ''**اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے مختلف تحقیقی مقالات و خطبات، ان کے مکاتیب، یادداشتوں کے مجموعے ''شذراتِ فکرِ اقبال'' اور انگریزی خطبات ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے مندرجات کے حوالے سے لکھا ہے کہ اقبال کے ہاں تخلیق ہی نہیں، اعلیٰ درجے کی تحقیق بھی ہے بلکہ وہ برصغیر اور دنیائے اسلام میں بعض اہم تحقیقاتِ اسلامی کے محرک بھی رہے ہیں۔ انھوں نے تحقیقی ادارے ''ادارۂ معارف اسلامیہ'' (انگریزی نام ''اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ'') کی بنیاد رکھی اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلامی فقہ کی تجدیدِ نو اور مسلمان سائنس دانوں کی تحقیقات کی روشنی میں سائنسی علوم میں تحقیق کی ضرورت و اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ علامہ اقبال، اسلامیہ کالج لاہور میں تحقیقاتِ اسلامی کے لئے ایک شعبہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ وہ آخری عمر میں اس بات کے آرزومند تھے کہ تحقیقاتِ اسلامی سے طلبہ کو روشناس کرانے کے لئے کسی وقف اراضی میں مراکز قائم کیے جائیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مکاتیبِ اقبال سے مختلف تحقیقی کاموں کی ضرورت کی نشاندہی کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال مختلف علوم کی دین اسلام کے اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق تجدید کے حامی تھے۔ وہ نہایت اعلیٰ ذوقِ تحقیق رکھتے تھے۔ ان کی قیمتی آراء کی روشنی میں تحقیق کے عمل کو آگے بڑھا کر ملک و قوم کی گراں قدر خدمات سرانجام دی جا سکتی ہیں۔(۲۲۱)

مقالہ ''**اقبال اور عبادات و شعائرِ اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''ارکانِ اسلام''، ''نماز اور اس کے متعلقات''، ''کلمات و حرکاتِ نماز''، ''روزہ، حج اور زکوٰۃ''، ''انتقاد بر

ترک جہاد وحج'' اور'' شعائر اسلام'' کے تحت اسلامی عبادات اور شعائر اسلامی کے سلسلے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دین اسلام قوت وشکوہ، پیش رفت اور بیداری کا مظہر ہے۔ان عبادات کے حقیقی تقاضے بجالانے سے انفرادی واجتماعی خودی مستحکم ہوتی ہے اور افراد و معاشرہ اصلاح، فلاح، ترقی اور عروج کے سفر پر بھرپور انداز سے گامزن ہوتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی منظوم ومنثور تصانیف سے متعدد حوالہ جات، اشعار اور اقتباسات دے کر نفسِ مضمون اچھی طرح سے واضح کیا ہے۔(۲۲۲)

تحقیقی مقالے'' **علامہ اقبال اور زوال وعروج ملت اسلامیہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات'' عروج وترقی کا شاندار دور''، '' اسبابِ زوال''، '' دیگر اسباب''، '' علاجِ زوال'' کے تحت علامہ اقبال کے متعدد فارسی واردو اشعار دے کر لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے امم گذشتہ وحال، خصوصاً ملت اسلامیہ کے عروج وزوال کے اسباب وعلل پر غائر نظر ڈالی اور انھوں نے ملتِ اسلامیہ کے عروج وزوال کے ظاہری ومادی اور ایمانی وروحانی اسباب بیان کیے۔انھوں نے واضح کیا کہ لادینیت، علم و عرفان سے عدم دلچسپی، بے عملی اور نا اتفاقی کی وجہ سے ملتِ اسلامیہ زوال پذیر ہوئی۔دوبارہ عروج حاصل کرنے کے لیے افرادِ ملت کو چاہیے کہ وہ اسلامی تعلیمات کے حقیقی تقاضوں کے مطابق دین داری اختیار کریں، عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق علم وعرفان میں بھرپور دلچسپی لیں اور عصری سائنسی علوم حاصل کر کے سائنسی شعبہ جات میں بھرپور ترقی کریں۔باہمی اتفاق واتحاد سے، جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم سے انفرادی واجتماعی سطح پر اپنی اصلاح کریں اور حقیقی فوز وفلاح پائیں۔(۲۲۳)

تحقیقی مقالے'' **علامہ اقبال کا ترانۂ ملی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی مشہور نظم '' ترانۂ ملی'' کے اشعار کے حوالے سے ان کے فکری ارتقا کا جائزہ اور تاریخ اسلام کے حوالے سے اِن اشعار کا مفہوم واضح کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ گیارہ اشعار پر مشتمل '' ترانۂ ملی'' ایسی موجز نظم ہے جس میں ساری تاریخ اسلام سمٹ آئی ہے۔اس میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ مسلمان ایک نظریاتی قوم ہیں اور ان کا وطن کوئی محدود خطہ زمین نہیں بلکہ سارا جہاں ان کا وطن ہے۔قرآن مجید کی طرح عقیدۂ توحید پر کاربند ملتِ اسلامیہ بھی ہمیشہ محفوظ، سلامت اور قائم رہے گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورت، جامع اور مدلل انداز سے '' ترانۂ ملی'' کے اہم تر موضوعات توحید ورسالت، کعبۃ اللہ کی مرکزیت، مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور ان کی فتوحات، سر زمینِ حجاز کی خاص فضیلت، حبِ رسول ﷺ کی اہمیت اور اسوۂ رسول ﷺ کی رہبری پر متعدد

قرآنی آیات اور علامہ اقبال کی منظوم تصانیف سے حوالہ جات دے کر نفسِ مضمون واضح کیا ہے۔
(۲۲۴)

تحقیقی مقالے **''اقبال مسلمانوں کی وحدت کا داعی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے مغربی تصور وطنیت کی خرابیاں اور ''اسلامی تصورِ قومیت'' کی خوبیاں واضح کیں۔ انھوں نے اپنی تمام تصانیف میں باندازہائے مختلف واضح کیا کہ جس طرح سائنسی علوم وفنون کے کلیات عالمی اور سب کے لیے ہیں اس طرح اسلامی حقائق عالم گیر اور اٹل ہیں۔ ان کو وطنی اور ملی حدود میں بند نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے اپنی تمام تصانیف میں عالمِ اسلام کی اتحاد و یگانگت کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا۔ انھوں نے مذہبی دھڑے بازیوں، نفاق اور تعصب سے بچنے کی تلقین کی۔ انھوں نے اسلامی عبادات اور اسلامی شعائر کے حوالے سے باہمی اتفاق واتحاد کی اہمیت اجاگر کی اور اس کے لیے عملی کوششوں کے آغاز کی تلقین کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں کلامِ اقبال سے متعدد اردو و فارسی اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے مسلمانوں کی وحدت کے داعی کے طور پر نہایت اعلیٰ کردار ادا کیا ہے۔
(۲۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ **''کلام اقبال میں احترام انسانیت کا درس''** ماہنامہ ''فکرو نظر''، اسلام آباد کی اشاعت مارچ ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مقالہ **''کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر''** کے عنوان سے مجلّہ ''اقبال ریویو'' کی اشاعت جولائی ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''قرآن مجید اور مقامِ انسانیت''، ''ادیانِ عالم کا تصورِ انسانی''، ''مولانائے روم کا نصب العینی آدم''، ''احترامِ انسانیت اور اقبال کے خاص مضامین'' کے عنوانات کے تحت ''احترامِ انسانیت'' کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار قدرے وضاحت سے بیان کیے ہیں۔ نفسِ مضمون کی وضاحت کے لیے، انھوں نے متعدد قرآنی آیات اور تاریخی حوالہ جات کے علاوہ علامہ اقبال کے منظوم اردو و فارسی کلام سے متعدد اشعار پیش کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دینِ فطرت نے انسان کے مقام و مرتبہ کو افراط وتفریق سے پاک صورت میں پیش کیا ہے۔ ادیانِ عالم (ھندومت، بدھ مت، زرتشتیت، یہودیت اور عیسائیت) میں انسان کو وہ عظمت و مرتبہ اور عزت و احترام نہیں دیا گیا جو کہ اسے دین اسلام نے دیا ہے۔ رومی اور اقبال انسانی عظمت و احترام کے بارے میں یکساں تصور رکھتے ہیں۔ اقبال بے شک حکیم

الامت، شاعر اسلام اور شاعرِ مشرق ہیں مگر وہ شاعرِ عالم بھی ہیں۔ ان کی تعلیمات سے ان کی آفاقیت مظہر ہے۔ ان کی انسان دوستی اور ہمہ گیر دل سوزی کی سارے جہاں میں قدر کی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں غیر مسلم افراد کی خوبیوں کا نہایت فراخدلی سے اعتراف کیا ہے۔ احترامِ انسانیت کے بارے میں ان کے افکار وحیِ الٰہی سے ضیا گیر ہیں۔

برتر از گردوں مقامِ آدم است　　اصل تہذیب احترامِ آدم است

آدمیت، احترامِ آدمی　　باخبر شو از مقامِ آدمی

دیگر مقالات و مضامین کی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ بھی موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے گراں قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اسے وسعت دے کر ایم فل/ پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی مقالہ تحریر کیا جا سکتا ہے۔ (۲۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے تحقیقی مقالے **''اقبال اور کبوترانِ حرم''** میں لکھتے ہیں کہ جنوری و فروری ۱۹۷۶ء میں مجھے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس دوران حرمِ کعبہ اور مسجد النبی ﷺ میں کبوترانِ حرم (طائرانِ حرم) کے مشاہدے کا موقع نصیب ہوا۔ حرمین شریفین میں مسکن عطا ہونے کی وجہ سے کبوترانِ حرم کو تحفظ حاصل ہے۔ انھیں یہاں کسی قسم کا خوف لاحق نہیں ہے۔ انھیں پاکیزگی طبع بھی حاصل ہے۔ یہ سجدہ گاہوں میں سے نہیں گزرتے۔ مٹی پر بیٹھتے ہیں یا بیت الحرام کی بالائی چھت پر، اور ان کی آلائشیں ان ہی مقامات تک محدود رہتی ہیں۔ ان کے شب و روز حرم کی وابستگی میں ہی گزرتے ہیں۔ ان کے باہمی اتحاد کی بدولت کسی اور پرندے (کوے، چیل، گدھ، وغیرہ) کو حرمین شریفین میں مستقل قیام کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں بہت سے پرندوں (چڑیا، کوئل، قمری، طوطا، بلبل، زاغ، زغن، عقاب، باز، شکرہ، کرگس، ہما، طاؤس یعنی مور، صعوہ یعنی مولا، چکور، تیتر، دراج، تذرو، چرغ، شپر یعنی چمگادڑ، کبک، تورنگ، سار، شاہباز، باشہ، شاہین، حمام یعنی کبوتر) کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بعض عربی، فارسی یا اردو میں مشترک معانی کے حامل ہونے کے اعتبار سے تکراری ہیں اور بعض اپنی اقسام میں اقرب ہیں۔ ان پرندوں میں سے اقبال کے ہاں بلبل، شاہین اور کبوتر کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔ اقبال نے کئی موارد میں اپنے آپ کو بلبل کہا ہے یا شاہین۔ انھوں نے اپنے اشعار میں ''طائرانِ حرم'' یا ''مرغانِ حرم'' کی تراکیب استعمال کی ہیں اور ان سے مراد ''کبوترانِ حرم'' ہی ہیں کیونکہ حرمین شریفین میں سے کسی دوسرے پرندے کا باقاعدہ قیام یا گزر نہیں ہے۔ ان کی نثر میں ''کبوترانِ

حرم‘‘ کی ترکیب کا استعمال نظر آتا ہے۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ اہلِ ایمان، کبوترانِ حرم کی طرح باہمی اتفاق و اتحاد، پاکیزگی اور حرمین سے وابستگی کا اظہار کریں۔ اس مقصد کے اظہار کے لیے انھوں نے بہت سے فارسی و اردو اشعار لکھے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

تو عیارِ کم عیاراں، تو قرارِ بے قراراں   تو دوائے دل فگاراں، مگر ایں کہ دیریابی
بجلال تو کہ در دل دگر آرزو ندارم   بجز ایں دعا کہ بخشی بکبوتراں عقابی (۲۲۷)

مقالہ ’’**اقبال کا تفکرِ حریت**‘‘ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ’’مردِ حُر کے اوصاف‘‘، ’’طعنہ وطنز کا نشتر‘‘، ’’غلامی و آزادی کا موازنہ‘‘ اور ’’تصورِ شاہین‘‘ کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کی اردو و فارسی منظوم تصانیف سے متعدد اشعار اور حوالہ جات دے کر علامہ اقبال کے تفکرِ حریت پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ دینِ اسلام کے متعین کردہ بنیادی حقوقِ انسانی میں سے حریتِ فکر و عمل کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ علامہ اقبال بھی حریت فکر و عمل کے دل دادہ تھے کیونکہ یہ دین اسلام کا تقاضا ہے اور اس نعمت سے انسانی شخصیت یا خودی تکمیل پاتی ہے۔ انھوں نے بھرپور انداز میں آزادی و حریت کی مدحت اور غلامی کی مذمت کی۔ یہ مدحت و مذمت کہیں بیانیہ انداز میں ملتی ہے اور کہیں طنز و تشنیع یا موازنے کی صورت میں۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں مردِ حُر کا تصور واضح کرنے کے لیے ’’شاہین‘‘ بطورِ علامت استعمال کیا ہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ غلام مسلمان، آزاد افراد سے مرتبے میں فروتر نہیں۔ بادشاہ کا خون، معمار کے خون سے زیادہ پُر رنگ نہیں۔ قرآن مجید کے روبرو غلام و آقا اور ٹاٹ و ریشمی مسند، ایک ہیں۔ علامہ اقبال نے حریتِ اسلامیہ کی مثال حضرت امام حسینؓ کی شہادتِ عظمیٰ سے دی۔ امامؓ نے حریتِ اسلامیہ کی پاسداری کی خاطر اپنی اور اپنے خانوادے کی جان کا نذرانہ پیش کر دیا مگر اصولِ اسلام سے متصادم کسی امر پر سمجھوتہ نہ کیا۔ مردِ حُر، اقبال کا تصوراتی مردِ مومن ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے، کسی غیر کا غلام نہیں ہے۔ وہ لا الہ الا اللہ کا وارثِ حقیقی ہے۔ وہ تقدیر کا شاکی نہیں، خود تقدیر ساز ہے۔ مردِ حُر کی ہم نشینی غلاموں کے لیے اکسیر ہے۔ تاثیرِ محبت سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں حریت کے لیے جدوجہد نہ کرنے والوں اور غلامی پر قانع افراد پر طعنہ وطنز کے نشتر چلائے اور اس طرح انھیں حصولِ آزادی کے لیے آمادہ تر کیا۔ انھوں نے آزاد اور غلام افراد کے رجحانات اور ان کی معنوی توانائیوں کے فرق پر بہت کچھ لکھا۔ انھوں نے ایک نکتہ یہ بتایا کہ آزاد افراد، زمان پر حاوی ہوتے ہیں۔ وہ اندک زمان میں غیر معمولی کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔ ان کی تدبیر ہی ان

کی تقدیر بن جاتی ہے۔ مگر غلام افراد کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد اردو و فارسی اشعار دے کر نہایت مدلل انداز سے علامہ اقبال کا تفکرِ حریت واضح کیا ہے اور حواشی کی مدد سے نفسِ مضمون کو مستند اور زیادہ قابلِ تفہیم بنا دیا ہے۔ (۲۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ **''اقبال کی مدحت آزادی اور مذمتِ غلامی''** ماہنامہ ''قومی زبان'' کی اشاعت نومبر ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ صرف ۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کا مذکورہ بالا ۲۸ صفحات پر مشتمل مقالہ ''اقبال کا تفکرِ حریت'' اقبالیات (اقبال ریویو) کی اشاعت جولائی ۹۰ء تا جنوری ۹۱ء میں شائع ہوا تھا۔ مقالے ''اقبال کا تفکرِ حریت'' میں انھوں نے اپنے مقالے ''اقبال کی مدحت آزادی اور مذمتِ غلامی'' کی نسبت کافی زیادہ تفصیل اور قدرے زیادہ جامعیت سے متعلقہ موضوع پر اظہار رائے کیا ہے۔ اس لیے موخر الذکر مقالے پر مزید تبصرے کی ضرورت نہیں۔ (۲۲۹)

مقالہ **''اقبال کا تصورِ قلندری''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی لغات، کتبِ تصوف اور معتبر کتبِ زبان و ادب کے حوالے سے لفظ ''قلندر'' کا لغوی و اصطلاحی مفہوم واضح کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے فکرِ اقبال کی رو سے اس علمی و ادبی اور صوفیانہ اصطلاح کا مفہوم بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال تمام قلندرانہ اوصاف کے حامل تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فارسی لغات کے مطابق ظاہری قید و بند سے آزاد، جمالِ مطلق کا طالب، مجرد از رسوم، لا ابالی، رند اور کندۂ ناتراشیدہ، آزاد مشرب درویش، قلندر کہلاتا ہے۔ لفظ ''قلندر'' کے پنجگانہ حروف اس کے پنجگانہ اوصاف (قناعت، لطافت، ندامت، دیانت اور ریاضت) کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مکتبِ درویشی کے مطابق لاابالی طبع کا حامل، آزاد خیال، ملامتی، مجذوب درویش ''قلندر'' کہلاتا ہے۔ معتدل مزاج (شریعت و طریقت کو باہم نبھانے والے) صوفیہ کو قلندروں کی آزاد منشی اور بے نیازانہ روش عزیز تھی۔ وہ ان کی بدعات کے خلاف لکھتے رہے مگر اوصافِ انسانی کو سراہتے رہے۔ حکیم سنائی غزنوی، خاقانی شروانی، شیخ عراقی ہمدانی، مولانائے روم، خواجہ حافظ شیرازی اور سید حسینی کے ''قلندر'' کی شخصیت اور اوصاف سے متعلقہ متعدد فارسی اشعار رقم کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض کلام اقبال سے متعدد اردو و فارسی اشعار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ''قلندر'' کی اصطلاح کو وسعت دی اور اسے اپنے کلام کے مردِ فقیر، مردِ درویش، درویش جوانمرد،

مردِ حُر، بندۂ آزاد، مسلمان، درویش خدا مست اور مومن وغیرہ کے قریباً مرادف بنا دیا۔ انھوں نے فقرِ غیور کا نیا تصور دیا اور مولانائے روم کے نظریۂ فقر کو ترقی یافتہ شکل میں پیش کیا۔ ان کا ''قلندر'' فقرِ غیور کا پیکر ہے۔ وہ خود دار، غیور، محتاجِ حق، بے نیاز از خلق، خود شناس، خدا شناس، جہاں شناس اور حریت فکر وعمل کی صفات سے متصف اور جذبہ مسلمان کا مظہر ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ اقبال کا تصورِ قلندری دراصل اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی کا بیان ہے۔ ان کی شخصیت، حالات اور آثار کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تمام قلندرانہ اوصاف سے متصف تھے۔ کئی مواقع پر انھوں نے اپنے آپ کو قلندر کہا ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے	کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد
قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا	فقیہِ شہر قاروں ہے، لغت ہائے حجازی کا
تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا	کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر
اگر جہاں میں میرا جوہر آشکارا ہوا	قلندری سے ہوا ہے، سکندری سے نہیں (۲۳۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً ۵ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ **''علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل''**، سہ ماہی ''علم کی دستک'' کے شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۲ء، میں شائع ہوا تھا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی تصانیف کے ذریعے حرکی علم کلام پیش کیا ہے۔ اقبال کے کلامی افکار یوں تو قریباً ان کی تمام تصانیف میں ملتے ہیں مگر اس سلسلے میں ''مثنوی رموزِ بے خودی'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان کی تصانیف سے متعدد مثالیں ملتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلامی عقائد کی وضاحت کی اور اہلِ اسلام کو بدلتے ہوئے حالات کے تحت قرآنی حکمتوں پر غور کرنے اور ان کی روشنی میں نئی بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا مقالے کی اشاعت کے قریباً ساڑھے چھ برس بعد **''علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام''** کے عنوان سے قریباً انتیس صفحات پر مشتمل ایک مقالہ لکھا جو جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے جولائی ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس مقالے کے آخر پر قریباً تین صفحات پر مشتمل ۶۱ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں اور اس میں انھوں نے مقالے ''علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل'' کے مندرجات کو قدرے زیادہ تفصیل اور

جامعیت سے پیش کیا۔ بعد میں انھوں نے مقالے ''**علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام**'' کو مزید توضیحات کے ساتھ ''**اقبال اور جدید علم کلام**'' کے عنوان سے اپنے مقالات ومضامین کے مجموعے پر مشتمل کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام'' مطبوعہ ۱۹۹۲ء میں شامل کرلیا۔ انھوں نے اپنے قریباً ۲۷صفحات پر مشتمل اس مقالے کے آخر پر ۱۰۲ حوالہ جات وحواشی دیے ہیں جن سے، مقالے کے موضوع پر ان کے وسیع اور عمیق مطالعے کا ثبوت ملتا ہے۔ کتاب ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام صلی اللہ علیہ وسلم'' پر تبصرے کے ضمن میں راقم الحروف اس مقالے پر تبصرہ و جائزہ پیش کر چکا ہے۔ اس لیے یہاں پر مزید تبصرے وجائزے سے گریز کیا جاتا ہے۔(۲۳۱)

تحقیقی مقالہ ''**فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۰۴ء تا ۱۹۱۰ء میں علامہ اقبال کی شائع ہونے والی درج ذیل پانچ تحریروں کے اہم نکات اور ان پر تبصرہ پیش کیا ہے:

۱۔ قومی زندگی، مضمون، ۱۹۰۴ء

۲۔ اسلام کی سیاسی فکر، انگریزی مقالہ، ۱۹۰۸ء، مجلّہ سوشیالوجیکل ریویو، لندن

۳۔ اسلام بطور ایک اخلاقی اور سیاسی تصور کے انگریزی مقالہ، جولائی و اگست ۱۹۰۹ء، ہندوستان ریویو، الہ آباد

۴۔ ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، انگریزی خطبہ، ۱۹۱۰ء

۵۔ شذراتِ فکر اقبال (ڈائری)، ۱۹۱۰ء

مندرجہ بالا آخری چار تحریریں انگریزی زبان پر مشتمل ہیں۔ بعد میں ان کے اردو تراجم شائع ہوئے جن کے اردو عنوانات دیے گئے ہیں۔ ان تحریروں میں علامہ اقبال نے عالمی حوالے سے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں بعض اساسی نظریات پیش کیے جن کا بعد میں ان کی نثر ونظم میں اظہار ہوتا رہا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا تحریروں کے اہم نکات بیان کرنے کے بعد علامہ اقبال کی بعد کی منثور و منظوم تصانیف سے اقتباسات، اشعار اور حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ مندرجہ بالا تحریروں کی کئی عبارات مشترک اور کئی مطالب یکساں وہم آہنگ ہیں۔ ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے اکثر مطالب ''قومی زندگی'' کے مفاہیم کا تکملہ ہیں۔ علامہ اقبال کے اکثر موضوعاتِ سخن کی ابتدائی تخیلی کیفیت ان کی مذکورہ بالا تحریروں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ بنی نوع انسان ومسلمانوں، خصوصاً برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ غیر معمولی وابستگی نیز ان کی ہمہ گیر بصیرت ان مقالوں میں بھی سمٹ آئی ہے۔ اس

لحاظ سے ۱۹۰۴ء تا ۱۹۱۰ء کے عرصے کو فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور قرار دیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مذکورہ بالا مقالہ قریباً ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقالے کے آخری چار صفحات پر ۵۶ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں جو کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعہ اور عمیق دائرہ تحقیق کا مظہر ہیں۔ علامہ اقبال کے فکری وروحانی ارتقا کے جائزے کے سلسلے میں یہ مقالہ نہایت قدر و قیمت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس مقالے کی تحریر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اقبال شناسی کے لیے ضروری ہے کہ اقبال کی نظم کے ساتھ ساتھ ان کی نثر کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔(۲۳۲)

تحقیقی مقالہ ''**اقبال اور نوجوان**'' دراصل ایک خطبہ ہے جو ڈاکٹر محمد ریاض نے پاکستان کونسل اسلام آباد میں جشنِ یوم اقبال منعقدہ ۱۹ مئی ۱۹۷۲ء کو پڑھا تھا۔ ان کا یہ خطبہ سہ ماہی مجلّہ ''العلم''، کراچی کے جولائی تا ستمبر ۱۹۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض بیان کرتے ہیں کہ علامہ اقبال نے نئی نسل، نژادِ نو یا اپنے عزیز فرزند جاوید اقبال کے تلامذات کے ذریعے دراصل ہر دور کے مسلمان نوجوانوں کو مخاطب کیا ہے۔ ان کی قریباً تمام منثور و منظوم تصانیف میں کسی نہ کسی شکل میں نوجوانوں کو تلقین کی گئی ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کے آخری دس سال ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۸ء میں نوجوانوں کو خاص طور پر خطاب کیا۔ وہ نوجوانوں کی غیر معمولی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے کی شدید آرزو رکھتے تھے۔ انھوں نے نوجوانوں کو اعلیٰ علمی وادبی ذوق اور تحقیقی وتنقیدی شعور پیدا کرنے کی نصیحت کی۔ انھیں قرآن مجید میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی۔ انھیں حریت، مساوات، اخوت، جہدِ مسلسل، عملِ پیہم، شجاعت اور فقر واستغنا کا درس دیا اور دینِ اسلام کے تقاضوں کے مطابق ترقی کی نئی راہیں تلاش کرنے کی تلقین کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس خطبے میں اردو وفارسی کلامِ اقبال سے نوجوانوں سے متعلقہ متعدد اشعار کے حوالے سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کا حق خوب ادا کیا ہے۔ حوالہ جات وحواشی مقالے کے پاورق میں دیے گئے ہیں۔ ان کا یہ خطبہ مختصر مگر جامع بیان پر مبنی ہے۔(۲۳۳)

تحقیقی مقالہ ''**اقبال میدانِ سیاست واقتصاد میں**'' علامہ اقبال کے سماجی، سیاسی و معاشی افکار پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے ملفوظات و مکتوبات اور ان کے اردو وفارسی کلام سے متعدد حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال کے سماجی، سیاسی اور معاشی افکار اسلامی تعلیمات پر مبنی تھے۔ وہ اسلامی (روحانی) جمہوریت کے قائل تھے۔ انھوں نے مغربی جمہوریت کی خرابیاں بیان کیں اور اسلامی جمہوریت کا واضح

تصور پیش کیا۔ اس طرح انھوں نے سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت (کیپٹلزم) اور اشتراکی نظامِ معیشت (سوشلزم، کمیونزم) کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ پیش کرنے کے بعد اسلامی نظام معیشت کا واضح تصور پیش کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علامہ اقبال کے سیاسی و معاشی افکار سے متعلقہ قریباً تمام اہم ترین حوالہ جات پر مشتمل ہے۔ اسے بنیاد بنا کر بآسانی اس موضوع پر ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔(۲۳۴)

تحقیقی مقالے **''اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی تصانیف اور عملی مساعی سے متعلقہ متعدد حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ اقبال نے دراصل دین و سیاست کی تفریق کی نفی کی اور اسلام کے اوامر و نواہی عملاً نافذ کرنے کی خاطر برِ صغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں میں ایک اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے مقدور بھر عملاً کوشش بھی کی۔ اقبال برصغیر کی تقسیم اور اسلامی ریاست کے قیام کے اس لیے موید تھے کہ یہاں برصغیر کے مسلمانوں کا تہذیبی ورثہ محفوظ رہے اور پنپتا رہے، نیز یہاں پر شرع کا نفاذ ہو۔ تمکن فی الارض کے یہی آداب اور اصول قرآن مجید میں مذکور ہیں۔(۲۳۵)

''وسطی ایشیا اور اقبال'' ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم (متوفی ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) کا لکھا ہوا آخری تحقیقی مقالہ ہے۔ یہ مقالہ انھوں نے اپنی وفات سے چند ماہ قبل مجلّہ ''فکر و نظر'' میں اشاعت کے لیے بھیجا تھا مگر بوجوہ اس کی طباعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی اور اسے ''فکر و نظر'' کے جولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء کے شمارے میں شائع کیا گیا۔ یہ مقالہ قریباً ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقالے کے آخری چار صفحات پر ۷۰ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مقالہ وسیع اور عمیق مطالعے اور تحقیق کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''میراثِ اسلام''، ''روزنۂ تاریخ سے''، ''وسطی ایشیا کے بعض مشاہیر''، ''اقبال کی مخالفتِ اشتراکیت''، ''ایشیائی اقوام کی رہبری اور جداگانہ تنظیم'' اور ''حاصل بحث'' کے عنوانات کے تحت اس موضوع پر سیر حاصل معلومات اور آرا مہیا کی ہیں۔ مقالے کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے وسطی ایشیا کے خطے کی تاریخی و سیاسی اہمیت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کی تعداد براعظم ایشیا کے جملہ مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے نصف سے بھی زیادہ ہے۔ اس براعظم کے کوئی پچاس ممالک میں سے بائیس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی اہمیت کے اعتبار سے وسطی ایشیا کی مرکزیت مسلم ہے۔ وسطی ایشیا کے ممالک میں آذربائیجان، افغانستان،

ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان، قازقستان اور قرغیزستان کو خصوصی حیثیت حاصل ہے۔ علامہ اقبال ایشیائی ممالک کی اسلامی تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر ان کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے سرمایہ داری کے علاوہ اشتراکیت کی بھی مخالفت کی۔ انھوں نے اقوامِ مشرق کو باہمی اتحاد کی تلقین کی اور انھیں اپنے حقوق کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہونے کی دعوت کی۔(۲۳۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تحقیقی مقالے ''**اقبال کی تعلیمی رہنمائیاں**'' میں ''معلم اقبال''، ''ایک ابتدائی مقالہ''، ''اسلام اور مقاصدِ تعلیم''، ''انتقادات''، ''تعلیمِ نسواں'' اور ''متفرق اوصافِ متعلمین'' کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے تعلیمی و تدریسی تجربات، اسلامی نقطہ نگاہ سے مقاصدِ تعلیم، مروجہ تعلیمی نظاموں پر علامہ اقبال کی تنقید، تعلیمِ نسواں کے بارے میں علامہ اقبال کا نقطہ نظر اور فکرِ اقبال کی رو سے اوصافِ متعلمین بیان کیے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے تصانیفِ اقبال سے متعدد اقتباسات، اشعار اور حوالہ جات وحواشی دیے ہیں اور مختصر و جامع انداز سے معلم، متعلم اور تعلیمی نظام کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار بیان کیے ہیں۔ ان کا قریباً ۸ صفحات پر مشتمل یہ مقالہ سہ ماہی ''علم کی دستک'' کی جولائی تا ستمبر ۱۹۸۱ء کے اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

بعد میں انھوں نے یہ مقالہ ''**اقبال اور نظام تعلیم و تربیت**'' کے عنوان سے بغیر کسی خاص تبدیلی کے اپنے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''برکاتِ اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۲ء میں شامل کرلیا۔ ''برکاتِ اقبال'' کے ضمن میں علامہ اقبال کے تعلیمی افکار سے متعلقہ تمام مقالات ومضامین (جن کی تعداد ۸ ہے) پر جائزہ پیش کیا جاچکا ہے۔(۲۳۷)

تحقیقی مقالہ ''**ارمغانِ حجاز**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی تصنیف ''ارمغانِ حجاز'' کے مضامین اور ان کے فکری وفنی محاسن پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ ارمغانِ حجاز علامہ اقبال کے اردو اور فارسی کلام کا آخری مجموعہ ہے جو ان کی وفات کے چند ماہ بعد شائع ہوا تھا۔ ''ارمغانِ حجاز'' کم وبیش ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا دوتہائی حصہ فارسی دوبیتیوں پر مشتمل ہے۔ ایک تہائی حصہ اردو کلام پر مشتمل ہے۔ اردو حصے میں دوبیتیوں کے علاوہ قطعے اور نظمیں ہیں۔ مختصر نظموں کے علاوہ اس حصے میں ابلیس کی مجلسِ شوریٰ، عالمِ برزخ اور ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کے عنوانات سے طویل نظمیں موجود ہیں۔ ارمغانِ حجاز کی اکثر فارسی دوبیتیاں مسلسل ومربوط معانی پر مشتمل ہیں۔ اس لحاظ سے انھیں قطعے بھی کہا

جا سکتا ہے۔ جو کچھ اقبال نے دوسری کتابوں میں بالتفصیل کہا ہے وہ ''ارمغانِ حجاز'' میں بالا جمال موجود ہے۔ کتاب کے فارسی حصے کی پانچ فصلیں ہیں اور ان فصلوں کے مزید ۶۳ ذیلی عنوانات ہیں۔ اردو حصے کے عنوانات اس پر مزید ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں ارمغانِ حجاز (فارسی) کی مختلف فصلوں ''حضورِ حق''، ''حضورِ رسالت مآب ﷺ'' اور ''حضورِ ملت'' کے مضامین پر مختصر مگر جامع تبصرہ پیش کیا ہے اور بطور نمونہ چند دو بیتیاں بھی تحریر کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ارمغانِ حجاز (اردو) کی چند ایک مختصر اور طویل نظموں پر تبصرہ پیش کیا ہے اور بطورِ مثال ان نظموں کے چند اشعار بھی دیے ہیں۔ اس مقالے کے مختلف صفحات کے پاورق میں حوالہ جات و حواشی بھی دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ ''ارمغانِ حجاز'' کے مختصر و جامع تعارف و تبصرہ پر مشتمل ہے۔(۲۳۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ **''اقبال اور تلمیحاتِ فرہاد''**، بزمِ اقبال کے مجلّہ ''اقبال''، اشاعت اپریل ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ **''تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں''** کے عنوان سے ماہنامہ ''اظہار''، کراچی کے نومبر، دسمبر ۱۹۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس مقالے کو بغیر کسی تبدیلی کے ''تلمیحاتِ فرہاد'' کلامِ اقبال میں'' کے عنوان سے ہی، ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالات و مضامین کے مجموعے ''آفاقِ اقبال'' مطبوعہ ۱۹۸۷ء میں شامل کر لیا۔ اس مقالے پر ''آفاقِ اقبال'' کے ضمن میں تبصرہ و جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔(۲۳۹)

مقالہ **''اقبال کا ایک شعر اور......''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نظم ''طلوعِ اسلام'' کے ایک شعر پر ڈاکٹر محمد ریاض الحسن کے تبصرے سے اختلاف کرتے ہوئے تاریخی واقعات کے تناظر میں اس کا مفہوم واضح کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض الحسن نے ''قومی زبان'' کے نومبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں علامہ اقبال کی نظم ''طلوعِ اسلام'' کے مندرجہ ذیل شعر پر تبصرہ کیا ہے۔

ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گہر نکلے

اس شعر کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض الحسن نے لکھا ہے کہ اس میں لارڈ کچنر کے غرقاب دریا ہونے کے بارے میں اشارہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر محمد ریاض الحسن کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طلوعِ اسلام کے دیگر اشعار کے مطالعے کی رو سے ڈاکٹر محمد ریاض الحسن کی تعبیر درست معلوم نہیں ہوتی۔ اس شعر میں دراصل یونانی آبدوزوں کے غرقِ دریا ہونے اور ترکوں کے ''بے آبدوز'' لشکر کے فتح یاب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ اقبال نے

لارڈ کچنر کی غرقابی کے واقعے کا ذکر ''جاوید نامہ'' کے فلکِ زہرہ میں کیا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں کچنر نے مہدی سوڈانی کی قبر منہدم کروا کر اس درویشِ سوڈانی کی نعش کی بے حرمتی کی تھی۔ قدرت نے اس سے انتقام لیا۔ وہ جولائی ۱۹۱۶ء میں ہمپ شائر بحری جہاز میں سوار ہو کر انگریزوں کے حلیف ملک روس جا رہا تھا کہ ایک جرمن آبدوز نے اس کے جہاز کو غرقِ دریا کر دیا اور اس کی نعش تک نہ ملی۔ علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

ہر کسے با تلخیِ مرگ آشناست مرگِ جباراں نہ آیاتِ خداست (۲۴۰)

آسمان خاکِ ترا گورے نداد مرقدے جز در یمِ شورے نداد (۲۴۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مذکورہ بالا مقالہ صرف ایک صفحے پر مشتمل ہے۔ اس میں انھوں نے تاریخی واقعات کے حوالے سے طلوعِ اسلام کے زیرِ مطالعہ شعر کا مفہوم متعین کیا ہے اور ان کی تصریحات کے مطابق ان کا متعین کردہ مفہوم درست معلوم ہوتا ہے۔ (۲۴۲)

تحقیقی مقالے ''**اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں رباعیات کے ادبی سفر کے مختصر سے تذکرے کے بعد علامہ اقبال کی رباعیات (دوبیتیوں) کے فکری و فنی محاسن کا ذکر کیا ہے اور اردو و فارسی کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر اپنا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں جملہ اصنافِ سخن سے کام لیا ہے۔ ان کے ہاں دوبیتی (یا عرفِ عام میں رباعی) بھی موجود ہے۔ فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو اقبال کے ہاں ''رباعی'' ہے ہی نہیں مگر ان کی دوبیتیاں، معنوی اعتبار سے رباعیات سے کسی طرح بھی کمتر اور فروتر قرار نہیں دی جا سکتیں۔ ''رباعی'' کو پرجوش موضوعِ بیان کی وجہ سے فارسی میں ''ترانہ'' بھی کہتے ہیں۔ ''رباعی'' (چار مصرع) کا نام تو عربی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس صنف نے فارسی میں ارتقا حاصل کیا اور وہاں سے یہ ترکی اور اردو ادبیات میں وارد ہوئی۔ علامہ اقبال نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں ''رباعی'' کی صنف سے استفادہ نہیں فرمایا، البتہ مذکورہ مضامین ادا فرماتے وقت آپ نے ''دوبیتی'' سے کام لیا ہے جو عروضی وزن میں رباعی سے خاصی مختلف ہے۔ علامہ اقبال نے زیادہ تر دوبیتیاں بابا طاہر عریاں ہمدانی کی معروف دوبیتیوں کی طرز پر کہیں اور انھیں عالمگیر بنا دیا۔ علامہ اقبال کی ''دوبیتیاں'' ان کی تین کتابوں ''پیامِ مشرق''، ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' میں ملتی ہیں۔ فکری رفعت کے لحاظ سے اردو تو کجا فارسی میں بھی کسی اور شاعر نے اس طرح کی دوبیتیاں نہیں کہیں۔ رباعی کی

عظمت کا دارومدار علو معنوی پر ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی ندرتِ فکر اور بلند خیالی کی بنا پر چار مصرعوں میں بلا مبالغہ ''دریا بہ حباب اندر'' کا سماں پیدا کر دیا ہے۔ کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دینے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ اقبال کی دوبیتیاں، معنوی اعتبار سے رباعیات ہی ہیں اور ان کے ہاں فکر کے ساتھ الفاظ و معانی اور فن کی نزاکتیں بھی پائی جاتی ہیں۔(۲۴۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً ۱۴ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ ''**اقبال کے خطوط ایک نظر میں**'' سہ ماہی ''ادبیات''، اسلام آباد کی اشاعت ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انھوں نے علامہ اقبال کے مکاتیب کے ۱۳ مطبوعہ مجموعوں کا اجمالی تعارف پیش کرنے کے بعد ان مکاتیب سے چند اقتباسات دے کر فکرِ اقبال کی تفہیم کے لیے گراں قدر تبصرہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان مکاتیب کا اسلوبِ نگارش بے ساختہ اور دلآویز ہے۔ ان کے بعض جملے ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ اقبال نے ۲۰۰ سے زیادہ ملکی اور غیر ملکی افراد کو ایک ایک یا کئی خطوط لکھے اور ان خطوط کی معتد بہ تعداد علمی تلاش و جستجو کی حاکی ہے۔ مکاتیبِ اقبال کا مجموعی صبغہ (رنگ) عالمانہ، سنجیدہ اور ایمان پرور ہے۔ یہ مکاتیب علامہ اقبال کے عشقِ رسول، دردِ ملی، شوق و جستجوِ علمی کا مظہر ہیں۔ اِن سے اُن کے کلام اور افکار کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ ان کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ انھیں تاریخی و موضوعاتی ترتیب اور مفید تعلیقات کے ساتھ مرتب کیا جائے۔(۲۴۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تحقیقی مقالے ''**خطباتِ اقبال (تعارف)**'' میں ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۲ء کے عرصے میں لکھے گئے علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کے مفاہیم و مضامین کا جامع اور مختصر تعارف کرایا ہے۔ ان خطبات کے ذریعے علامہ اقبال نے ایک نئے علم کلام کو پیش کیا ہے۔ ان خطبات کے ذریعے انھوں نے مذہب، فلسفہ اور سائنس میں فرق دور کرنے کی کوشش کی ہے اور فلسفہ و سائنس کی زبان میں دینی حقائق پیش کیے ہیں۔ سب سے پہلے ڈاکٹر محمد ریاض نے خطبات کے دیباچے کے اہم نکات پیش کیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ساتوں خطبات کا مفہوم آسان زبان میں بیان کیا ہے اور ان خطبات اور دیگر تصانیفِ اقبال کے مشترک مضامین کی نشاندہی کرتے ہوئے اردو و فارسی کلامِ اقبال سے اشعار بھی دیے ہیں۔ خطباتِ اقبال کی تفہیم و تسہیل کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ کافی زیادہ قدر و قیمت کا حامل ہے۔(۲۴۵)

اپنے مضمون ''**کلامِ اقبال میں کلمۂ توحید کا استعمال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ

عربی، فارسی اور اردو زبانوں کے کئی مسلمان شعراء کے کلام میں کلمۂ طیبہ خصوصاً اس کا جز اول ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ بار بار استعمال ہوا ہے۔ بہت سے دوسرے امور کی طرح اس معاملے میں بھی علامہ اقبال کا کلام انفرادیت کا حامل ہے۔ ان کے ہاں یہ مبارک کلمات، توحید کے مرادف یا نفی و اثبات کی بحث کی علامت بن کر استعمال ہوئے ہیں۔ انھوں نے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے توحید کے عملی پہلوؤں پر غور کرنے اور اساس اسلام کی حکمتیں سمجھنے پر غیر معمولی زور دیا ہے۔ انھوں نے عقیدۂ توحید کو میزانِ حق و باطل، اساسِ وحدتِ فکر و عمل اور اساسِ اتحاد و یگانگت قرار دیا ہے۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ عقیدۂ توحید سے باطل عقائد، باطل نظریات اور باطل افکار و تصورات کی نفی کا درس ملتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر ایمان کی بدولت منفی جذبات (خوف و مایوسی وغیرہ) سے نجات ملتی ہے۔ اس کی بدولت شجاعت، بے باکی اور صاف گوئی کا درس ملتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کے مختلف پیرائے میں استعمال کے بارے میں بہت سی مثالیں دی ہیں اور اپنے مضمون کے آخر میں مزید تحقیق کی ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ کلامِ اقبال میں کلمۂ طیبہ کا استعمال طویل و عمیق مطالعے کا متقاضی ہے۔(۲۴۶)

مضمون ’’**مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں**‘‘ میں ڈاکٹر محمد ریاض اسلامی نقطۂ نگاہ سے دعا کی اہمیت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کو ہر سچے اور مخلص مسلمان کی طرح دعا پر بے حد یقین تھا۔ انھوں نے اپنی نثر اور نظم میں دعا کی اہمیت پر لکھا اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت خلوص کے ساتھ مسلمانوں کے اتحاد اور ترقی کے لیے دعائیں لکھتے رہے۔ ان کی دعائیں ان کے ملی درد کا مظہر ہیں۔ یہ ان کے صدق و خلوص اور عشقِ رسول ﷺ کا مظہر ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے دعاؤں پر مشتمل اشعار تحریر کر کے نہایت احسن طریقے سے ان کے اعلیٰ جذبات و محسوسات اور افکار کو اجاگر کیا ہے۔(۲۴۷)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت کچھ لکھا۔ انھوں نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور خطبات کا ترجمہ کیا جو اقبال اکادمی سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ ان کے مقالات ’’رومی اور اقبال‘‘، ’’رومی کا تصورِ فقر‘‘، ’’رومی: شروح مثنوی شریف‘‘، ’’سیرت رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں‘‘، ’’قرآن مجید کی آیت کی تفسیر از رومی‘‘، ’’مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات‘‘، ’’مولانا رومی اور علامہ اقبال‘‘ اور ’’مولانائے روم کے مکاتیب‘‘ کے عنوانات

سے مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ ان میں سے کچھ مقالات و مضامین ان کے مقالات و مضامین کے مجموعات ''رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین'' اور ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام'' میں شامل کیے گئے۔ اپنے مضمون **''رومی اور اقبال''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر سوانحِ حیات کا ذکر کرنے کے بعد علامہ اقبال کی ان سے عقیدت اور دونوں کے باہمی مشترک افکار کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال، رومی کو اپنا معنوی مرشد اور پیر کہتے رہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ انھوں نے ''مثنوی اسرارِ خودی'' اور ''مثنوی پس چہ باید کرد'' رومی کی فرمائش پر لکھی تھیں۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا افلاکی سفر اقبال نے رومی کی راہبری میں ہی انجام دیا۔ اقبال کی تصانیف میں رومی کی مثنوی اور دیوان کے حوالے ملتے ہیں۔ انھوں نے مثنوی اور دیوانِ رومی کے کئی اشعار بھی تضمین کیے۔ رومی کے ساتھ اپنی فکری و عملی مماثلت کے پیشِ نظر اقبال نے خود کو ''رومیٔ عصر'' کہا ہے۔ اقبال نے مثنوی گلشنِ راز جدید کے علاوہ اپنی سب مثنویاں رومی کی مثنوی کی بحر میں لکھی ہیں۔ اقبال کی کئی فارسی غزلوں کا جوش وخروش دیوانِ کبیر کی غزلوں کا سا ہے۔ غزل کی بحور اور قوافی میں بھی اقبال نے رومی کی پیروی کی ہے۔ علامہ اقبال نے رومی کے بعض افکار و تصورات کو ترفیع دی۔ مثلاً انھوں نے جذبۂ عشق کے مفہوم کو وسعت دی اور تعمیر ملت اور حقیقتِ اجتماعیہ کے فلسفے کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہایت جامعیت اور استدلال سے پیش کیا۔ (۲۴۸)

''مولانا رومی اور علامہ اقبال'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ مجلّہ ''المعارف'' میں تین اقساط میں شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے ''اقبال کی توصیفاتِ رومی''، ''تضمینات و مصاریع''، ''رومی کا تتبع''، ''مشترک موضوعات'' اور ''جبر و قدر'' کے عنوانات سے رومی و اقبال کے اشعار دے کر دونوں کے افکار کے تقابل و موازنے سے ان کا فکری و فنی اشتراک واضح کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تحقیقی مقالہ قریباً ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے حوالہ جات وحواشی سے مقالے کے متن کو مستند اور زیادہ قابلِ فہم بنا دیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ موضوع اور متن، دونوں کے لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کو توسیع دی جاسکتی ہے۔ (۲۴۹)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے تحقیقی مقالے **''اقبال اور بابا فغانی''** میں مشہور فارسی شاعر بابا فغانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بابا فغانی کا اصلی نام، اس کی تاریخ ولادت اور والدہ کا نام نامعلوم

ہے۔ اندازہ ہے کہ وہ نویں صدی ہجری کے وسط کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ انھوں نے زندگی کے ابتدائی تیس سال شیراز میں گزارے۔ پھر ہرات کا سفر کیا اور وہاں مولانا عبدالرحمٰن جامی اور امیر شیر علی نوائی سے ملاقات کی۔ وہاں سے وہ آذربائیجان تشریف لے گئے اور سلطان یعقوب بیگ آق قونیلو سے ملاقات کی اور اس کے دربار میں جگہ پائی۔ اس سلطان کی توجہ اور تشویق سے فغانی کے جوہر چمکے اور ان کو بابا (بابائے شعراء) کہا جانے لگا۔ سلطان یعقوب کے بعد فغانی ایک عرصہ تک آذربائیجان میں ہی رہے۔ ستر سال کے بعد فغانؔی دوبارہ شیراز آ گئے اور کئی سال اپنے وطن شیراز میں ہی گزارے۔ آخر میں وہ مشہد (خراسان) کی طرف چل دیے اور قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ اسی شہر میں فوت اور دفن ہوئے۔ سال وفات متفق علیہ ۹۲۵ھ/۱۵۱۹ء ہے۔ فغانؔی کے کلام میں سادگی اور صفائی ہے۔ کسی بات کو زیادہ پیچ دے کر نہیں کہتے تھے۔ انھوں نے تشبیہات اور استعارات میں جدت پیدا کی۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت اختصار ہے۔

فغانؔی اور اقبال کے کلام سے بہت سے فارسی اشعار کا تقابل وموازنہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی کئی تعبیرات اور محبوب محاورے فغانؔی کے ہاں بڑی نمایاں صورت میں ملتے ہیں۔ دونوں کے ہاں بعض مضامین عجیب یک رنگی کے حامل ہیں، مثلاً جدت، زمانے کی بے قدری اور عاشقوں کو برا کہنے والوں کی بدخواہی پر مشتمل ابیات۔ ان کی بعض غزلیات وزن یا بحر، قافیہ اور ردیف کی یکسانی اور ہم آہنگی کے علاوہ، مطالب کی بھی کسی قدر نزدیکی لیے ہوئے ہیں۔(۲۵۰)

علامہ اقبال نے خوشحال خان خٹک کی شاعری کے مضامین کیپٹن رورٹی کے انگریزی تراجم کے ذریعے پڑھے اور ان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ مئی ۱۹۲۸ء کے سہ ماہی ''اسلامک کلچر'' دکن میں خوشحال خاں خٹک کے بارے میں ایک تعارفی مقالہ لکھا اور تراجم سے انتخاب کر کے دلچسپ اقتباسات پیش کیے۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' (۱۹۳۲ء) میں خوشحال خاں خٹک کو ''افغان شناس شاعر'' کا لقب دیا۔ بالِ جبریل (۱۹۳۵ء) میں خوشحال خان کی وصیت پر مبنی چند اشعار دیے۔ ان تین واضح اثرات کے علاوہ کلام اقبال کے کئی دوسرے موضوعات بھی خوشحال خاں خٹک کی شاعری سے اثر پذیر نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے تحقیقی مقالے **''اقبال اور خوشحال''** میں خوشحال خان خٹک کی شخصیت اور خصوصیات کے مختصر تذکرے کے بعد علامہ اقبال کے مذکورہ بالا مقالے اور اس میں خوشحال خان خٹک کی غزلوں اور نظموں سے متعلقہ دیے گئے انگریزی تراجم پر مشتمل ۱۸ اقتباسات کا اردو ترجمہ دیا ہے۔ اس ترجمے کے حواشی میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال

کے اشعار کے متن اور ان کے تاثرات کے بارے میں اشارات بھی دیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تحقیقی مقالہ قریباً ۱۴ صفحات (صفحہ ۱۹۹تا ۲۱۲) پر مشتمل ہے۔اس کے قریباً ۲ صفحات پر خوشحال خاں خٹک کے احوال، ۹ صفحات پر خوشحال خاں خٹک کے کلام کا اردو ترجمہ اور ۲ صفحات پر حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔دیا گیا ترجمہ عام فہم، سلیس اور رواں ہے۔(۲۵۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی مقالہ **''اقبال اور سعدی''** قریباً ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''سعدی اور کشمیریوں کی ہجوگوئی''، ''سعدی سے منسوب ایک اور واقعہ''، ''خطہ شیراز سے علامہ کا لگاؤ''، ''تضمینات اقبال اور سعدی''، ''محولات اقبال''، ''ترکیبات سعدی''، ''سعدی پر انتقادات'' اور ''غزلیاتِ سعدی اور اقبال'' کے عنوانات کے تحت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار اور سعدی و اقبال کی فکری مماثلت پر ان کے متعدد اشعار دے کر، اظہارِ رائے کیا ہے۔مقالے کے آخر پر قریباً ۱۴ صفحات پر دیے گئے مفصل حواشی اور تعلیقات کی بدولت اس مقالے کی علمی و ادبی اور تحقیقی وتنقیدی قدر و قیمت میں دو چند اضافہ ہوگیا ہے۔یہ مقالہ سعدی اور اقبال کے فکری وفنی روابط اور اقبال فہمی کی خاطر مطالعۂ سعدی کی اہمیت کے بارے میں گراں قدر تحقیقی وتنقیدی آرا پر مشتمل ہے۔(۲۵۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تحقیقی مقالے **''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''** میں کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر ان کے فکری وفنی اشتراک کی حدود متعین کی ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ ایرانی ناقدین نے شعر فارسی کے چند سبک یا اسلوب متعین کیے ہیں۔ان میں سب سے دلآویز سبکِ عراقی ہے۔سبکِ عراقی، بیشتر غزل گوئی کا اسلوب ہے اور حافظ مسلمہ طور پر اس میدانِ خاص کا سب سے بڑا شاعر ہے۔حافظ شیرازی نے ۷۷ یا ۷۸ سال کی عمر میں ۷۱۹ ہجری میں انتقال فرمایا تھا۔ان کے مختصر دیوان میں کوئی پانچ سو غزلیات، کچھ مثنوی، قطعے، رباعی اور ساقی نامے کے اشعار ہیں۔علامہ اقبال، مدت العمر خواجہ حافظ کے فنِ شاعری کے مداح رہے اور ان کی فارسی (نیز کسی حد تک اردو) غزل پر حافظ کی غزل کے کافی اثرات ہیں۔اقبال، فارسی غزل میں واحد شاعر نظر آتے ہیں جو اسلوبِ حافظ سے اسی قدر اقرب ہیں کہ ان کے بعض اشعار خواجہ شیراز کا کلام معلوم ہوتے ہیں۔اقبال نے حافظ کو ایشیا کا سب سے بڑا شاعر قرار دیا۔انھیں مخالفِ خودی تعلیمات کا سب سے بڑا اور باا ثر نمائندہ شاعر حافظ ہی نظر آیا۔حافظ کا کلام آغاز سے انجام تک یکساں نوعیت کے درجہ کمال کا غماز ہے۔ایہام اور رمزیت اس کے خواص ہیں۔اقبال نے حافظ کی متعدد تراکیب، بندشوں اور تعبیرات کو

اپنایا۔ان کے اشعار پر تضمینیں کیں اور غزلیات میں ان کے متعدد قوالب اپنائے ہیں۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلام پر خواجہ حافظ کے صوری اثرات بہت زیادہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے بہت سی مثالیں دی ہیں اور مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی دے کر اپنے دائرہ تحقیق کی حدود واضح کرنے کے علاوہ مزید تحقیق کے کچھ دیگر منہاج کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔(۲۵۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون **''چوہدری محمد حسین مرحوم، اقبال دوست اور اقبال شناس''** میں علامہ اقبال کے نہایت قریبی ساتھی اور دوست، چوہدری محمد حسین (۸ مارچ ۱۸۹۴ء..... ۱۶ جولائی ۱۹۵۰ء) کی شخصیت، احوال اور اقبالیاتی خدمات کا مختصر و جامع تذکرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کی تمام تصانیف چوہدری محمد حسین کی نگرانی میں شائع ہوئیں۔ علامہ اقبال نے اپنے صغیر سن بچوں، جاوید اور منیرہ بانو کی ذات اور جائداد کے لیے جن چار افراد کو ولی مقرر کیا، چوہدری مرحوم ان میں سے ایک تھے۔ انھوں نے علامہ مغفور کی وفات کے چند ماہ بعد ''ارمغانِ حجاز'' کی اشاعت کا اہتمام کیا، مزارِ اقبال کی تعمیر کے لیے اپنی خاص توجہ و سعی مبذول رکھی اور سنٹرل اقبال کمیٹی نیز دیگر اداروں کے ذریعے، پیغامِ اقبال کی تفہیم و تسہیل کی خاطر اپنی مخلصانہ کوششیں جاری رکھیں۔ اس اقبال دوستی کے علاوہ ان کے مقالات مظہر ہیں کہ وہ بالغ نظر اقبال شناس تھے۔ انھیں برسوں علامہ اقبال کے خصوصی قرب کا شرف حاصل رہا۔ علامہ اقبال کی زندگی کے آخری بیس سالوں میں یہ معمول تھا کہ وہ روزانہ بلاناغہ مجلسِ اقبال میں حاضری دیتے رہے۔ وہ دیگر احباب اور ارادت مندوں کے چلے جانے کے بعد بھی دیر تک علامہ کے پاس بیٹھے رہتے، علامہ کا تازہ کلام سنتے اور مختلف مسائل پر ان سے تبادلۂ خیال کرتے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مضمون کے آخری ۹ صفحات پر چوہدری محمد حسین کے علامہ اقبال کی تین فارسی کتب ''اسرارِ خودی''، ''زبورِ عجم'' اور ''جاوید نامہ'' پر لکھے گئے مضامین پر تبصرہ و جائزہ پیش کیا ہے اور اقبال شناسی کے سلسلے میں ان کی قدر و قیمت اور افادیت کو تسلیم کیا ہے۔(۲۵۴)

شرف النساء بیگم اٹھارویں صدی عیسوی میں لاہور کی ایک جرأت مند، متقی اور صاحبِ فقر خاتون تھیں۔ یہ خاتون اپنے ساتھ ہر وقت تلوار رکھتی تھیں اور قران مجید کی تلاوت میں مشغول رہتی تھیں۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کے مرنے کے بعد ان کی قبر پر قرآن مجید اور تلوار محفوظ رکھے گئے۔ انیسویں صدی کے وسط میں سکھوں کی خانہ جنگی کے دوران کسی حریص سکھ سردار نے یہ سوچ

کر کہ ان کے دو منزلہ مقبرے میں کوئی خزانہ مدفون ہوگا، اسے کھول ڈالا اور اس نے قرآن مجید اور تلوار کو وہاں سے ہٹا دیا۔ شرف النساء بیگم نواب خان بہادر خاں کی بیٹی اور حاکمِ لاہور و ملتان و کشمیر نواب عبدالصمد خاں کی پوتی تھیں۔ ان سب کی قبریں بیگم پورہ لاہور میں چار دیواری کے اندر موجود ہیں۔ انھی مقبروں میں شرف النساء بیگم کا مقبرہ بھی ہے۔ علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' میں شرف النساء بیگم کا نہایت عقیدت سے ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید مسلمانوں کا ابدی دستورِ حیات ہے۔ شمشیر، اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد اسلامی کا مظہر ہے۔ شرف النساء بیگم قرآن مجید سے خصوصی قلبی و روحانی محبت و عقیدت رکھتی تھیں اور انھیں اعلائے کلمۃ اللہ اور جہاد کا شوق تھا۔ علامہ اقبال کو اس وجہ سے ان سے عقیدت تھی۔ انھوں نے ان کے حسنِ کردار کو سراہا اور اسے پیغامِ حیات قرار دیا۔ وہ لکھتے ہیں۔

مرقدش اندر جہان بے ثبات اہل حق را داد پیغامِ حیات

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس تحقیقی مقالے **''شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال''** میں کتبِ تاریخ کے حوالے سے شرف النساء بیگم، ان کے والد اور دادا کی شخصیات اور کردار کے بارے میں اور ان کے عہد کے بارے میں مذکورہ بالا تاریخی معلومات فراہم کی ہیں اور اس طرح شرف النساء بیگم کے حوالے سے جاوید نامہ میں دیے گئے اشعار کی تفہیم سہل تر بنا دی ہے۔(۲۵۵)

تحقیقی مقالہ **''عباد اللہ اختر مرحوم''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خواجہ عباد اللہ اختر (۱۸۸۳ء۔ ۱۹۵۹ء) کی شخصیت اور تصانیف پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ خواجہ عباد اللہ اختر امرتسری ایک مفکر مصنف تھے۔ ان کا دین اسلام اور فارسی ادب کا علم قابل رشک تھا۔ ان کی تصانیف کی علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی قدر و قیمت کے پیش نظر ضروری ہے کہ انھیں بار بار شائع کیا جائے اور علمی حلقوں میں متعارف کروایا جائے۔ انھوں نے اسلامی قانون اور تاریخ کے موضوعات پر چار کتابیں اور ادبِ فارسی پر دو کتابیں لکھیں۔ ان کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ اسلام اور حقوق انسانی ۲۔ اسلام میں اخوت، حریت اور مساوات
۳۔ اصول فقہ اسلامی اور حدود اللہ و تعزیرات ۴۔ مشاہیر اسلام
۵۔ ترجمہ و شرح دیوان خواجہ حافظ ۶۔ بیدل

پہلی تین کتابیں اور آخری کتاب کو ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا ہے۔
ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ قریباً گیارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلی چار کتب کا

چند ایک جملوں میں تعارف کرانے کے بعد قریباً ۱۰ صفحات پر آخری دو تصانیف ''ترجمہ وشرح دیوانِ خواجہ حافظ'' اور ''بیدل'' اور ان تصانیف کے تخلیق نگاروں حافظ و بیدل کی شخصیات، احوال اور ان کی دیگر تصانیف کا تعارف پیش کیا ہے۔ عباداللہ اختر کی تصنیف ''بیدل'' پر ڈاکٹر محمد ریاض نے الگ سے بھی تبصرہ تحریر کیا تھا جو سہ ماہی ادبیات کے بہار ۱۹۹۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ انھوں نے بیدل پر درج ذیل مقالات ومضامین تحریر کیے جن پر ''اقبالیاتی ادب'' اور ''غیر اقبالیاتی ادب'' کے ابواب میں تبصرہ تحریر کیا جا چکا ہے:

۱۔ اقبال اور بیدل (۱۹۹۵ء)، مشمولہ: تفسیر اقبال
۲۔ بیدل، فکر وفن (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء)، مشمولہ: ادبیات (سہ ماہی)
۳۔ بیدل، تصانیفِ اقبال میں (جولائی ۱۹۹۴ء)، مشمولہ: اقبال
۴۔ مرزا بیدل: فکر وفن (۱۹۹۰ء)، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر
۵۔ مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء)، مشمولہ: علم کی دستک
۶۔ میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں (جنوری ۱۹۷۲ء)، مشمولہ: اقبالیات
۷۔ بیدل، برگساں کی روشنی میں (ترجمہ) (اپریل تا جون ۱۹۸۸ء)، مشمولہ: ادبیات

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے دو مقالات تحریر کیے تھے۔

۱۔ اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات (اکتوبر ۱۹۸۹ء تا جون ۱۹۹۰ء)، مشمولہ: ادبیات
۲۔ حافظ اور گوئٹے (جنوری تا مارچ ۱۹۸۱ء)، مشمولہ: اردو (سہ ماہی)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے زیرِ تبصرہ مقالے میں عباداللہ اختر مرحوم کی تصنیف کو بہت سراہا ہے اور بیدل کی شخصیت اور تصانیف کے بارے میں کافی زیادہ معلومات فراہم کی ہیں۔(۲۵۶)

مقالہ ''**غالب اقبال کے عظیم پیشرو**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ غالبؔ مسلمہ طور پر اقبال سے قبل برصغیر میں اردو اور فارسی کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ نظیرِ غالب کا پیدا ہونا ایک عجوبۂ قدرت سے کم نہ سمجھا جاتا تھا۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے غالب کا بے نظیر تخیل اور نرالا اندازِ بیان پھر سے زندہ کر دیا۔ علامہ اقبال غالب کے فکر وفن کے بے حد مداح تھے۔ اپنی ایک مسدس، نظم ''مرزا غالب'' میں انھوں نے بیس توصیفی اشعار کہے۔ انھوں نے اپنی انگریزی یادداشتوں میں بیدل و غالب کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ان کے تتبع کرنے پر فخر کا اظہار کیا۔ انھوں نے غالب کے کئی اردو و فارسی اشعار پر تضمین کی اور ''جاوید نامہ'' میں مرزا غالب کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں کلامِ اقبال سے غالب کے کئی اردو و فارسی اشعار پر تضمینات کی مثالیں دے کر غالب اور اقبال کے فکری و فنی اشتراک کی نوعیت واضح کی ہے۔ غالب و اقبال کے مطالعے کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مختصر مقالہ گراں قدر بنیادی معلومات و آرا پر مشتمل ہے۔(۲۵۷)

انگریزی مقالات و مضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم و بیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات و مضامین اور تبصرات لکھے۔ ان میں سے ۱۴ مقالات و مضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے، ۵ مقالات و مضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے، ۲ تبصرات اقبالیاتی ادب پر اور ۴ مقالات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ ان تمام مقالات و مضامین اور تبصرات کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین
English Articles on Iqbaliyati Adab

01. A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry
02. Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture
03. Allam Iqbal's Views on the Significance and Manifestation of Tauhid
04. Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian
05. Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking
06. Arbery and His Translation of Iqbal's Works
07. Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama
08. Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal
09. Iqbal Studies in Persian: A New Perspective
10. Iqbal on the Renaissance of Islam
11. Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets
12. Iqbal's Idea of 'Touhid'
13. Muslim Society and Modern Change
14. Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات
Book Reviews on Iqbaliyati Adab

01. Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy"
02. Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid)

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

01. An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry
02. Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat'
03. Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services
04. Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi
05. Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

01. Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid
02. Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi
03. Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.
04. Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain)

(ڈاکٹر محمد ریاض کے انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب		
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۸	۳۲%	مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۰۴%
زبان وادب (اقبال شناسی)	۰۷	۲۸%	زبان وادب	۰۱	۰۴%
شخصیات	۰۱	۰۴%	شخصیات	۰۷	۲۸%
	۱۶	۶۴%		۰۹	۳۶%

ڈاکٹر محمد ریاض کے انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرات میں سے ۶۴% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳۶% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان میں سے ۳۶% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۳۲% زبان وادب اور ۳۲%

شخصیات اوران کے تقابلی مطالعہ سے متعلقہ ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تمام مقالات ومضامین اور تبصرات کا تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔ان کے غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تمام مقالات ومضامین اور تبصرات کا تحقیقی جائزہ باب پنجم میں پیش کیا گیا ہے۔

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین
English Articles on Iqbaliyati Adab

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تصنیف وتالیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں فارسی شاعری کے مختلف اسالیب اوران کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔اس کے بعد انھوں نے ان اسالیب سے علامہ اقبال کے اخذ وقبول کا ذکر کرنے کے بعد ان کے اپنے مخصوص اسلوب، ''سبکِ اقبال'' اور علامہ اقبال کی فارسی شاعری کی مختلف اصناف (مثنوی ، دوبیتی ،غزل ، مستزاد، مختلف اختراعات اور جدتوں)اوران کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے قریباً ستر فارسی شعراء کے اسلوب اور ساتھ ہی اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا مع مثالوں کے ذکر کیا ہے۔ان کا قریباً ۲۳ صفحات پر مشتمل انگریزی مقالہ **"A Comparative Appraisal of Iqbal's Poetry"** ان کی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' کے جامع خلاصے پر مبنی ہے۔اس میں انھوں نے اقبال کی فارسی شاعری ، ان کے اسلوب اور فارسی شاعری کی مختلف اصناف کی خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد سبک خراسانی کے شعراء(فردوسی ، منوچہری دامغانی ، ناصر خسرو، مسعود سعد سلمان لاہوری ، سنائی غزنوی ، انوری ابیوردی، خاقانی شروانی، نظامی گنجوی،عطار نیشاپوری)،سبک عراقی کے شعراء(رومی،عراقی ہمدانی ،سعدی شیرازی،محمود شبستری ، بوعلی قلندر، امیر خسرو، حافظ شیرازی ، جامی ، بابا فغانی)،سبک ہندی کے شعراء(عرفی شیرازی اور فیض فیاضی)، برصغیر کے فارسی شعراء غالب و بیدل اور اقبال کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور بطور حاصل مطالعہ وتحقیق یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ علامہ اقبال اپنے فکر کی طرح فن کے لحاظ سے بھی بے مثل اور منفرد حیثیت کے حامل ہیں اور وہ اپنے مخصوص اسلوب (سبکِ اقبال) کے خالق ہیں۔(۲۵۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا انگریزی مقالہ **"Allama Iqbal in 50 Volumes"**

"of the Islamic Culture" قریباً ۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اسلامی ثقافت'' جنوری ۱۹۲۷ء کو شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ قرآن حکیم کے مشہور انگریزی مترجم محمد مارماڈیوک پکتھال اس کے پہلے ایڈیٹر اور مشہور نومسلم محمد اسد اس کے دوسرے ایڈیٹر تھے۔ اس کے جنوری ۱۹۲۷ء کے پہلے شمارے کا تیرہواں مضمون پرنس سعید حلیم پاشا کے فرانسیسی زبان میں لکھے گئے مضمون کے انگریزی ترجمے پر مشتمل ہے۔ علامہ اقبال اس مضمون کے مطالعے سے سعید حلیم پاشا کے انقلابی افکار سے آگاہ ہوئے اور ان کا گہرا اثر قبول کیا جس کا اظہار انھوں نے اجتہاد کے موضوع پر لکھے گئے اپنے چھٹے خطبے میں اور ''جاوید نامہ'' میں مشتری کے سفر میں کیا ہے۔ علامہ اقبال کے دو مضامین بھی اس مجلّے میں شائع ہوئے تھے۔ ان کا پہلا مضمون ''خوشحال خان خٹک'' کے عنوان سے ۱۹۲۸ء کے شمارہ ۴ میں شائع ہوا۔ دوسرا مضمون اورینٹل کانفرنس لاہور کے ان کے صدارتی خطبے کے متن پر مشتمل تھا جو ۱۹۲۹ء کے شمارہ ۲ میں شائع ہوا تھا۔

اس مجلّے کے جنوری ۱۹۳۸ء کے شمارے میں خواجہ غلام سعید الدین کی کتاب ''اقبال کا تعلیمی فلسفہ'' کا تعارف اور پہلا باب شائع ہوا تھا اور جولائی ۱۹۳۸ء کے شمارے میں اسی کتاب کے مزید دو ابواب شائع کیے گئے۔ علامہ اقبال نے ۱۹۳۶ء میں خواجہ غلام سعید الدین کی کتاب ''اقبال کا تعلیمی فلسفہ'' کے مسودے کا مطالعہ کیا تھا اور انھوں نے اس کتاب کو اپنے افکار کی ترجمان قرار دیا تھا۔ علامہ اقبال کی وفات پر مجلّہ ''اسلامی ثقافت'' میں ان کی شخصیت اور آثار پر تبصرہ پیش کیا گیا۔ اس کے ایڈیٹر محمد مارماڈیوک پکتھال نے علامہ اقبال کے ۱۹۳۱ء تک شائع ہونے والے چھ خطبات و تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ پر بھرپور تبصرہ لکھا جو اس مجلّہ ۱۹۳۱ء کے شمارہ ۴ میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے کے صفحات ۱۲۱ تا ۱۲۸ پر یہ تبصرہ دیا ہے۔ اس کے صفحات ۱۲۸ تا ۱۳۰ پر مجلّہ ''ثقافت اسلامی'' میں قریباً ۴۹ سال (۱۹۲۸ء تا ۱۹۷۶ء) کے عرصے میں شائع ہونے والی ۵۰ جلدوں میں مطبوعہ ۲۴ مقالات و تبصرات کی فہرست دی گئی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ان میں سے چند ایک مقالات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے اور اپنے مقالے کے آخر پر سعید حلیم پاشا اور علامہ اقبال کے مشترک افکار کا حوالہ جات دے کر ذکر کیا ہے۔(۲۵۹)

قریباً ۱۳ صفحات پر مشتمل مقالہ "Allama Iqbal's Views on the Significance and Manifestation of Tauhid" دراصل مذکورہ بالا مقالہ "Iqbal's Idea of Tauhid" کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔ یہ

دونوں مقالات بزمِ اقبال کے مجلّے ''Iqbal'' میں شائع ہوئے تھے۔ انگریزی مقالہ ''اقبال کا تصورِ توحید'' ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا۔ عنوان کی تبدیلی سے یہی مقالہ، اس مجلّے میں دوبارہ ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا تھا۔(۲۶۰)

مقالہ **"Allam Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کی فارسی شاعری کے فکری وفنی محاسن کے اجمالی جائزے کے بعد فارسی شاعری کے چار مشہور اسالیب اور ان کی خصوصیات کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری میں علامہ اقبال کے مخصوص ومنفرد اسلوب ''سبکِ اقبال'' کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کی فارسی شاعری میں سبکِ عراقی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ تاہم، انھوں نے نو بنو تراکیب اختراع کیں جن کا کسی بھی اسلوب سے تعلق نہیں ہے۔ اس لیے اِن منفرد خصوصیات کی بنا پر اُن کی فارسی شاعری کے اسلوب کو اسلوبِ اقبال کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ان نئے الفاظ وتراکیب کی فہرست دی ہے جو علامہ اقبال نے فارسی شاعری میں استعمال کیے ہیں اور ساتھ ہی اسلوبِ اقبال کی خصوصیات کا مثالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا مقالہ علی گڑھ یونیورسٹی، انڈیا میں منعقدہ بین الاقوامی سیمینار کے موقع پر فروری ۱۹۸۷ء میں پڑھا تھا۔ اس کی تیاری میں انھوں نے اپنی کتاب اقبال اور فارسی شعراء (اردو؛ مطبوعہ ۱۹۷۷ء) اور اردو مقالے ''تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال'' (مطبوعہ جنوری ۱۹۸۱ء) سے استفادہ کیا ہے۔(۲۶۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۳ صفحات پر مشتمل مقالہ **"Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking"** میں علامہ اقبال کی تصانیف سے حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال روحِ اسلام سے آشنا تھے۔ انھوں نے دینِ اسلام، تاریخِ اسلام، تاریخِ عالم اور قرآن حکیم پر اپنے زندگی بھر کے تفکر سے آشکار ہونے والے افکار وتصورات کو اپنی نظم ونثر میں بیان کیا۔ وہ ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے انسانی بقا وفلاح کے حامل افکار وتصورات پیش کیے اور انسان کی سلامتی وامن کے دشمن افکار وتصورات کی مخالفت کی۔ ان کا دائرۂ تنقید اتنا ہی وسیع تھا جتنا کہ زندگی اور محبت ہے۔ انھوں نے عصرِ حاضر اور مستقبل کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی خداداد تخلیقی صلاحیتوں سے کام لے کر اظہار وبیان کے دلچسپ پیرائے اختیار کیے اور نو بنو افکار وتصورات کو نو بنو تخلیقی رنگ دے کر

بیان کیا۔(۲۶۲)

مقالہ "Arberry and His Translation of Iqbal's Works" میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مشہور محقق و مترجم پروفیسر آرتھر جان آربری (۱۲ مئی ۱۹۰۵ء ......۲، اکتوبر ۱۹۶۹ء) کی حیات، آثار اور علامہ اقبال کی منظوم تصانیف کے انگریزی تراجم پر تعارف و تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ قریباً ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ آربری کا متوسط گھرانے سے تعلق تھا۔ وہ بچپن سے ہی زبان و ادب میں خصوصاً دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کی نمایاں کارکردگی کی وجہ سے انھیں مختلف تعلیمی اداروں کی طرف سے سکالرشپ ملتا رہا۔ اپنے اس تدریجی علمی و ادبی سفر کے دوران انھوں نے لاطینی، عربی، فارسی اور ترک زبانوں میں مہارت حاصل کر لی۔ وہ زندگی بھر ان زبانوں میں تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف اور ترجمے کے کام سرانجام دیتے رہے۔ وہ ادیانِ عالم خصوصاً دین اسلام، تصوف اور زبان و ادب میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ انھوں نے یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ، اسلامی تصوف، قرآن حکیم اور اقبالیات کے موضوع پر مبنی بہت سی عربی، فارسی اور اردو کتب اور مقالات کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور ان موضوعات پر خود بھی کتب اور مقالات لکھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں ان کی لکھی ہوئی یا مترجمہ قریباً ۷۰ کتب و مقالات کی فہرست دی ہے۔ آربری نے علامہ اقبال کی درج ذیل منظوم تصانیف و تخلیقات کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا:

۱۔ پیامِ مشرق کا حصہ لالۂ طور
۲۔ شکوہ اور جواب شکوہ
۳۔ مثنوی گلشن راز، بندگی نامہ اور زبورِ عجم
۴۔ مثنوی رموزِ بے خودی
۵۔ ''خطاب بہ جاوید'' کے علاوہ باقی تمام جاوید نامہ

ڈاکٹر محمد ریاض نے بطورِ مثال مندرجہ بالا مترجمہ اقبالیاتی ادب سے فارسی کلام اور ان کا انگریزی ترجمہ تحقیقی و تنقیدی جائزے کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اپنے مقالے کے آخر پر وہ آربری کے انگریزی ترجمہ کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> " In spite of these and a few other shortcomings in Arberry's translations of Iqbal's works, on the whole the works are well translated and the Iqbalists throughout the world will keep on acknowledging his

services in the field of Iqbal's studies." (۲۶۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے "**Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Namah**" میں علامہ محمد اقبال کی شہرۂ آفاق تصنیف جاوید نامہ کے فکری وفنی محاسن کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ مقالے کے شروع میں انھوں نے "جاوید نامہ" کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے "Impact of the Miraj" کے عنوان کے تحت قریباً آٹھ معراج ناموں کا تعارف پیش کیا ہے۔ بعدازاں انھوں نے "جاوید نامہ" کے مضامین اور زندہ رود (علامہ اقبال) کے ادبی وروحانی سفر کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے ابن عربی کے معراج نامے، دانتے کی ڈیوائن کامیڈی اور "جاوید نامہ" کا اجمالی تقابل وموازنہ پیش کیا ہے۔ مقالے میں انھوں نے "جاوید نامہ" سے متعدد اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ فارسی اشعار کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا۔ (۲۶۴)

بابا فغان شیرازی (م ۹۳۵ھ) اور ان کا اسلوبِ شاعری اپنانے والے شاعر وحشی نے اردو شاعری میں صنف واسوخت کو متعارف کرایا تھا۔ بابا فغانی شیرازی کی حیات اور کلام پر عصرِ حاضر میں کی جانے والی تحقیقات سے کچھ دلچسپ حقائق سامنے آئے ہیں۔ بابا فغانی کا شعری اسلوب، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کے امتزاج پر مبنی ہے۔ بہت سے نامور شعراء وحشی بافقی (م:۹۹۱ھ)، عرفی شیرازی (م ۹۹۹ھ) اور فیضی اکبر آبادی (۱۰۰۴ھ) نے ان کی پیروی کی ہے۔ علامہ اقبال نے شیراز سے تعلق رکھنے والے مشہور شعراء مثلاً سعدی (م ۶۹۵ھ)، حافظ (م ۷۹۲ھ) اور عرفی (م ۹۹۹ھ) کی شخصیت، فکر اور اسلوب کو سراہا ہے مگر بابا فغانی کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ اور ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی نے اقبال کی اردو شاعری پر بابا فغانی کے اثرات کا ذکر کیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اقبال کے بہت سے فارسی اشعار بابا فغانی کے اشعار کے وزن اور قافیہ پر ہیں۔ اقبال کے بعض اشعار میں بابا فغانی کی تراکیب نظر آتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے انگریزی مقالے **"Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal"** کے پہلے دو صفحات پر بابا فغانی شیرازی کی شخصیت اور کلام کے بارے میں متذکرہ بالا امور کا ذکر کرنے کے بعد باقی کے نو صفحات پر بابا فغانی اور علامہ اقبال کے فارسی کلام سے متعدد مثالیں دے کر ان کے مشترک فکری اور فنی محاسن کی نشاندہی کی ہے۔ بابا فغانی اور علامہ اقبال کے فارسی کلام میں مماثلت کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض

کا یہ مقالہ منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ اس مقالے کی بنا پر دونوں فارسی شعراء کے فارسی کلام میں فکری و فنی مماثلت کے تحقیقی کام کو ایم فل کی سطح پر وسعت دی جا سکتی ہے۔(۲۶۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا انگریزی مقالہ **"Iqbal's Studies in Persian in a New Perspective"** زیادہ تر ان کے اردو میں لکھے گئے مقالے ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی'' کے مندرجات پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے سلسلے میں لکھی گئی کتب اور مقالات کا ذکر کیا ہے اور اقبال شناس حضرات کا تعارف کرایا ہے۔ اس میں انھوں نے سید محمد داعی الاسلام (م ۱۹۵۰)، پروفیسر سعید نفیسی (م ۱۹۶۵) اور پروفیسر سید محمد محیط طباطبائی کی اقبالیاتی ادب میں خدمات کا خصوصاً ذکر کیا ہے۔ انھوں نے افغانستان کے مجلّہ ''کابل'' میں علامہ اقبال سے متعلقہ شائع ہونے والے مقالات کا ذکر کیا ہے اور ایران میں اقبالیات پر لکھی گئی کتب کی مصنف وار فہرست بھی دی ہے۔ اپنے مقالے کے آخر میں انھوں نے پروفیسر فخر الدین حجازی کی تالیف ''سرودِ اقبال'' سے چند اقتباسات کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔(۲۶۶)

قریباً ۲۶ صفحات پر مشتمل اپنے مقالے ''**Iqbal on the Renaissance of Islam**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات قائم کر کے، علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے متعدد اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دے کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی خدمات کا ذکر کیا ہے:

Glimpses of the Golden Past
Unity of the Muslims
Message of Awakening
Reflections of Renaissance of the Muslims

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلایا۔ انھیں ان کے زوال کے اسباب سے آگاہ کیا۔ انھیں خوابِ غفلت سے بیداری، عملِ پیہم، جہدِ مسلسل اور باہمی اتفاق و اتحاد کا درس دیا اور عقیدۂ توحید اور عقیدۂ رسالت کے تقاضوں کے مطابق عمل کی صورت میں شاندار مستقبل کی نوید دی۔ علامہ محمد اقبال نہ صرف ایک شاعر اور فلسفی تھے بلکہ وہ عالمِ اسلام اور عالمِ انسانیت کے اتحاد کے علمبردار اور سلامتی و امن کے سفیر تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے متعدد خطبات اور نظموں کے حوالہ جات دے کر امتِ

مسلمہ کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے ان کی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ انگریزی دان طبقہ کے لیے اردو و فارسی اشعار کا مفہوم واضح کرنے کے لیے انھوں نے اے جے آربری اور آر اے نکلسن کے انگریزی تراجم کے علاوہ بعض اشعار کا خود بھی انگریزی میں ترجمہ دیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ برموقع حوالہ جات اور توجیہات پر مشتمل ہے اور موضوعِ مقالہ کی تفہیم میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔(۲۶۷)

علامہ محمد اقبال نے پیامِ مشرق، زبورِ عجم، گلشن رازِ جدید اور جاوید نامہ کے چند اشعار کا فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون **"Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets"** میں ایسے تمام اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے تاکہ فنِ ترجمہ، خصوصاً کلام اقبال کے انگریزی ترجمے میں دلچسپی رکھنے والے احباب علامہ اقبال کے اسلوبِ ترجمہ سے آگاہ ہو کر ترجمہ کرنے کی صلاحیت بہتر سے بہتر بنا سکیں۔

۱۹۲۵ء میں علامہ اقبال کا مقالہ ''نظریۂ اضافت کی روشنی میں تصورِ خودی'' شائع ہوا تھا۔ اس میں علامہ اقبال نے گلشن رازِ جدید کے ۱۶ اشعار کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں علامہ اقبال نے مقالہ ''میک ٹیگراٹ کا فلسفہ'' لکھا تھا جس میں انھوں نے جاوید نامہ کے ۱۴، اشعار اور پیام مشرق کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ ۱۹۳۷ء کے موسم گرما میں علامہ اقبال نے سعید نظیر نیازی کو ''اظہارِ خودی'' کے نام سے ایک نوٹ اور اس میں زبورِ عجم کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ تحریر کرایا تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام فارسی اشعار اور ان کا انگریزی متن دیا ہے۔ ان تمام ۳۲ فارسی اشعار میں سے درج ذیل ۳ اشعار کے علاوہ دیگر اشعار کا متن کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کے مطابق درست ہے:

مقالے میں دیے گئے اشعار	درست اشعار بمطابق کلیاتِ اقبال فارسی
ے مرادل سوخت در تنہائی اُو	مرا دل سوخت تنہائی اُو
کنم سامانِ بزمِ آرائی اُو	کنم سامانِ بزمِ آرائی اُو (۲۶۸)
ے ایں چنیں موجود 'محمودٔ است و بس	ایں چنیں موجود 'محمودٔ است و بس
ورنہ نارِ زندگی دُور است و بس	ورنہ نارِ زندگی دُود است و بس (۲۶۹)
ے اسرارِ ازل جوئی؟ برخودنظری وا کن	اسرارِ ازل جوئی؟ برخودنظری وا کن

یکتائی و بسیاری، یزمانی و پیدائی یکتائی و بسیاری، پنہانی و پیدائی (۲۷۰)

مقالے میں فارسی اشعار کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی علامہ اقبال کے انگریزی ترجمے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، علامہ اقبال کے اسلوبِ ترجمہ کی تفہیم کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ اہمیت کا حامل ہے۔

قریباً ۱۱ صفحات پر مشتمل مقالہ ''**Iqbal's Idea of Touhid**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے عقیدۂ توحید کے عملی تقاضے بیان کیے۔ انھوں نے واضح کیا کہ عقیدۂ توحید نہ صرف اعتقادی سطح پر بلکہ فکری و عملی سطح پر حریت، مساوات، حق گوئی اور بے باکی کا درس دیتا ہے۔ یہ انسان کو غیر اللہ کے خوف سے، بے جا غم سے، مایوسی سے اور اخلاقِ رذیلہ سے نجات دلاتا ہے۔ اس سے ہر سطح پر اتحاد و اتفاق کا درس ملتا ہے۔ یہ عقیدہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامی تشخص کی حفاظت کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی کے لیے کلامِ اقبال سے بہت سے اردو و فارسی اشعار مع انگریزی ترجمہ دیے ہیں اور مختصر مگر جامع انداز سے علامہ اقبال کا تصورِ توحید بیان کیا ہے۔ (۲۷۱)

مقالے "Muslim Society and Modern Change" میں ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال کے چھٹے خطبے '' اسلام میں حرکت کا اصول "The Principle of Movements in the Structure of Islam" ترک دانشور سعید حلیم پاشا کے خطبے ''مسلم معاشرے کی اصلاح "Reform of the Muslim Society" اور پروفیسر ماجد فخری کی کتاب '' فلسفۂ اسلام کی تاریخ'' (A History of Islamic Philosophy) کے مندرجات کے حوالے سے اور مسلم حکماء و فلاسفہ اور مغربی مفکرین کے افکار کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ تبدیلی اصول فطرت ہے۔ دین اسلام ہر دور کے تقاضوں کے مطابق فرد اور معاشرے کی ترقی، فلاح، اصلاح اور بقا کے نقطۂ نظر سے مثبت تعمیری تبدیلیوں کی اجازت دیتا ہے۔ اجتہاد کا اصول دراصل حرکت اور تبدیلی کا اصول ہے جس کے مطابق دین اسلام کے حقیقی تقاضوں کے پیشِ نظر تبدیلی کا عمل جاری رکھا جاتا ہے۔ مغربی نظام تہذیب و تمدن اور اہلِ مغرب کے سیاسی و معاشی افکار گمراہ کن، تباہ کن اور غارت گرِ انسانیت ہیں۔ ان کی بدولت کمزور افراد اور اقوام کا استحصال کیا گیا ہے اور عصرِ حاضر میں بھی ایسا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مغربی تہذیب کو نہ

اپنائیں بلکہ اپنی تہذیب وتمدن کی حفاظت کریں اور اہل مغرب کی صرف سائنسی ترقی کو اپنائیں۔ (۲۷۲)

قریباً ۲۵ صفحات پر مشتمل اپنے مقالے **"Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry"** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال کی تحریروں کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ انھوں نے اہلِ مغرب کی مادہ پرستی، استحصالی جمہوریت اور سائنسی تباہ کاریوں کے خلاف پر زور احتجاج کیا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کی تمام اصناف، خصوصاً غزلیات میں مغربی تہذیب پر تنقید کی ہے۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ مغربی تہذیب وتمدن کی چمک دمک فریب دہ ہے۔ یہ درحقیقت فحاشی، عریانی، بے حیائی، بے حسی، بے مروتی اور عقل و ایمان کی غارت گری پر مبنی ہے۔ اہلِ مغرب ہر ممکن جائز و ناجائز طریقے سے افراد واقوام کا استحصال کر رہے ہیں۔ ان کا نظامِ تعلیم اور نظام سیاست سیکولر اور ملحدانہ ہے۔ اپنے مفسدانہ عزائم کی تکمیل کے لیے وہ ہر طرح کے سیاسی و کاروباری حربے آزماتے ہیں۔

فکرِ اقبال کی ترجمانی کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو و فارسی کلامِ اقبال سے بہت سے اشعار اور ان کا انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ انھوں نے چند ایک اشعار کا انگریزی ترجمہ خود کیا ہے۔ زیادہ تر اشعار میں پروفیسر اے جی آربری، سید اکبر علی شاہ اور محمد ہادی حسین کے انگریزی تراجم دیے گئے ہیں۔ (۲۷۳)

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر ماجد فخری کی انگریزی کتاب "A History of Islamic Philosophy" پر تبصرہ لکھا تھا جو مجلّہ "Iqbal Review" میں شائع ہوا تھا۔ پروفیسر ماجد فخری عرب قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے امریکن یونیورسٹی بیروت میں فلسفہ کا مضمون پڑھایا اور اس کے بعد وہ اسی مضمون کی تدریس کے لیے جارج ٹاؤن یونیورسٹی واشنگٹن میں تعینات ہوئے۔ ان کی کتاب ''اسلامی فلسفہ کی تاریخ'' "A History of Islamic Philosophy" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ جیسا کہ موضوع سے ظاہر ہے، انھوں نے اس کتاب میں دین اسلام کے ابتدائی زمانے سے لے کر عصرِ حاضر تک کی تاریخِ فلسفہ کا جائزہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے زیادہ تر عربی مآخذ و منابع پر انحصار کیا ہے۔ تاہم، انھوں نے کچھ انگریزی اور فارسی مآخذ و منابع سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب میں کئی مقامات پر خصوصاً باب ۱۲ کے صفحات ۳۴۹ تا ۳۵۵ پر پروفیسر ماجد فخری نے علامہ اقبال کی تصنیف "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تبصرے کے صفحات ۱۰۹ تا ۱۱۳ پر مذکورہ صفحات کا تمام متن دے دیا ہے۔ انھوں نے فکرِ اقبال کے بارے میں پروفیسر ماجد فخری کے قریباً تمام افکار سے اتفاق کیا ہے۔ تاہم، ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا کہ علامہ اقبال کی قرآنی آیات کی تعبیر بالرائے صائب نہیں تھی کیونکہ انھوں نے ان آیات کی شانِ نزول (تعبیر بالروایت) کو مدنظر نہیں رکھا تھا۔ بحیثیت مجموعی، ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تبصرہ گراں قدر معلومات، افکار اور آرا پر مشتمل ہے۔(۲۷۴)

ڈاکٹر محمد ریاض لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ خواجہ عبدالرشید کے سات تحقیقی مقالات پر مشتمل کتاب **"Iqbal, Quran and the Western World"** پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے پہلے مقالے کا عنوان "Iqbal and the Role of Philosophy in Religion" ہے۔ اس مقالے میں علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالہ

’’ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقا‘‘ اور انگریزی خطبات ’’تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ‘‘ کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ دیگر چھ مقالات کے عنوانات ،’’اقبال اور جدید سائنسی نظریات ‘‘،’’سائنس کے شعبہ میں حالیہ پیش رفت اور زندگی وموت کا تصور‘‘،قرآن حکیم کی رو سے آغازِ کائنات‘‘،’’اسلامی دنیا اور عالمِ مغرب‘‘،’’اقبال اور آسپنسکی‘‘،’’اقبال اور مارٹن بوبر‘‘ ہیں۔ جیسا کہ عنوانات سے ظاہر ہے، خواجہ عبد الرشید نے ان مقالات میں دین اسلام اور سائنسی نقطہ نگاہ سے مابعد الطبیعاتی تصورات (تصورِ حیات ،تصورِ موت)، کائنات، اسلامی ومغربی تہذیب وتمدن پر اظہار رائے کیا اور روسی دانشور آسپنسکی اور اسرائیل کے یہودی النسل فلسفی مارٹن بوبر کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ تمام مقالات فکر انگیز ہیں اور قرآن پاک ،اقبال ،سائنسی شعبہ جات اور مشرقی ومغربی تہذیبوں کے مطالعے کے سلسلے میں کافی زیادہ قدر وقیمت کے حامل ہیں۔(۲۷۵)

حوالہ جات وحواشی

۱۰۔آفاقِ اقبال

۱۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء)،ص۱۰۶تا۱۰۷
ہارون الرشید تبسم،ڈاکٹر، جہانِ اقبال،ص۸۹۳

۲۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،
''مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیےعلامہ اقبال کی دعائیں''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۷تا۱۹
''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۶۰

۳۔ ایضاً،ص۵۹

۴۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال،نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۶۱ تا ۷۱

۵۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور جہانِ اسلام''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۷۲تا۸۵

۶۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال کا نظریۂ عشق''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۸۶تا۹۶

۷۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال کی بصیرتِ نفس''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۹۷تا۱۱۴

۸۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال اور افغانستان''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۱۵تا۱۲۴

۹۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''اقبال ایک مطالعہ''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۲۵تا۱۳۸
تفصیلات کے لیے دیکھیں راقم الحروف کے اس تحقیقی مقالے کے باب سوم میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے''اقبال،ایک مطالعہ''پر راقم الحروف کا تفصیلی تبصرہ۔

۱۰۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص ۱۳۹تا۱۶۵

۱۱۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''تلمیحات فرہاد،کلامِ اقبال میں''،مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۶۶تا۱۸۴

۱۲۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ''، مشمولہ: آفاقِ اقبال،ص۱۸۵تا۲۱۶

اس مضمون پر تفصیلی تبصرہ و جائزہ کے لیے دیکھیں اس تحقیقی مقالے کے باب سوم میں ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''اقبال اور ابن منصور حلاج مع اردو ترجمہ کتاب الطّواسین'' پر راقم الحروف کا لکھا ہوا تفصیلی تبصرہ و جائزہ۔

۱۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور تصورِ ریاستِ اسلامی''، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ص ۲۱۷ تا ۲۳۹

۰۲۔افاداتِ اقبال

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''افاداتِ اقبال''، فہرست ،پیش گفتار، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، بار اول،۱۹۸۳ء) ص۳ تا ۴

۱۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبید ثقفیؓ (بحوالۂ اقبال)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۹ تا ۱۴

۱۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور وحدتِ ملی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۵ تا ۲۴

۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان''، مشمولہ: افاداتِ قبال، ص ۲۵ تا ۳۹

۱۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، خودی آموز مفکرین کے زمرے میں''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۴۰ تا ۶۵

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ علم و تعلم''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۶۶ تا ۸۷

۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۷۹ تا ۸۸

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور معاشری انصاف''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۸۹ تا ۹۶

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۹۷ تا ۱۰۹

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''گل لالہ کی ادبی روایات اور اقبال''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۱۰ تا ۱۲۳

۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے مترادف اشعار''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۲۵

۲۵۔ ایضاً، ص۱۲۵

۲۶۔ ایضاً، ص۱۳۳

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص۱۵۰

۲۸۔ ایضاً،ص ۱۵۱

۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۱۶۷
اس مقالے پر تفصیلی تبصرہ راقم الحروف کے اس تحقیقی مقالے کے باب سوم میں دیا گیا ہے۔

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۲۰۳ تا ۲۱۷

۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۲۱۸ تا ۲۸۷

۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''جاوید نامہ''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۶۱۵/ ۲۷

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تازہ بتازہ نو بنو تراکیب اقبال''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۲۸۸ تا ۳۰۰

۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور جوہر کے روابط''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۳۰۱ تا ۳۳۰

۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۳۲۱ تا ۳۲۸

۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۳۲۹ تا ۳۳۶

۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۳۳۷ تا ۳۴۴

۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور نژادِ نو''، مشمولہ: افاداتِ اقبال،ص ۳۴۵ تا ۳۵۴
محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور تصورِ ریاستِ اسلامی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۳۵۵ تا ۳۷۵

۰۳۔اقبال اور احترامِ انسانیت

۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور احترامِ انسانیت''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت،ص ۹ تا ۲۶

۴۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، شاعرِ حکمت''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت،ص ۲۷

۴۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ

انسانیت، ص ۳۷ تا ۵۷

۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور عالمِ اسلام''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۵۹ تا ۷۵

۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۷۷ تا ۸۹

۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور دنیائے اسلام''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۹۱ تا ۹۶

۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۹۷ تا ۱۱۱

۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور میراثِ کشمیر''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۱۳ تا ۱۲۲

۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی نوٹ بک شذراتِ فکر''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۲۳ تا ۱۳۰

۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی مخالفتِ استبداد''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۳۱ تا ۱۶۰

۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۶۱ تا ۱۷۰

۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر سید محمد عبداللہ مرحوم کی اقبال شناسی''، مشمولہ: اقبال اور احترام ِانسانیت، ص ۱۷۱ تا ۱۸۴

۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا اسلوبِ شعر''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۱۸۵ تا ۱۹۲

۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا صدارتی خطبہ الہ آباد''، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، ص ۲۰۹ تا ۲۱۶

۰۴۔اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی

۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی''، (لاہور: آئینہ ادب، چوک

انار کلی، بار اول، ۱۹۷۸ء)ص ۷تا۸

فہرست عنوانات میں ''خطوط اقبال بنام جناح'' کا عنوان دیا گیا ہے مگر صفحہ نمبر نہیں دیا گیا۔ کتاب میں اس حوالے سے متن نہیں دیا گیا۔ اس لیے مذکورہ عنوان فہرست سے حذف کر دیا گیا ہے۔ فہرست کے آخری تین عنوانات کے صفحہ نمبر بھی نہیں دیے گئے تھے۔ راقم الحروف نے کتاب میں دیے گئے متن کے مطابق یہ صفحات نمبر لکھ دیے ہیں۔

''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی'' کے ''پیش لفظ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض زیرِ تبصرہ کتاب '' اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی'' کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیاسی امور سے اقبال کی دلچسپی اور ایک عملی سیاستدان کے طور ان کی خدمات کے بارے میں اردو اور انگریزی میں کئی مقالے لکھے گئے اور بعض کتابوں میں مباحث سموئے گئے مگر اب تک کوئی ایسی کتاب نہ لکھی گئی جسے پڑھ کر ایک طالب علم یا عام قاری برصغیر کی تحریکِ آزادی اور حصولِ پاکستان کی ابتدائی کوششوں میں اقبال کے حصے کو ایک واضح صورت میں ملاحظہ کر سکے۔ اس کے علاوہ اقبال کے آزادی پر ور نغمات اور اشعار کو بھی مختلف واقعات کے سیاق وسباق میں دیکھنے کی ضرورت تھی۔''

۵۴۔ ایضاً، ص۱۰

۵۵۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، اسرارِ خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۱

۵۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۲۴/۳۲

۵۷۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۱۹۶

۵۸۔ ایضاً، ص ۲۷۱

۵۹۔ ایضاً، ص ۲۷۲

۶۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۷۰

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی، ص ۱۰۱تا۱۰۲

تحریر میں اشعار کے حوالہ جات نہیں دیے گئے۔ راقم الحروف نے قارئین کی آسانی کے لیے یہ حوالہ جات شاملِ تحریر کیے ہیں۔

۰۵۔ اقبال اور سیرتِ انبیاء

۶۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور سیرتِ انبیاء، (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۲ء)ص ۷تا۸

۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان دیوانِ رومی میں''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ

انبیاء، ص۹ تا ۲۳

۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور جدید علم کلام''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۸۶ تا ۱۲۲

۶۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام علیہم السلام''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۱۲۳ تا ۱۶۵

۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور قوموں کا عروج و زوال''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۱۶۶ تا ۲۰۳

۶۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے ساقی نامے''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۲۲ تا ۲۳۵

۶۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا نظریہ ثقافت''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۵۸ تا ۲۷۳

۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت'' مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۷۴ تا ۲۸۸

۰۶۔ اقبال اور فارسی شعراء

۶۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور فارسی شعراء (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، ۱۹۷۷ء) ص ا تا د

۷۰۔ ایضاً، ص ا تا ۴۹

۷۱۔ ایضاً، ص ۱۲ تا ۱۳

۷۲۔ ایضاً، ص ۲۳ تا ۲۴

۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص ۲۵

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، باراول، ۱۹۷۷ء) ص ۶

۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص ا تا د، ۲۲، ۳۷۱ تا ۳۷۲

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے کتاب میں مذکور فارسی شعراء کی تعداد ستر (۷۰) لکھی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ کتاب میں ستر کے لگ بھگ (۶۷ یا ۶۹) فارسی شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔

۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء''، ص ۳۲ تا ۳۸

۷۶۔ ایضاً، ص ۵۱ تا ۵۵

۷۷۔ ایضاً،ص۹۵ تا۹۷

۷۸۔ ایضاً،ص۲۲۳ تا۲۲۷

۷۹۔ ایضاً،ص۳۰۹ تا۳۲۰

۸۰۔ ایضاً،ص۳۴

۸۱۔ ایضاً،ص۱۰۰

۸۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۱۲۸/۲۹۸

۸۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور فارسی شعراء''،ص۱۳

۸۴۔ ایضاً،ص۱۶

۸۵۔ ایضاً،ص۸

۸۶۔ ایضاً،ص۹ تا۱۰

۰۷۔اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

۸۷۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی (مرتبین)،''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے''، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول،۱۹۸۴ء)،ص۳ تا۵

۸۸۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر و دیگراں، اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے،ص۳۴

۸۹۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر و دیگراں، اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے،ص۹۲ تا۹۳

۹۰۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر و دیگراں، اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے،ص۱۰۹

۹۱۔ انوار الحق (مبصر)''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' (تبصرہ)، مشمولہ: علم کی دستک، جلد۵، شمارہ۳ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر۱۹۸۵ء)،ص۸۱

۰۸۔برکاتِ اقبال

۹۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، برکاتِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول،۱۹۸۲ء)،ص۴ تا۵

۹۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور سیرت رسول اکرم ﷺ'' مشمولہ: برکاتِ اقبال ،ص۶ تا۱۷

۹۴۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص۴۱/۲۱۱

۹۵۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو،ص۳۹۰

۹۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۷۳

۹۷۔ ایضاً، ص ۲۶۹

۹۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور توحید و رسالت''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۶ تا ۴۳

۹۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نکتہ توحید''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۳، شمارہ ۳، (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، جون ۱۹۷۱ء)، ص ۱۱

۱۰۰۔ ایضاً، ص ۱۱ تا ۱۸

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ توحید''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۷ تا ۸۷

۱۰۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی شاعری میں اقبال کا مقام''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۱۹ تا ۲۳۵

۱۰۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور شبلی''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۳۶ تا ۲۴۵

۱۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت''، ص ۲۴۶ تا ۲۵۳

۱۰۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۳، شمارہ ۵، (کراچی: ادارہ اطلاعات (مطبوعات) اسٹریچن روڈ، نومبر ۱۹۸۰ء)، ص ۲۱ تا ۲۴

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۵۴ تا ۲۶۸

۱۰۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ تعلیم''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۶۹ تا ۲۷۶

۱۰۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۲۸۴ تا ۲۹۶

۱۰۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدد''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۴۴ تا ۵۴

۱۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص ۵۵ تا ۷۱

۹۔ تسہیل خطباتِ اقبال

۱۰۹۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رُود (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار دوم، ۲۰۰۸ء)، ص ۴۳۵

۱۱۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار نہم، ۱۹۸۵ء)، ص ۹۰/۷۰۲

۱۱۱۔ عبدالحکیم، خلیفہ ڈاکٹر، فکر اقبال (لاہور: بزم اقبال، بار ہشتم، نومبر ۲۰۰۵ء)

۱۱۲۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رُود، ص ۴۳۳ تا ۴۴۷

۱۱۳۔ محمد اقبال، جاوید نامہ، ص۷۹۰/۲۰۲

۱۱۴۔ محمد اقبال ، ڈاکٹر علامہ، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (لاہور : بزمِ اقبال ، ب ن ، جنوری ۲۰۱۰ء)، ص۳۶

۱۱۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر و دیگراں، مترتبین تسہیل خطباتِ اقبال (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بار دوم، ۱۹۹۷ء)، ص۲۲

۱۱۶۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۲۴

۱۱۷۔ ایضاً، ص۳۰

۱۱۸۔ ایضاً، ص۳۴

۱۱۹۔ ایضاً، ص۵۶

۱۲۰۔ ایضاً، ص۵۷

۱۲۱۔ ایضاً، ص۶۱

۱۲۲۔ ایضاً، ص۶۴

۱۲۳۔ ایضاً، ص۶۷

۱۲۴۔ ایضاً، ص۶۸

۱۲۵۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید ....، ص۴۸

۱۲۶۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۳۲

۱۲۷۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید ....، ص۴۹

۱۲۸۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۳۳

۱۲۹۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید ....، ص۵۰تا۵۱

۱۳۰۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۳۴

۱۳۱۔ ایضاً، ص۲۷

۱۳۲۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۴۵

۱۳۳۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۱۶۴

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۶۶۵/۷۷تا۶۶۶/۷۸

۱۳۴۔ محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال، ص۵۷

۱۳۵۔ ایضاً،ص۷۶

۱۳۶۔ ایضاً،ص۸۹

۱۳۷۔ ایضاً،ص۸۹

۱۳۸۔ ایضاً،ص۱۶۶

۱۳۹۔ ایضاً،ص۱۸۵

۱۴۰۔ ایضاً،ص۲۰۵

۱۴۱۔ ایضاً،ص۱۰۸

۱۴۲۔ ایضاً،ص۱۷۸

۱۴۳۔ایضاً،ص۲۱۲

۱۴۴۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید الٰہیات اسلامیہ، مترجمہ: سید نذیر نیازی،ص۱۴۹تا۱۵۲
محمد ریاض، تسہیل خطباتِ اقبال،ص۱۱۱

۱۴۵۔ ایضاً،ص۳۰۶تا۳۰۹

۱۴۶۔ محمد ریاض ودیگراں، تسہیل خطباتِ اقبال،ص۱۸۵

۱۴۷۔ ایضاً،ص۲۱۱

۱۴۸۔ محمد شریف بقا، خطباتِ اقبال پر ایک نظر (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، ب ن۱۹۷۴ء)

۱۴۹۔ عبدالحکیم، خلیفہ ڈاکٹر، تلخیص خطباتِ اقبال (لاہور: بزم اقبال، ب ن، جون ۱۹۸۸ء)، ص۱۴۶

۱۵۰۔ محمد اقبال، تشکیلِ جدید .....،ص۲۸۳

۱۵۱۔ محمد عثمان، پروفیسر، فکر اسلامی کی تشکیل نو (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن ۲۰۱۱ء) ،ص۲۲۱

۱۵۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ'' (لاہور:، باراول، ۱۹۸۸ء)،ص۱۶۵تا۱۶۷

۱۰۔تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

۱۵۳۔محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)''، مشمولہ: اسلامی تعلیم، جلد۶، شمارہ۳ (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، مئی تا اگست

۱۹۷۷ء)،ص ۶۷ تا ۱۴۷

''جاوید نامہ: شاعر مشرق کا شاہکار''، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال''، مرتب: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۸۳ء)، ص ۴۹ تا ۱۴۳

۱۱۔ تفسیرِ اقبال

۱۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، تفسیرِ اقبال، (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، ۱۹۸۸ء)، ص ۵

۱۵۵۔ ایضاً، ص ۷

۱۵۶۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۱۹۹۳ء)، ص ۱۰۷ تا ۱۰۸

۱۵۷۔ ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، جہانِ اقبال (جہلم: جہلم بک کارنر، بار اول، ۲۰۱۵ء)، ص ۸۸۹

۱۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۹ تا ۲۹

۱۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۳۰ تا ۶۸

۱۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی''، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، جلد ۳۴، شمارہ ۲، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء)، ص ۹۷

۱۶۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران میں تازہ کام''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲، شمارہ ۲، (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۴ء)، ص ۱۰۳ تا ۱۰۶

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران میں مطالعہ اقبال''، مشمولہ: ماہنامہ فکر و نظر، جلد ۱۳، شمارہ ۱۰، (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، اپریل ۱۹۷۶ء)، ص ۸۳۴ تا ۸۴۱

۱۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ ۱۸، جلد ۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۲ء)، ص ۱۳۷ تا ۱۵۵

۱۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، مشمولہ: اقبالیات (اردو)، جلد ۳۴، شمارہ ۲، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تو ستمبر ۱۹۹۳ء)

،ص۷۹تا۱۹۹

۱۶۴۔ ''اقبال ۸۵'' کے صفحہ ۵۸۴ پر اس مقالے کے دیے گئے حوالے میں غلطی سے ''فکرونظر'' میں اس کا سنِ اشاعت ۱۹۸۵ء لکھا گیا ہے جبکہ درست سنِ اشاعت ۱۹۸۴ء ہے۔

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: سہ ماہی ''فکرو نظر''، جلد۲۲، شمارہ۲، (اسلام آباد: ادارہ فکرونظر، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء)، ص۱۱۵ تا ۱۳۴

مشمولہ: ''اقبال ۸۵'' (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، ۱۹۸۹ء)، ص۵۶۱ تا ۵۸۴

''اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: ''تفسیرِ اقبال''، ص۱۵۳ تا ۱۷۲

دیے گئے چھ فارسی اشعار میں سے پہلے تین اشعار اسرارِ خودی (ص ۱۷) سے، چوتھا شعر جاوید نامہ (ص۶۶۳/۷۵) سے اور آخری دو اشعار جاوید نامہ (ص ۷۷۶/۱۸۸) سے ہیں۔

۱۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''آئین جوانمرداں اور اقبال''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد ۱۱، شمارہ۴، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری ۱۹۷۱ء)، ص۱ تا ۲۷

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور آئین جوانمرداں''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص۱۷۳ تا ۲۲۲

اردو شعر بالِ جبریل (ص۳۹۰/۹۸) سے دیا گیا ہے۔

۱۶۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ ابلیس''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص۲۲۳ تا ۲۴۱

۱۶۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد۲۰، شمارہ۸ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، نومبر ۱۹۶۸ء)، ص۴۱ تا ۴۴

اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۱۲، شمارہ۲ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی ۱۹۷۱ء)، ص۴۱ تا ۶۲

اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: علم کی دستک، جلد۴، شمارہ۴ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء، ص۵۲ تا ۶۵

۱۶۸۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال اور سعید حلیم پاشا''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص۲۴۵ تا ۳۴۸

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۶۴۸/۶۰

۱۶۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض،

''میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں''، مشمولہ: ''اقبال ریویو''، جلد۱۲، شمارہ

۴، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری ۱۹۷۲ء)، ص ۴۷ تا ۷۶
''بیدل فکر و فن''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، جلد ۱، شمارہ ۲ (اسلام آباد، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء)، ص ۹۶ تا ۱۰۹
''اقبال اور بیدل''، مشمولہ: ''تفسیر اقبال''، ص ۳۴۹ تا ۳۹۵
''بیدل تصانیفِ اقبال میں''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد ۴۱، شمارہ ۳، (لاہور: بزم اقبال، جولائی ۱۹۹۴ء)، ص ۲۱ تا ۴۹
''بیدل، برگساں کی روشنی میں'' (علامہ محمد اقبال کے انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض)، مشمولہ: باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر۔
''بیدل'' از خواجہ عباداللہ اختر، تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر (مقالہ زیر مطالعہ)

۱۷۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۳، شمارہ ۲ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، مئی ۱۹۷۱ء)، ص ۳۲

۱۷۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''جمال الدین افغانی اور اقبال''، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد ۱۹، شمارہ ۲، (لاہور: بزم اقبال، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۱ء)، ص ۳۰ تا ۴۸
''اقبال اور سید جمال الدین افغانی''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۳۹۶ تا ۴۱۸
''جمال الدین افغانی اور اقبال''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد ۱۴، شمارہ ۲ (حیدر آباد: اقبال اکیڈمی، نومبر ۲۰۰۵ء)، ص ۵۶ تا ۷۵

۱۲۔ تقدیر امم اور اقبال

۱۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن''، مشمولہ: ''تقدیر امم اور اقبال'' (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۸۳ء)، ص ۵ تا ۴۸

۱۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں''، مشمولہ: ''تقدیر امم اور اقبال''، ص ۱۸۱ تا ۲۰۳
محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خضرؑ اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۹، شمارہ ۲، (لاہور: اقبال اکیڈمی، اپریل ۱۹۸۲ء)، ص ۳۷ تا ۵۵

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ فارسی، ص۵۱۴/ ۱۲۲

۱۷۴۔محمد ریاض، ڈاکٹر،

''اقبال چند عاشقانِ رسول (ﷺ) کے حضور''، مشمولہ: نقوش (اقبال نمبر)، شمارہ ۱۲۱(لاہور: ادارہ فروغِ اردو، ستمبر ۱۹۷۱ء)، ص۹۶ تا ۱۰۹

''اقبال اور عاشقانِ رسولؐ''، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال، ص۲۰۴ تا ۲۲۸

۱۷۵۔محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تصانیف اقبال کے دیباچے اور سرنامے''، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال، ص۲۲۹ تا ۲۵۰

۱۳۔جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

۱۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)، (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، ۱۹۸۸ء)، فہرست عنوانات۔

۱۷۷۔ایضاً، ص ''ب''

۱۷۸۔محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن''، مشمولہ: ''فاران''، جلد۲۲، شمارہ۱۲، (کراچی: دفتر فاران، مارچ ۱۹۷۱ء)، ص۳۶ تا ۳۷

۱۷۹۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)''، مشمولہ: ''ادبی دنیا''، جلد۶، شمارہ۴۳، (لاہور: ۶۹۔شارع مئی ۱۹۷۲ء)، ص۹۱

۱۸۰۔ ایضاً، ص۹۶

۱۸۱۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراجِ نبوی ﷺ کی روشنی میں)''، مشمولہ: مجلّہ ''ماہِ نو''، جلد۳۷، شمارہ۱۱ (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر ۱۹۸۴ء) ص ۲۵ تا ۲۹

۱۸۲۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، ''فلکِ مشتری''، مشمولہ: برکاتِ اقبال، ص۱۴۵

۱۸۳۔محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ فارسی، ص۶۶۲/ ۷۴ تا ۶۶۳/ ۷۵

۱۸۴۔محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ فارسی (سلیس اردو ترجمہ) (جلد دوم)، ترجم: میاں عبدالرشید (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول ۱۹۹۴ء) ص ۱۳۱۸/۱۳۹؛ ۱۳۱۹/۱۴۱

۱۸۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) ،ص۹۴ تا ۹۵

۱۸۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ فارسی،ص۷۹۰/۲۰۲ تا ۷۹۱/۲۰۳

۱۸۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور نئی نسل۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ ''خطاب بہ جاوید''، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، کراچی، جلد ۶، شمارہ ۹، نگران: عبدالعزیز اشرفی (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ تعلقاتِ عامہ، حکومتِ سندھ، مارچ، اپریل ۱۹۸۴ء)،ص۱۰۲

محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) ،ص۱۹۴ تا ۱۹۵

۱۸۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) ،ص۱۹۴ تا ۱۹۵

محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور نئی نسل۔ جاوید نامہ کا ضمیمہ ''خطاب بہ جاوید''،ص۹۷ تا ۹۸

۱۸۹۔ مقبول الٰہی، ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض ..... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)،ص۳۰

۱۹۰۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، باردوم، مارچ ۹۳ء)،ص۷۷ تا ۷۸

۱۹۱۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد ۶۹، ش ۵، مئی ۱۹۹۷ء،ص ۶۰ تا ۶۳؛ مشمولہ: علم کی دستک،ص۳۲ تا ۳۵

۱۹۲۔ ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر، ''جہانِ اقبال''،ص۸۸۳ تا ۸۸۵

اقبالیاتی ادب پر اردو تالیفات

۰۱۔ تقاریر بیادِ اقبال

۱۹۳۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب،ص۲۲۵ تا ۲۲۶

محمد ریاض، ڈاکٹر، تقاریر بیادِ اقبال (مدون و شریک مصنف) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باردوم، دسمبر ۱۹۹۹ء)،ص۳

۱۹۴۔ ایضاً،ص۴

۱۹۵۔ ابوبکر صدیقی، ''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال،ص۶ تا ۱۰

۱۹۶۔ وحیدالزمان، ڈاکٹر، ''اقبال اور تصور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۱ تا ۱۸
۱۹۷۔ محمد منور، پروفیسر مرزا، ''اقبال، صاحبِ یقین''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۱ تا ۱۸
محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۶۷
متن میں دیے گئے اشعار میں سے پہلا شعر صفحہ ۱۹۴ سے، دوسرا شعر صفحہ ۱۹۵ سے اور تیسرا شعر صفحہ ۲۶۷ سے ہے۔
۱۹۸۔ نظیر صدیقی، پروفیسر، ''اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۹ تا ۳۸
۱۹۹۔ محمد عثمان، پروفیسر شیخ، ''اقبال اور اسلامی ثقافت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۳۹ تا ۴۴
۲۰۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کی اقبال شناسی''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۵۷ تا ۶۰
۲۰۱۔ جگن ناتھ آزاد، ''اقبال کی اردو شاعری''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۶۱ تا ۷۱
جگن ناتھ آزاد ۲۴ جولائی ۲۰۰۴ کو انتقال کر گئے تھے۔ وہ ۱۹۷۷ء سے زندگی کی اخیر تک جموں یونیورسٹی، مقبوضہ کشمیر میں بطور صدر شعبہ اردو خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ ''طبل وعلم'' ۱۹۴۸ء میں اور دوسرا شعری مجموعہ ''بیکراں'' ۱۹۴۹ء میں چھپا۔
https://rekhta.org/poets/jagan-nath-azad/
https://us.wikipedia.org/wiki/جگن_ناتھ_آزاد
۲۰۲۔ کرم حیدری، پروفیسر، ''اقبال، داعی اسلام''، مشمولہ: تقاریر بیاد اقبال، ص ۷۲ تا ۸۲
۲۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور سیرت رسول اکرم ﷺ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۸۷ تا ۱۰۰
۲۰۴۔ رحیم بخش شاہین، ''اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۰۱ تا ۱۰۸
۲۰۵۔ محمد انور مسعود، ''اقبال کا پیغام''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۰۹ تا ۱۱۳
۲۰۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۱۴ تا ۱۲۹
۲۰۷۔ سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر ''کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۳۰ تا ۱۳۳

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال (اردو)، ص ۹۶/۳۸۸، ۹۷/۳۸۹

متن میں دیے گئے اشعار میں سے پہلا شعر صفحہ ۹۷ سے اور دوسرا شعر صفحہ ۹۶ سے ہے۔

۲۰۸۔ وحید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر، ''علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۳۴ تا ۱۴۲

۲۰۹۔ مرزا رفیق بیگ، ''اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال، ص ۱۴۳ تا ۱۵۱

210. A Schimmel, "Iqbal and Sufism", Included: "تقاریر بیادِ اقبال" (Islamabad; Allama Iqbal Open University, 2nd Edition, December, 1999) Page # 6

211. A Schimmel, "Iqbal and Sufism", Included: "تقاریر بیادِ اقبال" (Islam Abad; Allama Iqbal Open University, 2nd Edition, December ,1999) Page # 1 to 6

212. A.K. Brohi, "Iqbal's Philosophy", Included:''تقاریر بیادِ اقبال'', Page # 7 to 14

۲۱۳۔ شعبہ مطبوعات، فہرست کتب (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۶ء)، ص ۶۴ تا ۶۵

۰۲۔ حرفِ اقبال

۲۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حرفِ اقبال''، مترجم: لطیف احمد خان شروانی، پیش کردہ: ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، اگست ۱۹۸۴ء)، ص ۴

۲۱۵۔ ایضاً، ص ۵

۲۱۶۔ ایضاً، ص ۵

۲۱۷۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور اکادمی پاکستان، باردوم، ۲۰۱۵ء)، ص ۳

۲۱۸۔ ایضاً، ص ۳، ۹

۲۱۹۔ ایضاً، ص ۱۵

محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ’’حرفِ اقبال‘‘، ص ۱۱

۲۲۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ’’علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات‘‘، ص ۵ تا ۸

220. Mohammad Iqbal, Dr. Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and Edited by: Latif Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy, 6th Edition 2015), Page i to viii

اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین

۲۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی‘‘، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۹، شمارہ ۳ (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، ستمبر ۱۹۸۱ء)، ص ۴۲ تا ۵۸

۲۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’اقبال اور عبادات و شعائرِ اسلامی‘‘، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۷، شمارہ ۱۲ (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، جون ۱۹۸۰ء)، ص ۲۲ تا ۳۶

۲۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’علامہ اقبال اور زوال و عروج ملتِ اسلامیہ‘‘، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۲۱، شمارہ ۵ (اسلام آباد: دفتر فکر و نظر، نومبر ۱۹۸۳ء)، ص ۹ تا ۲۴

۲۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’علامہ اقبال کا ترانۂ ملی‘‘، مشمولہ: ماہنامہ ’’اظہار‘‘، کراچی، جلد ۱۳، شمارہ ۵۔۶ (کراچی: ڈائریکٹر اطلاعات (مطبوعات)، نومبر، دسمبر ۱۹۹۱ء)، ص ۹ تا ۱۳

۲۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’مسلمانوں کی وحدت کا داعی‘‘، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۴۴، شمارہ ۴ (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل ۱۹۷۴ء)، ص ۱۹ تا ۲۴

۲۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،

’’کلام اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس‘‘، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۰، شمارہ ۹ (اسلام آباد: دفتر ماہنامہ فکر و نظر، مارچ ۱۹۷۳ء)، ص ۵۱۸ تا ۵۳۶

’’کلامِ اقبال میں تکریم انسانی کا عنصر‘‘، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد ۱۴، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۱۹۷۳ء، ص ۴۵ تا ۵۹

۲۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’اقبال اور کبوترانِ حرم‘‘، مشمولہ: اقبال، جلد ۲۶، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۹ء)، ص ۸۵ تا ۱۰۵

۲۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ’’اقبال کا تفکرِ حریت‘‘، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو) اردو، جلد ۳۱، شمارہ ۲، ۴ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۹۰ء، جنوری ۹۱)، ص ۱۱۱ تا ۱۳۹

۲۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی''، مشمولہ: ماہنامہ ''قومی زبان''، جلد۴۸، شمارہ۱۰ (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، نومبر ۱۹۷۸ء)، ص۲۹ تا ۳۵

۲۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا تصورِ قلندری''، مشمولہ: اقبال، جلد۲۲، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۷۴ء)، ص۲۹ تا ۴۲

۲۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل''، مشمولہ: سہ ماہی ''علم کی دستک''، جلد۲، شمارہ ۴ (اسلام آباد: ادارہ تعلیم و تحقیق، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۲ء)، ص۶۸ تا ۷۲

''علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام''، مشمولہ: جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، جلد۲۶، شمارہ۳ (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، جولائی ۱۹۸۹ء)، ص۷۷ تا ۱۰۶

''اقبال اور جدید علم کلام''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۹۲ء)، ص۸۶ تا ۱۲۲

۲۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور''، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، جلد۲۸، شمارہ۴ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء)، ص۳۵۱ تا ۳۸۹

۲۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور نوجوان''، مشمولہ: سہ ماہی ''العلم''، کراچی، جلد۲، شمارہ ۳ (کراچی: ادارہ سہ ماہی العلم، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۲ء)، ص۷۶ تا ۸۲

۲۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال میدان سیاست و اقتصاد میں''، مشمولہ: ادبی دنیا، دور ششم، شمارہ ۳۵ (لاہور: دفتر ادبی دنیا، شارع قائد اعظم، اپریل، مئی ۱۹۷۱ء)، ص۵۳ تا ۶۲

۲۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت''، مشمولہ: المعارف، جلد۱۷، شمارہ۴ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اپریل ۱۹۸۴ء)، ص۱۷ تا ۲۶

۲۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''وسطی ایشیا اور اقبال''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد۳۵، شمارہ۱ (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء)، ص۷۳ تا ۱۰۴

۲۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں''، مشمولہ: علم کی دستک، جلد۱، شمارہ۲ (اسلام آباد: ادارہ تعلیم و تحقیق، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۱ء)، ص۳۱ تا ۳۸

۲۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ارمغان حجاز''، مشمولہ: المعارف، جلد۱۰، شمارہ۹، ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۷ء)، ص۸۲ تا ۹۶

۲۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور تلمیحاتِ فرہادؔ''، مشمولہ: سہ ماہی اقبال، جلد ۳۰، شمارہ ۲ (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۱۹۸۳ء)، ص ۵۳ تا ۷۰

''تلمیحاتِ فرہادؔ''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۶، شمارہ ۵، ۶ (کراچی: ڈائریکٹر اطلاعات (مطبوعات)، نومبر، دسمبر ۱۹۸۳ء)، ص ۸۳ تا ۸۹

''تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں''، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ص ۱۶۶ تا ۸۴

۲۴۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''جاوید نامہ''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۶۸۲/ ۹۴

۲۴۱۔ ایضاً، ص ۶۸۵/ ۹۷

۲۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کا ایک شعر اور......''، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۵۱، شمارہ ۴ (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل ۱۹۸۱ء)، ص ۲۳ تا ۲۴

۲۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۵، شمارہ ۸ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، ناظم آباد، نومبر ۱۹۷۶ء)، ص ۲۷ تا ۳۲

۲۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے خطوط ایک نظر میں''، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد ۴، شمارہ ۱۶ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۳۳ تا ۲۴۶

۲۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''خطباتِ اقبال، تعارف''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۲۷، شمارہ ۳ (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، جنوری تا مارچ ۱۹۹۰ء)، ص ۳۷ تا ۱۰۳

۲۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''کلام اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۱۰، شمارہ ۱۱ (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، مئی ۱۹۷۳ء)، ص ۶۶۷ تا ۶۷۶

۲۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۶، شمارہ ۱۰، ۱۱ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ اکتوبر، نومبر ۱۹۸۳ء)، ص ۲۱ تا ۳۲

۲۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''رومی اور اقبال''، مشمولہ: اظہار، جلد ۶، شمارہ ۱۱، ۱۲ (کراچی محکمہ اطلاعات کراچی، مئی، جون ۱۹۸۴ء)، ص ۲۲ تا ۲۳

۲۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مولانا رومی اور علامہ اقبال''، قسط نمبر ۱، مشمولہ: المعارف، جلد ۹، شمارہ ۴ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اپریل ۱۹۷۶ء)، ص ۲۵ تا ۳۶

''مولانا رومی اور علامہ اقبال''، قسط نمبر۲، مشمولہ: المعارف، جلد۹، شمارہ۵، اپریل ۱۹۷۶ء، ص۴۵ تا ۵۶

''مولانا رومی اور علامہ اقبال''، آخری قسط، مشمولہ: المعارف، جلد۹، شمارہ۸، اگست ۱۹۷۶ء، ص۵۳ تا ۵۷

۲۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور بابا فغانی''، مشمولہ: ادبی دنیا، دور ششم، شمارہ۳۳ (لاہور: ۶۹۔ شارع قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۰ء)، ص۹ تا ۲۱

۲۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور خوشحال''، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد۲، شمارہ۵، ۶ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جولائی تا دسمبر ۱۹۸۸ء)، ص۱۹۹ تا ۲۱۲

۲۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور سعدی''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۱۱، شمارہ۲ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی ۱۹۷۰ء)، ص۲۵ تا ۵۴

۲۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''، مشمولہ: ادبیات، جلد۳، شمارہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اکتوبر ۱۹۸۹ء ۔ جون ۱۹۹۰ء)، ص۲۲۳ تا ۲۳۵

۲۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''چوہدری محمد حسین مرحوم، اقبال دوست اور اقبال شناس''، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۱۶، شمارہ۴ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری ۱۹۷۶ء)، ص۲۵ تا ۲۷

۲۵۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال''، مشمولہ: الحق، جلد۷، شمارہ۲ (اکوڑہ خٹک: دفتر دارالعلوم حقانیہ، نومبر ۱۹۷۱ء)، ص۴۳ تا ۴۹

۲۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''عباد اللہ اختر مرحوم''، مشمولہ: ادبیات، جلد۲، شمارہ۷ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء)، ص۹۱ تا ۱۰۲

۲۵۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''غالب اقبال کے عظیم پیشرو''، مشمولہ: ماہِ نو، جلد۳۶، شمارہ۲ (لاہور: دفترِ ماہِ نو، فروری ۱۹۸۳ء)، ص۲۱ تا ۲۴

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

258. Muhammad Riaz, Dr. "A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry", Included: "Iqbal Review", Vol: xx, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1979), Page# 13-33

259. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture", Included: "Iqbal Review", Vol:30, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April-June 1989), Page# 117-138
260. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal's Views on the Significance and Manifestation of Tauhid", Included: "Iqbal", Volume xxx, No.1, (Lahore:Bazm-i-Iqbal, January 1983), Page: 25...37
261. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian", Included: "Iqba Review", Vol: 29, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy April-June 1988), Page# 169-180
262. Muhammad Riaz, Dr. "Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking", Included: "Iqbal", Volume xxix, No.3-4, (Lahore:Bazm-i-Iqbal, July-October 1982), Page: 17-39
263. Muhammad Riaz, Dr. "Arberry and His Translation of Iqbal's Works", Included: "Iqbal", Volume xxxi, No.1, (Lahore: Bazm-i-Iqbal, January 1984), Page# 67-81
264. Muhammad Riaz, Dr. "Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama", Included: "Iqbal Review", Vol XVIII, No. 4, (Lahore: Iqbal Academy, January 1978), Page# 171-182
265. Muhammad Riaz, Dr. "Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal", Included: "Journal of the Pakistan Historical Society", Vol: xvi, Part iv, (Karachi Pakistan Historical Society, October 1968, Page# 220-230
266. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's Studies in Persian: A New Perspective", Included: "Iqbal", Volume xxiv, No. 4, (Lahore:Bazm-i-Iqbal, October 1977), Page# 45-54
267. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal on the Renaissance of Islam", Included in "Iqbal Congress Papers",

"Vulume II (Lahore: University of the Punjab,9-11 November,1983), Page# 241..266
268. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets", Included: Iqbal Review,Vol. 27, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April-September 1986), Page# 180

۲۶۸۔محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،گلشن راز جدید،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص۵۶۶/۱۷۴

269. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets", Page# 182

۲۶۹۔محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،گلشن راز جدید،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص۶۰۸/۲۰

270. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets", Page# 183

۲۷۰۔محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،گلشن راز جدید،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص۳۳۷/۱۶۷

271. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal's Idea of Touhid", Included, Quarterly "Iqbal", Volume XXI, No: I, (Lahore:Bazmi-Iqbal, Jan-March 1974), Page: 41...50
272. Muhammad Riaz, Dr. "Muslim Society and Modern Change", Included: "Iqbal Review" Vol: 33, No. 1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1992), Page# 47-61
273. Muhammad Riaz, Dr. "Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry", Included: Iqbal Review, Vol: 30,31, No. 3.1, (Lahore: Iqbal Academy, October 89, April 90), Page: 105-128

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

274. Muhammad Riaz, Dr. "Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's"A History of Islamic Philosophy", Included: "Iqbal Review",Volume 35, No.3, October 1994), Page# 105-115
275. Muhammad Riaz, Dr. "Iqbal,Quran and the Western World"(Commentry), Included: "Iqbal Review", Volume XX, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1979), Page# 77-78

باب سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر

بابِ سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصّر

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔ انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی کی بہت سی کتب اور مقالات و مضامین کے اردو اور فارسی میں تراجم کیے۔ ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے اہم، متنوع اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ انھوں نے بہت سی کتب پر جامع تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔

ا۔ بحیثیت مترجم ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم وبیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان تراجم پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی ادب کے فارسی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
01-	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'	لاہور	اسلامک فاؤنڈیشن
02-	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (پس چہ باید کرد کا ترجمہ)	لاہور	اقبال شریعتی فاؤنڈیشن
03-	علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی	راولپنڈی	خانہ فرہنگ ایران

اقبالیاتی ادب کے اردو سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
04-	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
05-	افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)	لاہور	مکتبہ تعمیر انسانیت
06-	شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل	لاہور	گلوب پبلشرز

اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے فارسی تراجم

07-	یادداشتہائے پراگندہ (انگریزی سے فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

غیر اقبالیاتی ادب کے فارسی سے اردو تراجم

08-	تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	لاہور	مقبول اکیڈمی
09-	مکتوبات وخطباتِ رومی	لاہور	اقبال اکادمی

غیر اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
10-	شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

ڈاکٹر محمد ریاض کے یہ ۱۰ تراجم ۱۹۷۷ء تا ۱۹۹۵ء، قریباً ۱۹ سال کے عرصے میں شائع ہوئے۔ گویا اوسطاً ہر دو سال کے دورانیے میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ ان میں سے سب سے زیادہ (۴) تراجم ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں شائع ہوئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۸۱ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء (کم و بیش ۱۴ سال) بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۶ء میں انھیں پروفیسر کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۸۷ء میں انھوں نے ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد کے تین سالوں میں ان کے ۴ تراجم شائع ہوئے۔

(فہرست کتب تراجم بمطابق ترتیب زمانی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001-	1977ء	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'	حسین بن منصور ابن حلاج
002-	1977ء	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	ڈاکٹر محمد ریاض
003-	1982ء	علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار	ڈاکٹر علی شریعتی
004-	1982ء	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!	علامہ محمد اقبال
005-	1985ء	شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار)	ڈاکٹر این میری شمل
006-	1988ء	مکتوبات وخطباتِ رومی	مولانا روم
007-	1989ء	تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	فخر الدین حجازی

008۔ 1989ء یادداشتہائے پراگندہ علامہ محمد اقبال

009۔ 1990ء افکارِ اقبال علامہ محمد اقبال

010۔ 1995ء شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی دکترسید حسین شاہ ہمدانی

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا ۱۰ تراجم میں سے ۷ تراجم کا تعلق اقبالیاتی ادب اور ۳ تراجم کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تراجم میں سے ۵ تراجم کا تعلق علامہ اقبال کے افکار و تصورات اور ۲ تراجم کا شخصیات سے ہے۔غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تراجم میں سے ایک ترجمہ افکار پر، ایک ترجمہ ادبیات (زبان وادب) اور ایک ترجمہ شخصیت پر ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کی کتبِ تراجم)
(موضوعاتی تجزیہ)

موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%
اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب		
افکار و تصورات	۰۵	۵۰%	افکار و تصورات	۰۱	۱۰%
زبان وادب	×	۰۰%	زبان وادب	۰۱	۱۰%
شخصیات	۰۲	۲۰%	شخصیات	۰۱	۱۰%
حاصل جمع	۰۷	۷۰%	حاصل جمع	۰۳	۳۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان سے اردو زبان میں تین (۳)، اردو زبان سے فارسی زبان میں ایک (۱)، انگریزی زبان سے اردو زبان میں دو (۲) اور انگریزی زبان سے فارسی زبان میں ایک (۱) کتاب کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۷۰% تراجم اردو زبان میں اور ۳۰% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔اس طرح ان کا ۷۰% ترجمہ اقبالیاتی ادب اور ۳۰% ترجمہ غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کی کتبِ تراجم)

(لسانیاتی تجزیہ)

ترجمہ کی زبانیں	اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
فارسی سے اردو	۰۳	%۳۰	۰۲	%۲۰	۰۵	%۵۰
اردو سے فارسی	۰۱	%۱۰	×	×	۰۱	%۱۰
انگریزی سے اردو	۰۲	%۲۰	×	×	۰۲	%۲۰
انگریزی سے فارسی	۰۱	%۱۰	۰۱	%۱۰	۰۲	%۲۰
کل تعداد و شرح	۰۷	%۷۰	۰۳	%۳۰	۱۰	%۱۰۰

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۷ مقالات و مضامین کا فارسی سے اردو، انگریزی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا، جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تراجم مقالات و مضامین بمطابق الف بائی ترتیب)

(فارسی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
001۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف	رومی کا تصوّرِ فقر
002۔	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا	بینات
003۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام	افاداتِ اقبال
	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	"	قومی زبان
004۔	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج	اقبال ریویو
005۔	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال...	فخر الدین حجازی	اقبال
		"	تفسیرِ اقبال
006۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	پروفیسر مجتبیٰ عینوی	اقبال اور احترام..

007۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی	ماہِ نو
008۔	اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت	علامہ امینی	فجر
009۔	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی	صحیفہ
		"	ایران میں اقبال..
010۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی	ایران میں اقبال
011۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں	بینات
012۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
013۔	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
		"	رومی کا تصوّرِ فقر
014۔	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	فکر و نظر
015۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱	سید علی ہمدانی	الحق (م)
	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی	الحق (م)
016۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
		"	برکاتِ اقبال
017۔	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلو الفانسو	اردو (سہ ماہی)
	لفظ ادب کے معنی کا ارتقا	"	علم کی دستک
		"	رومی کا تصورِ فقر
018۔	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح	سید علی ہمدانی	الولی
019۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم النمر	المعارف

(انگریزی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
001۔	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شمل	فکر و نظر
002۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال	ادبیات (سہ)
003۔	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ح۔شاہ	المعارف

004۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شمل	اظہار
005۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل)	ڈاکٹر این میری شمل	اظہار
006۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	المعارف
	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	العلم (سہ ماہی)

(اردو سے فارسی)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
001۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	ڈاکٹر این میری شمل	اقبال اور گوئٹے
002۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال	علامہ محمد اقبال	اقبال ریویو

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ مذکورہ بالا ۲۷ مقالات و مضامین میں سے ۱۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادب پر اور ۱۴ مقالات و مضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تراجم مقالات و مضامین بمطابق موضوعات)

(فارسی سے اردو، ۱۹ مقالات و مضامین)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
01۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	01۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا
02۔	اقبال اور حسین ابن منصور حلاج	02۔	اسمائے قرآن کی معنویت
03۔	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال''	03۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے
	کا مقدمہ		
04۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	04۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب
05۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	05۔	رسالہ بہرام شاہیہ
06۔	اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت	06۔	رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ
07۔	اقبال: شاعرِ حیات	07۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱؛ رسالہ قدوسیہ یا
			عبقات۔۲

08۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	08۔	لفظ ادب کا مفہوم/لفظ ادب کے معنی کا ارتقا
09۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	09۔	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح
		10۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان

(انگریزی سے اردو، ٦ مقالات و مضامین)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
10۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	11۔	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر
11۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپرِ جبریل،	12۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں
	باب اول)	13۔	ذہنی صحت اور اسلام
		14۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر/مسلمان زعما کا حصہ

(اردو سے فارسی، دو مقالات/مضامین)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
12۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ		
	بیخودی، پیامِ مشرق)		
13۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)		

اقبالیاتی ادب کے ترجمہ کیے گئے ۱۳ مقالات و مضامین میں سے ۷ مقالات و مضامین ''علامہ اقبال کے افکار و تصورات''، ۴ مقالات و مضامین ''ادبیات (زبان و ادب)'' اور ۲ مضامین ''شخصیات کے تقابلی مطالعہ'' پر ہیں۔ غیر اقبالیاتی ادب کے ترجمہ کیے گئے ۱۴ مقالات و مضامین میں سے ۵ مقالات و مضامین ''افکار''، ۷ مقالات و مضامین ''ادبیات (زبان و ادب)'' اور ۲ مقالات و مضامین شخصیات پر ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین)
(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
افکار و تصورات	۰۷	۲۶%	افکار و تصورات	۰۵	۱۹%	۱۲	۴۵%
ادبیات	۰۴	۱۵%	ادبیات	۰۷	۲۶%	۱۱	۴۱%
شخصیات	۰۲	۰۷%	شخصیات	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۴%
حاصل جمع	۱۳	۴۸%	حاصل جمع	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ ۲۷ مقالات و مضامین میں سے فارسی زبان سے اردو زبان میں تراجم کی تعداد ۱۹، انگریزی زبان سے اردو زبان میں تراجم کی تعداد ۶ اور اردو زبان سے فارسی زبان میں صرف ۲ مضامین کا ترجمہ کیا گیا۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین)
(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
فارسی سے اردو	۰۹	۳۴%	۱۰	۳۷%	۱۹	۷۱%
انگریزی سے اردو	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۵%	۰۶	۲۲%
اردو سے فارسی	۰۲	۰۷%	×	×	۰۲	۰۷%
حاصل جمع	۱۳	۴۸%	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

مقالات و مضامین کے تراجم میں ڈاکٹر محمد ریاض کا ۴۸% کام اقبالیاتی ادب پر اور ۵۲% کام غیر اقبالیاتی ادب پر ہے۔ اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب میں ان کا زیادہ تر کام افکار و تصورات پر ہے۔ بحیثیت مجموعی انھوں نے افکار و تصورات پر ۴۵ %، زبان و ادب

پر ۴۱% اور شخصیات پر بھی ۱۴% کام کیا ہے۔ اصولِ تناسب اور شرح فی صد کے لحاظ سے انھوں نے افکار و تصورات اور ادبیات پر قریباً برابر کا کام کیا ہے۔ ان کے ۷۱% تراجم فارسی سے اردو زبان میں ہیں۔ اردو سے فارسی زبان میں ترجمہ کا کام برائے نام ہے۔

نیچے دی گئی فہرست زمانی کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً تمام مقالات و مضامین کا ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۹ء تک ۱۶ مقالات و مضامین کا، ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۹ء تک ۶ مقالات و مضامین کا اور ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء تک صرف ایک مقالے کا ترجمہ ہوا۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء کے دورانیے میں ۱۳ مقالات کا ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالات و مضامین کے ترجمے کا قریباً ۵۰% کام اس عرصے میں سرانجام دیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں واپس پاکستان آ گئے تھے۔ وہ نومبر ۱۹۶۹ء سے نومبر ۱۹۷۰ء تک بطور اردو لیکچرار گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس، کراچی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ ۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو بطور لیکچرار فارسی زبان فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر 1، اسلام آباد آ گئے۔ یہاں سے وہ ڈیپوٹیشن پر تہران یونیورسٹی میں چلے گئے اور وہاں ستمبر ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک بطور لیکچرار مطالعہ پاکستان و اردو خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء کے دورانیے میں ان کا قریباً نصف عرصہ پاکستان میں اور بقایا عرصہ ایران میں گزرا۔ انھوں نے زیادہ تر مقالات و مضامین کا ترجمہ اسی عرصے میں کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء (اپنے دمِ آخر) تک اوسطاً ہر سال ایک مقالے/مضمون کا ترجمہ کیا۔

(فہرست تراجم مقالات و مضامین بمطابق ترتیب زمانی)

(فارسی سے اردو)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001۔	نومبر 1970ء	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا
002۔	فروری 1971ء	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں
003۔	مارچ 1971ء	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی
004۔	اپریل 1971ء	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔ ۱	سید علی ہمدانی
005۔	اگست 1971ء	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔ ۲	سید علی ہمدانی
006۔	مارچ، اپریل 73ء	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی
007۔	اپریل، مئی 1973ء	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح	سید علی ہمدانی

008-	اپریل، مئی 73ء	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبد المنعم النمر
009-	جنوری، فروری 75ء	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی
010-	1975ء	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلوالفانسو
011-	اکتوبر 1976ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ	فخر الدین حجازی
012-	مارچ، اپریل 77ء	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی
013-	نومبر 1977ء	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی
014-	جولائی 1978ء	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج
015-	اپریل 1982ء	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی
016-	نومبر 1982ء	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام
017-	1983ء	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی
018-	مئی 1984ء	اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت	علامہ امینی
019-	1990ء	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف
020-	1993ء	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	مجتبیٰ عینوی

(انگریزی سے اردو)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001-	فروری 1970ء	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شمل
002-	اگست 1971ء	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ح۔شاہ
003-	جنوری تا مارچ 72ء	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن
004-	اگست، ستمبر 82ء	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل، باب اول)	ڈاکٹر این میری شمل
005-	اپریل، مئی 83ء	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شمل
006-	اپریل تا جون 88ء	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال

(اردو سے فارسی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
11-	جنوری 1971ء	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
12-	2001ء	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتب کا فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

01- اقبال اور ابنِ حلاج

(کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور

اشاعت : باراول ۱۹۷۷ء (۱۳۹۷ھ)

صفحات : ۶۴

قیمت : ۷/۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
	فہرست طواسین	۶
	فہرست تصانیفِ اقبال	۸
	پیش لفظ	۹

فہرست طواسین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
۱۔	طاسینِ سراجِ محمدیؐ	۱۳
۲۔	طاسینِ فہم	۲۲
۳۔	طاسینِ صفا	۲۸

۴۔ طاسین دائرہ ۳۲
۵۔ طاسین نقطہ ۳۴
۶۔ طاسینِ ازل والتباس ۴۰
۷۔ طاسینِ مشیت ۵۳
۸۔ طاسینِ توحید ۵۶
۹۔ طاسینِ اسرارِ توحید ۵۷
نمبر عنوانات صفحہ
۱۰۔ طاسینِ تنزیہہ ۵۸
۱۱۔ طاسینِ بوستانِ معرفت (۱) ۶۱

حاشیہ تصانیف علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' کے حاشیہ میں علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی درج ذیل تصانیف سے حوالہ جات دے کر کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کے مشترک موضوعات کی نشاندہی کی گئی ہے:

فہرست تصانیف

۱۔ مثنوی رموزِ بے خودی ۲۔ پیامِ مشرق
۳۔ زبورِ عجم ۴۔ جاوید نامہ
۵۔ بالِ جبریل ۶۔ ارمغانِ حجاز
۷۔ ایران میں مابعدالطبیعات کا ارتقاء ۸۔ اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیلِ نو
۹۔ مکتوباتِ اقبال کے مختلف مجموعے ۱۰۔ مقالاتِ اقبال (۲)

مختصر سی کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' علامہ اقبال کی صد سالہ تقریباتِ ولادت (۹ نومبر ۱۹۷۷ء) کی مناسبت سے شائع کی گئی تھی۔ یہ کتاب اقبال اور ابن حلاج کے مختصر تقابلی مطالعے پر مشتمل ہے۔ اس تقابلی مطالعے میں ابنِ حلاج (رحمۃ اللہ علیہ) کی تالیف ''کتاب الطّواسین'' اور علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی قریباً تمام تصانیف کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

لفظ طواسین، طاسین (طٰسٓ) کی جمع ہے اور یہ قرآن مجید کے حروفِ مقطعات میں سے ہے (دیکھئے سورہ ۲۶ تا ۲۸)۔ ابنِ حلاج نے اپنے موضوع، اسرار و رموزِ تصوف کی مناسبت سے

اپنی اس تالیف کا نام ''کتاب الطّواسین'' رکھا۔ یہ کتاب علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی محبوب ترین کتابوں میں سے ایک تھی اور آپ اکثر اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال کی تقریباً تمام تصانیف میں اس کتاب کا ذکر اور انعکاس موجود ہے۔ اقبال اور ابنِ حلاج کے روابط پر کئی مقالے لکھے گئے مگر کہیں بھی ان کا تقابلی مطالعہ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ابنِ حلاج اور اقبال کی گفتار کا تقابل ضروری سمجھتے ہوئے یہ کتاب تصنیف کی۔ اس میں انھوں نے اہم تر موضوعات جیسے عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، حقیقتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)، مقامِ صدیقیت (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)، خودی، خبر ونظر (عقل وعشق) اور حقیقتِ ابلیس وغیرہ پر گفتارِ ابن حلاج کی مناسبت سے حواشی میں تصانیفِ اقبال میں سے منتخب اور مختصر اشارے پیش کیے ہیں۔

علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے حقیقتِ محمدیہ کی عاشقانہ توجیہات کو جاوید نامے (فلک مشتری) میں سمو دیا بلکہ ان پر ایمان افروز اضافے بھی کیے ہیں۔ اس کے علاوہ 'اسرار ورموز' میں نبوت اور صدیقیت کے مقامات کا دل پسند بیان بھی کتاب ''الطّواسین'' کا سا ہے۔ اقبال کے نزدیک ابنِ حلاج خودی اور بقائے خودی کے علم بردار تھے۔ ابنِ حلاج کے نعرہ ''انا الحق'' کا مفہوم یہ تھا کہ ''انا'' یا ''خودی'' یا ''من'' حق ہے اور اس کی بقا ضروری ہے۔ اقبال نے اسرارِ خودی میں ''انفرادی خودی''، رموزِ بےخودی میں ''اجتماعی خودی'' اور اسی طرح ارمغانِ حجاز میں ''انا من ملت الحق'' کا تصور پیش کیا۔ خبر ونظر (عقل وعشق) اور حقیقتِ ابلیس بھی کتاب ''الطّواسین'' اور ''تصانیفِ اقبال'' کے مشترکہ موضوعات ہیں۔

ابنِ حلاج، اپنی صوفیانہ حکمت کے پیشِ نظر ابلیس وشیطان کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ انھوں نے ابلیس کی اس افادیت پر زور دیا ہے کہ وہ توحید واطاعتِ خداوندی کا مظہرِ کامل ہے۔ اس نے غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا۔ اس نے تکاملِ ذات کی خاطر جدائی کا تصور دیا اور شر کی رزم گاہ گرم کر کے حامیانِ خیر ونیکی کو فعال اور مصروفِ عمل کیے ہوئے ہے۔ اقبال نے اس تصور کو زیادہ بھرپور انداز سے پیش کیا ہے۔(۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے کتاب ''الطّواسین'' کے ترجمے اور تقابلی مطالعے کے لیے فرانسیسی مستشرق لوئی میسینیو کے مرتبہ نسخہ (مطبوعہ ۱۹۱۳ء) کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ یہ کتاب عربی اور فارسی دو زبانوں پر مشتمل ہے۔ عربی متن مجہول المؤلف ہے مگر فارسی میں ترجمہ شدہ عبارت شطّاح شیراز شیخ روز بہان ویلمی بقلی فسائی (م: ۶۰۶ ہجری) کے قلم سے ہے۔ کتاب ''الطّواسین'' میں دونوں

زبانوں کی عبارات ملتی ہیں مگر کہیں کہیں صرف عربی یا فارسی متن ہے اور دوسری زبان کی عبارت مفقود ہے۔ بنابریں دونوں زبانوں کا متن تکملے کا کام دیتا ہے۔ (۴)

زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور ابنِ حلاج'' میں کتاب ''الطّواسین'' کے ترجمے کے ساتھ پاورقی میں ''تصانیفِ اقبال'' سے متعلقہ متن، فارسی اشعار مع ترجمہ اور توضیحات دیے گئے ہیں۔ اس سے کافی زیادہ تسلی بخش حد تک موضوعات کے تقابلی مطالعہ کا موقع مل جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ کتاب اپنے مجموعہ مضامین ''آفاقِ اقبال'' (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں ''اقبال اور ابنِ حلاج'' کے عنوان سے ایک مضمون کی شکل میں دی ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے کتاب ''اقبال اور ابن حلاج'' کا ''پیش لفظ'' اور حواشی مختصر کر کے، مضمون کے آخر میں دیے ہیں۔ حواشی میں سے زیادہ تر توضیحات حذف کر دی ہیں اور فارسی اشعار بھی بغیر ترجمے کے دیے ہیں۔ مضمون میں بہت سی متنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔ اس بے جا اختصار اور متنی اغلاط کی وجہ سے کتاب ''آفاقِ اقبال'' میں شامل ترجمہ و تقابلی مطالعہ پر مشتمل اس مضمون کی افادیت بہت کم ہوگئی ہے۔ (۵)

علامہ محمد اقبال کی تصنیف ''تاریخِ تصوف'' کے باب سِوُم ''ابوالمغیث حسین بن منصور حلاج البغدادی البیضاوی'' میں علامہ اقبال کی متفرق تحریروں کی شکل میں موجود، حلاج اور ان کی کتاب ''الطّواسین'' سے متعلق آرا دی گئی ہیں۔ اس میں طاسین السّراج، طاسین الفہم، طاسین الصّفا، طاسین النقطہ، بستان المعرفۃ (طاسین آخر) کا عربی متن اور اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ اردو ترجمہ ڈاکٹر صابر کلوروی نے کیا ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی ''تاریخِ تصوف'' میں شامل منتخبہ طواسین اور فکرِ حلاج کے بارے میں علامہ اقبال کی تفہیم کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''حلاج کے مذہب اور اس کے عقیدے کے متعلق علامہ نے جو نتائج اخذ کیے تھے، اس کی تائید میں ''کتاب الطّواسین'' کے انھی طواسین سے حوالے نوٹ کیے تھے۔ 'طاسین الازل والالتباس' کا عنوان بھی مسودے میں موجود ہے۔ لیکن اس کی ذیل میں کوئی عبارت درج نہیں ہے۔ علامہ مکمل طاسین نقل نہیں کرتے انتخاب کرتے ہیں اور کہیں کہیں غیر ضروری حصوں سے صرفِ نظر کر جاتے ہیں۔ قرآئن سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے یہ متن روزبہان بقلی (۵۳۲ھ۔۶۰۶ھ) کی کتاب سے نقل کیا ہے اور حلاج کے خیالات کو بقلی کے فارسی ترجمے کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، عربی پر قدرتِ کاملہ نہ رکھنے کی وجہ سے انھوں نے فارسی ترجمے پر بھروسہ کیا۔ جس سے وہ حلاج کی حقیقت کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے۔ شائد یہی وجہ ہے کہ بعد میں انھیں حلاج کے متعلق اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی۔ یہاں یہ وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ بقلی کا ترجمہ لفظی ہے۔'' (۶)

کتاب ''تاریخِ تصوف''، مرتبہ ڈاکٹر صابر کلوروی کا ''پیش گفتار'' ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریر کیا تھا۔ ''تاریخِ تصوف'' کا پہلا ایڈیشن مارچ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''آفاقِ اقبال'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا تھا۔ ''آفاقِ اقبال'' میں ''علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا کیا ہوا، کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔(۷)

۲۰۰۸ء میں تصوف فاؤنڈیشن، لاہور نے ''طواسین (اصل عربی متن و روزبہان بقلی کی فارسی شرح مع اردو ترجمہ وتشریحات)'' کے عنوان سے تحقیق پر مبنی ترجمہ شائع کیا ہے۔ مترجم کا نام عتیق الرحمٰن عثمانی ہے۔ طواسین کے عربی وفارسی متن، فارسی شرح، اردو ترجمہ وتشریحات، حل لغت، توضیح اصطلاحات کی موجودگی کی وجہ سے اس ترجمے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔ ''عائشہ عبدالرحمٰن'' نامی کسی خاتون نے ''طواسین'' کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو کہ ویب سائٹ پر موجود ہے۔ طواسین کے عربی و فارسی متن کو سامنے رکھتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صابر کلوروی، عتیق الرحمٰن عثمانی اور عائشہ عبدالرحمٰن کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس جائزے کی رو سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا جا سکے۔

باب اول: طاسین السراج (طاسین سراج محمدی ﷺ)

مَااَخْبَرَ اِلَّا عَنْ بَصِيْرَتِهٖ وَلَا اَمَرَ بِسنَّةٍ اِلَّا عَنْ حَقِّ سِيْرَتِهٖ۔ حَضَرَ فَاَحْضَرَ وَاَبْصَرَ فَخَبَرَ وَاَنْذَلَّ فَحَذَّدَ۔(۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

کتنے ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی بصیرت کا ذکر کیا ہے، جس کسی نے آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا کہا، اس نے آپ ﷺ کی سیرتِ حقہ کی متابعت کا کہا، اور جس کسی نے آپ ﷺ سے روگردانی کی، وہ وبال میں پھنسا۔ نبی اکرم ﷺ نے جو دیکھا ہے، اس کی خبر دی ہے۔ آپ ﷺ نے پہلے دلیل دی ہے، پھر (مناہی سے) منع فرمایا ہے۔(۹)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

آپ ﷺ نے جو خبر دی ہے وہ اپنے بصیرت کی بنا پر دی ہے اور جن چھ باتوں کا حکم دیا ہے وہ اپنی سیرت کی سچائی پر دیا ہے۔ پہلے آپ ﷺ مقامِ حضور پر فائز ہوئے۔ پھر دوسروں کو حاضر فرمایا۔

اول معاملہ حق واضح کیا۔ پھر آگاہی دی۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ بتایا، پھر قصد فرمایا۔(۱۰)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی وہ اپنی بصیرت کی بنا پر دی ہے اور جن چھ چیزوں کا حکم دیا ہے وہ اپنی سیرت کی سچائی پر دیا ہے۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حضور پر فائز ہوئے، پھر دوسروں کو حاضر فرمایا، اول معاملہ حق واضح کیا، پھر آگاہی دی۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ بتایا، پھر قصد فرمایا۔(۱۱)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

He did not report about anything except according to his inner vision, and he did not order the following of his example except according to the truth of his conduct. He was in the presence of Allah, then he brought others to His Presence. He saw, then he related what he was. He was sent forth as a guide, so he defined the limits of conduct.(۱۲)

ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے یہی ترجمہ نقل کیا ہے اور ڈاکٹر صابر کلوروی کی توضیحات کے مطابق ہی توضیحات دی ہیں۔ عائشہ عبدالرحمٰن کا ترجمہ بھی تسلی بخش حد تک واضح، سلیس اور سہل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ متن کے مطابق نہیں۔ انھوں نے غالباً قیاس سے کام لیتے ہوئے عربی متن کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

مَا اَبْصَرَ اَحَدٌ عَلَی التَّحْقِیقِ سِوَی الصِّدِّیْقِ لِاَنَّہٗ وَافَقَہٗ ثُمَّ رَفَقَہٗ لِئَلَّا یَبْقٰی بَیْنَھُمَا فَرِیْقٌ۔(۱۳)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

از روئے تحقیق، حضرت صدیق (ابوبکر) سے بہتر کسی نے نبی کو نہ پہچانا۔ جناب ابوبکرؓ نے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت طبع پیدا کی پھر ان کی رفاقت اختیار فرمائی ان دونوں کی رفاقت (کے راز و نیاز) میں کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔(۱۴)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

حقیقت میں آپ کو سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی اور نے نہیں دیکھا ہے۔ کیونکہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا ہے۔ یقیناً ان دونوں کے درمیان جدائی کرنے والا کوئی باقی نہ تھا۔(۱۵)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

حقیقت میں آپ ﷺ کو سوائے صدیقِ اکبرؓ کے کسی اور نے نہیں دیکھا ہے۔ کیونکہ انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ موافقت کی، پھر آپ کا ساتھ دیا ہے۔ یقیناً ان دونوں کے درمیان جدائی کرنے والا کوئی باقی نہ تھا۔(۱۶)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

No one is capable of discerning his true significance, except the Sincere, since he confirmed its validity, and then accompanied him so that there would not remain any disparity between them.(۱۷)

ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے یہی ترجمہ نقل کیا ہے۔ عائشہ عبدالرحمٰن نے لفظ ''الصِّدِیْق'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ نہیں لیے بلکہ اس کا لفظی ترجمہ ''Sincere'' (مخلص) کیا ہے مگر بعد کے متن کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ لیتیں تو صدق و اخلاص کا مفہوم خود سے ادا ہو جاتا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بھی عربی متن کے مطابق اور درست ہے۔

اِنْ هَرَبْتَ مِنْ مَّيَادِيْنِهٖ فَاَيْنَ السَّبِيْلُ فَلَا دَلِيْلُ يَآيُّهَا الْعَلِيْلُ وَحِكَمُ الْحُكَمَآءِ عِنْدَ حِكْمَتِهٖ كَكَثِيْبٍ مَّهِيْلٍ۔(۱۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

دل میں مرض رکھنے والو! نبی کریم کے راستوں سے بھاگو گے تو راستہ کہاں ملے گا؟ سب حکماء کی حکمتیں آپ کی نورانی حکمت کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے (آفتاب کے مقابلے میں) ریت کے ذرات۔(۱۹)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

اے راہِ حق کے طلب گار! اگر تو آپ کے بتلائے ہوئے راستوں سے بھاگے گا تو پھر تیرے لیے کون سا نجات کا راستہ رہ جاتا ہے۔ اے بیمار! اس راہ میں تجھے کوئی رہنما نہیں ملے گا۔ سچائی کی راہ ان کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں، دیکھو! تمام دانا لوگوں کی حکمتیں آپ کی حکمت و دانائی کے سامنے ریت کے بھربھرے ٹیلوں کی طرح ہیں۔(۲۰)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن

اے راہِ حق کے طلبگار! اگر تو آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے راستوں سے بھاگے گا تو پھر تیرے لیے کون سا نجات کا راستہ رہ جاتا ہے۔اے بیمار! اس راہ میں تجھے کوئی رہنما نہیں ملے گا۔سچائی کی راہ ان کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔دیکھ! تمام دانا لوگوں کی حکمتیں آپ کی حکمت ودانائی کے سامنے ریت کے بھربھرے ٹیلوں کی طرح ہیں۔(۲۱)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

If you flee from his domains, what route will you take without a guide, oh ailing one? The maxims of the philosophers are like a slipping heap of sand before his wisdom.(۲۲)

ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صابر کلوروی اور عائشہ عبدالرحمٰن کے تراجم متن کے مطابق اور درست ہیں۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے، ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

باب الخامس:۔طاسین النقطہ

۸۔ رَاَیْتُ طَیْرًا مِّنْ طُیُوْرِ الصُّوْفِیَّةِ ، عَلَیْهِ جَنَاحَانِ، وَاَنْكَرَ شَأْنِی حِیْنَ بَقٰی عَلَی الطَّیْرَانِ۔

۹۔ فَسْئَلَنِی عَنِ الصَّفَاءِ فَقُلْتُ لَهٗ اِقْطَعْ جَنَاحَكَ بِمَقَارِضِ الْفَنَاءِ وَاِلَّا فَلَا تَتْبَعْنِیْ۔

۱۰۔ فَقَالَ " بِجَنَاحِ اَطِیْرُ"، فَقُلْتُ لَهٗ،"وَیْحَكَ !لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (سورۂ شوریٰ:۱۱) فَوَقَفَ یَوْمَئِذٍ فِیْ بَحْرِ الْفَهْمِ وَغَرِقَ۔

۱۱۔ وَصُوْرَةِ الْفَهْمِ هٰذا

رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ الْقَلْبِ — فَقُلْتُ "مَنْ اَنْتَ" قَالَ "اَنْتَ"
فَلَیْسَ لِلْاَیْنَ مِنْكَ اَیْنَ — وَلَیْسَ اَیْنَ بِحَیْثُ اَنْتَ
وَلَیْسَ لِلدَّهْرِ عَنْكَ وَهْمٌ — فَیَعْلَمُ الْوَهْمُ اَیْنَ اَنْتَ
وَاَنْتَ الَّذِیْ حُزْتَ كُلَّ اَیْنَ — بِنَحْوِ لَا اَیْنَ فَاَیْنَ اَنْت

(۲۳)

فارسی متن:۔

۸۔ مرغے از مرغان تصوف دیدم کہ با جناح تصوف می پرید و بر من انکار کرد چواز پریدن باز ماند۔

۹۔ از من صفا پرسید، گفتم جناحت بہ مقراض فنا بہ **ببُرو** اگرنہ با من مپر

۱۰۔ مرغ تصوف گفت کہ بہ جناح خود نزد دوست خود می پرم، گفتم ویحک لیس کمثلہ شی ء۔ آنگہ در بحر فہم افتاد و غرق شد۔

۱۱۔ صورت فہم را در دائرہ، و دائرہ انیست۔ (۲۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

۸۔ میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو پر تھے۔ مگر وہ میری شان (انا) کا منکر ہو گیا اور خود بھی پرواز سے رہ گیا۔

۹۔ صوفی نے مجھے صفا کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا: اپنے پر پرواز فنا کی مقراض سے کاٹ دو، ورنہ میرے ساتھ پرواز کرنا ترک کر دو۔

۱۰۔ وہ پرندۂ تصوف بولا، میں اپنے پروں سے دوست کی طرف پرواز کرتا ہوں۔

میں نے کہا، اس دعوے پر تعجب ہے۔ اس جیسی تو کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (قرآن مجید ۴۲:۱۱) اس پر وہ بحر فہم میں اور ڈوب گیا۔

۱۱۔ فہم و خرد ایسے ہی ڈبوتے ہیں (بحرِ وافر میں ۳ شعر):۔

میں نے دل کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا۔ پوچھا 'تو کون ہے؟۔ فرمایا:۔ میں کہاں اور کیا نہیں ہوں؟۔ وہم و قیاس نے کہا، ''کہاں'' اور ''میں'' نے ''تو'' کو تراشا اور بنایا ہے۔ اگر میں ہر کہیں ہوں تو تو کہاں ہے؟۔ (۲۵)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

۸۔ میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو بازو (پنکھ) تھے۔ وہ ان کے ذریعے اڑ رہا تھا۔ جب اس میں اڑنے کی سکت نہ رہی تو میرے حال سے انکار کر دیا۔

۹۔ اس نے مجھ سے مقامِ صفا کی بابت سوال کیا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ فنا کی قینچی سے اپنے بازو کاٹ ڈال ورنہ تو میری پیروی نہیں کر سکے گا۔

۱۰۔ اس پر مرغِ تصوف نے مجھ سے کہا کہ میں بازوؤں کی مدد سے اڑ کر اپنے دوست کے پاس جاتا ہوں۔ میں نے کہا ''اے اڑانے والے تجھ پر افسوس ہے۔ اس کی مانند کوئی چیز نہیں

ہے، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ (یہاں سورہ شوریٰ کی آیت ۱۱ کا حوالہ آیا ہے۔)

۱۱۔ ترجمہ: دائرے میں فہم کی صورت یہ ہے:

میں نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا تو کہا'' تو کون ہے: جواب ملا'' تو'' اے اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں'' کہاں'' کو یہ مجال نہیں کہ وہ دم مارے۔ بلکہ جس جگہ تو ہے وہاں اس کا گزر بھی نہیں ہوسکتا۔

زمانے کو بھی یہ مجال نہیں کہ تیرے مقام پر اس کے گمان کا سایہ بھی پڑ سکے۔تو نے'' کہاں'' اور'' کب'' کو اس طرح دھکیل دیا کہ اب ان کا وجود بھی باقی نہیں۔پس تو کہاں ہے؟ یہ کون کہہ سکتا ہے۔(۲۶)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

۸۔ میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو بازو (پنکھ) تھے۔وہ ان کے ذریعے اڑ رہا تھا۔ جب اس میں اڑنے کی سکت نہ رہی تو میرے حال سے انکار کر دیا۔

۹۔ اس نے مجھ سے مقامِ صفا کے بارے میں سوال کیا، میں نے اس سے کہا کہ فنا کی قینچی سے اپنے بازو کاٹ ڈال، ورنہ تو میری پیروی نہیں کر سکے گا۔

۱۰۔ اس پر مرغ تصوف نے کہا کہ میں نے بازوؤں کے ذریعے اڑ کر اپنے دوست کے پاس جاتا ہوں۔ میں نے کہا،'' افسوس ہے تجھ پر'' اے اڑنے والے! اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ (سورہ شوریٰ ۴۲:۱۱)۔اس دن وہ فہم کے سمندر میں گر گیا اور ڈوب گیا۔

۱۱۔ اور دائرے میں فہم کی صورت یہ ہے۔ترجمہ اشعار

'' میں نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا تو کہا'' تو کون ہے۔'' جواب دیا'' تُو''۔ اے پروردگار تیرے بارے میں'' کہاں'' کو یہ مجال نہیں ہے کہ وہ دم مارے بلکہ جس جگہ تو ہے وہاں اس کا گذر بھی نہیں ہے۔زمانے کی یہ مجال نہیں ہے کہ جہاں تو ہے وہاں اس کے گمان کی پرچھائیں پڑ سکے یا وہ جانے کہ تو کہاں ہے؟ تو وہ ہے جس نے'' کہاں'' اور'' کب'' کو جس رنگ میں بھی ہو اس طرح دھکیل دیا ہے کہ اب اس کا وجود باقی نہیں رہا ہے۔پس تو کہاں ہے؟ یہ کون کہہ سکتا ہے۔(۲۷)

ترجمہ از عائشہ عبدالرحمٰن

9. I saw a certain bird from the selves of the Sufis which

flew with the two wings of Sufism. He denied my glory as he persisted in his flight.

10. He asked me about purity and I said to him: Cut your wings with the shears of annihilation. If not you cannot follow me.
11. He said to me: 'I fly with my wings to my Beloved.' I said to him: 'Alas for thee! Because there is naught like Him, He is the All-Hearing, the All-seeing.'So then he fell into the sea of understanding and was drowned.(۲۸)

طاسین ۸ میں 'عَلَیْهِ جَنَاحَانِ' (جس کے دو پر تھے) کا فارسی ترجمہ 'با جناح تصوف می پرید' (تصوف کے پروں سے پرواز کر رہا تھا) کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا طاسین ۸ کا ترجمہ عربی متن کے مطابق اور درست ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی اور عائشہ عبدالرحمٰن نے اس طاسین کا ترجمہ کرتے وقت عربی متن کے بجائے فارسی متن پیشِ نظر رکھا اور اس کے مطابق ترجمہ دیا ہے۔ طاسین ۱۰ میں لفظ 'وَیْحَكَ' (تجھ پر افسوس ہے) سورہ شوریٰ کی آیت ۱۱ میں شامل نہیں ہے۔ مترجمین میں سے کسی نے بھی اس امر کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے 'وَیْحَكَ' کا ترجمہ 'اس دعوے پر تعجب ہے' کیا ہے جو کہ درست نہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا اشعار کا دیا ہوا ترجمہ نامکمل ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی اور عائشہ عبدالرحمٰن کے تراجم فارسی متن کے مطابق درست ہیں۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے، ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ نقل کیا ہے۔

باب الحادی عشر:۔ بستان المعرفۃ (طاسینِ بوستانِ معرفت)

عربی متن

۱۔ قَالَ العَالِمُ السَّيِّدُ الْغَرِيبُ اَبُوْ عُمَارَةِ الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ الْحَلَّاجُ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ:

اَلْمَعْرِفَةُ فِيْ ضِمْنِ النَّكِرَةِ مَخْفِيَّةٌ، وَالنَّكِرَةِ فِيْ ضِمْنِ الْمَعْرِفَةِ مَخْفِيَّةٌ۔ اَلنَّكِرَةُ صِفَةُ الْعَارِفِ وَحِيْلَتُهٗ وَالْجَهْلُ صُوْرَةٌ، فَصُوْرَةُ الْمَعْرِفَةِ عَنِ الْاَفْهَامِ غَائِبَةٌ اٰيَةٌ كَيْفَ عَرَفَهٗ وَلَا كَيْفَ، "اَيْنَ" عَرَفَهٗ وَلَا" اَيْنَ" كَيْفَ وَصَلَ وَلَا وَصَلَ كَيْفَ انْفَصَلَ وَلَا فَصَلَ،

مَاصَحَّتِ الْمَعْرِفَةُ لِمَحْدُوْدٍ قَطُّ، وَلَا لِمَعْدُوْدٍ، وَلَا لِمَجْهُوْدٍ، وَلَا لِمَكْدُوْدٍ۔

۲۔ اَلْمَعْرِفَةُ وَرَاءُ الْوَرَاء، وَرَاءُ الْمَدٰی، وَرَاءُ الْهِمَّةِ، وَرَاءُ الْاَسْرَارِ وَرَاءُ الْاَخْبَارِ، وَرَاءُ الْاِدْرَاكِ۔ هٰذِهٖ كُلُّهَا شَیْءٌ لَمْ يَكُنْ فَكَانَ وَالَّذِیْ لَمْ يَكُنْ ثُمَّ كَانَ لَايَحْصِلُ اِلَّا فِیْ مَكَان، وَالَّذِیْ لَمْ يَزَلْ كَانَ قَبْلَ الْجِهَاتِ وَالْعِلَّاتِ وَالْاٰلَاتِ ،كَيْفَ تَضَمَّنَتْهُ الْجِهَاتُ، وَكَيْفَ تَلْحِقُهُ النِّهَايَاتُ۔

۳۔ وَمَنْ قَالَ" عَرَفْتُه بِفَقْدِیْ"، فَالْمَفْقُوْدُ كَيْفَ يَعْرِفُ الْمَوْجُوْدَ؟

۴۔ وَمَنْ قَالَ" عَرَفْتُه بِوَجُوْدِی" فَقَدِيْمَانِ لَايَكُوْنَانِ۔(۲۹)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

۱۔ مسافر عالم سورا ابوعمارہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''معرفت، نکرہ کے ضمن میں ہو یا معرفہ کے سلسلے میں، وہ مخفی ہے۔'' نکرہ عارف کی صفت وزیور ہے اور جہل اس کی صورت ہے۔ پس معرفت کی صورت افہام سے غائب ہے۔ اس کے عرفان کا اشارہ ملتا ہے، مگر پوری کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ اتنا اشارہ ملتا ہے کہ اسے ''کہاں'' عرفان ملا، مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ''کہاں'' کیا ہے؟ ''وصل'' کا ملنا معلوم ہوتا ہے مگر اس کی کیفیت نہیں ''فصل'' (جدائی) کا بھی یہی حال ہے۔ محدود اشارے ملتے ہیں' اور معدود، مجہود اور مکدود نامعلوم رہتے ہیں۔

۲۔ معرفت وراء الوراء ہے۔ وہ فاصلے، ہمت، اسرار، اخبار اور ادراک سے ماورا ہے اس لیے کہ یہ چیزیں نیست ہوسکتی ہیں اور کبھی نیست سے ہست ہوئی تھیں۔ یہ اپنے وجود کے لیے مکان کی محتاج ہیں۔ لم یزل اور جہت و آلات سے بے نیاز نہیں۔ پس جہات معرفت کو کیسے تضمین کریں اور نہایات اس سے کیسے ملحق ہو جائیں؟

۳۔ جو کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے آپ کو فنا کر کے ذات کی معرفت پائی تو یہ کیسا دعویٰ ہے؟ کوئی فنا شدہ ذاتِ موجود کو کیسے پائے گا؟

۴۔ جو یہ دعویٰ کرے کہ اپنے ''وجود'' کے ذریعے اس نے ذات کا عرفان پایا، تو بتائے کہ ایک وجوْد کے ہوتے ہوئے دوسرا ہے کہاں؟(۳۰)

ترجمہ از ڈاکٹر صابر کلوروی

۱۔ جس طرح معرفت، نکرہ کے ضمن میں پوشیدہ ہے۔ اسی طرح نکرہ معرفت کے ضمن میں پوشیدہ ہے۔ نکرہ عارف کی صفت اور زیور ہے اور جہل اس کی صورت۔ پس معرفت کی صفت یہ ہے کہ وہ عقلوں سے غائب ہونے والی اور نظروں سے پوشیدہ رہنے والی چیز ہے۔ اس کے عرفان کا اشارہ ملتا ہے۔ مگر پوری کیفیت معلوم نہیں پاتی۔ کسی نے اسے ''کیسے'' اور ''کیونکر'' پہچانا اس لیے کہ عالمِ قدس میں ''کیسے'' اور کیونکر کو دخل ہی نہیں پھر اس کو کسی نے کہاں پہچانا؟ اس لیے کہ کہاں کی بھی وہاں گنجائش نہیں۔ کوئی اس تک کیسے پہنچا؟ جب کہ معرفت کی رسائی وہاں تک نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی اس سے کیسے جدا ہوا کہ فصل (جدائی) کا پرندہ بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔ معرفت ایک محدود کے لیے، ایک ایسی چیز کے لیے جسے گنا جا سکتا ہو، جو تلاش کی محتاج ہو ہرگز سزاوار نہیں ہو سکتی۔

۲۔ معرفت، ہماری ہمت، بھیدوں، خبر، نظر اور ادراک سے پرے ہے۔ وہ چیز جو ابتداء میں موجود نہ ہو اور بعد میں وجود میں آئے، وہ اپنی ذات کے لیے مکان کی محتاج ہوتی ہے اس کے برعکس ایک ایسی ہستی جو ہمیشہ سے ہو جو اطراف و جوانب اور اسباب و ذرائع سے پہلے ہو اس کو اپنے احاطے میں کیسے لے سکتی ہے اور آخری حدوں کو کیسے چھو سکتی ہے۔

۳۔ اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اپنے آپ کو فنا کر کے اس کی معرفت حاصل کر لی ہے تو اس کا دعویٰ باطل ہے کیونکہ فانی ''باقی'' اور موجود کو کیسے پہچان سکتا ہے۔

۴۔ جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے اپنے وجود کے ذریعے اس کا عرفان حاصل کر لیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دو قدیم ایک جگہ اکٹھے ہو سکیں۔(۳۱)

ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

۱۔ عالمِ بے مثال ابو عمارہ حسین بن منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

جس طرح معرفت، نکرہ کے ضمن میں پوشیدہ ہے اسی طرح نکرہ معرفت کے ضمن میں پوشیدہ ہے۔ نکرہ عارف کی صفت ہے اور جہل اس کی صورت ہے۔ پس معرفت کی صورت یہ ہے کہ وہ عقلوں سے غائب ہونے والی اور نظروں سے پوشیدہ ہونے والی چیز ہے۔

کسی نے اس کو کیونکر پہچانا ہے؟ اس لیے کہ اس عالمِ قدس میں ''کیسے'' اور ''کیونکر'' کو دخل نہیں ہے۔ پھر اس کو کسی نے ''کہاں'' پہچانا ہے؟ اس واسطے کہ ''کہاں'' کی گنجائش بھی وہاں نہیں ہے۔ کوئی وہاں تک کیسے پہنچا؟ جب کہ معرفت کی رسائی وہاں تک نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی اس سے کیسے جدا ہوا؟ کیونکہ جدائی کا پرندہ بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔

معرفت ایک محدود کے لیے، ایک ایسی چیز کے لیے جو شمار میں آ سکتی ہو۔ جو کوشش کی محتاج ہو اور طبعاً مغلوب ہو، ہرگز سزاوار نہیں ہو سکتی ہے۔

۲۔ معرفت نہ صرف ان چیزوں ہی سے اوجھل ہے جو ہماری نظروں سے پرے ہیں بلکہ وہ ہر چیز کی غایت اور منتہیٰ سے بھی پرے ہے۔ حتیٰ کہ وہ ہمت کی حدود سے بھی پرے ہے۔ بھیدوں کی دنیا سے بھی پرے ہے۔ ''خبر'' اور ''نظر'' کے عالم سے بھی پرے ہے اور ادراک کی کمند سے بھی پرے ہے۔

یہ ہے وہ دنیا جو سب کی سب ''شے'' کے ضمن میں آتی ہے۔ جو شروع میں نہیں تھی مگر بعد میں پیدا ہوئی اور وہ چیز جو ابتدا میں نہ ہو لیکن بعد میں وجود میں آئے۔ وہ اپنی ذات کے لیے مکان کی محتاج ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ایک ایسی ہستی جو ہمیشہ سے ہو جو اطراف و جوانب اور اسباب و ذرائع سے پہلے ہو اس کو سمتیں اور طرفیں کیسے گھیر سکتی ہیں اور حدود و نہایات کیسے چھو سکتی ہیں۔

۳۔ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ اس نے فنائے نفس کے ذریعے ''اس کو'' پہچان لیا ہے تو کس طرح ایک فانی اور مفقود، ایک باقی اور موجود کو پہچان سکتا ہے۔

۴۔ اور جو شخص یہ کہے کہ میں نے اس کو اپنی ہستی کے ذریعے پہچانا ہے تو دو قدیم بیک وقت کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ (۳۲)

مندرجہ بالا تراجم میں سے ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔ عتیق الرحمٰن عثمانی نے ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ متن کے قریب تر ہے۔ ان کا پہلے دو طاسین کا ترجمہ کچھ مبہم ہے۔ اس کا مفہوم واضح نہیں ہے۔

تمام تراجم کے تقابلی جائزے کے مطابق ڈاکٹر صابر کلوروی کا ترجمہ درست ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے کافی حد تک متن کا مفہوم سمجھ میں آ جاتا ہے۔ تاہم، اس ترجمے میں بعض مقامات پر سقم نظر آتا ہے۔ اسے نظر ثانی سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی اس تصنیف میں طواسین کے مفہوم کے مطابق تصانیفِ اقبال سے مشترک موضوعات تلاش کر کے اقبال اور ابن حلاج کی فکری مماثلت کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً ''طاسین سراج محمدی'' کی دفعہ ۴ کے وضاحت میں وہ لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق کے عشقِ رسول اور رفاقتِ رسول کا ذکر علامہ مرحوم کی کئی تصانیف میں ہے۔ مثلاً بانگِ درا، پیامِ مشرق اور ارمغانِ حجاز، یہاں رموزِ بیخودی کے دو مقامات سے چند اشعار نقل کیے دیتا ہوں:۔

ے معنی حرفم کنی تحقیق اگر — بنگری با دیدۂ صدیق اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبیؐ — از خدا محبوب تر گردد نبیؐ
ے من شبی صدیقؓ را دیدم بخواب — گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب
آن اَمَنَّ النّاس، بر مولائے ما — آن کلیمِ اوّلِ سینائے ما
ہمتِ او کشتِ ملت را چو ابر — ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر

ترجمہ:۔ یعنی اگر میرے اشعار پر غور کرو اور حضرت صدیق اکبرؓ کی نگاہ سے دیکھو تو نبی اکرم ﷺ دل و جگر کی قوت بنیں گے اور خدائے تعالیٰ کے محبوب تر بن جائیں گے۔ میں نے ایک رات حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خواب میں دیکھا۔ میں احترام بجالایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہمارے کوہِ سینا کے کلیمِ اول (پہلے مسلمان) تھے اور آپؓ کی رفاقت اور مالی اعانت کے احسانات کا نبی اکرم ﷺ نے ذکر فرمایا ہے۔ آپ کی ہمت نے کشت اسلام کے لیے ابرِ رحمت کا کام کیا۔ آپؓ اسلام لانے، غارِ ثور میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دینے، غزوۂ بدر میں شرکت کرنے اور نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے میں ثانی (دوم) ہیں۔ (۳۳)

''کتاب اقبال اور ابن حلاج'' اقبال اور ابن حلاج کے افکار کے تقابلی موازنے پر مشتمل ایک منفرد نوعیت کی کتاب ہے۔ اگر اسے عربی و فارسی متن کے ساتھ شائع کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ یہ کتاب ایک لحاظ سے نامکمل ہے۔ ''طاسین بوستان معرفت'' ۲۶ دفعات پر مشتمل ہے۔ اس میں دفعات ۶ تا ۱۹ کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ قریباً دس سال بعد اس کتاب کو ''آفاقِ اقبال'' کے ایک مضمون کی شکل میں بغیر نظر ثانی اور اصلاح کے شائع کیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے وہ مضمون بھی نامکمل متن اور ترجمے پر مشتمل ہے۔ کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے از سرِ نو تدوین، تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

02۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!

شریک مترجم ومؤلف: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید
پبلشرز : اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، ۷۔ایجرٹن روڈ، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۲ء
صفحات : ۵۷

فہرست مضامین:

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
			حرف اول از آغا شوکت علی	3
			تعارف	8
۰۱۔	بخوانندۂ کتاب	۶	کتاب کے قاری سے	16
۰۲۔	تمہید	۷	تمہید	15
۰۳۔	خطاب بہ مہرِ عالمتاب	۱۰	دنیا کو روشن کرنے والے آفتاب سے خطاب	18
۰۴۔	حکمتِ کلیمی	۱۲	کلیمی حکمت عملی	20
۰۵۔	حکمتِ فرعونی	۱۵	فرعونی حکمت عملی	23
۰۶۔	لاالٰہ الااللہ	۱۷	لاالٰہ الااللہ	25
۰۷۔	فقر	۲۰	فقر (درویشی)	28
۰۸۔	مردِ حر	۲۶	آزاد شخص (مردحر)	33
۰۹۔	دراسرارِ شریعت	۲۹	شریعت کے رازوں کے بارے میں	36
۱۰۔	اشکے چند برافتراقِ ہندیاں	۳۳	ہندیوں کی بے اتفاقی پر چند آنسو	39
۱۱۔	سیاستِ حاضرہ	۳۵	موجودہ سیاسیات	41
۱۲۔	حرفے چند با اُمّتِ عربیہ	۳۹	عرب قوم سے چند باتیں	44
۱۳۔	پس چہ باید کرد اے اقوام شرق	۴۳	اے مشرقی قومو! پھر کیا کرنا چاہیے؟	47
۱۴۔	درحضورِ رسالت مآبؐ	۴۸	حضرت رسالت مآبؐ کے حضور	51

اشاریہ (۳۴)

زیرِ تبصرہ کتاب ''پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!''، علامہ اقبال کی فارسی مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' کا اردو ترجمہ ہے۔ ''حرفِ اول'' میں آغا شوکت علی چیئرمین اقبال شریعتی فاؤنڈیشن فکرِ اقبال کی قدر و قیمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال کی مثنوی پس چہ باید کرد (۱۹۳۶ء) اور ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸ء) کو ان کے زندگی بھر کے خیالات کا نچوڑ سمجھا جاسکتا ہے۔ ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' ان کے مذہبی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور تہذیبی افکار کا عظیم مجموعہ ہے۔ اس کی دینی، فکری اور عصری اہمیت کے پیشِ نظر، قارئین کو علامہ اقبال کے اہم تر افکار سے روشناس کرنے کے لیے یہ ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اس ترجمے کا متن ڈاکٹر سعادت سعید نے بڑی کاوش اور محنت سے تیار کیا۔ اس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے نظر ثانی کی اور اپنی تحقیقی بصیرت بروئے کار لا کر مناسب حواشی اور تفاصیل کے ذریعے اسے مزید وسعت عطا کی۔ (۳۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''تعارف'' کے عنوان کے تحت مثنوی کے سنِ تخلیق کے بارے میں اپنی تحقیق بیان کی ہے اور اس کے عنوانات اور مباحث پر طائرانہ نگاہ ڈالی ہے۔ وہ اس ترجمے میں اختیار کردہ اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اس مسودے میں ''مثنوی پس چہ باید کرد'' کے اشعار کا لفظی اور کسی قدر بامحاورہ اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔ بعض اشاروں کی حواشی میں وضاحت کر دی گئی ہے تاہم ترجمے کو خواہ مخواہ طویل الذیل بنانے سے احتراز کیا گیا ہے۔ قارئین ترجمے سے مثنوی کے معانی اور مقاصد سمجھ لیں گے۔'' (۳۶)

مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ مترجمین نے لفظی و بامحاورہ ترجمے کی مدد سے مثنوی کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمے میں فارسی متن نہیں دیا گیا۔ ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۸۶ء میں پچاس سال پورے ہونے کے بعد کاپی رائٹ ایکٹ کی پابندی ختم ہوگئی تھی۔ اس لیے ترجمے کے ساتھ فارسی متن بھی دیا جاسکتا تھا۔ اس طرح ترجمے کی مدد سے فارسی متن کو سمجھنے اور فارسی زبان کے بارے میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے میں مدد مل سکتی تھی۔

ترجمے میں ہر عنوان کے تحت دیے گئے اشعار کے الگ الگ نمبر دیے گئے ہیں۔ بعض اشعار کا ترجمہ الگ الگ دینے کے بجائے اکٹھا دے دیا گیا ہے اور ان کا نمبر بھی اکٹھا ہی دے دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں چند ایک مقامات پر کچھ بے ترتیبی بھی نظر آتی ہے۔ مثلاً

دوسری فصل ''تمہید'' کے ترجمے میں اشعار ا تا ۴ کا ترجمہ الگ الگ دیا گیا ہے۔ اشعار ۵ تا ۱۳ (۵۔۱۳)، ۱۴ تا ۱۹ (۱۴۔۱۹)، ۲۰ تا ۲۴ (۲۰۔۲۴)، ۲۵ تا ۲۸ (۲۵۔۲۸) اور ۲۹ تا ۳۳ (۲۹۔۳۳) کا ترجمہ اکٹھا دیا گیا ہے۔ ترجمے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر ۲۰۔۲۴ کے تحت اشعار ۲۰ تا ۲۵ کا ترجمہ، ۲۵۔۲۸ کے تحت ۲۶ تا ۲۹ کا ترجمہ اور نمبر ۲۹۔۳۳ کے تحت ۳۰ تا ۳۴ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔(۳۷)

فصل ''در حضور رسالت مآب ﷺ'' میں کل ۶۲ اشعار ہیں۔ پہلے شعر کا ترجمہ الگ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اشعار ۲ تا ۲۸، ۲۹ تا ۳۵، ۳۶ تا ۴۰، ۴۱ تا ۴۴، ۴۵ تا ۵۰، ۵۱ تا ۵۳، ۵۴ تا ۵۹ اور ۶۰ تا ۶۲ کا اکٹھا ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہاں اشعار ۵۴ تا ۵۹ کا نمبر غلطی سے ۵۱ تا ۵۹ دیا گیا ہے۔(۳۸)

کہیں تو ہر شعر کا الگ ترجمہ دیا گیا ہے اور کہیں بعض اشعار کا ترجمہ اکٹھا دیا گیا ہے۔ غالباً یہ دوہری حکمتِ عملی، مثنوی کا نفسِ مضمون واضح کرنے کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ بہتر یہی تھا کہ تمام اشعار کا الگ ترجمہ دیا جاتا اور ہر فصل کے ترجمے کے آخر پر مختصر الفاظ میں متن کا مفہوم واضح کر دیا جاتا۔

ہر فصل کے ترجمے کے آخر پر ''اشارات'' کے عنوان کے تحت کچھ توضیحات دی گئی ہیں۔ ''اشارات'' میں قرآنی آیات کے حوالے انگریزی طرزِ تحریر (بائیں سے دائیں طرف لکھنے کے طریقے) کے مطابق دیے گئے ہیں۔ اس میں سورت نمبر بائیں طرف اور آیت نمبر دائیں طرف دیا گیا ہے۔ مثلاً صفحہ ۱۹ پر سورت نمبر ۷ اور آیت نمبر ۱۰۸ کا حوالہ ۷:۱۰۸ کے بجائے ۱۰۸:۷ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح سورت نمبر ۷ اور آیت نمبر ۱۴۳ کا حوالہ ۷:۱۴۳ کے بجائے ۱۴۳:۷ لکھا گیا ہے۔

زیرِ تبصرہ ترجمے میں بعض مقامات پر متنی اغلاط بھی موجود ہیں۔ مثلاً

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۲	عرب	عرب ممالک
۱۱	۲۵	لیلی	لیلہ یا بھیڑ
۱۲	۱۶	خالصۃ	خالصۃً
۱۲	۱۸	شوّش	مِشوّش
۱۴	۶	شریعت	شریعتی
۱۴	۷	مثنوی کے ترجمے کا اردو ترجمہ	کا اردو ترجمہ

۲۸	۱۴	تحت	تخت
۴۲	۱۳	تکموں	شکموں
۴۳	۱۹	خوش	خود
۴۳	۲۰	خونگہ	خودنگر
۴۶	۲۲	کما کان ہے کما کان ہے (تکرار)	کما کان ہے
۵۰	۱	دیا	کھایا
۵۰	۱۵	صاحب	صاحبہ
۵۱	۲۳	چگنا	چگتا
۵۲	۹	ناکہ	تاکہ
۵۳	۱۷	پر	کے
۵۴	۹	صدائے تیشہ کو برسنگ بیخورد	صدائے تیشہ کو برسنگ میخورد
۵۵	۲	افتاب اقبال	آفتاب اقبال
۵۶	۹	مسولینی آمراطالیہ	مسولینیؒ آمراطالیہ (۳۹)

ترجمے کے آخر پر اشخاص کے ناموں پر مشتمل ''اشاریہ'' دیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

ترجمے کے معیار کے تعین کے لیے چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

فارسی متن از مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق

چیست فقر اے بندگانِ آب و گل — یک نگاہِ راہ بیں، یک زندہ دل
فقر کارِ خویش را سنجیدن است — بر دو حرفِ لا الٰہ پیچیدن است
فقر خیبر گیر با نانِ شعیر — بستۂ فتراکِ او سلطان و میر
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست — ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ ست
فقر بر کروبیاں شبخوں زند — بر نوامیسِ جہاں شبخوں زند
بر مقامِ دیگر اندازد ترا — از زجاجِ الماس می سازد ترا
برگ و سازِ او قرآنِ عظیم — مردِ درویشے نہ گنجد در گلیم
گرچہ اندر بزم کم گوید سخن — یک دمِ او گرمیٔ صد انجمن

بے پران را ذوقِ پروازے دہد پشّہ را تمکینِ شہبازے دہد
باسلاطیں در فتد مردِ فقیر از شکوہِ بوریا لرزد سریر
از جنوں می افگند ہوئے بہ شہر وارہاند خلق را از جبر و قہر (۴۰)

O نوامیس: جمع ناموس، مراد قدرت کی پوشیدہ قوتوں سے ہے۔

ترجمہ از میاں عبدالرشید

☆ اے مادی سامان کے غلامو! جانتے ہو کہ فقر کیا ہے ایک نگاہ جو صحیح راستہ دیکھ لے اور ایک دل جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے زندہ ہو۔
☆ فقر اپنے کام کا محاسبہ کرنا ہے اور لا الہ کو اپنے اعمال کا مرکز بنانا ہے۔
☆ فقر جو کی روٹی کھا کر خیبر فتح کرنا ہے۔ پادشاہ وامیر سب فقر کے فتراک میں بندھے ہوئے (شکار) ہیں۔
☆ فقر ذوق وشوق وتسلیم ورضا کا نام ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی متاع ہے اور ہم اس کے امین ہیں۔
☆ فقر ایک طرف فرشتوں پر شب خون مارتا ہے اور دوسری طرف کائنات کی پوشیدہ قوتوں پر۔
☆ فقر تجھے ایک اور مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ شیشے سے الماس بنا دیتا ہے۔
☆ فقر کا سامان قرآن عظیم ہے، مرد درویش گودڑی میں نہیں سماتا۔
☆ اگرچہ فقیر بزم میں کم بات کرتا ہے مگر اس کی ایک بات سینکڑوں انجمنوں کو گرما دیتی ہے۔
☆ فقر بے پروں کو ذوقِ پرواز اور مچھر کو تمکین شہباز عطا کرتا ہے۔
☆ مرد فقیر پادشاہوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ شکوہِ بوریا سے تخت لرز جاتا ہے۔
☆ وہ اپنے جنوں سے شہر میں ہنگامہ کھڑا کر دیتا ہے اور خلقِ خدا کو جبر وقہر سے نجات دلاتا ہے۔ (۴۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض و ڈاکٹر سعادت سعید

۱۔ اے مادیت کے غلامو! فقر (درویشی) کیا ہے؟ وہ ایک راستہ دیکھنے والی نگاہ (اور) ایک زندہ دل (کا نام) ہے۔
۲۔ فقر اپنے کام کو پرکھنا (اور) لا الہ کے دو حرفوں سے لپٹ جانا ہے۔
۳۔ فقر جو کی روٹی سے خیبر فتح کرنے والا ہے۔ اس کے شکار بند میں بادشاہ اور سردار بندھے ہوتے ہیں۔

۴۔ فقر ذوق وشوق اور تسلیم ورضا (کا نام) ہے۔ ہم اس کے امانت دار ہیں (اور) اصل اثاثہ حضرت محمد مصطفیؐ کا ہے۔
۵۔ فقر فرشتوں اور قدرت کی چھپی ہوئی قوتوں پر (رات کو) حملہ کرتا ہے۔
۶۔ (فقر) تجھے ایک دوسرے بلند مقام پر پہنچاتا ہے۔ وہ شیشے سے تجھے ہیرا بناتا ہے۔
۷۔ فقر کا سروسامان قرآن مجید سے ہوتا ہے۔ درویش شخص گدڑی میں نہیں سماتا۔
۸۔ درویش محفل میں گرچہ باتیں نہیں کرتا' اس کا ایک نفس سینکڑوں بزم میں حرارت پیدا کرتا ہے۔
۹۔ وہ بے پروں کو پرواز کا ذوق دیتا ہے۔ مچھر کو شاہباز کی شان دیتا ہے۔
۱۰۔ درویش بادشاہوں سے بھڑ جاتا ہے۔ چٹائی کے رعب سے تخت کانپ اٹھتا ہے۔
۱۱۔ اپنے عشق وجنوں سے وہ شہر میں ہنگامہ برپا کر دیتا ہے۔ وہ مخلوق کو ظلم وستم سے نجات دلواتا ہے۔(۴۲)

فارسی متن کے مطابق دونوں تراجم کا موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں تراجم درست ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں تحت اللفظی ترجمے کی پابندی قدرے زیادہ نظر آتی ہے۔ ترجمے سے متن کا مفہوم آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔

فارسی متن از مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق

آدمیت زار نالید از فرنگ — زندگی ہنگامہ برچید از فرنگ
پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق؟ — باز روشن می شود ایّامِ شرق
در ضمیرش انقلاب آمد پدید — شب گذشت و آفتاب آمد پدید
یورپ ز شمشیر خود بسمل فتاد — زیرِ گردوں رسمِ لادینی نہاد
گرگے اندر پوستینِ برۂ — ھر زمان اندر کمینِ برۂ
مشکلاتِ حضرت انسان ازوست — آدمیت را غمِ پنہاں ازوست
در نگاہش آدمی آب و گل است — کاروانِ زندگی بے منزل است
ہرچہ می بینی ز انوارِ حق است — حکمتِ اشیا ز اسرارِ حق است
ہر کہ آیاتِ خدا بیند حرُ است — اصلِ ایں حکمت زحکمِ اُنظر است

o رسمِ لادینی: یعنی نظامِ امورِ سیاست میں دین سے بے تعلق ہوجانا۔

o حکمت النظر: تلمیح ہے آیۂ قرآنی کی طرف اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (غاشیہ) یعنی نظامِ فطرت کا بغور مطالعہ کرو۔ (۴۳)

ترجمہ از میاں عبدالرشید

☆ نوعِ انسان فرنگیوں کے ہاتھوں سخت فریاد کر رہی ہے۔ زندگی نے اہلِ فرنگ سے کئی ہنگامے پائے ہیں۔

☆ تو اے اقوامِ شرق اب کیا ہونا چاہیے؟ تاکہ مشرق کے ایّام پھر سے روشن ہو جائیں۔

☆ مشرق کے ضمیر میں انقلاب ظاہر ہو رہا ہے۔ رات گزر گئی اور آفتاب طلوع ہوا۔

☆ یورپ اپنی تلوار سے خود ہی گھائل ہو چکا ہے۔ اس نے دنیا میں رسمِ لادینی کی بنیاد رکھدی ہے۔

☆ اس کی حالت اس بھیڑیئے کی سی ہے جس نے بکری کے بچے کی کھال اوڑھ رکھی ہے۔ وہ ہر لمحہ ایک نئے برہ کی گھات میں ہے۔

☆ نوعِ انساں کی ساری مشکلات اس کی وجہ سے ہیں۔ اسی کی وجہ سے انسانیت غمِ پنہاں میں مبتلا ہے۔

☆ اس کی نگاہ میں آدمی محض پانی و مٹی کا مجموعہ ہے اور زندگی بے مقصد ہے۔

☆ جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ حق تعالیٰ کے انوار سے ہے (اس کی صفات کا مظہر ہے) اشیائے کائنات کی ماہیت جاننا گویا اسرارِ حق سے آگاہی حاصل کرنا ہے۔

☆ جو بھی حق تعالیٰ کی آیات دیکھتا ہے وہ مردِ حر ہے۔ حکمتِ اشیاء کائنات ''اُنظُر'' کے حکم پر مبنی ہے۔ (۴۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض و ڈاکٹر سعادت سعید

۱۔ انسانیت' فرنگ (مغرب) کے ہاتھوں زار و قطار رو پڑی۔ زندگی فرنگیوں کے کرتوتوں سے ہنگامے اور رونق کھو بیٹھی۔

۲۔ اے مشرقی قومو! پھر کیا کرنا چاہیے کہ مشرق کے دن پھر سے تابناک بنیں؟

۳۔ (انسانیت کے) ضمیر سے انقلاب ظاہر ہوا۔ رات گزر گئی اور سورج طلوع ہوا۔

۴۔ یورپ اپنی تلوار سے خود گھائل ہو گیا۔ اس نے آسمان کے نیچے لادینی (دین و سیاست کی جدائی کے) نظام کی بنیاد رکھی۔

۵۔ وہ لیلے کی کھال میں ایک بھیڑیا ہے۔ وہ ہر وقت بھیڑ کے بچے کی تاک میں رہتا ہے۔

۶۔ انسانیت کی مشکلیں (اور) اس کا چھپا ہوا دکھ درد اس (یورپ) کی وجہ سے ہے۔
۷۔ اس کی نظر میں انسان، پانی اور مٹی (مادی وجود) ہے (اور) زندگی کے قافلے کی کوئی منزل نہیں۔
۸۔ تو جو کچھ دیکھتا ہے، وہ خدا کے جلوؤں میں سے ہے۔ اشیاء کی حکمت (سائنس) خدا کے رازوں میں سے ہے۔
۹۔ جو خدا کی نشانیاں دیکھے، وہ آزاد انسان ہے۔ اس حکمت کی بنیاد خدا کا حکم ''مشاہدہ'' ہے۔(۴۵)

دونوں تراجم متن کے مطابق اور درست ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر سعادت سعید کا ترجمہ قدرے زیادہ آسان اور عام فہم ہے۔ میاں عبدالرشید نے کلیاتِ اقبال فارسی کا مکمل ترجمہ کیا ہے۔ ان کے زیادہ تر ترجمے میں توضیحات یا اشارات شامل نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر سعادت سعید کے ترجمے میں ''اشارات'' کے ذریعے تفہیمِ متن میں آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی کے ترجمے میں فارسی متن بھی ساتھ دیا گیا ہے اور ہر ایک شعر کے ترجمے کے ساتھ اس کا مفہوم بھی دیا گیا ہے۔ انھوں نے ''فرہنگ'' متن کے ساتھ نہیں بلکہ کتاب کے آخر پر دیا ہے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے شرح کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کی شرح سے ہر درجہ کا قاری استفادہ کرسکتا ہے۔ اس میں عام قاری کے لیے بھی بہت کچھ ہے اور اعلیٰ درجے کے طلبہ و محققین کے لیے بھی کافی زیادہ وضاحت موجود ہے۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی شروح کے نئے ایڈیشنز میں فارسی متن بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ ان کی شروح میں فارسی متن کا اضافہ راست قدم ہے۔ تاہم، اگر اس میں ہر شعر کے ساتھ ترجمہ اور حل لغت نمایاں طور پر، الگ سے دے دیا جاتا تو اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلام اقبال کے تمام تراجم اور شروح کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لے کر جملہ خوبیوں سے آراستہ تراجم اور شروح تخلیق کی جائیں۔

03۔ علامہ اقبال اسلامی فکر کے عظیم معمار

تصنیف : ڈاکٹر علی شریعتی کی ایک تقریر
مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : رایزانی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، راولپنڈی
اشاعت : اپریل ۱۹۸۲ء
صفحات : ۶۴
قیمت : دس روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	پیش گفتار از قاسم صافی	۳
	تعارف از ڈاکٹر محمد ریاض	۸
	ابتدائیہ	۱۱
	عصرِ حاضر کے مسائل	۱۲
	جمال و اقبال (رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِم)	۱۴
	پیروِ حضرت علی (رضی اللہ عنہ)	۱۴
	اسلام دینِ توحید	۱۵
	تعمیرِ نو	۱۶
	مقامِ اقبال	۱۷
	شخصیتِ اقبال	۲۱
	عورتوں کی اخلاقی پستی	۳۱
	افرنگیوں کی عیاری	۳۴
	بیداری	۳۷
	اقبال کا کارنامہ	۵۵

اقبال کی شاعری ۶۰

ڈاکٹر علی شریعتی ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء (۱۲ آذر ۱۳۱۲ھ ش) کو خراسان کے ایک دور افتادہ مقام مازینان کے ایک متقی، پرہیزگار اور فقہ جعفری کے حامی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے دادا آخوند حکیم اور والد محمد تقی شریعتی کی طرح مذہبی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے روایتی دنیوی تعلیم بھی حاصل کی اور ۱۳۳۱ھ ش میں احمد آباد کے گاؤں میں جو مشہد کے اطراف میں واقع ہے، مسلم معلم مقرر ہوگئے۔ معلّمی کا پیشہ اختیار کرنے کے بعد انھوں نے اپنی پہلی کتاب لکھی جو حضرت ابوذر غفاریؓ کے سوانح وکوائفِ زندگانی سے بحث کرتی ہے۔ انھوں نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۳۳۴ھ میں مشہد یونیورسٹی کی آرٹس فیکلٹی میں داخلہ لیا۔ مشہد یونیورسٹی میں داخلے کے قریباً ایک برس بعد انھوں نے اپنی ایک ہم درس خاتون ڈاکٹر پوران شریعت رضوی سے شادی کرلی۔ ۱۳۳۸ھ ش میں انھوں نے مشہد یونیورسٹی سے فرسٹ ڈویژن میں تعلیم مکمل کرلی۔ یونیورسٹی سے سکالرشپ ملنے پر وہ ۱۳۳۹ھ ش کو فرانس چلے گئے۔ وہاں وہ پانچ سال قیام پذیر رہے اور ساربون یونیورسٹی سے جامعہ شناسی (سوشیالوجی) میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرکے ۱۹۶۴ء (۱۳۴۳ھ ش) میں وطن واپس آگئے۔ ایران آتے ہی پہلوی حکومت نے ان کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔ فرانس اور ایران کے دانش وروں، ادیبوں اور علماء کے دباؤ پر پہلوی حکومت نے مجبور ہوکر چھ ماہ بعد انھیں رہا کردیا۔ ۱۳۴۴ھ کو وہ مشہد یونیورسٹی میں تعینات ہوئے۔ انھوں نے وہاں اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق مختلف علوم کی تعلیم دینا شروع کی۔ ۱۳۴۹ھ کو ان کا تہران کے مشہور دینی مدرسے حسینیہ ارشاد میں جانا آنا شروع ہوا۔ یہاں پر انھوں نے مختلف اوقات میں تاریخ اسلام، تاریخِ عالم، فلسفہ، عمرانیات، مذہب کا صحیح تصور اور غرب زدگی کے موضوعات پر مشہور زمانہ لیکچر زدیے۔ ان کی حکومت مخالف اصلاحی سرگرمیوں کی وجہ سے ۱۳۵۲ھ ش کو گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا۔ ایرانی وغیر ایرانی ادبا، حکما اور علما کے احتجاج پر انھیں ڈیڑھ سال بعد رہا کردیا گیا۔ وہ ۲۶ اردی بہشت ۱۳۵۶ھ ش کو لندن روانہ ہوگئے۔ ۲۹ خرد ۱۳۵۶ھ ش کو حکومتِ وقت نے ان کی دو بچیوں کو ہوائی جہاز سے لندن بھیج دیا مگر ان کی اہلیہ کو نہ جانے دیا۔ اگلے دن صبح (۱۹ جون ۱۹۷۷ء) کو علی شریعتی اپنے بستر پر مردہ پائے گئے۔ ان کے پرستاروں کا خیال ہے کہ انھیں شہید کردیا گیا تھا۔ ۷ تیر ماہ ۱۳۵۶ھ ش کو ان کا جسدِ خاکی دمشق لے جایا گیا اور انھیں زینبیہ نام کے قبرستان میں بطورِ امانت سپردِ خاک کیا گیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کو زندگی بھر کہیں جم کر رہنے کا موقع نہ

ملا۔ اس لیے وہ تصنیف و تالیف کے کاموں میں یکسوئی سے مشغول نہ رہ سکے۔ ان کے نام سے چھپی ہوئی جو کتابیں ملتی ہیں وہ بیشتر وہ تقریریں ہیں جو وہ طلبہ کی انجمنوں، مختلف یونیورسٹیوں اور حسینیہ ارشاد تہران کے جلسوں میں کرتے رہے۔ ان تقریروں کی تعداد سو کے قریب ہے۔ ڈاکٹر علی شریعتی نے سوشلزم، کمیونزم اور وجودیت، تینوں فلسفوں کا عمیق مطالعہ کیا اور ان کے جو اجزاء اسلام کے بنیادی افکار و نظریات سے متصادم و مزاحم نہ تھے، ان کو بلا تکلف قبول کر لیا اور جا بجا اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان کے حوالے دینے سے بھی گریز نہ کیا۔ انھوں نے مغربی تمدن کے سحر کو توڑا اور اس کی اصلی و حقیقی تصویر پیش کی۔ وہ جدید مغربی علوم اور اسلامی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ اندھی تقلید کے قائل نہ تھے۔

ڈاکٹر علی شریعتی اپنے زمانے کے جن لوگوں کی شخصیات اور تحریروں سے متاثر تھے اور جن کے افکار و خیالات کا مطالعہ کیا کرتے تھے، ان میں سید قطب، علامہ اقبال اور آل احمد کے نام سرفہرست قرار دیے جا سکتے ہیں۔

پروفیسر آل احمد سرور اور کبیر احمد جائسی کے مطابق، ڈاکٹر علی شریعتی قرآن و حدیث کے بعد اگر کسی چیز سے متاثر ہوئے تو وہ کلامِ اقبال اور صرف کلامِ اقبال ہے۔ (۴۶)

ڈاکٹر علی شریعتی نے مدرسہ حسینیہ ارشاد، تہران میں اقبال کے بارے میں دو تقریریں کی تھیں۔ ان میں سے ایک تقریر کا عنوان ''اقبال و ما'' اور دوسری کا عنوان ''اقبال مصلحِ قرنِ آخر'' تھا۔ زیرِ تبصرہ کتاب ڈاکٹر علی شریعتی کی اسی دوسری تقریر کا اردو ترجمہ ہے۔ اس تقریر میں ڈاکٹر علی شریعتی نے فکرِ اقبال کے مصالحانہ پہلو پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ یہ تقریر ۲۴ اپریل ۱۹۷۰ء کو کی گئی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اس تقریر کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''..... اس میں اسلامی تحریکوں اور مسلمانوں کے ماضی، حال نیز مستقبل کا ذکر زیادہ ہے اور اقبال کا ذکر کم تر مگر مقرر نے جو کچھ کہا ہے، وہ اقبال فہمی کی خاطر تھا۔ یہ کتاب جہاں ڈاکٹر علی شریعتی (رحمۃ اللہ علیہ) کی بلند فکر کی غماز ہے، وہاں ان کے اس مجموعی تاثر کی بھی آئینہ دار ہے جو انھوں نے علامہ اقبال سے لیا تھا...... '' (۴۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کرتے وقت اس تقریر کے تمام دستیاب متون کو مدنظر رکھا ہے۔ انھوں نے تحت اللفظی کے بجائے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے اور سلیس اردو میں تقریر کا مفہوم بیان کیا ہے۔ قارئین کی سہولت اور تفہیم میں آسانی کے لیے فارسی متن میں ذیلی عنوانات بھی قائم کیے گئے ہیں۔

اس تقریر کا ایک اور ترجمہ ۱۹۹۴ء میں فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔اس کے مترجم کبیر احمد جائسی ہیں۔انھوں نے اس تقریر کا لفظی ترجمہ کیا ہے۔اصل فارسی متن کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض اور کبیر احمد جائسی کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

فارسی متن از''اقبال مصلح قرنِ اخیر''

''ہنگامی کہ یک انسان بزرگ رامی شناسیم کہ در زندگی موفق زیست است، روح اورادر کالبد خویش می دمیم وبااو زندگی می کنیم، واین مارا حیاتی دوبارہ می بخشد۔''

شاندل (دفتر ھائی سبز)

بااین برنامہ بسیار پرارزش وسودمندی کہ، بہ ابتکار مؤسسہ تحقیقی وتبلیغی حسینیہ ارشاد، دراین جابرگزار می شود، شاید برای اولین بار باشد کہ مادر دورۂ جدید، در سطح جھانی فکر اسلامی وبینش انسانی و بین المللی اسلامی یک کار علمی وتحقیقی ومنطقی می کنیم واین خودنشانہ احساسی است کہ محمد اقبال، مظہر این احساس در عصر ماست۔ (۴۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''فرانسیسی مصنف شاندل نے اپنی گرین نوٹ بکس میں لکھا ہے'' ہم جب کسی ایسے شخص سے متعارف ہوں جس نے کامیاب زندگی گزاری ہو، تو ہم اس کی روح کو اپنے قالب میں بساتے ہیں اور اس کے ساتھ جیتے ہیں۔وہ ہمیں نئی زندگی دیتا ہے۔''

ابتدائیہ

مرکز حسینیہ ارشاد کے تحقیقی وتبلیغی ادارے کے ذریعے یہ ایک مفید اور مؤثر پروگرام پیش کیا جارہا ہے۔موجودہ دور میں یہاں شاید پہلی بار اسلامی فکر کی عالمی بصیرت پر ایک علمی، تحقیقی اور منطقی مجلس برپا ہورہی ہے جس کی ضرورت کے احساس کا مظہر علامہ محمد اقبال رہے ہیں۔ (۴۹)

ترجمہ از کبیر احمد جائسی

''جب ہم کسی ایسے عظیم انسان کی معرفت حاصل کرتے ہیں جس نے کامیاب وکامران زندگی گزاری ہے تو ہم اس کی روح کو نہ صرف اپنے جسم میں جلوہ گر کرتے ہیں بلکہ زندگی کے سفر میں بھی اس کے شریک ہوجاتے ہیں اور یہی چیز ہم کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہے۔'' (شاندل' دفتر ھای سبز)

یہ اہم اور مفید جلسہ جو حسینیہ ارشاد جیسے تحقیقی اور تبلیغی ادارے کی طرف سے منعقد کیا جارہا ہے غالباً پہلا جلسہ ہے جس میں ہم اس جدید دور میں اسلامی فکر' انسانی بصیرت اور اسلامی بین الملیت کی

عالمگیر سطح پر کوئی علمی، تحقیقی اور منطقی کام کر رہے ہیں۔

یہ جلسہ خود اس احساس کی نشاندہی کرتا ہے کہ محمد اقبال ہمارے عہد میں اسی اسلامی فکر اور انسانی و بین الملکی اسلامی بصیرت کے مظہر ہیں۔(۵۰)

دونوں تراجم (خصوصاً فارسی متن کے آخری جملے کے تراجم) کا موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ تحت اللفظی نہیں ہے۔ یہ ترجمہ متن کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ ترجمہ عام فہم، سلیس اور رواں ہے۔ کبیر احمد جائسی کا ترجمہ تحت اللفظی ہے۔ ترجمہ متن کے مطابق اور درست ہے۔ انھوں نے ترجمہ کرتے وقت زیادہ احتیاط برتی ہے اور ترجمے میں فارسی جملوں کی بناوٹ اور الفاظ کو بھی مدنظر رکھا ہے۔

فارسی متن از ''اقبال مصلح قرنِ اخیر''

''آن وقت ہم کہ مردم ما ''روشنفکر'' نبودند۔ فقط یک میرزا ''ملکم خان'' بود کہ کسی ھم بہ او گوش نمی کرد، فتنہ باز و بدنام و دستش رو۔ دزد لاتاری! بعد از این نھضت تحریم تنبا کو و مقاومت منفی علیہ کمپانی رژی بود کہ گاندی نھضت منفی علیہ انگلیس و تحریم استعمال منسوجات و کالا ھای انگلیسی را در سراسر ھند اعلام می کند و می بینیم کہ با دست خالی، امپراطوری کبیر را خلع یدمی کند و دستش را قطع می سازد۔ وانگلستان در اوج قدرتش آن قارہ زرخیز را از دست می دہد۔''(۵۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''مگر اس وقت ایرانی نام نہاد روشن خیال نہ تھے البتہ اس وقت مرزا ملکم خان ایسے لوگ خال خال موجود تھے، ملکم خان کو دھوکا باز، عیار، فتنہ پرداز اور قاتل وغیرہ کہہ کر بدنام کیا گیا ہے اور اس کے افکار پر کسی نے دھیان نہیں دیا۔ بہر حال مرزا حسن شیرازی کے فتویٰ نے ایران میں تمبا کو کی کمپنی کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں اور اس طرح برصغیر میں گاندھی جی کی منفی تحریک عدم تعاون نے انگریزی استعمار کے کاخ کی بنیادیں ہلا دی تھیں۔ اس طرح اسلحہ اور حرب وضرب کے بغیر انگریزی مال کے بائیکاٹ کرنے سے برصغیر کے لوگوں نے برطانوی وقت کو اس شدومد سے چیلنج کیا کہ آخر انگریزوں کو برصغیر سے رختِ سفر باندھنا پڑا۔''(۵۲)

ترجمہ از کبیر احمد جائسی

''اس وقت بھی جب کہ ہمارے عقام ''روشن فکر'' نہیں تھے صرف ایک مرزا ملکم خاں (ہی روشن فکر' تھا) جس کی باتوں پر کوئی شخص کان نہ دھرتا تھا (کیونکہ وہ ایک) شعبدہ گر' بدنام' اور لاٹری باز چور تھا' رژی کمپنی کے خلاف' منفی مزاحمت اور تحریک تنبا کو کی کامیابی کے بعد ہی گاندھی پورے

ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف منفی مزاحمت اور بدیشی اشیا کے مقاطعے کا اعلان کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ خالی ہاتھ ہونے کے باوجود وہ ایک بڑی اور مضبوط حکومت کے تسلط کا خاتمہ کر دیتے ہیں اور اس کے ہاتھوں کو قلم کر کے رکھ دیتے ہیں اور انگلستان اپنے زور و طاقت کے عروج کے زمانے میں اس زرخیز سرزمین سے دست بردار ہو جاتا ہے۔" (۵۳)

کبیر احمد جائسی کا ترجمہ تحت اللفظی ہے اور انھوں نے نہایت احتیاط سے فارسی عبارت کا مفہوم اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ فی البدیہہ، طبع زاد تحریر محسوس ہوتا ہے۔موزوں الفاظ اور جملوں کی وجہ سے ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ترجمہ پڑھتے وقت بوریت اور اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔تاہم، ترجمے میں اصل متن کے لحاظ سے کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ترجمے میں مرزا حسن شیرازی کے فتویٰ کا بھی ذکر کیا گیا ہے جبکہ اصل عبارت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

فارسی متن از "اقبال مصلح قرنِ اخیر"

"من بیماری قومیت پرستی ندارم اما واقعیت این است کہ اندیشہ ایرانی درسخت ترین شرایط سیاسی در تاریخ اسلام نشان داد کہ حقیقت اسلام را نہ آن چنان کہ براو عرضہ کردند بلکہ آن چنان کہ آن را پنھان کردند تا تاریخ از یاد ببرد، دریافت و ایرانیان در آغاز اسلام، علی رغم ھمہ تبلیغات عالمگیر بنی امیہ و بنی عباس، حق پایمال شدہ و راہ نخستین را در اسلام تشخیص دادند و نبوغ ایرانی در قرن دوم و سوّم و چھارم کہ عصر طلایی تمدن و فرھنگ اسلام بود بزرگ ترین و شاید بہ گفتہ عبدالرحمٰن بدوی مصری تنھا عامل گسترش فرھنگ و روح و معنویت تمدن اسلامی بود و شگفت این کہ امروز نیز در نھضت رنسانس اسلامی و احیای روح و حرکت و بیداری فکر اسلامی و جامعہ ھای خواب آلودہ مسلمان، نخستین بنیان گذار و پیشگام آن سید جمال اسدآبادی از میان ماست و بالاخرہ ادامہ دھندہ نھضت او علامہ اقبال بزرگ ھم، خطابش بہ ما ایرانی ھا کہ می گوید:

چون چراغِ لالہ سوزم درخیابان شما ای جوانان عجم، جان من و جان شما
حلقہ گرد من زنید ای پیکران آب و گل آتشی در سینہ دارم از نیا گان شما!

این سخن را برای تفاخر ملی و رجز خوانی قومی نگفتم، تا روشنفکران آگاہ و دردمند جامعہ ما مسؤلیت خویش را در این کار احساس کنند۔ والسلام"

حواشی

"این علما و محققان ملی اخیر کہ برای تضعیف اسلام می گویند ایرانیان برای فرار از مالیات (جزیہ) ظاہراً بہ اسلام گرویدند، نہ تنھا از تاریخ چیزی نمی دانند و حتیٰ شعور این را ندارند کہ بدانند با مالیات،

مذھبی گسترش نمیابد، بلکہ بزرگترین اھانت را بہ یک ملت روامی دارند، ملتی کہ درراہ عقیدہ خویش خونھا دادہ است ۔ وحتیٰ پیش از اسلام درنھضت مزدک ۔ متھم می کنند کہ بہ خاطر فرار از پرداخت مالیات، دین وملت خود را رھا کردہ است ۔ این اجداد شما محققان، چنین آدمھای مالیاتی بودہ اند، نہ ملت ایران ۔ ملتی کہ باغ خونین نوشیروان رادرو با بیست ھزار شھیدی کہ برای عدالت، از سر در خاک غرس شدند ۔ این باغ نیم قرن بعد بہ برگ و بار نشست واسلام درایران یعنی این ! واین وارثان آن دبیران، کہ ھنوز کہ لب از مدیحہ سرایی جباران نبست اند وھمچون سحرہ فرعون، قلم بہ سیماب فریب، می آلایند و دست در کار جعل تاریخ ووضع لقب اند و باغ شداورا بھشت عدن می خوانند وجلاد بیست ھزار عدالتخواہ را نوشہ ۔ روان عادل ! اینھا راچہ می فھمند؟ درقاموس اینھا ملیت چیزی است جدا از ملت ۔ ھرکہ برگردہ ملت سوار شود وموبدان ومستوفیان ومطربان ودلقکان و مغنیان ومنجمان وقال بینان وکنیزان وخواجہ سرایان ودبیران ومورخان درگاہ رانوالہ بخشد، ملیت و میھن ومذھب وغیرہ ھم اوست ! (ر ۔ ک ۔ قصیدہ فرخی درمدح سلطان محمود ترک)‘‘ (۵۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

’’میں وطن پرستی کے مرض سے مبرا اور سالم ہوں ۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ایران نے وقت کے سخت ترین حالات میں بھی دین کی وہ ترجمانی کی جو اس کے نزدیک درست تھی ۔ اور اپنے اوپر مسلط کیے ہوئے افکار وعقائد کو اس نے کبھی قبول نہیں کیا ۔ ایرانیوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کی خلافتوں کے دوران سرکاری پراپیگنڈے کی پرواہ نہ کی اور اسلام کی خدمت جاری رکھی ۔ دوسری سے چوتھی صدی ہجری تک (آٹھویں تا دسویں صدی عیسوی) کا زمانہ مسلم ثقافت اور تمدن کی ترقی کا زریں عہد ہے ۔ اس ترقی میں زیادہ حصہ ایرانیوں کا تھا ۔ عبدالرحمٰن بدوی مصری نے لکھا ہے کہ ان قرون میں ایرانیوں نے ہی تہذیب اسلامی کو پیشرفت سے بہرہ ور کیا ہے ۔ گذشتہ صدی سے عالم اسلام میں بیداری، ترقی اور اتحاد کی صدا بھی ایک ایرانی نے بلند کی ۔ اقبال، اسی شخصیت، سید جمال الدین اسد آبادی کے کام کو آگے بڑھاتے رہے ہیں' اس لیے وہ ایرانیوں کے ساتھ بڑی دل سوزی کے ساتھ خطاب کرتے ہیں کہ:

چون چراغِ لالہ سوزم در خیابان شما ای جوانان عجم ، جان من و جان شما
حلقہ گرد من زنید ای پیکران آب وگل آتشی در سینہ دارم از نیا گان شما!

میں نے یہ آخری چند جملے قومی فخر اور رجز خوانی کے طور پر نہیں کہے ۔ مقصد یہ ہے کہ موجودہ ایرانی معاشرے کے دردمند اور صاحب دل افراد اپنی ان ذمہ داریوں کو محسوس کریں جو انھیں عالم اسلام کے سلسلے میں درپیش ہیں اور جن کا احساس علامہ اقبال نے دلایا ہے ۔‘‘ (۵۵)

ترجمہ حواشی از ڈاکٹر محمد ریاض

☆ لیکن کچھ عرصے سے ہمارے ہاں ایسے علماء اور محققین پیدا ہوئے ہیں جو ایرانیوں کی اسلام کے ساتھ وابستگی کی نفی کررہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایرانیوں نے ٹیکس اور جزیے سے بچنے کے لیے اسلام قبول کرلیا تھا۔ یہ اپنے عقیدہ وایمان کی خاطر جان کی بازی لگادینے والی قوم کی توہین کررہے ہیں۔ یہ لوگ لکھتے ہیں کہ مالیات سے بچنے کے لیے ہی ایرانیوں نے قبل از اسلام مزدک کا مذہب بھی قبول کرلیا تھا۔ ان محققین کے باپ دادا نے شاید جزیہ اور مالیات سے بچنے کے لیے ایسا کیا ہو، مگر ایرانی قوم نے ایسا طرزِ عمل ہرگز ادا نہیں کیا ہے۔

☆ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا، ایرانی بالعموم سید جمال الدین کو اسدآباد، ہمدان کا باشندہ بتاتے ہیں۔ افغانی انھیں نواحِ کابل کے مقام اسدآباد سے منسوب کرتے ہیں۔ سید جمال الدین ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں انھوں نے استنبول میں انتقال فرمایا۔ بعد میں ان کے تابوت کو افغانستان میں لاکر کابل یونیورسٹی کے احاطے میں دفن کیا گیا (۱۹۴۴ء) جہاں ایک مقبرہ بنایا گیا ہے (مترجم)

☆ زبورِ عجم

☆ ۱۹۷۹ء سے ایران میں عظیم اسلامی انقلاب برپا ہے، اس سے ایرانیوں کا فکرِ اقبال سے مزید اسلاف واتفاق ایک بدیہی امر ہے (مترجم)۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی متن کے حواشی کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ متن کی تفہیم کو سہل بنانے کے لیے انھوں نے خود سے بھی حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ لفظ (مترجم) کے اضافے سے واضح کردیا ہے کہ یہ حواشی اصل متن کے نہیں بلکہ مترجم کے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی اشعار کا حوالہ بغیر صفحہ نمبر کے دیا ہے اور ان کا ترجمہ بھی نہیں دیا۔ اردو دان طبقے کی آسانی کے لیے فارسی اشعار کا ترجمہ دینا چاہیے تھا۔ بحیثیتِ مجموعی ان کا ترجمہ عام فہم، سلیس، رواں اور متن کی درست ترجمانی پر مشتمل ہے۔

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

04- اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی

تصنیف و ترجمہ: ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : انتشارات، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

اشاعت : باراول، آذر ماہ ۲۵۳۶ شاہنشاہی، ۱۳۹۷ہجری قمری، دسمبر ۱۹۷۷ء، شمارہ ۳۵،
گنجینۂ ادب، شمارہ ۱۲؛ بہ مناسبت جشن صد مین سال وولادت علامہ دکتر محمد اقبال

صفحات : ا تا و + ا تا ۱۶۰ + i تا ix

قیمت : چالیس روپے

Name : Iqbal Lahori and Other Persian Poets
Author : Dr. Muhammad Riaz
Publishers: Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad.
Printer : Mirza Naseer Baig, Jadeed Urdu Type Press, Lahore.
Copies : 1000
Size : 24 x 17 cms.
Paper : 70 grams
Date : 2536 Shahanshahi: 1977 A.D.
Price : Rupees Forty(۵۲)

فہرست مضامین:

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۔	پیش گفتار	۱
۲۔	مختصری دربارۂ اقبال واصناف شعر فارسی وی	۷
	زندگانی اقبال	۷
	آثارِ اقبال	۸

توصیفی از 'خودی' بعنوان فلسفۂ ویژہ اقبال ۱۰
اصنافِ شعر فارسی اقبال ۱۱
مثنویھا ۱۲
دو بیتی ھا ۱۳
مستزادات ۱۴
غزل سرائی اقبال ۱۶
قطعات ۱۹
۳۔ تاثیر شعرای سبک خراسانی در آثار اقبال ۲۰
سبک ۲۰
سبک خراسانی ۲۰
اقبال و سبکِ خراسانی ۲۱
۱۔ استاد ابوالقاسم فردوسی طوسی (۴۱۱ھ) ۲۳
۲۔ فرخی سیستانی، ابوالحسن علی (م ۴۲۹ھ) ۲۴
۳۔ منوچھری دامغانی ابوالنجم احمد (م ۴۳۲ھ) ۲۴
۴۔ خواجہ محمد عبداللہ انصاری (م ۴۸۱ھ) ۲۵
۵۔ ناصر خسرو وجت، ابومعین علوی قبادیانی (م ۴۸۱ھ) ۲۵
۶۔ مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ھ) ۲۷
۷۔ سنائی غزنوی، حکیم ابوالمجد حسن مجدود (۵۳۵ھ) ۲۷
۸۔ انوری ابیوردی، حکیم اوحدالدین محمد (م در حدود ۵۸۷ھ) ۳۰
۹۔ خاقانی شروانی، حکیم افضل الدین بدیل (م ۵۹۰ھ) ۳۰
۱۰۔ نظامی گنجوی، حکیم جمال الدین ابومحمد الیاس (م در حدود ۶۱۰ھ) ۳۲
۱۱۔ عطار نیشابوری، شیخ ابوحامد محمد فریدالدین (م ۶۱۸ھ) ۳۳
۱۲۔ شیخ معین الدین چشتی اجمیری (م ۶۳۳ھ) ۳۵
۱۳۔ شیخ اوحدالدین کرمانی (م ۶۳۵ھ) ۳۶
۱۴۔ قطران تبریزی، ابومنصور عضدی (م در حدود ۴۶۵ھ) ۳۶

۴۔ سبکِ عراقی و اقبال ۳۷
سبکِ عراقی ۳۷
اشارہ بہ سبکِ اقبال ۳۸
۱۔رومی، مولانا جلال الدین محمد مولوی (م ۶۷۲ھ) ۳۸
ارتقاواحترام انسانی ۴۱
توصیفاتِ رومی ۴۳
تتبعات واستقبالاتِ رومی ۵۲
تضمینات ومنقولات گوناگون ۵۴
۲۔عراقی ہمدانی، شیخ فخر الدین (م ۶۸۸ھ) ۶۱
۳۔سعدی شیرازی، شیخ مصلح الدین (م در حدود ۶۹۱ھ) ۶۲
محولات وماخوذاتِ سعدی ۶۴
استقبال در غزل سرائی ۶۶
۴۔محمود شبستری تبریزی، شیخ سعد الدین (م ۷۲۰ھ) ۶۶
غزل ۶۹
پایان مثنوی ۶۹
۵۔قلندر پانی پتی، شیخ بوعلی شرف الدین (م ۷۲۴ھ) ۷۰
۶۔خسرو دھلوی، امیر ابوالحسن، طوطی ھند، (م ۷۲۵ھ) ۷۱
۷۔اوحدی مراغہ ای، شیخ رکن الدین (م ۷۳۸ھ) ۷۳
۸۔ چراغ دھلوی: شیخ نصیر الدین محمود (م ۷۵۷ھ) ۷۴
۹۔یحییٰ شیرازی، فخر الدین، ابن معین (م ۷۸۲ھ) ۷۵
۱۰۔حافظ شیرازی، خواجہ محمد شمس الدین ''لسان الغیب'' (م ۷۹۱ھ) ۷۵
تضمینات واستقبال از تراکیب ۷۶
استقبال در غزلیات ۸۰
۱۱۔کمال خجندی، شیخ کمال الدین مسعود (۸۰۳ھ) ۸۵
۱۲۔جامی، نور الدین عبدالرحمٰن (م ۸۹۸ھ) ۸۶

۱۳۔ بابا افغانی شیرازی (م ۹۲۵ھ) ۹۱
نزدیکی معانی واشتراک قوالب غزلھا ۹۲
۱۴۔ عرشی یزدی، ملا تھماسپ قلی بیگ (م ۹۸۹ھ) ۹۴
۱۵۔ وحشی بافقی، کمال الدین یزدی (م ۹۹۱ھ) ۹۴
۱۶۔ جمالی دھلوی، مولانا حامد کنبوھی (م ۹۴۲ھ) ۹۵
۱۷۔ سحابی استرآبادی، ابوسعید (م ۱۰۱۰ھ) ۹۶
سبک ھندی چیست؟ ۹۷
۴۔ اقبال وسبک ہندی ۱۰۱
۱۔ عرفی شیرازی، سید جمال الدین محمد (م ۹۹۹ھ) ۱۰۲
۲۔ فیض اکبرآبادی، شیخ ابوالفیض فیاضی (م ۱۰۰۴ھ) ۱۰۴
۳۔ انیسی شاملو، علی قلی بیگ (م درحدود ۱۰۱۴ھ) ۱۰۴
۴۔ غزالی مشھدی (۹۸۰ھ) ۱۰۴
۵۔ میرزا جلال اسیر (م ۱۰۴۰ھ) ۱۰۴
۶۔ ملک قمی (م ۱۰۲۴ھ) ۱۰۵
۷۔ نظیری نیشابوری، حاج محمد حسین (م ۱۰۲۱ھ) ۱۰۵
۸۔ زلالی خوانساری، مولانا حکیم (م ۱۰۳۴ھ) ۱۰۹
۹۔ ظھوری ترشیزی، نورالدین محمد (م ۱۰۲۵ھ) ۱۰۹
۱۰۔ مومن استرآبادی، میر محمد (م ۱۰۳۴ھ) ۱۱۱
۱۱۔ طالب آملی، محمد (م ۱۰۳۶ھ) ۱۱۲
۱۲۔ قدسی مشھدی، حاج جان محمد (م ۱۰۵۶ھ) ۱۱۲
۱۳۔ کلیم ھمدانی کاشانی، ابوطالب (م ۱۰۶۱ھ) ۱۱۳
۱۴۔ رضی دانش مشھدی، حاج میر سید رضوی (م درحدود ۱۰۷۶ھ) ۱۱۴
۱۵۔ فرج ترشیزی، ملا فرج اللہ (م درحدود اواخر قرن یازدھم ھجری) ۱۱۴
۱۶۔ غنی کشمیری، ملا محمد طاہر (۱۰۷۹ھ) ۱۱۴
۱۷۔ عزت بخاری، شیخ عبدالعزیز (م ۱۰۸۹ھ) ۱۱۴

۱۸۔ملا طغرا مشهدی، علی ابراهیم ۱۱۶
۱۹۔راقم مشهدی، میرزا محمد سعد الدین ۱۱۶
۲۰۔مخلص کاشانی (شاعر قرن دوازدهم هجری) ۱۱۷
۲۱۔راسخ سرهندی، میر محمد زمان (م ۱۱۰۷ھ) ۱۱۷
۲۲۔ناصر علی سرهندی (م ۱۱۰۸ھ) ۱۱۷
۲۳۔جویا تبریزی کشمیری، میرزا داراب بیگ (م ۱۱۱۸ھ) ۱۱۸
۲۴۔محسن تاثیر تبریزی، مرزا اصفهانی (م ۱۱۳۱ھ) ۱۱۸
۲۵۔فوق یزدی، ملا احمد ۱۱۹
۲۶۔حسین گیلانی، ملا معمائی ۱۱۹
۲۷۔صائب تبریزی اصفهانی، میرزا محمد علی (م ۱۰۸۶ھ) ۱۱۹
۲۸۔بیدل عظیم آبادی دهلوی، میرزا عبد القادر (م ۱۱۳۳ھ/ ۱۷۲۰ میلادی) ۱۲۱
نظر اقبال در مورد تتبع از غالب بیدل ۱۲۴
۲۹۔حزین لاهیجی اصفهانی، شیخ محمد علی (۱۱۸۱ھ) ۱۲۵
۳۰۔مخلص سودهری سیالکوتی، انندرام (م ۱۱۶۴ھ) ۱۲۶
۳۱۔آذر اصفهانی، میرزا لطف الله بیگ (م ۱۱۹۵ھ) ۱۲۶
۳۲۔مظهر مالوی دهلوی، میرزا جانجانان (م ۱۱۹۵ھ/۱۷۷۰ میلادی) ۱۲۷
۳۳۔غالب دهلوی، میرزا اسد الله بیگ خان (م ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ میلادی) ۱۲۷
۳۴۔عزیز کشمیری لکھنوی، خواجه عزیز الدین (م ۱۹۱۵ء) ۱۳۲
۳۵۔گرامی جالندهری، غلام قادری (م ۱۹۲۷ء) ۱۳۲
۵۔ دورهٔ بازگشت سبک وسه تن از شاعران ۱۳۴
۱۔نشاط اصفهانی، میرزا سید عبد الوهاب (م ۱۲۴۴ هجری) ۱۳۴
۲۔طاهره بابیه، قرن العین (مقتول م ۱۲۶۴ هجری) ۱۳۵
۳۔قاآنی شیرازی، میرزا حبیب (م ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ میلادی) ۱۳۶
۶۔ نگاهی به سبک اقبال ۱۳۷
سبکِ اقبال ۱۳۸

۷۔ ضمیمہ ۱۴۴
توضیح ۱۴۴
مثنویھای مختصر ۱۴۴
اشعار پراگندہ ۱۴۷
برگزیدہ منابع ومصادر ۱۵۳
ماخذکلی ۱۵۹
مجلّات منتخب ۱۶۰

No.	Title	Page#
	Foreword	v...vi
	Publications of the Iran-Pakistan Institue of Persian Studies(۱)	ix-x

زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوی'' ڈاکٹر محمد ریاض کی اپنی ہی تصنیف ''اقبال اور فارسی شعراء'' کا آزاد اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے قریباً ستر کے قریب ان فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں دائیں طرف اردو میں ''انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان'' کی مطبوعہ چھبیس کتب کی فہرست دی گئی ہے۔ اس فہرست میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل دو کتب کے نام درج ذیل ترتیب سے دیے گئے ہیں۔

۲۴۔ اقبال ودیگر شعرای فارسی گوی، تالیف دکتر محمد ریاض

۲۶۔ کشف الابیات اقبال، بہ کوشش دکتر محمد ریاض ودکتر محمد صدیق شبلی

کتاب کے اختتام پر (بائیں سے دائیں طرف) یہی فہرست کتب انگریزی میں دی گئی ہے۔ انگریزی ''فہرست کتب'' میں چھبیس کے بجائے ستائیس مطبوعہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام دیے گئے ہیں۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کی مذکورہ بالا دو کتب ''اقبال ودیگر شعرای فارسی گوی'' اور ''کشف الابیات اقبال'' کے علاوہ ''فارسی کلیاتِ شبلی'' کا بھی درج ذیل صورت میں اندراج دیا گیا ہے:

Persian Poems of Shibli Nomani, edited and annotated by Dr.

Mohammad Riaz.(۵۶)

''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کی فارسی گوئی کے بارے میں مختصر، ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ سر شیخ عبدالقادر نے ''بانگِ درا'' کے دیباچے میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۵ء میں لندن جانے سے قبل اقبال نے فارسی میں ایک آدھ شعر ہی کہا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک ان کے کہے ہوئے فارسی اشعار میں سے کم از کم ایک سو ہنوز محفوظ ہیں۔ اپنے موقف کی حمایت میں انھوں نے ''باقیاتِ اقبال'' سے علامہ اقبال کے ۱۹۰۲ء تا ۱۹۰۳ء کے عرصے میں کہے گئے چند فارسی اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ ''فارسی کتاب'' کے ذیلی عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ان افراد کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ فارسی زبان کے سلسلے میں علامہ اقبال نے روابط رکھے تھے۔ ''واین کتاب'' کے ذیلی عنوان کے تحت کتاب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب ''مختصری در بارۂ اقبال و اصناف شعر فارسی وی'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال کی سوانح حیات، تصانیف، فلسفۂ خودی، اصنافِ شعر فارسی (مثنویات، دوبیتیوں، مستزادات، غزلیات اور قطعات) کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

دوسرے باب ''تاثیر شعرای سبک خراسانی در آثار اقبال'' کے عنوان کے تحت ''سبک'' کی تعریف، ''سبک خراسانی'' کی خصوصیات، کلام اقبال میں سبک خراسانی کے برائے نام اظہار اور سبک خراسانی سے تعلق رکھنے والے ان چودہ فارسی شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا تصانیفِ اقبال میں کسی نہ کسی صورت میں تذکرہ ملتا ہے۔

اس باب میں مذکور درج ذیل چار فارسی شعراء کا کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' (اردو) میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

۱۔ فرخی سیستانی ابوالحسن علی (م ۴۲۹ھ)
۲۔ خواجہ محمد عبداللہ انصاری (م ۴۸۱ھ)
۳۔ شیخ اوحدالدین کرمانی (م ۶۳۵ھ)
۴۔ قطران تبریزی، ابومنصور عضدی (م در حدود ۴۶۵ھ)(۵۷)

فہرست میں مذکور دیگر دس فارسی شعراء کا ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ذکر کیا گیا ہے۔ دونوں کتب ''اقبال اور فارسی شعراء'' اور اس کے فارسی ترجمے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای گوی'' کی فہرستوں اور متون کے تقابل و موازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ فارسی ترجمے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے

فارسی شعراء کا ذکر ''ترتیب زمانی'' سے کیا ہے جبکہ اصل اردو کتاب میں نہ تو ترتیب زمانی نظر آتی ہے اور نہ ہی الف بائی ترتیب رکھی گئی ہے۔ فارسی ترجمے میں اردو متن کو قدرے اختصار سے پیش کیا گیا ہے اور آزاد ترجمے کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ ان کے اسلوبِ ترجمہ کی تفہیم کے لیے درج ذیل ایک مثال ہی کافی ہوگی۔

اقتباس از ''اقبال اور فارسی شعراء''

خواجہ معین چشتی سید سجز (م ۶۳۳ھ)

تصانیفِ اقبال میں حضرت خواجہ غریب نواز سجزی اجمیری کا ذکر دو بار ضمناً اور ارادۃً ملتا ہے، اور تیسری بار کے ذکر میں حضرت خواجہ سے منسوب ایک شعر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ تینوں موارد بانگِ درا (حصہ اول) اور اسرارِ خودی کے ہیں۔

؎ چشتی نے جس زمین میں پیغامِ حق سنایا نانک نے جس زمین میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

؎ سید ہجویر، مخدومِ امم مرقد او پیرِ سنجر را حرم

؎ بہرحق در خاک وخون غلطیدہ است 'بس بنای لا الہ گردیدہ است

ہم بھی حضرت خواجہ کا ذکر تیمن وتبرک کے طور پر کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ اجمیری، بہت بڑے صوفی اور مبلغِ اسلام تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی خدمات عام طور پر یاد ہیں۔ اس خطے میں غلغلہء اسلام ان ہی کی بابرکت مساعی کی بدولت بلند ہوا۔ آپ کے نام کے ساتھ چند رسائل اور ایک مختصر دیوانِ فارسی منسوب ہے۔ تقریباً گیارہ سو اشعار کا حامل یہ دیوان برصغیر میں چھپ چکا ہے مگر جیسا کہ پروفیسر محمود خاں شیرانی اور پروفیسر سعید نفیسی نے لکھا ہے، حضرت خواجہ سے اس دیوان کا انتساب اشتباہی ہے۔ اصل شاعر کا نام معین الدین محمد زمجی ہے اور معین الدین ہروی کے نام سے معروف ہے۔ اس کا انتقال ۹۰۳ھ میں ہوا ہے۔ وہ مولانا جامی کا معاصر تھا۔ بظاہر لقب 'معین الدین' کے اشتراک سے لوگوں نے دھوکا کھایا اور اس دیوان کو حضرت خواجہ غریب نواز کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ واللہ اعلم۔ (۵۸)

اردو متن میں دیے گئے حواشی از ڈاکٹر محمد ریاض

۳۱۔ اصل میں سجز (س ج ز) ہے جو سگز کے مانند سیستان/سگزستان وغیرہ کا مخفف ہے۔

۳۲۔ سر داد و نداد دست در دستِ یزید حقا کہ بنای لا الہ ہست حسین

فارسی متن از ''اقبال و دیگر شعرا فارسی گوئی'' ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

شیخ معین الدین چشتی اجمیری (م ۶۳۳ھ)

خواجہ معین الدین از صوفیان بزرگ ایرانی است کہ در شبہ قارہ پاکستان وھند بہ تبلیغ دین اسلام پرداختہ اند۔ او از سادات طباطبائی چشت سیستانی بود (متولد ۵۳۷ھ)۔ مدتی در سرزمین ممالک اسلامیہ گردش روحانی داشتہ و گویا در سال ۵۵۸ھ از راہ پیشاور و لاہور و دھلی بہ اجمیر آمدہ بساط ھدایت وارشاد بہ مردم رادر آنسامان گستراندہ است۔ او نویسندہ ہم بود چنانکہ چند رسالہ فارسی وی بدست ما رسیدہ است، وگویا احیاناً شعرھم می گفت۔ بیت زیر را در منقبت سید علی ہجویری لاھوری معروف بہ گنج بخش (''داتا'' بہ اردو ھم درحدود ۴۸۰ھ) زبان زد مردم شبہ قارہ است:

گنج بخش ھر دو عالم، مظہر نور خدا ناقصان را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

وشعر ذیل ھم در منقبت حضرت امام حسین (ع) ھم معروف است:

سرداد نداد دست در دستِ یزید ''حقا کہ بنای لا الہ ھست حسین''

اقبال در بعضی از منظومات اردوی خود بتوصیف مقام خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ پرداختہ و در مثنوی اسرارِ خودی مصرع ثانی بیت منقول منسوب بہ خواجہ را ہم اشارہ نمودہ است:

بہر حق در خاک وخون غلطیدہ است پس بنای لا الہ گردیدہ است

بیت فوق در ''دیوان خواجہ معین الدین'' چاپ مطبع نولکشور لکھنو (سال ندارد) موجود است، ولی محققین مانند حافظ محمود شیرانی مرحوم واستاد سعید نفیسی فقید تصریح نمودہ اند کہ مقصود از معین الدین در این متن معین الدین ھروی است (معین الدین محمد زمجی م ۹۰۳ھ) ولذا انتساب این دیوان بہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری موسس سلسلہ چشتیہ شبہ قارہ، اشتباہ است۔ دیوان چاپ شدہ تقریباً ۱۱۰۰ بیت دارد۔ (۵۹)

مندرجہ بالا اردو عبارت اور اس کے ترجمہ سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ ترجمہ کرتے وقت اردو متن کی ترتیب کا خیال رکھنے کے بجائے اس کا مفہوم پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ ترجمے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا تعارف بھی دیا گیا ہے جبکہ اردو متن میں ان کا تعارف نہیں دیا گیا تھا۔

۳۔ ترجمے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب درج ذیل مشہور زمانہ شعر دیا گیا ہے

گنج بخش ھر دو عالم، مظہر نورِ خدا ناقصان را پیر کامل، کاملاں را رہنما

اردو متن میں مذکورہ بالا شعر نہیں دیا گیا ہے۔اردو متن بانگ درا (حصہ اول) سے دو اشعار اور اسرارِ خودی سے ایک شعر دیا گیا ہے۔ان اشعار میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ غریب النواز سجزی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ضمناً اور ارادتاً ذکر کیا ہے۔فارسی ترجمے میں یہ اشعار نہیں دیے گئے۔

۴۔ فارسی ترجمے میں اردو متن کی ترتیب کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض زیادہ تر علمی و ادبی کاموں میں اپنے حافظے پر انحصار کرتے تھے۔انھیں کلامِ اقبال کا بیشتر حصہ زبانی یاد تھا۔وہ اردو و فارسی اشعار یادداشت کے سہارے بغیر حوالہ جات کے تحریر کر دیتے تھے اور کلیات سے صحتِ متن کی تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔اپنے زیادہ تر تراجم میں انھوں نے اصل متن کا مفہوم بیان کیا ہے اور اصل متن کی ترتیب، جملوں کی بناوٹ اور عبارت سازی کے امور کو زیادہ سختی سے مدنظر نہیں رکھا۔یہ سب امور مندرجہ بالا ترجمے سے بھی آشکار ہیں۔ اگر وہ اردو متن کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کرتے تو پھر بانگِ درا اور اسرارِ خودی کے اشعار ترجمے میں ضرور شامل ہو جاتے۔موضوع زیر بحث کی اہمیت کے پیش نظر مذکورہ اشعار کا ترجمہ دیا جانا ضروری تھا۔

باب ''سبک عراقی و اقبال'' کے عنوان کے تحت ''سبک عراقی'' کا ذیلی عنوان قائم کر کے سبکِ عراقی کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔''اشارہ بہ سبکِ اقبال'' کے عنوان کے تحت بتایا گیا ہے کہ ''سبکِ عراقی' کے تمام فارسی شعراء (خصوصاً جلال الدین رومی اور خواجہ حافظ) نے اقبال کو متاثر کیا ہے۔''سبکِ اقبال''، ''سبکِ عراقی'' سے بہت نزدیک ہے۔علامہ اقبال نے قدماء، متوسطین اور کسی قدر جدید شعراء کے اسالیب کو پیش نظر رکھا مگر جلد ہی انھوں نے اپنا خاص سبک یا اسلوب اختیار کر لیا۔اسے ''سبکِ اقبال'' کا نام دیا گیا۔(۶۰)

''اقبال و سبک ہندی'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ ھندی'' کی خصوصیات بیان کی ہیں اور پینتیس فارسی شعراء کا ترتیب زمانی کے لحاظ سے ذکر کیا ہے۔شعراء کے ترتیب زمانی کے لحاظ سے تذکرے میں بھی کچھ بے ترتیبی نظر آتی ہے۔پہلے تین شعراء کا تذکرہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔اس کے بعد پانچ فارسی شعراء کے تذکرہ میں ترتیب زمانی نظر نہیں آتی۔اس کے بعد نمبر ۹ تا ۲۹ تک درست ترتیب زمانی سے فارسی شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس کے بعد ایک شاعر کا تذکرہ ترتیب سے ہٹ کر کیا گیا ہے۔زیادہ تر فارسی شعراء کے ناموں

کے ساتھ ان کا سنِ وفات ہجری تقویم میں دیا گیا ہے۔ تین شعراء کے ناموں کے سنِ وفات ہجری تقویم کے علاوہ میلادی تقویم میں بھی دیے گئے ہیں۔ دو فارسی شعراء کے ناموں کے ساتھ ان کے سنِ وفات عیسوی تقویم میں دیے گئے ہیں۔ چار فارسی شعراء کے سنینِ وفات نہیں دیے گئے۔ ان میں سے درج ذیل فارسی شعراء کے صرف نام دیے گئے ہیں اور ان کے تذکرے اور احوال میں کچھ بھی نہیں لکھا گیا:

۱۔ غزالی مشھدی (م ۹۸۰ھ)

۲۔ ملا طغرا مشھدی، علی ابراہیم

۳۔ فوق یزدی، ملا احمد (۶۱)

''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ''لطف اللہ بیگ آذر'' کا ''متفرقات'' میں ذکر کیا گیا ہے جبکہ فارسی ترجمے میں اس کا نام ''اقبال و سبکِ ھندی'' کے عنوان کے تحت دیا گیا ہے۔ اس طرح ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ''برصغیر کے چند معاصر شعراء'' کے عنوان کے تحت تین فارسی شعراء مسعود علی محوی دکنی، خواجہ عزیز الدین عزیز کشمیری ثم لکھنوی (م ۱۹۱۵ء) اور غلام قادر گرامی جالندھری (م ۱۹۲۷ء) کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ فارسی ترجمے میں آخری دونوں کا ''اقبال و سبکِ ھندی'' کے عنوان کے تحت ہی ذکر کیا گیا ہے۔ مسعود علی محوی دکنی کا ذکر مفقود ہے۔

مندرجہ بالا امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی ترجمے میں متن کو ترتیبِ نو سے پیش کیا گیا ہے۔ متن کی طباعت سے قبل اس پر نظر ثانی نہیں کی گئی جس وجہ سے کچھ کمزوریاں رہ گئیں۔

''سبکِ ھندی چیست؟'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے سبک ہندی کی درج ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ سبکِ ہندی کے حامل شعراء کی معروف صفات پیچیدگی اور مشکل گوئی ہیں۔ زیادہ تر شعراء پیچیدہ سخن اور مشکل گو رہے ہیں۔

۲۔ سبک ہندی کی دوسری معروف صفت مضمون آفرینی ہے۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں مضمون آفرینی بکثرت نظر آتی ہیں۔

۳۔ سبکِ ہندی کے شعراء کے ہاں ہر صنفِ شعر میں تمثیل نگاری نظر آتی ہے۔

اقبال کے ہاں پہلی دو خصوصیات تقریباً منقود ہیں۔ اردو کلام کے مانند اقبال کے فارسی کلام میں بھی سادگی اور سلاست موجود ہے۔ اقبال کے ہاں تمثیل نگاری موجود ہے مگر وہ سبکِ ہندی کا اثر نہیں کہی جاسکتی۔ دیگر معروف عرفانی شعراء جیسے سنائی، عطار، عراقی، حافظ اور جامی وغیرہ ھم کے

ہاں بھی یہ روش موجود رہی ہے۔(۶۲)

''دورۂ بازگشت سبک وسہ تن از شاعران'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ

بارہویں صدی ہجری میں ایران میں فارسی ادب کے احیاء کی تحریک شروع ہوئی۔اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ اصفہان یا ہندی سبک کے گورکھ دھندوں سے نجات حاصل کی جائے اور خراسانی و عراقی سبوک کی طرف رجوع کیا جائے۔اس تحریک کے نتیجہ میں قصائد سبکِ خراسانی میں کہے جانے لگے اور غزلیں وغیرہ سبکِ عراقی میں۔اقبال کے ہاں عصرِ اصلاح ادب کے چار ایرانی شعراء آذر، نشاط، طاہرہ اور قاآنی مذکور ہیں۔(۶۳)

''نگاہی بہ سبکِ اقبال'' کے عنوان کے تحت بتایا گیا ہے کہ ناقدین نے کلامِ اقبال کی منفرد خصوصیات دیکھ کر اقبال کے شعری اسلوب کو''سبکِ اقبال'' کا نام دیا ہے۔''سبکِ اقبال''،''سبکِ عراقی'' سے کسی حد تک نزدیک ہے۔اس پر سبکِ خراسانی اور سبکِ ہندی کا اثر بہت کم ہے۔

''ضمیمہ'' میں علامہ اقبال کے وہ فارسی اشعار دیے گئے ہیں جو''کلیاتِ اقبال فارسی'' میں شامل نہیں کیے گئے تھے۔یہ اشعار''باقیاتِ اقبال'' میں دیے گئے ہیں۔

''برگزیدہ منابع ومصادر'' اور''ماخذ کلی'' کے عنوانات کے تحت منابع ومصادر کی فہرست دی گئی ہے۔''اسامی الشاعر مذکور کتاب بترتیب الف بائی'' کے عنوان کے تحت کتاب میں مذکور شعراء کی الف بائی ترتیب سے ناموں کی فہرست اور''اعلامِ کتاب'' کے نام سے''اشاریہ'' دیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر کتاب''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' بہت اہم ترجمہ ہے۔اس میں فارسی شاعری کے مختلف اسالیب کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ان اسالیب کا اقبال کی شاعری پر کس حد تک اثر ہوا۔مختلف فارسی شعراء کے کلام سے مثالیں پیش کر کے اقبال کی شاعری پر ان کے اثرات واضح کیے گئے ہیں اور اقبال کی شاعری کی منفرد خصوصیات کے حوالے سے ناقدینِ فن کی آرا کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال کا منفرد اسلوبِ شاعری سبکِ اقبال فارسی کہلاتا ہے۔

یہ کتاب فارسی زبان وادب اور اقبالیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعہ، عمیق آگہی اور علم دوستی کی مظہر ہے۔انھوں نے اردو و فارسی زبانیں پڑھنے، سمجھنے اور بولنے والے کروڑوں افراد کے لیے فارسی شاعری کی تاریخ، اس کی خصوصیات، کلامِ اقبال کی خصوصیات اور فکرِ اقبال کی بہتر تفہیم کے لیے اردو وفارسی میں کتب تصنیف کر کے گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

05- افکارِ اقبال

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : محمد سعید اللہ صدیق، مکتبہ تعمیرِ انسانیت اردو بازار لاہور
سن اشاعت : 1990ء
صفحات : 189
قیمت : 54روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۰۱۔	ازمترجم	۰۰۵
۰۲۔	عبدالکریم الجیلی کا نظریہ توحید مطلق	۰۰۷
۰۳۔	اسلام کا اخلاقی اور سیاسی نقطۂ نظر	۰۲۷
۰۴۔	ملت اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ	۰۵۷
۰۵۔	شذراتِ فکر۔ پانچ اضافی نکتے	۰۸۱
۰۶۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	۰۹۱
۰۷۔	فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث	۱۱۹
۰۸۔	دیباچہ پیامِ مشرق کے نقوش اولیہ	۱۲۵
۰۹۔	زندگی کا اندرونی امتزاج	۱۳۱
۱۰۔	میکٹیگارٹ کا فلسفہ	۱۳۳
۱۱۔	جاوید نامہ	۱۴۵
۱۲۔	حیات بعد الموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب	۱۵۳
۱۳۔	نیٹشے سے اقبال کا فکری تباین اور تضاد	۱۵۹

۱۴۔ اقبال کے نمونہ ہائے تراجم ۱۶۷

علامہ اقبال نے ۱۹۰۰ء تا ۱۹۳۸ء کے درمیانی عرصے میں مختلف علمی و ادبی موضوعات پر اردو و انگریزی زبانوں میں متعدد مقالے لکھے۔ انگریزی مقالے مختلف مجموعوں میں موجود ہیں جب کہ اردو مقالے ''مقالاتِ اقبال'' نام کی کتاب میں موجود ہیں۔ ''افکارِ اقبال'' علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء تا ۱۹۳۷ء تک لکھے گئے ۱۲/انگریزی مقالوں کے ترجمہ اور توضیحات پر مشتمل ہے۔ ان میں ۱۱ مقالے پہلی بار ترجمہ کر کے مدوّن کیے گئے ہیں اور ایک ترجمہ شدہ مقالہ دوبارہ سہل انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالات بیشتر موضوعاتِ اقبالیات پر محیط ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے افادۂ عام کے لیے ان کا آسان اردو میں ترجمہ کیا ہے۔(۶۴)

''افکارِ اقبال'' کا پہلا مقالہ ''**شیخ عبدالکریم الجیلی کا نظریہ توحید مطلق**'' ہے۔ یہ ''الجیلی'' کی کتاب ''الانسان الکامل'' کے مطالعے پر مبنی ہے۔ یہ مقالہ رسالہ ''انڈین انٹی کواری''، ''Indian Antiquary'' بمبئی کے ستمبر ۱۹۹۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال نے ''الجیلی'' کی کتاب ''الانسان الکامل'' کے مختصر مطالعہ کو اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''فلسفہ عجم'' کے باب پنجم میں بالاختصار شامل کیا تھا۔ پی ایچ ڈی کے مقالے میں اس کا عنوان ''حقیقت بہ حیثیت فکر کے۔ الجیلی'' ہے۔ علامہ اقبال کا انگریزی مضمون بعنوان "The Doctorine of the Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim al-Jilani" سید عبدالواحد کی مدوّن شدہ کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۴ پر اور لطیف احمد شیروانی کی کتاب Speeches, Writings & Statements of Iqbal کے صفحہ نمبر ۷۷ پر موجود ہے۔ اس کا ترجمہ لطیف احمد شیروانی کی کتاب کے ترجمے ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ نمبر ۹۹ پر بھی موجود ہے۔ اس کتاب کے تمام متن کا ترجمہ معروف صحافی اقبال احمد صدیقی نے کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''الجیلی'' کے مضمون کا ترجمہ کرتے اور حواشی لکھتے وقت علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے ''فلسفۂ عجم'' مترجمہ میر حسن الدین کے باب نمبر ۵ کے مندرجات (صفحہ نمبر ۱۹۴ تا ۲۲۰) کو مدنظر رکھا تھا۔(۶۵)

انگریزی متن میں استعمال کی گئی تراکیب اور اصطلاحات بڑی مشکل اور دقیق ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت مہارت سے ان کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

انگریزی متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کے ساتھ موازنہ کے لیے اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔

Allama Iqbal writes:

The perfect man, then, is the joining link. On the one hand he receives illumination from all the essential names, on the other hand all the divine attributes reappear in him. These attributes are:

(1) Independent life or existence.

(2) Knowledge which is a form of life, as the author proves from a verse of the Quran.

(3) Will-the principle of particularisation or the manifestation of the Being.

The author defines it as the illumination of the knowledge of God according to the requirements of the Essence, hence it is a particular form of knowledge. It has nine manifestations, all of which are different names for love, the last is the love in which the lover and the beloved, the knower and the known, merge into each other and become identical. This form of love, the author says, is the Absolute Essence; as Christianity teaches God is love. The author guards here against the error of looking upon the individual act of will as uncaused. Only the act of the universal will is uncaused; hence he implies the Hegelian Doctrine of Freedom, and holds that the acts of man are both free and determined.(۶۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

انسانِ کامل اس لحاظ سے ایک رابطے کا سلسلہ ہے۔ایک طرف تو وہ بنیادی اسماء سے روشنی حاصل کرتا ہےاور دوسری طرف تمام ربانی صفات اس میں ظہور کرتی ہیں۔یہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مستقل زندگی یا وجود۔

۲۔ علم جو زندگی کی ایک صورت ہے جس کو مصنف نے قرآن مجید کی ایک آیت سے ثابت کیا ہے۔

۳۔ ارادہ، یہ ہستی کی قوت تفریق یا اس کا ظہور ہے۔مصنف اس کی تعریف یوں کرتا ہے کہ یہ خدا کے علم کی ایک تجلی ہے لہٰذا یہ علم کی ایک خاص شکل ہے۔اس کے نو مظاہر ہیں جو محبت کے ہی مختلف نام ہیں اور آخری ایسی محبت ہے جس میں محبت اور محبوب اور عالم اور معلوم ایک دوسرے میں جذب ہو کر ایک ہو جاتے ہیں۔الجیلی کہتا ہے کہ محبت کی صورت جوہرِ مطلق ہے جیسا کہ مسیحیت کی تعریف میں ہے، خدا محبت ہے۔یہاں مصنف اس بات سے خبردار کرتا ہے کہ ہر فرد کے فعلِ

ارادی کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ علت کے بغیر وجود میں آتا ہے، ایک غلطی ہے۔ صرف عالم گیر ارادے کا فعل علت کے بغیر ہوتا ہے۔ اس طرح وہ گویا ہیگل کے نظریہ آزادی سے کام لیتا ہے اور اس بات کا مدعی ہے کہ انسان اپنے کاموں میں آزاد ہے اور مجبور بھی۔ (٦٧)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی

اس لحاظ سے مرد کامل اتصال کی کڑی ہے۔ ایک طرف تو وہ جملہ اسماء سے اکتسابِ نور کرتا ہے۔ دوسری جانب جملہ صفاتِ الٰہیہ اس میں دوبارہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہ صفات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ آزاد زندگی یا وجود

۲۔ علم جو زندگی کی ایک شکل ہے جیسا کہ مصنف قرآن کی پاک آیہ کریمہ سے ثابت کرتے ہیں۔

۳۔ ارادہ وجود (خدا) کا اصول اختصاص یا اس کے مظاہر۔

مصنف اس کی تصریح یوں کرتے ہیں۔ ذات (جوہر) کی ضروریات کے مطابق خدا کے علم کا نور۔ چنانچہ یہ علم کی مخصوص صورت ہے۔ اس کے نو مظاہر ہیں اور یہ سب محبت کے مختلف نام ہیں۔ آخری محبت وہ ہے جس میں محبّ اور محبوب' جاننے والا اور جسے جانا جائے ایک دوسرے میں گھل مل جاتے ہیں اور ایک ہو جاتے ہیں۔ محبت کی یہ صورت مصنف کے بقول ذاتِ مطلق ہے۔ جیسا کہ عیسائیت تعلیم دیتی ہے کہ خدا محبت ہے۔ یہاں مصنف اس غلطی سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں کہ ارادے کا انفرادی فعل بے سبب ہے۔ صرف کائناتی ارادہ ہی بے سبب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس طرح وہ ہیگل کے نظریہ آزادی کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور اس کے قائل ہیں کہ انسان کے افعال آزاد اور متعین دونوں ہوتے ہیں۔ (٦٨)

دونوں تراجم کے موازنے سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ زیادہ عام فہم ہے کیونکہ انھوں نے ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کی سختی سے پابندی نہیں کی اس لیے ان کے جملوں میں بے ساختگی نظر آتی ہے۔ تاہم، اقبال احمد صدیقی نے ترجمہ کرتے وقت، ڈاکٹر محمد ریاض کی نسبت زیادہ سختی سے انگریزی جملوں کی بناوٹ اور ان کے زمانے (Tenses) ملحوظ خاطر رکھے ہیں۔ مثلاً

Iqbal writes:

> "The Perfect man, then, is the joining link. On the one hand he receives illumination from all the essential names, on the other hand all the divine attributes reappear in him."

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''انسانِ کامل اس لحاظ سے ایک رابطے کا سلسلہ ہے۔ایک طرف تو وہ بنیادی اسماء سے روشنی حاصل کرتا ہےاوردوسری طرف تمام ربانی صفات اس میں ظہور کرتی ہیں۔''

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''اس لحاظ سے مردِ کامل اتصال کی کڑی ہے۔ایک طرف تو وہ جملہ اسماء سے اکتسابِ نور کرتا ہے، دوسری جانب جملہ صفات الٰہیہ اس میں دوبارہ ظاہر ہوجاتی ہیں۔''

''Link'' سے مراد ''ملانے والی یا جوڑنے والی چیز'' ہے۔اسے ''کڑی'' بھی کہتے ہیں۔ ''Joining'' سے مراد ''دو چیزوں کو ملانے کے لیے قریب لانے والی'' ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''Joining Link'' کا ترجمہ ''رابطے کا سلسلہ'' کیا ہے جو درست نہیں ہے۔''رابطے کا سلسلہ'' سے مراد ''series of link'' ہے۔اقبال احمد صدیقی نے اس کا ترجمہ ''اتصال کی کڑی'' کیا ہے جو کہ متن کے مطابق درست ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظ ''all'' کا ترجمہ بنیادی کیا ہے جو کہ درست نہیں۔اقبال احمد صدیقی نے لفظ ''all'' کا ترجمہ ''جملہ'' کیا ہے جس سے مراد ہے ''تمام''۔دونوں حضرات نے لفظ ''essential'' کا ترجمہ نہیں کیا ہے جس کا مطلب ہے ''ضروری''۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں لفظ ''reappear'' کا بھی درست مفہوم نہیں دیا۔ لفظ ''reappear'' سے مراد ہے ''دوبارہ ظاہر ہونا''، ''دوبارہ ظہور کرنا''۔انھوں نے اس کا ترجمہ ''ظہور کرتی ہیں'' کیا ہے۔اقبال احمد صدیقی نے اس لفظ کا ترجمہ درست کیا ہے۔تاہم، ترجمے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نسبتاً آسان الفاظ استعمال کیے ہیں۔راقم الحروف کے خیال میں آخری جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہونا چاہیے:

''انسانِ کامل، اس لحاظ سے، ملانے والی ایک کڑی ہے۔ایک طرف تو وہ تمام بنیادی اسماء سے روشنی (نور) حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف تمام صفاتِ الٰہیہ اس میں دوبارہ ظاہر ہوجاتی ہیں۔''

متن کے مفہوم کے لحاظ سے دیکھیں تو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے متن کا مفہوم قدرے آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔مثلاً درج ذیل جملے کے مفہوم پر غور فرمائیں:

"The author guards here against the error of looking upon the individual act of will as uncaused...."

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔

"یہاں مصنف اس بات سے خبردار کرتا ہے کہ ہر فرد کے فعلِ ارادی کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ علت کے بغیر وجود میں آتا ہے ایک غلطی ہے......"

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

"یہاں مصنف اس غلطی سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں کہ ارادے کا انفرادی فعل بے سبب ہے۔"

ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے، جملے کا مفہوم واضح طور پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ کامیاب بھی ہوگئے ہیں۔ تاہم، انھوں نے محاورے "guard against" کا مفہوم صحیح نہیں دیا۔ اقبال احمد صدیقی نے اس کا مفہوم صحیح بیان کیا ہے۔

مختصر یہ کہ ابلاغ و تفہیم کے لحاظ سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بہتر ہے جبکہ لفظی و بامحاورہ ترجمے کے التزام میں اقبال احمد صدیقی زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں ذات باری تعالیٰ کے چند ایک اسماء درست نہیں دیے گئے۔ اس میں لکھے گئے اسماء (الجلیل الفہار، الرب المھین اور النحاق السمیع) درست نہیں ہیں۔ درست اسماء "الجلیل القہار"، "الرب المھیمن" اور "الخالق السمیع" ہیں۔(۶۹)

"افکارِ اقبال" کا دوسرا مقالہ **"اسلام کا اخلاقی اور سیاسی نقطہ نظر"** ہے۔ انگریزی میں یہ مضمون "Islam as a Moral and Political Ideal" کے عنوان سے لاہور کے مجلّے "ابزرور" کی اپریل ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں شامل تھا۔ دوبارہ یہ جولائی اور دسمبر ۱۹۰۹ء کے ہندوستان ریویو، الہ آباد میں شائع ہوا۔ "ایم۔ وائی ہاشمی" نے اس پر مبنی ایک کتاب بھی شائع کروائی۔ یہ مضمون علامہ محمد اقبال کے انگریزی مقالات اور بیانات وغیرہ کے تمام مجموعوں میں شامل ہے۔ اس مضمون کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی کتاب "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۹۷ پر اور سید عبدالواحد کی مرتبہ کتاب Thoughts and Reflections of Iqbal کے صفحہ نمبر ۲۹ پر موجود ہے۔ اس کا ترجمہ "اقبال احمد صدیقی" کی مترجمہ کتاب "علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات" میں بھی موجود ہے۔(۷۰)

اس مقالے میں علامہ محمد اقبال نے اسلام اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے بہت خوبصورت اور مدلل انداز سے اخلاقی اور سیاسی مباحث بیان کیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا معیار پرکھنے کے لیے اصل متن اور اقبال احمد صدیقی کے ترجمے

کے ساتھ اس کا موازنہ ممد و معاون ہوگا۔ اس ضمن میں دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

Allama Muhammad Iqbal writes:

> We see then that the fundamental pre-suppositions, with regard to the nature of the universe and man, in Buddhism, Christianity and Zoroastrianism respectively are the following:
>
> (1) There is pain in nature and man regarded as an individual is evil (Buddhism).
>
> (2) There is sin in nature and the taint of sin is fatal to man (Christianity).
>
> (3) There is struggle in nature; man is a mixture of the struggling forces and is free to range himself on the side of the powers of good which will eventually prevail (Zoroastrianism).(۷۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں:

پس کائنات اور انسان سے متعلق بنیادی پیش فرضیات بدھ مت، مسیحیت اور تشتیت میں علی الترتیب اس طرح ہیں:

۱۔ فطرت میں درد ہے اور انسان انفرادی طور پر بدی کا مجسمہ ہے۔(بدھ مت)

۲۔ کائنات میں گناہ ہے اور گناہ کا داغ انسانیت کے لیے مہلک ہے۔(مسحیت)

۳۔ کائنات میں کش مکش اور جدو جہد ہے، انسان کش مکش اور جدو جہد کرنے والی قوتوں کا آمیزہ ہے۔ وہ خیر کی قوتوں کی طرف اپنے آپ کو صفہ بستہ کرنے میں آزاد ہے جو انجام کار غالب آئیں گی۔(زرتشتیت)(۷۲)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی

اقبال احمد صدیقی ترجمے میں لکھتے ہیں:

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بدھ مت' مسیحیت اور زرتشتی نظام میں کائنات اور انسان کی نوعیت کے بارے میں کچھ بنیادی مفروضات ہیں جو علی الترتیب حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ فطرت میں دکھ ہی دکھ ہیں اور انسان جسے ایک فرد تصور کیا جاتا ہے، برائی ہے۔(بدھ مت)

۲۔ فطرت میں گناہ ہے اور داغِ گناہ انسان کے لیے مہلک ہے۔(مسیحیت)

۳۔ فطرت میں کشائش ہے' انسان نبرد آزما قوتوں کا مرکب ہے اور خیر کی قوتوں کی طرف داری کرنے میں آزاد ہے جو آخر کار فتح یاب ہوں گی۔(زرتشتی نظام)(۷۳)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلے جملے کے ابتدائی الفاظ "We see then that" کا ترجمہ نہیں کیا۔ان کے ترجمے سے اصل متن کا مفہوم تو ادا ہو جاتا ہے مگر اس ترجمے میں متنی اغلاط پائی جاتی ہیں ۔اس میں لفظ ''زرتشتیت'' کو ''تشتیت''، ''میسحیت'' کو ''مسحیت'' اور ''صف بستہ'' کو ''صفہ بستہ'' لکھا گیا ہے۔لفظ ''man'' کا ایک جگہ ترجمہ ''انسان'' اور دوسری جگہ ''انسانیت'' کیا گیا ہے۔لفظ ''mixture'' کا لفظی ترجمہ ''آمیزہ'' کیا گیا ہے۔متن کے سیاق وسباق کے مطابق اس کا ترجمہ ''مجموعہ'' ہونا چاہیے۔اس طرح "man is a mixture of the struggling forces" کا ترجمہ ''انسان جدو جہد کرنے والی قوتوں کا مجموعہ ہے'' ہونا چاہیے۔

۲۔ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ متن کے مطابق ہے۔ یہ پابند لفظی ترجمہ ہے۔تاہم، اس سے مفہوم سمجھ آجاتا ہے۔ اس میں "man is a mixture of the struggling forces" کا ترجمہ ''انسان نبرد آزما قوتوں کا مرکب ہے'' کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ اگرچہ درست ہے مگر اس میں لفظ "mixture" کا ترجمہ ''مرکب'' کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں۔علمِ کیمیا (Chemistry) میں لفظ ''compound'' سے مراد مرکب اور ''mixture'' سے مراد ''آمیزہ'' ہے ۔جب دو یا دو سے زیادہ اجزا کیمیائی طور پر مل جائیں تو نئی بننے والی چیز ''مرکب'' کہلاتی ہے۔جب دو یا دو سے زیادہ اجزا بغیر کسی کیمیائی عمل کے مل جائیں تو نئی بننے والی چیز ''آمیزہ'' کہلاتی ہے۔مرکب کے اجزا کو کیمیائی عمل کے بغیر جدا نہیں کیا جاسکتا جبکہ آمیزہ کے اجزا کو بغیر کیمیائی عمل کے جدا کیا جاسکتا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے مضمون میں لفظ ''mixture'' مجموعہ (combination) کے مفہوم میں استعمال کیا ہے ۔اس لیے اس کا ترجمہ ''آمیزہ'' یا ''مرکب'' کے بجائے ''مجموعہ'' کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

Allama Muhammad Iqbal Writes:

> How can we, in the presence of violent internal dispute, expect to succeed in persuading other to our way of thinking? The work of freeing humanity from superstition- the ultimate ideal of Islam as a community, for the realisation of which we have done so little in this great land of myth and superstition - will ever remain undone if emancipators themselves are becoming gradually

enchained in the very fetters from which it is their mission to set others free.(۷۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں:

''ہم اپنے اندرونی اغتشاش اور اختلال کی موجودگی میں یہ اس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ ہم دوسروں کو اپنے طریق تفکر کی رغبت دلانے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ توہم پرستی سے انسانیت کو نجات دلانا اسلام کا من حیث القوم بنیادی مطمح نظر ہے۔ اس نقطۂ نظر کے حصول کے لیے ہم نے اس اسطورہ، افسانہ اور توہم پرستی کی سرزمین میں بہت تھوڑا کام کیا ہے۔ اگر توہم پرستی سے نجات دلانے والے لوگ خود ہی توہم پرستی میں مبتلا ہو جائیں تو انسانیت کو توہم پرستی سے نجات دلانے کا کام کبھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے گا حالانکہ توہم پرستی سے نجات دلانا ناجیوں یا نجات دہندوں کا بنیادی مقصد ہے۔''(۷۵)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی

اقبال احمد صدیقی ترجمے میں لکھتے ہیں:

''ہم کس طرح سے ایک متشددانہ داشلی قضیہ تنازع کی موجودگی میں' توقع کر سکتے ہیں کہ دوسروں کو اپنے اندازِ فکر پر چلانے میں کامیاب ہو سکے ہیں؟ انسانیت کو توہمات سے آزاد کرانے کا کام۔ ایک فرقے کی حیثیت سے اسلام کا حتمی تصور جس کی تکمیل کے لیے فرضی داستانوں اور توہمات کے اس عظیم ملک میں ہم نے کسقدر کم کام کیا ہے۔ جو بالکل ناتمام رہ جائے گا اگر نجات دہندہ خود بتدریج انھیں بیڑیوں کے اسیر ہوتے جائیں گے جن سے دوسروں کو آزادی دلانا ان کا مشن تھا۔''(۷۶)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے متن کا مفہوم خود سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمے میں موجود متنی اغلاط اور مشکل الفاظ کے استعمال کی وجہ سے، عبارت کے ابتدائی حصے کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ تاہم، عبارت کے آخری حصہ کا مفہوم واضح ہے۔ لفظ ''اغتشاش'' کا مطلب ہے، ''بے ترتیبی''، ''بے نظمی''۔ لفظ ''اسطورہ'' درست نہیں ہے۔ درست لفظ ''اُسطورۃ'' ہے جس کا مطلب ہے ''سخن پریشان و بیہودہ'' اس کی جمع ''اساطیر'' ہے۔

۲۔ اقبال احمد صدیقی کے ترجمے میں بھی اسی طرح کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ عبارت کے ابتدائی حصے کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ تاہم، عبارت کے آخری حصہ کا مفہوم واضح ہے۔ آخری جملے کا ترجمہ کرتے وقت زمانے کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ جملے کا ترجمہ فعل حال

کے بجائے فعل ماضی میں کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ ترجمے میں لفظ ''داخلی'' کی جگہ پر ''داشلی'' لکھا گیا ہے جس سے عام قاری جملے کا مفہوم نہیں سمجھ سکتا۔

راقم الحروف کے مطابق اس عبارت کا ترجمہ اس طرح سے ہونا چاہیے تھا۔

''ہم شدید داخلی انتشار کی موجودگی میں کس طرح دوسروں کو اپنے طرزِ فکر کی رغبت دلانے میں کامیاب ہونے کی توقع کر سکتے ہیں؟ انسانیت کو توہم پرستی سے نجات دلانے کا کام جو من حیث القوم اسلام کا بنیادی مطمح نظر ہے، جس کی تکمیل کے لیے داستانوں اور توہم پرستی کی اس عظیم سرزمین پر ہم نے تھوڑا سا کام کیا ہے، جو نامکمل رہ جائے گا اگر نجات دہندہ خود بتدریج انھیں بیڑیوں کا شکار ہوتے چلے گئے جن سے دوسروں کو آزادی دلانا ان کا بنیادی مقصد ہے۔''

راقم الحروف نے جملوں کی بناوٹ اور زمانہ مدنظر رکھتے ہوئے لفظی و بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ترجمے کو مزید آسان اور عام فہم بنانے کے لیے آزاد ترجمے کی حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے لمبے جملوں کے بجائے مختصر جملے استعمال کرنا ہوں گے اور جملوں کی کچھ ترتیب بھی بدلنا ہوگی۔ ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اصل متن کے ساتھ انصاف کیا جائے اور امانت اور دیانت وصداقت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے متن کے الفاظ، جملوں کی بناوٹ اور زمانے (Tenses) مدنظر رکھتے ہوئے اصل متن کا مفہوم صحیح طور پر بیان کیا جائے۔ اگر مفہوم کی ادائیگی میں اصل متن کے جملوں کی بناوٹ اور ان کی ترکیب رکاوٹ بنے تو مشکل اور پیچیدہ جملوں کے بجائے آسان، مختصر اور عام فہم جملوں میں متن کا اصل مفہوم بیان کر دیا جائے اور حواشی میں دورانِ ترجمہ کی گئی ان تبدیلیوں کا ذکر بھی کر دیا جائے۔ راقم الحروف کے مطابق لفظی و بامحاورہ ترجمہ پر مبنی مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم آسان اور عام فہم انداز سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

''ہم شدید داخلی انتشار (اختلافات اور جھگڑوں) کی موجودگی میں کس طرح دوسروں کو اسلامی طرزِ فکر اختیار کرنے کی رغبت دلا سکتے ہیں؟ دین اسلام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسانیت کو توہم پرستی سے نجات دلائی جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہم نے فرضی قصے کہانیوں اور توہم پرستی کی اس عظیم سرزمین پر بہت تھوڑا کام کیا ہے۔ اگر ہم خود توہم پرستی کا شکار ہو گئے تو پھر ہم دوسروں کو ان توہمات سے چھٹکارا نہیں دلا سکیں گے۔ اس طرح دوسروں کو جہالت اور

تو ہم پرستی سے نجات دلانے کا ہمارا بنیادی مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔‘‘

علامہ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں اُس وقت کے اینگلو محمڈن کالج علی گڑھ کے اسٹریچی ہال میں "Muslim Community a Sociological Study" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا۔اس خطبے کے اقتباسات ۱۹۱۱ء کی مردم شماریٔ ہند کی رپورٹ میں شائع ہوئے۔اصل خطبے کا ٹائپ شدہ متن برسوں منظر عام پر نہ آسکا۔اسے پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اپنے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں دورانِ تحقیق اقبال میوزیم لاہور سے دریافت کیا اور اس متن کو ضروری تصحیح کے بعد مجلّہ ’’تحقیق‘‘ جلد۳،شمارہ۱،کلیہ اسلامیہ وشرقیہ میں شائع کیا۔پھر یہی متن انھوں نے اپنے تحقیقی مقالے ’’تصانیف اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ‘‘ میں ضمیمہ ۳ کے طور پر شامل کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، ناظم بزم اقبال، لاہور نے انگریزی متن کو مزید تصحیح کے بعد، مولانا ظفر علی خان کے ترجمے کے ساتھ نومبر۱۹۹۴ء میں شائع کیا۔علامہ اقبال کا یہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مقالہ لطیف احمد شیروانی کی مرتبہ کتاب Speeches, Witings & Statements of Iqbal کے صفحہ ۱۱۸ پر "The Muslim Community A Social Study" کے عنوان سے موجود ہے۔(۷۷)

اس خطبے کا بنیادی موضوع اسلام کا ’’منفرد تصورِ قومیت‘‘ ہے۔اس خطبے میں علامہ اقبال نے مسلمانوں (خصوصاً مسلمانانِ برصغیر) کے معاشرتی ومعاشی زوال کے اسباب بیان کرتے ہوئے فنی و پیشہ وارانہ تعلیم اور تعلیمِ نسواں کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور امتِ مسلمہ کو ترقی و فلاح کے لیے اہم تجاویز پیش کی ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کا ترجمہ قدرے دقیق تھا۔نسبتاً سہل ترجمے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران نے ۱۹۸۹ء میں علامہ اقبال کے اس انگریزی خطبے کا ’’ملتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ‘‘ کے نام سے ترجمہ کیا۔پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض ، پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شبلی اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے اس ترجمے کو پسند کیا۔ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے ترجمے کا ’’پیش گفتار‘‘ تحریر کیا اور اس کی افادیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

’’.....اس بات کی ضرورت تھی کہ خطبے کے مطالب کو حتی الامکان آسان فہم اردو زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ اقبال کے اس بیش قیمت خطبے کے مطالب سے قارئین اقبال کا زیادہ سے زیادہ وسیع حلقہ مستفید ہو سکے۔مقامِ مسرت ہے کہ میرے نوجوان دوست جناب شاہد اقبال کامران نے

اس خطبے کا بغور مطالعہ کر کے نہ صرف اس کو آسان اور سلیس اردو زبان میں منتقل کیا بلکہ اس کی توضیحات بھی تیار کیں، جن کی بدولت یہ خطبہ علامہ اقبال کے افکار کو سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن گیا ہے۔ اس سلسلے میں فاضل مترجم نے جو محنت و کاوش کی ہے، وہ ترجمے کی خوبی سے عیاں ہے.....‘‘(۷۸)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کے مذکورہ بالا ترجمے کے قریباً سال بعد ۱۹۹۰ء میں علامہ اقبال کے انگریزی مقالات کے تراجم کا مجموعہ ’’افکار اقبال‘‘ شائع ہوا۔ اس میں فاضل مترجم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے زیرِ تبصرہ خطبہ کے متن کے حوالے سے بعض تسامحات دور کرنے کے لیے اور اس کی مزید تسہیل کے لیے، اسے از سرِ نو ترجمہ کیا۔ اقبال احمد صدیقی نے بھی ’’اسلامی فرقہ‘‘ کے عنوان سے، اس خطبے کا ترجمہ کیا ہے جو ان کے مجموعہ تراجم ’’علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات‘‘ کے صفحہ نمبر ۱۳۹ پر موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا معیار جانچنے کے لیے انگریزی متن کے مطابق ان کے ترجمہ اور دیگر تراجم کا تقابلی مطالعہ و جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

Allama Muhammad Iqbal says:

"In the epic sweep of human history, there is nothing more awe-inspiring, nothing more destructive of human ambition than the ruins of bygone nations, empires and civilisations appearing and disappearing, during the painful course of human evolution, like the scenes of a rapidly vanishing dream. The forces of Nature appear to respect neither individuals nor nations; her inexorable laws continue to work as if she has a far-off purpose of her own, in no sense related to what may be the immediate interest or the ultimate destiny of man. But man is a peculiar creature. Amidst the most discouraging circumstances, his imagination, working under the control of his understanding, gives him a more perfect vision of himself and impells him to discover the means which would transform his brilliant dream of an idealised self into a living actuality." (۷۹)

ترجمہ از مولانا ظفر علی خان:

’’انسانی تاریخ کے پارینہ اوراق کو لوٹتے وقت جب ہماری نظر ارتقاء کی اَلم ریز جھلملیوں میں سے چھنتی ہوئی ان کے رزمیہ بین السطور پر پڑتی ہے تو کسی خواب کے گریز پا نظاروں کی طرح ہم گزری ہوئی قوموں اور سلطنتوں اور تمدنوں کے کھنڈروں کو پے بہ پے نیست سے ہست

اور ہست سے نیست ہوتا دیکھتے ہیں جس سے زیادہ ہیبت افزا اور حوصلہ فرسا منظر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ قدرت کی قوتوں کی نظروں میں نہ افراد کی وقعت ہے نہ اقوام کی منزلت۔ اس کے اٹل قوانین برابر اپنا عمل کیے جا رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کی منزل مقصود بہت ہی دور ہے جسے مقاصدِ انسانی کے آغاز و انجام سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ لیکن

آدمی زادہ طُرفہ معجونیست

باوجود حالاتِ گرد و پیش کی نامساعدت کے اس کی تخیل جو عقل کی آئینہ بردار ہے اسے اپنی ہستی کا کامل تر جلوہ دکھا دیتی ہے اور ان ذرائع کی دریافت پر آمادہ کرتی ہے جو اس تصویر مثالی میں جس کے خط و خال اس کی شان اکملیّت کو چھپائے ہوئے ہیں، جان ڈال سکیں۔'' (۸۰)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران:

''انسانی تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ اس کے پاس حوصلہ شکنی، خوف آفرینی اور مقاصدِ انسانی کی تخریب سے زیادہ کچھ نہیں، سوائے انسانی ارتقاء کے دردناک تسلسل کے دوران خواب کے تیزی سے گزر جانے والے منظر کی طرح وجود میں آنے اور محو ہو جانے والی قوموں، سلطنتوں اور تمدنوں کے کھنڈرات کے۔ فطرت کی قوتیں نہ تو افراد کا لحاظ کرتی ہیں نہ اقوام کا۔ اس کے سنگدل قوانین کی عمل کاری برابر جاری رہتی ہے۔ اس طرح گویا وہ اپنے مقصد سے بہت دور اور کسی بھی قسم کے فوری فائدے یا انسانی جہد کی آخری تقدیر سے بے تعلق ہوں۔ لیکن انسان بھی ایک نرالی مخلوق ہے۔ حوصلہ شکن حالات کے باوجود اس کا تخیل اس کی سمجھ بوجھ کے تحت کام کرتے ہوئے نہ صرف اسے اس کی ہستی کی کامل تر تصویر دکھا دیتا ہے بلکہ اسے وہ ذرائع دریافت کرنے پر بھی آمادہ کرتا ہے جن کے ذریعے وہ اپنی مثالی ہستی کے خواب کو زندہ حقیقت کا رُوپ دے سکے۔'' (۸۱)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض:

''انسانی تاریخ کو داستانِ رزمیہ ہمیں گزشتہ اقوام کے تباہ شدہ آثار سے زیادہ خوفناک اور اس کے حوصلوں پر اثر انداز ہونے والی کوئی دوسری چیز نہیں۔ انسانی ارتقاء کے اس المناک سفر میں کتنی ہی سلطنتیں اور تہذیبیں ابھریں اور خواب کے بے حقیقت مناظر کی طرح مٹ گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فطرت کو نہ افراد کا لحاظ ہے نہ اقوام کا۔ انسانی مادی مفاد یا اس کے انجام کار سے قطع نظر، ایسے لگتا ہے کہ فطرت کے بے رحم قوانین اپنے کسی اعلیٰ تر مقصد کے لیے مصروفِ عمل ہیں۔ مگر انسان عجیب مخلوق ہے۔ نہایت حوصلہ شکن حالات میں بھی اس کی فکر اس کے ادراک کی راہبری میں اسے اس کی شخصیت کی ایک جامع اور بھرپور تصویر دکھاتی ہے۔ اس تصویر سے اسے تحریک ملتی ہے کہ وہ ایسے ذرائع تلاش کرے جن کی مدد سے اس کی تصوراتی شخصیت ایک زندہ حقیقت بن

جائے۔''(۸۲)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''انسانی تاریخ کی رزمیہ دورانیے میں اس سے زیادہ خوف زدہ کرنے والی اور کوئی چیز نہیں' انسانی امنگوں کو برباد کرنے والی اور کوئی شے نہیں جتنی کہ گزشتہ اقوام' سلطنتوں کے آثار اور انسانی ارتقاء کے کربناک دور میں ابھرتی اور ڈوبتی ہوئی تہذیبیں جیسے تیزی کے ساتھ غائب ہوتے ہوئے خواب کے مناظر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فطرت کی قوتیں نہ افراد کا احترام کرتی ہیں نہ اقوام کا۔ اس کے بے رحم قوانین اس انداز سے کام کرتے رہتے ہیں گویا اس کا اپنا کوئی مستقبل بعید میں کوئی مقصد ہو جو کسی طور سے بھی انسان کی فوری دلچسپی سے یا انسان کی حتمی تقدیر سے وابستہ ہو۔ لیکن انسان بھی ایک عجیب مخلوق ہے۔ بے حد حوصلہ شکن حالات میں اس کا تخیل' جو اس کی سوجھ بوجھ کے تحت کام کر رہا ہوتا ہے اس کو خود اپنے بارے میں زیادہ مکمل ہونے کا خواب دکھاتا ہے اور اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ ذرائع دریافت کیے جائیں جو اس کے اپنے مثالیت پسند وجود کے بارے میں ایک شاندار خواب کو ایک زندہ حقیقت میں تبدیل کر دیں۔''(۸۳)

۱۔ مولانا ظفر علی خان کا ترجمہ متن کے مفہوم کے مطابق ہے مگر یہ زبان و بیان کے لحاظ سے عام فہم نہیں ہے۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا ترجمہ عام فہم ہے۔ اس میں مفہوم کے ابلاغ کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ترجمے کی زبان آسان اور رواں ہے۔ مفہوم کے اعتبار سے کہیں بھی الجھاؤ محسوس نہیں ہوتا۔

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں بھی مفہوم کے ابلاغ کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ ترجمہ کرتے وقت اصل متن کے جملوں کی بناوٹ کے بجائے ان کے مفہوم پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اردو ترجمے میں جملوں کی بناوٹ اور الفاظ کے انتخاب کے لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم میں مماثلت نظر آتی ہے۔

۴۔ اقبال احمد صدیقی نے انگریزی متن کے جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کا خصوصی خیال رکھا ہے۔ انھوں نے بامحاورہ، تحت اللفظی ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا ترجمہ، پابند ترجمے سے قریب تر ہے۔

جس ترجمہ سے زیادہ سے زیادہ قارئین استفادہ کر سکیں، اسے اچھا ترجمہ شمار کیا جاتا ہے۔ اچھے ترجمے میں ممکن حد تک اصل متن کی پاسداری کرتے ہوئے، متن کے مفہوم کے بہتر

سے بہتر ابلاغ کی کوشش کی جاتی ہے۔ اچھا ترجمہ تحت اللفظی و پابند ترجمہ اور بامحاورہ و آزاد ترجمے کے بین بین ہوتا ہے۔ متن کی تفہیم کے لیے ذرائع ابلاغ کے بہتر استعمال کے لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا ترجمہ بہتر نظر آتا ہے۔ اس میں آسان اور رواں زبان کا خصوصی التزام نظر آتا ہے۔ بعض جگہوں پر کسی جملے کا مفہوم مزید واضح کرنے کے لیے قوسین میں معاون الفاظ کا اضافہ اس طرح سے کیا گیا ہے کہ اصل ترجمے کی روانی متاثر نہیں ہوئی۔ حاشیے میں دی گئی مختصر وضاحتوں، ترجمے کے آخر پر عمومی دی گئی توضیحات اور فرہنگ کی بدولت متن کی تفہیم سہل تر ہوگئی ہے۔ اُن کے ترجمے کے ساتھ دیے گئے انگریزی متن کی بدولت اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

Allama Muhammad Iqbal says:

Let me now proceed a step further. In the foregoing discussion I have tried to establish three propositions.

1. That the religious idea constitutes the life principle of the Muslim Community. In order to maintain the health and vigour of such a community, the development of all dissenting forces in it must be carefully watched and a rapid influx of foreign elements must be checked or permitted to enter into the social fabric very slowly, so that it may not bring on a collapse by making too great a demand on the assimilation of the social organism.
2. Secondly; the mental outfit of the individual belonging to the Muslim community must be mainly formed out of the material which the intellectual energy of his forefathers has produced, so that he may be made to feel the continuity of the present with the past and the future.
3. Thirdly; that he must possess a particular type of character which I have described as the Muslim type.(۸۴)

ترجمہ از مولانا ظفر علی خان:

اب میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں۔ اس وقت تک جو بحث میں نے کی ہے اس میں ذیل کی تین حقیقتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے:

ا۔ مذہبی خیال اسلامی جماعت کا سرچشمۂ زندگانی ہے۔ اس جماعت کی صحت و توانائی کے قائم رکھنے کے لیے ان مخالفت قوتوں کی نشوونما کو جو اس کے اندر کام کر رہی ہیں بغور دیکھتے رہنا چاہیے اور خارجی عناصر کی سریع آمیزش سے اول تو بچانا اور یا اگر آمیزش

منظوری ہی ہوتو اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہ آمیزش آہستہ آہستہ اور بتدریج ہوتا کہ نظامِ مدنی کی قوت آخذہ وجاذبہ پر زیادہ زور نہ پڑے اور اس طور پر یہ نظام بالکل ہی درہم وبرہم نہ ہو جائے۔

۲۔ جماعت اسلامی سے جس فرد کو تعلق ہو اس کا ذہنی سرمایہ اس دولت سے ماخوذ ہونا چاہیے جو اس کے آباواجداد کی دماغی قابلیتوں کا ماحصل ہے تاکہ وہ ماضی واستقبال کے ساتھ حال کے ربط و تسلسل کو محسوس کرتا رہے۔

۳۔ اس کے خصائل وشمائل اس خالص اُسلوبِ سیرت کے مطابق ہوں جس کو میں نے اسلامی اُسلوب سے تعبیر کیا ہے۔(۸۵)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران:

اب میں ایک قدم آگے بڑھتا ہوں۔ مذکورہ بالا بحث میں، میں نے تین باتوں کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

ا۔ یہ کہ مذہبی تصور ملتِ اسلامیہ کے لیے اصولِ زندگی متعین کرتا ہے۔اس ملت کی صحت و توانائی کو بحال رکھنے کے لیے اس میں موجود تمام اختلافی قوتوں پر محتاط نظر رکھنی چاہیے اور اس میں بیرونی عناصر کی آمیزش کی روک تھام کرنی چاہیے۔(ہاں) اگر ان بیرونی عناصر کو داخل کرنا ہی ہے تو پھر یہ کام رفتہ رفتہ اور بتدریج ہونا چاہیے تاکہ اس کے سماجی نظام کی قوتِ جاذبہ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور وہ درہم برہم ہونے سے محفوظ رہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ ملتِ اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے فرد کی دماغی وضع اپنے آباؤاجداد کی پیدا کردہ عقلی قوت سے تشکیل پانی چاہیے تاکہ وہ حال کے ماضی اور مستقبل کے ساتھ رشتے اور تسلسل کو محسوس کر سکے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ اسے لازماً سیرت وکردار کے اس نمونے کے مطابق ہونا چاہیے جسے میں نے سیرت وکردار کا اسلامی نمونہ قرار دیا ہے۔(۸۶)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض:

اب مجھے ایک قدم آگے بڑھنے دیں۔گزشتہ بحث میں میں نے تین مفروضے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ا۔ پہلے یہ کہ مذہبی تصور مسلم معاشرے کا اصولِ زندگی ہے۔ملتِ اسلامیہ کی سلامتی اور قوت بحال رکھنے کی غرض سے اس کی حریف قوتوں پر محتاط نظر رکھنا ضروری ہے۔خارجی عناصر کی سریع آمیزش کو روکنا چاہیے یا دیکھا جائے کہ وہ ملت کے معاشرتی تاروپود میں نہایت

تدریجاً داخل ہوتے ہیں تاکہ وہ اس اجتماعی نظام کو قوتِ تحلیل سے منہدم ہے نہ کر ڈالیں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ مردہ شخص جس کا تعلق ملتِ اسلامیہ سے ہو اس کا ذہنی سرمایہ اس مسالے سے حاصل کیا جائے جو اس کے آباء واجداد کی ذہنی قوتوں نے پیدا کیا ہے تاکہ اسے حال کے ساتھ ماضی و مستقبل کے تسلسل کا احساس دلایا جا سکے۔

۳۔ تیسرے، ایسے شخص کو اس مخصوص کردار کا حامل ہونا چاہیے جسے میں نے مسلم طرز کا کردار کہا ہے۔(۸۷)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

اجازت دیجیے کہ میں اب ایک قدم آگے بڑھوں۔ متذکرہ بالا بحث میں، میں نے تین قضایا کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

ا۔ یہ کہ مذہبی تصور مسلم قوم کا اصول حیات تشکیل دیتا ہے۔ ایسی قوم کی صحت اور توانائی کو برقرار رکھنے کی غرض سے اس میں جملہ مخالفانہ قوتوں کی ترقی پر نہایت محتاط نظر رکھنی ہوگی۔ اور خارجی عناصر کے بہتری کے ساتھ در آنے کی روک تھام ہونی چاہیے یا انھیں اجازت دی جائے کہ وہ معاشرتی تانے بانے میں بہت آہستہ سے داخل ہوں تاکہ وہ قوت جاذبہ پر بہت بڑا تقاضہ کر کے معاشرتی عضو کو گرا ہی نہ ڈالے۔

۲۔ دوم، مسلم قوم سے وابستہ فرد کا ذہنی ملبوس زیادہ تر اس مواد سے تیار کیا جائے جو اسکے بزرگوں نے اپنی دانشورانہ توانائی سے پیدا کیا تاکہ وہ حال کے ماضی اور مستقبل کے ساتھ تسلسل کو محسوس کر سکے۔

۳۔ سوم، یہ کہ اس کا کردار اس نوع کا ہونا چاہیے جسے میں نے مسلم نوع کا کردار بیان کیا ہے۔ (۸۸)

مولانا ظفر علی خان کے ترجمے میں علمی و ادبی رنگ غالب ہے۔ اس سے علماء و ادبا، حکما اور شعراء ہی کما حقہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ دیگر تین تراجم میں سلاست و روانی، صحتِ متن اور ابلاغ و تفہیم کے لحاظ سے پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کا ترجمہ بہتر ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں ثقیل الفاظ ''تار و بود'' اور ''مسالے'' کے استعمال سے ترجمہ دلکش نہیں رہا۔ دوسرے نکتے میں الفاظ ''مردہ شخص'' کے استعمال سے جملے کا مفہوم بالکل تبدیل ہو گیا ہے۔ اقبال احمد صدیقی کے ترجمے میں بھی جملے ''خارجی عناصر کے بہتری کے ساتھ در آنے کی روک تھام ہونی چاہیے'' میں لفظ ''تیزی'' کے بجائے لفظ ''بہتری'' کے استعمال سے جملے کا مفہوم تبدیل ہو گیا ہے۔ اسی طرح

الفاظ ''ذہنی ملبوس''، ''معاشرتی عضو اور نوع'' کے استعمال سے ترجمے میں سلاست، روانی اور دلکشی برقرار نہیں رہے۔بحثییت مجموعی، پروفیسر شاہد اقبال کامران کے ترجمے میں متنی اغلاط نہیں ہیں۔ موزوں الفاظ کے انتخاب کی وجہ سے ترجمہ سلیس، رواں اور دلکش ہے۔اردو ترجمے کے ساتھ انگریزی متن، مشکل الفاظ کے معانی، موزوں اور برمحل حوالہ جات وحواشی اور کتابیات کے اندراج کی وجہ سے ترجمے کی افادیت کئی گنا ہوگئی ہے۔اقبال احمد صدیقی کے ترجمے میں حوالہ جات وحواشی اور توضیحات مفقود ہیں۔مولانا ظفر علی خان کے ترجمے کے ساتھ انگریزی متن دیا گیا ہے مگر انگریزی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ توضیحات نہیں دی گئیں۔حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے۔تاہم اردو فرہنگ میں مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں بہتر تفہیم کے لیے درج ذیل تین ذیلی عنوانات دیے گئے ہیں:

۱۔ ملتِ اسلامیہ کی عمومی ہیئت

۲۔ اسلامی تمدن کی یکسانیت

۳۔ وہ طرزِ کردار جو ملتِ اسلامیہ کی قومی زندگی کے تسلسل کے لیے ضروری ہے۔

علامہ اقبال کے تعلیمی افکار کے لیے ''تعلیم'' اور ''تعلیم عنوان'' کے ذیلی عنوانات دیے گئے ہیں۔ ترجمے کے آخر پر دی گئی ''توضیحات'' میں مقالے کے متن کی مزید تفہیم کے لیے دیگر تصانیف اقبال (شذراتِ فکر، رموزِ بےخودی) میں سے اس کے نفسِ مضمون سے متعلقہ حصوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ذیلی عنوانات اور توضیحات کے اضافہ کے لحاظ سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کو دیگر تراجم پر سبقت حاصل ہے۔

اس کتاب کا چوتھا مقالہ **''شذراتِ فکر: پانچ اضافی نکتے''** ہے۔اس مقالے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے ان پانچ شذرات کا ترجمہ کیا ہے جو سید عبدالواحد معینی کی مرتبہ انگریزی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" (طبع ثانی، ۱۹۷۳ء، شیخ محمد اشرف پبلی کیشنز، لاہور) کے صفحات ۸۰، ۸۳، ۸۷، ۸۸ اور ۹۰ پر بالترتیب موجود ہیں۔کسی وجہ سے یہ شذرات، علامہ اقبال کی انگریزی یادداشتوں کے مجموعے "Stray Reflections" اور اس کے اردو ترجمے ''شذراتِ فکرِ اقبال'' میں شامل نہ ہوسکے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ شذرات دریافت کر کے ان کا ترجمہ زیرِ نظر کتاب ''افکارِ اقبال'' میں شامل کیا۔علمی و ادبی نقطۂ نگاہ سے ان کی یہ کوشش نہایت گراں قدر ہے اور ان کے اعلیٰ ادبی و

تحقیقی ذوق کی مظہر ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ پانچوں شذرات میں سے چار کا انگریزی متن "Speeches, Writings & Statements of Iqbal"، بارششم، کے صفحات ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۹اور ۱۶۱ پر موجود ہے۔ پانچویں شذرے کا انگریزی متن "Stray Reflections" کے بارپنجم، مطبوعہ اقبال اکیڈمی کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر موجود ہے۔ خرم علی شفیق کے مطابق نظیری کے شعر سے متعلقہ یہ پانچواں شذرہ ''Stray Reflections'' کے بار دوم، مطبوعہ ۱۹۹۲ء میں شامل کیا گیا تھا جبکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''افکارِ اقبال'' میں ۱۹۹۰ء میں اس کا ترجمہ دیا تھا۔ دیگر چار شذرات "Stray Reflections" کے پانچویں ایڈیشن مطبوعہ ۲۰۱۲ء میں بھی شامل نہیں کیے گئے۔ پہلے چار شذرات کا ترجمہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' مترجمہ اقبال احمد صدیقی کے صفحات ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۳اور ۱۸۵ پر دیا گیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمہ سے آگہی کے لیے انگریزی متن اور ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کے ساتھ ''اقبال احمد صدیقی'' کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

> The intellectual history of the ancient world will reveal to you this most significant fact that the decadent in all ages have tried to seek shelter behind self-mystification and Nihilism. Having lost the vitality to grapple with the temporal, these prophets of decay apply themselves to the quest of a supposed enternal; and gradually complete the spiritual improverishment and physical degeneration of their society by evolving a seemingly charming ideal of life which seduces even the healthy and powerful to death!(۸۹)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

> ''قدیم دنیا کی فکری تاریخ سے آپ پر یہ اہم بات عیاں ہوگی کہ زوال تمام ادوارِ تاریخ میں مرموزیت اور منفی رجحانات کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ یہ زوال کے علمبردار واقعی ''عارضی'' دنیا سے نبرد آزما ہونے کی سکت کھو بیٹھتے ہیں تو ایک موہوم 'ابدی، دنیا کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اس طرح وہ زندگی کا پرفریب تصور پیش کر کے اپنے معاشرے کے لوگوں کے تدریجی جسمانی انحطاط کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نظر فریب تصورات صحت منداور قوی افراد کو بھی عملی موت سے دوچار کر دیتے ہیں۔''(۹۰)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''قدیم دنیا کی دانشورانہ تاریخ یہ آشکار کرے گی کہ تمام زمانوں میں زوال نے خود پراسراریت اور مذہب سے انکار کے پیچھے پناہ لی ہے۔ دنیاوی معاملات سے نبرد آزما ہونے کی توانائی کھودینے کے بعد یہ پیغمبرانِ زوال فرضی لافانیت کی تلاش شروع کر دیتے ہیں اور بتدریج روحانیت کے افلاس کی تکمیل کر دیتے ہیں اور بظاہر زندگی کے ایک دلکش تصور کو اپنا کر اپنے معاشرے کے جسمانی اضمحلال کو اس انداز میں مکمل کر دیتے ہیں کہ ایک صحت منداور توانا شخص بھی موت کی آرزو کرتا ہے۔''(۹۱)

انگریزی متن کے مطابق دونوں تراجم کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مترجمین نے ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ (structure) اور زمانوں (tenses) کو کما حقہ مدنظر نہیں رکھا۔ بعض ایسے الفاظ کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا جن کا متن کے مفہوم سے گہرا تعلق تھا۔ مثلاً پہلے جملے کے ترجمے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے "most significant fact" کا ترجمہ ''اہم بات'' کیا ہے۔ انگریزی لفظ ''significant'' کا مطلب ہے، اہم (important)۔ زیرِ جائزہ جملہ میں اسمِ صفت (adjective) کی تیسری ڈگری (superlative degree) استعمال ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے ''اہم ترین''۔ لفظ ''fact'' سے مراد ''حقیقت'' ہے۔ الفاظ "most significant fact" کا مطلب ''اہم ترین حقیقت'' ہے۔ کسی ''اہم ترین حقیقت'' کو ''اہم بات'' کہا جائے تو مفہوم کس قدر بدل جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں ان الفاظ کا مفہوم تبدیل کر دیا اور اقبال احمد صدیقی نے اپنے ترجمے میں ان الفاظ کو نظر انداز کر دیا۔ انھوں نے ان الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ اسی طرح دونوں تراجم کا بغور جائزہ لیا جائے تو کئی مقامات پر اس طرح کی تبدیلی یا تحریف نظر آتی ہے۔ اس جملے میں اسمِ صفت ''decadent'' حرفِ تنکیر ''the'' کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ ''decadent'' کا مطلب ہے ''ذہنی یا اخلاقی زوال کا شکار''۔ اس کے ساتھ حرفِ تنکیر ''the'' کے استعمال کی وجہ سے اس کا مطلب ہے ''زوال کے شکار لوگ''۔ اس اصول کے تحت اسمِ صفت ''poor'' (غریب) اور ''rich'' (امیر) کے ساتھ جب ''the'' استعمال ہو تو ''the rich'' سے مراد امیر لوگ اور ''the poor'' سے مراد غریب لوگ لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور اقبال احمد صدیقی دونوں نے اپنے ترجمے میں الفاظ ''the decadent'' کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ راقم

الحروف کے نزدیک اس کا ترجمہ ''زوال کے شکار لوگ'' ہونا چاہیے تھا۔ اگلے جملے میں علامہ اقبال نے انھی افراد کے لیے لفظ "prophets" استعمال کیا ہے جس سے راقم الحروف کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اگلے جملوں میں ''the temporal'' اور ''the healthy and powerful'' کے الفاظ راقم الحروف کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق ہی استعمال ہوئے ہیں اور مترجمین نے بھی ترجمہ کرتے وقت ان کے حقیقی مفہوم کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

> Comparisons, they say, are odious. I want, however, to draw your attention to a literary comparison which is exceedingly instructive and cannot be regarded as odious. Nietzsche and Maulana Jalal-ud-Din Rumi stand at the opposite poles of thought; but in the history of thought it is the points of contact and departure which constitute centres of special interest. In spite of the enormous intellectual distance that lies between them these two great poet philosophers seem to be in perfect agreement with regard to the practical bearing of their thought on life. (۹۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

> کہتے ہیں کہ مقابلہ کرنا نامناسب ہے لیکن میں آپ کو ایک ادبی موازنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو دانش آموز ہے اور نامناسب نہیں کہا جا سکتا۔ نطشے اور مولانا جلال الدین رومیؒ متضاد افکار کے حامل ہیں لیکن ادب اور تفکر کی تاریخ میں فصل و وصل بدلتے رہتے ہیں اور یہ امور دلچسپ ہیں۔ ان دو عظیم شاعر فلسفیوں کے درمیان بڑا فکری فاصلہ ہے لیکن عملی زندگی کے بارے میں ان کے ہاں کامل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔(۹۳)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

> لوگ کہتے ہیں کہ موازنے ناگوار خاطر ہوتے ہیں۔ تاہم میں آپ کی توجہ ایک ادبی موازنہ کی جانب منعطف کرانا چاہتا ہوں جو بے حد معلومات افزا ہے اور جسے ناگوار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نطشے اور مولانا جلال الدین رومی فکر کی دو مخالف انتہاؤں پر ہیں لیکن فکر کی تاریخ میں یہ ربط اور انفصال کے نقطے ہیں جو خصوصی دلچسپی کے مراکز کو تشکیل دیتے ہیں۔ باوصف اس زبردست دانشورانہ بعد کے جوان دونوں میں موجود ہے، دو عظیم شاعر اور مفکر عملاً زندگی کے بارے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مکمل اتحادِ فکر پایا جاتا ہے۔(۹۴)

دونوں تراجم میں سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ قدرے زیادہ سہل اور دلکش ہے۔ ان کے

ترجمے میں الفاظ ''فصل و وصل'' کا استعمال بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن وہ اس جملے کا درست ترجمہ نہ کر پائے۔ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ متن کے مطابق اور عین درست ہے۔ انھوں نے ترجمے میں جملوں کی بناوٹ، زمانوں اور تمام الفاظ کے استعمال کو مدنظر رکھا ہے۔

پانچواں شذرہ صرف ایک جملے اور نظیری کے ایک شعر پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے جملے کا تو ترجمہ کر دیا مگر فارسی شعر کا ترجمہ نہیں کیا۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

> I would not exchange for half a dozen systems of philosophy this one verse of Naziri:
>
> نیست در خشک و تر بیشۂ من کوتاہی چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم

☆ The Persian couplit could be translated as: "Nothing falls short in my wasteland; every wood that could not be my pulpit I turned it into the gallows"_KAS.(۹۵)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

> میں نصف درجن فلسفیانہ نظاموں کو نظیری کے ذیل کے شعر کے بدلے نہیں لوں گا؛
>
> نیست در خشک و تر بیشہ من کوتاہی چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم (۹۶)

فارسی متن کے ساتھ شعر کا دیا گیا انگریزی ترجمہ، خرم شفیق کا ہے۔ پہلے مصرعے کا فعل حال میں جب کہ دوسرے مصرعے کا ترجمہ فعل ماضی میں دیا گیا ہے۔ دوسرے مصرعے کا ترجمہ بھی فعل حال میں ہونا چاہیے تھا۔ راقم الحروف کے نزدیک اس شعر کا ترجمہ یہ ہے:

> ''میرے جنگل میں خشک وتر لکڑی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ جس درخت کی لکڑی سے منبر نہ بن سکے میں اس سے سولی (دار) بنالیتا ہوں۔''

مجموعی طور پر مقالے **''شذراتِ فکر: پانچ اضافی نکتے''** کا ترجمہ درست ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے کے آخر میں ''حواشی و وضاحتیں'' کے عنوان سے ضروری حواشی و توضیحات دی ہیں جس سے اس مقالہ کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

''افکارِ اقبال'' کے پانچویں مقالے کا عنوان **''بیدل، برگسان کی روشنی میں''** ہے۔ علامہ اقبال نے بیدل اور برگسان کے تقابلی مطالعے پر مبنی یہ تنقیدی مقالہ ۱۹۱۷ء کے قریب لکھا۔ یہ مقالہ اقبال میوزیم میں غیر مطبوعہ پڑا رہا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اسے مرتب کر کے اقبال ریویو (انگریزی) کے شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع کروایا۔ ۱۹۸۸ء میں یہ مقالہ یونیورسل بکس،

لاہور سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ ۱۹۹۵ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں علامہ محمد اقبال کے مقالے کے اصل قلمی متن کا عکس، اس کا Transcription اور اردو ترجمہ شامل ہے۔ اردو ترجمے کے آخر پر چند ضروری حواشی بھی درج کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے بھی علامہ محمد قبال کے اس مقالے کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''افکارِ اقبال'' میں شامل ہے۔ انھوں نے مقالے میں دیے گئے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی دیا ہے۔ مقالے کے آخر پر'' حواشی اور توضیحات'' کے عنوان سے ضروری توضیحات بھی دی گئی ہیں۔ دونوں تراجم کا تقابلی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

Mirza Abdul Qadir Bedil of Akbarabad is a speculative mind of the highest order, perhaps the greatest poet-thinker that India has produced since the days of Shanker. Shanker, however, is an acute logician who ruthlessly dissects our concrete sense-experience with a view to disclose the presence of the Universal therein. Bedil - a poet to whom analysis is naturally painful and inartistic deals with the concrete more gently and suggests the Universal in it by mere looking at its own suitable point of view:

ے زموج پردہ بروئے حباب نتواں بست — تو چشم بستہ ای اے بے خبر نقاب کجاست

"the wave cannot screen the face of the Ocean
O headless observer, thou hast closed thine eyes, where is the veil"?

Again we have the poet's vision of the individual (Jiv Atma) in the following verse:

می کشم چو صبح از اسبابِ ایں وحشت سرا — تہمتِ ربطے کہ نتواں بست بر اجزائے من

The dawn is nothing more than a confused jumble of scattered particles of light, yet we talk of it as thought it were something concrete, a distinct unity, a substance. "The conditions (of life) in this wilderness of a world", says Bedil, "have fastened upon me like the dawn, the false charge of a concrete combination which my nature does not admit."(۹۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''مرزا عبدالقادر بیدل اکبرآبادی ایک بلند مرتبہ مفکر دماغ والے شخص تھے۔ وہ شاعر شنکر اچاریہ

کے زمانے کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑے مفکر ہوئے ہیں۔ شنکراچاریہ البتہ ایک زیرک منطق دان تھا جس نے بڑی بے دردی سے ہمارے شعوری تجربے کی واقعی حیثیت کو نمایاں کیا ہے تاکہ اس میں جامعیت کی جھلک دکھا سکے۔ شاعر بیدل کے نزدیک تجزیہ قدرتی طور پر تکلیف دہ اور غیر مستحسن ہے وہ حقیقت کو ٹھوس سے زیادہ لطیف طریقے سے افشا کرتا ہے اور اس کی جامعیت کو اپنے نقطہ نظر سے دیکھنے کا اشارہ کرتا ہے جیسے:

؎ زموج پردہ بروئے حباب نتوان ست تو چشم بستہ ای اے بے خبر نقاب کجاست؟

ترجمہ: پانی کی لہر سے بلبلے کے اوپر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اے بے خبر شخص تو نے آنکھ بند کر رکھی ہے۔ پردہ ہے کہاں؟

پھر انفرادیت (خودی) کے بارے میں شاعر کا نقطہ نظر اس شعر میں دیکھا جا سکتا ہے:

؎ می کشم چو صبح از اسباب ایں وحشت سرا تہمت ربطے کہ نتواں بست بر اجزائے من

ترجمہ: میں اس آشفتگی کے گھر کے وسائل صبح کی طرح جمع کر رہا ہوں۔ میرے اجزائے وجود پر ربط وضبط کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔

صبح کی روشنی کے غیر منظّم منتشر ذرات کے علاوہ کچھ نہیں لیکن ہم سوچتے ہیں کہ یہ ایک واضح شے نمایاں وحدت اور ایک جوہر ہے۔" (۹۸)

ترجمہ از ڈاکٹر تحسین فراقی:

"مرزا عبدالقادر بیدل اکبر آبادی اعلیٰ درجے کے مفکر تھے____ شاید شنکراچاریہ کے زمانے کے بعد سے ہندوستان کے عظیم ترین مفکر شاعر۔ البتہ شنکراچاریہ ایک زبردست منطقی تھا جو بڑی بے رحمی سے ہمارے ٹھوس حسّی تجربے کی تحلیل کرتا ہے تاکہ اس میں موجود ذاتِ بسیط the Universal کو بے نقاب کر سکے۔ اس کے برعکس بیدل___ شاعر بیدل____ کے لیے تحلیل طبعاً ایک تکلیف دہ اور غیر فنکارانہ عمل ہے اور وہ عالمِ محسوس کو زیادہ لطیف انداز میں دیکھتے ہیں اور اس میں موجود ذاتِ بسیط کی طرف محض ایسے نقطۂ نظر سے اشارہ کرتے ہیں جو اس کے شایانِ شان ہو۔

؎ زموج پردہ بروئے حباب نتواں بست تو چشم بستہ ای اے بے خبر نقاب کجاست

ترجمہ: "موج سمندر کے چہرے کو ڈھانپ نہیں سکتی۔ اے بے خبر تم نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں (ورنہ) نقاب کہاں ہے؟"

علاوہ ازیں شاعر ہمیں اپنے جیو آتما the individual کے تصور سے درج ذیل شعر کے حوالے سے آگاہ کرتا ہے:

می کشم چوں صبح از اسباب ایں وحشت سرا ؎ تہمت ربطے کہ نتواں بست بر اجزائے من

صبح در اصل نور کے بکھرے ہوئے ذرات کے ایک غیر مرتب اور خلط ملط انبار کے علاوہ کچھ نہیں لیکن ہم اس کا ذکر ایک ٹھوس concrete شے کے طور پر کرتے ہیں ____ ایک منفرد وحدت اور مادے کے طور پر۔ بیدل کہتے ہیں کہ:

''اس دنیا کے صحرا میں حالات واسباب نے صبح کی مانند مجھ پر ایک ربط مادی کی ایسی تہمت دھری ہے جس کی متحمل میری فطرت نہیں ہوتی۔''(۹۹)

پہلے جملے کے ترجمے پر غور کریں۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''مرزا عبدالقادر بیدل اکبر آبادی ایک بلند مرتبہ مفکر دماغ والے شخص تھے۔ وہ شاعر شنکر اچاریہ کے زمانے کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑے مفکر ہوئے ہیں۔''

اس ترجمے میں'' دماغ والے شخص'' کے الفاظ زائد ہیں۔ لفظ ''مفکر'' انگریزی متن کے الفاظ "speculative mind" کا درست ترجمہ ہے۔ تاہم ، دونوں مترجمین نے "the highest order" کا ترجمہ ''اعلیٰ'' یا ''بلند مرتبہ'' کیا ہے۔اس کا ترجمہ ''اعلیٰ ترین درجہ'' ہونا چاہیے۔ اسی طرح انگریزی متن میں لفظ "perhaps"استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے ''شاید''۔علامہ اقبال نے اس بات کے اظہار کے لیے کہ میں یہ بات اندازے سے کہہ رہا ہوں، میرا گمانِ غالب ہے کہ مرزا عبدالقادر بیدل اکبر آبادی، شنکر اچاریہ کے زمانے کے بعد سے ہندوستان کے عظیم ترین مفکر اور شاعر ہیں۔ انھوں نے لفظ 'may'استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں لفظ'' شاید'' استعمال نہیں کیا۔ ان کے ترجمے میں لفظ'' شاید'' کے بجائے لفظ'' شاعر'' استعمال ہونے سے جملے کا مفہوم متن کے مطابق نہیں رہا۔ انگریزی متن میں پہلے فارسی شعر کے ساتھ علامہ اقبال نے اس کا مفہوم یا ترجمہ بھی دیا ہے۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے علامہ اقبال کے تحریر کردہ اس مفہوم یا ترجمے کو بھی اردو زبان میں بیان کر دیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ نہیں کیا۔انھوں نے اس شعر کا ترجمہ خود کیا ہے۔ان کا پہلے مصرعے کا ترجمہ علامہ اقبال کے ترجمہ سے مختلف مگر فارسی شعر کے مطابق درست ہے۔انھیں چاہیے تھا کہ علامہ اقبال کا تحریر کردہ ترجمہ اردو میں دینے کے بعد حاشیے میں اپنا ترجمہ دے دیتے اور علامہ اقبال کے ترجمے سے اختلاف کی وضاحت بھی کر دیتے۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے دوسرے فارسی شعر کا بھی ترجمہ دیا ہے ان کا یہ ترجمہ بھی علامہ محمد اقبال کے تحریر کردہ ترجمے سے مختلف ہے مگر انھوں نے اس اختلاف کی وضاحت نہیں کی۔ انھوں نے انگریزی مقالے میں علامہ اقبال کے تحریر کردہ اس شعر

کے مفہوم کا اردو میں ترجمہ نہیں کیا۔ علامہ محمد اقبال نے دوسرے فارسی شعر کا ترجمہ تحریر کرنے سے پہلے ''نورِ صبح'' کے بارے میں اپنا فلسفہ بیان کیا ہے اور اس کے بعد شعر کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ مگر ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلے شعر کا ترجمہ دیا ہے اور اس کے بعد ''نورِ صبح'' کے بارے میں فلسفۂ اقبال پر مبنی متن کا ترجمہ دیا ہے۔ انھیں چاہیے تھا کہ ترجمے میں کی گئی اس تبدیلی کا ''حاشیے'' میں ذکر کر دیتے۔

کتاب ''افکارِ اقبال'' کا چھٹا مضمون **''فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث''** ہے۔ مثنوی اسرارِ خودی کے انگریزی میں مترجم پروفیسر ڈاکٹر آر۔ اے۔ نکلسن کے استفسارات کے جواب میں علامہ اقبال نے ایک مفصل خط لکھا تھا۔ اس خط کا اردو ترجمہ ''اقبال نامہ'' (حصہ اول) کے صفحہ نمبر ۳۴۰ تا ۳۵۱ پر موجود ہے۔ علامہ اقبال نے ''فلسفہ اسرارِ خودی'' کی وضاحت کے لیے سید نذیر نیازی کو ایک نوٹ تحریر کرایا تھا۔ یہ نوٹ "Basic Philosophy of the Asrar-e-Khudi" کے عنوان سے شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" میں موجود ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس نوٹ کی علمی و ادبی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

''فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث'' میں علامہ اقبال بیان فرماتے ہیں کہ زندگی انفرادیت سے قائم ہے۔ خدا بھی ایک منفرد خودی ہے بلکہ منفرد ترین وجود کا نام ہے۔ منفرد ترین ہستی کی صفات کو زیادہ سے زیادہ اپنا کر ہی انسان منفرد بن سکتا ہے۔ جس کی خودی (انفرادیت) جس قدر مستحکم ہوگی، وہ اتنا ہی زیادہ کامل انسان کہلائے گا۔ ربانی صفات اپنانے سے انسان کی انفرادیت یعنی خودی (شخصیت) مستحکم ہوتی ہے۔ ہر وہ عمل، فلسفہ، فکر، تصور اور فن جس سے شخصیت مستحکم ہو خیر ہے اور جس سے کمزور ہو وہ شر ہے۔ مجموعی طور پر ترجمے کا مفہوم درست ہے۔ تاہم، اس میں چند ایک مقامات پر نظرِ ثانی اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً

۱۔ ترجمے میں دی گئی حدیث پاک کا عربی متن درست نہیں ہے۔ ترجمے میں ''تخلقو ا باخلاق اللہ'' کے بجائے ''تخلقط باخلاق اللہ'' لکھا ہوا ہے۔ (۱۰۰)

۲۔ درج ذیل جملے کا مفہوم واضح نہیں ہے کیونکہ اس میں کچھ الفاظ لکھے نہیں جا سکے۔

''..... جہاں تک خودی کا تعلق ہے کہ جس سے ایک فرد کلیتاً خود کفیل مرکز بن جاتا ہے کیونکہ روحانی اور طبعی طور پر انسان ایک خود کفیل مرکز ہے <u>لیکن وہ ابھی تک مکمل طور پر انفرادیت آئے گی اور جس</u>

کو جتنا زیادہ قربِ الٰہی حاصل ہوگا اتنا ہی وہ کامل ترین انسان کہلائے گا۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا کہ وہ بالآخر فنا فی اللہ ہو جائے گا بلکہ اس کے برعکس وہ خدا کو خود میں جذب کرے گا۔"(۱۰۱)

مندرجہ بالا عبارت دو جملوں پر مشتمل ہے۔ پہلے جملے میں کچھ الفاظ تحریر نہیں ہو پائے جس وجہ سے اس کا مفہوم غیر واضح اور نامکمل ہے۔ دوسرے جملے کا مفہوم بھی مبہم ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کی وسعتوں کو کوئی نہیں پا سکتا۔ اس جملے سے منشائے مصنف یہ ہے کہ جب کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہو جاتا ہے تو اس سے اس کی خودی فنا نہیں ہوتی بلکہ بقا پاتی ہے۔ ترجمے میں منشائے مصنف کا صحیح طور پر اظہار نہیں ہوسکا۔

''افکارِ اقبال'' کا ساتواں مضمون **''دیباچۂ پیامِ مشرق کے نقوش اولیہ''** ہے۔ علامہ اقبال نے پیامِ مشرق کے دیباچے کا خاکہ انگریزی میں تحریر کیا۔ بعد میں انھوں نے اسے اردو زبان تحریر کیا۔ ان کا اردو زبان میں تحریر کیا ہوا یہ دیباچہ کتاب کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔ پیامِ مشرق کے دیباچے کے انگریزی خاکے میں بعض باتیں دیباچے سے مختصر ہیں اور بعض مفصل تر۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا تاکہ اس کی مدد سے جرمن ادبیات اور تحریک مشرق کے سلسلے میں علامہ اقبال کے افکار کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔ اس دیباچے کا انگریزی متن ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے صفحہ نمبر ۴۷۶ پر ''انگریزی اشارات بسلسلہ دیباچہ پیامِ مشرق'' کے عنوان سے موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اچھے طریقے سے انگریزی متن کا اردو زبان میں مفہوم بیان کیا ہے۔ ترجمے میں علاماتِ وقف نہیں دی گئیں۔ اسی طرح سہوِ کاتب سے ایک جملے میں لفظ 'رُخی' کے بجائے 'رُخ' لکھا گیا ہے جس سے جملے کا مفہوم واضح نہیں رہا۔ ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

English Text

Herder. Did not know Persian. But his didactic tendency made him interested in Sa'di. He translated portions of Gulistan in his Blumen des Paradises. But his eastern studies scarcely influenced his original poems. Unlike his contemporary Geothe he received no impulse from the East which would stimulate him to production. His didactic interest (one sided) rendered him indifferent to Hafiz and caused him to proclaim Sa'di as a model worthy of imitation. It was Hafiz who fired the soul of Geothe and inspired him to

write the Diwan. (۱۰۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

گوئٹے اور ہرڈر:۔وہ فارسی نہ جانتا تھا لیکن اس کے اخلاقی رجحان نے اسے مطالعہ سعدؔی کی دلچسپی دی اس نے گل ہائے بہشت کے نام سے گلستان مترجم کے کچھ حصے جرمن میں ترجمہ کیے لیکن اس کے مشرقی مطالعہ کا اس کی اصلی نظموں پر مشکل سے کوئی اثر پڑا اپنے معاصر گوئٹے کے برعکس اس نے مشرق سے کوئی اثر قبول نہ کیا جو اس کی تخلیقات کو تحریک دے سکتا اس کے یک رخ اخلاقی رجحان نے حافظ کے بارے میں اسے غیر متوجہ بنائے رکھا اور وہ سعدی کو ہی تقلید کا نمونہ سمجھتا رہا البتہ یہ حافظ ہی تھا جس نے گوئٹے کی روح کو گرم کیا اور اسے دیوان لکھنے کی تحریک دی۔(۱۰۳)

''افکارِ اقبال'' کا آٹھواں مضمون ''**زندگی کا اندرونی امتزاج**'' ہے۔ یہ مضمون "The Inner Synthesis of Life" کے عنوان سے لطیف احمد شروانی کی مرتبہ کتاب "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۱۶۲ موجود ہے۔ یہ شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" میں بھی اسی عنوان سے موجود ہے۔اس مضمون کا ایک ترجمہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ ۱۸۷ پر بھی موجود ہے۔ یہ ترجمہ اقبال احمد صدیقی نے کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں عبارت کے مفہوم کے ابلاغ پر توجہ مرکوز کی ہے جبکہ اقبال احمد صدیقی نے تحت اللفظی ترجمہ کیا ہے۔انگریزی متن سامنے رکھے بغیر دونوں تراجم کا مطالعہ کریں تو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے متن کا مفہوم قدرے آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔اس کے بعد انگریزی متن کے ساتھ موازنہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ زیادہ احتیاط پر مبنی اور تحت اللفظی ہے۔تاہم، اس میں جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کا خیال رکھا گیا ہے۔

Allama Muhammad Iqbal Writes:

> The spirit of Ancient India aimed at the discovery of God and found Him. Fortified by this valuable possession Modern India ought to focus on the discovery of man as a personality ___ as an independent "whole" in all embracing synthesis of life if she wants to secure a permanent foundation of her new Nationalism. But does our education today tend to awaken in us such a sense of inner wholeness? My answer is no. Our education does not recognise man as a problem, it impresses

on us the visible fact of multiplicity without giving us an insight into the inner unity of life, and thus tends to make us more and more immersed in our physical environment. The soul of man is left untouched and the result is a superficial knowledge with a mere illusion of culture and freedom. Amidst this predominantly intellectual culture which must accentuate separate centres with the "whole" the duty of higher minds in India is to reveal the inner synthesis of life. (۱۰۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

قدیم ہند کی روح نے خدا کی دریافت کو مقصد بنایا اور اسے پا لیا۔ جدید ہند اگر اپنی ''نئی قومیت'' کی کوئی مستقل بنیاد حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے اس قابل قدر میراث سے مستفید ہو کر انسانی شخصیت (خودی) کی دریافت پر اس طرح توجہ مبذول کرنا چاہیے کہ اس میں آزاد اور جامع زندگی کا امتزاج نظر آ سکے۔ لیکن کیا ہماری موجودہ تعلیم ہم میں اندرونی ''کلیت'' کا احساس بیدار کرتی ہے؟ میرا جواب نفی میں ہے۔ ہماری تعلیم کو یہ علم ہی نہیں کہ انسان ایک مسئلہ ہے۔ یہ تعلیم زندگی کے اندرونی امتزاج میں وحدت کی بصیرت پیدا کرنے کی بجائے کثرت کی مظہر حقیقت پر زیادہ زور دیتی ہے اور اس طرح ہمیں ہمارے طبعی ماحول کے زیادہ زیر اثر کر دیتی ہے۔ یوں آدمی کی روح بے حس رہ جاتی ہے اور اس کا نتیجہ وہ سرسری علم ہوتا ہے جس میں ثقافت اور آزادی ایک سراب سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہاں کی ہمہ گیر ذہنی ثقافت کے جداگانہ مراکز کو 'کل' کے ساتھ ہم صدا ہونا چاہیے تا کہ ہند کے اعلیٰ ذہن کے اندرونی امتزاج کے مظہر بن سکیں۔ (۱۰۵)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

قدیم ہند کی روح نے خدا کو دریافت کرنے کا عزم کیا اور اسے تلاش کر لیا۔ اس بیش قیمت مِلک سے مسلح ہونے کے بعد جدید ہند کو انسان کی بحیثیت ایک شخصیت کے بطور ایک آزاد ''کل'' کے دریافت پر توجہ مبذول کرنی چاہیے تھی۔ زندگی کی ہمہ گیر ترکیب کے ساتھ اگر وہ اپنی نئی قومیت کی مستقل اساس کے حصول کا خواہاں ہے۔ لیکن کیا ہماری تعلیم ہم میں داخلی کلیت کو بیدار کرنا چاہتی ہے؟ میرا جواب ہے ''نہیں''۔ ہماری تعلیم انسان کو ایک مسئلہ کے طور پر تسلیم کرتی۔ وہ زندگی کی داخلی وحدت کے بارے میں آگہی دیئے بنا کثرت کی نظر آنے والی حقیقت سے متاثر کرنا چاہتی ہے اور اس طرح چاہتی ہے کہ ہم اپنے مادی ماحول کی اتھاہ گہرائیوں میں زیادہ سے زیادہ ڈوب جائیں۔ انسان کی روح کو چھوٹے بنا رہنے دیا اور اس کا نتیجہ ہے سطحی علم جس میں ثقافت اور آزادی کا محض خواب سا دکھائی دیتا ہے۔ اس دانشورانہ ثقافت کا تقاضا یہ تھا کہ ''کل'' کے ساتھ

ساتھ علیحدہ مراکز پر زور دیا جاتا' ہند میں ذہین افراد کا فرض یہ ہے کہ وہ زندگی کی داخلی ترکیب و ترتیب کا انکشاف کریں۔(۱۰۶)

راقم الحروف کے مطابق، مندرجہ بالا عبارت کے آخری جملے کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے:

اس ہمہ گیر دانشورانہ ثقافت کو چاہیے تھا کہ کل کے ساتھ ساتھ علیحدہ مراکز کی اہمیت بھی اجاگر کرتی، (اس ثقافت کے حامل) ہندوستان کے زیادہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک افراد کو چاہیے کہ وہ زندگی کی داخلی ترکیب کو منکشف کریں۔

اس کتاب کا نواں مضمون **''میک ٹیگارٹ کا فلسفہ''** ہے۔اس کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی کتاب "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" کے صفحہ ۱۷۸ پر، شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" کے صفحہ ۲۰۴ تا ۲۱۴ تک اور سید عبدالواحد معینی کی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ ۱۱۶ پر ملتا ہے۔اس مضمون کا اردو ترجمہ ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ ۲۰۵ پر موجود ہے۔

اس مضمون میں علامہ اقبال نے میک ٹیگارٹ کے فلسفہ کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے میک ٹیگارٹ سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے اور اپنے فلسفۂ حیات اور فلسفۂ خودی کی رو سے میک ٹیگارٹ کے فلسفے کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی اور مہارت سے اس مشکل اور پیچیدہ نفسِ مضمون اور دقیق عبارت پر مشتمل مضمون کا ترجمہ ومفہوم قدرے آسان اور عام فہم اردو میں پیش کیا ہے۔علامہ اقبال کا یہ مضمون تین حصوں پر مشتمل ہے۔اس میں علامہ اقبال نے ''گلشنِ رازِ جدید'' کے دو بندوں کا انگریزی ترجمہ پیش کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں فارسی زبان کے اصل اشعار اور ''توضیحات'' میں ان کا بھی ترجمہ دیا ہے۔علامہ اقبال نے اپنے مضمون میں پیامِ مشرق کا ایک شعر، جاوید نامہ کا ایک شعر، گلشنِ رازِ جدید کے دو اشعار اور ان کا انگریزی میں ترجمہ دیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ''توضیحات'' میں ان اشعار کا ترجمہ اور ان کے حوالہ جات دیے ہیں۔اس سے ان کے ترجمے کی افادیت بڑھ گئی ہے۔اقبال احمد صدیقی نے اپنے ترجمے میں فارسی اشعار تو دیے ہیں مگر ان کا ترجمہ نہیں دیا اور نہ ہی ان کے حوالہ جات دیے ہیں۔ان اشعار کا انگریزی میں ترجمہ دیا گیا ہے۔ان کا اردو میں ترجمہ نہ دینے کی وجہ سے ان کا ترجمہ نامکمل ہے۔انھوں نے ترجمے کے ساتھ

ضروری توضیحات بھی نہیں دیں۔ ان کا زیادہ تر ترجمہ ''تحت اللفظی'' ہے۔اس وجہ سے اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کی سی روانی نظر نہیں آتی۔تاہم،ان کے ترجمے میں ''تحت اللفظی'' بندش کی وجہ سے احتیاط کا عنصر زیادہ نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض فی البدیہہ ترجمہ کرتے تھے وہ عبارت کا مفہوم اخذ کرکے اسے اپنے مخصوص اسلوب میں قلمبند کر دیتے تھے۔اس لیے ان کے ترجمے میں سلاست و روانی کا عنصر غالب ہے اور ترجمہ سے متن کا مفہوم بھی قدرے زیادہ آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔اس ضمن میں دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

Allama Muhammad Iqbal writes:

I agree what you, as you know, in regarding quite untenable the view that finite beings are adjectives of the Absolute. Whatever they are, it is quite certain to me that they are not that.(۱۰۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''میں تم سے متفق ہوں،جیسا کہ تم جانتے ہو کہ موجودات کا مطلق کی صفات ہونا ایک نامعقول اور لغو نقطۂ نظر ہے۔یہ (موجودات) جو کچھ بھی ہیں مجھے بالکل یقین ہے کہ یہ وہ کچھ نہیں جو کچھ نظر آتے ہیں۔''(۱۰۸)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہ خیال ناقابلِ تسلیم ہے کہ محدود موجودات مطلق کی صفات ہیں۔وہ جو کچھ بھی ہیں مجھے اس بات کا یقین ہے کہ وہ وہ نہیں ہیں جو کچھ نظر آتے ہیں۔''(۱۰۹)

Allama Muhammad Iqbal writes:

I am writing to tell you with how much pleasure I have been reading your poems. Have you not changed your position very much? Surely in the days when we used to talk philosophy together you were much more of a Pantheistic and mystic.

For my own part I adhere to my own belief that selves are the ultimate reality, but as to their true content and their true good my position is, as it was, that that is to be found in eternity and not in time, and in love rather than action.

Perhaps, however, the difference is largely a question of emphasis __ we each lay most weight on what our own country needs. I dare say you are right when you say that India is too contemplative. But I am sure that England __ and all

Europe __ is not contemplative enough. That is a lesson that we sought to learn from you __ and no doubt we have something to teach in return.(۱۱۰)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''میں آپ کو یہ بتانے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کی نظمیں میں کتنی خوش دلی کے ساتھ پڑھتا رہا ہوں۔ کیا آپ نے اپنا رویہ بہت زیادہ تبدیل نہیں کر لیا ہے؟ یقیناً ان دنوں جب ہم اکٹھے فلسفے پر بحث کیا کرتے تھے تو آپ کہیں زیادہ وحدت الوجودی اور عرفانی تھے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنے اس عقیدے پر قائم ہوں کہ خودیاں حقیقتِ مطلقہ ہیں، لیکن جہاں تک ان کی حقیقی صورتِ حال اور حقیقی خاصہ (سُمّھ) یعنی معقولیت کا تعلق ہے، میری رائے یہ ہے اور جیسا کہ تھی کہ اسے حقیقی بالذات دیمومت میں تلاش کیا جائے نہ کہ زماں میں۔ اسی طرح عمل سے زیادہ محبت میں۔ شاید، تاہم اختلاف زیادہ تر زور دینے کے مسئلے میں ہے۔ ہم دونوں زیادہ تر اس بات کو وزن دار بنا رہے ہیں جس کی ہمارے اپنے اپنے ملک کو ضرورت ہے۔ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ بالخصوص جب تم کہتے ہو کہ ہندوستان بے پناہ متفکر اور مشوش ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ انگلستان بلکہ سارا یورپ اس سبق میں جو ہم آپ سے سیکھنا چاہتے ہیں شریک ہے۔ یقین ہے کہ اس ضمن میں ہم ایک دوسرے سے استفادہ کر سکتے ہیں۔''(۱۱۱)

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''میں آپ کو بتانے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ مجھے آپ کی نظمیں پڑھتے ہوئے کس قدر مسرت ہوئی کہ آپ نے اپنے رویے میں بہت حد تک تبدیلی پیدا نہیں کر دی ہے؟ یقیناً ان دنوں میں جب ہم فلسفے پر گفتگو کیا کرتے تھے تو آپ زیادہ تر وجودیت اور تصوف کے قائل ہوا کرتے تھے۔''

جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے میں اپنے عقیدے پر قائم ہوں کہ نفوس حتمی حقیقت ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کے اصل مشتملات اور صحیح خیر کا تعلق ہے، میرا موقف وہی ہے جو پہلے تھا یعنی ان کی جستجو ابدیت میں ہونی چاہیے زماں میں نہیں اور عمل کی بجائے محبت میں ہونی چاہیے۔

تاہم اختلاف اس امر پر مبنی ہے کہ ہم کس بات پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک زیادہ اصرار اس بات پر کرتا ہے جو ہمارے اپنے ملک کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آپ درست ہیں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ہند کچھ زیادہ ہی مستغرق فکر ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ انگلستان اور پورا یورپ کافی حد تک مستغرق فکر نہیں ہے۔ یہ وہ سبق ہے جو ہمیں آپ سے سیکھنا چاہیے اور بلاشبہ اس کے عوض سکھانے کے لیے ہمارے پاس بھی کچھ نہ کچھ ہوگا۔(۱۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کے آخری دو جملوں کا ترجمہ موزوں نظر نہیں آتا۔ اقبال احمد صدیقی کا ترجمہ قدرے بہتر ہے۔ تاہم، اقبال احمد صدیقی کے ترجمے کے آخر پر ''ہوگا'' کے بجائے ''ہے'' آنا چاہیے تھا۔

''افکارِ اقبال'' کے دسویں مضمون کا عنوان **''جاوید نامہ''** ہے۔ اس عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے فارسی مجموعہ کلام ''جاوید نامہ'' کے اسلوب اور اس کے مشمولات کے بارے میں خود علامہ اقبال کے افکار پیش کیے ہیں۔ یہ مضمون ''جاوید نامہ'' کے بارے میں علامہ اقبال کے ایک نوٹ، ان کے ایک لیکچر اور ایران کے سابق وزیر سید ضیاء الدین طبا طبائی کے تاثرات پر مشتمل ہے۔

۱۹۳۱ء کے آخری مہینوں میں علامہ اقبال دوسری گول میز کانفرنس کے سلسلے میں انگلستان گئے۔ ''جاوید نامہ'' اس وقت زیرِ طباعت تھا۔ وہاں (انگلستان میں) علامہ اقبال کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں نیاز محمد خان (این۔ایم۔خان) کو ''جاوید نامہ'' کے موضوع اور اسلوب کے بارے میں ایک مختصر نوٹ لکھوایا۔ یہ نوٹ مدتوں بعد ''مارننگ نیوز'' کلکتہ کے ۱۹۴۴ء کے عید الفطر ایڈیشن میں شائع ہوا۔ اس کا انگریزی متن سید عبدالواحد معینی کی مرتبہ "Thoughts and Reflections of Iqbal" (شیخ محمد اشرف پبلی کیشنز، لاہور، طبع ثانی، ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۹ پر بعنوان "Javed Nama With a Note by N.M. Khan" ملتا ہے۔ اس کا انگریزی متن شاہد حسین رزاقی کی کتاب "Discourses of Iqbal" کے صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۰ پر بعنوان "Javed Nama" موجود ہے۔

اس نوٹ کے مطابق شاعر اقبال مولانا رومی کے ہمراہ مختلف افلاک کی سیر کرتے ہیں۔ وہاں ان کی مختلف شعراء، ادباء اور سیاسی زعماء سے ملاقات ہوتی ہے۔ ایک مقام پر مولانا رومی رک جاتے ہیں اور اقبال تنہا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر بعض سوالات پوچھتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کی تقدیر اور مستقبل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، جو ان کو دکھایا جاتا ہے۔ آخری حصے میں وہ اپنے بیٹے سے خطاب کرتے ہیں جو دراصل ہر آنے والی نسل سے ایک تخاطب ہے۔

علامہ اقبال نے واضح کیا کہ ''جاوید نامہ'' میں ایشیا کی نامور شخصیتوں اور یورپ کے دو مشاہیر کچنز اور نطشے کے حوالے سے دورِ حاضر کے تمام جماعتی، اقتصادی، سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور اصلاحی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کا حل تجویز کیا گیا ہے۔

ترجمے کے آخر پر ''حوالے'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ''جاوید نامہ'' کی علمی و ادبی افادیت کے ضمن میں مزید چند اہم امور بیان کیے ہیں جس سے ترجمے کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

افکارِ اقبال کے گیارہویں مضمون کا عنوان **''حیات بعد الموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب''** ہے۔ اس کا انگریزی متن شاہد حسین رزاقی کی مرتبہ کتاب "Discourses of Iqbal" کے صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۲ پر "Corporal Resurrection after Death" کے عنوان سے؛ لطیف احمد شروانی کی مدون کتاب "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۱۸۸ پر "Corporal Resurrection" کے عنوان سے اور سید عبدالواحد معینی کی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ نمبر ۲۲۰ پر "Some Study Notes" کے عنوان سے موجود ہے۔ اس کا ''حشر اجساد'' کے عنوان سے اقبال احمد صدیقی کا اردو ترجمہ ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۹ پر موجود ہے۔

اس مضمون میں علامہ اقبال نے دو انگریزی کتب "The Emergence of Life" (نمودِ حیات) اور "Emotion as the Basis of Civilization" (جذبہ بحیثیت اساسِ تمدن) کے حوالے سے جدید سائنس اور فلسفے میں ہونے والی پیش رفت کے حوالے سے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جدید سائنس اور فلسفے میں جوں جوں قطعیت پیدا ہوتی جاتی ہے، یہ دونوں بعض مذہبی عقائد کے بارے میں عقلی جواز مہیا کرتے جاتے ہیں جن کو اٹھارویں اور انیسویں عیسوی صدیوں میں سائنس نے خلافِ عقل اور نا قابلِ یقین قرار دے کر رد کر دیا تھا۔ پہلی کتاب میں مصنف نے جارج بُول کے ثنائی ریاضیاتی اعداد (0 اور 1) کے نظام کے تحت زمان، مکان، حیات اور حیات بعد الموت کے تصورات پر تفصیلی بحث کی ہے اور حیات بعد الموت کا جواز تسلیم کیا ہے۔ علامہ اقبال نے متعدد آیاتِ قرآنی کے حوالے سے اسلامی عقیدہ حیات بعد الموت بیان کیا ہے۔ دوسری کتاب ''جذبہ بطور اساسِ تمدن'' میں غیر مسلم مصنف نے نماز، زکوٰۃ اور حج کا فلسفہ اتحاد و یگانگت بیان کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ملتِ اسلامیہ میں نماز، زکوٰۃ اور حج اساسِ اتحاد و یگانگت ہیں۔

دونوں مترجمین (ڈاکٹر محمد ریاض اور اقبال احمد صدیقی) نے اردو زبان میں انگریزی متن کا مفہوم بیان کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ تاہم، انگریزی متن اور اس کے تراجم میں کچھ بڑی

اغلاط نظر آئی ہیں۔

۱۔ انگریزی متن کے صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۱ پر چند ایک قرآنی آیات کا ترجمہ دیا گیا ہے مگر ان کے حوالہ جات درست نہیں دیے گئے۔ حوالہ (۱۰۱-۹۹, ۲۳) کے ساتھ آیات نمبر ۹۹ تا ۱۰۰ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس میں آیت نمبر ۱۰۱ کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔ حوالہ (۲۰۔۱۹, ۸۴) کے ساتھ آیات نمبر ۱۹ تا ۲۰ کے بجائے آیات نمبر ۱۸ تا ۱۹ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ آیات کے دیے گئے ترجمے کے مطابق درست حوالہ جات (۱۰۰۔۹۹, ۲۳) اور (۱۹۔۱۸, ۸۴) ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے افکارِ اقبال کے صفحہ ۱۵۶ پر ان آیات کا درست ترجمہ دیا ہے مگر حوالہ درست نہیں دیا۔ ان کے دیے گئے حوالے (آیہ ۱۰۰ سورہ ۲۳) میں آیات ۱۰۰ تا ۱۰۱ کے بجائے صرف آیہ ۱۰۰ کا اندراج کیا گیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے متن کے مطابق صرف دو آیات (۲۰۔۱۹, ۸۴) کا ترجمہ دینے کے بجائے چار آیات (۱۶ تا ۸۴:۱۹) کا ترجمہ دیا ہے اور متن میں اس اضافے کا کہیں حوالہ نہیں دیا۔ اقبال احمد صدیقی نے اپنے ترجمے میں انگریزی متن کے دیے گئے حوالے (۱۰۱۔۹۹, ۲۳) کے مطابق تینوں آیات کا ترجمہ دیا ہے مگر حوالہ جات وحواشی میں اس امر کا ذکر نہیں کیا کہ دیا گیا ترجمہ انگریزی متن میں دیے گئے ترجمے سے زائد ہے۔ اسی طرح انھوں نے سورۃ المطففین کی آیات ۱۹ تا ۲۰ کا ترجمہ دے کر اس کے ساتھ (۲۰۔۱۹, ۸۳) کے بجائے بطور حوالہ (۲۰۔۱۹, ۸۴) تحریر کر دیا ہے۔ انھیں دیے گئے حوالہ کے مطابق سورۃ انشقاق کی آیات ۱۹ تا ۲۰ کا ترجمہ دینا چاہیے تھا۔ انھوں نے سورۃ انشقاق سے قبل کی سورہ مقدسہ (سورۃ المطففین) کی آیات ۱۹ تا ۲۰ کا ترجمہ دے دیا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی کتاب "Emotion as the Basis of Civilization" کا نام اور ترجمہ درست نہیں دیا۔ انھوں نے کتاب کا نام میں "Emotions as the bases of Civilization" لکھا ہے۔ انھوں نے کتاب کے نام میں "Emotion" کے بجائے "Emotions" اور "Basis" کے بجائے "bases" لکھا ہے۔ لفظ "bases" انگریزی لفظ "basis" کی جمع ہے جس کا مطلب ہے بنیادیں۔ کتاب کے عنوان کا ترجمہ ان تبدیلیوں کے مطابق بھی درست نہیں ہے۔ انھوں نے لفظ "bases" کا ترجمہ ''اساس'' (بنیاد) کیا ہے جبکہ اس کا ترجمہ ''بنیادیں''

ہونا چاہیے۔

۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی کتاب "Emotion as the Basis of Civilization" کے درج ذیل اقتباس کے شروع کے چند جملوں کا ترجمہ درست کیا ہے۔ بعد کے جملوں کا صرف مفہوم دیا ہے۔ آخری چند جملوں کا نہ تو ترجمہ دیا اور نہ ہی مفہوم دیا ہے۔ انگریزی متن اوراس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

Allama Muhammad Iqbal Writes:

The vast difficulty of creating any sense of unity or solidarity in such a group (i.e. composed of different nations with different traditions and outlooks) is apparent. All historians declare that the amazing success of Islam in dominating the world is the astounding coherence or sense of unity in the group, but they do not explain how this miracle was worked. There can be little doubt that the most effective means was prayer. The five daily prayers, when all the faithful, wherever they were, alone in the grim solitude of the desert or in the vast assemblies in a crowded city, knelt and prostrated themselves towards Mecca, uttering the same words of adoration for the one true God and of loyalty to His Prophet, produced an overwhelming effect even on the spectator and the psychological effect of thus fusing the minds of the worshippers in a common adoration and expression of loyalty is certainly stupendous. Muhammad was the first one to see the tremendous power of public prayer as a unification culture and there can be little doubt that the power of Islam is due in a large measure to the obedience of the faithful to this inviolable rule of the five prayers.

The giving of alms to the poor was also a means of developing the sense of brotherhood. So, likewise, was the pilgrimage to Mecca...the pilgrimage proved in the end a great aid in unification, for the men of every tribe and race met at Mecca with a common purpose and in a common worship and a feeling of brotherhood would not but be engendered in the process.(۱۱۳)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

’’یہ ظاہر ہے کہ ایک ایسی ملت کے افراد میں اتحاد اور یگانگت کا احساس پیدا کرنا، جو مختلف روایات اور تصورات رکھنے والی اقوام سے مرکب ہو، کتنا دشوار ہے! تمام مورخ تسلیم کرتے ہیں

کہ اسلام کو دنیا پر غلبہ حاصل کرنے میں جو حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی اس کا راز مسلمانوں کے تحیر خیز اتحاد اور ان کی باہمی اخوت میں ہے مگر کسی نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ اعجاز کس طرح ممکن ہوا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس کا سب سے موثر ذریعہ نماز ہے مسلمان خواہ وہ صحراؤں کی ہیبت ناک تنہائیوں میں ہو یا کسی گنجان شہر میں یا انسانوں کے اژدھام میں، اسے حکم ہے کہ روزانہ پنج وقتہ مکے کی طرف منہ کر کے خدائے وحدہٗ لاشریک کے حضور میں حاضر ہوا اور وہ زمین پر ماتھا ٹیک کر اظہارِ عبودیت کرے اور اپنے رسول ﷺ پر درود بھیجے۔ اس عجیب وغریب اجتماع کا دیکھنے والوں تک پر اثر ہوتا ہے اور جہاں تک عبادت گزاروں کا تعلق ہے، نماز ان کے ذہنوں کو ایک ہی رشتہ عبودیت میں پرو دیتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اسلام کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ نماز ہے۔ اسی طرح خیرات اور حج سے بھی احساسِ یگانگت بڑھتا ہے۔'' (۱۱۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے آخری عبارت "The giving of alms...in the process" کا ترجمہ نہیں دیا۔ اس سے پہلے دیا گیا ترجمہ بھی، صرف ترجمانی پر مشتمل ہے۔

اقبال احمد صدیقی نے آخری عبارت کا ترجمہ دیا ہے اور یہ ترجمہ متن کے مطابق درست ہے۔ تاہم ان کے ترجمے میں بھی کچھ کمزوری نظر آتی ہے۔ انھوں نے اقتباس میں دیے گئے جملوں "The five daily prayers...even on the spectator" کا فعل ماضی (past tense) میں ترجمہ کرنے کے بجائے فعل حال (present tense) میں ترجمہ کیا ہے جو کہ خود ان کے اپنے اختیار کردہ تحت اللفظی اسلوبِ ترجمے کے مطابق درست نہیں ہے۔ ان کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ترجمہ از اقبال احمد صدیقی:

''کسی ایسے گروہ میں (جو مختلف اقوام پر مشتمل ہو اور جو مختلف روایات اور نظریات کی حامل ہو) اتحاد اور یک جہتی کا شعور پیدا کرنا کس قدر دشوار امر ہے، یہ ظاہر ہے۔ جملہ مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر پر غلبہ حاصل کرنے میں اسلام کی حیرت انگریز کامیابی کا سبب اس گروہ میں تعجب خیز ربطِ باہمی یا شعور اتحاد تھا لیکن وہ اس بات کی وضاحت نہیں کرتے کہ یہ معجزہ برپا کیسے ہوا۔ اس باب میں شبہ کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے کہ اس کا موثر ترین ذریعہ نماز تھا۔ روزانہ دن میں پانچ بار جب جملہ مومنین نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں' وہ جہاں بھی ہوتے' خواہ وہ صحرا کی عظیم و وسیع پہنائیاں ہوں یا پر ہجوم شہروں میں عظیم اجتماعات' ایمان والوں کا رخ کعبہ (مکہ) کی طرف ہوتا اور اسی طرف منہ کر کے رکوع اور سجدے کرتے اور اس دوران توحید الٰہی' عظمت رب اور اس کے رسول (محمد ﷺ) کے ساتھ اعلانِ وفا کے لیے انھیں لفظوں کا استعمال دیکھنے والوں کو تو حیران

وششدر چھوڑتا ہے لیکن خود عبادت گزاروں کے لیے مشترک الفاظ میں خالقِ کائنات کی عظمت اور اس کے پیامبر سے وفاداری کے اظہار کا جو نفسیاتی اثر مرتب ہوتا ہے وہ تو یقینی طور سے زبردست ہوتا ہے۔ محمد ﷺ نے سب سے پہلے مختلف تہذیب وثقافت میں اتحاد برپا کرنے کے تعلق میں اجتماعی نماز کی زبردست قوت کو محسوس کیا۔ بلاشبہ اسلام کی قوت اس کے ماننے والوں میں بہت بڑی حد تک حکم نماز پنجگانہ کی تعمیل میں مضمر ہے۔

غرباء میں تقسیم خیرات بھی احساسِ اخوت میں ترقی کا ایک بڑا ذریعہ تھا۔ اسی طرح سے مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ۔ اخیر میں حج نے ثابت کیا کہ ایک مشترک مقصد اور مشترکہ عبادت کی غرض سے مکہ مکرمہ میں مختلف قبائل اور نسلوں سے متعلق افراد کا جمع ہونا، باہمی ربط وضبط، میل ملاپ سے ان میں احساسِ اخوت میں اضافے کا باعث بنا ہوگا۔(۱۱۵)

''افکارِ اقبال'' کا بارہواں مضمون **''نیٹشے سے اقبال کا فکری تباین اور تضاد''** ہے۔ علامہ اقبال نے ۱۹۳۷ء کے موسمِ گرما میں سید نذیر نیازی کو یہ مضمون املا کروایا تھا۔ اس ترجمہ شدہ مضمون کا اصل انگریزی متن سید عبد الواحد معینی کی کتاب "Thoughts and Reflections of Iqbal" کے صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۴ پر "Note on Nietzche" کے عنوان سے موجود ہے۔ یہ مضمون چار ذیلی عنوانات خودی (The Ego)، فوق البشر (The Superman)، نیٹشے کی مادیت (Nietzsche's Materialism) اور خودی کے معنی (The Meaning of Khudi) پر مشتمل ہے۔ خودی کے عنوان کے تحت خودی کا مفہوم، اسے مستحکم کرنے کے طریقے اور خودی کے استحکام سے دائمی وابدی بقا کے حصول کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال بتاتے ہیں کہ نیٹشے خودی کو ایک بے حقیقت اور افسانوی چیز شمار کرتا ہے جبکہ انھوں نے اسرارِ خودی میں خودی کی حقیقت بیان کی ہے۔ ''فوق البشر'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ نیٹشے کا فوق البشر اونٹ کی طرح جفاکش، شیر کی طرح بے رحم قاتل اور بچے کی طرح خوب وبد کی تمیز کرنے کی صلاحیت سے عاری ہے۔ اس کا فوق البشر حیوانی پیداوار ہے جبکہ اسلام کا انسانِ کامل اخلاقی اور روحانی قوتوں کا امتزاج ہے۔ ''نیٹشے کی مادیت'' کے عنوان کے تحت اس امر کا ذکر ہے کہ نیٹشے اور کارل مارکس دونوں طاقت ور کی بالادستی کے قائل ہیں۔ کارل مارکس اس بات کا قائل ہے کہ محنت کش، غریب لوگ، سرمایہ دار طبقے سے اقتدار چھین کر نیا معاشرتی نظام نافذ کردیں گے جبکہ نیٹشے اس بات کا قائل ہے کہ فوق البشر ہی وہ ہستی ہے جو اپنی کھوئی ہوئی طاقت، دوبارہ حاصل کر کے اپنا آپ منوائے گا۔ ''خودی کے معنی'' کے عنوان کے تحت

علامہ اقبال بیان کرتے ہیں کہ خودی سے مراد انسان کی ''انا'' ہے۔اس کے معنی خود اعتمادی، خود و قاری، اپنا تحفظ یا اپنے وجود کا ثبوت دینا ہے۔حسنِ اخلاق کی بدولت خودی مستحکم ہوتی ہے اور اس سے انتشار اور افتراق کی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے طاقت ملتی ہے۔

اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور خطباتِ اقبال کے حوالے سے تصورِ خودی کو سمجھنے کے لیے اس مضمون کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت مہارت سے انگریزی مضمون کا مفہوم اردو زبان میں بیان کیا ہے۔

''افکارِ اقبال'' کے آخری مضمون کا عنوان **''اقبال کے نمونہ ہائے تراجم''** ہے۔یہ علامہ اقبال کے کسی مضمون کا ترجمہ نہیں ہے۔بلکہ اس میں علامہ اقبال کی ترجمہ شدہ تحریروں کے حوالے سے ان کے فنِ ترجمے کے محاسن بیان کیے گئے ہیں۔

علامہ اقبال اخذ و اقتباس کے معاملے میں منفرد اور آزادانہ اسلوب رکھتے تھے۔وہ عربی، فارسی، انگریزی متن (اشعار) کا اصل مفہوم نہایت خوبصورتی اور مہارت سے دوسری زبان میں بیان کر دیتے تھے۔صنائع ادبی، چستیٔ بندش اور حسنِ تراکیب کی رو سے ان کے یہ تراجم اپنی مثال آپ ہیں۔انھوں نے بعض بظاہر معمولی واقعات سے بصیرت افروز نکات اخذ کیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں بہت سی مثالوں کے ذریعے علامہ اقبال کے اسلوبِ ترجمے کے محاسن بیان کیے ہیں۔اس ضمن میں انھوں نے تین ذیلی عنوانات ''عربی سے اخذ و ترجمہ''، ''فارسی سے ترجمے'' اور ''انگریزی سے اخذ و ترجمہ'' کے تحت علامہ اقبال کے فنِ ترجمے کے محاسن پر روشنی ڈالی ہے۔

''عربی سے اخذ و ترجمہ'' کے عنوان کے تحت ''تاریخ المقری'' یعنی حافظ احمد المقری التلسمانی (م ۱۰۴۹ ہجری) کی نفح الطیب فن غض الاندلس الرطیب، میں مندرج عبد الرحمٰن اول اموی کے ان عربی اشعار کو آزادانہ اردو اشعار میں ڈھالا ہے جو انھوں نے مدینۃ الزہرا (اندلس) میں کھجور کا درخت لگاتے وقت کہے تھے۔علامہ اقبال کے یہ اشعار بالِ جبریل میں منقول ہیں۔'' قید خانہ میں معتمد کی فریاد'' کے عنوان کے تحت علامہ اقبال نے اشبیلیہ کے حاکم معتمد بن عباد (۴۶۱۔۴۸۸ ہجری) کے اشعار کا مفہوم اردو زبان میں نظم کیا ہے۔تقدیر (مکالمۂ ابلیس و یزداں) ضربِ کلیم کی پانچ اشعار پر مشتمل نظم ہے جس کا مفہوم علامہ اقبال نے ابن عربی (۶۳۸ ہجری) کی تصنیف ''الفتوحات المکیہ'' کے ۳۹ ویں باب سے اخذ کیا تھا۔''فارسی سے ترجمے'' کے

عنوان کے تحت غزنوی دور کے شاعر مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ہجری) کی ایک دوبیتی اور بالِ جبریل کا ایک قطعہ دیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے نہایت خوبصورتی سے ''آزادانہ تصرف'' سے کام لیتے ہوئے فارسی دوبیتی کا اردو قطعے میں مفہوم بیان کیا ہے۔ دوسرا نمونہ انوری ابیوری (م ۵۸۷ہجری) کا سات ابیات پر مشتمل فارسی قطعہ ہے جسے علامہ اقبال نے پانچ ابیات میں ڈھال کر دادِ سخن دی ہے۔

''**انگریزی سے اخذ و ترجمہ**'' کے عنوان کے تحت خوشحال خان خٹک کے اشعار کے انگریزی ترجمے سے اخذ کیے ہوئے پانچ فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد امریکی اور انگلستانی انگریزی شاعروں کی بعض منظومات کے تراجم دیے گئے ہیں۔ ان میں امریکی شاعر ایمرسن کی ''Fable'' اور ''Good Bye''، لانگ فیلو کی ''Day Break'' اور ٹینی سن کی نظم ''Love and Death'' کے تراجم شامل ہیں۔ ان تراجم میں علامہ اقبال نے اصل متن کے فکری و فنی اور علمی و ادبی محاسن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، ان کا اردو زبان میں اس طرح سے مفہوم بیان کیا ہے کہ ترجمے میں اصلی فن پاروں کے تمام محاسن فزوں تر ہو گئے ہیں۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

عربی سے اخذ و ترجمہ:

بالِ جبریل میں عبدالرحمٰن اول اموی کے چار عربی اشعار کا پانچ اردو اشعار میں ترجمہ دیا گیا ہے۔ نیچے دیے گئے اردو اشعار میں سے بند اول کے پانچ اشعار اس ترجمہ پر مشتمل ہیں۔ بند دوم کے اشعار علامہ اقبال کا اپنا اضافہ ہے مگر انھوں نے اس اضافے کی توضیح نہیں کی۔

تبدت لنا وسط الرمانة نخلة — تناء ت بارض الغرب عن بلد النخل
فقلت شبیھی فی التغرب والنوی — وطول اکتئابی عن نبی وعن اھلی
نشاء ت بارض انت فیھا غریبہ — فمثلک فی الاقتصاء والغتای مثلی
سفتک غواد المزن فی الغتای الذی — یصح و یسمری المساکین بالوبل

اقبال کے اشعار درج ذیل ہیں اور شاعر کے معنی خیز تصرفات دیکھے جا سکتے ہیں:

میری آنکھوں کا نور ہے تو — میرے دل کا سرور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں میں — میرے لیے نخلِ طور ہے تو
مغرب کی ہوا نے تجھ کو پالا — صحرائے عرب کی حور ہے تو
پردیس میں ناصبور ہوں میں — پردیس میں ناصبور ہے تو

غربت کی ہوا میں بار ور ہو ساقی تیرا نم سحر ہو
عالم کا عجیب ہے نظارہ دامانِ نگہ ہے پارہ پارہ
ہمت کو شناوری مبارک پیدا نہیں بحر کا کنارہ
ہے سوزِ دروں سے زندگانی اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
صبحِ غربت میں اور چمکا ٹوٹا ہوا شام کا ستارہ
مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے مومن کا مقام ہر کہیں ہے (۱۱۶)

فارسی سے اخذ وترجمہ:

علامہ اقبال نے غزنوی دور کے شاعر مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ھ) کی ایک فارسی دو بیتی کا بالِ جبریل میں منظوم اردو ترجمہ دیا ہے۔ ترجمے میں انھوں نے فارسی رباعی میں بیان کردہ نفسِ مضمون کو اصل سے بہتر انداز میں پیش کیا ہے۔

مسعود:

باہمت باز پاش و با کبر پلنگ زیبا بگہ شکار و پیروز بجنگ
کم کن بر عندلیب و طاؤس درنگ کانجا ہمہ بانگ آمد و اینجا ہمہ رنگ

اقبال:

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے، شاہین کا تجسس جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ
کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ (۱۱۷)

انگریزی سے اخذ وترجمہ:

علامہ اقبال نے کچھ انگریزی نظموں کا بھی منظوم اردو ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت وہ اصل نفسِ مضمون کو نہایت فصاحت و بلاغت سے، فکری و فنی وسعت دے کر نیا تخلیقی شاہکار پیش کر دیتے تھے۔ اس ضمن میں انگریز شاعر لانگ فیلو کی نظم "Day Break" اور اس کا منظوم اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ اقبال کی وسعتِ فکری اور فنی مہارت کی بدولت منظوم اردو ترجمہ طبع آزاد اور آمد بن گیا ہے۔

DAYBREAK

A wind came up out of the sea,
And said, "O mists, make room for me."
It hailed the ships, and cried, "Sail on,
Ye mariners, the night is gone."

And hurried landward far away,
Crying, "Awake! it is the day."
It said unto the forest, "Shout!
Hang all your leafy banners out!"
It touched the wood-bird's folded wing,
And said, "O bird, awake and sing."
And o'er the farms, "O chanticleer,
Your clarion blow; the day is near."
It whispered to the fields of corn,
"Bow down, and hail the coming morn."
It shouted through the belfry-tower,
"Awake, O bell! proclaim the hour."
It crossed the churchyard with a sigh,
And said, "Not yet! in quiet lie."

اجالا جب ہوا رخصت، جبینِ شب کی افشاں کا　　نسیمِ زندگی پیغام لائی، صبحِ خنداں کا
جگایا بلبلِ رنگیں نوا کو آشیانے میں　　کنارے کھیت کے شانہ ہلایا اس نے دہقاں کا
طلسم ظلمتِ شب سورۂ والنور سے توڑا　　اندھیرے میں اڑایا تاجِ زر شمعِ شبستان کا
پڑھا خوابیدگانِ دیر پر افسونِ بیداری　　برہمن کو دیا پیغام خورشیدِ درخشاں کا
ہوئی بامِ حرم پر آکے یوں گویا مؤذن سے　　نہیں کھٹکا ترے دل میں نمودِ مہرِ تاباں کا
پکاری اس طرح دیوارِ گلشن پر کھڑے ہو کر　　چٹک او غنچۂ گل! تو مؤذن ہے گلستان کا
دیا یہ حکم صحرا میں، چلو اے قافلے والو!　　چمکنے کو ہے جگنو بن کے ہر ذرہ بیاباں کا
سوئے گورِ غریباں، جب گئی زندوں کی بستی سے　　تو یوں بولی نظارہ دیکھ کر شہرِ خموشاں کا
ابھی آرام سے لیٹے رہو میں پھر بھی آؤں گی　　سلا دوں گی جہاں کو، خواب سے تم کو جگاؤں گی (۱۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات میں افکارِ اقبال کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کتاب نے فکرِ اقبال کی تفہیم و تسہیل اور ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ گراں قدر علمی و ادبی اہمیت کے پیش نظر اسے بہت پسند کیا گیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی لکھتے ہیں:

''چون اغلب آثار وی در پاکستان شامل متون درس است' دانشجو یان آنہارا کرارا مطالعہ می نمایند۔ البتہ باوجود تداول خوب زبان انگلیسی در پاکستان' نگارش اقبال برای دانشجو یان صعب و دشوار است و شیوۂ حمل طولانی و بکار بُردن تلمیحات جہانی و اسلامی براین مشکلات اضافہ می نمایند۔ علامہ دانشجو یان' مردم تحصیل کردہ دیگر ہم کہ با انگلیسی زیاد آشنا نیستند میخواہند کہ بآن افکار آگاہی داشتہ باشند کہ در مقالات انگلیسی وی بیان گردیدہ است۔ نظر بایں ہدف استاد اقبال شناس دکتر محمد ریاض ۱۲ مقالہ انگلیسی اقبال را با اردو ترجمہ نمودہ تعلیقات و حواشی سودمند بر آنہا افزودہ است و بعضی

ازامور را باستفادہ نقل نوشتہ ھا و اشعار اقبال در پاورقیہا توضیح دادہ است۔ درمقابلہ نہائی اونمونہ ھائی تراجم و توضیح خود اقبال آنسطور کہ او از عربی و فارسی وانگلیسی ترجمہ نمودہ **ارائه** دادہ بوذنشان دادہ است عنوان مقالہ ھائی ترجمہ وتوضیح دادہ شدہ بہ اردو بقرار زیر باشد۔'' (۱۱۹)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''افکارِ اقبال'' کے بارے میں لکھا ہے:

''انگریزی سے اردو ترجمے کا ایک اور کام انھوں نے ''افکارِ اقبال'' کے عنوان سے کیا۔ یہ اقبال کے انگریزی مضامین کا اردو ترجمہ تھا۔ میرے خیال میں اس ترجمے میں بھی چند ایک خامیاں رہ گئی تھیں۔'' (۱۲۰)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''افکارِ اقبال'' میں موجود خامیوں کا ذکر تو کیا ہے مگر نشاندہی نہیں کی کہ انھیں اس ترجمے میں کس نوعیت کی خامیاں نظر آئی ہیں۔

سعیدہ مہتاب لکھتی ہیں:

''..... ڈاکٹر محمد ریاض نے ''افکارِ اقبال'' میں اقبال کی انگریزی تحریروں کا اردو ترجمہ کر کے فکرِ اقبال تک رسائی آسان کر دی ہے۔'' (۱۲۱)

ڈاکٹر پروفیسر ہارون الرشید تبسم لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے 16 مقالوں کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ مجموعہ اس لحاظ سے نہایت مفید ہے کہ انگریزی زبان جاننے والے افراد تو اقبال کے انگریزی خطبات سے استفادہ کرتے ہی ہیں لیکن اس کتاب کے ذریعے انگریزی سے ناآشنا افراد بھی بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔..... استادِ گرامی ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک مترجم کی حیثیت سے حسنِ معانی کا خاص خیال رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔'' (۱۲۲)

06- شہپرِ جبریل

ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''شہپرِ جبریل''، علامہ اقبال کے دینی افکار پر مشتمل ڈاکٹر این میری شمل (Dr. Annemarie Schimmel) کی کتاب Gabriel's Wing کا اردو ترجمہ ہے۔گلوب پبلشرز لاہور نے چار صد اسی (۴۸۰) صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۹۸۵ء میں شائع کی تھی۔

Gabriel's Wing کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں ای جے برل لیڈن، نیدر لینڈز نے شائع کیا۔اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۹ء میں اقبال اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔ یہ ایڈیشن چار صد اٹھائیس (۴۲۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب درج ذیل پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

. MUHAMMAD IQBAL
I. HIS INTERPRETATION OF THE FIVE PILLARS OF FAITH
II. HIS INTERPRETATION OF THE ESSENTIALS OF FAITH
V. SOME GLIMPSES OF WESTERN AND EASTERN INFLUENCE ON IQBAL'S THOUGHT, AND ON HIS RELATIONS TO MYSTICS AND MYSTICISM
/. TO SUM UP

پہلے چار ابواب میں ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں ۔ فہرست عنوانات (Contents) میں ابواب کی فہرست کے بعد BIBLIOGRAPHY اور INDEX دیے گئے ہیں ۔ ابواب کی فہرست سے قبل FOREWORD دیا گیا ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں FOREWORD TO THE REPRINT کا اضافہ کیا گیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے کے وقت پہلے ایڈیشن کو مدنظر رکھا تھا۔دوسرا ایڈیشن ان کے ترجمے کی اشاعت کے چار سال بعد ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔اس لیے اس میں Gabriel's Wing کے دوسرے ایڈیشن میں شامل طبعِ نو کی پیش گفتار Foreword To The Reprint کا ترجمہ شامل نہیں ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اشاریہ (Index) کا ترجمہ بھی نہیں کیا تھا۔

پیش گفتارِ طبع نو (Foreword To The Reprint) میں ڈاکٹر این میری شمل نے

علامہ محمد اقبال کے اردو و فارسی شعر مجموعوں، خصوصاً جاوید نامہ اور ان کے انگریزی خطباتِ اقبال کے حوالے سے ان کے دینی افکار، تصورِ خودی، تصورِ حقیقتِ مطلقہ اور انقلابی فکر و فلسفہ پر تبصرہ کیا ہے۔ انھوں نے فکرِ اقبال اور فکرِ رومی کا موازنہ پیش کیا ہے۔ علامہ اقبال سے اپنے ذہنی و فکری اور قلبی روابط کا ذکر کیا ہے اور اقبالیات، اردو اور اسلامیات سے متعلقہ اپنی چند ایک تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ آخر پر انھوں نے اس امر اور خواہش کا اظہار کیا ہے کہ علامہ اقبال سینۂ قوم میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں اور دعا ہے کہ دل کی طرح قوم کے سینے میں دھڑکتے رہیں یعنی مسلم قوم ان کے افکار سے متاثر ہو کر فکری و عملی اصلاح میں مصروف رہے اور ہر لحاظ سے کمال و بقا حاصل کرے۔

ترجمے کے شروع میں ''تعارف: از ڈاکٹر غلام علی الانا'' اور ''مقدمہ: از مترجم'' دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''پیش گفتار: از مصنف'' کے عنوان سے Foreword کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ بعد میں ترتیب سے تمام ابواب اور کتابیات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ''تعارف'' میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر غلام علی الانا نے ''شہپرِ جبریل'' کو ڈاکٹر محمد ریاض کی قابلِ تعریف کاوش قرار دیا اور تسلیم کیا کہ یہ ترجمہ دراصل اقبال کے فکر و فن بالخصوص ان کے دینی افکار کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے۔ اس کی بدولت اصل کتاب کی افادیت کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ اس میں مترجم کی طرف سے قیمتی حواشی کے اضافے اور تسامحات کی نشاندہی کی بدولت ان کی یہ کوشش اقبالیات میں ایک قیمتی اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔(۱۲۳)

''مقدمہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل (ولادت ۱۹۲۳ء) بون یونیورسٹی اور ہارورڈ یونیورسٹی میں پڑھاتی ہیں۔ علم و ادب اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے وہ بین الاقوامی طور پر معروف شخصیت ہیں۔ انھوں نے اسلامی فکر و فن، اقبالیات اور تصوف کے موضوع پر انگریزی، ترکی اور جرمن زبانوں میں منثور و منظوم کتب، مقالات اور تراجم تخلیق کیے ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں ستارۂ قائدِ اعظم اور ہلالِ امتیاز کے علمی اعزازات دیے اور ہمارے ملک کی تین یونیورسٹیاں، سندھ یونیورسٹی، پشاور یونیورسٹی اور قائدِ اعظم یونیورسٹی انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی اسناد پیش کر چکی ہیں۔ ان کی کتاب ''شہپرِ جبریل'' مجموعی طور پر اقبال پر لکھی جانے والی عمدہ اور اعلیٰ کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس میں انھوں نے نہایت منفرد انداز سے اسلامی عقائد کے حوالے سے اقبال کے مذہبی افکار بیان کیے ہیں۔(۱۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے کا خاص، منفرد اسلوب رکھتے تھے۔ انھوں نے قریباً تمام تراجم اس اسلوب کے مطابق کیے ہیں۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''ترجمے کے سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ میں متن کو سامنے رکھ کر قلم برداشتہ ترجمہ لکھتا گیا۔ نہ عبارت آرائی کی ہے نہ پاک نویسی۔ جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی کتابوں اور رسالوں کے حوالے حذف کر دیے اور کہیں کہیں حواشی متن میں آ گئے اور کہیں اس کے برعکس متن حاشیے میں چلا گیا۔ پھر بعض حاشیے مترجم کو بے جواز نظر آئے جبکہ بعض توضیحی حواشی کا اضافہ کرنا پڑا۔ کوشش یہی رہی ہے کہ افہام و ابلاغ مطالب کے سلسلے میں کوئی دشواری نہ رہے۔''(۱۲۵)

''مصنف نے اقبال اور دوسروں کے اردو یا فارسی اشعار نیز حضرت علامہ یا دوسروں کی اردو تحریروں کے تراجم دیے تھے۔ میں نے اصل کتاب کا متن تلاش اور نقل کیا ہے۔ قارئین محسوس کریں گے کہ یہ کام آسان نہ تھا۔ پھر حضرت علامہ کی انگریزی کتابوں کے اقتباسات معتبر اور معیاری تراجم میں سے نقل کیے گئے ہیں۔ اقبال کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کے اقتباسات، فلسفۂ عجم (میر حسن الدین)، خطبات انگریزی کے حصے، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (سید نذیر نیازی) اور ڈائری کے اقتباسات، شذراتِ فکر اقبال (ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی) سے۔ اُمید ہے کہ یہ طریقِ حوالہ مفید رہے گا۔''(۱۲۶)

کتاب Gabriel's Wing اور اس کے اردو ترجمہ ''شہپرِ جبریل'' کا اول تا آخر تقابل و موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے تمام ترجمے میں مذکورہ بالا اسلوب اختیار کیا ہے۔ کہیں ترجمہ تحت اللفظی ہے تو کہیں پر بامحاورہ ہے۔ بعض مقامات پر ترجمے کے بجائے ترجمانی نظر آتی ہے۔ بعض جگہوں پر ترجمے میں متن کا مفہوم واضح کرنے کے لیے کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔ کچھ جگہوں پر اصل متن کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اس طرح انھوں نے اصل کتاب کے مطابق حوالہ جات و حواشی تحریر کرنے کے بجائے اپنی صوابدید کے مطابق حواشی کے مقامات بدل دیے ہیں۔ اصل کتاب کے پاورقی میں دیے گئے حواشی متن میں آ گئے ہیں اور بعض متن میں دیے گئے حواشی پاورقی میں چلے گئے ہیں۔ بعض حواشی حذف کر دیئے گئے ہیں اور بعض اختلافی و توضیحی حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان تبدیلیوں، اضافوں اور احذاف کی بعض مقامات پر نشاندہی کی ہے اور بعض مقامات پر اس کی نشاندہی نظر نہیں آئی۔ اسی طرح فاضل مترجم نے کتابیات میں سے بھی کتابوں اور رسالوں کے حوالے حذف کر دیئے ہیں۔ اگر یہ حوالے حذف نہ کیے جاتے تو بین الاقوامی سطح پر بھی اس ترجمے کی حیثیت مستند رہتی اور دیگر ممالک کے

محققین، ناقدین و قارئین کے لیے حسبِ ضرورت ان سے استفادہ ممکن ہوتا۔

مصنفہ (ڈاکٹر این میری شمل) نے اپنی کتاب میں علامہ محمد اقبال اور دوسروں کے اردو یا فارسی اشعار اور تحریروں کے انگریزی میں تراجم دیے ہیں۔ فاضل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض نے تصانیفِ اقبال اور دیگر علماء و حکماء کی اصل تصانیف سے ان تراجم سے متعلقہ اصل متن تلاش کر کے دیا ہے جس وجہ سے اس ترجمے کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ Gabriel's Wing کے صفحہ xvi پر فاضل مصنفہ نے مخففات (Abbreviations) دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں اختیار کیے گئے اردو مخففات کا اصل کتاب کے مقابلے میں قدرے اختصار سے ذکر کیا ہے۔

بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں نہایت خوبصورتی سے اصل کتاب کا نفسِ مضمون بیان کیا ہے اور متن کے حقیقی مفہوم سے کہیں بھی اعراض نہیں کیا۔ تاہم انھوں نے ''حواشی'' اور ''کتابیات'' کے ترجمے میں جو اختصار اختیار کیا ہے اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر وہ حواشی و کتابیات سے متن حذف نہ کرتے اور انھیں مختصر نہ کرتے تو زیادہ سے زیادہ آٹھ دس صفحات مزید لکھنا پڑتے اور ترجمے کا معیار بھی متاثر نہ ہوتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں اختلافی، توضیحی، تنقیدی اور تحقیقی حواشی بھی دیے ہیں جن کی بدولت یہ ترجمہ تحقیقی و تنقیدی مطالعے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ مترجم نے کتاب کے اکثر صفحات پر ایسے حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ قوسین میں ''مترجم'' کا لفظ لکھ کر ان کی حیثیت بھی متعین کر دی ہے۔ مترجم کے لکھے ہوئے بعض ایسے حواشی بھی نظر آتے ہیں جن کے ساتھ لفظ ''مترجم'' نہیں لکھا گیا۔ (۱۲۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں ایک اور کمزوری یہ نظر آتی ہے کہ انھوں نے کتاب کے Index کا ترجمہ نہیں دیا اور نہ ہی مترجمہ کتاب کا اشاریہ مرتب کیا ہے۔ اگر ترجمے میں ''اشاریہ'' شامل کر دیا جاتا ہے تو اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمہ اور ان کے ترجمے کی خوبیوں اور اصلاح طلب پہلوؤں سے آگاہی کے لیے چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب Gabriel's Wing کا پیش گفتار (Foreword) تین صفحات (vii to ix) پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ''پیش گفتار'' کے عنوان سے ترجمہ کیا ہے۔ اصل متن

سترہ (۱۷) عبارتوں پر مشتمل ہے جبکہ اس کا ترجمہ تیرا (۱۳) اردو عبارتوں پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً تمام ترجمے میں اپنی صوابدید کے مطابق عبارتیں بنائی ہیں اور اصل متن کے مطابق ہر ایک عبارت کا الگ الگ ترجمہ نہیں دیا ہے۔انھوں نے Foreword میں سے تین عبارتوں کا ترجمہ نہیں دیا ہے۔صفحہ نمبر viii سے پہلی دو عبارتیں حذف کر دی گئی ہیں۔مترجمہ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱ پر علامتِ حذف دی گئی ہے اور حاشیہ میں وضاحت دی گئی ہے کہ ان عبارتوں میں کتاب کے انگریزی اسلوب اور املا کا ذکر ہے جسے ترجمہ کرنا غیر ضروری تھا۔

پیش لفظ (Foreword) کے آخر پر فاضلہ مصنفہ ٹائپسٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "And I thank Mrs. Anny Boymann for typing the manuarcript so corefully.(۱۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا بھی ترجمہ نہیں کیا اور حذف کے مقام پر علامتِ حذف دے کر حاشیہ میں لکھ دیا ہے:

> ''مسودے کی ٹائپسٹ کا شکریہ (مترجم)''(۱۲۹)

مندرجہ بالا جملہ حذف کرنے کے بجائے اگر ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو کچھ فرق نہ پڑتا۔

باب اول (Muhammad Iqbal) میں The Historical Background (تاریخی پس منظر) کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

> Iqbal has praised him in his poetry as
>
> *the moth around the flam of Divine Unity*
> *He sat, like Abraham, inside the idol-temple* (R 113)
>
> (the prophet Abraham is the true monotheist who had broken the idols of his father, cf IIIC). Already in 1910, Iqbal was aware of the importance of Aurangzeb for the history of Muslim India--as contrasted to the all-embracing mystical sway of his unfortunate brother Dara Shikoh:(۱۳۰)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''اقبال نے اپنی شاعری میں اورنگزیب کی بہت تعریف کی ہے۔جیسے:

شعلۂ توحید را پروانہ بود   چوں براہیمؑ اندریں بت خانہ بود
(ر-ب)

اس قسم کے اشعار لکھنے سے قبل (۱۹۱۰ء میں) اقبال نے برصغیر کی تاریخ میں اورنگ زیب کی

اہمیت کے بارے میں اپنی آگاہی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اورنگ زیب نے صوفیہ کے اثر ورسوخ اور اپنے بدقسمت بھائی داراشکوہ پر بڑی مشکل سے غلبہ پایا تھا۔ ان کے شذراتِ فکر اور ایک لیکچر میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

محمد اقبال نے اپنی شاعری میں اورنگ زیب کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے:

؎ شعلۂ توحید را پروانہ بود چوں براہیمؑ اندریں بت خانہ بود

ترجمہ: وہ توحید کے شعلے کا پروانہ تھا

وہ اس بت خانے میں ابراہیمؑ کی طرح تھا

ابراہیم علیہ السلام سچے توحید پرست تھے جنھوں نے اپنے والد کے بتوں کو پاش پاش کر دیا تھا۔ محمد اقبال مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں اپنے بدنصیب بھائی داراشکوہ کے ڈگمگاتے تصوف کے برعکس اورنگ زیب کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے:(۱۳۱)

انگریزی متن سے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا موازنہ کرنے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ پہلی سطر میں 'him' کا ترجمہ 'اُس کی' ہونا چاہیے اور ''اورنگ زیب'' کا نام قوسین میں آنا چاہیے۔

۲۔ ترجمے میں ''رموزِ بےخودی'' کے انگریزی ترجمے کی جگہ پر اصل فارسی شعر دیا گیا ہے جو کہ نہایت مستحسن بات ہے۔ اگر اس شعر کے حوالے میں صفحہ نمبر دے دیا جاتا اور ساتھ ہی شعر کا اردو ترجمہ دے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

۳۔ شعر کے بعد قوسین میں دیے گئے انگریزی جملے کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اس طرح ایک جملے کا ترجمہ حذف کرنے کی کوئی خاص وجہ سمجھ نہیں آتی۔

۴۔ زیرِ تبصرہ عبارت کے آخری طویل جملے کا ترجمہ درست نظر نہیں آتا۔ اس جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہو سکتا ہے:

''اس (قسم کے اشعار لکھنے) سے قبل ۱۹۱۰ء میں اقبال مسلم انڈیا کے لیے، اورنگ زیب کے بدقسمت بھائی داراشکوہ کی مکمل صوفیانہ وارفتگی (all-embracing mystical sway) کے مقابلے میں، اورنگ زیب کی اہمیت سے آگاہ تھے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس جملے کا مفہوم واضح کرنے کے لیے ترجمے میں اضافہ کر دیا کہ ''ان کے شذراتِ فکر اور ایک لیکچر میں ہمیں یہ عبارت ملتی ہے۔'' اسی ضمن میں انھوں نے اس صفحہ کے پاورق میں نوٹ دیا ہے:

''اس کے آزاد اور ملخص اردو ترجمے کا عنوان ''ملتِ بیضا ایک عمرانی نظر'' ہے (پورا انگریزی متن اب مجلّہ 'تحقیق' لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء (مترجم)''

۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے کا مفہوم واضح کرنے اور فکرِ اقبال کی ترجمانی کا احسن طور پر حق ادا کرنے کے لیے، ترجمے میں اضافے سے اور حواشی میں توضیحی نوٹ دے کر اورنگ زیب اور دارا شکوہ کے فکری تضاد کی وضاحت کی ہے اور ساتھ ہی شذراتِ فکر اور ان کے لیکچر کا حوالہ دے کر واضح کیا ہے کہ اقبال کے کلام کے علاوہ ان کے منثور آثار کے مطالعہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ ۱۹۱۰ء سے قبل ہی اورنگ زیب کے بارے میں خاص نقطہ نظر قائم کر چکے تھے۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں اس طرح کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی۔ انھوں نے فارسی شعر اور اس کا ترجمہ تو دیا ہے مگر شعر کا حوالہ نہیں دیا جبکہ انگریزی متن میں حوالہ (R113) دیا گیا ہے۔ ان کا آخری جملے کا ترجمہ متن اور مفہوم کے لحاظ سے ادھورا ہے۔ انھوں نے ترجمے میں سن ۱۹۱۰ء کا ذکر نہیں کیا۔ الفاظ 'for the history of Muslim India' کا ترجمہ 'مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ' کیا گیا ہے۔ ترجمے میں لفظ 'سیاسی' اضافی ہے اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے پر انتقادات میں اس طرح کے اضافوں یا تبدیلیوں پر بھی گرفت کی ہے اور چند ایک مثالوں کی بنا پر ان کے ترجمے کو غیر معیاری قرار دیا گیا ہے۔ فاضل مترجم نعیم اللہ ملک نے فارسی شعر کے بعد کے جملے میں دیے گئے حوالے "cf. IIIC" سے متعلقہ درج ذیل توضیحی نوٹ کا ترجمہ بھی نہیں دیا:

> cf. also his speech: Islam, as a social and political ideal, in which he underlines the importance of Aurangzeb even more. (Aligarh, 1910).

ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا توضیحی نوٹ کا ترجمہ دیا ہے۔ نعیم اللہ ملک نے الفاظ 'all-embracing mystical sway' کا ترجمہ کرتے وقت لفظ 'all-embracing' کا مفہوم نظر انداز کر دیا ہے:

all-embracing = including, covering or applying to all ہمہ گیر
mystical sway = influenced by mysticism صوفیانہ خودوارفتگی

باب اول کے آخر پر ڈاکٹر این میری شمل لکھتی ہیں:

The poet was aware that it was a difficult task to become a Muslim in this sense of the word--he himself reminds his reader in the Javid nama (J 1122f.) of the story told by Moulana Rumi about the Magian priest who did not embrace Islam because he saw before him the example of his neighbour, the great mystic Bayezid Bistami, and was afraid that he never would reach these heights of the living faith.
When I say 'I am a Muslim' I tremble, because I know the difficulties of the witness: "There is no God but God"! (AK 81).
From this basis we may interpret Iqbal's doctrine of God and man, and show how he understands the contents of the Muslim Creed, and the Five Pillars of Faith.)(۱۳۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

شاعر فلسفی کو مگر احساس تھا کہ عملی مسلمان بننا آسان نہیں۔ جاوید نامے میں اس نے خود رومیؔ کی مثنوی سے ایک داستان نقل کر کے نصب العینی مسلمان بننے کی مشکلات بتادی ہیں۔ ہوا یہ کہ کسی مجوسی کو ایک مسلمان نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے کہا:
''اگر اسلام یہی ہے جس پر میرے پڑوسی بایزید بسطامی عمل پیرا ہیں تو میں اس پر عمل کرنے کی اپنے آپ میں سکت اور اہلیت نہیں پاتا۔'' ارمغان حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمابؐ)

بنور تو برافروزم نگہ را   کہ بینم اندرون مہر و مہ را
چو میگویم مسلمانم، بلرزم   کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اقبال کے ان مذہبی محرکات کی روشنی میں ہمیں اس کے خدا اور انسان کے تصور کی وضاحت کرنا ہے۔ اور اس کی تصانیف سے دین اسلام کی تعلیمات خصوصاً ارکان خمسہ اسلام کے سمجھنے کی کوشش کرنی ہے۔

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

شاعر کو اس بات کا پورا ادراک تھا کہ ان اوصاف کا حامل مسلمان بننا ایک مشکل کام ہے۔ انھوں نے جاوید نامے میں مولانا رومیؔ کی زبانی اس عابد و زاہد آتش پرست کا قصہ بیان کیا ہے جو عظیم صوفی بایزید بسطامی کا ہمسایہ تھا اور جسے ایک مسلمان نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ اس مجوسی نے جواب میں کہا: ''اگر اسلام یہی ہے جس پر میرے پڑوسی بایزید عمل پیرا ہیں تو مجھ میں اس

زندہ دین کی رفعتوں پر پہنچنے کی ہمت نہیں۔''

؎ چو می گویم مسلمانم، بلرزم که دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

ترجمہ: میں جب خود کو مسلمان کہتا ہوں تو کانپ اٹھتا ہوں

کیوں کہ میں ''لا الٰہ'' کی مشکلات جانتا ہوں

اس بنیادی نکتے سے ہم خدا اور انسانوں کے بارے میں محمد اقبال کے نظریے کی تشریح کر سکتے اور یہ واضح کر سکتے ہیں کہ دین اسلام اور اس کے پانچ ارکان کے متعلق ان کا نقطہ نظر کیا تھا۔(۱۳۳)

مذکورہ بالا تراجم کا متن سے موازنہ کرنے پر درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی متن کا تحت اللفظی ترجمہ نہیں کیا ہے۔اس ترجمے میں جملوں کی بناوٹ اور زمانے (tenses) بھی مدنظر نہیں رکھے گئے۔تاہم انھوں نے متن کا حقیقی مفہوم کافی حد تک درست بیان کیا ہے۔اس کے پہلے طویل جملے کا ترجمہ اس طرح سے ہوسکتا تھا:

> ''شاعر (علامہ اقبال) آگاہ تھے کہ لفظ مسلمان کے حقیقی مفہوم کے مطابق مسلمان بننا مشکل کام ہے۔وہ اپنے قاری کو جاوید نامہ میں مولانا رومی کی بیان کردہ ایک مجوسی پادری کی کہانی یاد دلاتے ہیں جس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اپنے ہمسائے عظیم صوفی بایزید بسطامی کے کردار کا مشاہدہ کر چکا تھا اور خوف زدہ تھا کہ وہ ایمان کے ان اعلیٰ مدارج تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گا۔''

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی متن میں اسرار خودی کے دیے ہوئے شعر کے ترجمے سے متعلقہ نہ صرف یہ کہ اصل فارسی شعر دیا ہے بلکہ اس سے قبل کا بھی شعر دے دیا ہے۔انھوں نے ترجمے میں اس شعر کے اضافے کا 'حواشی' میں ذکر نہیں کیا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے فارسی اشعار کا حوالہ اور اردو ترجمہ بھی نہیں دیا ہے۔

۳۔ انھوں نے مذکورہ بالا انگریزی متن کے آخری جملے کا جو ترجمہ دیا ہے وہ نہ تو تحت اللفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔ان کا یہ ترجمہ متن کے مفہوم اور ترجمانی پر مشتمل ہے۔اس کا ترجمہ اس طرح سے ہوسکتا ہے:

> ''اس بنیاد پر ہم خدا اور انسان کے بارے میں اقبال کے تصور کو سمجھ سکتے ہیں اور وضاحت کر سکتے ہیں کہ وہ اسلامی ضابطہ حیات اور ارکانِ خمسہ کے بارے میں کیا سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔''

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں دیے گئے اشعار ارمغانِ حجاز فارسی کے حصہ ''حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم'' کی ایک رباعی کے اشعار ہیں۔ان کا ترجمہ و مفہوم یہ ہے:

''میں آپؐ کے نور سے اپنی نگاہ کو روشن کر رہا ہوں جس کے نتیجے میں، میں سورج اور چاند کے اندر دیکھتا ہوں یا میں دیکھ لوں۔(آپؐ کی تعلیمات اور آپؐ سے عشق کی بنا پر کائنات کے راز مجھ پر کھل جاتے ہیں یا کھل سکتے ہیں۔)

جب میں یہ کہتا ہوں کہ ''میں مسلمان ہوں'' تو میں کانپ اٹھتا ہوں، کیونکہ میں لا الٰہ (اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور حضورؐ اس کے رسول ہیں۔توحید) کی مشکلات سے آگاہ ہوں۔'' مراد یہ ہے کہ زبانی کلمہ پڑھ لینا آسان کام ہے، اس پر عمل کرنا اور اس سے متعلق ذمہ داریاں نبھانا بہت ہی مشکل کام ہے۔(۱۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں دیے گئے فارسی اشعار کا جو حوالہ دیا ہے وہ نامکمل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ارمغانِ حجاز کی ایک ہے (حضور رسالتمآبؐ)'' (۱۳۵)

دیے گئے حوالہ میں لفظ ''رباعی'' نہیں دیا گیا۔ یہ رباعی ''حضور رسالتؐ'' کے عنوان سے دی گئی ہے نہ کہ ''حضور رسالتمآب ﷺ'' کے عنوان سے۔

۵۔ نعیم اللہ ملک نے بھی ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور زمانوں (Tenses) کو مدنظر نہیں رکھا اور ترجمے کے بجائے ترجمانی کی ہے۔ انگریزی متن کے ابتدائی الفاظ سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت لفظی نزاکتیں مدنظر نہیں رکھی گئیں۔ ابتدائی الفاظ "The poet was aware.." کا ترجمہ 'شاعر کو اس بات کا پورا ادراک تھا' کیا گیا ہے۔ اس میں لفظ 'پورا' اضافی ہے۔ اگر انگریزی متن میں "fully aware" کے الفاظ استعمال ہوتے تو پھر ترجمے میں لفظ 'پورا' یا 'مکمل' کا استعمال روا تھا۔ تمام ترجمے میں یہی روش نظر آتی ہے۔ انگریزی متن میں دیے گئے حوالہ جات (AK81,1122f) اردو ترجمے میں مفقود ہیں۔ تاہم، مجموعی طور پر ترجمہ متن کے مفہوم کے قریب تر ہے۔

Gabriel's Wing کے باب دوم (ص ۸۶ تا ۲۰۱) کے آخر سے ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

In his literary condemnation of the tenants of the Qadiani-sect which was, in the thirties, most active in the Punjab, it is one of the points of controversy--besides the problem of the finality of Prophethood--that the Qadianis and Ahmadis advocated a purely spiritual interpretation of jihad.

The shaikh has given a fetwa: It is the time of the pen,

Now there is no more work left for the sword! (ZK 22).
He has even depicted Satan in a poem, composed in 1936, as an advocate of this conviction and has made him declare that Holy War was now forbidden for the Muslims of this age--a hint to the Qadinani doctrine.(۱۳۶)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

۱۹۳۵ء کے لگ بھگ، پنجاب میں بالخصوص احمدیوں اور قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے جذبات بھڑکے اور اقبال نے ان کے خلاف جو کچھ لکھا وہ مسئلہ ختم نبوت کے علاوہ جہاد کے سلسلے میں ہے کیونکہ یہ لوگ جہاد بالسیف کے مخالف ہیں:

؎ فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
(ض ک)

۱۹۳۶ء میں "ابلیس کی مجلس شوریٰ" کے عنوان سے اقبال نے جو طویل اردو نظم لکھی، اس میں ابلیس اس بات سے خرسند نظر آتا ہے کہ اس عصر کے مسلمان روحِ مقاومت اور جذبہ جہاد سے بالکل غافل ہو چکے ہیں اور ضمناً یہاں بھی احمدیوں اور قادیانیوں پر انتقاد ہے:

؎ کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام
(ا ح)

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

۱۹۳۰ء کے عشرے میں قادیانیوں کے خلاف، جو پنجاب میں بہت سرگرم ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے علاوہ جہاد کے مسئلے پر بھی نزاع پیدا ہو گیا اور قادیانی جہاد کی خالص روحانی تعبیر کرنے لگے (منیر رپورٹ صفحات ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۲۲، ۲۲۵) تو محمد اقبال نے قادیانیت کے بانی پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا:

؎ فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

محمد اقبال نے ۱۹۳۶ عیسوی میں "ابلیس کی مجلس شوریٰ" کے عنوان سے جو نظم لکھی، اس میں شیطان بھی اس عقیدے کی وکالت کرتا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کے لیے جہاد ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ یہاں شاعر کا اشارہ قادیانی نظریے کی جانب ہے۔(۱۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے کا اصل متن سے موازنہ کریں تو درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ اصل متن کے لحاظ سے یہ ترجمہ نہ تو تحت اللفظی ہے اور نہ ہی با محاورہ ہے۔ ترجمہ دراصل اصل متن کی ترجمانی اور مفہوم پر مشتمل ہے۔

۲۔ ترجمے میں بیان کردہ ضربِ کلیم کے ایک شعر کے ترجمے کے بجائے اصل شعر دیا گیا ہے جو ایک مستحسن بات ہے۔

۳۔ ترجمے میں ارمغانِ حجاز اردو (ص ۶۴۹) سے ایک شعر دیا گیا ہے۔ جس کا اصل متن میں ذکر نہیں مگر متن کے مفہوم کے لحاظ سے یہ شعر درست ہے۔ حواشی میں اس اضافہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۴۔ اشعار کے دیے گئے حوالہ جات بھی نامکمل ہیں۔ ان اشعار کے مآخذات کے ساتھ صفحہ نمبر بھی دیے جانے چاہییں تھے۔

۵۔ نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں بھی مفہوم کے ابلاغ پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ ترجمہ کرتے وقت انگریزی جملوں کی بناوٹ اور ترتیب کر مدنظر نہیں رکھا گیا۔ ترجمے میں انگریزی متن کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔ ضربِ کلیم کا شعر بھی بغیر حوالہ کے دیا گیا ہے۔ ترجمے میں منیر رپورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ حوالہ پاورق میں یا الگ سے حوالہ جات و حواشی کے عنوان کے تحت دیا جانا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ انگریزی متن میں دیے گئے توضیحی نوٹ کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تاہم، بحیثیت مجموعی، نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔

بابِ سوم (ص ۲۰۲ تا ۳۱۵) کے ترجمہ (ص ۲۴۷ تا ۳۸۶) سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

> How revolutionary such an expression was, can be understood from the famous story which is contained in Attar's both prose and poetry: that a certain mystic who claimed to have reached the stage of satisfaction (rida) asked God "O my Lord, art Thou satisfied with me that I am completely satisfied with Thee? And the answer came: Thou liar--if thou werest satisfied with us thou wouldst not have asked Our satisfaction!" 1840 (۱۳۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

'مقامِ رضا' نہایت بلند ہے اور اس کی اہمیت کے بارے میں ہم کسی صوفی کی ایک داستان کی طرف اشارہ کر دیں جسے عطارؔ نے نثر (تذکرۃ الاولیا، ج ۲) اور نظم (الٰہی نامہ) دونوں میں لکھا ہے۔ ہوا یہ کہ 'مقامِ رضا' پر پہنچنے کے دعویدار ایک صوفی نے خدا سے مناجات کی: ''خدایا، میں تو تجھ سے بالکل راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے مکمل طور پر راضی ہے؟'' اسے جواب سنائی دیا: ''تم جھوٹے ہو۔ اگر تم واقعی مجھ سے راضی ہوتے، تو تمھیں میری رضا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔''

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

یہ اندازِ تخاطب کس قدر انقلابی نوعیت کا ہے، اس کا اندازہ اس مشہور قصے سے لگایا جا سکتا ہے جسے عطار نے نثر اور شاعری دونوں میں بیان کیا ہے: ایک صوفی نے، جو مقام رضا پر پہنچنے کا دعویدار تھا، خدا سے سوال کیا: خدایا! میں تو تجھ سے بالکل راضی ہوں لیکن کیا تو بھی مجھ سے پوری طرح راضی ہے؟ اس پر اسے خدا کی جانب سے یہ جواب ملا: اے جھوٹے اگر تم مجھ سے واقعی راضی ہوتے تو تمھیں میری رضا پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی! (۱۳۹)

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بہت موزوں اور رواں ہے۔ الفاظ کا انتخاب خوبصورت ہے۔ ترجمہ پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔ انگریزی متن سے متعلقہ ایک توضیحی نوٹ صفحہ کے زیریں حاشیے میں دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل حاشیے میں لکھتی ہیں:

"184) Attar, Ilahinama ed. Ritter, p/209; the same story almost al-Husri in his Tadhkira II 175."(۱۴۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ حاشیے میں دینے کے بجائے ترجمے کے ساتھ ہی قوسین میں دیا ہے۔ ان کے ترجمے میں دیے گئے حوالہ جات بھی اصل انگریزی متن کے لحاظ سے نامکمل اور مختصر ہیں۔

۲۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔ انھوں نے متن سے متعلقہ حاشیے کا ترجمہ نہیں دیا۔ ان کے ترجمے میں خط کشیدہ الفاظ "پوری طرح" اور ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں شامل الفاظ "مکمل طور پر" زائد از متن ہیں۔

باب سوم سے ایک اور اقتباس اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

On the question of the poet why this mysterious world is still hidden in its veils and has not yet realized in full during the 13 centuries of Islamic history Afghani again attacks the conventional mollas whose eyes are blinded against the sun of Divine truth, and calls Iqbal himself to preach and practice the interior richness of the Divine Book. In this interpretation the Quran is not merely the single remedy for individuals and nations.

do you not know: the burning of your reciting of the Quran makes
different the destiny of life? (AH 133)
but the eternal leader for humanity:
its wisdom is the jugular vein of the nation (R 117)

says Iqbal with an open reference to Sura 50/16 according to which God is nearer to man than his jugular vein.(۱۴۱)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

شاعر کے اس سوال پر کہ تاریخ اسلام کی صدیاں گزر جانے کے باجود عالم قرآنی اب تک مشہود کیوں نہ ہوسکا سید موصوف ملاؤں پر انتقاد کرتے ہیں وہ کہتے کہ ملا کی آنکھیں صدقِ الٰہی کے آفتاب سے بند ہیں۔ وہ اقبال سے کہتے ہیں کہ کتاب اللہ کے حقائق تم بیان کرو۔ اس توضیح کی رو سے، جیسا کہ اقبال نے دوسری کتابوں میں بھی لکھا، قرآن مجید مسلم افراد یا اقوام کا ہی نہیں، ساری انسانیت کا رہبر و رہنما ہے اور جس طرح خدا انسان کی شاہ رگ سے قریب ہے (القرآن ۱۶۔۵۰) اس کی وحی بھی افراد و اقوام کی شاہ رگ سے قریب تر ہے:

؎ تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو دگرگون کرد تقدیرِ عمر را
(الف)

قلب مسلم را کتابش قوت است حکمتش حبل الورید ملت است
(ب)
(۱۴۲)

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

شاعر یہ سوال کرتا ہے کہ یہ پراسرار دنیا اب تک پردوں میں کیوں مستور ہے اور صدیاں گزر جانے کے باوجود عالم قرآنی اب تک کیوں مشہود نہیں ہوسکا؟ جمال الدین افغانی اس کے جواب میں روایتی ملاؤں پر پھر حملہ کرتے ہیں جن کی آنکھیں صدقِ الٰہی کے آفتاب سے بند ہیں۔ وہ محمد اقبال سے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی داخلی عظمت اور دلفریبی کی تبلیغ کا فریضہ وہ خود انجام دیں۔ اس سلسلے میں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ قرآن صرف افراد اور قوموں کا ہی نہیں، پوری انسانیت کا رہبر و رہنما ہے۔

؎ ز شامِ ما بروں آور سحر را بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی کہ سوزِ قرأت تو دگرگون کرد تقدیرِ عمرؓ را

ترجمہ: ہماری شام سے صبح نکالو
اہلِ نظر کو پھر قرآن کی طرف بلاؤ
تم جانتے ہو کہ تمھاری قرأت کے سوز نے
جناب عمرؓ کی تقدیر بدل دی تھی

قرآن حکیم پوری نوع انسانی کا ابدی رہنما ہے:

ے قلب مومن را کتابش قوت است حکمتش حبل الورید ملت است

ترجمہ: قرآن قلبِ مومن کے لیے قوت ہے
قرآن کی حکمت ملت کی شاہ رگ ہے

یہاں محمد اقبال نے قرآن پاک کی پچاسویں سورہ قٓ کی سولھویں آیت کا کھلا حوالہ دیا ہے جس میں ارشادِ خداوندی ہے: اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ بھی دراصل، انگریزی متن کی ترجمانی پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر این میری شمل نے ارمغانِ حجاز کے ایک شعر کا انگریزی ترجمہ دیا ہے، وہ درست نہیں ہے۔ اس شعر میں حضرت عمر فاروقؓ کی تلمیح استعمال کی گئی ہے۔ شعر کے انگریزی ترجمے میں ''عمر'' سے مراد ''زندگی'' لی گئی ہے اور اس کا ترجمہ ''life'' کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں ارمغانِ حجاز کا فارسی شعر دے کر حاشیہ میں ڈاکٹر این میری شمل کے تسامح کی وضاحت کر دی ہے۔ انگریزی متن میں رموزِ بے خودی کے ایک شعر کے دوسرے مصرعے کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں مکمل شعر دیا ہے۔ مگر اس اضافے کا حاشیے میں ذکر نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ شعر بھی درست نہیں۔ اس میں لفظ ''مسلم'' کی جگہ پر ''مومن'' آئے گا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ شعر	اصل متن بمطابق کلیاتِ اقبال فارسی
قلب مسلم را کتابش قوت است	قلبِ مومن را کتابش قوّت است
حکمتش حبل الورید ملت است	حکمتش حبلُ الوریدِ ملّت است
	(۱۴۳)

۲۔ نعیم اللہ ملک کا ترجمہ متن کے مطابق اور درست ہے۔ انھوں نے ترجمے میں ارمغانِ حجاز کے ایک کے بجائے دو اشعار دیے ہیں۔ پہلا شعر اضافی ہے۔ اصل متن میں پہلا شعر نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ترجمے میں اشعار کے حوالہ جات (AH33,R11) بھی نہیں دیے جبکہ انگریزی متن میں یہ دیے گئے ہیں۔ ان کے ترجمے میں انگریزی متن "but the eternal leader for humanity" کا ترجمہ دو بار دیا گیا ہے۔ ترجمے کے خط کشیدہ حصے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسی طرح دونوں مترجمین نے پہلے جملے کے درج ذیل آخری حصے کا ترجمہ بھی درست نہیں کیا:

".... and calls Iqbal himself to preach and practice the interior richness of the Divine Book."

راقم الحروف کے نزدیک مندرجہ بالا اقتباس کا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے:

"۔۔۔اور اقبال سے کہتے ہیں کہ وہ خود اس آسمانی کتاب کے (انمول) باطنی حقائق کی تعلیم دیں اور ان کے مطابق عمل کریں۔"

جناب نعیم اللہ ملک نے لفظ 'practice" کا ترجمہ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ قرآنی تعلیمات کے اثرات کے لیے لفظ "دلفریبی" موزوں نہیں ہے۔ قرآنی تعلیمات سے دل ہدایت پاتے ہیں، بہکتے نہیں ہیں۔

باب چہارم (ص ۳۱۶ تا ۳۷۶) کے ترجمے (ص ۳۸۷ تا ۴۵۶) سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

> The deep veneration and admiration which Iqbal felt for the generations of great practical mystics thanks to whom India had become partly islamized, is palpable in many of his poems, starting with the Bang-i-Dara where he glorifies the refuge of the wanderer, the sanctuary of the mahbub-i ilahi, the divinely Beloved (i.e Nizamaddin Auliya) in Delhi (BD 87), and writes a poem on Abdulqadir Gilani who has been, in India, the object of a whole literature of hymnical praises.)(۱۴۴)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

البتہ جن صوفیوں کے ذریعے برصغیر میں اسلام کو فروغ ہوا، ان کی اقبالؔ نے خوب توصیف کی ہے۔ ان میں ایک محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی ہیں (ب د: التجائے مسافر) اور دوسرے پیر دستگیر عبدالقادر گیلانی ہیں جن پر اسی کتاب (ب د) میں ایک نظم ہے اور شعراء نے ان کے مناقب فراوانی کے ساتھ لکھے ہیں۔

ترجمہ از نعیم اللہ ملک:

محمد اقبال کے دل میں عظیم صوفیہ حضرات کے لیے عزت و احترام کے گہرے جذبات موجزن تھے جن کی برکت سے ہندوستان میں اسلام کے فروغ میں مدد ملی تھی۔ اس کا اظہار بانگِ درا کی نظم 'التجائے مسافر' سے ہوتا ہے جس میں انھوں نے دہلی کے نظام الدین اولیا کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اسی کتاب میں انھوں نے عبدالقادر جیلانی کے عنوان سے بھی ایک نظم لکھی ہے۔ (فاضل مصنفہ یہاں غلطی سے مدیرِ مخزن عبدالقادر کو عبدالقادر جیلانی سمجھ بیٹھی ہیں: اصل نظم کا عنوان ہے: عبدالقادر کے نام۔۔۔ مترجم)۔ (عبدالقادر جیلانی (۱۰۸۸ء سے ۱۱۶۶ء) اسلام

میں تصوف کے پہلے سلسلے کے بانی تھے۔(تاریخ اسلام میں قادریہ سلسلہ پہلا سلسلہ طریقت نہیں ہے۔۔۔مترجم)۔پیر دستگیر کو اس امید کے ساتھ نذرانہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے کہ وہ روحانی امداد کریں گے۔(۱۴۵)

۱۔ مندرجہ بالا انگریزی اقتباس میں ڈاکٹر این میری شمل نے مدیر مخزن، شیخ عبد القادر کو شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تصور کرتے ہوئے، ان کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اختلافی حاشیے میں ان کے اس تسامح کا ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے، ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا نہ صرف ترجمہ کیا ہے بلکہ اس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لے کر اس کی کمزوریوں کی نشاندہی کر کے اور اپنے ترجمے میں اختلافی، تحقیقی و توضیحی حواشی دے کر اصل کتاب کے متن کی تصحیح و تفہیم کے سلسلے میں گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

۲۔ نعیم اللہ ملک نے انگریزی متن کے ابتدائی حصے کا ترجمہ بہت خوبصورتی سے کیا ہے۔ان کا ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔انگریزی متن کے آخری حصے کا ترجمہ،قوسین میں دی گئی توضیحات کی وجہ سے مبہم ہو گیا ہے۔ان کا انگریزی متن کے آخری حصے "The object of a whole..." کا ترجمہ درست معلوم نہیں ہوتا۔اس حصے کا ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ زیادہ درست ہے۔نعیم اللہ ملک نے انگریزی متن میں دیے گئے زیادہ تر حوالہ جات و حواشی کا ترجمہ نہیں کیا۔بعض مقامات پر انھوں نے ترجمے میں ہی قوسین میں حواشی دے دیے ہیں۔انھوں نے الگ سے توضیحی،تنقیدی اور حوالہ جاتی حواشی کا اہتمام نہیں کیا۔اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔ تاہم، فاضل مترجم،نعیم اللہ ملک نے ترجمے میں اشاریہ دیا ہے جس سے ان کے ترجمے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ (Gabriel's Wing) اور اس کے ترجمہ ”شہپرِ جبریل“ کے مختلف حصوں سے اصل متن اور ترجمے کے تقابل و موازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ، اصل کتاب کے نفسِ مضمون پر مشتمل ہے۔ یہ ترجمہ تحقیق و تنقید کے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر لکھا ہے۔تاہم، انھوں نے اس ترجمے میں اپنے مخصوص اسلوبِ ترجمے کے تحت کچھ تبدیلیاں کی ہیں اور وہ اس طرح کی تبدیلیوں کو جائز تصور کرتے تھے۔

جہاں کہیں وہ ضروری سمجھتے تھے متن و حواشی میں ترجمہ کرتے وقت کچھ مواد کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے حذف یا مختصر کر دیتے تھے۔اسی طرح بعض جگہوں پر توضیحی،تنقیدی اور تحقیقی رائے،

تبصرہ یا حواشی کا اضافہ بھی کر دیتے تھے۔مگر اس سلسلے میں وہ خاص شعور رکھتے اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ان کی اس طرح کی تحریفات میں خیر و بھلائی کا پہلو مضمر ہوتا تھا اور یہ تبدیلیاں اصل متن کے مفہوم کے ابلاغ میں رکاوٹ نہیں بنتیں بلکہ اس کا ابلاغ بہتر انداز سے ہو جاتا ہے۔انھوں نے شہپرِ جبریل کے ''مقدمہ'' میں اپنے اس اسلوب کا ذکر کیا ہے۔(۱۴۶)

فن ترجمہ کاری کے اصولوں کے مطابق اگر ترجمہ کرتے وقت اصل متن کے الفاظ کا ترجمہ کیا جائے تو اسے ''**لفظی ترجمہ**'' تصور کیا جاتا ہے۔اگر ترجمہ اصل متن کے مفاہیم پر مشتمل ہو تو اسے ''**بامحاورہ ترجمہ**'' قرار دیا جاتا ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ''شہپرِ جبریل'' میں لفظی و بامحاورہ دونوں طرح کا ترجمہ نظر آتا ہے۔بعض ناقدین، ترجمے میں تحریفات کے قائل نہیں۔اس لیے وہ اس طرح کے ترجمے کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم پر پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اس حوالے سے تنقید کی ہے اور انھوں نے ان کے ترجمے کو مایوس کن قرار دیا ہے۔اپنے موقف کی تائید میں انھوں نے انگریزی الفاظ orthodoxy, orthodox اور admirers کے ترجمے میں مختلف مفاہیم کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمہ کرتے وقت الفاظ کے مفہوم کی یکسانیت کا خیال نہیں رکھا۔انھوں نے بعض مقامات سے کچھ متن حذف کیا ہے۔بعض جگہوں پر کچھ اضافے کیے ہیں، حواشی میں حسبِ دل خواہ قطع و برید کرتے ہوئے انھیں مختصر کر دیا اور کہیں حواشی کی تلخیص کر دی۔ہمارے خیال میں ایسے تصرفات خواہ نیک نیتی سے کیے جائیں، تحریفات کے ذیل میں آتے ہیں اور ایک مترجم کو اصل متن میں کسی ادنیٰ تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔اس لیے زیرِ نظر کتاب کو شمل کی تصنیف کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمہ نما ترجمانی کہنا مناسب ہوگا۔(۱۴۷)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے میں جن امور کو کمزوریاں شمار کیا ہے، وہی کمزوریاں نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً، وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں زائد اشعار دیے ہیں جن کی ضرورت نہیں تھی۔نعیم اللہ ملک کے ترجمے میں بھی زائد اشعار نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں انگریزی متن کے حوالہ جات و حواشی کے مقامات تبدیل کر دیے، انھیں مختصر کر دیا یا بالکل حذف کر دیا۔نعیم اللہ ملک نے الگ سے حوالہ جات و حواشی نہیں دیے اور انگریزی متن کے زیادہ تر حوالہ جات و حواشی کو حذف کر دیا ہے۔اس کے باوجود ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے نعیم اللہ ملک کے ترجمے کو ڈاکٹر محمد ریاض کے ترجمے سے بہتر

قرار دیا ہے۔راقم الحروف کے نزدیک دونوں تراجم درست اور تقریباً یکساں قدر و قیمت کے حامل ہیں۔(۱۴۸)

حاصل کلام یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض نفسِ مضمون کے مفہوم کے پیشِ نظر افہام و ابلاغِ مطالب کے سلسلے میں لفظی ترجمے کے بجائے ترجمانی کے قائل تھے۔وہ زیادہ تر با محاورہ ترجمے کو ترجیح دیتے تھے اور کہیں کہیں تحت اللفظ ترجمہ بھی کرتے تھے۔ان کے تمام تراجم کا بغور جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا یہ طریقہ کار خاصہ مفید ہے۔ان کے اس انداز کی بدولت انگریزی متن کا مفہوم بہ حسن و خوبی ادا ہو گیا ہے اور اسے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گئی ہے۔انگریزی متن میں دیے گئے اردو فارسی اشعار اور قرآنی آیات کے تراجم کی جگہ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں قرآنی آیات اور اصل اشعار دیے ہیں۔اسی طرح انگریزی متن کی تفہیم اور بعض مقامات پر پائی جانے والی اغلاط کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے تحقیقی، تنقیدی اصلاحی اور اختلافی حواشی بھی دیے ہیں جس وجہ سے ان کا ترجمہ ایک تحقیقی کتاب بن گیا ہے اور اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

07- یادداشتهای پراگندہ

نام	:	یادداشتہای پراگندہ
نگارندہ	:	علامہ محمد اقبال
مترجم	:	دکتر محمد ریاض
مصححان	:	علی پیرنیا۔ دکتر احمد تمیم داری
ناشر	:	مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان
ماشین نویس	:	عبدالرشید لطیف
شمارہ ردیف	:	۱۱۳
تعداد	:	۱۰۰۰
چاپخانہ	:	منزا پریس۔ اسلام آباد
تاریخ بخش	:	اسفند ماہ ۱۳۶۸ شمسی ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹م
بہاء	:	۴۵ روپیہ پاکستانی

۲۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو علامہ اقبال نے انگریزی زبان میں کچھ یادداشتیں قلم بند کرنا شروع کیں ۔انھوں نے کئی مہینوں تک لکھنے کے بعد نا معلوم وجوہ کی بنا پر یادداشتیں لکھنا چھوڑ دیں۔ انھوں نے اپنی قلمی بیاض کا عنوان "Stray Thoughts" تجویز کیا مگر بعد میں Thoughts کو کاٹ کر Stray Reflections کر دیا۔ ۱۹۶۱ء میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس قلمی بیاض کو مدون کر کے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے شائع کروایا۔ اس مطبوعہ بیاض کے شروع میں جسٹس جاوید اقبال نے اس کا تفصیلی تعارف کرایا ہے۔ یہ قلمی بیاض علامہ اقبال کے ۱۲۵ شذرات پر مشتمل تھی۔ ۱۹۱۷ء کے لکھنو کے ''نیوایرا'' رسالے میں ۳۶ شذرات شائع ہوئے تھے۔ ان ۳۶ شذرات میں سے ۲۹ شذرات تو علامہ اقبال کی اس قلمی بیاض کے تھے اور ۷ شذرات نئے تھے۔ ان میں سے ایک یادداشت ''حضرت رسالت مآب ﷺ کا ادبی تبصرہ'' کے عنوان سے علامہ اقبال نے خود یا مولانا

ظفر علی خان نے ''ستارہ صبح'' نام کے رسالے میں ۱۹۱۷ء میں شائع کروائی تھی جو ''مقالات اقبال'' ''لاہور اور ''اقبال کے نثری افکار'' (دہلی) وغیرہ میں موجود ہے۔ باقی پانچ شذرات سید عبدالواحد معینی مرحوم کے مرتبہ انگریزی مجموعے "Thoughts and Reflections of Iqbal" (طبع ثانی، ۱۹۷۳ء، شیخ محمد اشرف پبلی کیشنز، لاہور) کے صفحات ۸۰، ۸۳، ۸۷، ۸۸ اور ۹۰ پر بالترتیب موجود ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان پانچوں شذرات کا اردو ترجمہ کیا تھا جو ان کی کتاب ''افکار اقبال'' میں علامہ اقبال کی چند دیگر انگریزی تحریروں کے ترجمے کے ساتھ موجود ہے۔ "Stray Reflections" کے ۲۰۱۲ء کے ایڈیشن مطبوعہ اقبال اکادمی، لاہور میں ان پانچوں شذرات میں سے صرف ایک شذرہ "The Verse of Naziri" دیا گیا ہے۔ دیگر چار شذرات لطیف احمد شروانی کی مرتبہ "Speeches, Writings & Statements of Iqbal" کے صفحات ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۹ اور ۱۶۱ پر موجود ہیں۔ ان کا اردو ترجمہ، اقبال احمد صدیقی کے تراجم پر مشتمل کتاب '' علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحات ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۳ اور ۱۸۵ پر موجود ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے شذرات کا ترجمہ کرتے وقت اس کے ابتدائی ایڈیشن کو مدنظر رکھا ہے اس لیے اس میں ۱۲۵ شذرات کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''یادداشتہای پراگندہ (۱)' کے عنوان سے علامہ اقبال کے شذرے "Islam and Mysticism" کا فارسی ترجمہ دیا ہے۔ اس کا انگریزی متن "Stray Reflections" میں نہیں ہے۔ اس کے بعد ''دموکراسی اسلامی'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی ایک مختصر سی تحریر "Muslim Democracy" کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''انتقاد پیامبر ما از شعر عربی معاصر انش'' کے عنوان سے علامہ اقبال کے مضمون "Our Prophet's Criticism of Contemporary Arabian Poetry" کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''یادداشتہای پراگندہ (۲) کے عنوان کے تحت (۱) نمبر دے کر ''فلسفہ ھگل در شعر لسان العصر، اکبر'' کے عنوان سے علامہ کی تحریر "Touch of Hegelianism in Lisanul Asr Akbar" کا فارسی ترجمہ اور اس کے بعد ''نیچہ وجلال الدین رومی'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی تحریر "Nietzsche and Jalal-ud-Din Rumi" کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے۔ ''یادداشتہای پراگندہ'' کے آخر پر دیے گئے علامہ اقبال کے جن پانچوں شذرات کا فارسی ترجمہ دیا گیا ہے، ان کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی مرتبہ کتاب "Speeches,

"Writings & Statements of Iqbal" کے صفحات ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۵۹ اور ۱۶۱ پر موجود ہے۔ ان سب کے اردو تراجم اقبال احمد صدیقی کی مرتبہ کتاب ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات'' کے صفحات ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۳ اور ۱۸۵ پر موجود ہیں۔ ان میں سے ''انتقاد پیامبر ماز شعر عربی معاصر انش'' کے علاوہ دیگر شذرات کے اردو تراجم ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ و مترجمہ کتاب ''افکارِ اقبال'' کے صفحات ۸۲ تا ۸۸ پر موجود ہیں۔

کتاب ''یادداشتہای پراگندہ'' کے اختتام (صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶) پر ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی زبان میں اور کتاب کے شروع میں ''یادداشت مترجم'' کے عنوان سے فارسی زبان میں اپنے ترجمے اور معاونین کار کا تعارف کرایا ہے۔ ''یادداشت مترجم'' سے قبل ''سخنِ مدیر'' کے عنوان سے کتاب کے مدیر ڈاکٹر احمد تمیم داری نے مترجمہ کتاب کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔

۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۱ء تک علامہ اقبال کی شعری تخلیق کی رفتار، پہلے کے اور بعد کے ادوار کے مقابلے میں نسبتاً سست رہی۔ تاہم، ان کے علمی و فکری کارناموں کا بغور جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کے ذہنی ارتقاء کا اہم ترین دور تھا۔ اس دور میں علامہ اقبال نے فرد اور قوم کے ارتقا اور بقا کے اسرار رموز پر غور کیا اور وہ فکری بنیادیں فراہم کیں جن پر آئندہ سیاستِ ملی اور فلسفۂ خودی و بے خودی کی عمارتیں استوار ہوئیں۔

علامہ اقبال کے ذہنی و فکری اور قلبی و روحانی ارتقاء کی تفہیم کے سلسلے میں ان کی یادداشتوں پر مبنی بیاض "Stray Reflections" نہایت قدر و قیمت اور اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں انھوں نے آرٹ (فن و اہلِ فن)، فلسفہ، ادب (ادبیاتِ اردو، انگریزی، جرمن، عربی، فارسی)، سائنس، سیاست، مذہب، تاریخ (تاریخِ اسلام) کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً اس بیاض میں خودی سے متعلقہ مختلف شذرات نظر آتے ہیں، جن کے عنوانات مع اعدادِ ترتیب درج ذیل ہیں:

شخصیت کی بقا	۱۵	حق اور طاقت	۲۴	خدا قوی ہے	۶۳
مردِ قوی	۶۴	قوتِ لمس	۶۵	مردِ قوی کا خیال	۶۶
مہدی کا انتظار	۶۷	ضبطِ نفس	۷۱	زندگی میں کامیابی	۸۳
تلاشِ دانائی	۱۲۱	مقصد، واحد کی لگن	۱۲۲		

سیاست سے متعلقہ درج ذیل شذرات ملاحظہ فرمائیں:

اقسامِ حکومت	۱۳	عصبیت	۱۸	ملی اتحاد	۲۱

اقلیتوں کی طاقت	۵۴	مسلمانانِ ہند	۵۸	تعلیم کی غایت	۶۲

فن اور اربابِ فن کے بارے میں درج ذیل شذرات میں اظہارِ رائے کیا گیا ہے:

شاعری	۳۵	شاعر	۷۷	اخفاء والہام	۶۲
شاعری اور شباب	۱۱	فن	۱۲۳	(۱۴۹)	

شذراتِ فکرِ اقبال (Stray Reflections) کی فکری و موضوعاتی اہمیت کے پیش نظر انھیں ۱۹۶۱ء میں طبع کیا گیا۔ علامہ کے جشنِ صد سالہ کی تقریب کے موقع پر اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء کو شائع ہوا۔

قریباً پینتیس صفحات پر مشتمل 'مقدمہ' میں پروفیسر افتخار احمد صدیقی (مترجم) نے نہایت جامع، مدلل اور دلکش انداز سے، شذراتِ فکرِ اقبال کے حوالے سے فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ قریباً اٹھائیس صفحات کے ''تعارف'' میں فرزندِ اقبال، ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے فکری ارتقاء پر شاندار تبصرہ پیش کیا ہے اور عصرِ حاضر کے مسائل کے حل کے لیے فکرِ اقبال کی قدر و قیمت، اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔ ''تعارف'' کے آخر پر انھوں نے شذراتِ فکرِ اقبال کی تدوین کے حوالے سے لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے یہ مختصر شذرات جس صورت سے ترتیب دیے تھے، بعینہٖ اسی طرح رہنے دیے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ عنوانات اور عددِ شمار کا اضافہ کر دیا گیا ہے تا کہ انھیں سمجھنے سمجھانے اور بطورِ حوالہ ان سے استفادہ کرنے میں آسانی رہے۔ تعارف کے بعد، صفحہ ۶۵ تا ۱۷۲ پر شذراتِ دیے گئے ہیں۔ اردو ترجمے میں انگریزی متن کے اشاریہ (Index) کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔

مارچ ۱۹۸۶ء کو ایران کے شہر تہران میں منعقدہ ''اقبال انٹرنیشنل کانگریس'' میں شمولیت کے لیے پانچ افراد (ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، پروفیسر مرزا محمد منور، پروفیسر ڈاکٹر عبدالشکور احسن، ڈاکٹر سید محمد اکرم اور ڈاکٹر محمد ریاض) پر مشتمل ایک وفد ایران گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس سفر کے دوران ''شذراتِ فکرِ اقبال'' کا فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کے ارادے کا اظہار کیا۔ قریباً تین سال بعد مارچ ۱۹۸۹ء میں ان کا یہ فارسی ترجمہ ''یادداشتہای پراگندہ'' کے نام سے شائع ہوگیا۔ اس میں انھوں نے پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے ''مقدمہ'' کو چھوڑ کر، ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کے ''تعارف'' سمیت تمام متن (شذرات کا ان کے موضوعات سمیت) فارسی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ انھوں نے بھی انگریزی متن میں شامل اشاریہ (Index) کا فارسی میں ترجمہ نہیں دیا

۔اس کے علاوہ "Facsimiles" کے عنوان کے تحت شذراتِ فکرِ اقبال (Stray Reflections) میں علامہ اقبال کا تحریر کردہ اصل متن بھی شاملِ کتاب نہیں کیا۔ تاہم انھوں نے پانچ ایسے شذرات جو Stray Reflections اوراس کے اردو ترجمے میں شامل نہیں ہو سکے تھے، ان کا فارسی ترجمہ اپنی مترجمہ کتاب میں (صفحات نمبر۱۹۱ تا ۱۰۴) پردے دیا۔اس کے علاوہ ان پانچوں شذرات کا اردو ترجمہ ''شذراتِ فکرِ اقبال: پانچ اضافی نکتے'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی انگریزی تحریروں کے اردو ترجمے پر مشتمل اپنی کتاب ''افکارِاقبال'' میں بھی دے دیا۔(۱۵۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے شذراتِ فکرِ اقبال (اردو) کے حواشی کا بھی اختصار کے ساتھ فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> ''یادداشتہا درھند و پاکستان بطور جداگانہ بہ زبان اردو ترجمہ شدہ و بہ چاپ رسیدہ است۔ بندہ بہ عنوان مترجم پاکستانی، حواشی ضروری را برای فارسی زبانان اضافہ کردہ ام وتاحدامکان دراختصار کوشیدہ ام۔''(۱۵۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اختصار کے ساتھ حواشی کا ترجمہ کرنے کی وجہ بیان نہیں کی۔ اصولِ ترجمے کے تحت انھیں چاہیے تھا کہ اصل حواشی کا مکمل ترجمہ دیتے اور جہاں کہیں ضروری محسوس ہوتا، اختلافی، وضاحتی، تحقیقی یا تنقیدی نوٹ دے دیتے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ تسلی بخش حد تک اصل متن کے مطابق ہے۔ یہ ترجمہ فارسی زبان کے ماہرین ڈاکٹر احمد تمیم داری اور علی پرنیا کی معاونت سے پایہ تکمیل تک پہنچا تھا۔نمونے کے طور پر چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

48. Goethe's Faust

> Goethe picked up an ordinary legend and filled it with the whole experience of the nineteenth century - nay, the entire experience of the human race. This transformation of an ordinary legend into a systematic expression of man's ultimate ideal is nothing short of Divine workmanship. It is as good as the creation of a beautiful universe out of the chaos of formless matter.(۱۵۲)

اردو ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:

> گوئٹے کا ڈراما 'فاؤسٹ'
>
> گوئٹے نے ایک معمولی قصے کو لیا اوراس میں صرف انیسویں صدی ہی نہیں بلکہ نسلِ انسانی کے

تمام تجربات سمو دیے۔ایک معمولی قصے کو انسان کے اعلیٰ ترین نصب العین کے ایک منظم و مربوط اظہار میں ڈھال دینا، الہامی کارنامے سے کم نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے بے ہنگم ہیولیٰ سے ایک حسین کائنات تخلیق کر دی جائے۔(۱۵۳)

فارسی ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد:

فاؤسٹ، نوشتۂ گوتہ

گوتہ یک افسانہ معمولی را انتخاب کرد و آن را با تمام تجربیات قرن نوزدہم انباشت، حتیٰ با تجربیات نژاد بشر۔ او افسانہ ای عادی را بہ صورت بیان والاترین ایدہ آلھای انسانی در آورد و آن چیزی جز یک تفضّل آسمانی و مہارت و عطیہ ربانی نیست۔ ہمچون خلق کردن جہانی زیباست کہ از ہیچ در وجود آمدہ است۔(۱۵۴)

ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، علامہ اقبال کے انگریزی زبان کے اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقبال کا اسلوب بہت سادہ، دوٹوک اور پرزور ہے۔بعض اوقات ان کی تحریر کی برجستگی ہمیں چونکا دیتی ہے۔عموماً وہ چند جملوں یا ایک مختصر عبارت میں اپنے خیالات کا اظہار کر دیتے ہیں۔ان کا اسلوبِ نثر اس شاعر کے اختصار و بلاغت کا آئینہ دار ہے جو معانی کا ایک خزانہ چند لفظوں میں منتقل کر دینے کی کوشش کرتا ہے.....''(۱۵۵)

علامہ اقبال کی مندرجہ بالا تحریر کا اسلوب اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال نے علامہ کے اسلوبِ نثر کے بارے میں جو کچھ بھی تحریر کیا ہے وہ عین درست ہے۔ان کا برجستہ، دوٹوک، پرزور، سادہ اندازِ بیان اختصار و بلاغت سے بھرپور ہے۔علامہ اقبال نے گوئٹے کے طرزِ اسلوب کی وسعت اور گہرائی کے بارے میں جو کچھ بھی کہا خود ان کی تحریر بھی انھی محاسن سے مزین ہے۔علامہ اقبال کی تحریر کا اردو ترجمہ بھی بہت خوبصورت ہے۔ترجمے میں جملوں کی موزوں بناوٹ اور خوبصورت الفاظ کے انتخاب کی بدولت ترجمہ اصل متن کا آئینہ بن گیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ بھی انگریزی، اردو اور فارسی زبانوں میں ان کی مہارت کا مظہر ہے۔ان کا ترجمہ بھی اصل متن کے صوری محاسن اور حقیقی مفہوم سے آراستہ ہے۔ترجمے میں ہم آواز الفاظ (انسانی، آسمانی، ربانی، جہانی) کے استعمال سے تحریر میں روانی اور دلکشی پیدا ہو گئی ہے۔

122. The Man with a Single Idea

If you wish to be heard in the noise of this world, let your soul be dominated by a single idea. It is the man with a single idea who creates political and social revolutions, establishes

empires and gives law to the world.(۱۵۶)

ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی

مقصدِ واحد کی لگن

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کے شور و غوغا میں آپ کی آواز سنی جائے تو آپ کی روح پر محض ایک ہی خیال کا غلبہ ہونا چاہیے۔ مقصدِ واحد کی لگن والا آدمی ہی سیاسی اور معاشرتی انقلابات پیدا کرتا ہے، سلطنتیں قائم کرتا ہے اور دنیا کو آئین عطا کرتا ہے۔(۱۵۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

انسان باھدفِ واحد

اگر می خواھید در این دنیای آشفتہ و پرغوغا صدای شاھم شنیدہ شود، روح خود را با عقیدہ ای مشخص و مسلم تربیت کنید۔ تنہا انسانھایی با عزم راسخ و واحد موجب انقلابھای سیاسی و اجتماعی می شوند، امپراطوریھا بر پا می دارند و نظم و قانون را بہ دنیا عرضہ می کنند۔(۱۵۸)

مفہوم اور ادبی محاسن کے لحاظ سے اردو و فارسی تراجم اصل انگریزی متن کے مطابق ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ ''یادداشتھای پراگندہ'' نہایت گراں قدر علمی و ادبی کاوش ہے۔ اس ترجمے کی بدولت وسیع فارسی دان طبقے کو علامہ اقبال کی گراں قدر انگریزی نگارشات سے آگہی کا موقع ملا ہے۔ علمی و ادبی حلقوں میں اس کی اہمیت و افادیت کو تسلیم کیا گیا اور بہت سراہا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''یادداشتھای پراگندہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''یادداشت ہای پراگندہ'' Stray Reflections کا فارسی ترجمہ ہے۔ (مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض) اس میں ڈاکٹر جاوید اقبال کے مقدمے اور علامہ کی پانچ مختصر تحریروں (رسالت مآب کا ادبی تبصرہ، اسلامی جمہوریت، فلسفۂ ہیگل، اکبرالہ آبادی کی شاعری میں، وغیرہ) کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ مترجم نے مختصر حواشی کا اہتمام کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ ایک تو حواشی میں یکسانیت ضروری تھی، دوسرے: محمد حسین آزاد، ملٹن، والٹیر، مہاتما بدھ، آسکر وائلڈ اور ہائنے جیسے اصحاب کو نظر انداز کرنا کسی طور پر مناسب نہ تھا۔ اس سلسلے میں اگر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے حواشی ہی ترجمہ کر لیے جاتے تو اس کتاب کی افادیت بڑھ جاتی۔ اسی طرح صدیقی صاحب کے مقدمے (شذرات، ص ۱ تا ۳۵) کی شمولیت بھی زیرِ نظر شذرات کے نقد و تجزیے اور اقبال کے ذہنی محسوسات کی تفہیم میں فارسی قارئین کے لیے بہت معاون ہوتی۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان و ادب میں اعلیٰ اسناد رکھتے ہیں اور مدت مدید سے فارسی میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل سے وابستہ ہیں۔ مزید برآں زیرِ نظر ترجمے پر جناب علی پیرنیا اور ڈاکٹر احمد تمیم قدرتاً

جیسے ماہرین فارسی نے نظر ثانی کی اور باہمی مشاورت سے اس میں ضروری اصلاحات و ترامیم کیں۔اس لیے ترجمہ اچھا ہونا چاہیے۔تاہم ایک آدھ مقام پر کچھ کھٹک محسوس ہوئی۔مثلاً: شذرہ 111 کا متن یہ ہے:

Philosophy ages; poetry rejuvenates

اس کا ترجمہ: ''فلسفہ سال خوردگی و کہولت است و شعر تازگی و جوانی'' محلِ نظر ہے۔علامہ اقبال کی زیرِ نظر یادداشتیں، ڈاکٹر جاوید اقبال کی کاوش و کاہش سے مدون ہو کر منظر عام پر آئی تھیں۔انگریزی نسخے پر بطور مرتب ان کا نام درج ہے۔زیرِ نظر فارسی (ترجمے کی) کتاب کے اندرونی اور بیرونی سرورق پر بھی، بطور مدیر اُن کا نام درج ہونا چاہیے تھا۔(۱۵۹)

ماہرینِ زبان و ادب کی متفقہ رائے ہے کہ ترجمہ 100% اصل کا بدل نہیں ہوسکتا۔ترجمے میں کہیں نہ کہیں مزید بہتری یا تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوسکتی ہے۔ایک ہی تحریر کے کئی تراجم دیکھے جائیں تو ان میں کسی نہ کسی لحاظ سے کچھ اصلاح طلب حصے یا جملے نظر آجاتے ہیں۔اس طرح کی کمزوریوں کو ترجمے پر نظر ثانی کر کے دور کیا جاسکتا ہے۔بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی ترجمہ اصل متن کے مطابق اور فنی محاسن سے آراستہ ہے۔تاہم اس میں ''اشاریہ'' اور پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے ''مقدمہ'' کا ترجمہ بھی شامل ہوجاتا تو اس کی افادیت بڑھ جاتی۔پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کہ یہ رائے کہ فارسی ترجمے میں بطور مدون ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کا نام آنا چاہیے تھا، اس لحاظ سے درست معلوم نہیں ہوتی کہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے انگریزی متن مدون کیا تھا۔فارسی متن کی تدوین و تصحیح علی پرنیا اور ڈاکٹر احمد تمیم داری نے کی تھی۔اس لیے بطور مدون انھی کا نام آنا چاہیے تھا۔

''یادداشتہای پراگندہ'' کے بارے میں ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی لکھتی ہیں:

''اس کتاب میں وہ تمام یادداشتیں جمع کی گئی ہیں جو کہ ۱۹۱۷ میں ایک انگریزی مجلّے [نیوایرا] میں تسلسل کے ساتھ تین شماروں میں شائع ہوئیں۔ان یادداشتوں کو جمع کر کے فارسی میں ترجمے کے ساتھ کتابی شکل میں چھاپنے سے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو بتایا جاسکے کہ اقبال کو مسائل اسلامی، فلسفہ جامعہ شناسی، اردو ادبیات، مطالعہ ادیان اور تہذیب و تمدن جیسے موضوعات پر نہ صرف مہارت حاصل تھی بلکہ انھوں نے ان تمام موضوعات میں طبع آزمائی بھی کی ہے۔

اس کتاب کے مقدمے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ یادداشتیں پاکستان اور ہندوستان میں جداگانہ طور پر اردو زبان میں چھپ چکی تھیں جبکہ فارسی میں یہ پہلا ترجمہ تھا جو کہ محمد ریاض کی کوششوں کا ثمر تھا۔''(۱۶۰)

علامہ اقبال کی کتاب "Stray Reflections" یا اس کا کوئی اردو ترجمہ ہندوستان سے شائع نہیں ہوا۔ ۱۹۱۷ء میں لکھنؤ کے رسالے "New Era" کے تین مختلف شماروں (اپریل تا اگست) میں ۳۶ یادداشتیں شائع ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے اس سے قیاس کیا ہے کہ علامہ اقبال کی تمام یادداشتیں ان تین شماروں میں شائع ہوئی تھیں جو کہ درست نہیں ہے۔

علامہ اقبال کے ۱۹۱۷ء میں دریافت ہونے والے شذرات میں سے ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو و فارسی میں ترجمہ کیے ہوئے چار شذرات تا حال "Stray Reflections" کے انگریزی مجموعے میں شامل نہیں ہو سکے۔ اسی طرح ۱۹۱۷ء کے دریافت ہونے والے پانچوں شذرات اور ۱۹۲۵ء میں دریافت ہونے والے یہ شذرات ابھی تک "شذراتِ فکرِ اقبال" کے اردو ترجمے میں شامل نہیں ہو سکے۔ ۱۹۲۵ء میں دریافت ہونے والے شذرات اگرچہ "Stray Reflections" ۲۰۱۲ء کے ایڈیشن میں شامل ہیں، مگر اب تک ان کا فارسی زبان میں ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اسی طرح "Stray Reflections" کے ۲۰۱۲ء کے ایڈیشن سے علامہ اقبال کی کچھ طویل یادداشتیں حذف کر دی گئی ہیں مگر ان کا ذکر نہیں کیا گیا کہ کون سی یادداشتیں حذف کی گئی ہیں اور وہ کن دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس بات کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ انھیں کیوں حذف کیا گیا۔ علامہ اقبال کے شذرات سے متعلقہ انگریزی متن پر مشتمل اصل کتاب اور اس کے فارسی و اردو تراجم میں شامل ہونے والے شذرات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ انگریزی متن اور اس کے اردو و فارسی تراجم پر مشتمل ایک کتاب مدون کی جائے جس میں اشاریہ (Index) اور حواشی کے اردو و فارسی تراجم بھی شامل ہوں "Stray Reflections" مطبوعہ ۲۰۱۲ء کے صفحہ نمبر ۱۵ تا ۱۶۰ پر ایک صد چھتیس (136) شذرات کا انگریزی متن دیا گیا ہے۔ ہر صفحے پر ایک شذرہ دیا گیا ہے اور باقی صفحہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان صفحات پر اردو و فارسی ترجمہ اور حواشی کے لیے کافی گنجائش موجود ہے۔ تین زبانوں (انگریزی، اردو اور فارسی) پر مشتمل شذراتِ فکرِ اقبال / یادداشتہای پراگندہ اقبال (Stray Reflections) کا مستند مجموعہ بغیر اضافی اخراجات کے بآسانی مرتب کر کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجمِ مقالات و مضامین

(موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی ادب سے متعلقہ ۱۳ مترجمہ مقالات و مضامین میں سے درج ذیل ۹ مقالات و مضامین علامہ اقبال کے افکار و تصورات پر، ۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) پر اور ایک مضمون شخصیات پر ہے۔

نمبر	موضوع/عنوان
☆	**اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات**
01-	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب "سرودِ اقبال" کا مقدمہ
02-	اقبال شاعرِ حیات
03-	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر
04-	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ
05-	اقبال، قرآن اور اہلبیت
06-	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعری، علامہ محمد اقبال
07-	شخصیتِ اقبال کے چند پہلو
08-	عظمتِ اقبال (شہپرِ جبریل آخری حصہ)
09-	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپرِ جبریل، باب اول)
☆	**ادبیات (اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری و فنی جائزہ)**
10-	اقبال اور ان کی فارسی شاعری
11-	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرار و رموز و پیامِ مشرق)
12-	دیباچہ پیامِ مشرق (چاپ اول ۱۹۲۳م)
☆	**اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کا تقابلی جائزہ**
13-	اقبال اور حسین ابن حلاج

ان میں سے ۶۹٪ مقالات و مضامین مذہبی افکار و تصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۲۳٪ زبان و ادب اور ۸٪ شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

موضوعات	تعداد	شرح%
مذہبی افکار و تصورات	۰۹	۶۹%
ادبیات	۰۳	۲۳%
شخصیات (اقبال شناس حضرات، شخصیات کے ساتھ تقابلی مطالعات)	۰۱	۰۸%
	۱۳	۱۰۰%

مذکورہ بالا تمام مقالات و مضامین کا ترتیب وار جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مترجمہ مضمون **''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''** نومبر ۱۹۸۲ء کو مجلّہ ''قومی زبان'' کی جلد ۵۲، شمارہ ۱۱ میں شائع ہوا۔ بعد میں اسے مجموعہ مضامین ''افاداتِ اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔

سید محمد داعی الاسلام، نظام کالج حیدر آباد دکن میں فارسی کے پروفیسر تھے۔ وہ ایرانی نژاد اور فارسی زبان دان تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ان کی ''پانچ جلدی فرہنگ نظام'' زیادہ معروف ہے۔ انھوں نے 1951ء میں بہ عمر ۷۳ سال دکن میں انتقال فرمایا۔ ۱۹۲۸ء میں (۲۱ شوال ۱۳۴۶ بروز جمعہ) انھوں نے ''جامعہ معارف تہران'' کے ایک ذیلی شعبہ ''انجمنِ معارف'' کے تحت منعقدہ ایک جلسے میں ''دکتر اقبال و شعر فارسی'' کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا جو ۴۶ صفحے کے ایک کتابچے کی صورت میں چھپا تھا۔ فارسی زبان میں اقبال پر ایک ایرانی کا یہ پہلا مقالہ تھا۔ اس مقالے میں ۱۹۲۸ء تک مطبوعہ کلامِ اقبال فارسی (اسرارِ خودی 1915ء، رموزِ بے خودی 1918ء، پیامِ مشرق ۱۹۲۳ء اور زبورِ عجم ۱۹۲۷ء) پر نہایت دلنشین، دلچسپ، مدلل اور جامع انداز سے تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس مقالے کی علمی و ادبی اہمیت کے پیش نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ مع ضروری حواشی کے پیش کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد ریاض، یہ ترجمہ لفظی ہے۔ مگر ترجمے کی سلیس، رواں اور نہایت موزوں الفاظ پر مشتمل خوبصورت عبارت پڑھ کر محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ لفظی ہے۔ اس ضمن میں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

''اقبال ایک عام شاعر نہیں ہیں کہ اپنے آپ کو فرضی شاعر بنا کر گل وبلبل، شمع و پروانہ یا قمری و سرو کے فصیح و بلیغ تلازمے باندھیں اور سننے والوں کو محظوظ کریں۔ وہ ایک نصب العین والے قائد و راہنما ہیں۔ اقبال کی بلبل، فلکِ مریخ کے شاہین کو شکار کر لیتی ہے۔ ان کے پھول کی خوشبو ناہید (زہرہ) سیارے تک جا پہنچتی ہے۔ ان کی شمع سے دنیا کی بزمِ تمدن منور ہو رہی ہے اور ان کی قمری ، سروِ بوستان پر بیٹھنے کی جگہ شاخِ طوبیٰ پر آنکلتی ہے اور معرفتِ حقیقی کے نغمے الاپتی ہے۔ اقبال چاہتے ہیں کہ نسلِ انسانی کی حالت بہتر ہو اور وہ آگے بڑھے۔ مادی ترقیات کے ساتھ انسان روحانی تجلیات سے بھی لو لگائے رہیں۔ اقبال کی آرزو ہے کہ روئے زمین پر منتشر و پراگندہ مسلمان متحد و متفق ہو کر ملتِ واحد بنیں، اور مادی و معنوی علوم وفنون میں دوسری اقوام کے لیے قابلِ رشک ہوں۔ اقبال کی نظر تمام مسلمانوں پر ہے مگر ان کے مخاطبِ اول علماء اور پڑھے لکھے لوگ ہیں کیونکہ یہ لوگ قائد اور راہنما کا حکم رکھتے ہیں۔ اقبال، علمی زبان میں بات کرتے ہیں تاکہ نامحرم لوگ ان کے اسرار نہ سمجھیں اور کج فہم الٹا مطلب نہ نکالیں۔'' (۱۶۲)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ ترجمے کی عبارت نہایت موزوں ہے۔ مقالہ نگار کا طرزِ بیان مدلل، جامع اور موثر ہے۔ اس مقالے کے درج ذیل عنوانات کی مدد سے اس کے مندرجات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حیاتِ اقبال، اقبال کی اردو شاعری، مثنوی اسرارِ خودی، مثنوی اسرارِ خودی کا موضوع، اسرارِ خودی کی ترتیب، اسلوبِ شعر، رفتن عاشق نزد معشوق و گفتن خد متہائش (مثنوی رومی) نوجوانی از مرد پیش علی ہجویری درلاہور آمد (اسرارِ خودی)، مثنوی اسرارِ خودی کی زبان، مثنوی رموزِ بیخودی، رموزِ بیخودی کے مضامین، عالمِ اسلام کا اتحاد، پیامِ مشرق، کتاب کی زبان، خطاب بہ پادشاہ افغانستان ، کتاب کے حصے، زبورِ عجم، مثنوی گلشن رازِ جدید۔

مترجم (ڈاکٹر محمد ریاض) نے حواشی سے فارسی مقالے کے محاسن کو اجاگر کیا ہے اور اس کی علمی و منطقی کمزوریوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثلاً مقالہ نگار (سید محمد علی) لکھتے ہیں کہ ''وہ (علامہ اقبال) ۱۸۷۵ء میں پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے''۔ ڈاکٹر محمد ریاض، حاشیے میں لکھتے ہیں ''مسلّم تاریخِ ولادت ۹ نومبر ۱۸۷۷ء ہے'' (مترجم) (۱۶۳)

ڈاکٹر محمد ریاض اسرارِ خودی (صفحہ ۵۱) کے درج ذیل شعر میں دیے گئے لفظ ''سنجر'' کی درست املا کا حاشیہ میں یوں ذکر کرتے ہیں:

سید ہجویر، مخدومِ امم مرقدِ او پیرِ سنجر را حرم

لے سنجر دراصل سجز (سیستان) ہے۔(مترجم)

دیے گئے حواشی مختصر، مگر جامع اور مدلل ہیں۔ مقالہ نگار نے کئی جگہ پر اقبال کی مشکل گوئی کا ذکر کیا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض حاشیے میں لکھتے ہیں:

"لے اقبال کی مشکل گوئی کی مقرر نے کئی جگہ شکایت کی ،مگر کیا اقبال کے موضوعات اس سے آسان زبان میں ادا ہو سکتے تھے؟ (مترجم)" (۱۶۴)

اس مقالے میں قریباً تین صد کے قریب فارسی اشعار دیے گئے ہیں اور تمام اشعار بغیر حوالہ اور ترجمے کے ہیں۔ اگر ان اشعار کا ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو مقالے کے ترجمے کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا۔

بحیثیت مجموعی سید محمد علی کا مقالہ علامہ اقبال کے ۱۹۲۸ء تک کے مطبوعہ فارسی کلام پر ایک منفرد، جچا تلا، معاصرانہ انتقاد ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے خوبصورت اردو رُوپ دے کر گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

مشہد یونیورسٹی کی فیکلٹی ادبیات وعلوم انسانی کے پروفیسر غلام حسین یوسفی نے ۲۱ اپریل ۱۹۶۶ء کو مشہد یونیورسٹی کے رازی ہال میں **"اقبال۔شاعرِ حیات"** کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا جو مذکورہ فیکلٹی کے مجلّہ کی بہار ۱۹۶۶ کی اشاعت میں مقالہ اول کے طور پر شائع ہوا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس فارسی مقالے کا اردو میں ترجمہ کیا جو مجلّہ "صحیفہ" کی جلد ۹۲ شمارہ ۱۹۰، اشاعت نومبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔اس ترجمے کی افادیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر سلیم اختر نے اسے اپنی تالیف "ایران میں اقبال شناسی کی روایت" مطبوعہ اگست ۱۹۸۳ء میں بھی شامل کیا۔ڈاکٹر پروفیسر غلام حسین یوسفی نے اس مقالے میں فارسی تصانیفِ اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ خودی، پیامِ مشرق اور جاوید نامہ) کے قریباً ایک صد پچیس اشعار کی مدد سے علامہ اقبال کے حیات بخش افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ایک شاعر، مصنف، فلسفی، سیاستدان اور وکیل تھے۔ اہلِ ایران علامہ اقبال کی فارسی زبان سے وابستگی اور انسان دوستی کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔ علامہ اقبال ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔انھوں نے فرد کو، امتِ مسلمہ کو، دنیا کی مظلوم اقوام کو جہدِ مسلسل، عملِ پیہم، حریتِ فکر وعمل اور اعلیٰ معیارِ زندگی کے حصول کے لیے انفرادی و اجتماعی خودی کی اصلاح کا درس دیا۔انھوں نے مغربی تہذیب وتمدن کی خرابیوں سے آگاہ کیا اور اہلِ مشرق کو دین و اخلاق اور روحانیت اپنائے رکھنے کی تلقین کی۔ انھوں نے غلامی، بندگی اور بے

جا تقلید کی خرابیوں کا ذکر کیا اور آزادیٔ فکر و عمل کے لیے بھرپور جدوجہد کا درس دیا۔

خلاصہ یہ کہ علامہ اقبال ایک عظیم عالمی مفکر تھے، اور چونکہ انھوں نے افراد و ملل کی حیات پر زیادہ توجہ مبذول رکھی ہے، اس لیے انھیں، شاعرِ حیات، کہنا ناروا نہ ہوگا۔ انھوں نے مندرجہ ذیل شعر میں جو کچھ کہا، اس کا انھیں حق حاصل تھا کہ:

پس از من شعر من خوانند ، دریابند و می گویند
جہاں را دگرگون کرد یک مرد خود آگاہی
(۱۶۵)

مترجمہ مقالہ ''اقبال، شاعرِ حیات'' تیئس صفحات (۹۱ تا ۱۱۳) پر مشتمل ہے۔ اس کے آخری تین صفحات (۱۱۱ تا ۱۱۳) حواشی اور توضیحات پر مشتمل ہیں۔ ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم عبارت پر مشتمل ہے۔ تحریر میں کہیں بھی رکاوٹ محسوس نہیں ہوتی۔ اس مقالے کے حواشی اور توضیحات، معلومات افزا ہیں۔ مقالہ نگار نے اگر فکرِ اقبال کے کسی پہلو کا اشارے کنائے سے ذکر کیا ہے تو حواشی میں اس کی وضاحت دے دی گئی ہے۔ (مثلاً)

ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، علامہ اقبال کے امید بخش پیغام کی اثر آفرینی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقبال کا امید بخش پیغام برصغیر کے مسلمانوں پر جو شاعر کے بقول دل رکھتے تھے مگر کسی محبوب سے وابستہ نہ تھے، آخر کارگر ہوا.....(۱۶۶)

اس کے ''حاشیہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

۱۸۔ اشارہ ہے ارمغانِ حجاز (حضور رسالت مآبؐ) کی اس دوبیتی کی طرف:

شبی پیش خدا بگریستم زار مسلمانان چرا زارند و خوارند؟
ندا آمد، نمی دانی کہ این قوم دلی دارند و محبوبی ندارند
(۱۶۷)

ڈاکٹر غلام حسین یوسفی اقبال کی تصانیف کے دیگر زبانوں میں تراجم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اقبال کی شہرت ایشیا کی حدود کب کی عبور کر چکی اور ان کی متعدد تصانیف دنیا کی اہم زبانوں، جیسے انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، عربی، ترکی اور انڈونیشی وغیرہ، میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں فرانسیسی زبان میں ''شعرائے معاصر'' کے عنوان سے ایک مجموعہ شعر شائع ہوا جس میں کئی نامور سخنوروں کے کلام کا انتخاب درج ہے۔ اقبال کے منتخب کلام کا فرانسیسی ترجمہ نیز ان کے حالاتِ زندگی اس مجموعے میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔''(۱۶۸)

ڈاکٹر محمد ریاض اس ضمن میں مزید معلومات فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۲۳۔ یہاں مقالہ نگار نے ''اقبال شناسی'' کے حوالے سے اقبال کی کتابوں کے تراجم کا حوالہ دیا ہے۔انگریزی میں: اسرارِ خودی (نکلسن)، زبورِ عجم (غزلیات)، رموزِ بیخودی اور پیامِ مشرق کی دوبیتیاں (از آربری)، شکوہ و جوابِ شکوہ (مترجم الطاف حسین)، ابلیس کی مجلسِ شوریٰ (از محمد اشرف طبع گجرات ۱۹۵۱ء) اور وی۔جی۔کی ارنن کا منتخب ترجمہ :Poems from Iqbal۔اطالوی: ترجمہ جاوید نامہ۔فرانسیسی : پیام مشرق ، انگریزی خطبات اور جاوید نامہ۔ انڈونیشی : ترجمہ اسرارِ خودی۔ترکی: ترجمہ پیام مشرق۔عربی: ترجمہ پیام مشرق وضربِ کلیم وغیرہ۔جرمن: پیامِ مشرق۔یہ ترجمے معروف ہیں مگر اب تک ان میں بہت حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔(مترجم)(۱۶۹)

ترجمے کی عبارت اور ''حواشی وتوضیحات'' میں مہیا کردہ معلومات وتوضیحات سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض بہت اعلیٰ تحقیقی وتنقیدی شعور اور اقبالیاتی ادب و عالمی ادب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے اور فنِ ترجمے میں انھیں مہارت حاصل تھی۔

''ترجمانِ حقیقت ، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال'' ایرانی دانشور استاد سید محمد محیط طباطبائی کے فارسی مقالے کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ فارسی مقالہ ماہنامہ ''ارمغان'' تہران کے سال نوردھم کے شمارہ اول بابت اپریل ۱۹۳۸ء کے صفحہ ۲۵ تا ۳۸ پر شائع ہوا تھا۔اس سے قبل اقبال پر فارسی میں دو مضمون لکھے گئے تھے: ایک ''اقبال اور شعر فارسی'' (۱۹۲۸ء) از سید محمد علی داعی فخر الاسلام اور دوسرا ''دکتر اقبال'' جنوری ۱۹۳۴ء از جانب مجلّہ کابل۔ان میں سے پہلا مقالہ حیدر آباد دکن میں اور دوسرا افغانستان میں چھپا تھا۔اس لیے زیرِ تبصرہ مقالہ **''ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال''** ایران میں اقبال پر لکھا جانے والا قدیم ترین مقالہ ہے۔(۱۷۰)

اس مقالے میں ''سید محمد محیط طباطبائی'' نے نہایت خوبصورت اور مدلل انداز سے علامہ محمد اقبال سے اپنے فکری، عملی اور روحانی رابطے، تعلق اور عقیدت کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے علامہ اقبال کے خاندانی پسِ منظر، روحانی وفکری ارتقا اور ان کی قریباً تمام تصانیف (سوائے ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز) کے حوالے سے علامہ اقبال کی عالمگیر شخصیت کے فکری وعملی محاسن موثر حوالوں کی مدد سے اجاگر کیے ہیں۔اس مقالے کے ذیلی عنوانات (حیاتِ اقبال، مسلمانوں کا اتحاد، اسرار ورموز ، دیگر تصانیفِ اقبال، عملی سیاست، زبورِ عجم، انگریزی خطبات، فلسطین میں اور جاوید نامہ) سے اس کے مندرجات کی نوعیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اس مقالے میں، مترجم کو مقالہ نگار کی

جن باتوں میں تسامح نظر آیا، انھوں نے حواشی میں ان کی تصحیح کر دی ہے۔ مثلاً:

۱۔ مقالہ نگار نے علامہ اقبال کے دو مختلف سنین ولادت تحریر کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''پاورقی'' میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ اقبال کے سالِ ولادت کے اختلاف کی وجہ سے مقالہ نگار نے ایک جگہ ان کی عمر ۶۰ سال اور دو جگہ ۶۳ سال لکھی ہے۔(۱۷۱)

۲۔ مقالہ نگار نے علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں ان کے مطالعات کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس ضمن میں علامہ اقبال نے فارابی، ابن سینا، فخر الدین رازی، مولائے روم اور امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ حاشیے میں فاضل مترجم نے تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اصل متن میں غالباً کاتب نے غلطی سے ''فارابی'' کے بجائے ''فاریابی'' لکھ دیا تھا۔ ترجمے میں درست نام دے دیا گیا ہے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی کا ذکر اقبال کے ہاں کئی جگہ (جاوید نامہ، انوارِ اقبال اور گفتارِ اقبال میں) آیا ہے مگر ''ایران میں مابعد الطبیعات کے ارتقاء'' میں نہیں۔(۱۷۲)

۳۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۴ء کے موسمِ سرما میں، میں نے سرور خان گویا صاحب سے سنا کہ اقبال نے راقم الحروف کے رسالے عقیدہ دینی فردوسی کو اردو میں ترجمہ کیا اور ایک مقدمہ لکھ کر اسے لاہور سے شائع کروایا ہے۔ اس ضمن میں فاضل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو نہیں دیکھا۔ یہ بات بالکل نئی لگی۔(۱۷۳)

۴۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۴ء میں ریاست بھوپال کے فرمان روا کی طرف سے آپ بھوپال بلوائے گئے مگر اسلام کے بعض قدیم آثار دیکھنے کی غرض سے آپ نے ڈاکٹروں سے سفر کی اجازت لی اور ہسپانیہ کو روانہ ہو گئے۔ اس کی تصریح میں فاضل مترجم لکھتے ہیں کہ یہ سراسر غلط اطلاع ہے۔ اقبال نے تیسری گول میز کانفرنس سے فارغ ہو کر جنوری ۱۹۳۳ء میں سپین کا سفر کر لیا تھا۔(۱۷۴)

مندرجہ بالا تسامحات کے باوجود مقالے میں فکرِ اقبال کے حوالے سے مذکور اہم امور کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے اردو ترجمہ کا روپ دے کر نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ فارسی مقالے میں مذکور دلچسپ اور جامع طرزِ بیان کے حوالے سے صرف دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

فاضل مقالہ نگار 'حیاتِ اقبال' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

تنم گلی ز خیابانِ جنت کشمیر — دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است
مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی — برہمن زادۂ رمز آشنای روم و تبریز است
نہ شیخِ شہر، نہ شاعر، نہ خرقہ پوش اقبال — فقیر راہ نشیں است و دل غنی دارد
ز شعرِ دلکشِ اقبالؔ می تواں دریافت — کہ درسِ فلسفہ می داد و عاشقی ورزید

پیام مشرق کے حصہ مئے باقی کے مندرجہ بالا چار شعر اقبال کی زندگی کا خلاصہ کہے جا سکتے ہیں۔(۱۷۵)

فاضل مقالہ نگار ''پیامِ مشرق'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱۹۲۲ء میں افغانستان کے امیر امان اللہ خان اور ان کے سپہ سالارِ افواج جنرل نادر خان کی مساعی کے نتیجے میں اس ملک کو مستقل آزادی مل گئی اور اس امر سے اقبالؔ کو بے حد مسرت ہوئی۔ یہ اس سپاس آمیز مسرت کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اپنے تیسرے فارسی دیوان ''پیام مشرق'' کو جو جرمن شاعر گوئٹے کے ''الدیوان الشرقی لشاء الغربی'' کا جواب ہے، پادشاہ افغانستان کے نام معنون کیا۔ اس کتاب میں اقبالؔ نے جدید افکار پیش کیے اور نقد و توصیف کا معتدل رویہ اختیار کیا ۔قابلِ تعریف چیزوں کی قدر کی اور بے ارزش چیزوں پر انتقاد۔ اس کتاب کے ذریعے اقبال، فارسی کے بھرپور شاعر بن کر ابھرے، کیونکہ اس میں دوبیتیاں، قطعات، مستزاد، فرد، غزل اور مثنوی وغیرہ سب کچھ ہے۔(۱۷۶)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہے کہ ترجمے کی عبارت برجستہ، سلیس، رواں اور عام فہم ہے اور حسنِ ترجمہ کی مظہر ہے۔

علامہ محمد اقبال نے اپنے فارسی کلام کے تین مجموعوں اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور پیامِ مشرق کے پیش گفتار اردو زبان میں تحریر کیے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی دان حضرات کے لیے ان کا فارسی میں ترجمہ کیا جو کہ ''اقبال ریویو'' کی جلد ۱۱، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۱ء کے صفحات ۱ تا ۱۲ پر ''**ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرار و رموز و پیامِ مشرق)**'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ ان کا یہ ترجمہ آسان، سلیس اور عام فہم ہے اور اس ترجمے کی بدولت ایسے فارسی دان حضرات جو اردو زبان سے نابلد ہیں، انھیں بھی علامہ اقبال کی ان تحریروں تک رسائی حاصل ہو گئی ہے۔

مضمون ''**شخصیتِ اقبال کے چند پہلو**'' ماہنامہ ''الحق'' کی جلد ۶ شمارہ ۲، بابت مارچ، اپریل، ۱۹۷۷ء اور دو ماہی ''اسلامی تعلیم'' کی جلد ۶ شمارہ ۲، بابت مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہی مضمون ڈاکٹر محمد ریاض کے مضامین کے مجموعے ''برکاتِ اقبال'' میں شامل کر لیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۶۰ء کے مجلّہ اقبال ریویو کراچی میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کا انگریزی میں فلسفۂ اقبال پر لکھا ہوا ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ سید غلام رضا سعیدی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر ایک مبسوط مقدمہ بھی لکھا۔ اندیشہ ہائے اسلامی اقبال جسے موسسہ مطبوعات دین ودانش نے ۱۹۶۸ء میں قُم سے شائع کیا، اس ترجمے اور مقدمے پر مشتمل ہے۔ مضمون ''شخصیتِ اقبال کے چند پہلو'' اس مقدمے کا اردو ترجمہ ہے۔

سید غلام رضا سعیدی کا یہی مقالہ مترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض، ''**اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ**'' کے عنوان سے مجلّہ ماہِ نو، جلد ۳۵، شمارہ ۴، اشاعت اپریل ۱۹۸۲ء کے صفحہ نمبر ۱۱ تا ۲۱ پر بھی شائع ہو چکا ہے۔

سید غلام رضا سعیدی نے فارسی مقدمے میں اقبال کے اردو یا فارسی اشعار نقل کرنے کے بجائے، بیشتر ان اشعار کا مفہوم دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقدمے کا آسان اردو میں ترجمہ کیا ہے اور حواشی میں وہ اشعار بھی دے دیے ہیں جن کا سید غلام رضا سعیدی نے مفہوم بیان کیا ہے۔

اپنے اس مضمون میں ''سید غلام رضا سعیدی'' اقبال کی شخصیت سازی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اقبال کی شخصیت سازی میں عصری علوم وفنون کے مدرسہ اور مکتبِ وجدان وقلب، دونوں نے اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے عصری علوم وفنون کے مدرسے سے (ہند، انگلستان اور جرمنی میں) فلسفے، آدابِ تمدن، معاشیات، سیاسیات، لسانیات (انگریزی وجرمن زبانوں) اور قانون کی تعلیم حاصل کی۔ قدیم وجدید فلسفے میں کمال حاصل کیا۔ مغربی تہذیب وتمدن، نظام سیاست و ریاست اور نظامِ معیشت کی خرابیاں دریافت کر کے ان سے بچنے کی تعلیم دی۔ مکتبِ وجدان و قلب سے اقبال کو شعورِ حیات اور اعلیٰ اسلامی وروحانی تفکر حاصل ہوا۔ وہ اس مکتب کے ممنونِ احسان تھے اور اس مکتب کے اساتذہ کی تعریف کرتے رہے۔ علامہ اقبال نے عصری علوم وفنون کے مدرسہ اور مکتبِ وجدان وقلب، دونوں مدرسوں سے استفادہ کیا۔ ایک نے انھیں ضروری لغات اور علمی معلومات فراہم کیں اور دوسرے نے لغات اور معلومات کا استعمال کرنے کی تعلیم دی۔ یہ دوسرے مدرسے کا فیضان ہے کہ پختہ ایمان، عقلِ سلیم، اخلاق اور فکرِ صحیح سے بہرہ مند ہو کر اقبال نے دنیا کو عموماً اور مشرقیوں اور مسلمانوں کو خصوصاً درسِ بیداری دیا اور انھیں اپنے صحیح فلسفہ اور عرفان سے روشناس کیا۔ اس مدرسے کے درج ذیل پانچ نمایاں عوامل نے اقبال کی شخصیت سازی میں اور نہایت اعلیٰ ذہنی وفکری اور روحانی وعملی ارتقا حاصل کرنے میں ان کی مدد کی:

۱۔ ایمان و عشق ۲۔ قرآن مجید ۳۔ خودی

۴۔ مشاہدۂ نکتہ رس ۵۔ مثنوی رومی

مترجمہ مقالے کے آخر پر ''مترجم کی توضیحات'' کے عنوان کے تحت (صفحہ ۵۵ تا ۶۰ پر) ڈاکٹر محمد ریاض نے فاضل مقالہ نگار سید غلام رضا سعیدی کے افکار کے حوالے سے ضروری توضیحات دی ہیں، اردو و فارسی کلامِ اقبال سے قریباً ستر اشعار دیے ہیں اور بعض مقامات پر اپنا فکری اختلاف بھی بیان کیا ہے۔ فارسی مقالہ فکر انگیز اور بصیرت افروز ہے۔

اس کا اردو ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ مقالہ نگار کے طرزِ بیان، ترجمہ وحواشی کے اسلوب اور مقالہ نگار و مترجم کے افکار کی وسعت و گہرائی سے آگاہ ہونے کے لیے صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

سید غلام رضا سعیدی لکھتے ہیں:

''اقبالؔ فرماتے ہیں کہ ان کی دانش و بینش نے بیسوی صدی عیسوی میں وہی خدمت انجام دی جو عرفانِ رومیؔ نے ساتویں صدی ہجری/ تیرھویں صدی عیسوی میں فلسفۂ یونان کا زور توڑنے کے ضمن میں انجام دی تھیں۔(۳۳) دونوں کی کوشش معنویت اور روحانیت کی سربلندی کے لیے وقف رہی۔ مگر اقبال کو اعتراف ہے کہ ان کی خدمات رومیؔ کی مساعی سے کمتر درجے کی ہیں۔(۳۴)

ایک جگہ رومیؔ ثانی کی خاطر یوں آرزو کرتے ہیں:

''ایران کی سرزمین کی طبعی خصوصیات وہی رہیں، تبریز بھی، جو رومی کے مرشد کا مولد و وطن تھا، ویسے ہی ہے مگر کوئی دوسرا رومی پیدا نہ ہوسکا۔''(۳۵)

مگر اقبالؔ سرزمینِ ایران سے مایوس نہیں بلکہ اپنی امید کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''اگر اس سرزمین میں اشکوں سے آبیاری کی جائے، تو یہاں پاک و پاکیزہ نباتات نمودار ہوں گی اور خیر و برکت بھری فصلیں دیکھی جاسکیں گی۔(۳۶)''

افسوس کہ اقبالؔ آج زندہ نہیں، ورنہ تبریز کے ایک نامور شاعر، شہریار، کے مندرجہ ذیل اشعار(۳۷) انھیں خوش وخرم کرتے:

نشتین(۳۸) یک سلامِ ناشناس البتہ می بخشی
دوان در سایہ روشنہای یک مہتاب خلیائی
نسیم شرق میآید شکنج زلفہا افشان

فشردہ زیر بازو شاخہ ھای نرگس و مریم

استاد شہریار (۱۷۷)

ڈاکٹر محمد ریاض مندرجہ بالا متن میں بیان کردہ امور کی وضاحت میں (حواشی میں) لکھتے ہیں:

۳۳: چو رومی در حرم دادم اذانِ من — ازو آموختم اسرارِ جانِ من
بدور فتنۂ عصر کہنِ او — بدورِ فتنۂ عصرِ روانِ من
(ارخ)

۳۴:۔ اقبالؔ، رومی کو اپنا پیرو مرشد مانتے ہیں۔ ان کی انکساری بھی مسلم مگر ایسی کوئی بات انھوں نے نہیں کہی۔ ہم یہ ماننے کے لیے تیار بھی نہ تھے کہ رومیؔ سے ان کی خدمت کمتر ہو، آخر کیسے؟

۳۵:۔ نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے — وہی آب و گل ایران، وہی تبریز ہے ساقی
(ب ج)

۳۶:۔ اقبالؔ نے اس شعر میں ایران کا ذکر نہیں کیا۔ ''اپنی کشتِ ویران'' سے برصغیر یا عالمِ اسلام مراد ہو سکتا ہے۔

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے — ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

۳۷:۔ محمد حسین شہریار تبریزی (تولد بہ سال ۱۹۰۶ء) معاصر فارسی شاعر ہیں۔ یہ بات محلِ نظر ہے کہ اقبالؔ ان بے قافیہ و ردیف اشعار کو پڑھ کر خرسند ہوتے؛

۳۸:۔ انشتین یعنی آئن سٹائن، مشہور جرمن ریاضی دان اور طبیعات شناس، جو نظریہ اضافیت کا خالق ہے۔(۱۷۸)

مندرجہ بالا اقتباسات کے تقابلی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ:

۱۔ سید غلام رضا سعیدی نے اپنے مقالے میں علامہ اقبال کے جن افکار کا نثر میں ذکر کیا ہے، ڈاکٹر محمد ریاض نے ان سے متعلقہ اردو و فارسی اشعار مع حوالہ جات دے دیے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے جہاں کہیں فکرِ اقبال کی ترجمانی میں کمی بیشی محسوس کی، وہاں اختلافی نوٹ تحریر کر کے ضروری وضاحت کر دی ہے جیسا کہ انھوں نے ''کشتِ ویران'' کا مفہوم واضح کیا ہے اور اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اقبال نے رومی کے حوالے سے انکساری کا اظہار تو کیا ہے مگر انھوں نے یہ بات کہیں بھی نہیں کہی کہ رومی کے مقابلے میں ان کی خدمات کمتر ہیں۔

۳۔ فاضل مقالہ نگار نے اقبال کی تحسین میں اپنے مقالے کے آخر پر قریباً دو صفحات پر محمد حسین شہریار تبریزی کے فارسی اشعار دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اشعار کو پسند نہیں کیا اور عدم پسندیدگی کے اظہار کے لیے ایک مختصر و جامع جملہ تحریر کر دیا ہے۔

اختلافی امور سے قطع نظر، یہ مقالہ شخصیت اقبال کے دلچسپ پہلوؤں پر لکھی گئی ایک دلچسپ، فکر انگیز اور بصیرت افروز تحریر پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے خوبصورت اردو ترجمے کا روپ دے کر اور اختلافی فکری امور کے ضمن میں اپنی توضیحات کی مدد سے اعتدال و توازن قائم کر کے اور اردو و فارسی کلیات سے اشعار مع حوالہ جات دے کر اعلیٰ علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

پروفیسر مجتبیٰ عینوی مشہد یونیورسٹی کی ادبیات فیکلٹی کے ڈین تھے۔ چند سال تک وہ تہران یونیورسٹی کی ادبیات فیکلٹی میں ادبیات کی تدریس کرتے رہے۔ موصوف کئی کتابوں کے مصنف اور اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کا فارسی زبان میں لکھا ہوا ایک مقالہ تہران کے ایک موقر جریدے ''یغما'' بابت جنوری ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا **''اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر''** کے عنوان سے ترجمہ کیا جسے انھوں نے ''اقبال اور سیرت انبیاء'' (مطبوعہ ۱۹۹۲ء) میں شامل کیا۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ مقاصدِ تخلیق کے بارے میں اپنے نظریات کے مطابق حق و صداقت کی طلب میں دین، تصوف اور فلسفہ مفکرین کے تین منہاج رہے ہیں۔ اقبال نے ابتدا میں یہ تینوں راہیں دیکھیں مگر وہ کسی ایک سے مطمئن نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنے فلسفہ خودی سے تصوف اور فلسفہ کی خرابیاں دور کرنے کی کوشش کی۔ دین اسلام، عشق اور تخلیقِ مقاصد ان کے تصورِ خودی کے تین بنیادی عناصر ہیں۔ ان کے ہاں خودی کا لفظ فارسی کے لفظ خود، خویش، خویشتن، منش اور شخصیت کے تقریباً مترادف استعمال ہوا ہے۔ وہ یقینِ کامل سے کہتے ہیں کہ تعلیماتِ اسلامی میں عالمِ انسانی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اقبال نے تربیتِ خودی کے تین درجے بتائے ہیں: اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی۔ نیابتِ الٰہی کے مقام پر فائز ہو کر صاحبِ خودی انسانِ کامل کا روپ اختیار کر لیتا ہے اور اسے کائنات میں صوری و معنوی حکمرانی حاصل ہو جاتی ہے۔ انفرادی خودی کے استحکام سے افراد کو اور اجتماعی خودی کے استحکام سے اقوام کو عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

دیباچہ ''پیامِ مشرق'' چاپ اول ۱۹۲۳ء) پیامِ مشرق کے اردو میں لکھے ہوئے، علامہ

اقبال کے دیباچے کا فارسی ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اصل متن کا نہایت خوبصورتی و مہارت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے تاکہ فارسی دان طبقہ اس دیباچے کے مفہوم سے آگاہ ہو سکے۔ ان کے اسلوب و معیارِ ترجمہ سے آگاہ ہونے کے لیے تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

اردو متن از دیباچہ پیامِ مشرق

''پیامِ مشرق'' کی تصنیف کا محرک جرمن ''حکیمِ حیات'' گوئٹے کا ''مغربی دیوان'' ہے جس کی نسبت جرمنی کا اسرائیلی شاعر ہائنا لکھتا ہے:

''یہ ایک گلدستۂ عقیدت ہے جو مغرب نے مشرق کو بھیجا ہے۔

اِس دیوان سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے۔''

گوئٹے کا یہ مجموعۂ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف میں سے ہے اور جس کو اس نے خود ''دیوان'' کے نام سے موسوم کیا ہے کن اثرات کا نتیجہ تھا اور کن حالات میں لکھا گیا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس تحریک کا ذکر کیا جائے جس کو المانوی ادبیات کی تاریخ میں ''تحریکِ مشرقی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔''(۱۷۹)

فارسی ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''محرک تالیف کتاب ''پیام مشرق''، ''دیوان غربی'' حکیم حیات گوتہ آلمانی است کہ شاعر آلمانی یہودی الاصل ھائنا در بارہ آن می نویسد:

''این گلدستۂ عقیدت را مغرب بہ مشرق عرضہ کردہ است...... دیوان مزبور شاہد این معنی است کہ مغرب از روحانیت ضعیف و سرد خود بیزار شدہ از مشرق زمین حرارتی را ھمی طلبد''

این مجموعہ اشعار گوتہ کہ خود شاعر آن را ''دیوان'' موسوم کردہ، تحت نفوذ چہ عوامل قرار گرفتہ است؟ برای پاسخ این سوال لازم است کہ مختصراً بہ نھضتی بہ پردازیم کہ در ادبیات آلمانی آن را ''نھضت مشرقی'' می نامند۔''(۱۸۰)

اردو متن از دیباچہ پیامِ مشرق

''اس سلسلے میں میں نے گوئٹے کے مشہور معاصر ہائنا کا ذکر ارادۃً نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے مجموعۂ اشعار موسوم بہ ''اشارۃ تازہ'' میں عجمی اثر نمایاں ہے اور محمود فردوسی کے قصے کو بھی اس نے نہایت خوبی سے نظم کیا ہے تاہم بحیثیتِ مجموعی مشرقی تحریک سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کی رائے میں گوئٹے کے ''مغربی دیوان'' کے سوائے جرمن شعراء کا مشرقی کلام کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن عجمی جادو کی گرفت سے جرمنی کے اس آزاد رو شاعر کا دل بھی بچ نہ سکا۔ چنانچہ ایک مقام پر

اپنے آپ کو عالمِ خیال میں ایک ایرانی شاعر تصور کرتے ہوئے جس کو جرمنی میں جلاوطن کر دیا گیا ہو لکھتا ہے:

''اے فردوسی! اے جامی؛ اے سعدی؛ تمھارا بھائی زندانِ غم میں اسیر شیراز کے پھولوں کے لیے تڑپ رہا ہے۔''(۱۸۱)

فارسی ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''من بہ معاصر معروف گوتہ 'ھائنا' عمداً اشارتی نکردہ ام: میدانیم کہ مجموعہ اشعاروی کہ آن را'' اشعار تازہ'' نامگذاری کردہ' دارای رنگ و بوی عجمی است و داستان محمود و فردوسی را بسیار عالی نظم کردہ است' ولی بطور جمعی او بہ نھضت شرقی رابطہ ای ندارد۔ بنظروی اشعار عجمیت مآب شعرای آلمانی غیراز دیوان غربی گوتہ فاقد اھمیت است' ولی باید اذعان داشت کہ ھائنا ھم از سحر دلاویز شرقیاں مصوٴن نماندہ است ودر یک مورد او خود را ایرانی تبعید شدہ گمان کردہ می نویسد:

''فردوسیا' سعدیا' جامیا' برادرتان در محبس حزن اسیر و برای گلھای شیراز بیقرار می باشد۔''(۱۸۲)

اردو متن از دیباچہ پیامِ مشرق

''آخر میں میں اپنے دوست چودھری محمد حسین صاحب ایم اے کا سپاس گزار ہوں کہ انھوں نے'' پیامِ مشرق'' کے مسودات کو اشاعت کے لیے مرتب کیا۔ اگر وہ یہ زحمت گوارا نہ کرتے تو غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی۔''(۱۸۳)

فارسی ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

''در آخر بندہ از دوست خودم آقای چودھری محمد حسین ام۔ اسپاسگزارم کہ ایشان دست نویس ھای'' پیامِ مشرق'' را برای چاپ مرتب ساختہ اند۔ اگر ایشان بہ تحمل اینگونہ زحمت نمی پرداختند' چاپ و انتشار این مجموعہ اشعار احتمالا دوچار تعویق و تاخیر ھمی گردید۔''(۱۸۴)

۱۔ پہلے اقتباس کے ترجمے کا اصل متن سے موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے اور کافی حد تک درست ہے۔ اردو جملے'' گوئٹے کا یہ مجموعۂ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف میں سے ہے اور......'' میں سے الفاظ'' بہترین تصانیف'' کا فارسی میں ترجمہ نہیں ہوا۔ باقی ترجمہ درست ہے۔

۲۔ دوسرے اقتباس میں دیے گئے ناموں (''اے فردوسی! اے جامی! اے سعدی!'') کا ترجمہ اسی ترتیب سے نہیں ہوا۔ ان کا ترجمہ'' فردوسیا! سعدیا! جامیا!'' کیا گیا ہے۔'' جامی'' کا نام'' سعدی'' سے پہلے آیا ہے ترجمے میں بھی یہی ترتیب ہونی چاہیے تھی۔ باقی ترجمہ

درست ہے۔

۳۔ تیسرے اقتباس کے آخری حصے میں بھی ترجمے کی عبارت میں معمولی سا اضافہ نظر آتا ہے۔ اردو متن اور غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی'' کا ترجمہ کیا گیا ہے ''چاپ وانتشار این مجموعہ اشعار احتمالا دو چار تعویق وتاخیر ھمی گردید''۔ فارسی ترجمے میں لفظ ''تعویق'' کے ساتھ لفظ ''تاخیر'' کا اضافہ کیا گیا ہے اگرچہ اس سے مفہوم مزید واضح ہو گیا ہے۔ تاہم اردو متن میں صرف لفظ ''تعویق'' استعمال ہوا ہے اور فارسی ترجمے میں لفظی اضافے کے بغیر کام چل سکتا تھا۔

بحیثیت مجموعی دیباچہ پیامِ مشرق کا فارسی ترجمہ اصل متن کے مطابق اور درست ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ **''سرودِ اقبال''** کلیاتِ اقبال فارسی کے منتخب اشعار پر مشتمل ایک کتاب ہے۔ حاجی آقا محمد محمدی نام کے خوش نویس نے اپنے ذوق کے مطابق علامہ اقبال کی فارسی تصانیف سے کلام منتخب کر کے نہایت خوش خطی سے تحریر کیا ہوا تھا۔ تہران کے مدارس عالی کے استاد، بعثت نام کے پبلشنگ ہاؤس کے ناظم اور کئی کتابوں کے مصنف فخر الدین حجازی کی نظر سے یہ مسودہ گزرا تو انھیں بہت پسند آیا۔ انھوں نے اس مجموعے میں شامل منتخب کلام اقبال کے حوالے سے علامہ اقبال کی شخصیت اور اسلامی افکار پر ایک مفصل مقدمہ تحریر کر کے ''سرودِ اقبال'' کے ساتھ ۱۹۷۵ء کے اواخر میں شائع کیا۔ مقدمے میں شامل کلامِ اقبال کی دلچسپ اور مدلل تشریح اور اقبال کے اسلامی افکار پر بصیرت افروز تبصرے سے متاثر ہو کر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمے کے اسلوب کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض خود لکھتے ہیں کہ یہ ترجمہ تحت اللفظ ہے۔ کہیں کہیں تکرار سے بچنے کی خاطر تلخیص وتخدیف سے کام لیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ''اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب کا مقدمہ۔ سرودِ اقبال'' کے عنوان سے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۳، شمارہ ۴، بابت اکتوبر ۱۹۷۶ء کے صفحات ۱ تا ۴۸ پر شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین تفسیر اقبال (مطبوعہ ۱۹۹۵ء) میں شاملِ اشاعت ہوا تھا۔

مقدمے میں دیے گئے درج ذیل، ذیلی عنوانات سے اس کی ہیئت اور مندرجات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

شعر وسیاست	۷۳	جامع الاطراف شخصیت	۷۵
نغماتِ اقبال	۷۷	مثنوی اسرارِ خودی	۷۸

بے خودی (وحدت اندر کثرت)	۸۶	عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۹۶
جہاد اور شیوۂ حسینیؓ	۱۰۰	اسلامی معاشرے میں عورت کا مرتبہ	۱۰۲
اسوۂ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا	۱۰۳	مسلمان عورتوں کا فرضِ منصبی	۱۰۵
کعبہ شریف کی مرکزیت اور مسلمانوں کی وحدت	۱۰۶	دعوتِ انقلاب (اقبال کا ایک مستزاد)	۱۰۸
کعبۂ دل اور بے رنگی	۱۱۰	قوتِ عشق اور خلافتِ انسانی	۱۱۲
فرنگی استعمار پر انتقاد	۱۱۵	پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق	۱۱۹
مسلمانوں کی بیداری کا کام	۱۲۰	(۱۸۵)	

مقدمے میں کلیاتِ اقبال فارسی میں شامل قریباً تمام تصانیف سے قریباً ایک صد پچاس منتخب اشعار دے کر، فکرِ اقبال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قریباً تمام فارسی اشعار بغیر ترجمے اور حوالے کے دیے گئے ہیں۔ کلیاتِ اقبال فارسی کے ساتھ تمام اشعار کے تقابل و موازنہ سے بہت سے اشعار میں متنی اغلاط نظر آئی ہیں۔ چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

مقدمہ ''سرودِ اقبال'' میں دیا گیا متن	کلیاتِ اقبال فارسی کا متن
؎ تو آں نہ ای کہ مصلیٰ نہ کہکشاں می کرد؟ شرابِ صوفی و ملاّ ترا بہ خواب ربود (۱۸۶)	تو آں نہ ای کہ مصلیٰ ز کہکشاں می کرد؟ شرابِ صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود (۱۸۷)
؎ از خودی طرحِ جہانی ریختند دلبری را قاہری آمیختند (۱۸۸)	از خودی طرحِ جہانی ریختند دلبری با قاہری آمیختند (۱۸۹)
؎ مشتِ خاکِ خویش را از ہم مباش مثلِ مہ رزقِ خود از پہلو تراش (۱۹۰)	مشتِ خاکِ خویش را از ہم میاش مثلِ مہ رزقِ خود از پہلو تراش (۱۹۱)
؎ نقشِ قرآن چوں دراین عالم نشست نقشہای پاپ و کاہن را شکست (۱۹۲)	نقشِ قرآں تا دریں عالم نشست نقشہای کاہن و پاپا شکست (۱۹۳)

اشعار کی متنی اغلاط سے متعلقہ کئی اور مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ دائرہ تحقیق کی وسعت اور تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر انھی مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

''مقدمہ۔ سرودِ اقبال'' فکرِ اقبال سے متعلقہ بصیرت افروز تحریر پر مبنی ہے۔ اسے تدوین و تصحیح اور تحشیہ کے بعد مکرر شائع کیا جانا چاہیے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو ترجمہ کر کے گراں قدر علمی و ادبی سرمایہ کو فارسی سے اردو زبان میں منتقل کیا ہے اور ان کی یہ کوشش قابلِ تعریف ہے۔

مقالہ ''**اقبال ۔قرآن اور اہلِ بیت**'' مجلّہ فجر کی اشاعت مئی ۱۹۸۴ء کے صفحہ ۲۱ تا ۲۶ پر شائع ہوا تھا۔اس مقالے میں، مقالہ نگار شیخ عبدالحسین امینی تبریزی ملقب بہ صاحب الغدیر نے کلامِ اقبال فارسی کے حوالے سے علامہ اقبال کے قرآن و حدیث اور اہلِ بیت سے روحانی نسبت و تعلق اور عقیدت کا اور روحانی و فکری ارتقا کے حصول کا ذکر کیا ہے۔ مقالہ نگار فردوسی یونیورسٹی مشہد کی فیکلٹی ادبیات میں فارسی کے استاد کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔انھوں نے اقبال کے فکر و فن اور فارسی کلام کے انتخاب پر مبنی ایک عمدہ کتاب ''دانائے راز'' مشہد سے شائع کروائی تھی۔جس مقالے کا یہ ترجمہ ہے وہ ''یادنامہ علامہ امینی'' نام کے مجموعہ مقالات کی جلد اول میں شامل ہے۔مقالے کے شروع میں علامہ اقبال کے ۱۹۰۸ء تک کے حالاتِ زندگی کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بعد مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال قرآن حکیم سے خاص روحانی نسبت و تعلق رکھتے تھے۔قرآن حکیم کی تعلیمات میں گہرے تدبر و تفکر کی بدولت انھیں اعلیٰ درجے کی قرآن فہمی حاصل ہوگئی تھی۔انھوں نے قرآنِ حکیم سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے کلام کے ذریعے امتِ مسلمہ کی اصلاح و ترقی کے لیے نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور عقیدت میں اشعار کہے۔انھوں نے واقعہ کربلا، ایمان افروز انداز سے بیان کیا اور اہلِ بیت کے کامل اتباع کی تعلیم دی۔اس مقالے میں کلام اقبال فارسی سے قریباً ۷۰ اشعار بغیر حوالہ اور ترجمے کے دیے گئے ہیں۔

اردو ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے،اس ضمن میں ایک مثال پیشِ خدمت ہے:

> ''اقبال فرماتے ہیں کہ قرآن زینتِ طاق، ذریعۂ گدائی اور مرگِ سہل کی خاطر نازل نہیں ہوا (نعوذ باللہ)۔یہ عزاداری اور ماتم گساری کی خاطر بھی نہیں۔یہ انقلاب آفریں کتاب، زندگی کو مادی و معنوی برکات سے مستفیض کرتی اور ایک معتدل معاشرہ وجود میں لاتی ہے:''(۱۹۴)

مقالہ ''**علامہ اقبال کے مذہبی افکار**'' ماہنامہ ''اظہار'' کراچی جلد ۵ شمارہ ۱۱ تا ۱۲، اشاعت اگست، ستمبر ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۴۹ تا ۶۸ پر شائع ہوا تھا۔یہ مقالہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمیل کی کتاب ''Gabriel's Wings'' کے پیش گفتار اور باب اول علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) مشمولہ ''شہپرِ جبریل'' کے ابتدائی دو ذیلی عنوانات ''الف: تاریخی پس منظر'' اور ''ب: حیاتِ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)'' کے (صفحہ ۹ تا ۵۰ پر دیے گئے) مندرجات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔(۱۹۵)

مقالہ ''**عظمتِ اقبال**'' ماہنامہ ''اظہار''، کراچی، جلد ۵، شمارہ ۱۰ تا ۱۱، اشاعت اپریل، مئی ۱۹۸۳ء کے صفحہ ۱۴ تا ۲۰ پر شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمیل کی مذکورہ بالا کتاب کے ''باب پنجم: خلاصہ مباحث'' کے (صفحہ ۴۵۷ پر دیے گئے) مندرجات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔(۱۹۶)

''شہپر جبریل'' پر قبل ازیں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس لیے ان دونوں مقالات کے حوالے سے مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے مندرجات ''شہپرِ جبریل'' کے متن کے عین مطابق ہیں۔ مترجمہ کتاب ''شہپرِ جبریل'' ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ دونوں مقالات اس سے قبل شائع ہوئے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''**اقبال اور حسین ابن منصور حلاج**'' مجلّہ اقبال ریویو، جلد ۱۹، شمارہ ۲ کی اشاعت جولائی ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۱ تا ۴۵ پر شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ حسین بن منصور حلاج بیضاوی کی کتاب ''الطّواسین'' کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل یہ مقالہ ''اقبال اور ابن حلاج مع اردو ترجمہ کتاب ''الطّواسین'' کے عنوان سے کتابی شکل میں ۱۹۷۷ء میں اسلامک فاؤنڈیشن' لاہور سے شائع ہو چکا تھا۔ گزشتہ صفحات میں اس کتاب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا یہاں اس پر جائزہ پیش نہیں کیا جا رہا۔(۱۹۷)

بحیثیت مبصّر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات

کتابیاتی تبصرہ (book review) ادبی تنقید (literary criticism) کی ایک شکل ہے۔اس میں کتاب کے موضوع یا عنوان کے حوالے سے اس کے نفسِ مضمون، طرزِ بیان اور محاسن کا جائزہ لیا جاتا ہے؛ نفسِ مضمون سے متعلقہ اہم نکات بیان کیے جاتے ہیں اور اس کی خوبیوں اور کمزوریوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔داخلی شواہد (internal witnesses) اور خارجی شواہد (external witnesses) کی بنا پر کتاب کے علمی و ادبی اور فکری وفنی مرتبہ (level) کا تعین کیا جاتا ہے۔اس میں کتاب کے موضوع (topic) یا عنوان (title) کے مطابق جائزہ لیا جاتا ہے کہ اس میں موضوع سے متعلقہ مواد دیا گیا ہے یا نہیں اور دیا گیا متن کس حد تک قابلِ اعتماد (reliable) قدر و قیمت، افادیت اور اہمیت کا حامل ہے۔اچھی تحریر وہی ہے جو قارئین کی ذہنی و علمی سطح کے مطابق سلیس، عام فہم، رواں اور دلچسپ ہو۔اگر کسی تحریر کو سمجھنے کے لیے قاری کو لغت (dictionary)، انسائیکلوپیڈیا، مترجم (translator) یا کسی اور صاحبِ علم کی مدد لینی پڑے تو اس کی افادیت اس لحاظ سے کم ہو جاتی ہے کہ تمام قارئین کی ایسے وسائل (sources) تک آسانی سے رسائی نہیں ہوتی۔تحریر کو سمجھنے میں حائل رکاوٹوں کی وجہ سے قاری جلد ہی کتاب میں دلچسپی لینا ترک کر دیتا ہے اور اس کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

کوئی تحریر، طباعت (printing) سے قبل کئی بار پڑھی جاتی ہے اور اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔اسے قابلِ اعتماد رفقا کی مدد اور تعاون سے بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کے بعد یہ کمپوزنگ (کتابت)، ایڈیٹنگ (اصلاح و درستی)، طباعت (printing) اور جلد سازی (binding) کے مراحل سے گزرتی ہے۔مصنف (writer, author) کے بعد ایڈیٹر (editor) اور پبلشر (publisher) اس بات کے ذمہ دار ہوتے ہیں کہ تحریر صحتِ متن کے ساتھ شائع ہو۔عموماً یہ تمام مراحل بخوبی طے نہیں ہو پاتے، جس وجہ سے تحریر درست اور معیاری شکل میں شائع نہیں ہوتی۔

کتابیاتی تبصرے کے دوران صحتِ متن کو بھی پرکھا جاتا ہے اور اس میں موجود متنی اغلاط (textual errors) اور منطقی اغلاط (logical errors) کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب، مضمون یا تحریر کا جائزہ لیتے وقت دورانِ مطالعہ اہم نکات تحریر کر لیے جاتے ہیں۔ تسلی بخش حد تک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ کے بعد تمام اہم نکات درج ذیل ترتیب کے ساتھ تحریر کیے جاتے ہیں:

ا۔ تعارف (Introduction)

۲۔ مندرجات (نفسِ مضمون) کا خلاصہ (Content Summary)

۳۔ تجزیہ اور قدر و قیمت کا تعین (Analysis and Evaluation)

۴۔ حاصل کلام (Conclusion)

تبصرہ (Reveiw)، جائزہ (Evalution / Analysis) اور رائے (Opinion) مختصر بھی ہوسکتا ہے اور مفصل بھی۔ اس میں حاصل کلام بیان کرنے کے بعد داخلی و خارجی شواہد سے تبصرہ، جائزہ اور رائے بیان کی جاتی ہے یا پھر پہلے داخلی و خارجی شواہد کے حوالے سے زیرِ تبصرہ تحریر کی مختلف خوبیوں اور خامیوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور آخر پر حاصل کلام دیا جاتا ہے۔

تبصرہ دیکھنے کے بعد اس کا جائزہ لے کر اور چند ایک بار مطالعہ کر کے اسے زیادہ جامع، مدلل، عام فہم اور حاملِ افادیت بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسے بہتر بنانے کے سلسلے میں کسی قابلِ اعتماد، باصلاحیت رفیق کار، دوست، ادیب اور مصنف سے مدد لی جاسکتی ہے۔

ایسا تبصرہ جو کسی تحریر کی صرف خامیوں کی نشاندہی کرے اور مخالفت برائے مخالفت پر مبنی ہو، منفی تبصرہ ((negative reveiw کہلاتا ہے۔ اسی طرح تحریر کی کمزوریوں کو نظر انداز کر کے محض اس کی حمایت میں لکھا گیا تبصرہ مثبت تبصرہ (positive reveiw) یا جانبدارانہ تبصرہ (biased reveiw) کہلاتا ہے۔ صدق و اخلاص اور دیانتدارانہ رائے پر مبنی تبصرہ نہ مثبت ہوتا ہے اور نہ ہی منفی۔ اس میں بغیر کمی بیشی کے زیرِ تبصرہ تحریر کے محاسن اجاگر کیے جاتے ہیں اور اس کی اصلاح کے لیے ضروری تجاویز دی جاتی ہیں۔ ایسا ماہرانہ تبصرہ (expert reveiw) انتہائی گراں قدر اور بہت زیادہ افادیت کا حامل ہوتا ہے۔

کسی تحریر (کتاب، مضمون، مقالہ، تبصرہ) پر تبصرہ، تجزیہ یا رائے لکھتے وقت تبصروں کی مختلف اقسام پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس پر لکھے گئے دیگر تمام تبصروں کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور نہایت دیانتداری، صداقت اور احتیاط سے حتمی رائے دینی چاہیے۔ اس طرح کا تبصرہ یا تجزیہ حقیقی طور پر کسی متن (تجزیہ، کتاب، مضمون، مقالہ، تبصرہ) کی درست قدر و قیمت اور اہمیت کا تعین کرنے

میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو، انگریزی، فارسی، تینوں زبانوں میں کتابیں، مضامین اور مقالات لکھے، تراجم کیے اور تبصرات بھی تحریر کیے۔ ان سب کا جائزہ لیتے اور تحریر کرتے وقت مندرجہ بالا تمام امور کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اصولِ تحقیق اور اصولِ تنقید کے مطابق تبصرات اور تراجم کا معیار پرکھنے کے لیے، زیرِ تبصرہ کتاب، مقالہ، مضمون کے اصل متن تک رسائی کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ متن (آیاتِ مقدسہ، احادیثِ مقدسہ، اشعار، عبارات وغیرہ) کی تصدیق کے لیے بنیادی مآخذ ومصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Reveiw
https://www.thefreedictionary.com/reveiw
https://en.wikiversity.org/wiki/Writeing_a_Book_Reveiw

(فہرست تبصرات بمطابق الف بائی ترتیب)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم و بیش چونتیس اردو کتب پر تبصرات تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ان تبصرات کی الف بائی ترتیب پر مشتمل فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
-01	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)
-02	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات
-03	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات
-04	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال
-05	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)
-06	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)
-07	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)
-08	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)
-09	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)
-10	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر	ادبیات (سہ)
-11	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ
-12	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	بصائر
-13	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)
-14	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)
-15	دانائے راز	احمد احمدی بیر جندی	ادبی دنیا
	دانائے راز		اظہار
	دانائے راز		برکاتِ اقبال
-16	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)
-17	سہ ماہی فکر و نظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمن	ادبیات (سہ)
-18	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن و دل''	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''		رومی کا تصوّرِ فقر

-19	سید جمال الدین افغانی، حالات و افکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)
-20	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)
-21	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا
-22	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار
-23	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر
-24	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال
-25	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر	فاران (م)
-26	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)
-27	کلیات اقبال (اردو۔ فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات
-28	گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم	بصائر
-29	مثمر	خان آرزو	ادبیات
-30	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)
-31	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات
-32	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)
-33	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)
-34	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا	ادبی دنیا

مندرجہ بالا تبصرات میں سے درج ذیل تبصرات ایک سے زیادہ بار شائع ہوئے:

۱۔ دانائے راز ۳ بار

۲۔ سیبک فتّاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل'' ۲ بار

ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے گئے چونتیس (۳۴) تبصرات میں سے ۱۳ تبصرات اقبالیاتی ادب پر اور ۲۱ تبصرات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

(اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تبصرات۔۔۱۴)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/ مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
-01	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)
-02	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات
-03	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات
-04	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال

-05	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)
-06	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)
-07	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)
-08	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)
-09	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)
-10	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا
	دانائے راز		اظہار
	دانائے راز		برکاتِ اقبال
-11	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)
-12	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال
-13	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات

(غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تبصرات۔۔۲۰)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
-01	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)
-02	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر	ادبیات (سہ)
-03	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ
-04	حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ	میر سید علی ہمدانی	بصائر
-05	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)
-06	سہ ماہی فکر ونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمٰن	ادبیات (سہ)
-07	سیبک فتاحی نشاپوری اوراس کی تصنیف ''حسن ودل''	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''		رومی کا تصوّرِ فقر
-08	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)
-09	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)
-10	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا
-11	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار
-12	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر
-13	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر	فاران (م)
-14	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)

-15	گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم	بصائر
	مثمر	خان آرزو	ادبیات (سہ)
-16	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)
-17	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات
-18	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)
-19	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)
-20	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا	ادبی دنیا

ترتیب زمانی کے مطابق جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مختلف مجلّات میں چھبیس سال (۱۹۶۹ء تا ۱۹۹۴ء) کے عرصے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے جو چونتیس تبصرات شائع ہوئے، ان میں سے ۱۹۷۶ء میں ۶؛ ۱۹۹۲ء میں ۵؛ ۱۹۹۳ء میں ۴؛ ۱۹۷۱ء، ۱۹۸۱ء اور ۱۹۹۴ء میں سے ہر ایک سال میں ۳، ۳؛ ۱۹۷۶ء، اور ۱۹۸۴ء میں سے ہر ایک سال میں ۲، ۲؛ ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء میں سے ہر ایک سال ۱، ۱ تبصرہ شائع ہوا۔

(فہرست تبصرات بمطابق ترتیب زمانی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
-01	ستمبر 1969ء	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر
-02	جنوری 70ء	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی
-03	جولائی و اکتوبر 71ء	گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم
-04	ستمبر، اکتوبر 71ء	دانائے راز	احمد احمدی بیر جندی
-05	ستمبر، اکتوبر 71ء	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی
-06	اکتوبر 72ء	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا
-07	1976ء	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو
-08	اکتوبر 1976ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ”سرود اقبال کا مقدمہ	فخر الدین حجازی
-09	مارچ 1977ء	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو
-10	اپریل 1979ء	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی
-11	جولائی 1979ء	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان

-12	جولائی 1979ء	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی
-13	جولائی تا ستمبر 79ء	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن ودل''	سیبک فتاحی نشاپوری
-14	اکتوبر 1979ء	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی
-15	اکتوبر 1979ء	زندہ رود	جاوید اقبال
-16	جنوری، فروری 81ء	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم
-17	اکتوبر 1981ء	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی
-18	اکتوبر 1981ء	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی
-19	جولائی 84ء	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین
	اکتوبر، نومبر 84ء	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی+
-20	مئی، جون 86ء	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق
-21	1987ء	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد
	1988ء	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی+
-22	جنوری تا مارچ 89ء	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر
-23	1990ء	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب
-24	بہار 1992ء	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی
-25	بہار 1992ء	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر
-26	بہار 1992ء	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی
-27	بہار 1992ء	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم
-28	سرما 1992ء	سہ ماہی فکر ونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمن
-29	خزاں 1993ء	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین
-30	سرما 1993ء	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز
-31	سرما 1993ء	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم
-32	سرما 1993ء	مثمر	خان آرزو
-33	جنوری، مارچ 94ء	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال
-34	خزاں، بہار، سرما 94ء	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر
-35	خزاں، بہار، سرما 94ء	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی
	1995ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال'' کا مقدمہ	فخر الدین حجازی+

ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام تبصرات کی اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے لحاظ سے موضوعاتی

فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تبصرات بمطابق موضوعات)

اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب	
نمبر	موضوع/عنوان	نمبر	موضوع/عنوان
☆	**اسلام اور مسلمان**	☆	**اسلام اور مسلمان**
01۔	اقبال اور اسلامی معاشرہ	01۔	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ
☆	**علامہ اقبال کی شخصیت، افکار اور تصانیف**	02۔	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی
02۔	اقبال اور سوشلزم	03۔	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم
03۔	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	04۔	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام
04۔	اقبال ایک مطالعہ	05۔	مطالعہ قرآن
05۔	اقبال پیامبرِ امید	☆	**فارسی زبان و ادب**
06۔	اقبال پیغمبرِ خودی	06۔	سبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''
07۔	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	07۔	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار
08۔	اقبال کا سیاسی سفر	08۔	فارسی اور اردو شہرِ آشوب
09۔	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	09۔	گلشن راز اور اس کی ایک ناتمام شرح
10۔	دانائے راز	10۔	مثمر
11۔	زندہ رود	11۔	وامق و عذرا: دو داستانیں
12۔	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	☆	**اردو زبان و ادب**
☆	**شخصیات کا تقابلی مطالعہ**	12۔	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)
13۔	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	13۔	سہ ماہی فکر و نظر، اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر
		☆	**شخصیات کا تقابلی مطالعہ**
			امیر خسرو
		14۔	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال
		15۔	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے
			سید علی ہمدانی اور ہمدانی سلسلہ کے دیگر بزرگ
		16۔	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ
		17۔	شاہِ ہمدان کے مکاتیب

			مرزا بیدل
		18۔	بیدل
			مولانا روم
		19۔	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی
		20۔	ملفوظاتِ رومی
			دیگر شخصیات
		21۔	سید جمال الدین افغانی، حالات و افکار

موضوعاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ان کے ۱۳ تبصرات میں سے ''اسلام اور مسلمان'' سے متعلقہ ایک عدد، ''علامہ اقبال کی شخصیت، افکار اور تصانیف'' سے متعلقہ ۱۱ اور ''شخصیات کے تقابلی مطالعہ'' سے متعلقہ ایک تبصرہ ہے۔ غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ۲۱ تبصرات میں سے ''اسلام اور مسلمان'' کے موضوع سے متعلقہ ۵ عدد، ''اردو و فارسی زبان و ادب'' سے متعلقہ ۸ اور ''شخصیات'' سے متعلقہ ۸ تبصرات لکھے۔ ان کا اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کام ۳۸% اور غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کام ۶۲% ہے۔ ان کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ۵۵% تبصرات کا تعلق اردو و فارسی زبان و ادب سے ہے۔ ان کے ۱۸% تبصرات ''مذہبی افکار'' اور ''اسلام اور مسلمان'' کے موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں اور ۲۷% تبصرات کا تعلق شخصیات سے ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
اسلام اور مسلمان	۰۱	۰۳%	اسلام اور مسلمان	۰۵	۱۵%	۰۶	۱۸%
زبان و ادب	۱۱	۳۲%	زبان و ادب	۰۸	۲۳%	۱۹	۵۵%
شخصیات	۰۱	۰۳%	شخصیات	۰۸	۲۴%	۰۹	۲۷%
	۱۳	۳۸%		۲۱	۶۲%	۳۴	۱۰۰%

تمام تبصرات کا الف بائی ترتیب سے موضوعاتی، تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرات

01۔اقبال اور اسلامی معاشرہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً چار صفحات پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد کے شمارہ ۲۴، جلد ۶ بابت خزاں ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں انہوں نے بزمِ اقبال، لاہور سے شائع ہونے والی الطاف حسین کی ۱۵۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' کے مضامین پر تبصرہ کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ معاشرہ افراد سے بنتا ہے۔اسلام فرد اور معاشرہ، دونوں کی اصلاح اور ترقی کا داعی ہے۔علامہ اقبال نے اپنی پہلی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' (۱۹۱۵ء) میں فرد اور دوسری فارسی مثنوی ''رموزِ بے خودی'' (۱۹۱۸ء) میں معاشرے کی اصلاح و ترقی کا ضابطۂ فکر و عمل پیش کیا ہے۔''رموزِ بے خودی'' میں علامہ اقبال نے اسلامی معاشرے کے تین اساسی اصول، اخوت (بھائی چارہ، اتحاد و اتفاق، یگانگت)، حریت (آزادی، بنیادی حقوق کی پاسداری) اور مساوات (قانونی و انسانی مساوات) کا تصور پیش کیا ہے۔اس لحاظ سے ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' اقبال کے اہم موضوعات میں سے ہے۔جناب احمد ندیم قاسمی نے ''ایک تاثر'' کے عنوان سے اور جناب ڈاکٹر اے وحید قریشی نے ''عرضِ ناشر'' کے سرنامے سے مصنف کتاب، الطاف حسین کی کاوش کو سراہا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے نتائجِ تحقیق سے اختلافات کا امکان بھی بتایا ہے۔کتاب کے ۱۴ عنوانات مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن حکیم، خودی، عشق، تقدیر، تصوف، ملائیت، صلوٰۃ و مناجات، تفرقہ اور فرقہ بازی، معاشی نظام، سیاسی نظام، سوشلزم، مغربی تہذیب و تمدن، مقام نسواں، شعر و شاعری۔

''قرآنِ حکیم'' کے عنوان کے تحت مؤلف نے پہلے اشعارِ اقبال بتوصیف قرآن نقل کیے ہیں اور توضیحی نوٹس دیے ہیں۔آخر میں انھوں نے ''اقبال نامہ'' اور ''ملفوظاتِ اقبال'' سے دو اقتباسات نقل کیے ہیں۔ان اقتباسات کے مطابق علامہ اقبال نے محمدی نسبت پیدا کرنے کے لیے کثرت سے قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنے کی تلقین کی ہے۔انھوں نے بتایا ہے کہ قرآن حکیم کے

مطابق علم کے چار ذرائع ہیں جن کی مسلمانوں نے تدوین کی اور دنیائے جدید اس باب میں ہمیشہ مسلمانوں کی منت کش رہے گی۔ پہلا ذریعہ ''وحی'' ہے اور سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا ذریعہ ''آثارِ قدیمہ و تاریخ'' ہے۔ علم کا تیسرا ذریعہ ''علم النفس'' ہے۔ چوتھا ذریعہ صحیفہ فطرت (مطالعہ فطرت) ہے۔

''سیاسی نظام'' کے عنوان کے تحت مؤلف نے متعدد تاریخی حوالہ جات کے ذریعے واضح کیا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کو ایک جمہوری اسلامی ملک بنانا چاہتے تھے۔ وہ میکاولی کے بے دین و بے اخلاق نظریۂ سیاست پر قائم ہونے والے مغرب کے سیکولر نظامِ حکومت کے حامی نہیں تھے۔

اس کتاب کا آخری عنوان ''شعروشاعری'' ہے۔ اس عنوان کے تحت مؤلف نے اقبال کے 'نظریہ ادب وفنونِ لطیفہ برائے زندگی' کے تحت لکھا ہے کہ صرف حیات افروز شعروشاعری اور فنونِ لطیفہ ہی محمود ہیں۔

اس کتاب میں تصوف، ملائیت، معاشی نظام، سیاسی نظام اور سوشلزم کے عنوانات پر لکھتے وقت مؤلف کے قلم نے تیز تیروں اور نشتروں کا کام کیا ہے۔ انھوں نے اہلِ تصوف کی حمایت میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ ''ملائیت'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ ملاؤں کے مقاصد سفلی ہوتے ہیں۔ وہ ملوک و حکام کے جلد آلہ کار بن جاتے ہیں۔ مؤلف نے احادیثِ رسول ﷺ کی شرعی اور دستوری حیثیت کے بارے میں جو بحث کی ہے، وہ تشنہ ہے اور غلط فہمیاں پیدا کرسکتی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' میں معاشرے کے لیے مفید و مضر دونوں عناصر جمع کیے گئے ہیں۔ اس میں علامہ اقبال کے افکار کے حوالے سے دیا گیا مواد مفید ہے۔ اس کی جمع آوری پر مصنف اور پبلشر دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (۱۹۸)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ علامہ اقبال نے معاشرے کے رہنما ارکان ''صوفی'' اور ''ملا'' دونوں پر تنقید کی ہے۔ انھوں نے اعلیٰ کردار کے حامل صوفیہ اور علمائے حق کی تعریف کی ہے اور ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے بے عمل، بد عمل، نام نہاد، جعلی صوفیہ اور علمائے سو کے کردار پر تنقید بھی کی ہے۔ ان کی تمام تقریروں و تحریروں اور گزارشات کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصول مدنظر رکھ کر شخصیات اور ان کے کردار پر عادلانہ و منصفانہ تنقید کیا کرتے تھے۔ کسی بھی موضوع پر ان کی مختلف آرا کو اگر الگ الگ دیکھا جائے تو بعض جگہوں پر

کسی تصور، نظریے یا طرزِ فکر کے کلی طور پر حمایتی یا مخالف نظر آتے ہیں جبکہ ان کی تمام آرا کا جائزہ لینے سے مختلف صورتِ حال کا ادراک ہوتا ہے۔ اُن کی اِن آرا کے جزوی مطالعے کے پیشِ نظر ان کی زندگی میں ہی انھیں تصوف مخالف، فاشسٹ اور سیکولر قرار دیا گیا مگر انھوں نے واضح الفاظ میں ان باتوں کی تردید کی کہ وہ کسی بھی ''ازم'' کے قائل نہیں ہیں۔ وہ صرف ایک ''ازم'' کے قائل ہیں اور وہ ہے ''اسلام ازم''۔ فکرِ اقبال کی رو سے دیکھا جائے تو زیرِ تبصرہ مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کی ''تصوف'' کے بارے میں رائے اور تبصرہ مبہم ہے۔ انھوں نے کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' میں سے حوالہ جات کے بغیر اس کتاب کے موضوعات (جس میں ''تصوف'' کا موضوع بھی شامل ہے) پر حتمی رائے دی ہے جو کہ اصولِ تحقیق و تنقید کے مطابق نظر نہیں آتی۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''جیسا کہ پہلے اشارہ ہوا، مؤلف نے عمدہ توضیحی نوٹس سے تصوراتِ اقبال اجاگر کیے ہیں۔ چنانچہ مختلف موضوعات پر ان کی آراء افادی ہیں۔ البتہ تصوف، ملائیت، معاشی اور سیاسی نظامات اور سوشلزم کے عنوانات پر لکھتے وقت ان کے قلم نے تیز تیروں اور نشتروں کا کام کیا ہے۔ تصوف کے تصورات وحدت الوجود، صوفیا کی گوشہ نشین زندگیاں اور صوفیاء کے تصورات ظاہر و باطن کی مبالغہ آرائیاں ان کی زد میں آئیں۔...... ''(۱۹۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے تیز تیروں، نشتروں، مبالغہ آرائیوں کی وضاحت کے لیے زیرِ تبصرہ کتاب میں سے کوئی حوالہ یا اقتباس نہیں دیا۔ اور بغیر واضح دلائل کے حتمی رائے دے دی ہے۔

کتاب ''اقبال اور اسلامی معاشرہ'' کے آخر میں حوالہ جات اور حواشی کے مفقود ہونے پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''....اس کتاب میں اشعار، مکاتیب اور ملفوظات وغیرہ کے ضروری حوالے اور منابع مذکور ہوتے تو محقق طلبہ اور عام قارئین فکرِ اقبال کو مزید توسیع دینے کے لیے کام کر سکتے تھے.... حوالے البتہ مؤلف کے ہاں مفقود ہیں یا متن میں ہی کہیں کہیں مذکور ہیں۔ مؤلف کی توضیحات برمحل اور جاندار ہیں۔ اس کے باوجود کتاب کے آخر میں فہرست وضاحت تک کا مذکور نہ ہونا افسوس ناک ہے..... ''(۲۰۰)

زیادہ تر دیگر مقالات و مضامین کی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون کے آخر میں بھی حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔ انھوں نے اپنے مضمون میں زیرِ تبصرہ کتاب کے متن کے ساتھ ہی صفحات کے نمبر دیے ہیں اور مضمون کے آخر میں حوالہ جات و حواشی اور توضیحات نہیں دی ہیں۔ اپنے مضمون کے آخر میں انھوں نے بغیر حوالہ کے کلامِ اقبال اردو میں سے چار اشعار دیے ہیں۔

مضمون میں اس بات کا بھی ذکر نہیں ہے کہ یہ اشعار زیرِ تبصرہ کتاب میں دیے گئے ہیں یا ڈاکٹر محمد ریاض نے خود اپنے مضمون کے آخر پر دیے ہیں۔ تحقیق سے علم ہوا کہ چاروں اشعار ضربِ کلیم کے مختلف مقامات سے لیے گئے ہیں۔ کلیاتِ اقبال اردو کے مطابق ان اشعار کا متن درست ہے۔ صرف تیسرے شعر میں لفظ ''گلستاں'' کی جگہ ''گلستان'' لکھا ہُوا ہے۔

مضمون میں دیا گیا شعر	کلیاتِ اقبال اردو کے مطابق متن
افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستان	افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغ سحر خیز (۲۰۱)	بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز (۲۰۲)

اس مضمون کے شروع میں دیے گئے دو جملے بھی بے ربط ہیں۔ لکھاہُوا ہے:

''......علامہ اقبال نے اپنی پہلی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' میں فرد کی نشو ونما کا تصور پیش کیا۔ (۱۹۱۵ء) اور دوسری فارسی مثنوی رموز بیخودی (۱۹۱۸ء) میں معاشرے کی اصلاح و ترقی کا تفکر.....''(۲۰۳)

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا تبصرہ جامع ہے۔ اس کی مدد سے زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات اور اس کے محاسن و معائب سے کافی حد تک آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

2۔اقبال اور سوشلزم

حکیم محمد سعید کی قائم کردہ ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کے تحت ہر ماہ کراچی، لاہور، راولپنڈی اور پشاور میں ''شام ہمدرد'' کے نام سے علمی محافل منعقد ہوتی تھیں جن میں دانشور اپنے خیالات پیش کرتے تھے۔ ''شامِ ہمدرد'' کی ایک تقریب میں ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم نے ''اقبال اور سوشلزم'' کے عنوان پر انگریزی زبان میں ایک لیکچر دیا تھا۔زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال اور سوشلزم'' اس لیکچر کے اردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مضمون (تبصرے) میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم نہایت باذوق شخصیت تھے۔وہ نہ صرف یہ کہ شعبۂ قانون کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہوئے بلکہ انھوں نے شعر وادب اور تحقیق کے میدانوں میں بھی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ڈاکٹر سید عبداللہ کے مرتب کردہ مجموعے ''نذر رحمٰن'' مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم کی خدمات مندرج ہیں۔مرحوم نے مثنوی ''اسرارِ خودی'' کا مکمل اور ''زبورِ عجم'' کا جزوی منظوم اردو ترجمہ پیش کیا۔اس کے علاوہ انھوں نے فکرِ اقبال پر عمدہ مقالے بھی پیش کیے۔

''اقبال اور سوشلزم'' میں ڈاکٹر ایس۔اے رحمان مرحوم نے تصانیفِ اقبال کے حوالے سے یہ بات واضح کی ہے کہ علامہ اقبال بحیثیتِ مجموعی اس تصورِ حیات (سوشلزم) کے مخالف تھے۔

اس کتابچے کے چار اجزا ہیں:

جزو اول سوشلزم اور اس کی اقسام کے بارے میں ہے۔ یہ حصہ بڑا دقیق اور عمیق ہے۔ مصنف نے مستند کتب کے حوالے سے سوشلزم کی اصطلاحات اور اس کی اقسام کو واضح کیا ہے (صفحہ ۹ تا ۳۶)۔ دوسرے حصے میں اقبال کی اردو اور انگریزی نثری تحریروں کے حوالے سے سوشلزم کے تصور سے ان کی بیزاری واضح کی گئی ہے اور تیسرے حصے میں ان کی شاعری سے استشہاد کے ذریعے آخری حصہ خلاصۂ بحث ہے جو اس طرح آغاز پذیر ہوتا ہے: ''اشتراکی عقیدے اور تصوراتِ اقبال کے اس مختصر مطالعے کے بعد جو تصویر اُبھرتی ہے، اس میں اساسیات پر اتفاق کے بجائے اختلافی رنگ زیادہ ہے'' (صفحہ ۷۱)

''پیش لفظ'' میں فاضل مصنف نے بجا لکھا ہے کہ پاکستان ایسے اسلامی نظریۂ حیات پر قائم ہونے والے ملک میں ''سوشلزم'' کی کوئی اہمیت نہیں۔ (۲۰۴)

مصنف (جسٹس ایس۔اے رحمان) لکھتے ہیں کہ اقبال کے اشعار میں چونکہ توصیف و تنقیص پہلو بہ پہلو موجود ہے جس سے عموماً عام قارئین غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں، اس لیے وہ شعری استنادات سے پہلے علامہ مرحوم کی سنجیدہ نثری تحریروں سے استشہاد کر رہے ہیں۔

علامہ اقبال نے سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام ایک خط میں لکھا تھا: ''.....بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے۔'' ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے رحمان نے اس خط پر خوب تبصرہ کیا ہے۔

اپنے تبصرے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مجموعی طور پر یہ مختصر کتاب سراپا معلومات ہے اور فکرِ اقبال سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (۲۰۵)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اقبال اور سوشلزم'' کے مندرجات کے حوالے سے **تین اعتراضات** کیے ہیں۔ **پہلا اعتراض** ''اشاریہ'' کے نہ ہونے پر ہے اور ان کا یہ اعتراض عین درست ہے۔ **دوسرا اعتراض** اشتراکیت کے بارے میں فاضل مصنف (ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے ۔رحمان) کی رائے پر ہے۔ ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے رحمان لکھتے ہیں کہ اقبال نے اشتراکیت کے بہبودِ عامہ اور ملکیتِ زمین بحقِ حکومت کے اصولوں کی توصیف کی ہے کیونکہ یہ اصول اسلام کے تصورات سے اقرب ہیں، مگر اشتراکیت کا الحاد اور مادہ پرستی انھیں پسند نہ آ سکتی تھی۔ علامہ اقبال نے سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام ایک خط میں لکھا تھا: ''........بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے۔'' ڈاکٹر جسٹس ایس۔اے رحمان نے اس خط پر خوب تبصرہ کیا اور بالشویزم (اشتراکیت) کی خوبیاں و خامیاں بیان کی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس جملہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''اقبال کا منقولہ جملہ اب بھی توضیح طلب ہے۔ راقم السطور جتنا غور کرے، اسے ''بالشویزم''، تصورِ خدا کے ساتھ منسلک ہو کر بھی تقریباً اسلام کے مماثل نظر نہیں آتا۔ دونوں میں بعد المشرقین والمغربین سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔ (۲۰۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کے منقولہ بالا تبصرے سے یہ ابہام پیدا ہوتا ہے کہ علامہ اقبال اس بات کے قائل تھے کہ ''بالشویزم'' تصورِ خدا کے ساتھ منسلک ہو کر تقریباً اسلام کے مماثل نظر آتا ہے۔ گویا، علامہ اقبال ''بالشویزم'' کو کافی زیادہ تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس امر سے اختلاف کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ ''بالشویزم'' تصورِ خدا کے ساتھ منسلک ہو کر بھی تقریباً اسلام

کے مماثل نظر نہیں آتا۔ دونوں میں بعد المشرقین والمغربین سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔ اقبال کا منقولہ جملہ توضیح طلب ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو چاہیے تھا کہ توضیح طلب جملے کی وضاحت کر کے فکرِ اقبال کی درست ترجمانی کا حق ادا کرتے۔ مگر انھوں نے بغیر کسی وضاحت کے علامہ اقبال سے اختلافِ رائے کا اظہار کرتے ہوئے مزید ابہام پیدا کر دیا۔ ''بالشویزم'' کے بارے میں فکرِ اقبال کی درست تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ اس تحریک کا اجمالی جائزہ لے لیا جائے۔ کارل مارکس ایک جرمن المانوی یہودی تھا۔ وہ عرصہ سے انگلستان میں سکونت پذیر تھا۔ اس نے سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت (کارخانہ داری، سرمایہ داری اور جاگیرداری کے نظاموں) کا تنقیدی جائزہ لے کر علم معاشیات کی کتاب ''داس کاپٹل'' لکھی جس میں اُس نے اِس نظام کی خرابیاں بیان کیں۔ اس کتاب نے دنیائے معاشیات میں تہلکہ مچا دیا اور عوام کی فکر کے دھارے بدل دیے۔ اس کتاب میں کارل مارکس نے بالوضاحت واضح کرنے کی کوشش کی کہ کارخانہ داری، زمیں داری اور سرمایہ داری، چوری اور ڈاکے کی اقسام ہیں۔ ان کا مدار مزدوروں اور کسانوں کا خون چُوسنے پر ہے۔ جدید صنعتی سرمایہ داری میں رفتہ رفتہ یہ ہوگا کہ سرمایہ صرف چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے گا اور باقی تمام خلقِ خدا پر ولتاریہ بن جائے گی جو مطلقاً بے گھر اور بے زر ہوگی۔ مزدوروں کا گروہ سرمایہ داروں کا محتاج اور بے بس ہوگا جو غلامی اور جاگیرداری کے زمانے میں بھی نہ تھا۔ کارخانوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہزاروں اور لاکھوں مزدوروں کا اجتماع ہوگا جو محتاجی اور بے بسی کے اسفل السافلین کے درجے میں پہنچ کر متحد ہو کر آمادۂ بغاوت ہوگا۔ شروع میں حکومتیں جو سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہوں گی ان کی سرکوبی کریں گی۔ لیکن یہ سیلاب آخر کناروں کو توڑ ڈالے گا۔ (۲۰۷)

علامہ اقبال نے سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں کے بارے میں کارل مارکس کے افکار کو پسند کیا اور ان سے اتفاق کیا۔

کارل مارکس فرسودہ نظامِ حیات (سرمایہ دارانہ نظام) کی موت کا آرزومند اور جہانِ نو کی تعمیر کا خواہشمند تھا۔ علامہ اقبال نے اس کی انقلابی سوچ کو بنظرِ تحسین دیکھتے ہوئے، اس کا اچھے الفاظ سے ذکر کیا۔ اسے بغیر کتاب کے پیغمبر تسلیم کیا اور لکھا کہ وہ ایسا پیغمبر ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجنا ضروری اور مناسب خیال نہیں کیا۔ وہ ایسا نابغۂ روزگار ہے جس کا دماغ کافر اور دل مومن ہے۔ وہ کلیم بے تجلی اور مسیح بے صلیب ہے۔ وہ حق شناس مصلح اور

ریفارمر ہے۔اس کی کتاب (داس کاپٹل) علم معاشیات میں صحیفے کا درج رکھتی ہے۔علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

وہ کلیمِ بے تجلی وہ مسیحِ بے صلیب　　نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز　　مشرق ومغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب (۲۰۸)

علامہ اقبال نے اشتراکیت کی اس کوشش کو مستحسن خیال کیا کہ اس نے مزدوروں کو سرمایہ داروں کے استحصال سے نجات دلانے کے لیے اور ان کی غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لیے ''باطل فکر وعمل'' کی نفی کرتے ہوئے نعرۂ لا'' بلند کیا۔مگر ساتھ ہی انھوں نے اس نظام کی خرابیوں کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اس نظام کے حامیوں نے ''لا الہ'' کا نعرہ تو بلند کیا مگر ''الا اللہ'' کے نظامِ مساوات، نظامِ اخوت اور نظامِ توحید کو نہیں اپنایا۔انھوں نے واضح کیا کہ لادینیت، الحاد اور مادیت کی علمبردار یہ تحریک انسانیت کے لیے فلاح و بہبود کا باعث نہیں بنے گی۔اشتراکیت کے مثبت پہلوؤں کی تائید اور منفی پہلوؤں کی تردید میں علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

صاحبِ سرمایہ از نسل خلیل!　　یعنی آں پیغمبرِ بے جبرئیل!
زانکہ حق و باطلِ او مضمراست　　قلبِ او مومن دماغش کافرست
غربیاں گم کردہ اند افلاک را　　در شکم جویند جانِ پاک را
رنگ و بو از تن نگیرد جانِ پاک　　جز بہ تن کارے ندارد اشتراک
دینِ آں پیغمبرِ حق ناشناس　　بر مساواتِ شکم دارد اساس
تا اخوّت را مقام اندر دل است　　بیخ او در دل نہ در آب و گل است (۲۰۹)

نکتہ اے می گویم از مردانِ حال　　اُمّتاں را لاجلال اِلَّا جمال
ہر دو تقدیرِ جہانِ کاف و نون　　حرکت از لا زاید از اِلَّا سکون
در جہاں آغازِ کار از حرفِ لاست　　ایں نخستیں منزلِ مردِ خداست
ملتے کز سوزِ او یک دم تپید　　از گلِ خود خویش را باز آفرید
پیشِ غیرُ اللہ لا گفتن حیات　　تازہ از ہنگامۂ اُو کائنات
بندہ را با خواجہ خواہی در ستیز؟　　تخم لا در مشتِ خاکِ او بریز
ہر قبائے کُہنہ چاک از دستِ اُو　　قیصر و کسریٰ ہلاک از دستِ اُو (۲۱۰)

ہم چناں بینی کہ در دورِ فرنگ　　بندگی با خواجگی آمد بجنگ

روس را قلب و جگر گر دیدہ خوں — از ضمیرش حرفِ لا آمد بروں
آں نظامِ کہنہ را برہم زدست — تیز نیشے بر رگِ عالم زدست
کردہ ام اندر مقاماتش نگہ — لاسلاطین، لاکلیسا، لا اِلٰہ (۲۱۱)

علامہ اقبال نے اشتراکیت کے حامیوں کو دعوت دی کہ وہ نفی سے اثبات کی طرف اور ''لا'' سے ''الا'' کی طرف آئیں۔ ساتھ ہی ان خیالات کا اظہار بھی کیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ اشتراکیت کے حامی روحانیت سے نابلد اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔

علامہ اقبال نے اشتراکیت اور ملوکیت دونوں کو نشانۂ ہدف بنایا کیونکہ ان کے نزدیک اشتراکیت اور ملوکیت دونوں ہی روح کی دشمن اور خدا کی منکر ہیں۔ اشتراکیت تشدّد کے ذریعے اقتدار حاصل کرتی ہے اور ملوکیت محکوموں کے بل بوتے پر عیش و عشرت کا سامان فراہم کرتی ہے۔

ے
ہر دو را جاں ناصبور و ناشکیب — ہر دو یزداں ناشناس آدم فریب
زندگی ایں را خروج آں را خراج — درمیانِ ایں دو سنگ آدم زجاج
ایں بہ علم و دین و فن آرد شکست — آں بُرد جاں را ز تن ناں را ز دست
غرق دیدم ہر دو را در آب و گل — ہر دو را تن روشن و تاریک دل (۲۱۲)

ے
زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریقِ کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی (۲۱۳)

علامہ اقبال کی زندگی میں ہی بعض اشتراکیوں نے اقبال کو اشتراکی بلکہ ''زمیندار'' لاہور کے مدیر شمس الدین حسن نے اپنے (۲۳ جون ۱۹۲۳ء کے) ایک مضمون میں اقبال کو اشتراکیت کا مبلّغِ اعلیٰ قرار دیا۔ اسی دن علامہ اقبال نے مدیر ''زمیندار'' کے نام ایک مفصل تردیدی خط تحریر کیا۔ اس خط کا متن یہ تھا:

> ''میں نے اپنے ایک دوست سے سنا ہے کہ آپ کے مؤقر اخبار میں کسی صاحب نے مجھے کمیونسٹ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھے علم ہے کہ کمیونسٹ ہونا اسلام سے منحرف ہونے کے مترادف ہے۔ مجھے افسوس ہے اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس امر کی تردید کروں۔ خدا کے فضل و کرم سے میں مسلمان ہوں اور مجھے یقین ہے کہ انسان کی جملہ معاشی بُرائیوں کا حل قرآن مجید میں موجود ہے۔ میرا یہ یقین پختہ بنیاد پر ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ جب بھی سرمایہ دارانہ نظام اپنی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اسی وقت وہ دنیا کے

لیے لعنت اور مصیبت بن جاتا ہے لیکن انسانیت کو اس کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانے کا یہ علاج نہیں کہ اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے جیسا کہ بالشویک نے تجویز پیش کی ہے۔
قرآن مجید نے وراثتی قانون پیش کیا ہے اور زکوٰۃ کا طریقہ بتایا ہے جو فرض ہے۔ وراثت اور زکوٰۃ سے اس کا زور نہ صرف کم ہو جاتا ہے بلکہ محدود ہو جاتا ہے۔''(۲۱۴)

علامہ اقبال نے اپنے کلام کے علاوہ مکتوبات میں بھی وضاحت کی کہ اشتراکی خیالات رکھنا ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔ ان کے نزدیک فاشزم، کمیونزم یا زمانۂ حال کے اور ازم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر سید اختر جعفری اشتراکی نظامِ معیشت کے بارے میں ''فکرِ اقبال'' کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...... حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال نہ تو اشتراکی تھے اور نہ ہی کارل مارکس کے نظریات سے کلی طور پر متفق تھے۔ ان کے جملہ معاشی نظریات کی اساس اسلامی نظامِ معیشت پر قائم ہے۔ وہ کارل مارکس کے صرف ان نظریات سے اتفاق رکھتے تھے جو اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتے تھے چنانچہ اس تطابق سے ان پر اشتراکی ہونے کا الزام لگانا سراسر ناانصافی اور ان کی شہرت کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے خطوط اور اشعار میں جا بجا اشتراکیت کی نفی کی ہے اور بتایا ہے کہ اشتراکی نظامِ معیشت میں مزدوروں کی شکم پری کا اہتمام تو ضرور ہے مگر ان کے جسم روح سے خالی ہو جاتے ہیں۔ انھیں مطلق العنان کے سامنے زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ سٹالن کے زمانے میں ایسے ہزاروں افراد کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا جو برملا مافی الضمیر بیان کرتے تھے۔ گویا اشتراکیت میں مطلق العنان حکومت کے سامنے فرد کی آزادی سلب کر لی جاتی ہے اور حکومت کے فیصلے ہی غلط اور صحیح کا معیار قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ اشتراکیت کا صرف مادیت سے سروکار ہے، روح کی بالیدگی سے اسے کوئی واسطہ نہیں۔ (۲۱۵)

اس ضمن میں ڈاکٹر معین الدین عقیل لکھتے ہیں:

''اقبال کے خیال میں روسی اشتراکیت یورپ کی ناعاقبت اندیش (عاقبت نا اندیش) اور خود غرضانہ سرمایہ داری کے خلاف ایک ردّعمل تھی، لیکن ان کے نزدیک مغرب کی سرمایہ داری اور روسی اشتراکیت دونوں افراط و تفریق کا نتیجہ تھیں۔ اعتدال کی راہ وہی ہے، جو قرآن نے ہم کو بتائی ہے۔ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ سرمایہ داری کی بنا پر ایک جماعت دوسری جماعت کو مغلوب نہ کر سکے اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہی راہ آسان اور قابلِ عمل ہے جس کا انکشاف پیغمبر اسلام ﷺ نے کیا ہے۔ اسلام سرمایہ کی قوت کو معاشی نظام سے خارج نہیں کرتا بلکہ فطرت انسانی

کا لحاظ کرتے ہوئے اسے قائم رکھتا ہے اور ایک ایسا معاشی نظام تجویز کرتا ہے، جس پر عمل پیرا ہونے سے یہ قوت کبھی اپنی مناسب حدود سے تجاوز نہیں کر سکتی۔''(۲۱۶)

اشتراکیت کے بارے میں علامہ اقبال کے مذکورہ بالا افکار کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ اقبال کے ایک خط میں منقول ان کے ایک جملے ''......بالشویزم مع خدا تقریباً اسلام کے مماثل ہے'' کا اگر اس کے سیاق وسباق سے الگ کر کے جائزہ لیا جائے تو اس سے اشتراکیت کے بارے میں علامہ اقبال کے افکار کی درست تفہیم حاصل نہیں ہوتی۔ فکرِ اقبال کی درست ترجمانی کے لیے ضروری ہے کہ ان کے افکار کا کلی جائزہ لے کر، واضح طور پر ترجمانی کا حق ادا کیا جائے۔ ان کے افکار کا جزوی جائزہ پیش کرنے سے ان کے افکار کے بارے میں کئی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں جنھیں سلجھانا عام قاری کے بس کی بات نہیں ہے۔

زیرِ تبصرہ کتابچے کے مندرجات پر ڈاکٹر محمد ریاض کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ فاضل مصنف ''ڈاکٹر ایس۔ اے رحمان نے علامہ اقبال کے ایک شعر کا مفہوم صحیح طور پر بیان نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''مصنف مرحوم تراکیبِ اقبال کے خوب جاذب تھے۔ ''پیش لفظ'' میں لکھتے ہیں: کتابِ دل کی طرح سوشلزم کی بھی بہت سی تعبیریں ہوتی ہیں...... ''کتابِ دل' کی تراکیب کو اقبال نے مرزا داغ کے مرثیے میں یوں استعمال کیا تھا:

؎ لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت — ہوں گی اے خوابِ جوانی تیری تعبیریں بہت

کتاب کے متن میں بھی انھوں نے لفظیاتِ اقبال کی ترجمانی و تبیین کی مگر کہیں کہیں ابہام اور نارسائی بیان کارفرما نظر آتی ہے، مثلاً یہ عبارت: ''ملوکیت اور اشتراکیت..... ایک کے لیے زندگی خروج اور دوسری کے لیے خراج ہے'' (صفحہ ٦٤)۔ مصنف یہاں اقبال کے اس شعر کی طرف متوجہ ہیں جو 'جاوید نامہ'' (فلکِ عطارد) میں ہے:

زندگی این را خروج آن را خراج — درمیانِ این دو سنگ آدم زجاج

مگر یہ خروج اور خراج کیا ہیں؟ میرے خیال میں دوسرا لفظ ''اخراج'' ہوسکتا ہے جو خروج کا مترادف ہے۔ اقبال کا منشا یہ ہے کہ ملوکیت اور اشتراکیت نام کے نظامات میں خودی کے پنپنے کے سامان مفقود ہیں۔''(۲۱۷)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ علامہ اقبال نے ملوکیت اور اشتراکیت دونوں کو انسان دشمن نظریات قرار دیا ہے۔ ان سے نہ انفرادی خودی کی نشو ونما ہوتی ہے اور نہ ہی اجتماعی خودی (سماجی

خودی) نشو ونما اور بقا پاتی ہے۔ تاہم زیرِ تبصرہ شعر کے الفاظ ''خروج'' اور ''خراج'' کے ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خاطر خواہ وضاحت نہ دے کر ڈاکٹر جسٹس ایس۔ اے رحمان کا مبینہ پیدا کردہ ابہام دور نہیں کیا۔ علمی، ادبی اور اخلاقی لحاظ سے ان کی ذمہ داری تھی کہ اگر انھوں نے اعتراض کیا ہے تو پھر اس ابہام کو دور بھی کریں، نہ کہ ابہام کو ابہام ہی رہنے دیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں الفاظ (خروج اور خراج) کا مفہوم بیان کر کے شعر کا مطلب واضح نہیں کیا ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں لفظ ''خروج'' کا مطلب ہے اعلانِ جنگ، بغاوت۔ اس سے مراد اشتراکیت کے حامی مزدوروں کا سرمایہ داروں کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ ''خراج'' کا لفظی مطلب ''ٹیکس'' ہے۔ اس سے مراد وہ محصولات اور وصولیاں ہیں جو حکمران اور سرمایہ دار طبقہ مختلف حیلوں بہانوں سے مزدور طبقے سے وصول کرتا ہے۔ ''زجاج'' سے مراد ''شیشہ'' ہے۔ (۲۱۸)

شعر کا مطلب:۔ اشتراکیت کے لیے زندگی بغاوت کا نام ہے اور سرمایہ داری کا دارمدار ٹیکسوں (خراج) پر ہے۔ چکی کے ان دو پاٹوں کے درمیان آدم (انسان) شیشے کی طرح پس رہا ہے۔ (۲۱۹)

مراد یہ ہے کہ اشتراکیت کا بنیادی مقصد جدوجہد اور کوشش کر کے ملوکیت اور سرمایہ دارانہ نظام سے چھٹکارا پانا ہے۔ اشتراکیت نے مذہب کے خلاف بھی علمِ بغاوت بلند کر دیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح اشتراکیت نے بھی عوام الناس کا سماجی و معاشی استحصال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لیے سرمایہ دارانہ نظام و ملوکیت اور اشتراکیت کا بنیادی مقصد مختلف حیلوں بہانوں سے عوام کو لوٹنا ہے۔ دونوں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے عوام الناس پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں۔ لوگ ان دونوں طبقات کے طاقتور، اختیار رکھنے والے افراد کے ظلم وستم کا شکار ہو رہے ہیں اور ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔

3۔اقبال ایک تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون مجلّہ اقبالیات (اقبال ریویو) کی جلد۲۹،شمارہ۳،اشاعت جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء کے صفحہ نمبر ۲۰۵ تا ۲۰۹ پر شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی ۲۴۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''اقبال۔ایک تحقیقی مطالعہ''،مطبوعہ از یونیورسل بکس، اردو بازار، لاہور پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے اور یہ سات تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے۔اس کا آخری مقالہ ''علم الاقتصاد'' پر ہے۔اس مضمون میں کتاب کے سنِ اشاعت کا ذکر نہیں کیا گیا۔راقم (مقالہ نگار) کے سامنے اسی کتاب کا اقبال اکادمی پاکستان کا ۱۹۹۶ء کا مطبوعہ ایڈیشن ہے۔اس ایڈیشن میں اس کے ۱۹۸۸ء میں طبع ہونے والے باراول کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔جبکہ باردوم،مطبوعہ ۱۹۹۶ء کے ساتھ ''اکادمی ایڈیشن'' درج ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یونیورسل بکس سے اس کی کتاب کا باراول ۱۹۸۸ء میں طبع ہوا تھا۔باردوم ۲۱۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مقالہ ''علم الاقتصاد'' شامل نہیں ہے۔اس ایڈیشن میں اس بات کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ تحقیقی مقالہ ''علم الاقتصاد'' شاملِ کتاب کیوں نہیں کیا گیا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ میں اردو ادب اور اقبال شناسی کے مشہور ومعروف محقق جناب پروفیسر ڈاکٹر حسن اختر کے مقالات بڑی دلچسپی سے پڑھتا رہا ہوں۔میں ان کی چار کتابیں؛''اطرافِ اقبال''،''دائرۃ المعارفِ اقبال''،''اقبال اور نئی نسل'' اور ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' بھی پڑھ چکا ہوں۔ملک صاحب تحقیق کے تقاضوں سے آگاہ ہیں اور ان کی تحریر میں کافی پختگی اور جامعیت ہے۔

ان کی زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال۔ایک تحقیقی مطالعہ'' ان کے درج ذیل سات طویل اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے:

طالب علم اقبال	اقبال کا سلسلۂ ملازمت	اقبال اور پنجاب یونیورسٹی
اقبال اور درسی کتابیں	اقبال اور عزیز احمد	اقبال اور کونسل آف سٹیٹ
علم الاقتصاد		

مندرجہ بالا سات مقالوں میں سے صرف ''علم الاقتصاد'' ایک نیا مضمون ہے جو اس کتاب

میں پہلی بار شامل ہوا ہے۔ باقی مضامین مختلف تحقیقی مجلّات میں شائع ہو کر خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

اس مجموعے میں کئی نئی باتیں ملتی ہیں اور کئی پہلے سے مشہور باتوں کی اصلاح کی گئی ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کی کئی اسناد پہلی بار عکس کی صورت میں شامل ہوئی ہیں۔ اقبال کے سلسلۂ ملازمت کے بارے میں کچھ باتیں لوگوں نے یونہی مشہور کر رکھی ہیں۔ مصنف نے ان کی نشاندہی اور اصلاح کر دی ہے۔ درسی کتابوں کے سلسلے میں جن دو تین حضرات نے لکھا ہے، ملک صاحب نے ان کی تحقیقات پر اضافہ کیا ہے۔ اپنے مضمون ''اقبال اور پنجاب یونیورسٹی'' میں انھوں نے پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ علامہ اقبال کے تعلق کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔ انھوں نے اقبال اور عزیز احمد مرحوم کے افکار پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اردو نثر میں علامہ اقبال کی پہلی تصنیف ''علم الاقتصاد'' کے سلسلے میں انھوں نے تصحیح کی ہے کہ یہ کتاب انگریزی کی کسی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ معروف کتابوں سے ماخوذ ہے اور مصنف نے کہیں کہیں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔ ملک صاحب کی تحقیقات کے مطابق اقبال نے ایف اے واکر کی ''پولیٹیکل اکانومی'' اور الفریڈ مارشل کی کتاب ''پرنسپلز آف اکنامکس'' کو پیش نظر رکھا ہے۔ دونوں کتابوں کے بعض حصوں کو علامہ مرحوم نے پورے کا پورا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ''مالتھس کا نظریۂ آبادی'' اقبال نے ماہر معاشیات و عمرانیات کی کتاب سے نہیں بلکہ ایف اے واکر کی کتاب سے بالواسطہ طور پر حاصل کیا ہے۔ یہ کتابیں اقبال کے ذاتی مجموعۂ کتب میں موجود رہی ہیں۔ مالتھس کے نظریۂ آبادی کا انعکاس ''علم الاقتصاد'' کے علاوہ علامہ اقبال کے اس دور کے لکھے گئے کئی مقالوں میں بھی موجود ہے۔ مثلاً ''قومی زندگی'' (۱۹۰۴ء)، ''اسلام بطور اخلاقی اور سیاسی نظریہ'' (۱۹۰۹ء) اور ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظریہ'' (۱۹۱۰ء)۔ اس نظریے کا حاصل یہ ہے کہ جب کسی علاقے کی آبادی بہت بڑھ جاتی ہے اور لوگوں کے خورد و نوش اور دیگر سہولتوں کا بندوبست کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو قانونِ قدرت اس صورت حال کا خود بندوبست کرتی ہے اور وباؤں اور سیلابوں سے فاضل آبادی کا صفایا کر دیا کرتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر نے اپنے ان مقالات میں بنیادی مآخذ (دستاویزات، اصل متون، وغیرہ) کی عکسی نقول بھی دی ہیں۔ تحقیقی نقطۂ نگاہ سے زیرِ تبصرہ کتاب بہت قدر و قیمت کی حامل ہے۔ ہمارے ہاں صحیح تحقیق کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ ہمارے ہاں بیشتر تحقیق قیاسی ہے۔

علامہ اقبال نے جس ذوقِ تحقیق کا ذکر کیا ہے، وہ اب نظر نہیں آتا۔ (۲۲۰)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے اس تبصرے سے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی تصنیف وتالیف ''اقبال۔ایک تحقیقی مطالعہ'' کے بارے میں کافی حد تک معلومات فراہم ہوگئی ہیں اوراس کتاب کے اعلیٰ تحقیق معیار کی بدولت اس کی قدر وقیمت بھی واضح ہوگئی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب سات تحقیقی مقالوں پر مشتمل ہے۔تبصرے میں مقالے ''اقبال اور کونسل آف سٹیٹ'' پر کچھ بھی نہیں لکھا گیا ہے۔ چار مقالوں ''طالب علم اقبال'' ''اقبال کا سلسلۂ ملازمت'' ''اقبال اور پنجاب یونیورسٹی'' اور ''اقبال اور درسی کتابیں'' پر برائے نام سا تبصرہ تحریر کیا گیا ہے۔ مقالہ ''علم الاقتصاد'' پر لکھا گیا تبصرہ واضح اور تسلی بخش ہے۔

کتاب ''علم الاقتصاد'' کے مقدمے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں:

''......یہ کتاب کسی خاص انگریزی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اس کے مضامین مختلف مشہور اور مستند کتب سے اخذ کیے گئے ہیں اور بعض جگہ میں نے اپنی ذاتی رائے کا بھی اظہار کیا ہے مگر صرف اس صورت میں جہاں مجھے اپنی رائے کی صحت پر پورا اعتماد تھا..... (۲۲۱)

ممتاز حسین لکھتے ہیں:

''خود اقبال نے مجھ سے بیان کیا کہ کیمبرج کے زمانے میں انھیں وقتاً فوقتاً یہ احساس ہوتا تھا کہ فلسفے میں ان کا انہاک ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا ہے چنانچہ اس احساس کے پیش نظر وہ کیمبرج کی دانش گاہ میں گاہے گاہے اقتصادیات کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے تا کہ اپنی شخصیت میں توازن قائم رکھ سکیں''۔ (۲۲۲)

مندرجہ بالا اقتباسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کے مقالے ''علم الاقتصاد'' کا مطالعہ کریں تو اس ضمن میں ان کی تحقیقات درست معلوم ہوتی ہیں۔

مقالہ ''اقبال اور عزیز احمد'' پر کیا گیا تبصرہ مبہم ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''اقبال، نئی تشکیل'' اور کئی دوسرے اردو اور انگریزی مقالوں کے مصنف عزیز احمد مرحوم اور علامہ اقبال کے افکار کا قرب وبُعد معروف ہے، اس پر کہاں تک لکھا جائے۔ کتاب کے صفحہ ۲۲۵ پر مصنف نے حصہ' مضمون میں ''اقبال اور پاکستانی ادب'' کے عنوان سے ایک مضمون کی اس مجموعے میں اصلاح کر لی ہے۔ اگلے صفحہ پر ابوسعادت جلیلی کے مضمون ''اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' کے بارے میں ایک بار مجھے لکھا تھا کہ یہ جناب ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی کا ہے۔ البتہ صفحہ ۲۲۶ میں انھوں نے عزیز احمد کے دو نئے مضامین کا ان سے انتساب کیا ہے یعنی ''اقبال اپنی

رباعیات کی روشنی میں'' اور ''اقبال کی شاعری کا پہلا دور'' وہ عزیز احمد کے مضامین میں شامل ہو کر راقم کی نظر سے نہیں گزرے۔ بہر حال عزیز احمد تجدید ہی کے نہیں تجدّد کے بھی قائل تھے اور علامہ کے جن افکار سے وہ اپنے مقاصد کے لیے استفادہ کر سکتے تھے، کیا نیز انھوں نے نہایت دقتِ نظر سے مطالعۂ اقبال کیا تھا۔ (۲۲۳)

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ ''اقبال، نئی تشکیل'' اور کئی دوسرے اردو انگریزی مقالوں کے مصنف عزیز احمد مرحوم علامہ اقبال کے بعض افکار سے متفق نہیں تھے۔

۲۔ انھوں نے نہایت دقتِ نظر سے مطالعہ اقبال کیا تھا۔

۳۔ ''عزیز احمد تجدید ہی کے نہیں تجدّد کے بھی قائل تھے اور علامہ کے جن افکار سے وہ اپنے مقاصد کے لیے استفادہ کر سکتے تھے، کیا''۔ اس جملے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ عزیز احمد نے تاویل و توضیح کے ذریعے فکرِ اقبال کی آڑ میں اپنے افکار کی تعلیم دی یا کچھ مقاصد حاصل کیے (جو کہ جائز بھی ہو سکتے ہیں اور ناجائز بھی)۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون میں سے دیے گئے مندرجہ بالا اقتباس کی تفہیم کے لیے پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی زیرِ تبصرہ کتاب سے ان کے مقالے ''اقبال اور عزیز احمد'' کا مطالعہ کیا گیا تو بالکل مختلف امور سامنے آئے اور واضح ہوا کہ مندرجہ بالا زیرِ تبصرہ اقتباس میں دی گئی عبارت بے ربط جملوں پر مشتمل ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی کتاب میں مندرجہ عبارت کے مطابق حقیقی صورت حال کچھ یوں ہے:

''عزیز احمد نے علامہ اقبال پر اپنی کتاب ''اقبال۔ نئی تشکیل'' کے بعد بھی مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے اردو مضامین کو طاہر تونسوی نے ''اقبال اور پاکستانی ادب'' کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس کتاب میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔ اقبال اور پاکستانی ادب

۲۔ اقبال کی شاعری میں حسن و عشق کا عنصر

۳۔ اقبال کا رد کردہ کلام

۴۔ کلاسیکی نظریات پر اقبال کی تنقید

۵۔ اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ

۶۔ اقبال کا نظریۂ فن

۷۔ کلامِ اقبال میں خونِ جگر کی اصطلاح

اس کتاب کے مرتب سے ایک تعجب انگیز بات یہ ہوئی کہ اس نے ایک مضمون ''اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' بھی اس کتاب میں شامل کر دیا حال آنکہ یہ مضمون عزیز احمد کی تخلیق نہ تھا۔ یہ مضمون کتاب کے صفحہ ۵۶ سے ۶۱ تک پھیلا ہوا ہے۔ دراصل یہ مضمون ماہِ نو کے شمارہ اپریل ۱۹۶۳ء میں غلط فہمی کی بنا پر عزیز احمد کے نام منسوب ہو گیا تھا، مگر ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اس غلطی کا ازالہ کرتے ہوئے اصل مصنف جناب محمد شمس الدین صدیقی کے نام کی صراحت کر دی گئی تھی۔ (۲۲۴)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کتاب ''اقبال اور پاکستانی ادب'' عزیز احمد کے اردو مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں سات مضامین شامل ہیں جن میں سے پہلے مضمون کا عنوان ''اقبال اور پاکستانی ادب'' ہے اور یہی عنوان کتاب کو بھی دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شامل مضمون ''اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' دراصل عزیز احمد کا نہیں تھا بلکہ محمد شمس الدین صدیقی کا لکھا ہوا تھا جس کی بعد میں صراحت کر دی گئی تھی۔

اس طرح پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر، عزیز احمد سے غلط طور پر منسوب ایک اور مضمون کے بارے میں بطور وضاحت تحریر کرتے ہیں:

عزیز احمد کے دو اور مضامین کی نشاندہی ابو سعادت جلیلی صاحب نے راقم کے نام خط مؤرخہ ۸ مارچ ۸۴ء میں کی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) اقبال اپنی رباعیات کی روشنی میں (۲) اقبال کی شاعری کا پہلا دور۔ پیش لفظ میں یہ حیران کن بات بھی لکھی گئی ہے کہ ''مضامین کے مصنف عزیز احمد صاحب کا بھی خصوصی شکریہ مجھ پر واجب ہے کہ انھوں نے ان مضامین کی بطور کتاب اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی''۔

تعجب ہے کہ عزیز احمد نے ایک ایسے مضمون کی اشاعت کی اجازت کس طرح دے دی جو اُن کی تصنیف نہیں ہے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر مرتب کے یہ جملے شک و شبہ سے بالا نہیں ہیں۔ (۲۲۵)

اپنے مقالہ ''اقبال اور عزیز احمد'' میں پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر نے فکرِ اقبال سے عزیز احمد کے اتفاق اور اختلاف کی مختلف صورتیں بیان کرنے کے بعد اپنی حتمی رائے میں ان کی تحریروں کی اہمیت تسلیم کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ عزیز احمد نے علامہ اقبال کے افکار کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا اور اسلام کی فکری تاریخ میں ان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے چنانچہ علامہ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں ان کی تحریروں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ (۲۲۶)

پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات کے مطالعے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون (تبصرہ) کے زیرِ بحث اقتباس کا مطالعہ کریں تو اس کے ابہام میں شک نہیں رہتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی نہ صرف مقالہ ''اقبال اور عزیز احمد'' کے بارے میں بلکہ عزیز احمد کے بارے میں بھی رائے غیر واضح اور مبہم ہے۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے تین اردو اور نو فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے دیے ہیں۔ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی نہیں دیا گیا۔ اردو اشعار ''بانگِ درا'' اور ''بالِ جبریل'' سے ہیں جبکہ تمام فارسی اشعار ''جاوید نامہ'' سے ہیں۔ کلیاتِ اقبال اردو اور فارسی کے مطابق سوائے ایک شعر کے، باقی تمام اشعار کا متن درست ہے۔ جس شعر کا متن درست نہیں ہے اس میں لفظ ''خلوت'' کی جگہ پر ''جلوت'' لکھا گیا ہے۔ وہ شعر درج ذیل ہے:

مضمون میں دیا گیا شعر	درست شعر
حفظِ ہر نقش آفریں از خلوت است	حفظِ ہر نقش آفریں از خلوت است
خاتمِ او را نگیں از جلوت است (۲۲۷)	خاتمِ او را نگیں از خلوت است (۲۲۸)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تبصرے کے اختتام پر تخلیق و تحقیق کے موضوع سے متعلقہ جاوید نامہ (صفحہ ۶۵۸/۷۰) سے جو اشعار دیے ہیں وہ زیرِ تبصرہ کتاب اور مضمون کی مناسبت سے نہایت غور طلب ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر ملک حسن اختر کی تحقیقات پر مبنی زیرِ تبصرہ کتاب اور ان کی دیگر تصانیف کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

4۔اقبال،ایک مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون ان کے مجموعہ مضامین کی کتاب ''آفاق اقبال'' میں شامل ہے۔اس مضمون میں انھوں نے کلیم الدین احمد کی کتاب،''اقبال،ایک مطالعہ'' پر تبصرہ کیا ہے۔یہ کتاب جولائی ۱۹۷۹ء میں بھارت میں شائع ہوئی تھی۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض،کتاب''اقبال،ایک مطالعہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کتاب مندرجہ ذیل سات عنوانات پر مشتمل ہے:

۱۔ دانتے اور اقبال

۲۔ اقبال کی پانچ نظمیں (خضرِ راہ،طلوعِ اسلام،ذوق وشوق،مسجد قرطبہ،ساقی نامہ)

۳۔ اقبال کی فارسی نظمیں (یعنی فارسی مثنویاں اور بعض قطعات)

۴۔ اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں

۵۔ اقبال کی آٹھ مختصر نظمیں

۶۔ شاہین اور The Wind Hover

۷۔ اقبال اور ملٹن (بحوالہ ابلیس وشیطان)

اپنی اس کتاب میں کلیم الدین احمد نے کلامِ اقبال کے فکری محاسن کے بجائے اس کے فنی محاسن کا جائزہ لیا ہے۔انھوں نے فنی لحاظ سے کلامِ اقبال کا مغربی شاعروں کے کلام سے موازنہ کیا ہے اور اس میں موجود اخلاقی پند ونصائح،داستان نویسی اور تکرارِ مضامین کو سخن گوئی کی خامیاں قرار دیتے ہوئے ہدفِ تنقید بنایا ہے۔کہیں انھوں نے بے جا طوالت کا شکوہ کیا ہے تو کہیں بے جا اختصار کا ذکر کرتے ہیں۔اس سلسلہ میں انھوں نے اردو و فارسی زبانوں کے اصولِ تنقید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور خود ساختہ اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قولِ فیصل صادر کیا ہے کہ اقبال عالمی سطح کے شاعر نہیں ہیں۔(۲۲۹)

دانتے اور اقبال (ص ۹ تا ۱۴۸):۔ اس مقالے میں کلیم الدین احمد نے''ڈیوائن کامیڈی'' اور ''جاوید نامہ'' کا موازنہ پیش کیا ہے۔انھوں نے''ڈیوائن کامیڈی'' کے اطالوی متن کے ساتھ منثور اردو ترجمہ اور''جاوید نامہ'' کے فارسی متن کے ساتھ منظوم اردو ترجمہ دیا ہے۔انھوں نے

''ڈیوائن کامیڈی'' کا مفصل تعارف کرایا ہے اور اس کی منظر کشی کے نمونوں سے استشہاد کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''جاوید نامہ'' کا ادھورا سا تعارف کرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ''جاوید نامہ'' میں ''ڈیوائن کامیڈی'' کی سی منظر کشی نظر نہیں آتی۔ اس میں المیہ یا طربیہ قصوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ''ڈیوائن کامیڈی'' کے سامنے ''جاوید نامہ'' ایک مفلس کا چراغ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بہت سے حصے زائد محسوس ہوتے ہیں۔ انھیں حذف کر دینا چاہیے تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال کے جاوید نامے اور دانتے کی ڈیوائن کامیڈی میں ظاہری اسلوبِ بیان کے علاوہ اور کوئی عنصر مشترک نہیں۔ دانتے اور اقبال کے شعری مقاصد مختلف ہیں۔ اقبال کو عشق مجازی کا عارضہ ہے نہ بے مقصد منظر کشی کی ضرورت ہے۔ ان کی نظر بلند ہے۔ وہ انسانی زندگی کے ارتقا کی طرف متوجہ تھے۔ تقدیرِ امم ان کا خاص مبحث تھا۔ اگر ان کی شاعری میں غیر ضروری منظر کشی اور بے جا تفصیلات نہیں پائی جاتیں تو اسے خامی نہیں بلکہ خوبی قرار دیا جائے گا۔(۲۳۰)

اقبال کی پانچ نظمیں (خضرِ راہ، طلوعِ اسلام، ذوق وشوق، مسجد قرطبہ اور ساقی نامہ):۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا پانچوں نظمیں اقبال کی اہم طویل تر نظموں میں سے ہیں۔ کلیم الدین احمد نے ''ساقی نامہ'' کو تو پسند کیا ہے مگر دیگر چاروں نظموں پر بھرپور تنقید کی ہے۔

''خضرِ راہ'' کے پہلے چار اشعار، نقاد (کلیم الدین احمد) کو پسند ہیں۔ باقی اشعار میں انھیں شعریت کی کمی اور خیالات کی تکرار محسوس ہوتی ہے۔ سید سلمان ندوی مرحوم نے بھی اس نظم میں جوش وروانی کی کمی بتائی تھی۔ اقبال نے وضاحت کی تھی کہ خضر علیہ السلام کے مزاج وکردار کی مناسبت سے انھوں نے دانستہ طور پر یہ اسلوب اختیار کیا تھا۔

''طلوعِ اسلام'' پر کلیم الدین احمد اعتراض کرتے ہیں کہ نظم کے بندوں میں ربط نہیں۔ جوشِ بیان نے شعریت کم کر دی ہے۔ اس نظم میں مصطفیٰ کمال کی تعریف ہے جبکہ جاوید نامہ وغیرہم میں ان پر انتقاد ملتے ہیں۔ ''طلوعِ اسلام'' میں انھیں آخری فارسی بند پسند آیا اور وہ بھی آدھا۔ ایک دو جگہ انھیں اقبال کا لہجہ خطیبانہ ہی نہیں رہبرانہ بھی نظر آیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض ''طلوعِ اسلام'' پر کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نظم ہر پہلو سے بے حد اہم اور موثر ہے۔ اقبال کسی شخصیت کے مدح خواں نہ تھے۔ انہیں اصولوں سے سروکار تھا۔ اچھے اصول دیکھ کر انھوں نے بعض افراد کی توصیف کی لیکن جب

ان کی کچھ کمزوریاں یا غلط پالیسیاں سامنے آئیں تو ان پر تنقید بھی کی۔ اقبال ایک قومی رہنما بھی تھے۔ انھوں نے شاعری کو قوم کی بیداری کا ذریعہ بنالیا۔ اس لیے بعض مقامات پر ان کا لہجہ خطیبانہ ورہبرانہ لہجہ نظر آتا ہے جس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

''ذوق وشوق'' کا ابتدائی حصہ کلیم الدین احمد کو پسند آیا۔ اس کے باقی حصے پر انھوں نے تنقید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں تکرارِ خیالات اور بے ربطی پائی جاتی ہے۔ اس کے مستقل بندوں کو ایک نظم میں مدغم کردینا چاہیے تھا۔ انھوں نے نظم کے اہم ترین بند کو بھی ناپسندیدہ قرار دیا ہے جو کہ ذیل کے شعر سے شروع ہوتا ہے۔

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب

ہجر وفراق کے حوالے سے بھی ان کا اعتراض مضحکہ خیز ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جاوید نامے میں اقبال نے ہجر وفراق کو خاصۂ ابلیس بتایا ہے تو یہاں اس امر کی یہ توصیف کیوں ہے؟

ڈاکٹر محمد ریاض ''ذوق وشوق'' پر کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اقبال نے یہ نظم ۵۶ شعروں پر مشتمل لکھی تھی مگر کتاب کی اشاعت کے وقت ۱۳۰ اشعار باقی رکھے اور دیگر ابیات قلم زد کردیے۔ اس کڑے انتخاب کے باوجود ہمارے نقاد اس نظم میں حشو وزوائد کی موجودگی کا ذکر کرتے ہیں جو کہ ناقابلِ فہم ہیں۔ اگر علامہ اقبال نے نبی کریم ﷺ سے عشق اور آپ ﷺ سے ہجر کا ذوق وشوق سے ذکر کیا ہے تو اس پر اچنبھے کی کیا بات ہے؟ اقبال ''جاوید نامہ'' سے مقدم کتابوں میں بھی فراق کو وصال پر ترجیح دیتے رہے ہیں کیونکہ انھیں خودی کی بقا عزیز ہے نہ کہ اس کی فنا۔

کلیم الدین احمد نے ''مسجد قرطبہ'' پر بھی تنقید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ نظم میں بیان کردہ دلائل قوی نہیں ہیں۔ جیسے بیان ہوا ہے کہ مردِ حق کا نقش ابدی ہوتا ہے حال آنکہ کئی مردانِ حق ناشناس کے نقوشِ پائدار دنیا میں موجود ہیں۔ نظم میں عنوان سے انصاف نہیں۔ ''مسجد قرطبہ'' کے بارے میں بہت تھوڑے اشعار ملتے ہیں۔ کئی اشعار یا ان کے مصرعے واضح نہیں جیسے ذیل کے شعر کا مصرع ثانی غیر واضح ہے۔

سلسلۂ روز وشب، نقش گرِ حادثات سلسلۂ روز وشب، اصلِ حیات وممات (۲۳۱)

ڈاکٹر محمد ریاض اس تنقید کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اس زبردستی والے نقاد نے اقبال کے زمانِ الٰہی اور خودی کی ابدیت وغیرہم کے تصورات پر کوئی توجہ نہ دی اور مسجد قرطبہ کی

تنقید میں خوامخواہ پندرہ صفحے گھسیٹے ہیں۔(۲۳۲)

اقبال کی فارسی نظمیں:۔ باب سوم کا عنوان ''اقبال کی فارسی نظمیں'' ہے۔اس باب میں اسرار خودی، رموزِ بےخودی، گلشنِ راز جدید، بندگی نامہ، پس چہ باید کرد اور پیامِ مشرق نیز زبورِ عجم کی بعض نظموں پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے۔اس حصے پر بھی وہی اعتراضات کیے گئے ہیں جو کہ دیگر کلام پر کیے جا چکے ہیں۔کلیم الدین احمد فارسی نظموں پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں بیان کردہ باتیں نثر میں زیادہ تعین اور صراحت سے کہی جا سکتی تھیں۔باتیں کام کی ہیں مگر شعریت مجروح ہو گئی ہے۔

اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں:۔ باب چہارم ''اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں'' ہے۔اس باب میں کلیم الدین احمد لکھتے ہیں کہ اقبال اردو سے زیادہ بڑے شاعر فارسی کے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال کی فارسی شاعری کے بارے میں کلیم الدین احمد کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ کلیم الدین احمد کے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی کچھ واجبی سی جانتے تھے۔

اقبال کی آٹھ مختصر نظمیں:۔ اس باب میں کلیم الدین احمد نے علامہ اقبال کی آٹھ (۸) مختصر نظموں (ایک آرزو، ستارہ، شعاعِ امید، علم و عشق، فرشتوں کا گیت، فرمانِ خدا، روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے اور لالۂ صحرا کا مغربی شعرا کی نظموں سے موازنہ کیا ہے۔

شاہین The Wind Hover:۔اس باب میں کلیم الدین احمد نے علامہ اقبال کی شعری برتری تسلیم کی ہے۔

اقبال اور ملٹن (بحوالہ ابلیس و شیطان):۔ باب ہفتم، آخری باب ہے۔اس باب میں کلیم الدین احمد نے ملٹن اور اقبال کی نظموں اور ان کے نتائجِ فکر سے بحث کی ہے۔انھوں نے ملٹن کے تصورِ ابلیس کو اقبال کے تصورِ ابلیس سے زیادہ زوردار قرار دیا ہے۔اس سلسلے میں اقبال کی آخری نظم ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' ہے جو ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی تھی۔کلیم الدین احمد کو اس میں ابلیس یا اس کے پانچ مشیروں میں سے کسی ایک کا بھی کردار جاندار نہیں لگا۔

ڈاکٹر محمد ریاض، کلیم الدین احمد کی تنقید کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ملٹن اور اقبال میں کوئی صوری اور معنوی ربط ہے ہی نہیں۔اقبال کا تصورِ ابلیس اسلامی تعلیمات کا رنگ لیے ہوئے ہے۔جبکہ مغربی تصورِ ابلیس اس سے مختلف ہے۔(۲۳۳)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' پر تبصرہ کیا ہے۔کلیم الدین احمد نے سات عنوانات پر مشتمل اس کتاب میں علامہ کی اردو اور فارسی شاعری کا مغربی شعرا کی شاعری سے موازنہ کیا ہے اور مغربی شعرا کی شاعری کو برتر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

کلیم الدین احمد (۱۵ ستمبر ۱۹۰۹ء تا دسمبر ۱۹۸۳ء) نے کیمبرج یونیورسٹی سے ایم اے انگریزی کی تعلیم حاصل کی اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد واپس انڈیا آ گئے۔ وہ پٹنہ یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔۱۹۴۰ء میں ان کی متازع تنقیدی کتاب ''اردو شاعری پر ایک نظر'' منظرِ عام پر آئی۔اس کتاب میں انھوں نے اردو شاعروں کو اپنے خود ساختہ اصولوں کے تحت (نہ کہ فارسی اور اردو زبان کے مروجہ و مسلمہ اصولوں کے تحت) ہدفِ تنقید بنایا جس سے ادبی حلقوں میں کافی شور مچا۔۱۹۴۲ء میں ان کی کتاب ''اردو تنقید پر ایک نظر'' شائع ہوئی۔ یہ کتاب پہلی کتاب سے بھی زیادہ ہنگامہ خیز ثابت ہوئی کیونکہ اس میں انھوں نے لکھا کہ اردو زبان و ادب میں تنقید کا وجود محض فرضی ہے۔اردو ادب میں کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔۱۹۴۴ء میں ان کی کتاب ''اردو زبان اور فنِ داستان گوئی'' شائع ہوئی جس میں انھوں نے داستان گوئی کی ستائش کی۔ ۱۹۵۵ء میں ان کی کتاب ''سخن ہائے گفتنی'' شائع ہوئی۔ ۱۹۵۹ء میں ان کی کتاب ''دیوانِ جہاں'' اور دو تذکرے شائع ہوئے۔۱۹۶۳ء میں ''عملی تنقید'' کی اشاعت ہوئی جو اردو تنقید میں ایک نئی چیز تھی۔۱۹۶۵ء میں ان کا شعری مجموعہ ''بیالیس نظمیں'' اور ۱۹۶۶ء میں دوسرا شعری مجموعہ ''۲۵ نظمیں'' شائع ہوا۔ دونوں شعری مجموعے آزاد نظموں پر مشتمل تھے۔ان کے شعری مجموعوں کو کوئی پذیرائی حاصل نہ ہوئی کیونکہ وہ اردو شاعری اور اردو زبان و ادب کو اس قدر نشانہ تنقید بنا چکے تھے کہ کوئی بھی اردو شاعر اور نقاد ان مجموعوں پر تبصرہ کرنے کو تیار نہ تھا۔۱۹۷۳ء میں کلیم الدین احمد نے ''تاریخ نور'' کی تدوین کی جس میں واجد علی شاہ کے نام ان کی بیگمات کے خطوط ہیں۔انھوں نے ایک جامع انگریزی اردو لغت بھی تیار کی جسے حکومتِ ہند کے ادارے قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نے تین جلدوں میں شائع کیا۔کلیم الدین احمد نے ''اپنی تلاش'' کے عنوان سے اپنی سوانح عمری لکھی جو دو جلدوں میں شائع ہوئی۔انھوں نے کلیاتِ شاد، دیوان جوش عظیم آبادی اور مقالات قاضی عبدالودود کی بھی تدوین کی۔۱۹۷۹ء میں علامہ اقبال صدی کے موقع پر ان کی ہنگامہ خیز کتاب ''اقبال ایک مطالعہ'' منظر عام پر آئی جس میں انھوں نے علامہ اقبال کی اردو و فارسی شاعری کا مغربی شعرا

کی شاعری سے موازنہ کیا اور اقبال کو اردو کا ایک اہم اور اچھا شاعر تو تسلیم کیا مگر دنیا کے عظیم شاعروں کی صف میں انھیں جگہ دینے سے اتفاق نہیں کیا۔(۲۳۴)

کلیم الدین احمد کے برعکس ڈاکٹر عبدالمغنی نے اپنی تحقیقات کی رو سے اقبال کو دنیا کا سب سے بڑا مفکر اور اردو و فارسی شاعری کا سب سے بڑا عالمی شاعر قرار دیا۔ڈاکٹر عبدالمغنی کی قریباً چار ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ان کی شائع شدہ تنقیدی تحریروں میں کم از کم ڈیڑھ ہزار صفحات اقبال کے شاعرانہ اوصاف پر مشتمل ہیں۔ڈاکٹر عبدالمغنی نے کلیم الدین احمد کی تنقید نگاری کا بغور جائزہ لیا۔وہ کلیم الدین احمد کے علمی و ادبی کارناموں اور ان کے افکار کے سب سے بڑے نقاد تھے۔انھوں نے ۱۹۶۲ء میں شائع شدہ مقالے ''کلیم الدین احمد کی ناقدانہ حیثیت'' سے لے کر ۱۹۸۷ء میں شائع شدہ کتاب ''تنقیدِ مشرق'' تک میں کلیم الدین احمد کے تنقیدی مقام کو متعین کرنے کی کوشش کی۔انھوں نے کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' کے جواب میں قریباً پونے چھ سو صفحات پر مشتمل کتاب ''اقبال اور عالمی ادب'' لکھی۔انھوں نے کلیم الدین احمد کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا اور واضح کرنے کی کوشش کی کہ عالمی شعرا کی صف میں علامہ اقبال کو منفرد مقام حاصل ہے۔اس سلسلے میں انھوں نے بہت سے ٹھوس دلائل دیے۔انھوں نے اپنی تحقیقات کی رو سے کلیم الدین احمد کے بارے میں درج ذیل آرا قائم کیں:

۱۔ کلیم الدین احمد ادب کے تصورات سے کچھ زیادہ واقف نہیں۔
۲۔ ہم عصر مغربی تنقید و شاعری سے بھی ان کی زیادہ واقفیت نہیں ہے۔
۳۔ مشرقی علوم سے تو وہ بالکل ہی بے خبر ہیں۔
۴۔ ان کا خود ساختہ اندازِ نقد کسی تخلیق کے مکمل جائزے کا اہل نہیں۔
۵۔ ان کی تنقیدیں بے جا شدت اور حد سے بڑھ کر غلو اور مبالغے سے بھری ہوئی ہیں۔
۶۔ مشرقی طرزِ اظہار کے خلاف فقط ایک ردِ عمل کا اظہار اُن کے یہاں ہوا ہے۔
۷۔ انھوں نے اپنی تنقید سے نئی نسل کی کوئی رہنمائی نہیں کی۔
۸۔ ''اردو تنقید پر ایک نظر'' ان کی نامرادی کا نمونہ ہے۔
۹۔ ان کی تنقیدیں شخصی جانب داری اور تعصب پر مبنی ہیں۔
۱۰۔ ان کا تصورِ ہیئت ناقص اور مصنوعی ہے۔
۱۱۔ ان کی تمام تنقیدیں ایک گورکھ دھندہ ہیں۔

۱۲۔ ان کے ادبی موقف اور طریقِ کار کے درمیان مطابقت نہیں۔

۱۳۔ ''اردو تنقید پر ایک نظر'' میں تنقیدی حربے زیادہ استعمال کیے گئے ہیں اور کمالات کم دکھائے گئے ہیں۔

۱۴۔ ان کے بہتیرے تنقیدی بیانات کی طرح ان کے اشعار بھی محض اسٹنٹ ہیں۔

۱۵۔ ان کا مقصد اردو شاعری سے ایک طرح کا تمسخر اور اردو ادب کے ساتھ گویا مذاق ہے۔

۱۶۔ ان کی تنقید کسی معین تصورِ ادب اور واضح اصولِ تنقید سے خالی ہے۔

۱۷۔ ان کی تنقید ایک پارہ پارہ قسم کی تنقید ہے جس میں متن و عبارت کے تجزیے جہاں تہاں سے اقتباسات لے کر جزوی طور پر کر دیے گئے ہیں۔

۱۸۔ ان کی نثر علمی ہونے کے بجائے ظریفانہ ہے۔

۱۹۔ وہ دوٹوک فیصلہ کرنے کی قوت رکھتے ہیں مگر اس میں فتوے کا پہلو نمایاں رہتا ہے۔

۲۰۔ بیسویں صدی کے سب سے بڑے انگریزی نقاد ٹی۔ ایس ایلیٹ کی تو کلیم الدین احمد کو ہوا ہی نہیں لگی۔

۲۱۔ وہ اردو تنقید میں اپنی تنگیِ داماں کا علاج نہیں کر سکے۔

۲۲۔ کلیم الدین احمد کے تنقیدی کام میں تخریب کا پہلو نمایاں ہے۔

۲۳۔ ان سے بہتر تنقید نگار آل احمد سرور اور احتشام حسین ہیں۔

۲۴۔ نئی نسلوں پر اُن کا کوئی اثر نہیں۔(۲۳۵)

کلیم الدین کے سوانح حیات، ان کی علمی و ادبی نگارشات اور ان کے طرزِ تنقید کا مطالعہ کرنے سے بڑی حد تک ان کی نفسیات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ انھوں نے سرسٹھ آزاد نظموں پر مشتمل دو شعری مجموعے تخلیق کیے جنہیں کوئی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب پر بھرپور تنقید کی۔ اردو زبان و ادب میں تنقید کے وجود کا انکار کیا۔ اپنے اصولِ تنقید خود ہی وضع کیے اور ان کے مطابق اقبال جیسے مستند عالمی شاعر کا بھی زیادہ تر کلام رد کر دیا۔ ان کا مذہبی ذوق برائے نام ہی نظر آتا ہے۔ انھیں نبی کریم ﷺ کی محبت اور عقیدت میں کہے گئے اشعار میں بھی شعریت اور موزونیت نظر نہیں آتی بلکہ وہ علامہ اقبال کی مشہور نظم ''ذوق و شوق'' کے اہم ترین بند کو جو کہ درج ذیل شعر سے شروع ہوتا ہے۔ ''ذوق و شوق'' کے نور کا بدنما داغ بتاتے ہیں۔

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرے محیط میں حباب (۲۳۶)

محبت وعقیدت اور ذوقِ ایمانی سے مالا مال قلب ونظر کی بدولت ہی ایسے کلام سے قلبی وذہنی اطمینان حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی کو یہ ذوق حاصل نہیں تو اسے ایسا کلام بھی پسند نہیں آئے گا۔ فاضل نقاد کے فکر کی گہرائی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ انھیں درج ذیل شعر بھی موزوں نظر نہیں آتا اور اس شعر کا مفہوم سمجھ نہیں آتا جس میں علامہ اقبال ''تصورِ زمان'' بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

سلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات (۲۳۷)

کلامِ اقبال پر کلیم الدین احمد کے تمام اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ کلامِ اقبال میں شعریت کی کمی ہے اور اس کی بڑی وجہ ان کا پیغمبری پر اصرار اور خطابت ہے۔
۲۔ طویل نظموں میں ربط وتسلسل کا فقدان ہے۔
۳۔ رومانیت اور منظر نگاری کم ہے۔
۴۔ مخصوص خیالات کو بار بار پیش کیا گیا ہے۔
۵۔ اقبال کی شاعری مغربی شعرا کے میزان پر پورا نہیں اترتی۔ اس لیے اقبال ان سے کمتر شاعر ہیں۔ (۲۳۸)

کلیم الدین احمد خود ادنیٰ درجے کے معمولی شاعر تھے۔ انھوں نے صرف اردو میں معمولی قسم کی شاعری کی، فارسی اور انگریزی میں انھوں نے شاعری نہیں کی۔ انھوں نے من گھڑت اصولوں کے تحت کلام اقبال کا جائزہ لیا اور اسے رد کرتے چلے گئے۔ درحقیقت، علامہ اقبال نے فرد و معاشرہ کی اصلاح وفلاح کے لیے، انسان اور انسانیت کی بھلائی کے لیے، اعلیٰ اسلامی افکار کو اشعار کے روپ میں پیش کیا۔ مگر کلیم الدین احمد، علامہ محمد اقبال کے بنیادی مقصدِ شاعری اور اس کی قدر و قیمت اور ضرورت واہمیت سے، لاعلمی یا عدم دلچسپی کی وجہ سے کلامِ اقبال کے حقیقی حسن کا شعور حاصل نہ کر پائے۔ انھیں (کلیم الدین احمد کو) اصلاح وفلاح کے ان امور سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لیے انھوں نے یہ کہہ کر اُن کے کلام کو رد کر دیا کہ اشعار میں خطابت کا رنگ نظر آتا ہے، مضامین کی تکرار پائی جاتی ہے، بے جا تفصیلات ہیں، رومانیت (عشق مجازی کا اظہار) اور منظر نگاری کم ہے، ربط وتسلسل کا فقدان ہے۔ کلیم الدین کے اس طرزِ فکر اور اندازِ تنقید پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ایوب صابر لکھتے ہیں:

''......اقبال کا موضوع اوران کا اسلوب جان وتن کی طرح ہیں۔ان کو الگ الگ کر کے دیکھنا نہ مناسب ہے، نہ ممکن ہے۔کلیم الدین احمد اقبال کے موضوع ومواد سے اختلاف رکھنے کے باعث ان کے اسلوب کو دوسرے درجے کے انگریزی شاعروں سے کم تر بتاتے رہے.... ''(۲۳۹)

''......بڑی شاعری اپنا پیکر خود تیار کرتی ہے۔اقبال نے اپنی طویل نظموں کے لیے جو پیکر بنائے ہیں ان کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔جو معیار کلیم الدین احمد کے ذہن میں ہے اس پر پورا اترنے والی نظم لازماً بڑی شاعری نہیں ہوتی۔کلیم الدین احمد کی اپنی شاعری معمولی قسم کی شاعری ہے''(۲۴۰)

''......جس طرح کی انگریزی نظموں پر کلیم الدین احمد کی نظر ہے، اقبال کی نظمیں ان سے مختلف، منفرد اور ممتاز ہیں۔مربوط تو اقبال کی غزلیں بھی ہیں۔نظموں کے غیر مربوط ہونے کا خیال ہی غلط ہے، لیکن ظاہر ہے کہ جس نوعیت کی نظمیں ہوں گی، ربط وتسلسل بھی اسی نوعیت کا ہوگا۔ اقبال ان انگریزی شعرا کی پیروی کیسے کرتے جن سے مختلف قسم کی شاعری انھوں نے کی..... ''(۲۴۱)

کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال ایک مطالعہ'' پر، ''نقد ونظر''، علی گڑھ میں، ۱۹۷۹ء میں ایک تبصرہ شائع ہوا تھا۔تبصرہ نگار نے اپنے اس تبصرے میں تمام اعتراضات کا مدلل جواب دیا اور کلیم الدین احمد کی بے جا منطق پر بھرپور تنقید کی۔شاعری میں منطقی ربط وتسلسل کے بارے میں تبصرہ نگار نے لکھا ہے:

''منطقی ربط وتسلسل کا تصور جو ارسطو نے قدیم یونانی ادب کے نمونوں سے اخذ کیا تھا فن کا آفاقی معیار نہیں۔اقدار کی علامتی شکل کی حیثیت سے شعری نظم ایک نامیاتی وناشراتی وحدت ہے جس کے لیے منطقی ربط وتسلسل کا ہونا لازم نہیں.... ''(۲۴۲)

کلام اقبال پر کلیم الدین احمد کی تنقیدات پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرے میں موضوع کی نوعیت اور اہمیت کے مطابق خاطر خواہ وسعت اور گہرائی نظر نہیں آتی۔انھوں نے کلیم الدین احمد کی تنقیدات کا مختصر سا ذکر کیا اور مختلف اعتراضات کا چند ایک مثالوں اور جملوں سے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔اسی موضوع پر ڈاکٹر ایوب صابر نے اپنی کتاب ''کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات ایک جائزہ'' میں قریباً ۵۵ صفحات پر مشتمل ایک باب رقم کیا ہے۔انھوں نے متعدد مثالوں اور حوالہ جات سے کلیم الدین احمد کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے ہیں۔اسی موضوع پر ڈاکٹر عبد المغنی کی کتاب ''اقبال اور عالمی ادب'' بھی قابلِ مطالعہ ہے۔اس میں ڈاکٹر عبد المغنی نے کلیم الدین احمد کے غلط دعوؤں کا مدلل اور موثر توڑ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ موصوف ذہنی طور پر مفلوج ہونے کی حد تک مغربی ادب سے مرعوب ومسحور ہیں۔(۲۴۳)

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں فارسی اشعار بغیر ترجمے اور بغیر حوالے کے دیے گئے ہیں ۔مضمون کے آخر پر حوالہ جات و حواشی بھی نہیں دیے گئے ہیں ۔اس میں کلیم الدین احمد کی کتاب کے پہلے دو ابواب پر تبصرہ قدرے تفصیلی اور تسلی بخش ہے جبکہ آخری پانچ ابواب پر مجموعی طور پر صرف ایک ڈیڑھ صفحے کا تبصرہ دیا گیا ہے۔اس تشنگی کے پیشِ نظر زیرِ تبصرہ کتاب ''اقبال،ایک مطالعہ'' اوراس کے مصنف ''کلیم الدین احمد'' سے متعلقہ منابع ومصادر تک رسائی حاصل کر کے کتاب اور مصنف کے بارے میں ذاتی رائے کے ساتھ مشہور ناقدین کی آرا اور تبصرات کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے۔

05۔اقبال پیامبر امید

چار صفحات (صفحہ نمبر ۳۱۷ تا ۳۲۰) پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات کی اشاعت بہار ۱۹۹۲ء میں شائع ہُوا تھا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے بارے میں ۱۸ مقالوں پر مشتمل مجموعہ ''اقبال پیامبر امید'' پر تبصرہ کیا ہے۔ادارہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ نے علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری کے مقالات پر مبنی ۲۹۴ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ ۱۹۴۰ء میں شائع کیا تھا۔اس مجموعے کے سارے مقالے اور مباحث اقبالیات کے حوالے سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔یہ مقالے اور مباحث مختلف موقر مجلّات اور رسائل میں شائع ہُوئے تھے۔ڈاکٹر تصدق حسین راجہ نے ان تحریروں کو نہایت کوشش اور محنت سے جمع کیا اور کسی قدر وضاحتوں کے ساتھ شائع کر دیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری کی شخصیت،طرزِ حیات اور مشاہیر،خصوصاً علامہ اقبال سے ان کے تعلق کے بارے میں لکھا ہے۔اس کے بعد انھوں نے تالیف ''اقبال پیامبر امید'' کا تعارف اور اس پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ عرشی تقریباً ۱۸۹۳ء کے لگ بھگ امرتسر میں متولد ہُوئے اور ۴ جون ۱۹۸۵ء کو لاہور میں ان کا انتقال ہُوا۔تقسیم برصغیر کے بعد عرشی مرحوم لاہور کے علاوہ کراچی،ساہیوال،اوکاڑہ اور راولپنڈی میں قیام پذیر رہے۔انجمن فیض الاسلام راولپنڈی کا رسالہ کئی برس تک ان کی ادارت میں شائع ہُوا اور اس دوران اِس کے متعدد وقیع،خاص شمارے بھی شائع ہُوئے۔ان کا پیشہ ''طب'' تھا۔تبحرِ علمی کی وجہ سے انھیں ''علامہ'' کہا جاتا تھا اور ''عرشی'' ان کا تخلص تھا۔وہ نہایت دین دار اور سادگی پسند تھے۔انھوں نے کئی نامور اساتذہ سے اردو،پنجابی،عربی،فارسی،ہندی،درسِ نظامی اور ادب وشاعری کی تعلیم حاصل کی۔ان کا مطالعہ وسیع،ذہن رسا،ذوق نفیس اور مقاصد بلند تھے۔ان کے بیشتر ہم نشین اور احباب سادگی پسند علماء،ادبا،فضلاء وشعرا تھے۔ان کی نثر و نظم تفکرِ دین میں رچی بسی نظر آتی ہے۔ان کے مکتوب الیہم اور معاصرین میں علامہ اقبال کے علاوہ حکیم فیروز الدین طغرائی،علامہ محمد عالم آسی،خواجہ احمد الدین،صوفی غلام مصطفیٰ تبسم،ڈاکٹر محمد الدین تاثیر،حکیم نیر واسطی،ملا واحدی،مولانا جعفر شاہ پھلواری،ابو الاثر حفیظ جالندھری،وارث سرہندی اور پروفیسر سید محمد عبد الرشید فاضل ایسے

اربابِ ذوق وکمال کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ انھوں نے ۱۹۱۸ء میں علامہ اقبال سے ایک شعری تبادلہ خیال کیا جس کا مقصد علی برادران کی طرح اقبال کے چند سالہ سکوت کو توڑنا تھا۔ انھوں نے روزنامہ ''زمیندار'' میں چند فارسی شعر شائع کرائے جن میں علامہ اقبال کو سکوت ختم کرنے اور سرگرمی سے ملی امور میں دلچسپی لینے کو کہا۔ ان کے جواب میں اقبال نے چند فارسی شعر کہے جن کا مدعا یہ تھا کہ وہ پیغامِ بیداری دینے سے غافل نہیں۔ ۱۹۳۲ء میں جاوید نامہ شائع ہونے کے بعد عرشی ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو اپنے چند احباب کے ہمراہ علامہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ یہ ان کی علامہ اقبال سے پہلی بالمشافہ ملاقات تھی۔ اس کے بعد علامہ اقبال سے ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ ان کے آخری ایام تک رہا۔ اپنے ایک مقالہ ''علامہ اقبال، ایک مردِ خداست'' میں عرشی مرحوم لکھتے ہیں:

> ''میں جب ملاقات کر کے آتا تو کئی دنوں تک اسی سرشاری میں رہتا۔ احباب سے بھی یہی باتیں رہتیں، آخری چند سال مرض کے ایام میں روح مادی اثرات سے بہت کچھ آزاد ہو چکی تھی۔ آپ کی محبت میں ایک طالب حقیقت کو وہی کچھ حاصل ہوتا تھا جس کی طرف عارف رومی نے توجہ دلائی۔
>
> ؎ یک زمانے صحبتے با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
>
> میں نے حضرت علامہ کے وجود میں کیا پایا؟ ایک باخبر رفیقِ راہ جو کٹھن منزلوں میں پوری رفاقت کرے، ایک شفیق بزرگ جو کامل دل سوزی سے حل اشکال کر دے، ایک مرشد طریق جو نشیب وفراز جادہ ومنزل سے آگاہ ہو.... (۲۴۴)

ڈاکٹر محمد ریاض، عرشی امرتسری کی کتاب ''اقبال پیامبر امید'' پر تبصرے میں لکھتے ہیں کہ اس مجموعے کے سارے مقالے اور مباحث اقبالیات کے نقطہ نظر سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ابتدائی عنوان، ''عرشی امرتسری اور اقبال'' ہے۔ اس عنوان کے تحت عرشی کے سوانح اور تصانیف کا ذکر ہے۔ پہلے مقالے کا عنوان ہے، ''من و اقبال''۔ اس مقالے میں انھوں نے علامہ اقبال سے اپنے فکری وعلمی اور عملی تعلق کے بارے میں لکھا ہے۔ اپنے ایک دوسرے مقالے ''علامہ اقبال، ایک مردِ خداست'' میں انھوں نے علامہ اقبال کی فیض رساں شخصیت کا تعارف کرایا ہے اور اپنی شخصیت پر صحبتِ اقبال سے مرتب ہونے والے ذہنی وقلبی اثرات کا ذکر کیا ہے۔ مقالے ''اقبال اور قرآن'' میں علامہ عرشی امرتسری نے پیغامِ اقبال کے قرآنی توضیحی پہلو کو بیان کیا ہے۔ انھوں نے اقبال کے فارسی اشعار کے ترجمے اور کسی قدر وضاحت سے فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔ اس

مقالے کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ عرشی شرح و توضیح میں کمال رکھتے تھے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:

اے چو شبنم بر زمیں افتندۂ
در بغل داری کتاب زندۂ

اے قوم جو شبنم کی طرح زمین پر گری ہوئی ہے، مخالفین (یہود و نصاریٰ اور اشتراکیوں) نے تجھے پامال کر رکھا ہے، تیرے پاس ایک زندگی بخش نسخہ، ایک زندہ کتاب موجود ہے۔ اس کے سہارے دوبارہ زندگی حاصل کر۔ تو نے اس کے بجائے فرقہ وارانہ رسوم کو ایمان کا درجہ دے رکھا ہے۔

اے گرفتارِ رسوم ایمانِ تو
شیوہ ہائے کافری زندانِ تو

تیرا ایمان مسرفانہ، نمائشی اور گمراہ کن رسموں میں جکڑا ہوا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تو مسلمان کہلاتے ہوئے کفر صریح کے قید خانے میں مقید ہو کر رہ گیا ہے۔

قطع کردی اَمرِ خود را در ''زُبُر''
جادہ پیمائی اِلیٰ شیٔ نکُر

زبر، کے معنی ٹکڑے اور صحیفے ہیں۔ یہاں دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں؛ یعنی اے قوم تو نے اپنے اتحاد آموز دین کو پارہ پارہ کر دیا یا کتاب اللہ کو چھوڑ کر بہت سی مختلف کتابوں کو اپنے اپنے فرقے کی بنیاد بنا لیا اور ایسے راستے پر چل پڑی جو تباہی و ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے'(۲۴۵)

اپنے مقالے ''اقبال کے کرم فرما'' میں حکیم عرشی امرتسری لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو براہِ راست قرآن حکیم سے فیض حاصل تھا۔ وہ شاعرِ اسلام بھی تھے اور شاعرِ انسانیت بھی۔ وہ کسی بھی ازم کے قائل نہیں تھے۔ ان کا کسی بھی خاص مذہبی فرقے یا گروہ سے تعلق نہیں تھا۔ جو لوگ ایسا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ یا تو قرآن اور علامہ دونوں کو نہیں سمجھتے یا جان بوجھ کر اپنی کسی ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے وضع و جعل کے مرتکب ہوتے ہیں اور علامہ کو اپنی آڑ بناتے ہیں۔(۲۴۶)

تبصرہ از مقالہ نگار: ۔اس مضمون میں کتاب ''اقبال پیامبر امید'' کے مندرجات کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض کی نگارشات سے واضح ہوتا ہے کہ حکیم عرشی امرتسری، فکرِ اقبال سے حقیقی طور پر آشنا اور اس کے صحیح ترجمان تھے۔ اس کتاب پر ڈاکٹر محمد ریاض کا تحقیقی و تنقیدی تبصرہ تسلی بخش ہے۔ اس تبصرے میں دو اردو اشعار اور چھ فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ تمام اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ اردو اشعار ''بانگِ درا'' سے دیے گئے ہیں۔ ان

میں سے درج ذیل شعر کا ایک لفظ درست نہیں لکھا ہوا۔

اصل متن از کلیات اقبال اردو	مضمون میں دیا ہُوا شعر
یاس کے عُنصُر سے ہے آزاد میرا روزگار فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار (۲۴۸)	یاس کے عنصر سے خالی ہے ہمارا روزگار فتح کامل کی خبر دیتا ہے جوش کارزار (۲۴۷)

تحقیق طلب امور:۔ علامہ حکیم محمد حسین عرشی امرتسری کے مجموعہ مقالات ''اقبال پیامبر امید'' میں مرقوم ہے کہ ان کی نوشتہ شرح بانگِ درا کا غیر مطبوعہ نسخہ (مسودہ) ادارہ فیض الاسلام، راولپنڈی میں موجود ہے۔اس کی اشاعت مفید کوشش شمار ہوگی کیونکہ حکیم عرشی امرتسری فکرِ اقبال کے صحیح ترجمان تھے۔وہ مختلف زبانوں کا علم رکھنے کے ساتھ ساتھ شاعر اور ادیب بھی تھے۔انھیں علامہ اقبال کی زیارت، ان سے ملاقات اور براہِ راست استفادہ کرنے کا شرف بھی حاصل ہُوا تھا۔اس لیے ان کی شخصیت،فکر وفن اور علامہ اقبال کے افکار سے مماثلت کے لحاظ سے ایم فل کی سطح پر شعبہ اقبالیات یا شعبہ اردو سے تحقیقی کام بھی کرایا جا سکتا ہے۔

06۔اقبال پیغمبر خودی

یہ مضمون، ادبیات (سہ ماہی)، اسلام آباد کی جلد ۶، شمارہ ۲۵، بابت سرما ۱۹۹۳ء کے صفحات ۲۷۷ تا ۲۷۹ پر شائع ہُوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر منظور ممتاز کی کتاب ''اقبال پیغمبر خودی'' پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کتاب کی جلد، کاغذ اور طباعت عمدہ ہے۔ یہ کتاب غالبًا ۱۹۸۷ء یا ۱۹۸۸ء میں مکمل ہُوئی۔ میں نے اس زیرِ تبصرہ کم ضخامت والی کتاب کو پڑھا۔ اس میں ''رطب'' کے ساتھ ''یابس'' موضوعات بھی ملتے ہیں۔ کتاب کے مصنف نے اپنا پتہ ''الممتاز، بیرون کوٹ رکن دین، قصور'' لکھنا ہے۔ کتاب کا ذیلی عنوان ''تصوف شکن و تصوف پرست'' ہے۔ ''پیش گفتار'' کے علاوہ اس کے سات ابواب ہیں۔ ظلماتِ خودی، ظہورِ خودی، تصوف، تزکیۂ نفس یا نفیٔ خودی، تصوف اور تصوف شکن، انتہائے خودی، ابتدائے تصوف۔ ''پیش گفتار'' میں مصنف نے ڈاکٹر جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال کے فلسفۂ خودی کے بارے میں نومبر ۸۰ء تا اپریل ۸۶ء کے ٹیلیویژن لیکچروں پر تبصرہ کیا ہے کہ ان سے موضوع واضح نہ ہوسکا۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر منظور ممتاز کے اس تبصرے پر طنزیہ جملہ ''اب ما شاء اللہ وہ اس موضوع کو سمجھانے میدان میں اترے۔'' کہہ کر بات آگے بڑھاتے اور لکھتے ہیں کہ پہلا باب تمہیداً لکھا گیا ہے۔ اس میں ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء کے تناظر میں اقبال کی عائلی اور معاشی و ملازمتی زندگی کی پریشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد کے ابواب میں، زندگی کے دیگر معاملات اور علامہ اقبال کے بعد کے حالات پر ان پریشانیوں کے اثرات بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے مگر یہ کام دور کی کوڑی لانا ہی رہا۔ اس باب میں مصنف (ڈاکٹر منظور ممتاز) لکھتے ہیں کہ اقبال نے بے مرشد ہونے کے طعنے سے بچنے کے لیے رومی کو مرشد بنایا (صفحہ ۲۲) ان کا خودی کا تصور ''صدا ہائے دل خراش' اور ''نوا ہائے دل فریب'' ہے۔ الوقت سیف' (مثنوی اسرارِ خودی) کے عنوان سے اقبال نے فرمایا۔

حرف اقراء حق بما تعلیم کرد رزق خویش از دست ما تقسیم کرد
گرچہ رفت از دست ما تاج و نگین ما گدایاں را بچشم کم مبین! (۲۴۹)

کتاب کے مصنف (ڈاکٹر منظور ممتاز) مزید لکھتے ہیں:

''حضرت علامہ سا بصیر و خبیر دانشور یہ کیونکہ بھول گیا کہ وہ فرد و قوم جو اپنے آئین و دستور کو اوراق

پارینہ سمجھ کر طاقِ نسیان پر رکھ دے، اپنا علم و ہنر کھو دے اور تاج و تخت سے محروم ہو جائے وہ وقت اور زمانے کی نگاہ میں کیونکر کسی عزت و توقیر کی مستحق ہو سکتی ہے۔ کھوئی ہوئی عزت و توقیر، عصمت و عظمت، شان و شوکت، جاہ و جلال اور علم و ہنر حاصل کرنے سے مسلمان وارث حرف اقراء صاحب ید بیضا، حامل ذوالفقار و سیف اللہ اور حامی کلمۃ اللہ کہلا سکتا ہے۔ ورنہ وقت کی تلوار کے لیے سر مسلم بھی اسی قدر نازک ہے جس قدر کہ سر فاسق و فاجر۔'' (صفحہ ۱۷) (۲۵۰)

مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) نے تصوف میں غیر اسلامی عناصر کی آمیزش کا انکار کیا ہے۔ ان کے نزدیک صوفیا میں کوئی تارک دنیا نہ تھا۔ تزکیہ نفس کو وہ نفی خودی (خودی باصطلاح قدیم) بتاتے ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ عظیم صوفیاء، اولیاء کو تارک الدنیا کہنا اور ان کی تعلیمات کو گوسفندی قرار دینا ایسی حقیقت باطلہ ہے کہ جس کا حقیقتِ عالیہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ (صفحہ ۸۹)۔ اس کتاب کے مصنف (ڈاکٹر منظور ممتاز) نے علامہ اقبال کے فکری ارتقاء اور فکر و فن کے تنوعات کو تضاد قرار دیا ہے۔ (صفحہ ۱۱۹) وہ لکھتے ہیں کہ پہلے تو اقبال نے حسین بن منصور حلاج کے نعرہ ''انا الحق'' اور حکیم سنائی کی ایک رباعی کے ''فنا در محبت'' کے تصور سے بیزاری کا اظہار کیا۔ بعد میں انھوں نے ایک نئی توضیح پیش کی کہ انا یا خودی حق ہے۔

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی — مشرق میں ابھی تک وہی کاسہ ہے وہ آش
حلاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر — اک مرد قلندر نے کیا راز خودی فاش (۲۵۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے بحیثیت مبصر اس کتاب کے مصنف کی فکرِ اقبال پر تنقید کا ذکر کرتے ہُوئے، مصنفِ کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) کے اعتراضات کے مدلل اور تسلی بخش جوابات بھی تحریر کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ کتاب کے آخری دو عنوانات (انتہائے خودی، ابتدائے تصوف) نارسا اور انحرافی ہیں۔ ڈاکٹر منظور ممتاز، اقبال دوست ہونے کے مدعی ہیں مگر اس سے زیادہ وہ تصوف دوست معلوم ہوتے ہیں اور اس کتاب کا ایک مقصد دفاعِ تصوف ہے۔ اس لحاظ سے کتاب جدت سے عاری ہے۔ مصنف نے اقبال کے ''انفرادی خودی'' اور ''اجتماعی خودی'' کے تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ''ملی درد'' کے سلسلے میں علامہ اقبال کے درد میں شریک نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال نے امتِ مسلمہ کے زوال کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ رجائیت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہُوئے، امتِ مسلمہ کی تعمیرِ نو کی نوید بھی دی ہے۔ مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) اس ضمن میں علامہ اقبال کی رجائیت پسندی پر تنقید کرتے ہوئے امتِ مسلمہ

کے روشن مستقبل سے ناامیدی کا اظہار کرتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اسلامی تصوف کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی تھی۔ وہ عجمی تصوف کے مخالف تھے۔ انھوں نے کبھی بھی عظیم صوفیا، القشیری، السراج، حضرت حسن بصری، حضرت داتا گنج بخش، بابا فرید گنج شکر، بہاؤالدین زکریا ملتانی، شیخ عمر شہاب الدین سہروردی، شیخ معین الدین چشتی یا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی منفی تبصرہ نہیں کیا۔ اس لحاظ سے مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) کا یہ کہنا کہ علامہ اقبال نے عظیم صوفیاء واولیاء کو تارک الدنیا کہا اور ان کی تعلیمات کو گوسفندی قرار دیا، بالکل غلط ہے۔ اسی طرح مصنف کتاب (ڈاکٹر منظور ممتاز) علامہ اقبال کے فکر وفن کے تنوعات کو تضاد قرار دیتے ہیں۔ فکری ارتقاء کی وجہ سے اگر گزشتہ کے کچھ افکار میں بہتری آجائے تو اسے فکری تضاد کے بجائے فکری ارتقاء کے تناظر میں مستحسن قرار دینا چاہیے۔ ڈاکٹر محمد ریاض حتمی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بحیثیتِ مجموعی اس کتاب میں توصیف وانتقاد کے بے محل امتزاج کی بدولت، اس میں ''رطب'' کے ساتھ ''یابس'' موضوعات بھی ملتے ہیں۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں کتاب ''اقبال پیغمبرِ خودی'' میں ڈاکٹر منظور ممتاز کے افکار پر ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت اعتدال کے ساتھ، مدلل بحث کی ہے۔ انھوں نے الگ حوالہ جات و حواشی کا اہتمام نہیں کیا بلکہ بنیادی مآخذ کے متن کے ساتھ ہی زیرِ تبصرہ کتاب کے صفحات کے نمبر تحریر کر دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تبصرے میں تین اردو اشعار، ایک اردو رباعی، ایک فارسی شعر اور ایک فارسی رباعی بھی دی ہے مگر ان کے حوالہ جات نہیں دیے۔ انھوں نے فارسی شعر اور فارسی رباعیات کا ترجمہ نہیں دیا۔ تمام مضمون (تبصرہ) کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد بھی یہ واضح نہیں ہوتا کہ مضمون میں مندرجہ اشعار اور رباعیات زیرِ تبصرہ کتاب میں دیے گئے ہیں یا مبصر نے اپنی رائے کے اظہار کے لیے یہ اشعار اور رباعیات دی ہیں۔ اس مضمون میں کچھ متنی اغلاط بھی نظر آئی ہیں۔ لفظ ''مصنف'' کو ''مصنوف''، ''موضوع'' کو ''موضع''، ''رنج'' کو ''نج'' اور ''مثنوی'' کو ''مغنوی'' لکھا گیا ہے۔ اس مضمون میں دیے گئے درج ذیل اشعار کا متن بھی درست نہیں ہے:

مضمون میں دیا گیا متن	درست متن
خودی سے <u>مردِ مسلماں کا ہے</u> جلال و جمال	خودی سے <u>مردِ خود آگاہ کا</u> جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں	کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
(۲۵۲)	(۲۵۳)

تو آن نۂ ای کہ مصلی ز کہکشاں می کرد؟
شراب صوفی، شاعر ترا بہ خواب ربود
(۲۵۴)

تو آں نۂ کہ مصلّٰے ز کہکشاں میکرد
شرابِ صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود
(۲۵۵)

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک وہی کاسہ ہے وہی آش
(۲۵۶)

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسۂ وہی آش
(۲۵۷)

07۔اقبال دشمنی ایک مطالعہ

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے ناشر کا ذکر نہیں کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا تین صفحات پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات ، اسلام آباد کی جلد ۷،شمارہ ۲۷ تا ۳۰ ، اشاعت گرما،خزاں ، بہار، سرما ۱۹۹۴ء میں صفحہ نمبر ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۲ پر شائع ہوا تھا۔یہی مضمون ڈاکٹر ہارون الرّشید تبسّم کی کتاب ''ڈاکٹر ایوب صابر بطور اقبال شناس'' کے صفحہ نمبر ۱۸۰ تا ۱۸۲ پر نامکمل صورت میں شائع ہوا ہے۔تین صفحات پر مشتمل اصل مضمون کا قریباً ڈیڑھ صفحات پر مشتمل (صفحہ نمبر ۱۱۴۱ تا ۱۱۴۲ پر موجود ''اب ایک ادبی معترض کو بھی دیکھتے چلیں تا اقبال قلندر نہیں تھا، از مصائب عاصمی'' تک لکھا ہوا) مواد اس کتاب میں نہیں دیا گیا۔(۲۵۸) ڈاکٹر محمد ایوب صابر نے ۱۹۹۱ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، اسلام آباد کے شعبۂ اقبالیات سے ایم فل کیا ۔ ان کا موضوع تھا،''اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ'' اس مقالے کے نگران ڈاکٹر محمد صدیق شبلی تھے۔اس کے بعد انھوں نے پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان ''اقبال کی شخصیت اور فکر و فن پر اعتراضات، تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' لکھ کر ۲۸ دسمبر ۲۰۰۲ء کو پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ان کا ایم فل کا مقالہ ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ'' کے عنوان سے دو تین تعارفی شذرات کے اضافے اور کسی قدر نظر ثانی کے بعد ۱۹۹۳ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہُوا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض، محمد ایوب صابر کی اس مطبوعہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ اس معروضی ناقدانہ کتاب کو مؤلف نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ تین ابواب ، دوسرا حصہ دو ابواب ، اور تیسرا حصہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔اس طرح کتاب کے کل نو باب بنے ، جو محض ضمنیات کے علاوہ کتابوں کے تجزیے اور تبصرے پر مشتمل ہیں۔ پہلے حصے میں اقبال کی شخصیت اور ان کی سیرت کے بارے میں مخالفانہ مواد پر مشتمل کتابوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔دوسرے حصے میں ادبی اور شعری خامیاں بتانے والوں کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ تیسرے حصے میں افکارِ اقبال پر اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔ضمنی بحثوں میں مختلف دیگر مقالے اور تحریریں بھی زیرِ بحث آئی ہیں۔(۲۵۹)

اس کتاب کے تینوں حصوں کی ابواب بندی اس طرح سے ہے:

حصہ اول: اقبال کی شخصیت پر معاندانہ کتب کا جائزہ

باب اول: خدوخال اقبال — از محمد امین زبیری

باب دوئم: علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیوی — از سید حامد جلالی

باب سوئم: مقائد اقبال — از برکت علی گوشہ نشین

حصہ دوم: اقبال کی شاعری پر معاندانہ کتب کا جائزہ

باب چہارم: اقبال کا شاعرانہ زوال — از برکت علی گوشہ نشین

باب پنجم: خادمانہ ومودبانہ تبدیلیاں — از برکت علی گوشہ نشین

حصہ سوم: اقبال کے افکار پر معاندانہ کتب کا جائزہ

باب ششم: مثنوی سرالاسرار — از ڈاکٹر محمد خواجہ معین الدین جمیل

باب ہفتم: اقبال (اجمالی تبصرہ) — از مجنوں گورکھ پوری

باب ہشتم: اقبال قلندر نہیں تھا — از صائب عاصمی

باب نہم: ماحصل (۲۶۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیر تبصرہ کتاب میں سے ''خدوخال اقبال'' از محمد امین زبیری اور ''اقبال کا شاعرانہ زوال'' از برکت علی گوشہ نشین سے ایک ایک مثال دے کر، معترضین کے اعتراضات اور مصنفِ کتاب ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے مدلل جوابات تحریر کیے ہیں۔ معترضین کے اعتراضات اور ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے جوابات ملاحظہ کریں۔

مثالِ اول: ۔ڈاکٹر محمد ایوب لکھتے ہیں:

> ''خدوخال اقبال'' بھی مجموعی طور پر ایسی ہی کتاب ہے۔ اس میں اقبال کی بے عملی، ان کے تصورِ پاکستان پیش کرنے کی تردید اور متعدد بے اصل واساس باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً کتاب جاوید نامہ کے فلکِ زحل پر اقبال نے بدنام زمانہ غداروں صادق اور جعفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کے گھناؤنے کردار کا سلطان ٹیپو اور نواب سراج الدولہ کے انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھانے سے براہ راست تعلق ہے۔ اقبال کے اس ضمن میں اشعار بہت معروف ہیں:

جعفر از بنگال و صادق از دکن — ننگِ آدم، ننگِ دین، ننگِ وطن (۲۶۱)

کے شبِ ہندوستاں آید بروز — مُردِ جعفر، زندہ روحِ او ہنوز!

دینِ او آئینِ او سوداگری است — عنتری اندر لباسِ حیدری است (۲۶۲)

آخری نقل شدہ شعر میں عنتر پہلوان کی تلمیح ہے جو حضرت حیدر کرار ؓ سے نبرد آزما ہوا تھا

۔ یہ تلمیح بانگِ درا کی نظم ''میں اور تو'' میں بھی وارد ہوئی ہے:

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے وہی فطرت اسد اللّٰہی، وہی مرحبی، وہی عنتری (۲۶۳)

یہاں عنتر یا حیدر کی ''یائے'' نسبتی سے اور اس حیدری کا دکن کے صدر اعظم سر اکبر حیدری سے کوئی ربط نہیں۔ امین زبیری نے یہاں علامہ اقبال اور اکبر حیدری کے اختلافات کا شاخسانہ گھڑا اور اسے توشہ خانہ حضور نظام کی طرف سے موصول ہونے والے ہزار روپے کے چیک کے لوٹانے کے واقعہ سے منسوب کیا۔ یہ درست ہے کہ ۱۹۳۶ء میں مثنوی پس چہ باید کرد کی اشاعت پر انگریز علامہ اقبال سے بطور خاص شاکی تھے اور ان کی شہ پر دکن کی حکومت آصفیہ حضرت علامہ اقبال کی مالی مدد نہ کرسکی، مگر ایسے امور امین زبیری کو معلوم ہی نہ تھے۔ انھوں نے حیدری کو یہاں عنتری کے قرینے کے باوجود نہ سمجھا۔''(۲۶۴)

مثالِ دوم:۔ برکت علی گوشہ نشین نے اپنی کتاب ''اقبال کا شاعرانہ زوال''، مطبوعہ ۱۹۲۱ء میں اس وقت تک شائع ہونے والی فارسی کتب اقبال (اسرار خودی، رموزِ بے خودی، پیام مشرق اور زبور عجم مع مثنویوں) پر اعتراضات کیے۔ ڈاکٹر محمد ایوب صابر معترض کے اعتراضات رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اقبال کے چند اشعار ہیں:

اہل حق را رمزِ توحید ازبر است — اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْداً مضمر است
تا ز اسرار تو بنماید ترا — امتحانش از عمل باید ترا (۲۶۵)
قدرت او برگزیند بندہ را — نوعِ دیگر آفریند بندہ را (۲۶۶)
ناشکیب امتیازات آمدہ — در نہاد او مساوات آمدہ (۲۶۷)
تارِما از زخمہ اش لرزاں ہنوز — تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز (۲۶۸)
ز رازی معنیٔ قرآں چہ پرسی — ضمیر ما بآیاتش دلیل است
خرد آتش فروزد، دل بسوزد — ہمیں تفسیرِ نمرود و خلیل است (۲۶۹)
سراپا معنیٔ سربستہ ام من — نگاہِ حرف بافاں بر نتابم
نہ مختارم تواں گفتن، نہ مجبور — کہ خاکِ زندہ ام، در انقلابم (۲۷۰)

پہلے دو شعر مثنوی رموز بے خودی کے عنوان ''توحید'' سے ہیں۔ ناقد تیسرے مصرعے کو نامانوس قرار دیتے ہیں۔ لفظی ترجمہ ہوگا: ''تاکہ توحید تیرے اسرار تجھ پر نمایاں کرے''۔ اس میں نامانوسیت ناقد کے ذہن کی کجی ہے ورنہ شعر تو صحیح ہے۔ تیسرے شعر میں ناقد ''نوعِ دیگر'' پر معترض ہیں۔ وہ اسے مسیح کی تلمیح بتاتے ہیں۔ اس بلیغ ترکیب میں انقلاب اور نئی حیات کا پیغام

پوشیدہ ہے۔

چوتھے شعر میں ’’ناشکیب امتیازات‘‘ معترض کے نزدیک نامفہوم تراکیب ہیں۔ بعد کے شعر میں وہ ’’تازہ‘‘ کے لفظ کو ’’زندہ‘‘ سے بدلنے کا بدذوقانہ مشورہ دیتے ہیں۔ چھٹے اور ساتویں شعر میں پیامِ مشرق کی دودوبیتیوں (رباعیوں) پر اظہار نظر ہے۔

ناقد کو اندازہ نہیں کہ اقبال عقل اور امام فخر الدین رازی کی موشاگافیوں کو ’’نمرود‘‘ کیوں بتاتے ہیں اور عشق کو حضرت خلیل کا جذبہ کیوں قرار دیتے ہیں اور قرآن سے کسبِ فیض کی خاطر اس کی آیات کا قلب انسانی پر معنوی نزول کیوں ضروری بتاتے ہیں؟

اس طرح آخری شعر (نمبر ۷) پر وہ اس بات پر معترض ہیں کہ آدمی مجبور یا مختار دونوں کیسے ہوسکتا ہے؟ اقبال راہِ اعتدال کو جانتے تھے کہ انسان بعض امور میں مجبور ہے اور بعض میں مختار۔ پھر اطاعت میں برتری انسان کو زیادہ مختار بناتی جاتی ہے۔(۲۷۱)

معترضین کے اعتراضات اور ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے جوابات تحریر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ محمد ایوب صابر نے معترضین کے اعتراضات کا علمی انداز میں جواب دیا ہے۔ کتاب تحقیقی انداز میں اور مستند صورت میں شائع ہوئی۔ طباعت دیدہ زیب ہے اور کتابیات کی موجودگی مزید قابلِ توجہ ہے۔ محمد ایوب صابر نے معترضین کے بے جا اعتراضات کے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ اقبال کی کمزوریوں کا بھی اعتراف کیا ہے۔ اس طرح انھوں نے صحت مندانہ جائزے کے تقاضے پورے کیے ہیں۔(۲۷۲)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ کتاب اکتوبر ۱۹۹۳ء کو جنگ پبلشرز، لاہور نے شائع کی تھی۔ یہ کتاب ۳۷۵ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن، ادارہ نشریات، لاہور سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ محمد ایوب صابر کا ایم فل کا مقالہ دو تین شذرات کے اضافے اور کسی قدر نظر ثانی کے بعد ۱۹۹۳ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہُوا۔ ڈاکٹر محمد ایوب صابر کی مطبوعہ کتاب، ’’اقبال دشمنی ایک مطالعہ‘‘ پر تبصرہ لکھتے وقت غالباً ایم فل کا مقالہ ’’اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب)‘‘ ان کے سامنے نہیں تھا۔ اس مقالے اور مطبوعہ کتاب کا موازنہ کریں تو کافی تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ مقالہ کا عنوان تبدیل کر دیا گیا۔ مقالے میں ابواب بندی سن وار تھی جبکہ کتاب میں نئے سرے سے ابواب بندی کی گئی۔ کتاب کو موضوعاتی لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کر کے، ہر حصے کے عنوان سے متعلقہ کتب ابواب کی صورت میں ترتیب دی گئی ہیں۔ مطبوعہ

کتاب کے حصہ دوم کے باب پنجم کے تحت برکت علی گوشہ نشین کی کتاب ''خادمانہ ومودبانہ تبدیلیاں'' کو شاملِ بحث کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقالے کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔ مقالہ کی فہرست ملاحظہ کریں:

اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ

(اردو کتاب)

فہرست ... صفحات

باب اول: ۱۹۳۸ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ

۱۔ اقبال کا شاعرانہ زوال	برکت علی گوشہ نشین	۱۹۳۱ء	۱
۲۔ مکائدِ اقبال	برکت علی گوشہ نشین	۱۹۳۵ء	۵۵

باب دوم: ۱۹۳۹ء سے ۱۹۶۵ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ

۱۔ اقبال (اجمالی تبصرہ)	مجنوں گورکھ پوری	۱۹۵۰ء	۶۷
۲۔ مثنوی سرالاسرار	ڈاکٹر خواجہ معین الدین جمیل	۱۹۶۲ء	۱۰۷

باب سوم: ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۱ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ

۱۔ علامہ اقبال اور انکی پہلی بیوی	سید حامد جلالی	۱۹۶۷ء	۱۴۶
۲۔ اقبال قلندر نہیں تھا	صائب عاصمی	۱۹۶۷ء	۱۸۴

باب چہارم: ۱۹۷۲ء سے ۱۹۹۰ء تک لکھی جانے والی کتب کا جائزہ

۱۔ خدوخال اقبال	محمد امین زبیری	۱۹۸۶ء	۱۹۳

باب پنجم: اقبال پر اعتراضات کا مجموعی جائزہ

۱۔ معاندانہ ومخالفانہ کتب، مقالات اور منظومات پر مجموعی نظر	۲۸۴
۲۔ زیرِ نظر موضوع پر تحقیقِ مزید کا جامع منصوبہ (۲۷۳)	۲۹۰

مقالے اور مطبوعہ کتاب کی فہرستوں کے موازنے سے واضح ہوتا ہے کہ مقالے کو کتاب میں تبدیل کرتے وقت مضامین کی ترتیب یکسر تبدیل کر دی گئی تھی۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں کلامِ اقبال سے تیرہ اشعار دیے گئے ہیں۔ بارہ اشعار فارسی کے اور ایک شعر اردو کا ہے۔ تمام اشعار بغیر حوالوں کے دیے گئے ہیں۔ راقم نے تمام اشعار کے حوالہ

جات تلاش کر کے ان کا متن درست کیا ہے اور حوالہ جات وحواشی میں ان کے حوالہ جات بھی دے دیے ہیں ۔اسی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون کے آخر پر حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے ہیں ۔ان کے زیادہ تر مقالات ومضامین اور تبصرات وتراجم میں حوالہ جات مفقود نظر آتے ہیں اور اشعار کا متن بھی اغلاط سے مبرا نظر نہیں آتا۔

08۔اقبال کا سیاسی سفر

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد، جلد ۷، شمارہ ۲۷ تا ۳۰ بابت گرما، خزاں، بہار، سرما ۱۹۹۴ء کے صفحات نمبر ۱۴۳ تا ۱۴۶ پر طبع ہوا تھا۔

روز نامہ ''انقلاب'' لاہور، غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک کی ادارت میں شائع ہوتا رہا ہے۔ یہ روز نامہ ادب اور سیاست کے موضوعات پر جو مطالب پیش کرتا رہا، ان کی مدد سے چند اہم کتابیں مرتب کی گئیں جیسے ''گفتارِ اقبال'' مرتبہ ڈاکٹر محمد رفیق افضل یا جناب محمد حمزہ فاروقی کی تین کتابیں ''سفر نامہ اقبال''، ''حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے'' اور ''اقبال کا سیاسی سفر''۔ کتاب ''اقبال کا سیاسی سفر'' میں وسط ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۷ء کے اواخر تک کے ان سیاسی واقعات کے بارے میں اخبار کے کالم اور متعلقہ مندرجات مدون کیے گئے ہیں جن کا حمزہ فاروقی کی پہلی دو کتابوں (''سفر نامہ اقبال'' اور ''حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے'') میں ذکر نہیں ہُوا۔ اقبال کا جنوبی ہند کا سفر، گول میز کانفرنسوں میں شرکت اور افغانستان کا سفر وغیرہ چونکہ مرتب کی دوسری کتابوں میں مندرج ہو چکا تھا لہٰذا اس کی یہاں تکرار نہیں ملتی۔ یہ کتاب ۲۲ عنوانات پر مشتمل ہے۔ ہر عنوان الگ باب کی شکل میں دیا گیا ہے۔ اس طرح ۲۲ عنوانات کے لیے ۲۲ ابواب قائم کیے گئے ہیں ۔ پہلا عنوان ''۱۹۲۷ء کے فسادات ِ لاہور'' سے متعلقہ ہے۔ اس دورانِ سکھ اور ہندو مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انھیں جانی و مالی نقصان پہنچانا شروع ہو گئے تھے۔ علامہ اقبال نے کئی رفقا کے ساتھ مل کر قیامِ امن کے لیے بھرپور کوششیں کی جن کے نتیجے میں پر امن فضا قائم ہو گئی۔

اس دور کا ایک اہم سیاسی واقعہ سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون یا عدم تعاون کے سلسلے میں مسلم لیگ جناح گروپ اور مسلم لیگ شفیع گروپ میں اختلاف رائے تھا۔ علامہ اقبال نے کئی دوسرے معتدل مزاج قائدین کی کوشش سے دوبارہ مسلم لیگ کو متحد کیا۔ مرتب (محمد حمزہ فاروقی) نے سائمن کمیشن سے تعاون کے سلسلے میں روز نامہ ''انقلاب'' میں سے تفصیلات نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے خطبہ الہ آباد، اپر انڈیا مسلم کانفرنس، افغانستان کے انقلاب، نادر شاہ افغان کی مالی اور معنوی مدد کے لیے اقبال کی سرگرمیوں کے حوالے سے لکھا ہے۔ پنجاب کونسل یا مجلس مقنّنہ کی رکنیت کے دوران علامہ اقبال کی خدمات کے حوالے سے کتاب کے مخصوص باب (صفحہ ۷۷ تا

۱۰۷) میں بعض نئے نکات ملتے ہیں۔اس کتاب میں معاصرین کے اقبال کی پالیسی پر انتقادات شامل ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ علامہ مرحوم کے حامیوں کے دفاع کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ روزنامہ ''انقلاب'' میں علامہ اقبال کی سیاست کے دفاع میں غلام رسول مہر کے اداریے بھی چھپتے رہے جن سے لوگوں کو نظریہ پاکستان کو سمجھنے میں کافی مدد ملی۔(۲۷۴)

اپنے مضمون ''اقبال کا سیاسی سفر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نظریہ پاکستان کی تفہیم کے ضمن میں لکھے گئے روزنامہ انقلاب کے دو اداریوں میں سے اقتباسات دیے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''.....روزنامہ انقلاب کے یہ اداریے اقبال کے نظریہ پاکستان کی تفہیم میں مدد دیتے ہیں۔اس سلسلے میں ۹ اور ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء (جمعہ اور اتوار) کے مفصل اداریے بالخصوص توجہ طلب ہیں .....''(۲۷۵)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے روزنامہ انقلاب کے ۹ جنوری ۱۹۳۱ء بروز جمعہ کے اداریے سے ایک اقتباس دیا ہے اور اقتباس کے آخر پہ بطور حوالہ صفحہ نمبر ۸۳۸ لکھا ہُوا ہے جبکہ کتاب کے مطالعہ سے علم ہوا کہ درست صفحہ نمبر ۲۳۸ ہے۔اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

ہندوستان بھر میں شور مچ رہا ہے کہ علامہ اقبال نے قومیتِ متحدہ ہند کی جڑ پر کلہاڑا چلا دیا ہے، مگر ہم ہندوؤں سے صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اسلام وطنیت اور جغرافیائی قومیت کا مخالف ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانانِ ہند حریتِ ہند کے جہاد میں ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو شریک ہونے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کے آزاد ہو جانے کے بعد ہم بھی اسی طرح آزاد ہو جائیں گے، جس طرح افغان، افغانستان میں، ایرانی، ایران میں اور ترک، ترکی میں آزاد ہیں، لیکن ہندوؤں نے مسلمانوں کے حقوقِ آزادی کو تسلیم کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا اور ان کو جائز حقِ نیابت سے بھی محروم کر دینے کی کوشش کی۔ایسی حالت میں کوئی خوددار مسلمان گوارا نہیں کر سکتا کہ اپنے آپ کو بحیثیتِ مسلم فنا کر کے ہندوؤں کو ''ہندوراج'' کے قیام میں مدد دے اور سات کروڑ مسلمانوں کے مستقبل کو گاندھی، نہرو، مالوی اور مونجے کے حوالے کر دے۔

مسلمان صاف الفاظ میں کہہ دینا چاہتے ہیں کہ جب تک انھیں اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کی پوری پوری محفوظیت اور اپنی کامل آزادی کے حصول کا یقین نہ ہو جائے گا، وہ حریتِ ہند کی کسی نام نہاد تحریک میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔علامہ اقبال کے ارشادات کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں میں مدغم ہو کر نہیں بلکہ اپنی قومی ہستی کو قائم رکھ کر آزاد ہونے کا

موقع دیا جائے اور یہ مقصد علامہ ممدوح کے نزدیک صرف اسی طریق سے حاصل ہو سکتا ہے کہ شمالی ہند کے مسلمان اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو جائیں اور انگریز اور ہندو، دونوں سے بے نیاز ہو کر اپنے مستقبل کی فکر کریں۔(انقلاب۔جمعہ۔۹ جنوری ۱۹۳۱ء)(۲۷۶)

مندرجہ بالا اقتباس کے بعد ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء بروز اتوار کے اداریے سے کوئی اقتباس نہیں دیا گیا۔اس کے بجائے روزنامہ انقلاب کے ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء بروز جمعرات کے اداریے سے ایک طویل اقتباس دیا گیا ہے۔یہ اقتباس مسلسل عبارت کی شکل میں دیا گیا ہے اور اس کے آخر پر بطور حوالہ صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۵ لکھا ہے جو کہ درست نہیں۔درست صفحہ نمبر ۲۴۴ تا ۲۴۵ ہے۔یہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیں:

ہندوستان میں ہندو راج کے قیام پر سب سے پہلی فاتحانہ ترکتاز ہے، جس نے اس راج کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔اس کے مبانی وقواعد میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اور ہندو اپنی سلطنت کے جس خواب کو عملی صورت میں تعبیر کے قریب پہنچا ہوا سمجھتے تھے، اس کا سارا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔ مونجیوں، جیکاروں، گاندھیوں، مالویوں اور نہروؤں نے سال ہا سال کی محنت سے ''قومیت و جمہوریت'' کی صدہا فریب کاریوں اور فریب آرائیوں کے ساتھ ہندوستان کی تمام غیر ہندو اقوام علی الخصوص ملتِ اسلامیہ کے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال کر یہاں ایک خالص و غیر ممزوج ہندو سلطنت کی جو عمارت کھڑی کرنا چاہی تھی، حضرت علامہ ممدوح نے اس سلطنت کے قیام کی تمام خفیہ کوششوں کے مکروہ اور بھیانک چہرے کو تمام آشکارا کر دیا ہے۔سلطان شہاب الدین محمد غوری نے پرتھوی راج سے ہندوستان کی سلطنت چھینی تھی، حضرت علامہ اقبال نے ہندوؤں کی نئی سلطنت کے تصور کا رختِ حیات نذرِ آتش کر دیا اور ہندوستان میں محض ہندوؤں کی نہیں بلکہ یہاں کی تمام اقوام کی مشترکہ حکومت کے صحیح اصول بیان فرما دیے ہیں، جس میں سب کو اپنی اپنی فطرت وطبیعت کے مطابق اپنے اپنے کلچر اور تہذیب کے ساتھ نشو و ارتقا کے مواقع حاصل رہیں۔لہٰذا ہندوؤں کے معاندانہ شور و غل، سوقیانہ سب و شتم اور غرض پرستانہ الزام تراشیوں پر تعجب نہیں چاہیے۔اس خطبے کی مخالفت میں ہندوؤں نے اسی لیے زیادہ ہنگامہ و غوغا برپا کیا ہے کہ ہندو راج کا خواب پریشان ہو گیا۔ہندو سلطنت کے قیام کی آرزوئیں خون ہو کر بہہ گئیں اور وہ اصول و مبانی عریاں و برہنہ ہو کر دنیا کے سامنے آ گئے جن پر ہندو قوم خالص ہندو حکومت کی سربفلک عمارت کھڑی کرنا چاہتی تھی۔

اسلامی نصب العین کا تعین

ہندو قوم پر حضرت علامہ کے خطبے نے اولاً یہ مصیبت برپا کی کہ اس کے تمام غرض پرستانہ منصوبوں

کو بے نقاب کر دیا۔ ثانیاً ہندوستان میں مسلمانوں کے صحیح و حقیقی ملی نصب العین کے شہرے سے پردہ اٹھا کر انھیں پہلی مرتبہ صاف، واضح اور آشکارا صورت میں بتا دیا کہ اگر وہ اس ملک میں عزت کی زندگی کے خواہاں ہیں، اپنے کلچرل، اپنی تہذیب، اپنے مشن اور اپنی غایتِ حیاتِ قومی کی تکمیل کے آرزومند ہیں تو انھیں کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس اسلامی نصب العین کی تشریح و توضیح ہندو قوم کے معاندانہ منصوبوں کے لیے ہلاکت کا دوسرا زبردست پیغام تھی۔ لہٰذا ہندو اگر آج حضرت علامہ اقبال پر طعنہ زن ہیں، اگر آج ان کی بلند حیثیت کے آفتابِ جہاں تاب کو اپنی مکروہ اور غرض پرستانہ غلط بیانیوں کے گرد و غبار سے مستور کر دینے کے لیے مضطربانہ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، تو اس پر متعجب نہیں ہونا چاہیے۔ ہندو چاہتے تھے کہ مسلمان ''قومیت و جمہوریت'' کے ان فریب کارانہ دعاوی کے ''حشیش'' سے مدہوش رہیں جو ہر ہندو کی زبان کا سایہ گفتار ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ہندوستان میں اپنی قومی تقدیر سے آشنا نہ ہوں۔ اپنے قومی نصب العین سے آشنا نہ ہوں۔ ہندوؤں کے گانٹھے ہوئے منصوبوں کے نتائج و عواقب سے آشنا نہ ہوں۔(۲۷۷)

کتاب ''اقبال کا سیاسی سفر'' میں دیے گئے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر معاصر روزنامے اور مجلّے بھی فکر اقبال سے استفادہ اور اس کی ترجمانی کرتے رہے۔ مثلاً اس میں مولانا شوکت علی کا ایک مراسلہ دیا گیا ہے۔ جو روزنامہ ''خلافت'' بمبئی (۱۹۳۷ء) میں شائع ہوا تھا اور اس کا عنوان ''جواہر لال نہرو اور مسلمان'' تھا۔ اس مراسلے میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

یہ ایک مصیبت ہم مسلمانوں پر کیا کم تھی کہ اب جواہر لال نہرو اور ان کے نئے نادان مسلمان کارندہ مسولینی کی طرح ہم سے ایک تلوار طلب کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام اور ہم مسلمانوں کی ہندوستان میں حفاظت کریں۔ گویا ہمارے ہاتھ پاؤں مفلوج ہیں اور ہم اپنی اور دین مقدس کی کوئی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس جسارت پر تعجب بھی ہوتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے اور بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: ''بڑی تو بڑی چھوٹی بی سبحان اللہ''۔ خیر اسی میں کوئی بہتری خدائے برتر کو منظور ہے کہ ہم تازیانہ کھا کر خوابِ خرگوش سے بیدار ہوں۔ اقبال کی پرانی نظم جو انھوں نے عید کے چاند کو مخاطب کر کے کہی تھی، حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہی ہے:

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکستِ رشتہ تسبیحِ شیخ
بت کدہ میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
بارش سنگ و حوادث کا تقاضائی بھی ہو
امتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ
جس کو ہم نے آشنا لطفِ تکلم سے کیا
اس حریفِ بے زبان کی گرم گفتاری بھی دیکھ

جن لوگوں پر نو سو برس تک ہم نے حکومت کی تھی اور احسانات کیے تھے، آج وہ ناشکرے پن کے ساتھ بدلہ لینے کی فکر میں دیوانہ وار خرافات بک رہے ہیں اور ہمارے نادان بھائی ان کی ہم زبانی کرتے ہیں۔(خلافت)(۲۷۸)

اپنے تبصرے کے آخر پر بطور حاصل کلام ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں ۱۹۲۷ء تا ۱۹۳۷ء کے دوران سیاسیات اقبال سے متعلق نہایت کار آمد اور مفید مواد یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں طباعتی اغلاط کا تقریباً فقدان ہے۔ یہ کتاب ہر کتب خانے میں دستیاب ہونی چاہیے اور ہر صاحبِ علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے (۵۷۴+۸=۵۸۲صفحات پر مشتمل) زیرِ تبصرہ کتاب میں دیے گئے، ''عرضِ ناشر'' سے اقتباس دینے کے بعد زیرِ تبصرہ کتاب کے موضوع سے متعلقہ ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے اس کتاب کے مختلف ابواب کے عنوانات کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند ایک ابواب (۱۹۲۷ء کے فسادات لاہور، پنجاب کونسل کا دور، سائمن کمیشن سے تعاون، اقبال کے خانوادہ شاہی (افغانستان) سے روابط، اپر انڈیا مسلم کانفرنس کی تجویز) کے مندرجات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے باب نمبر ۱۲ ''خطبہ الہ آباد کی موافقت میں مہر کے اداریے'' سے دو اور باب نمبر ۲۲ ''مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی کی کشمکش'' سے ایک اقتباس دینے کے بعد حتمی رائے تحریر کی ہے۔ اس طرح وہ اس کتاب میں بائیس ابواب میں سے قریباً سات ابواب کا تعارف کرا سکے۔ تبصرے میں اگر تمام ابواب کے عنوانات دے دیے جاتے تو ان سے کافی حد تک زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات کے بارے میں علم ہو جاتا۔ زیرِ تبصرہ کتاب کے تمام ابواب کی فہرست درج ذیل ہے:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرضِ ناشر	الف

۲	۱۹۲۷ء کے فسادات لاہور	۳
۳	معاصرین سے چشمک	۲۵
۴	علم الدین شہید کی تدفین	۵۳
۵	میونسپل انتخاب کے لیے مسلم بورڈ کا قیام	۷۱
۶	پنجاب کونسل کا دور	۷۹
۷	متوازی مسلم لیگ کا قیام	۱۱۳
۸	سائمن کمیشن سے تعاون	۱۵۳
۹	افغانستان کی خانہ جنگی	۱۷۳
۱۰	اقبال کے خانوادۂ شاہی سے روابط	۱۹۹
۱۱	مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آباد	۲۰۹
۱۲	خطبہ الہ آباد کی موافقت میں مہر کے اداریے	۲۱۷
۱۳	خطبہ الہ آباد کی موافقت اور مخالفت میں مضامین اور تقاریر	۲۶۷
۱۴	اپرانڈیا مسلم کانفرنس کی تجویز	۲۹۱
۱۵	مسلۂ فلسطین	۳۰۳
۱۶	کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی	۳۲۳
۱۷	تحریکِ آزادی کے مختلف مراحل	۳۷۳
۱۸	آل انڈیا مسلم کانفرنس کا قیام	۳۹۹
۱۹	مسلم کانفرنس کا اجلاس لاہور	۴۲۳
۲۰	اقبال کا دورِ صدارت	۴۵۱
۲۱	سکھوں سے آئینی مفاہمت کی ناکام کوششیں	۵۰۱
۲۲	مسلم لیگ اور یونینسٹ پارٹی کی کشمکش	۵۲۳

زیرِ تبصرہ مضمون میں کتاب میں سے دیے گئے تینوں اقتباسات کے حوالہ جات نامکمل ہیں اوران کے دیے گئے صفحات کے نمبر بھی درست نہیں ہیں۔ پہلے اقتباس کا صفحہ نمبر ۸۳۸ دیا گیا ہے، جبکہ درست صفحہ نمبر ۲۳۸ ہے۔ دوسرے اقتباس میں صفحہ نمبر ۲۴۴ تا ۲۴۵ کے بجائے صفحہ نمبر ۲۴۳ تا ۲۴۵ لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح تیسرے اقتباس کے ساتھ بطور حوالہ صفحہ نمبر ۵۶۴ لکھا ہوا ہے جبکہ یہ

اقتباس صفحہ نمبر ۵٦۳ تا ۵٦۴ سے لیا گیا ہے۔ تینوں اقتباسات میں بہت سی لفظی تحریفات اور متنی اغلاط نظر آتی ہیں۔ درج ذیل فہرست سے ان اغلاط کے بارے میں کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں دیا گیا متن	صفحہ نمبر	زیرِ تبصرہ کتاب میں دیا گیا متن	صفحہ نمبر
ہندوگردی	۱۱۴۴	ہندوراج	۲۳۸
ساتھ کروڑ	۱۱۴۴	سات کروڑ	۲۳۸
مسلمانوں کو ہندوؤں میں منقسم ہو کر نہیں	۱۱۴۵	مسلمانوں کو ہندوؤں میں مدغم ہو کر نہیں	۲۳۸
صرف اس طریقے حاصل ہو سکتا ہے	۱۱۴۵	صرف اس طریق سے حاصل ہو سکتا ہے	۲۳۸
معانی وقواعد میں زلزلہ برپا کر دیا	۱۱۴۵	مبانی وقواعد میں زلزلہ برپا کر دیا	۲۴۴
پرتھوی راج	۱۱۴۵	پرتھی راج	۲۴۴
ہم سے ایک عمد طلب کرتے ہیں	۱۱۴٦	ہم سے ایک تلوار طلب کرتے ہیں	۵٦۴
بڑی تو بڑی چھوٹی بھی سبحان اللہ	۱۱۴٦	بڑی تو بڑی چھوٹی بی سبحان اللہ	۵٦۴
حرف بحرف سے صحیح ثابت ہو رہی ہے	۱۱۴٦	حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہی ہے	۵٦۴
بارش سنگ حوادث کا تقاضائی بھی ہو	۱۱۴٦	بارشِ سنگ حوادث کا تقاضائی بھی ہو	۵٦۴
احسان کئے تھے	۱۱۴٦	احسانات کیے تھے	۵٦۴
آچ	۱۱۴٦	آج	۵٦۴
دیوانہ خرافات بک رہے ہیں	۱۱۴٦	دیوانہ وار خرافات بک رہے ہیں	۵٦۴

(۲۷۹)

زیرِ تبصرہ مضمون میں دیے گئے تیسرے اقتباس میں کلیاتِ اقبال اردو سے پانچ اشعار بغیر حوالے کے دیے گئے ہیں۔ یہ اشعار علامہ اقبال کی ایک نظم غرّہ شوّال (ہلالِ عید) کے ہیں جو کہ بانگِ درا، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کے ص ۱۸۲ پر درج ہیں۔ دیے گئے اشعار میں سے چوتھے شعر کا پہلا مصرع روزنامہ خلافت میں اور ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں دونوں جگہوں پر درست نہیں۔ دونوں جگہوں سے دیے گئے لفظ ''تقاضائی'' کی جگہ پر لفظ ''تماشائی'' آنا چاہیے۔ اس طرح دونوں جگہوں پر پانچویں شعر کے دوسرے مصرع میں دیے گئے لفظ ''بےزبان'' کی جگہ ''بےزباں'' آنا چاہیے۔

روز نامہ خلافت کا متن

بارش سنگ وحوادث کا تقاضائی بھی ہو

زیرِ تبصرہ مضمون کا متن

بارش سنگ حوادث کا تقاضائی بھی ہو

درست متن بمطابق بانگِ درا

بارشِ سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو(۲۸۰)

زیرِ تبصرہ کتاب، ''اقبال کا سیاسی سفر'' کے تعلیقات وحواشی (ص ۵٦۸ تا ۵۷۴) میں روز نامہ انقلاب میں دیے گئے مندرجہ بالا شعر کی متنی غلطی کی نشاندہی کر کے درست مصرع تحریر کیا ہُوا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں طباعتی اغلاط، حوالہ جات کے غلط اندراجات اور حوالہ جات کے مفقود یا نامکمل ہونے کی وجہ سے اس مضمون کے مندرجات سمجھنے میں کافی زیادہ دشواری پیش آئی ہے۔ مضمون کے آخر پر حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے جس وجہ سے زیرِ تبصرہ مضمون کے تمام مندرجات کی تفہیم بغیر تحقیق کے آسان نہیں ہے۔

09۔حیاتِ اقبال کا سفر

ہارون الرشید تبسّم کی کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب پر تبصرے سے قبل مصنف کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ کتاب کے ''ابتدائیہ'' کے مطابق اس کتاب میں حیات وتصانیف کو تاریخوں کے اعتبار سے منزل بہ منزل پیش کیا گیا ہے.... کتاب کے آخری حصے میں اقبال کی زندگی اور تصانیف کے بارے میں مفید معلومات کو سوالاً جواباً پیش کیا گیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر وحید قریشی:۔کتاب کے بیرونی صفحے پر مطبوعہ مختصر فلیپ میں ڈاکٹر اے وحید قریشی نے اس کتاب کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔انھوں نے لکھا ہے کہ یہ کتاب اقبال کے مستند حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔اس کے شعری حصے میں سبھی نظموں کے اولین حوالوں کی مدد سے اردو کلام کا بیشتر حصہ سن وار کر دیا گیا ہے۔اس کے آخری حصے میں علامہ اقبال کے بارے میں بعض دلچسپ اور مفید معلومات بھی ملتی ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف ایک عام قاری کے لیے بلکہ تنقیدی کام کرنے والوں کے لیے بھی مددگار ثابت ہوگی۔(۲۸۱)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ڈاکٹر وحید قریشی نے اس کتاب کے کمزور پہلوؤں سے صرفِ نظر کرتے ہُوئے، عام قارئین کے لیے اسے علامہ اقبال کے حالاتِ زندگی اور اردو کلام کے مستند مجموعے کے طور پر متعارف کرایا ہے۔انھوں نے اسے نقادوں کے لیے بھی مفید اور مددگار کتاب قرار دیا ہے۔ڈاکٹر وحید قریشی کے اس تائیدی وسطحی تبصرے کے برعکس ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب کے مندرجات کا بغور جائزہ لے کر اصولِ تحقیق وتنقید کی پاسداری کرتے ہُوئے مدلل انداز سے تبصرہ تحریر کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب سے چند مثالیں دیتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ مؤلف نے اس کتاب میں اپنے منابع کا ذکر نہیں کیا ہے اور انگریزی کلمات اردو میں لکھے ہیں۔ مؤلف کا اندازِ تحریر بھی مبہم ہے۔ پہلے حصے میں سوانحی معلومات کی فراہمی میں کچھ عجلت اور بغیر تحقیق کے معلومات کے اندراج کے ثبوت ملتے ہیں۔انھیں واقعات جیسے ملے بے تحقیق وسند لکھ دیئے ہیں۔انھوں نے اقبال کی اردو نظموں کی تخلیق یا اشاعت کی تاریخیں، محنت سے لکھیں لیکن سیاق بے نظمی کا شکار رہا۔عطیہ بیگم اور اقبال کی بے سروپا داستانِ محبت پر بھی انھوں نے سوال و جواب

مرتب کیے ہیں۔(۲۸۲)

کتابِ ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کی کمزوریوں کی نشاندہی اور اپنے موقف کی وضاحت کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب سے چند مثالیں پیش کی ہیں اور مدلل انداز سے اپنا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔

1۔ کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' میں لکھا ہے:

''۱۱دسمبر ۱۸۹۶ء میں شورِ محشر میں غزل چھپی۔

تم آزماؤ ہاں کو زباں سے نکال کے
یہ صدقے ہو گی میرے سوال وصال کے

مندرجہ بالا غزل اقبال نے طالب علمی کے زمانے میں حکیم امین الدین مرحوم کے مکان واقع اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں منعقدہ ایک مشاعرے میں پڑھی تھی۔ اس مشاعرے میں مرزا ارشد گورگانی بھی موجود تھے۔ انھوں نے اس کے ساتویں شعر پر بے حد داد دی تھی۔ (صفحہ ۶،۷)(۲۸۳)

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ شورِ محشر کیا ہے؟ یہاں مندرجہ بالا ''غزل'' نہیں بلکہ مندرجہ بالا مطلع والی غزل ہے۔ اس کا ساتواں شعر قارئین کہاں سے تلاش کریں گے حالانکہ مولف کو اگر اختصار برتنا تھا تو اس شعر کو لکھتے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

(۲۸۴)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ غزل، کلیات باقیاتِ شعرِ اقبال کے صفحہ نمبر ۲۴۴ پر درج ہے۔ اس مضمون میں تحریر کردہ اس غزل کا مطلع درست نہیں ہے۔

<u>**مضمون میں دیا گیا مطلع**</u>

تم آزماؤ ہاں کو <u>زبان</u> سے نکال کے
یہ صدقے ہو گی میرے سوال وصال کے (۲۸۵)

<u>**درست مطلع**</u>

تم آزماؤ ''ہاں'' کو <u>زباں</u> سے نکال کے

یہ صدقے ہو گی میرے سوالِ وصال کے (۲۸۶)

علامہ اقبال نے جب اس نظم کا ساتواں شعر پڑھا تو مرزا ارشد گورگانی پھڑک اٹھے اور پیشین گوئی کی کہ اس نوجوان شاعر کا مستقبل نہایت درخشاں ہوگا۔ اکثر شاعروں اور نقادوں نے جب یہ شعر سنا تو ان کی متفقہ رائے تھی کہ اقبال غالب کے بعد اردو کا سب سے بڑا شاعر ہے۔(۲۸۷)

یہ پوری غزل انجمن مشاعرہ کے رسالے ''شورِ محشر'' کے شمارہ دسمبر ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی۔ سید عبد القادر نے اس مشاعرے کی تفصیل بیان کی تھی جو ''کتاب زندہ رُود'' میں بھی درج ہے۔(۲۸۸)

ہارون الرشید تبسم نے اپنی کتاب ''حیاتِ اقبال کا ایک سفر'' میں ۱۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کے ''شورِ محشر'' کے شمارے کا ذکر کیا ہے۔ شمارے میں ماہ وسال کا ذکر ہوتا ہے۔ اس میں تاریخ کا ذکر غیر متعلقہ دکھائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا اس غزل کے حوالے سے زیرِ تبصرہ کتاب کے مندرجات پر تبصرہ وتنقید درست ہیں۔

2۔ کتاب ''حیاتِ اقبال کا ایک سفر'' میں لکھا ہے:

> ''۴ جنوری ۱۸۹۸ء گورنمنٹ کالج ہال (لاہور) میں پنجاب یونیورسٹی کے سترھویں جلسہ تقسیم اسناد میں ڈگری اور میڈل حاصل کیے (بعض کتب میں ۴ فروری درج ہے) ۱۱ فروری ۱۸۹۸ء ٹامس واکر آرنلڈ گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہُوئے (صفحہ ۷)..... اپریل ۱۹۰۱ء میں کوہستان اور ہمالہ اقبال کی یہ دنوں (دونوں) نظمیں مخزن میں شائع ہُوئیں..... (ہمالہ) نظم کا آغاز کچھ یوں ہے۔
>
> اے ہمالہ اے فصیل کشور ہندوستان
>
> چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں (صفحہ ۹)(۲۸۹)

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ہارون الرشید تبسم نے نظم ''کوہستان'' کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا طرزِ تحریر بھی درست نہیں۔ شعر سے پہلے لکھتے ہیں ''نظم کا آغاز کچھ یوں ہے''۔ یہ ابہام کیوں رکھا جائے کہ ''آغاز کچھ یوں ہے''۔ اسی طرح کتاب میں ''ہے'' یا ''تھا'' کی بھی تکرار ہے۔ تمام کتاب میں کلامِ اقبال کے منابع کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ اگر منابع اور مآخذ کا ذکر کر دیا جاتا تو کتاب سہل اور مستند ہو جاتی۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ شعر بغیر حوالے کے ہے اور یہ درست نہیں لکھا ہوا۔

مضمون میں دیا گیا شعر

اے ہمالہ اے فصیل کشور ہندوستان
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں (۲۹۰)

درست شعر

اے ہمالہ ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں!
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں (۲۹۱)

بانگِ درا، حصہ اول (....۱۹۰۰ء تک) میں دی گئی سب سے پہلی نظم ’’ہمالہ‘‘ ہے۔ اس مجموعے میں نظم ’’کوہستان‘‘ شامل نہیں ہے۔ علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن سے متعلقہ مستند کتاب ’’زندہ رُود‘‘، ’’اقبالِ کامل‘‘ اور ’’اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا‘‘ میں ’’مخزن‘‘ کے پہلے شمارے (اپریل ۱۹۰۱ء) میں نظم ’’ھمالہ‘‘ کے شائع ہونے کا تو ذکر ہے مگر نظم ’’کوہستان‘‘ کا کسی بھی حوالے سے ان میں سے کسی کتاب میں بھی ذکر نہیں ہُوا۔ ’’اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا‘‘ میں علامہ اقبال کی فروری ۱۹۰۰ء تا یکم مارچ ۱۹۰۳ء تک کی لکھی، پڑھی اور شائع کی گئی نظموں کے نام تحریر کیے گئے ہیں۔ اس میں بھی رسالہ ’’مخزن‘‘ کے اپریل ۱۹۰۱ء تا نومبر ۱۹۰۵ء کے شماروں میں علامہ اقبال کی شائع ہونے والی کچھ نظموں کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان نظموں میں ’’کوہستان‘‘ نام کی کوئی نظم شامل نہیں ہے۔ (۲۹۲)

ہارون الرشید تبسم کی طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے بھی اپنے تبصرے میں نظم ’’کوہستان‘‘ کے کسی ماٰخذ کے ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت نہیں کی۔

3۔ ہارون الرشید تبسم کی کتاب میں لکھا ہے:

’’..... حضرت علامہ ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء کو انگلستان سے مراجعت کر کے لاہور پہنچے تھے۔ (صفحہ ۳۲) اور دوسرے دن سیالکوٹ آئے۔‘‘

اس سے ذرا پہلے موٴلف لکھتے ہیں:

’’۶ جولائی ۱۹۰۸ء کو بار ایٹ لا کی تکمیل کے بعد بیرسٹری کی سند بھی حاصل کی اور اسی دوران چھ ماہ تک یونیورسٹی کالج لندن میں پروفیسر آرنلڈ کی رخصت کے موقع پر ان کی جگہ عربی پڑھاتے رہے۔‘‘ (۲۹۳)

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ مذکورہ بالا اقتباسات پر ڈاکٹر محمد ریاض تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بار ایٹ لا کی تکمیل، بیرسٹری ہی تو ہے۔ پھر'' بھی'' کی کیا احتیاج ہے؟ ۶ جولائی سے ۲۷ جولائی تک چھ ماہ کہاں بنتے ہیں؟'' (۲۹۴)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ علامہ اقبال ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج پہنچے۔ لنکز اِن میں بار ایٹ لا کے لیے نام رجسٹر کروایا۔ ۶ نومبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج سے بی اے کیا اور پروفیسر میک ٹیگرٹ کی نگرانی میں'' ایران میں مابعد الطبیعات'' کے موضوع پر اعلیٰ تحقیق کے لیے کام شروع کر دیا۔ انھوں نے ۱۹۰۷ء کے شروع میں تحقیقی مقالہ مکمل کر لیا۔ جولائی ۱۹۰۷ء کے تیسرے ہفتے میں جرمنی گئے۔ وہاں انھوں نے میونخ یونیورسٹی میں اپنا مقالہ ''Development of Metaphysics in Persia'' پیش کیا اور اس سلسلے میں زبانی امتحان میں کامیابی کے بعد انھیں ۴ نومبر ۱۹۰۷ء کو زبانی امتحان میں کامیاب قرار دیا گیا اور انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ جرمنی سے واپس آ کر انھوں نے لنکز اِن میں بیرسٹرایٹ لاء کے مراحل کی تکمیل کی۔ انھیں بار ایٹ لا کی ڈگری یکم جولائی ۱۹۰۸ء کو ملی۔ بار ایٹ لاء کے کورس کی تکمیل کے عرصے میں پروفیسر طامس آرنلڈ کی رخصت کے زمانے میں علامہ اقبال ۶ ماہ تک معلم عربی کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے شروع میں اقبال نے اپنے وطن کی طرف مراجعت فرمائی اور یورپ میں تین سالہ قیام کے بعد ۲۷ جولائی ۱۹۰۸ء کو لاہور پہنچے اور اسی روز شام کو (بمطابق'' زندہ رُود''، ص ۱۲۶) یا اگلے روز (بمطابق ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقاء''، ص ۳۴) اپنے والدین کی قدم بوسی کے لیے سیالکوٹ روانہ ہوگئے۔ (۲۹۵)

''زندہ رُود'' کے مطابق علامہ اقبال کو بار ایٹ لاء کی ڈگری یکم جولائی ۱۹۰۸ء کو ملی تھی۔ ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقاء'' میں بار ایٹ لا کی تکمیل کی تاریخ ۶ جولائی ۱۹۰۸ء درج ہے۔ (۲۹۶)

مندرجہ بالا تصریحات کی رو سے کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' میں ہارون الرشید تبسم کے زیر تبصرہ اقتباسات مبہم ہیں اور ان کے دوسرے اقتباس سے بالکل واضح نہیں ہوتا کہ علامہ اقبال لندن میں کب سے کب تک بطور معلم عربی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ زیرِ تبصرہ اقتباس نمبر ۱ میں علامہ اقبال کی انگلستان سے مراجعت کی تاریخ ۲۷ جولائی ۱۹۰۷ء درج ہے۔ یہاں غالباً سہوِ کاتب سے ۱۹۰۸ء کے بجائے ۱۹۰۷ء لکھا گیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کی چند اغلاط پر توضیحی تبصرے کے بعد،

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے تبصرے کے صفحہ نمبر ۲۹۵ پر اس کتاب کی چند ایک دیگر اغلاط کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

۱۔ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں انگریزی میں جو ڈائری لکھنی شروع کی تھی، وہ چند ماہ لکھے جانے کا کوئی قرینہ نہیں۔ (صفحہ ۳۴) اس کے بعض اجزاء ۱۹۱۷ء میں لکھے گئے اور مجلّہ نیو ایرا کا جزو بنے۔

۲۔ علی گڑھ میں ۱۹۱۰ء میں اقبال نے ''اسلام ایز اے سوشل اینڈ پولیٹیکل آئیڈیل'' کے عنوان سے نہیں بلکہ ''دی مسلم کمیونٹی اے سوشلیاجیکل ریویو'' کے بارے میں لیکچر دیا تھا۔

۳۔ اقبال ۱۹۳۴ء سے بیمار ہو کر ترکِ وکالت پر مجبور ہو گئے تھے۔ مولف ۱۹۳۱ء کا سن لکھتے ہیں۔

۴۔ پہلے حصے کی آخری سطور یوں ہیں:

''۲۲ مئی کو (۱۹۳۸ء کے ذکر میں ہے) اقبال کا ایک قطعہ ''زمانہ'' میں شائع ہوا (بانگِ درا ۳۸۲)

اقبال نے کل اہل خیابان کو سنایا — یہ شعر نشاط آور و پرسوز و طربناک
میں صورت گل دست صبا کا نہیں محتاج — کرتا ہے مرا جوش جنوں میری قبا چاک (۲۹۷)

یہ قطعہ بانگِ درا میں نہیں، بالِ جبریل میں شامل ہے۔

دوسرے حصے میں سے ڈاکٹر محمد ریاض نے صرف دو اغلاط کی نشاندہی کی ہے اور اس حصے کا نہایت سرسری سا جائزہ لیا ہے۔ دوسرے حصے کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

۱۔ صفحہ نمبر ۱۰۱ پر مولانا میر حسن کا نام منیر حسین شائع ہوا ہے۔ (سطر ۶)

۲۔ عطیہ بیگم اور اقبال کی بے سروپا داستان محبت پر بھی انھوں نے سوال و جواب مرتب کیے ہیں (صفحہ ۱۰۷)۔ یہ اس کتاب کے چند تسامحات ہیں۔ بقیہ کتاب ماشاءاللہ مستند لگی۔ امید ہے کہ اس کا دوسرا ایڈیشن بہتر ہو سکے گا۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مدلل انداز سے کتاب ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔ ان اغلاط کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مستند حوالہ جاتی کتاب نہیں ہے۔ بغیر تحقیق و تصدیق کے اس کے مندرجات درست قرار نہیں دیے جا سکتے۔ اس کتاب کے دوسرے حصے کا پیش کردہ جائزہ برائے نام ہے۔ اگر ڈاکٹر محمد ریاض ''عطیہ بیگم اور اقبال کی بے سروپا داستانِ محبت'' کے فرضی، من گھڑت اور بے سروپا ہونے کے بارے میں واضح دلائل دے دیتے

تو اقبال کی شخصیت اور ان کے طرزِ فہم کو سمجھنے میں ضرور مدد ملتی۔

ہارون الرشید تبسم نے ۱۹۹۳ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے ایم فل کیا۔ان کی زیرِ تبصرہ کتاب ۱۹۹۲ء میں شائع ہُوئی تھی۔انھوں نے ۲۰۰۰ء میں اردو کے مضمون میں پی ایچ ڈی کی۔کتاب ''ڈاکٹر ایوب صابر بطور اقبال شناس''، مطبوعہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۵ء کے بیک ٹائٹل پر ان کے مطبوعہ ''تعارف نامہ'' کے مطابق، ان کی ۵۰ کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔وہ صدر شعبہ اردو گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودھا کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ وہ صدر بزم علم وفن سرگودھا، صدر پاکستان ادب اکادمی سرگودھا، چیئرمین پاکستان لٹریری کونسل، جنرل سیکرٹری سرگودھا رائٹرز اکیڈمی اور ڈپٹی چیف وارڈن سول ڈیفنس سرگودھا کے طور پر بھی علمی وادبی اور تنظیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔گوناں گوں مصروفیات اور کثیر پہلوی ذوق کی وجہ سے وہ اپنی تصانیف وتالیف کو وہ توجہ نہیں دے پاتے جس کی بدولت تصانیف و تالیفات سند کا درجہ پاتی ہیں۔ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے۔کثرتِ مطالعہ کی بدولت ان کی مختلف منابع و مآخذ تک رسائی ہے۔وہ مختلف موضوعات پر علمی وادبی مواد کی دستیابی کے سلسلے میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ان کی یہ تصانیف وتالیفات محققین و ناقدین کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔ان سے مستند اور تحقیقی کتب تصنیف وتالیف کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

10۔ دانائے راز

(اقبال کی ایک دوبیتی اور چار کتابیں)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ)، ''دانائے راز'' ماہنامہ ادبی دنیا لاہور کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ارمغانِ حجاز کی دو عدد دوبیتیوں اور زبورِ عجم کے ایک شعر میں ''دانای راز'' کی ترکیب استعمال ہوئی ہے۔ اس ترکیب پر علامہ اقبال کی شخصیت اور فکروفن کے بارے میں اردو اور فارسی میں دو کتابیں لکھی گئی ہیں ۔اسی طرح ان میں سے ایک دوبیتی کی دیگر تین تراکیب (سرودِ رفتہ، نسیمی از حجاز اور روزگار ایں فقیری) کے استعمال سے ایک مقالہ اور دو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس ضمن میں وہ بہت دلچسپ انداز سے بیان کرتے ہیں:

''علامہ اقبال مرحوم کی مندرجہ ذیل دوبیتی (ارمغانِ حجاز صفحہ ۱۴) بالاتفاق ان کا آخری کلام بتائی جاتی ہے:

سرود رفتہ باز آید کہ نہ آید؟ نسیمی از حجاز آید کہ نہ آید؟
سر آمد روزگار ایں فقیری دگر دانای راز آید کہ نہ آید؟

مگر معنوی طور پر ارمغانِ حجاز میں اس کے بعد درج ہونے والی یہ دوبیتی تتمۂ مطالب معلوم ہوتی ہے:

اگر می آید آں دانای رازی بدہ او را نوای دل گدازی
ضمیر امّتاں را می کند پاک کلیمی یا حکیمی نے نوازی

علامہ مغفور کی محولہ بالا آخری دوبیتی اگرچہ ان کی اپنی ذاتِ کریمانہ کے بارے میں ہے، مگر اُس میں ایسی پرزور تراکیب استعمال ہوئی ہیں کہ ان کے استعمال سے موصوف کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق جناب ڈاکٹر قاسم رسا کے مشہور مقالے ''نسیمی از حجاز'' (مشمولہ مجلّہ دانشکدہ ادبیات دانشگاہ مشہد کے علاوہ اس دوبیتی کی تراکیب کے زیرِ اثر مندرجہ ذیل کتابوں کی اسم گزاری کی گئی ہے:

۱۔ سرودِ رفتہ مؤلفہ مولانا غلام رسول مہر و صادق علی دلاوری (لاہور ۱۹۵۹ء) اس کتاب میں اقبال کے اُردو و فارسی کے اس کلام کو جمع کیا گیا ہے جو ان کے مروجہ مجموعہ ہائے

کلام میں شامل نہیں ہے۔اقبال کے کلام کی بعض ترمیمیں بھی دلپذیر انداز میں پیش کی گئی ہیں۔

۲۔ روزگارِ فقیر کی مجلّات جسے فقیر سید وحید الدین مرحوم نے بڑی ارادت وعقیدت کے ساتھ جمع کیا اور دیدہ زیب صورت میں شائع کروایا ہے۔

۳۔ دانائے راز (اُردو) مؤلفہ واجد رضوی مطبوعہ لاہور۱۹۶۷ء اڑھائی سو صفحات کی حامل یہ کتاب مؤلف کے سات مقالات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض ریڈیو سے نشر بھی ہوئے ہیں۔مقالات بیشتر ارمغانِ حجاز کے مطالب کی توضیح وتبیین پر مشتمل ہیں۔

۴۔ دانای راز (فارسی) مؤلفہ احمد احمدی بیرجندی، پروفیسر دانشگاہِ مشہد۔یہ کتاب ۱۳۴۹ ش مطابق ۱۹۷۰ء میں چھپی اور پاکستان میں ابھی ناشناختہ ہے۔آزاد کشمیر کے ایک فاضل جناب صابر آفاقی صاحب نے تہران سے کتاب کی ایک جلد مجھے ارسال کی ہے اور ان سطور کی نگارش سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اس کتاب کے مطالب کو مختصر طور پر متعارف کروادیا جائے۔یہاں اس امر کی توضیح کردی جائے کہ مؤلف نے کتاب کے نام کی خاطر مندرجہ بالا دوبیتی کے علاوہ، علامہ مرحوم کے مندرجہ ذیل شعر (زبور عجم صفحہ ۱۔۳) کو پیشِ نظر رکھا ہے:

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات تا ز بزمِ عشق یک ''دانای راز'' آید برون

کتاب کا سرورق علامہ کی تصویر اور منقولہ بیت سے مزین ہے۔(۲۹۸)

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ''دانای راز'' تقریباً ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔مشہد یونیورسٹی کے نامور استاد ڈاکٹر غلام حسین صدیقی نے ''ماہتابی در شامِ شرق'' کے عنوان سے کتاب پر ایک بصیرت افروز مقدمہ لکھا ہے۔ساتھ ہی انھوں نے پاورقی میں وضاحت کردی ہے کہ کتاب کے مقدمے کا عنوان، پیامِ مشرق صفحہ۲ کے اس شعر سے ماخوذ ہے۔

در جوابش گفتہ ام پیغامِ شرق ماہتابی ریختم بر شامِ شرق (۲۹۹)

مقدمے میں استاد ڈاکٹر غلام حسین صدیقی لکھتے ہیں کہ اقبال نے شرق وغرب کو سمجھنے کا حق ادا کیا اور ان دونوں نقاطِ ابعد کو قریب تر لانے کی کوشش کی ہے۔فکر و ہنر، دونوں میں اقبال نے ابتکارِ جدت دکھائی اور اپنی مستقل حیثیت منوائی اور منوار ہا ہے۔(۳۰۰)

کتاب کے مؤلف نے آٹھ صفحے کا ایک دیباچہ لکھا اور فکرِ اقبال میں اپنی مسلسل بڑھتی ہوئی دلچسپی کا ذکر کیا ہے۔کتاب کو انھوں نے مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا ہے:

حیاتِ اقبال، اقبال شاعر ہے یا فلسفی؟ اقبال اور اسلام، شرق و غرب، توحید، حبِّ رسول ﷺ، مساوات و حریت کا درس، قرآن مجید سے شغف، تربیتِ خودی، انفاس بزرگاں سے استفادہ، انحطاط مسلماناں، شاعری، نتیجۂ گفتار۔

کتاب کا آخری حصہ کلامِ اقبال کے انتخاب پر مشتمل ہے جس میں ان کی منظوم تالیفات کی مختلف شعری اصناف کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔(۳۰۱)

فاضل مؤلف نے علامہ موصوف کی شاعری کی لفظی و معنوی مطابقت سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ باجود اظہارِ اعتذار، اقبال الفاظ کے حُسنِ انتخاب میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ کہیں کہیں معانی کی بلندی، الفاظ کا ساتھ نہیں دے سکی، اس کے باجود ان کے اکثر کلام میں لفظ و معنی کی یگانگت نظر آتی ہے۔ قدرتِ زبان کے مظہر ان کے کلام میں سادگی اور زورِ بیان، حلاوت اور زیبائی کے حامل اشعار کی کمی نہیں۔ کلام کا بیشتر حصہ سبکِ عراقی کا آئینہ دار ہے اس کے باوجود اصفہانی ہندی کے نمونے بھی مل جاتے ہیں۔(۳۰۲)

حاصل کلام:۔ کتاب ''دانای راز'' کے محاسن کے اجمالی جائزہ کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''دانائے راز'' بہر حال اقبال کو متعارف کروانے کی خاطر ایک مفید کوشش ہے۔ اقبال کے بعض پسندیدہ موضوعات کو مولف نے باندازِ خاص بیان کیا اور ان کی شعرو شاعری کے بارے میں مؤثر تجزیہ پیش کیا ہے۔ حسنِ طباعت اور خاص اشعار کو bold letters میں چھپوانا اس کتاب کی ایک اور خصوصیت ہے۔ منتخبہ اشعار کے حواشی بھی جالب توجہ ہیں۔ ہر باب کے آغاز میں اقبال کے ایسے اشعار کو زینت گفتار بنایا گیا ہے جو مناسب حال ہیں۔ مثلاً:

ے ساز تقدیرم و صد نغمۂ پنہاں دارم — ہر کجا زخمۂ اندیشہ رسد تارِ من است (۳۰۳)

ے آنچہ گفتم از جہانی دیگر است — ایں کتاب از آسمانی دیگر است

بر جواناں سہل کن حرف مرا — بہر شان پایاب کن ژرفِ مرا (۳۰۴)

ے در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست — ہمچو مردان جان سپردن زندگیست (۳۰۵)

ے جانِ ما را لذت اندر جستجوست — شعر را سوز از مقام آرزوست (۳۰۶)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد احمدی کی کتاب ''دانای راز'' (فارسی) کے مندرجات پر سیر حاصل، مدلل اور جامع تبصرہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے صرف ایک جگہ

مصنفِ کتاب (احمد احمدی) سے معمولی سا اختلاف کیا ہے۔ احمد احمدی لکھتے ہیں کہ اقبال کے ہاں سبکِ ہندی یا اصفہانی کا سایہ نما نظر آتا ہے۔ مثلاً زبورِ عجم کے مندرجہ ذیل اشعار دیکھیں۔

ے نگاہِ خویش را از نوکِ سوزن تیز تر گردان
چو جوہر در دلِ آئینہ راہے می تواں کردن
دریں گلشن کہ برمرغِ چمن راہِ فغاں تنگ است
باندازِ کشودِ غنچہ آہے می تواں کردن (۳۰۷)

ے شررِ پریدہ رنگم ، مگذر ز جلوۂ من
کہ بتاب یک دو آنے تبِ جاودانہ دارم
نکنم دگر نگاہے بہ رہے کہ طے نمودم
بسراغِ صبحِ فردا روشِ زمانہ دارم (۳۰۸)

ے ازاں برخویش می بالم کہ چشمِ مشتری کو راست
متاعِ عشق نافرسودہ ماند از کم روائی ہا (۳۰۹)

ے دریں میخانہ ہر مینا ز بیمِ محتسب لرزد
مگر یک شیشۂ عاشق کہ از وے لرزہ برسنگ است (۳۱۰)

ے خودی را پردہ میگوئی؟ بگو! من با تو ایں گویم
مزن ایں پردہ را چاکے کہ دامانِ نگہ تنگ است (۳۱۱)

ے آمیختم نفس بہ نسیمِ سحر گہی!
گشتم دریں چمن بہ گلاں نانہادہ پاے (۳۱۲)

ے اگر یک یوسف از زندانِ فرعونے بروں آید
بغارت می تواں دادن متاعِ کاروانے را (۳۱۳)

مذکورہ بالا اشعار لکھنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض، احمد احمدی کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہم نے نو کے نو شعر نقل کر دیے جن پر مؤلف موصوف کو سبکِ ہندی کا شائبہ دکھائی دیا۔ وہ اہلِ زبان ہیں اور قضاوت (رائے دینے) کا حق رکھتے ہیں مگر ہمارا ادنیٰ ذوق ان میں سے صرف تین شعروں کے بارے میں ان سے متفق ہو سکتا ہے۔"(۳۱۴)

زیرِ تبصرہ مضمون میں تمام فارسی اشعار بغیر ترجمے اور بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ دیے گئے اشعار میں متنی اغلاط بھی پائی جاتی ہیں۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ کریں۔

''دانائے راز'' میں دیے گئے اشعار	درست متن
۔ سرود رفتہ باز آید کہ نہ آید	سُرودِ رفتہ باز آید کہ نہ آید؟
نسیمی از حجاز آید کہ نہ آید	نسیمے از حجاز آید کہ نہ آید؟
سر آمد روزگار ایں فقیری	سر آمد روزگارِ ایں فقیرے
دگر دانای راز آید کہ نہ آید (۳۱۵)	دگر دانائے راز آید کہ نہ آید؟ (۳۱۶)

مندرجہ بالا اشعار میں استفہامیہ علامت (؟) نہیں دی گئی جبکہ اصل متن میں یہ علامت دی گئی ہے۔

اگر می آید آں دانای رازی	اگر می آید آں دانائے رازے
بدہ او را نوای دل گذاری	بدہ او را نوائے دل گدازے
ضمیر امّتاں را می کند پاک	ضمیرِ اُمّتاں را می کند پاک
گلیمی یا حکیمی نے نوازی (۳۱۷)	کلیمے یا حکیمے نے نوازی (۳۱۸)

مندرجہ بالا اشعار میں خط کشیدہ الفاظ، درست متن کے مطابق نہیں ہیں۔

بحیثیت مجموعی جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد احمدی کی کتاب ''دانای راز'' (فارسی) کا اس کے مطالب اور محاسن کے حوالے سے مختصر مگر جامع تعارف کرایا ہے جس کی مدد سے معلوم ہوتا ہے کہ ''دانای راز'' فکر اقبال کی درست ترجمانی پر مشتمل ایک دلچسپ، مفید اور قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔

قابلِ تحقیق امور:۔ مضمون کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''کلامِ اقبال کی مقبولیت، فارسی زبان والے ممالک میں بڑھ رہی ہے اور جیسا کہ ''دانائے راز'' کے مندرجات سے بھی واضح ہے، لوگ اقبال کے سوز و ساز اور فکر و فن کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں علامہ اقبال پر فارسی میں کتابیں لکھنے اور ان کے اُردو کلام کو فارسی میں منتقل کرنے کی ضرورت کا احساس تیز تر ہو جانا چاہیے۔'' (۳۱۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کی مندرجہ بالا رائے عین درست اور گراں قدر ہے۔ اس امر پر تحقیق کی ضرورت ہے کہ علامہ اقبال کے اردو کلام کا فارسی میں کس قدر ترجمہ ہو چکا ہے؟ ترجمے کا معیار کیا

ہے؟ کلامِ اقبال کی اردو سے فارسی میں ترجمے کی کس قدر گنجائش موجود ہے؟ علامہ اقبال پر اب تک لکھی گئی فارسی کتب کا معیار کیا ہے اور ان میں سے کن کتب کا اردو میں ترجمہ ہونا چاہیے؟ اس کے علاوہ مقتدرہ اداروں اور افراد کو چاہیے کہ ''دانای راز'' اور اسی طرح کی دیگر کتب کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کا اہتمام بھی کریں۔ یہ ترجمہ سہل اور عام فہم ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال، ادارہ ثقافتِ اسلامی ادارہ برائے ترقی اردو اور اکادمی ادبیات جیسے اداروں کو فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔

11۔زندہ رُود

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۶،شمارہ ۴،اشاعت ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی کتاب ''زندہ رُود''، مطبوعہ ۱۹۷۹ء کا قدرے مفصل اور جامع تعارف کرایا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''زندہ رُود، حیات اقبال کا تشکیلی دور'' سے قبل علامہ اقبال کے فرزند جسٹس اقبال جاوید کی دو کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں: ''نظریۂ پاکستان اور اس پر عمل درعمل'' اور ''مئے لالہ فام'' (مجموعہ تقاریر و مضامین)۔اب ''زندہ رُود، حیاتِ اقبال کا تشکیلی دور'' منظر عام پر آئی ہے۔''زندہ رُود'' سے مراد ہے ''جوئے رواں''۔''جاوید نامہ'' میں رومی سید جمال الدین افغانی سے فرماتے ہیں کہ یہ نام انھوں نے امتزاجاً اقبال کر دیا ہے۔

اس کتاب میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے والد بزرگوار کی ابتدائی کوئی آدھی عمر (۹ نومبر ۱۸۷۷ء تا ۲۷ جولائی ۱۹۰۸ء تک) کے حالات و کوائف محققانہ انداز میں بیان کیے ہیں۔ٹائٹل کے صفحے پر اقبال کی ایک نادر تصویر ہے۔کتاب کے ابتدائیہ اور انتہائیہ میں دونوں طرف شجرۂ نسب خاندانِ اقبال ملتا ہے۔کتاب کے سات ابواب ہیں۔تمام ابواب کے مآخذ و منابع کتاب کے آخر پر یکجا (صفحہ ۱۳۹ تا آخر) دیے گئے ہیں۔کوئی بات بے مآخذ و دلیل نہیں لکھی گئی۔اکثر حوالے نئے مآخذ سے ہیں اور ایک ہی مآخذ سے ماخوذ باتیں بہت کم ہیں۔

کئی حوالوں کے ذیل میں مصنف نے بعض توضیحات و تصریحات بھی پیش کی ہیں۔ابواب ،عنوانات اور ان میں مرقوم حوالوں کی تعداد ملاحظہ فرمائیں۔عنوانات سے ان ابواب کے مندرجات سمجھے جاسکتے ہیں۔ابواب کے ساتھ ان میں مرقوم حوالوں کی تعداد سے مصنف کی محنت کا اندازہ ہوتا ہے۔

باب اول:	سلسلۂ اجداد	۲۴ حوالہ جات
باب دوم:	خاندان سیالکوٹ میں	۲۳ حوالہ جات
باب سوم:	تاریخ ولادت کا مسئلہ	۶۴ حوالہ جات
باب چہارم:	بچپن اور لڑکپن	۶۵ حوالہ جات

باب پنجم:	گورنمنٹ کالج لاہور	۳۱ حوالہ جات
باب ششم:	تدریس و تحقیق	۶۱ حوالہ جات
باب ہفتم:	قیامِ یورپ	۴۶ حوالہ جات

باب اول میں اقبال کے سلسلۂ اجداد کے سلسلے میں تحقیق پیش کی گئی ہے۔ اقبال کے ایک جدامجد بابا لول حاج کشمیری چودھویں صدی عیسوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ ان کے بعد نامعلوم پشتوں کے بعد شیخ اکبر گزرے ہیں۔ ان کے بعد کی چند پشتیں نامعلوم ہیں۔ ان کے بعد شیخ جمال الدین کا ذکر آتا ہے۔ شیخ جمال الدین کے بیٹے کا نام محمد رفیق تھا۔ اقبال کے والد شیخ نور محمد، محمد رفیق کے بیٹے تھے۔

دوسرے باب میں اجدادِ اقبال کی کشمیر سے سیالکوٹ ہجرت کر آنے اور یہاں متمکن ہو جانے کا ذکر ہے۔

تیسرے باب میں اقبال کی تاریخِ ولادت کے سلسلے میں مختلف روایات کے تجزیے کے بعد حتمی نتیجہ یہ اخذ کیا گیا ہے کہ اقبال جمعۃ المبارک کے دن ۳ ذی قعدہ ۱۲۹۴ھ/۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔

چوتھے باب میں اقبال کے بچپن، لڑکپن اور ابتدا سے انٹرمیڈیٹ تک ان کے تعلیمی دور کا محققانہ بیان ملتا ہے۔ اقبال نے محلّہ شوالہ سیالکوٹ کی مسجد میں مولانا ابوعبید اللہ غلام حسن سے درس لینے کا آغاز کیا تھا۔ بعد میں وہ سید میر حسن کے مکتب میں اور پھر ان ہی کے توسط سے اسکاچ مشن سکول میں داخل ہوئے جہاں سے انھوں نے مڈل، میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے عمومی امتحانات پاس کیے اور ۱۸۹۵ء میں بی اے کی کلاسوں میں داخلہ لینے سیالکوٹ سے لاہور آ گئے۔

چوتھے باب میں اقبال کی پہلی شادی کا بھی ذکر ہے۔ ۴ مئی ۱۸۹۳ء کو جب اقبال کے فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کر جانے کی خبر سیالکوٹ میں گردش کر رہی تھی، اس روز ان کی یہ شادی ہوئی۔ شادی کے وقت ان کی عمر سولہ سال تھی اور کریم بی بی، جن سے ان کی شادی ہوئی، کی عمر انیس سال تھی۔ اس بیوی سے اقبال کی ایک انیس سالہ بیٹی معراج بیگم ۱۹۱۵ء میں انتقال کر گئی تھی۔ اقبال کے بڑے صاحبزادے آفتاب اقبال بھی اسی خاتون کے بطن سے تھے۔ کریم بی بی کا اکیاسی سال سے زائد عمر میں حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔

پانچویں باب میں گورنمنٹ کالج میں اقبال کی چار سالہ تعلیمی زندگی کا ذکر ہے۔

چھٹا باب یورپ جانے سے قبل ان کی تدریس و تحقیق کے امور کو محیط ہے۔

آخری ساتواں باب اقبال کے یورپ میں قیام اور ان کے قانون اور فلسفے کی اعلیٰ تعلیم سے متعلق ہے۔

اس کتاب میں بعض ضمنی امور پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔مختلف ابواب میں زیرِ بحث لائے گئے اہم ضمنی موضوعات یہ ہیں:

باب اول، وادی جموں و کشمیر کی تاریخ پندرھویں صدی سے انیسویں صدی عیسوی کے اوائل تک۔ باب دوم: اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی برصغیر میں اور سکھوں کی صوبہ پنجاب اور کشمیر میں کارستانی۔ باب چہارم: برصغیر میں سید احمد خاں کی ترقی، تعلیم اور احیائے مسلمین کی تحریک۔ باب ششم: اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسویں میں عالمِ اسلام کی حالت اور سید جمال الدین افغانی کی اتحاد بین المسلمین کی تحریک۔

یہ ضمنی عالمانہ بحثیں کئی کئی صفحات پر محیط ہیں۔۱۹۰۸ تک شائع ہونے والی اقبال کی کتابوں، ''علم الاقتصاد'' (۱۹۰۴ء) اور ''ایران میں فلسفۂ مابعد الطبیعات کا ارتقاء'' (۱۹۰۸ء) نیز ان کے بعض مقالوں پر فاضل مصنف نے بڑے عمدہ تبصرے کیے ہیں۔

اس کتاب کی کتابت عمدہ ہے۔اس میں کچھ متنی اغلاط رہ گئی ہیں۔مثلاً سر سید احمد خاں کی کتاب ''بستان الکلام'' دوجگہ ''ط'' کے ساتھ مرقوم ہے۔''عبداللطیف'' میں ایک ''ل'' ملتا ہے۔ سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایسی عمدہ کتاب اشاریے کے بغیر ہے۔(۳۲۰)

حاصل کلام:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے اس مضمون میں بطور کلام لکھتے ہیں کہ مجموعی لحاظ سے جو معلومات اقبال کے احوال و آثار کے سلسلے میں ''زندہ رُود'' میں ملتی ہیں، وہ کسی دوسری تصنیف میں یکجا نہیں ملتیں۔اکثر اقبال شناس اور محققین بھی اس کتاب سے مستفید ہوں گے اور ان کو فرزندِ اقبال کے ذاتی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں علامہ مغفور کے بارے میں بعض نئی باتیں یقیناً معلوم ہوں گی۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے زیرِ تبصرہ مضمون میں لکھتے ہیں:

> ''.....اکثر کتابوں میں آج کل بریکٹوں میں مطالب لکھنے اور حوالہ دینے کے سلسلے میں عجیب بے ربطی پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس معاملے میں بڑا تعادل و توازن دکھایا ہے....''(۳۲۱)

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے اکثر مقالات و مضامین میں اور اس مضمون میں بھی

الگ سے حوالہ جات وحواشی کا اہتمام نظر نہیں آتا۔انھوں نے اپنے اس مضمون میں حوالہ جات اور مفاہیم بریکٹوں میں دیے ہیں۔مثلاً وہ لکھتے ہیں:

''زندہ رُود'علامہ اقبال کا دراصل فکر انگیز مستعار نام ہے جس سے یہ''جاوید نامہ'' کے معتد بہ حصے (فلکِ عطارد تا خاتمہ آنسوئے افلاک) میں موسوم رہے ہیں۔''(۳۲۲)

''..... کتاب کے سات باب ہیں اور سب ابواب کے مآخذ ومنابع آخر میں یک جا (صفحہ ۱۳۹ تا آخر) دیے گئے ہیں.....''(۳۲۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب''زندہ رُود'' کی چند متنی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔باوجود احتیاط کے اکا دکّا متنی اغلاط متن میں رہ ہی جاتی ہیں۔کمپوزنگ اور پروف خوانی اگر بھرپور توجہ اور احتیاط سے نہ کی جائے تو متن میں کافی اغلاط نظر آتی ہیں جس سے تحریر کا حُسن اور معیار دونوں متاثر ہوتے ہیں۔زیرِ تبصرہ مضمون میں اسی طرح کی کچھ متنی اغلاط نظر آتی ہیں۔مثلاً''تقاریر'' کی جگہ پر ''تعازیر'' لکھا ہوا ہے۔کہیں جمع کے بجائے واحد اسم استعمال ہوا ہے۔مثلاً مندرجہ بالا اقتباس میں''سات ابواب'' کے بجائے''سات باب'' لکھا ہوا ہے۔علامہ اقبال کا پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ''ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقاء''۱۹۰۸ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا تھا مگر مضمون میں اس کا سنِ تکمیل ۱۸۰۸ء درج ہے۔اسی طرح مضمون میں لکھا ہے کہ''بابا لول حاج کشمیری چودھویں صدی عیسوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے''۔جبکہ''زندہ رُود'' کے ۲۰۰۸ء کے ایڈیشن میں لکھا ہے کہ بابا لول حاج پندرھویں صدی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔(۳۲۴)

زیرِ تبصرہ مضمون میں''زندہ رُود (جلد اول)'' پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے جو کہ ۱۹۷۹ء میں طبع ہوئی تھی۔اس کی جلد دوم،''حیاتِ اقبال کا وسطی دور'' ۱۹۸۱ء میں اور جلد سوم، حیاتِ اقبال کا اختتامی دور ۱۹۸۴ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے شائع ہوئیں۔تینوں جلدیں اکیس ابواب پر مشتمل ہیں۔پہلی جلد سات ابواب اور ۱۶۰ صفحات، دوسری جلد سات ابواب اور ۱۷۶ صفحات اور تیسری جلد بھی سات ابواب اور ۴۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔تینوں جلدوں کے کل صفحات ۷۷۴ ہیں۔یہ کتاب ایک جلد میں بھی شائع ہوگئی ہے۔سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور سے اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۴ء اور دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا تھا۔

''زندہ رُود'' کے ہر ایک باب کے آخر پر'مآخذ' کے عنوان سے حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں مگر کتاب کے آخر پر''مآخذ ومصادر'' کی فہرست نہیں دی گئی۔''مآخذ ومصادر'' کی فہرست سے

بآسانی علم ہوسکتا تھا کہ تحقیق وتنقید کی بنیاد بننے والی کتابیں بنیادی اور اولین مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں یا کہ ثانوی مآخذ کی۔ ''زندہ رُود'' میں ''اقبال کے عقائد'' اور ''اقبال بطور وکیل'' کے ابواب کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ دینی و مذہبی لحاظ سے علامہ اقبال کے افکار کے بارے میں کئی اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔ انھیں احمدیت کا حامی قرار دینے کی کوشش کی گئی۔ ان کی قرآن فہمی پر اعتراضات کیے گئے۔ یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ وہ حدیث کے قائل نہیں تھے اور صرف قرآن کو حجت تسلیم کرتے تھے۔۔ علامہ اقبال خود اپنے عقائد کے بارے میں ایک کتاب ''Islam As I Understand It'' کے عنوان سے لکھنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۲۸ء میں ایک بنیادی خاکہ بھی تیار کیا تھا۔ اور ۱۹۳۸ء تک اس پر کام کرتے رہے۔ انھوں نے اس ضمن میں خان نیاز الدین خان اور مولانا مودودی سے خط وکتابت بھی کی۔ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (م:۱۹۹۸ء) نے اپنی کتاب ''ارمغانِ اقبال'' میں اس خاکے کی تمام جزئیات اور تفاصیل بیان کی ہیں۔ ''زندہ رُود'' میں اس موضوع پر ایک باب شامل ہونا چاہیے تھا۔ اگر اس موضوع پر الگ سے کتاب بھی لکھی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔

''زندہ رُود'' میں ''اقبال اور احمدیت'' کے موضوع پر قریباً چالیس پچاس صفحات لکھے گئے ہیں۔ ان کے جواب میں شیخ عبدالماجد نے قریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل کتاب بطور تردید لکھ دی۔ ''زندہ رُود'' کی بعد کی اشاعتوں میں شیخ عبدالماجد کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا جانا چاہیے تھا۔ ''زندہ رُود'' کے جتنے بھی ایڈیشن شائع ہوئے انھیں نظرِ ثانی سے بہتر نہیں بنایا گیا۔ ''زندہ رُود'' کے ۲۰۰۸ء کے ایڈیشن کو ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے دیباچے میں ''نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن'' تصور کیا ہے۔ اس میں اتنی نظرِ ثانی کی گئی ہے کہ اسلام آباد کے میاں غلام قادر نے اس کی جن اغلاط کی نشاندہی کی تھی انھیں درست کر دیا گیا۔ ''زندہ رُود'' کے علمی و ادبی اور تحقیقی معیار کو بہتر بنانے کی کافی گنجائش موجود تھی مگر اس صرف توجہ نہیں کی گئی۔ (۳۲۵)

تحقیق طلب امور:۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل کی سطح پر ''علامہ اقبال کی سوانح عمریوں کا تحقیقی جائزہ (مطبوعہ ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۸ء)'' کے عنوان کے تحت ۱۹۹۳ء میں اور ''زندہ رُود کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے عنوان سے ۲۰۰۲ء میں اس کتاب پر تحقیقی کام ہو چکا ہے جسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے، آئندہ اشاعت میں اس کتاب کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

12۔کلیاتِ اقبال اردو/ کلیاتِ اقبال فارسی

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) اقبال اکادمی کے مجلّے ''اقبالیات اردو'' کی اشاعت جنوری تا مارچ ۱۹۹۴ء کے صفحہ نمبر ۵۱ تا ۶۵ پر طبع ہوا تھا۔اس مضمون کی ابتدا میں دونوں کلیات کی طباعت سے متعلقہ معلومات تحریر کی گئی ہیں۔اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ کے اشعار کے حوالے سے زمانِ حقیقی (زمانِ خالص) اور زمانِ غیر حقیقی (زمانِ اعتباری و زمانِ ارضی، ریاضیاتی زمان، سلسلۂ روز و شب پر مشتمل زماں) کا ذکر کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ زمانِ اعتباری سلسلۂ روز و شب پر مشتمل ہے۔اسے مدنظر رکھتے ہوئے لوگ گزشتہ، حال اور مستقبل کی صدی پر غور و فکر کرتے رہے ہیں، اگرچہ

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک　　دلیل کم نظری قصہ جدید و قدیم (۳۲۶)

علامہ اقبال قرآن مجید کی تعلیمات سے خصوصی وابستگی رکھتے تھے۔ماضی، حال اور مستقبل، سب پر ان کی گہری نگاہ تھی۔اسی لیے انھوں نے خود کو شاعرِ فردا (مستقبل کا شاعر) قرار دیا تھا۔

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں　　آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ (۳۲۷)

نغمہ ام از زخمہ بے پرواستم　　من نوائے شاعرِ فرداستم! (۳۲۸)

علامہ اقبال کی شاعری بیسویں صدی عیسوی کے تقریباً ابتدائی چالیس برس پر محیط ہے۔ان کے افکار کی وسعت، عالمگیری اور جہانگیری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم عصر شعرا نے اس صدی کو ''عصرِ اقبال'' قرار دیا ہے۔کلامِ اقبال، فکرِ اقبال کا ترجمان ہے۔فکری، علمی، ادبی، سماجی و مذہبی اہمیت کے پیشِ نظر یہ بار بار شائع ہوتا رہا ہے۔اس ضمن میں نیشنل بک فاؤنڈیشن اور اقبال اکادمی پاکستان کے اشتراک سے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی کو متنی ترتیب میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ 1991ء میں شائع کیا گیا ہے۔ان کلیات کی اشاعت تو علمی و ادبی نقطہ نظر سے ایک اہم پیش رفت ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض مزید لکھتے ہیں کہ دونوں کلیات معاصر خطاطی کے اعلیٰ نمونوں کے آئینہ دار ہیں۔جلدیں بھی مجلّل اور مستحکم ہیں اور کاغذ نفیس ہے۔صفحہ بندی میں کلیات کے اور ہر انفرادی کتاب کے صفحے جدت آمیزی سے ہر ورق کے وسط میں لگائے گئے ہیں۔

ابتدا میں ایک صفحہ علامہ اقبال کے اعتذار وانکسار کا آئینہ دار ہے۔ حضرت علامہ نے لکھا ہے کہ وہ خاص مقاصد کی تکمیل کی خاطر نغمہ سرا ہوئے ہیں۔ بعد کے سات صفحات عالمی مشاہیر کی آراء اور حضور اقبال ان کے خراجِ عقیدت کے اقتباسات پر مشتمل ہیں۔ اردو کلیات میں یہ اقتباسات بزبانِ اردو ملتے ہیں اور فارسی کلیات میں فارسی ترجمے کی صورت میں۔ یہاں مشاہیر کا خراجِ عقیدت نثر و نظم میں ملتا ہے۔ ان میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح، علامہ سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر علی شریعتی، ملک الشعراء بہار، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی اور ڈاکٹر عبد الوہاب عزام کے ارشادات دیکھے جاسکتے ہیں۔ راقم الحروف فارسی کلیات کی اشاعت کے سلسلے میں شریکِ تعاون بھی رہا۔ (۳۲۹)

کلیاتِ اقبال اردو:۔ اس کے مجموعی صفحات ۷۵۶ ہیں اور تعداد اشاعت ۳۵۰۰ ہے۔ اس کے اندرونی صفحے پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے کلمات مبارک ہیں اور صفحے کے دوسری طرف نظم ''ذوق وشوق'' کا بند پنجم، جو نعتیہ ابیات پر مشتمل ہے اور اس شعر سے شروع ہوتا ہے ؎

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (۳۳۰)

تحریر اقبال کے عکس مختلف حصوں اور نظموں کے آغاز میں یا بالمقابل شائع ہوئے ہیں مگر جہاں عکس اور مطبوعہ متن کی رونمائی آمنے سامنے ہوئی، وہاں حسنِ طباعت نے ذوقِ نظر سے خراج تحسین وصول کر ہی لیا مثلاً نظم ''بلادِ اسلامیہ'' کے آغاز میں جو بانگِ درا حصہ سوم کی پہلی نظم ہے، اسی حصے کی غزلیات کے آغاز میں، بال جبریل کے سرنامے اور رباعیات کے شروع میں اور ضربِ کلیم نیز ارمغانِ حجاز حصہ اردو کے آغاز میں۔ ارمغانِ حجاز کے فارسی حصے کی طرف توجہ دلانے کی خاطر شروع کے ایک صفحے کو ارمغان حجاز کے مسودے کے ابتدائی صفحے کے عکس سے مزین کیا گیا ہے۔

کلیاتِ اقبال اردو کی فہرس مضامین، اس کے حواشی اور اشارات علامہ اقبال کے زیرِ نگرانی شائع ہونے والی کتب کے سے ہیں۔ متن کی اصلاح اور اس کے درست طبع ہونے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ ایک مفید اضافہ غزلیات، رباعیات اور قطعات وغیرہم کی فہرست بندی اور ہر غزل، رباعی یا قطعے وغیرہ کے مصرع اول کا درج کرنا ہے۔ علامہ مرحوم نے رباعیات یا اصطلاحاً دوبیتیوں کو بے عنوان ہی درج کیا تھا۔ غزل کو شاذ ہی غزل کا عنوان دیا تھا۔ یہی حال قطعات کا تھا۔ کلیاتِ اقبال کا یہ اہتمام قابلِ ستائش ہے کہ اب غزل، دوبیتی یا رباعی اور قطعہ صنفی عنوان ہی سے مزین نہیں بلکہ ہر اس جداگانہ تخلیق کا مصرع اول مکمل طور پر فہرست میں مرقوم ہے۔ اس جدت سے

فہرست عناوین تو طویل ہوگئی لیکن حوالے کا کام اور آسان ہوگیا۔ بانگِ درا حصہ اول میں ۱۳ غزلیں، حصہ دوم میں ۷ غزلیں اور حصہ سوم میں بشمول ظریفانہ کلام ۳۰ قطعے اور ۸ غزلیں ہیں۔ بال جبریل میں نظموں کے عنوان تھے تاہم کتاب بے فہرست ہی رہی۔ اب اس کے دونوں حصوں کی ۷۷ غزلوں کو مشخص کیا گیا۔ ۴ قطعوں اور ۴۲ دوبیتیوں کے مصرع ہائے اولیٰ درج کیے گئے۔ یوں صفحہ ۳۲۹ سے ۳۴۲ تک ۱۵ صفحے اس کتاب کی طویل فہرست پر محیط ہوگئے۔ البتہ ضربِ کلیم کی پہلے سے فہرست موجود تھی۔ اس کتاب میں کل ۴ غزلیں ہیں۔ ۲۰ قطعے یا غزل نما قطعات ''محراب گل افغان کے افکار'' کے عنوان سے ہیں۔ فہرست میں ان غزلوں اور قطعوں کے پہلے مصرعوں کے ۲۴ نئے اندراج کیے گئے ہیں۔ ارمغانِ حجاز حصہ اردو کے داخل کتاب عنوانات کی فہرست بندی کی گئی ہے نیز ۱۳ رباعیات (دوبیتیوں) اور ۱۹ قطعات یا غزل پاروں کے پہلے مصرعوں کو فہرست عنوانات میں پہلی بار شامل کیا گیا ہے۔(۳۳۱)

''بالِ جبریل'' کا پہلا مجوزہ عنوان ''نشانِ منزل'' تھا۔ چونکہ علامہ اقبال کو منزل کا جمود اور ٹھہراؤ پسند نہ تھا، اس لیے انھوں نے روح الامین، حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نسبت سے اس کا عنوان ''بالِ جبریل'' رکھا۔ اسی طرح علامہ اقبال، ''ضربِ کلیم'' کا نام ''صورِ اسرافیل'' رکھنا چاہتے تھے مگر بعد میں اپنے افکار کی بہتر نمائندگی کے لیے انھیں ''ضربِ کلیم'' کا عنوان پسند آیا۔

کلیاتِ اقبال فارسی:۔ کلیات اقبال فارسی کے مجموعی صفحات ۸۶۸ ہیں اور تعداد اشاعت وہی ساڑھے تین ہزار نسخے۔ اس کے خطاط یا خوش نویس ایران کے امیر فلسفی ہیں۔

علامہ اقبال کا فارسی کلیات گزشتہ ربع قرن کے دوران تین چار ایرانی ناشروں نے شائع کروایا اور عنوانات کی فہرست بندی بھی کی، تاہم موجودہ کلیات کی فہارس اور عناوین زیادہ ذوق پرور اور سہولت آمیز ہیں۔ اپنی دونوں مثنویاں ''اسرارِ خودی'' اور ''رموزِ بےخودی'' علامہ مرحوم نے خود ہی یکجا کردی تھیں، لہٰذا انھیں یکجا ہی رکھا گیا اور ان کی فہرست بھی مشترکہ اور جداگانہ لکھی گئی ہے۔ بالمقابل مسودے کی رو سے عکسی طباعت مظہر ہے کہ شاعر نے ان مثنویوں کی ترتیب میں پس و پیش کیا تھا اور مثنوی ''اسرارِ خودی'' کا پہلا نام ''پیامِ سروش'' تھا۔ یاد رہے کہ زرتشتی مذہب کا سروش ہمارے ہاں کے جبرئیل سے ملتا جلتا ہے۔

دیوان ''پیامِ مشرق'' کی فہرست پہلے سے متداول تھی۔ ۱۶۳ رباعیات (دوبیتیوں) اور ۴۵ غزلوں کے آغازیہ مصرعے پہلی بار شائع کر کے فہرست جامع بنائی گئی ہے۔ ابتدائی دیوان میں

اقبال کے انگریزی نوٹس اور ہر حصے میں تحریرِ اقبال کے عکسی چاپ دیے گئے ہیں۔ کتاب کے اردو دیباچے کا فارسی ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے تاکہ وہ فارسی دانوں کے لیے قابلِ فہم ہو۔ کتاب کے آخری حصے ''خردہ'' میں ۱۴۱ نکات ہیں۔ اس حصے کی بھی اگر فہرست بندی کر دی جاتی تو بہتر ہوتا۔

''زبورِ عجم'' کی غزلیات کے دو حصے ہیں اور اس مجموعے کے دو ضمائم ہیں: مثنوی ''گلشن راز جدید'' اور ''بندگی نامہ''۔ غزلیں پہلے حصے میں ۵۷ اور دوسرے میں ۷۶ ہیں۔ تمہیدی قطعہ، دعا اور سرنامے ان کے علاوہ ہیں۔ ان سب کی اب خاطر خواہ فہرست بندی کی گئی ہے۔ ''بندگی نامے'' میں پہلے والی مختصر فہرست ہی ہے۔ مثنوی ''گلشن راز جدید'' کے ۹ یا ۱۱ سوالات کی فہرست بنالی جاتی تو بہتر ہوتا۔ اس مثنوی میں ایک غزل بھی ہے جو فہرست میں درج ہونے سے رہ گئی ہے۔

''جاوید نامہ'' کی فہرست پہلے سے خاصی جامع تھی' البتہ اس کی غزلوں کے مصرع ہائے اولیہ یہاں مشخص کر دیے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کی فہرست کی تجدید بلا احتیاج تھی' البتہ مسودے کی عکسی طبع سے تزئین خوب خوب کی گئی ہے۔ مثنوی ''مسافر'' کا مسودہ دیگر کاغذات میں ایسے پھنسا ہوا ہے کہ اس کا عکس نہ کلیات سے نمایاں ہے نہ کسی اور ذریعے سے۔

''ارمغانِ حجاز'' حصہ فارسی سب کی سب رباعیات یا دو بیتیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مسودے کی عکسی طبع کے عمدہ نمونے سلیقے سے شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ صفحہ ۷۵۵ تا ۷۶۸ (۱۴ صفحے) پر مشروح فہرست ہے۔ ان صفحات میں ہر رباعی یا دو بیتی کا مصرع اولیٰ درج کر دیا گیا ہے جس سے یہ حصہ دو بیتیوں کا کشف الابیات بن گیا ہے۔ کل دو بیتیاں ۳۹۳ ہیں۔ (۳۳۲)

عکسی طباعت میں قارئین بعض دلچسپ اصطلاحات دیکھیں گے مثلاً ''حضور رسالت'' کا سرنامہ عزت بخاری کا یہ نعتیہ شعر ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا (۳۳۳)

پہلے مصرع کے ''درزیر زمین'' کے الفاظ کو سوءِ ادبی پر محمول کرتے ہوئے' حضرت علامہ نے ''زیر آسمان'' بنا دیا ہے۔ سید نذیر نیازی مرحوم نے اس واقعے کو نقل کیا ہے (دیکھیں' اقبال کے حضور)۔

اس حصے میں ایک دو بیتی ہے۔

گلستانی ز خاک من بر انگیز نم چشمم بخون لالہ آمیز
اگر شایان نیم تیغِ علی را نگاہی دہ چو شمشیرِ علی تیز (۳۳۴)

''حضورِ ملت'' آپ نے ایک اور دو بیتی لکھنا چاہی۔

تو ای نادان بدامانش در آویز　　شراری زین کف خاکی برانگیز
بگیر از من که دیگر با تو بخشند　　نگاہی مثل شمشیر علیؑ تیز (۳۳۵)

غالباً حصہ ''حضور رسالت'' کی اوپر منقولہ دو بیتی یاد کر کے حضرت علامہ نے اس دوسری دو بیتی کو قلم زد کر دیا تھا۔(۳۳۶)

کلیاتِ اقبال کے اصلاح طلب پہلوؤں کی نشاندہی:۔ ڈاکٹر محمد ریاض دونوں کلیاتِ کے اصلاح طلب پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کلیاتِ اقبال اردو اور فارسی یقیناً کلامِ اقبال کے شایانِ شان شائع ہوئے۔ چند سال پہلے انجمن خوش نویسان ایران نے دیوانِ حافظ خاص اہتمام سے شائع کروایا تھا مگر اقبال کے کلیات مجموعی طور پر دو بالاحسن کے ساتھ اشاعت پذیر ہوئے ہیں تاہم نگاہ نکتہ چیں کو ایک ایسا نقص دکھائی دیا جو دونوں کلیات کے ساتھ مخصوص ہے اور ایک دوسرا نقص فارسی کلیات سے متعلق ہے۔ مشترک نقص اعلام و اشاریے کا فقدان ہے۔ اقبال کا کلام بیسویں صدی عیسوی کے آخری عشرے میں اس اہتمام سے شائع ہو مگر بے اعلام و اشاریہ! کم از کم اشخاص، مطبوعات اور اماکن کا اشاریہ ہونا تو لازمی تھا۔

کلیات فارسی میں دیگر توضیحات تو کجا، علامہ اقبال کے لکھے ہوئے معانی، حواشی اور تلمیحات کی توضیحات بھی سرے سے غائب کر دی گئیں، گو راقم الحروف کو علم ہے کہ حضرت علامہ کے اردو میں لکھے ہوئے اشارات فارسی میں ترجمہ کیے گئے تھے۔ ایران سے باہر، خصوصاً برصغیر میں فارسی کی کساد بازاری کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ علامہ اقبال نے ۱۹۱۵ء تا ۱۹۳۸ء جو اشارات اور معانی لکھے، ان کے باقی رکھنے بلکہ ان پر اضافوں کی ضرورت ہے۔ علامہ مرحوم نے صرف تلمیحات واضح نہیں کیں یا لغوی معانی ہی نہیں لکھے، انھوں نے بعض فکری اور فنی نکات بھی بتائے ہیں جن کی جس طرح اردو زبان کو احتیاج ہے، اسی طرح فارسی زبان والوں کو بھی لغوی معانی کے مفید ہونے میں کلام نہیں۔ اقبال نے بعض ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو ہر لغت میں بھی دست یاب نہیں جیسے تلخ بمعنیٰ سیاہ اور شان، بمعنی قند، شہد کی مکھیوں کا چھتہ۔ انھوں نے مزید علیہ الفاظ وضع کیے مثلاً نرگس سے نرگسان، برہمن سے برہمندی۔ جاوید نامہ میں نئے اسماء اور اماکن ملتے ہیں جیسے فرزمرز، قشمرود، مرغدین۔ ایسے کلمات کی وضاحت حواشی میں موجود ہوتی تو عام قارئین خواہ مخواہ لغات اور دائرۃ المعارف کی طرف رجوع کرنے کی زحمت محسوس نہ کرتے۔ کلیاتِ فارسی، کی یہ اشاعت جدید فارسی رسم الخط کے ایران سے باہر تداول کی خاطر بڑی خوش آئند ہے۔ کلامِ اقبال کی یہ

جزالت قابلِ توجہ ہے کہ وہ بڑی یاء یعنی یائے وحدت اور نون غنہ کے بغیر' چھوٹی یاء اور نون با اعلان کے ساتھ بھی ہر کہیں مترنم اور دلاویز رہتا ہے۔توقع ہے کہ اس کلیات فارسی اقبال کے متداول ہونے سے ایران و پاکستان کا فارسی خط زیادہ یکسانیت کا آئینہ دار ہوگا اور یوں ادائے تلفظ میں بھی قربت آتی جائے گی۔(۳۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون کے آخر پر ''پس تحریر'' کے عنوان سے دونوں کلیاتِ کی طبع نو میں کیے گئے اضافوں پر اضافی نوٹس دیے گئے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کے اردو اور فارسی کلیات پر یہ تبصرہ لکھا جا چکا تھا کہ آج ۲۰ نومبر ۱۹۹۱ء کو اس کلیات کی ایک اور طباعت موصول ہوئی جس کے پہلے سولہ صفحے یکسر بدل دیے گئے ہیں۔اس تبدیلی سے معلوم ہوا کہ اکادمی کے موجودہ ڈائریکٹر محترم پروفیسر محمد منور نے ۱۵ جون ۱۹۸۹ء کو دونوں ''کلیات'' پر ایک مقدمہ تحریر کیا جو اکادمی کے دورفترت میں شائع نہ ہوا۔اب کے ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کی ایک پیش گفتار بھی شائع ہوئی ہے۔ناظم اقبال اکادمی نے دونوں کلیات پر الگ الگ مقدمے تحریر کیے ہیں۔اردو کلیات کے مقدمے میں انھوں نے ترتیب اور املا کے سلسلے میں لکھا ہے:

> ''اس نسخے میں سابق ترتیب اور املا میں کہیں کہیں کچھ تبدیلیاں نظر آئیں گی جو ہمارے زمانے کے سربرآوردہ اقبال شناسوں اور زبان دانوں کی باہمی مشاورت کا نتیجہ ہیں۔اس معاملے میں بنیادی طور پر دو امور پیش نظر رہے۔اول یہ کہ املا کی اساس رواج کے بجائے استناد پر رکھی گئی ہے اور دوم یہ کہ علامہ کے زمانے میں بعض ضروریات کی وجہ سے خالی جگہ کو دوبیتیوں سے بھر دیا جاتا تھا ۔ہم نے صفحے میں رہ جانے والے ایسے خلا کو پر کرنا ضروری نہیں سمجھا اور دوبیتیوں کو مناسب مقامات پر منتقل کر دیا ہے۔یوں کہہ لیں کہ اس باب میں ہم نے معیاری رواج کو ترجیح دی ہے۔اس طرح مختلف حصوں کی اپنی اپنی معنوی اور صنفی وحدت مزید نمایاں ہوگئی' نیز اس کتاب کا آرائشی پہلو مزید اجاگر ہوگیا۔''(۳۳۸)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ انور جاوید نے کلیات کی ۱۹۹۰ء کی اس نئی اشاعت کو ذیل کے تاریخی قطعے میں محفوظ کیا ہے۔

مجموعہ شعر حضرت علامہ   اسرارِ کلام حق کا کہیے مجمع
تاریخ طبع نو بھی کہے انور   ''واللہ ذالک الفوز العظیم''

۱۹۹۰ء

اردو کلیات کے صفحہ ۶ پر یہ نوید ملتی ہے کہ کلیات اقبال کا اشاریہ اور حواشی ایک مستقل جلد کی

صورت میں شائع ہوں گے۔ یقیناً اشاریے اور حواشی کی یہ کتاب اردو اور فارسی دونوں کلیات پر محیط ہوگی۔ فارسی مقدمہ ایران اور برصغیر کی فارسی روایات کے سلسلے میں بہت مناسب اور برمحل ہے۔ صفحہ ۱۱ کے آخر میں اور صفحہ ۱۲ پر ایران اور علامہ اقبال کے روابط کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہوا ملتا ہے اس کی تصدیق ایک معاصر اقبال شناس کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے یہ محمد بقائی ماکان ہیں جنھوں نے علامہ اقبال پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ وہ برملا لکھتے ہیں کہ اقبال کا تعلق جس قدر ایران سے ہے اتنا کسی دوسرے ملک سے ہرگز نہیں اور اسی لیے اقبال کو ایران کا ہم زبان اس ملک کی ثقافت کا ترجمان اور یہاں کی عزت و آبرو کا نشان کہا جا سکتا ہے۔

اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی یہ تبدیلی جو ابتدائی سولہ صفحوں میں نظر آتی ہے مجموعی طور پر بڑی خوش آئندہ ہے۔ کلیات اقبال فارسی کی خوش نویسی کے سلسلے میں صفحہ ۴ پر اقبال اکادمی کی طرف سے ایران کی وزارت فرہنگ اور ارشاد اسلامی کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا گیا ہے جو پہلی اشاعت کے آخر میں ایک دو بیرونی سطروں سے زیادہ نہ تھا۔ انور جاوید صاحب نے فارسی کلیات کی اشاعت پر اردو قطعہ تاریخ کو فارسی میں منتقل کیا ہے۔

مجموعہ شعر حضرت علامہ — اسرارِ کلام حق را گوئی معجم
تاریخ طبع نو بگو اے انور — "واللہ ذالک الفوز العظیم"

۱۹۹۰ء

البتہ کلیات کی پہلی اشاعت میں جو سولہ صفحے لکھے گئے تھے ان کے بعض اقوال و اشعار کی بڑی اہمیت ہے۔ ان میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح مولانا عبدالماجد دریابادی ڈاکٹر عبدالقادر مولانا سعید اکبرآبادی کے اقوال اور مولانا غلام قادر گرامی ملک الشعرا محمد تقی بہار کے اشعار خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ امید ہے ان سے کلیات کے حواشی وغیرہ میں استفادہ کیا جائے گا۔(۳۳۹)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون اقبال اکادمی کے مجلّہ اقبالیات (اردو) میں شائع ہُوا تھا۔ زیرِ تبصرہ کلیاتِ اقبال اردو و فارسی بھی اسی ادارے نے شائع کیے تھے۔ اس لیے اصولِ رواداری و مفاہمتِ باہمی کے تحت اس بات کی گنجائش تھی کہ زیرِ تبصرہ مطبوعہ کتب کے صرف محاسن ہی اجاگر ہوں۔ اس تبصرے میں اسی طرح کی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ تحقیق و تنقید کے تقاضوں میں یہ بھی شامل تھا کہ محاسن کے ساتھ ساتھ ان مطبوعات کی کمزوریوں کی بھی نشاندہی

ہوتا کہ اصلاح اور بہتری کا عمل جاری رہے۔

ڈاکٹر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے اپنے مقالے'' کلام اقبال کی معیاری تدوین واشاعت'' میں اور رشید حسن خاں نے اپنے مقالے'' کلامِ اقبال کی تدوین'' میں دونوں کلیاتِ کے حسنِ طباعت کے اعتراف کے ساتھ ان میں اختیار کیے گئے طرزِ املا اور ترتیبِ متن پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے اور متعدد مستند حوالہ جات سے اپنا مؤقف بیان کیا ہے۔(۳۴۰)

ڈاکٹر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی کی بہت سی خامیوں، ناہمواریوں اور املا کی اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔(۳۴۱)

کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی اور کلیاتِ اقبال مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز میں سے متعدد مثالیں اور حوالہ جات دیتے ہوئے رشید حسن خاں لکھتے ہیں کہ ان کلیات کو تحقیقی و معیاری اور مستند قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کلامِ اقبال کا تحقیق و تدوین کے لحاظ سے معیاری اڈیشن مرتب کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نقل در نقل اشاعت سے اغلاط کے اضافہ کے ساتھ غیر معیاری اڈیشن شائع ہوتے رہیں گے۔ اس طرح کلامِ اقبال اپنی اصل صورت میں رائج نہیں رہے گا۔(۳۴۲)

حاصل کلام:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مضمون میں کلیات اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی کے حسنِ طباعت، ترتیبِ متن اور کلامِ اقبال اردو و فارسی کی مصرع وار فہرست کا ذکر کیا ہے۔ کلامِ اقبال کے بے اعلام و اشاریہ ہونے پر اور گزشتہ اشاعتوں میں موجود معانی، حواشی اور توضیحات کے حذف پر حسرت اور تشویش کا اظہار بھی کیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور رشید حسن خاں نے اپنے مقالات میں دونوں کلیات کے حسنِ طباعت کے اعتراف کے ساتھ ان میں اختیار کیے گئے طرزِ املا اور ترتیبِ متن میں تبدیلی پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے اور متعدد مستند حوالہ جات سے اپنا موقف بیان کیا ہے۔ رشید حسن خاں نے مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ کلامِ اقبال کے اب تک شائع ہونے والے تمام اڈیشن بشمول زیرِ تبصرہ اڈیشن کے غیر تحقیقی اڈیشن ہیں۔ تحقیق و تدوین کے لحاظ سے معیاری اڈیشن مرتب کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ یہ ایسی کمی ہے جس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

13۔علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن (حیات وافکار)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تبصرہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے آزادی نمبر، جلد ۳۱، شمارہ ۳، اشاعت جولائی ۱۹۸۴ء کے صفحات نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۸ پر شائع ہوا تھا۔ اپنے اس مضمون میں انھوں نے ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین کی تصنیف ''علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن، حیات وافکار'' پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۱ء کو اقبال اکادمی، لاہور نے شائع کی تھی۔ یہ کتاب ۳۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مولوی سید میر حسن (۱۸۴۴ء تا ۱۹۲۹ء) نے اپنی ملازمت کا آغاز وزیرآباد کے ایک مدرسے سے کیا اور بعد میں آپ تبدیل ہوکر سیالکوٹ آگئے۔ آپ اپنی محنت، لگن اور پُر انہماک تعلیمی سرگرمیوں کی بدولت مثالی استاد ثابت ہوئے۔ آپ کی تعلیم وتربیت کی بدولت علامہ اقبال کو اعلیٰ روحانی، اخلاقی اور فکری ارتقا حاصل کرنے میں بہت زیادہ مدد ملی۔ بنابریں انھوں نے خود کو سید میر حسن کی ''زندہ تصنیف'' قرار دیا اور سرکارِ انگریز کو مجبور کیا کہ ان کے استاد کو ''شمس العلماء'' کے لقب سے ملقب کریں۔ علامہ اقبال کی طرح مولوی احمد دین، افضل حسین، امین حزین، ڈاکٹر جمشید علی راٹھور، مولوی ظفر اقبال، شیخ گلاب دین، پروفیسر محمد اکبر منیر و دیگر بہت سی اعلیٰ علمی وادبی شخصیات نے بھی حسبِ ظرف آپ سے فیض حاصل کیا اور نامور ہوئے۔ علامہ اقبال آپ سے بارہویں جماعت کا امتحان پاس کرنے تک براہِ راست مستفید ہوتے رہے۔ تاہم، بعد میں بھی ان کا عمر بھر آپ سے بلاواسطہ وبالواسطہ، ذہنی و فکری اور روحانی رابطہ رہا۔ وہ اہم امورِ حیات میں آپ سے مشورہ کرتے رہے اور رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ ''رموزِ بےخودی'' کے دیباچے میں اقبال نے تصریح کی ہے کہ اس کتاب کی زبان کے سلسلے میں انھوں نے اپنے نامور استاد سے مشورہ کیا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ جانے کے موقع پر انھوں نے اپنے استادِ محترم کو اس طرح سے یاد کیا ؎

وہ شمع بارگہِ خاندانِ مرتضویؑ　　　رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھ کو

(۳۴۳) بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو نفس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی

آخری عمر میں آپ (سید میر حسن) کی بینائی اور عام جسمانی حالت کمزور پڑ گئی تھی مگر جب تک ممکن تھا علامہ اقبال آپ سے تبادلۂ خیال کرتے رہے۔ اقبال جو حکیمانہ بحث و تمحیص کے ایک فاتح مردِ میدان تھے، آپ کے خاص احترام کے پیشِ نظر کبھی آپ سے کھل کر بحث نہ کرتے بلکہ آپ کے سامنے شعر پڑھنا بھی حضرت علامہ کے لیے مشکل تھا۔

سیر سید احمد خان کا بھی سید میر حسن سے گہرا ذہنی و قلبی اور فکری رابطہ تھا۔ باہمی خط و کتابت میں سید احمد خان، سید میر حسن کو مخدومی، مکرمی، مولوی سید میر حسن صاحب کے کلمات سے مخاطب کرتے تھے۔ وہ مختلف ادبی و علمی سرگرمیوں میں سید میر حسن سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ اپنی وفات (۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء) سے چند روز قبل ۱۱ مارچ کے خط میں وہ اپنی ''تفسیر قرآن مجید'' کی ناتمامی اور اس کی اشاعت کے بارے میں سید میر حسن کو یوں اطلاع دیتے ہیں:

> ''تفسیر قرآن مجید کا تمام ہونا تو مشکل معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ اس کے چھاپہ میں اس قدر خرچ پڑتا ہے کہ میں اس کا متحمل نہیں ہوسکتا اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ مسودہ لکھ کر ڈھیر کرتا جاؤں، اس امید پر کہ کبھی چھپ رہے گی۔ مگر میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ مقاماتِ مشکلہ قرآن مجید اور جو مشکلات بعض معترضین کی طرف سے مذہبِ اسلام پر وارد ہوتی ہیں، ان کے جواب میں چھوٹے چھوٹے رسالے لکھ ڈالوں۔'' (۳۴۴)

سید احمد خان بڑے بالغ نظر انسان تھے۔ ۱۸۹۱ء کے ایک خط میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں مولوی میر حسن مرحوم کو لکھتے ہیں کہ مرزا کی کتابوں کی طرح ان کا دعویٰ الہام قدر و قیمت سے عاری ہے۔ اس ضمن میں زیرِ تبصرہ کتاب میں لکھا ہوا ہے:

> مرزا غلام احمد جب ملازمت کے سلسلے میں سیالکوٹ میں تھے تو میر صاحب کے مرزا صاحب سے تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ کسی خط میں میر صاحب نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کے متعلق میر سید کو لکھا تو جواب میں سر سید نے کہا:۔
>
> ''مرزا غلام احمد قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں۔ اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے'' بہتر''، ہم کو اس سے کیا فائدہ۔ نہ ہمارے دین کے کام کا ہے نہ دنیا کے۔ ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا تو صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے کیا نقصان ہے۔ وہ جو ہوں ''سو ہوں'' اپنے لیے ہوں۔۔۔
>
> جھگڑا اور تکرار کس بات کا ہے۔ ان کی تصانیف میں نے دیکھیں، وہ اسی قسم کی ہیں جیسا کہ ان کا

الہام یعنی نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔۔۔۔۔''(۳۴۵)

ڈاکٹر محمد ریاض زیرِ تبصرہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کتاب تیرہ ابواب یا عنوانات پر مشتمل ہے:

آبا وٗاجداد، میر حسن شاہراہِ زندگی پر، میر حسن بہ حیثیت استاد، علمی، ادبی اور سماجی سرگرمیاں، میر حسن اور سکاچ مشن، افکار وعقائد، مشاہیر سے تعلقات، کتب خانہ، وفات، احباب، تلامذہ، اولاد ،میر حسن سے متعلق متفرق واقعات

زیرِ تبصرہ کتاب عمدہ تحقیق اور شبانہ روز محنت کا ایک دلآویز مجموعہ ہے۔ کتاب میں کئی ضمیمے اور ضمنیات ملتی ہیں جن میں مولوی سید میر حسن کا شجرۂ نسب، ان کی اور ان کے خاندان کے لوگوں کی تصویریں اور مولوی صاحب کی تحریریں وغیرہ ملتی ہیں ۔ یہ کتاب شائع کر کے اقبال اکادمی نے ایک مفید کام انجام دیا ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ تبصرہ کتاب کے مندرجات کے بارے میں تسلی بخش معلومات اور آرا پر مشتمل ہے۔ اس تبصرے میں انھوں نے مولوی سید میر حسن کے نام کے ساتھ ''شمس العلماء'' کا لقب، سر سید احمد خاں اور علامہ اقبال کے ناموں کے ساتھ ''سر'' کا خطاب اور علامہ اقبال کے نام کے ساتھ لفظ ''ڈاکٹر'' بھی استعمال نہیں کیا۔ اس ضمن میں وہ تحریر کرتے ہیں:

> ''کتاب میں سید احمد خاں اور علامہ اقبال کے نام کے ساتھ ''سر'' لکھنے کا اہتمام ہے۔ میرے خیال میں انگریزی حکومت نے ہمارے قومی مہربانوں کو جو خطابات دیے تھے، انھیں اس التزام کے ساتھ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انگریزی حکومت کی ضرورت تھی کہ وہ اپنے معارف پرور اور قدر دان رعایا ہونے کا نام نہاد پرچار کرتی رہے۔ اقبال کو ملتِ اسلامیہ بلکہ عالمِ انسانی ایک مدت سے ''علامہ'' کے لقب سے (نیز دوسرے القاب جیسے ترجمانِ حقیقت، شاعرِ مشرق، دانائے راز اور حکیم الامت وغیرہ) کے ساتھ یاد کرتے رہے ہیں ۔ اس کتاب میں ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین نے ،بعض دوسرے ڈاکٹروں کی طرح، اقبالؔ کو ہر کہیں، ''ڈاکٹر اقبال'' لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ ان کی نیت خدا جانے ،مگر بعض دوسرے ڈاکٹر اس خود فریبی میں مبتلا دیکھے گئے کہ ڈاکٹر اقبال لکھ کر وہ بھی اپنے آپ کو صفِ اول کا مفکر سمجھتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ حضرت اقبالؔ کو کم از کم ''علامہ اقبال'' لکھا جائے اور ان کے نام کے ساتھ ''ڈاکٹر'' کا التزام ترک کر دیا جائے۔''(۳۴۶)

میرا (مقالہ نگار کا) خیال ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مندرجہ بالا افکار کی تائید وتردید نہیں کی

جاسکتی۔اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض یہی سمجھتے تھے کہ ان مشاہیر کو تکریم کے لیے ان القابات کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہی اب ضرورت ہے کہ اس حوالے سے انھیں متعارف کرایا جائے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں حوالہ جات و حواشی نہیں دیے گئے۔اس میں علامہ اقبال کے دو اشعار بھی بغیر حوالے کے دیئے گئے ہیں۔بحیثیتِ مجموعی، زیرِ تبصرہ کتاب پر ان کا یہ مضمون تسلی بخش معلومات پر مشتمل ہے۔اس مضمون کی مدد سے زیرِ تبصرہ کتاب کے بارے میں تسلی بخش حد تک معلومات فراہم ہوگئی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم

01۔اقبال اور ابنِ حلاج

۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۷ء)، ص ۶

۲۔ ایضاً، ص ۸

۳۔ ایضاً، ص ۹ تا ۱۲

۴۔ ایضاً، ص ۹

۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''آفاقِ اقبال''، (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۸۵ تا ۲۱۶

۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخِ تصوف''، (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، بار اول، مارچ ۱۹۸۵ء)، ص ۲۷

۷۔ ایضاً، ص ۹ تا ۱۱
محمد ریاض، ڈاکٹر، ''آفاقِ اقبال''، ص ۶

۸۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، سمن آباد، بار اول، ۲۰۰۸ء)، ص ۳۷

۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص ۱۳

۱۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخِ تصوف''، ص ۲۷

۱۱۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی، ص ۹۴

12. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Translated By: Aisha Abd ur Rehman, Page#1

۱۳۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص ۳۷

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص ۱۴

۱۵۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخِ تصوف''، ص ۲۷

۱۶۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۹۴

17. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Page#2

۱۸۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۳۹

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص۲۱

۲۰۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''، ص۳۷

۲۱۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۹۹

22. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Page#3

۲۳۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۴۷ تا ۴۸

۲۴۔ ایضاً ص۵۷

۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص۳۴ تا ۳۵

۲۶۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''، ص۵۷ تا ۶۷

۲۷۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۱۱۸

28. Mansur Al-Hallaj, "The Tawasin", Page#4

۲۹۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۶۲

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص۶۱

۳۱۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، ''تاریخ تصوف''، ص۶۷

۳۲۔ حسین بن منصور الحلاج، طواسین، ص۱۴۸ تا ۱۴۹

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور ابن حلاج''، ص۱۴ تا ۱۵

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، رموزِ بے خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۱۰۱، ۱۵۶

02۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!

۳۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۷۹۹/۳

پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! مترجمین: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید، (لاہور: اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، بار اول، ۱۹۸۲ء)، ص۲

۳۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! ص۳ تا ۷

یوسف سلیم چشتی ، شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، ۱۹۸۲ء)، ص۱۴۹تا۱۵۱

حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۲۰۰۴ء)، ص۳

۳۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! ص۹

۳۷۔ ایضاً، ص۱۶تا۱۷

۳۸۔ ایضاً، ص۵۲تا۵۴

۳۹۔ سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (مقالہ ایم فل)، ص۹۸تا۹۹

محمد حمید کھوکھر، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق مع ''مسافر'' کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' مقالہ: ایم فل، نگران: ڈاکٹر پروفیسر محمد ریاض، (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء)، ۱۷۰تا۱۷۴

۴۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۸۱۶/ ۲۰

۴۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' (سلیس اردو ترجمہ)، جلد دوم، مترجم: میاں عبدالرشید، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۶۰۹/ ۳۷

۴۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! مترجمین: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید، ص۲۸

۴۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق''، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص۸۳۹/ ۴۳

۴۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' (سلیس اردو ترجمہ)، جلد دوم، مترجم: میاں عبدالرشید، ص۱۶۵۵/ ۸۳

۴۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! مترجمین: ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر سعادت سعید، ص۴۷

03۔ علامہ اقبال اسلامی فکر کے عظیم معمار

۴۶۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی (لاہور: فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۹۴ء)، ص ۹ تا ۲۵

۴۷۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (راولپنڈی: رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، باراول، اپریل ۱۹۸۲ء)، ص ۹

چونکہ زیرِ تبصرہ ترجمہ تقریر کے مفہوم پر مبنی ہے، اس لیے اس میں فہرست عنوانات نہیں دی گئی۔ راقم الحروف نے تقریر میں بیان کردہ مختلف امور کی بآسانی تفہیم کے لیے ذیلی عنوانات پر مشتمل فہرست مرتب کر کے اس تبصرے کے آغاز پر دی ہے۔ ان عنوانات سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر علی شریعتی نے دین اسلام کی روشنی میں اور فکرِ اقبال کے تناظر میں عصرِ حاضر کے مسائل پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ انھوں نے مغربی تہذیب کے تباہ کن اثرات، عورتوں کی اخلاقی پستی اور علامہ اقبال کے مصالحانہ افکار کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، مصلح قرنِ آخر (فارسی متن) (سری نگر: اقبال انسٹیٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۸۲ء)، ص ۲۹

www.shariatihome.com

۴۹۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۱۱

۵۰۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی، ص ۲۷

۵۱۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، مصلح قرنِ آخر (فارسی متن)، ص ۹۸

۵۲۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۴۰

۵۳۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی، ص ۶۳

۵۴۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، مصلح قرنِ آخر (فارسی متن) ص ۱۷

۵۵۔ علی شریعتی، ڈاکٹر، علامہ اقبال، اسلامی فکر کے عظیم معمار، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۶۴
محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۲۵/۵۱۷

04۔ اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی

۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاھوری و دیگر شعرای فارسی گوی''، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات

فارسی ایران و پاکستان، بار اول، ۱۹۷۷ء)، ص iv

۵۷۔ ایضاً، ص، ج تا د؛ ix تا xiii

زیرِ تبصرہ کتاب میں فہرست موضوعات نہیں دی گئی۔ راقم الحروف نے اس تحقیقی جائزے میں فہرست خود مرتب کر کے دی ہے تا کہ کتاب کے متن کی نوعیت اور متن کی ترتیب سمجھنے میں آسانی رہے۔

۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعراء، ۸۹ تا ۹۰

۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال لاهوری و دیگر شعرای فارسی گوی''، ص ۳۵

۶۰۔ ایضاً، ص ۳۷ تا ۳۸

۶۱۔ ایضاً، ص ۱۰۴، ۱۱۶، ۱۱۹

۶۲۔ ایضاً، ص ۹۷ تا ۱۰۰

۶۳۔ ایضاً، ص ۱۳۴

05۔ افکارِ اقبال

۶۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، بار اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۵ تا ۶

محمد سعید اللہ صدیق نے ''عرضِ ناشر'' میں اور ڈاکٹر محمد ریاض نے ''تعارف'' میں لکھا ہے کہ کتاب ''افکارِ اقبال'' ۱۶ انگریزی مقالوں کا اُردو ترجمہ ہے۔ درحقیقت، یہ کتاب ۱۲/ انگریزی مقالوں کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس کے مقالہ نمبر ۱۳ کا عنوان ''اقبال کے نمونہ ہائے تراجم'' ہے اور یہ کسی تحریر کا ترجمہ نہیں بلکہ اس مقالے میں علامہ اقبال کے کیے گئے کچھ منظوم تراجم کی مثالیں دے کر ان کے اسلوبِ ترجمہ کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۶۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ،

''فلسفہ عجم''، مترجم: میر حسن الدین

(جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۴۲ تا ۱۵۸

(حیدر آباد دکن: نفیس اکیڈمی، بار چہارم، دسمبر ۱۹۴۶ء)، ص ۱۹۶ تا ۲۲۲

66. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and edited by Latif

Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 6th Edition, 2015), Page# 93 to 94

٦٧۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، ص۲۲

٦٨۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، ۲۰۱۵ء)، ص۱۱۳ تا ۱۱۴

٦٩۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص۱۴

Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page#18

۷۰۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص۶۳

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص۵۳

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص۱۱۷

Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #97

71. ....Ditto.................., Page#101

۷۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص۳۱

۷۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص۱۲۰

74. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #117

۷۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص۵۲

۷۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص۱۳۷

۷۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ''، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (فیصل آباد: جاوید پبلشرز، باراول، جولائی ۱۹۸۹)، ص۱۵

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص۵۷

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بارِ اقبال، نومبر ۱۹۹۴ء)، ص۷

Muhammad Iqbal, Allama,"Speeches,Writings & Statements of Iqbal", Page#118

۷۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ''، ص۸

79. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #118

۸۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ص ۱۱

۸۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ص ۱۶

۸۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ''، مشمولہ: ''افکارِ اقبال''، ص ۵۸

۸۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مسلم فرقہ .... ایک عمرانی مطالعہ''، مشمولہ: 'علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۳۹

84. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #129

۸۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر''، ص ۲۲

۸۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ، ایک عمرانی مطالعہ''، ص ۳۵

۸۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''ملّتِ اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ''، ص ۶۸

۸۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مسلم فرقہ .... ایک عمرانی مطالعہ''، ص ۱۴۸ تا ۱۴۹

89. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #154

۹۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۸۲

۹۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۷۹

92. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #161

۹۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۸۷

۹۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۸۵

95. Muhammad Iqbal, Allama,"Stray Reflections", Edited by: Dr Javed Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012), Page#147

۹۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۸۸

۹۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مطالعۂ بیدل، فکرِ برگساں کی روشنی میں''، ترتیب و ترجمہ: ڈاکٹر تحسین فراقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، ۱۹۹۵ء)، ص ۱۹ تا ۲۰

۹۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۹۱

۹۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''مطالعۂ بیدل، فکرِ برگساں کی روشنی میں''، ص ۲۸ تا ۲۹

۱۰۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۲۰

۱۰۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۲۰

۱۰۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بارسوم، ۲۰۱۰ء)، ۴۷۶

۱۰۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۲۵

104. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #16

۱۰۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۳۱

۱۰۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۱۸۷

107. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #180

۱۰۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۳۴

۱۰۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۲۰۶

110. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #180-181

۱۱۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۳۵

۱۱۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۲۰۷

113. Muhammad Iqbal, Allama, "Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Page #191-192

۱۱۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۵۷

۱۱۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''، ص ۲۱۸

۱۱۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''افکارِ اقبال''، ص ۱۷۰

۱۱۷۔ ایضاً، ص ۱۷۳

۱۱۸۔ ایضاً، ص ۱۸۴ تا ۱۸۶

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۵۶

۱۱۹۔ سبط حسن رضوی، سید، ڈاکٹر، مجلّہ سہ ماہی ''دانش'' (اسلام آباد: رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، خانہ ۲۵، کوچہ ۲۷، ایف ۲۱۶) ص ۱۵۸

۱۲۰۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس'' (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۷ء) ص ۳۳

''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۶۹، شمارہ ۵ (کراچی: ادارہ قومی زبان، مئی ۱۹۹۷ء) ص ۶۰ تا ۶۳

۱۲۱۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''، ص ۷۶

۱۲۲۔ ہارون الرشید تبسم، پروفیسر ڈاکٹر، ''خورشیدِ اقبال'' (جہلم: جہلم بک کارنر، باراول،) ص ۸۷۷

06۔ شہپرِ جبریل

۱۲۳۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۵ء) ص ۴

۱۲۴۔ ایضاً، ص ۵ تا ۷

سلیم اللہ شاہ، Gabriel's Wing کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۲۰۰۲ء) ص ۴ تا ۷

سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء)، ص ۳۹

۱۲۵۔ ایضاً، ص ۷

۱۲۶۔ ایضاً، ص ۷ تا ۸

۱۲۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی مترجمہ کتاب کے باب اول (مشتمل بر صفحات نمبر ۱۳ تا ۱۱۳) میں درج ذیل صفحات پر توضیحی، تنقیدی، تحقیقی اور اختلافی حواشی دیے ہیں اور ان کے ساتھ قوسین میں لفظ ''مترجم'' لکھ کر، ان کی حیثیت متعین کی ہے:

۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ تا ۳۳، ۳۸، ۴۲ تا ۴۳، ۵۳ تا ۵۷، ۵۹ تا ۶۱، ۶۶، ۶۷، ۷۰ تا ۷۲، ۷۷ تا ۸۰، ۸۳، ۸۶ تا ۸۷، ۸۹، ۹۱، ۹۲، ۹۸، ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۱۳=۳۷ صفحات

اصل کتاب کے ہر باب کے شروع تا آخر حواشی کے نمبر ۱، ۲، ۳، ۴.... کی مسلسل صعودی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔ باب نمبر ا میں ۱۳۴ حواشی دیے گئے ہیں۔ ترجمے میں ہر صفحے پر حواشی، نمبر ا سے شروع کر کے دیے گئے۔

۱۲۸۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، ۱۹۸۹ء)، ص viii

۱۲۹۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، (اردو ترجمہ) ص ۱۲

۱۳۰۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 10

۱۳۱۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴
این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، 241-D، جرنلسٹس کالونی، بار اول، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۰

۱۳۲۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 85

۱۳۳۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۱۱۳
این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۸۹

۱۳۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم فارسی، مشمولہ: کلیات اقبال فارسی، ص ۹/۵۹/۹۴۱
حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، شرح ارمغانِ حجاز فارسی (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن، ۲۰۱۰ء)، ص ۵۴

۱۳۵۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل، (اردو ترجمہ) ص ۱۱۳

۱۳۶۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 201

۱۳۷۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴۶
این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۲۲۰

۱۳۸۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص 312

۱۳۹۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۳۸۲
این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۳۳۸

۱۴۰۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص312

۱۴۱۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص227

۱۴۲۔ این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۷۸
این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۲۴۸

۱۴۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، رموزِ بے خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۰۱

۱۴۴۔ این میری شمل، Gabriel's Wing، ص370 تا 371

۱۴۵۔ این میری شمل ، پروفیسر ڈاکٹر ، شہپرِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۴۵۰
این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر، روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، ص ۳۸۹ تا ۳۹۰

۱۴۶۔ مزید دیکھیں:

Gabriel's Wing	شہپرِ جبریل	غور طلب امور
صفحات نمبرز	صفحات نمبرز	
2	۱۵	کچھ مواد حذف کیا گیا ہے۔
4	۱۶	
6	۱۹	
7	۲۱	نامکمل ترجمہ
11،10	۲۴	حوالہ نمبر ۱۷ اور ۱۸ کا ترجمہ نہیں دیا گیا
12	۲۷	ترجمہ نامکمل ہے۔ حوالے میں ''مترجم'' کا ذکر کیا گیا
		ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حاشیہ انھوں نے خود لکھا
		ہے۔ حالانکہ یہ حاشیہ اصل کتاب سے ہے۔
225	۲۷۵ تا ۲۷۶	اصل کتاب میں حواشی قدرے مفصل ہیں ترجمے میں حواشی
		مختصر کر کے دیے گئے ہیں۔
375	۴۵۵	ترجمہ متن سے کچھ مختلف ہے۔
386 تا 387	۴۶۸ تا ۴۶۹	

۱۴۷۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، ۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ (لاہور: اقبال اکیڈمی)، ص ۳۳ تا ۳۵

۱۴۸۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد ۶۳، شمارہ ۱۔۴ (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری تا دسمبر ۲۰۱۶ء)، ص ۲۵۱ تا ۲۵۲

07۔ یادداشتھای پراگندہ

۱۴۹۔ افتخار احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر، مقدمہ، مشمولہ: شذراتِ فکرِ اقبال، علامہ محمد اقبال، مرتب: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، باردوم، مئی ۱۹۸۳ء)، ص ۱۹ تا ۲۷

۱۵۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، افکارِ اقبال، مترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، بارِ اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۸۱ تا ۹۰

یادداشتھای پراگندہ، مترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی، بار اول، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۰۶

۱۵۱۔ محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر، یادداشت مترجم، مشمولہ: یادداشتھای پرگندہ، ص ۲

152. Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Stray Reflections", Edited by: Dr.Javaid Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012 A.D), Page # 66

۱۵۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، شذراتِ فکرِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، باردوم، مئی ۱۹۸۳ء)، ص ۱۱۷

۱۵۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، یادداشتھای پرگندہ، ص ۵۶ تا ۵۷

۱۵۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، شذراتِ فکرِ اقبال، ص ۳۸

156. Muhammad Iqbal, Dr. Allama, "Stray Reflections", Page # 140

۱۵۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، شذراتِ فکرِ اقبال، ص ۱۶۹

۱۵۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، یادداشتھای پرگندہ، ص ۸۹

۱۵۹۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال (لاہور: حرا پبلشرز، بارِ دوم، مارچ ۱۹۹۳ء)، ص ۳۹ تا ۴۱

۱۶۰۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر)، ص ۸، ۱۲۰ تا ۱۲۸

اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین

۱۶۲۔ محمد علی، سید داعی الاسلام، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، ۱۹۸۳ء)، ۱۶۸ تا ۱۶۹
مشمولہ: قومی زبان، جلد ۵۲، شمارہ ۱۰ (کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان، نومبر ۱۹۸۲ء)، ص ۹

۱۶۳۔ محمد علی، سید داعی الاسلام، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۱۸۱

۱۶۴۔ محمد علی، سید داعی الاسلام، ''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۱۷۰

۱۶۵۔ غلام حسین یوسفی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبال: شاعرِ حیات، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''صحیفہ''، جلد ۹۲، شمارہ ۱۹۰ (لاہور: مجلس ترقی ادب، نومبر ۱۹۷۷ء)، ص ۹۱ تا ۱۱۳

۱۶۶۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۱۶۷۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۱۶۸۔ ایضاً، ص ۱۱۰

۱۶۹۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۱۷۰۔ محمد محیط طباطبائی، ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ایران میں اقبال شناسی کی روایت، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۲۲

۱۷۱۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۱۷۲۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۱۷۳۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۷۴۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۷۵۔ ایضاً، ص ۱۲۵ تا ۱۲۶

اقتباس میں دیے گئے چاروں اشعار میں سے دوسرا شعر زبورِ عجم سے ہے۔ دیگر تین اشعار پیامِ مشرق سے ہیں۔

محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر،

پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۳۴۸/۱۷۸

زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۴۰۵/ ۱۳

پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۳۳۳/۱۶

پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۳۲۶/۱۵۶

۱۷۶۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۱۷۷۔ غلام رضا سعیدی، سید، ''شخصیت اقبال کے چند پہلو''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: دوماہی ''اسلامی تعلیم'' جلد ۶، شمارہ ۲ (لاہور: فرینڈز کالونی، ملتان روڈ، مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء)، ص ۵۱

غلام رضا سعیدی، سید، ''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصر خمسہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: مجلّہ ماہِ نو، جلد ۳۵، شمارہ ۴، (لاہور: مطبوعاتِ پاکستان، اپریل ۱۹۸۲ء)، ص ۱۸

۱۷۸۔ غلام رضا سعیدی، سید، ''شخصیت اقبال کے چند پہلو''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۵۹ تا ۶۰

غلام رضا سعیدی، سید، ''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصر خمسہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۱

۱۷۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۷۷/۷

۱۸۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، دیباچۂ پیامِ مشرق، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، مرتبہ: محمد اکرام چغتائی

(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان و اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، ۲۰۰۱ء)، ص ۶۷۱

۱۸۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۸۱/۱۱

۱۸۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، دیباچۂ پیامِ مشرق، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، ص ۶۷۵

۱۸۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۱۸۳/ ۱۳

۱۸۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، دیباچۂ پیامِ مشرق، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: اقبال اور

گوئٹے،ص ۷۷-۶

۱۸۵۔ فخر الدین حجازی،''اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب کا مقدمہ۔سرودِ اقبال''،مترجم ڈاکٹر محمد ریاض ،مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''،جلد۲۳،شمارہ۴،(لاہور: بزم اقبال ، اکتوبر ۱۹۷۶ء)،ص ۱ تا ۴۸

فخر الدین حجازی،''مقدمہ۔سرودِ اقبال''،مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،مشمولہ:تفسیرِ اقبال (مجموعہ مضامین)،مصنف و مرتب: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی ، بار اول ، ۱۹۹۵ء،ص ۶۹ تا ۱۲۲

۱۸۶۔ فخر الدین حجازی ،''مقدمہ۔سرودِ اقبال''،مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض ، مشمولہ :تفسیرِ اقبال،ص ۸۰

۱۸۷۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،زبورِ عجم،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۱۱۸/۵۱۰

۱۸۸۔ فخر الدین حجازی،''مقدمہ۔سرودِ اقبال''،ص ۸۳

۱۸۹۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،جاوید نامہ،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۱۲۳/۷۱۱

۱۹۰۔ فخر الدین حجازی،''مقدمہ۔سرودِ اقبال''،ص ۸۴

۱۹۱۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،اسرارِ خودی،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۲۳

۱۹۲۔ فخر الدین حجازی،''مقدمہ۔سرودِ اقبال''،ص ۸۸

۱۹۳۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،جاوید نامہ،مشمولہ:کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۸۱/۶۶۹

۱۹۴۔ عبدالحسین امینی تبریزی ملقب،''صاحب الغدیر''،''اقبال۔قرآن اور اہلِ بیت''،مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،مشمولہ:مجلّہ ''فجر'' (راولپنڈی: ارگان خانہ ہائے فرہنگ جمہوری اسلامی ایران در پاکستان،مئی ۱۹۸۴ء)،ص ۲۳

۱۹۵۔ این میری شیمل ، پروفیسر ڈاکٹر ، علامہ اقبال مذہبی افکار،مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض ،مشمولہ: ماہنامہ اظہار کراچی ،جلد ۵ ،شمارہ ۱۱۔۱۲،(کراچی : سندھ سنٹر،اسٹریچن روڈ ص ،کراچی ، اگست، ستمبر ۱۹۸۲ء)،ص ۴۹ تا ۶۸

شہپرِ جبریل،مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،ص ۹ تا ۵۰

۱۹۶۔ این میری شیمل ، پروفیسر ڈاکٹر ،''عظمتِ اقبال''،مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض ،مشمولہ: ماہنامہ اظہار کراچی ، جلد ۵ ، شمارہ ۱۰۔۱۱ ، (کراچی : سندھ سینٹر ،ا سٹریچن روڈ،اپریل،

مئی ۱۹۸۳ء)،ص۱۴ تا ۲۰

شہپرِ جبریل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص۴۵۷ تا ۴۶۹

۱۹۷۔ حسین ابن منصور حلاج،''اقبال اور حسین ابن منصور حلاج''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ اقبال ریویو، جلد۱۹، شمارہ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۱۹۷۸ء)ص۱۱ تا ۴۵

بحیثیت مبصّر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات

اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرات

01۔اقبال اور اسلامی معاشرہ

۱۹۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور اسلامی معاشرہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد: ۶، شمارہ :۲۴، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، پاکستان، خزاں ۱۹۹۳ء)،ص۲۶۹ تا ۲۷۲

۱۹۹۔ ایضاً،ص۲۷۰

۲۰۰۔ ایضاً،ص۲۶۹ تا ۲۷۰

۲۰۱۔ ایضاً،ص۲۷۱ تا ۲۷۲

۲۰۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، ص۵۹۰/۱۲۸

۲۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور اسلامی معاشرہ (تبصرہ)،ص۲۶۹

02۔اقبال اور سوشلزم

۲۰۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور سوشلزم، مشمولہ: اقبال ریویو، جلد۲۰، شمارہ۲، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی ۱۹۷۹ء بمطابق شعبان ۱۳۹۹ھ)،ص۱۰۳

۲۰۵۔ ایضاً،ص۱۰۲ تا ۱۰۴

۲۰۶۔ ایضاً،ص۱۰۴

۲۰۷۔ اختر جعفری، ڈاکٹر سید، علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، مرتبہ: ڈاکٹر وحید عشرت، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، ۱۹۸۶ء)،ص۵۴۱

۲۰۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو،ص۶۵۰

۲۰۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص۶۵۲/۶۴

۲۱۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۱۳/۱۷، ۸۱۴/۱۸

۲۱۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۱۴/۱۸تا۸۱۵/۱۹

۲۱۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۶۵۳/۶۵

۲۱۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص ۳۳۲

۲۱۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مکتوب، مشمولہ: گفتار اقبال، مرتبہ محمد رفیق افضل (لاہور: ادارہ تحقیقات، بار اول، ۱۹۶۹ء)، ص ۶ تا ۸

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مکتوب، مشمولہ: خطوطِ اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی (دہلی: اقبال صدی پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۵۵ تا ۱۵۷

علامہ اقبال کا یہ مکتوب ''زمیندار'' (لاہور) کی ۲۴ جون ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

۲۱۵۔ اختر جعفری، ڈاکٹر سید، علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، ص ۵۳۹

۲۱۶۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، دنیائے اسلام میں اشتراکیت کا مسئلہ اور اقبال، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، ص ۵۲۶

۲۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور سوشلزم، مشمولہ: اقبال ریویو، ص ۱۰۴

۲۱۸۔ فرمان فتح پوری، نسیم امروہی و دیگراں، اردو لغت، جلد ہشتم (ح، خ، ذ' تا 'دانا') (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، دسمبر ۱۹۸۷ء)، ص ۵۱۲، ۵۴۲

نسیم امروہی، فرہنگ اقبال فارسی، (لاہور: اظہار سنز، ب ن، س ن)، ص ۳۳۵، ۳۳۸

۲۱۹۔ عبدالرشید، ترجمہ کلیاتِ اقبال فارسی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۳۰۱/۱۲۱

03۔اقبال ایک تحقیقی مطالعہ

۲۲۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (مضمون / تبصرہ)، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)، مدیر: پروفیسر محمد منور، جلد ۲۹، ش ۳، (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری تا

مارچ ۱۹۸۹ء)،ص ۲۰۵ تا ۲۰۹

۲۲۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، علم الاقتصاد، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ب ن، ۲۰۰۴ء)ص ۲۲

۲۲۲۔ ایضاً،ص ۷

۲۲۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (مضمون / تبصرہ)، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)،ص ۲۰۶ تا ۲۰۷

۲۲۴۔ ملک حسن اختر، پروفیسر ڈاکٹر، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، ۱۹۹۶ء)،ص ۱۹۷ تا ۱۹۸

۲۲۵۔ ایضاً،ص ۱۹۹

۲۲۶۔ ایضاً،ص ۲۰۶

۲۲۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (مضمون / تبصرہ)، مشمولہ: اقبالیات (اقبال ریویو)،ص ۲۰۹

۲۲۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ،ص ۶۵۸/ ۷۰

04۔اقبال، ایک مطالعہ

۲۲۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال، ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: آفاق اقبال (مجموعہ مقالات ڈاکٹر محمد ریاض) (لاہور: گلوب پبلشرز، اردو بازار، بار اول، ۱۹۸۷ء)،ص ۱۲۵

کلیم الدین احمد، اقبال، ایک مطالعہ، (بھارت: کتاب منزل، سبز باغ، پٹنہ۴، بار اول، جولائی ۱۹۷۹ء)،ص ۵۲، ۱۹۰، ۱۹۰ تا ۱۹۱، ۳۰۷ تا ۳۱۰، ۳۵۳، ۳۸۵، ۴۰۱

کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال، ایک مطالعہ'' یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔

Call No: KHC 928.91439 KAL-1 Barcode:71240

۲۳۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال، ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ۱۲۷ تا ۱۳۱

۲۳۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل،ص ۴۰۵

۲۳۲۔ایضاً،ص ۳۸۵

۲۳۳۔ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال، ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: آفاق اقبال، ۱۳۱ تا ۱۳۶

۲۳۴۔ایضاً، ۱۳۶ تا ۱۳۸

۲۳۵۔ مضمون کلیم الدین احمد از آزاد دائرۃ المعارف، وکیپیڈیا، بحوالہ کلیم الدین احمد کی خودنوشت۔ دوحصوں میں، ص ا تا ۳

https://ur.wikipedia.org/wiki/کلیم_الدین_احمد

۲۳۶۔ سردار امام قادری، کلیم الدین احمد کی تنقیدات پر ڈاکٹر عبدالمغنی کی آرا، ص ۷ تا ۱۰
عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال اور عالمی ادب (بھارت: گیا، کریسنٹ پبلی کیشنز، ۱۹۸۲ء) ص ۲۲۳ تا ۲۲۴، ۴۱ تا ۴۲
یہ مقالہ ۱۴۔۱۵ جنوری ۱۹۹۰ء کے بہار اردو اکادمی، پٹنہ کے کلیم الدین احمد سیمینار میں پیش کیا گیا اور یہ ''کلیم الدین احمد سیمی نار کے مقالے''، اشاعت ۱۹۹۶ء میں شامل ہوا۔ یہ مقالہ ویب سائٹ کے درج ذیل ایڈریس پر موجود ہے:

https://www.hamariweb.com/articles.aspx?id=74847

ڈاکٹر عبدالمغنی کی کتاب ''اقبال اور عالمی ادب'' ٹیکسٹ فارم میں اس ایڈریس پر موجود ہے:

www.iqbalcyberlibrary.net/txt/3470.txt

۲۳۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۳۸۵، ۴۰۵
۲۳۸۔ ایوب صابر، ڈاکٹر، کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات، (اسلام آباد: پُورب اکادمی، باراول، مارچ ۲۰۱۰ء)، ص ۱۰۹
۲۳۹۔ یضاً، ص ۱۵۷
۲۴۰۔ ایضاً، ص ۱۱۶
۲۴۱۔ ایضاً، ص ۱۲۰
۲۴۲۔ ایضاً، ص ۱۱۸
۲۴۳۔ ایضاً ، ص ۱۰۹

05۔ اقبال پیامبر امید

۲۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیامبر اُمید (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، شمارہ: ۱۹، جلد ۵، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء)، ص ۳۱۹
۲۴۵۔ ایضاً، ص ۳۱۹ تا ۳۲۰

۲۴۶۔ ایضاً،ص۳۲۰

۲۴۷۔ ایضاً،ص۳۱۸

۲۴۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا،ص ۱۹۶

06۔اقبال پیغمبر خودی

۲۴۹۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، اقبال پیغمبر خودی از ڈاکٹر منظور ممتاز (تبصرہ) مشمولہ : ادبیات (سہ ماہی)، ج:۶،ش:۲۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، سرما ۱۹۹۳ء)،ص ۲۷۹۔

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرارِ خودی، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی ،ص ۱۷

۲۵۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی،ص ۲۷۸

۲۵۱۔ ایضاً،ص ۲۷۹

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، مشمولہ: کلیات اقبال اردو،ص ۱۱۸/۵۸۰

ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون میں یہ شعر درست نہیں لکھا ہُوا۔ درست شعر تحقیقی جائزے کے آخر پہ تحریر کر دیا گیا ہے۔

۲۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی،ص ۲۷۷

۲۵۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغان حجاز، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو،ص ۴۳/۶۵۸

۲۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی،ص ۲۷۸

۲۵۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو،ص ۱۱۸/۵۱۰

۲۵۶۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال پیغمبر خودی،ص ۲۷۹

۲۵۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ضربِ کلیم، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو،ص ۱۱۸/۵۸۰

07۔اقبال دشمنی ایک مطالعہ

۲۵۸۔ برائے موازنہ دیکھیں:

ہارون الرشید تبسم، ڈاکٹر محمد ایوب صابر بطور اقبال شناس، (جہلم: بک کارنر، بار اول، ۲۰۱۵ء)،ص ۱۸۰ تا ۱۸۲

محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''،ص ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۲

۲۵۹۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ : سہ ماہی ''ادبیات''، جلد ۷، شمارہ: ۲۷ تا ۳۰، (اسلام آباد: ادارہ ادبیات، گرما، خزاں، بہار، سرما ۱۹۹۴ء)،ص ۱۱۴۰

۲۶۰۔ محمد ایوب صابر، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (کتاب)، (لاہور: جنگ پبلشرز، بارِ اول، اکتوبر ۱۹۹۳ء)، ص ۷ تا ۱۳

۲۶۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ، ص ۳۰۷/ ۱۴۲

۲۶۲۔ ایضاً، ص ۳۳۷/ ۱۴۵

۲۶۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، ص ۲۵۳

۲۶۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، ص ۱۱۴۰ تا ۱۱۴۱

اقتباس میں دیے گئے اشعار کا متن مع حوالہ جات کلیاتِ اقبال اردو و فارسی کے مطابق دیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ان اشعار کا متن درست نہیں ہے۔

۲۶۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرار و رموز، ص ۹۱

۲۶۶۔ ایضاً، ص ۹۲

۲۶۷۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۲۶۸۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۲۶۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق، ص ۲۱۲/ ۴۲

۲۷۰۔ ایضاً، ص ۲۱۵/ ۴۵

۲۷۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، ص ۱۱۴۱ تا ۱۱۴۲

اقتباس میں دیے گئے اشعار کا متن مع حوالہ جات کلیاتِ اقبال اردو و فارسی کے مطابق دیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ان اشعار کا متن درست نہیں ہے۔

۲۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، ص ۱۱۴۲

۲۷۳۔ محمد ایوب صابر، ڈاکٹر، اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب) (مقالہ ایم فل)، نگران: ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۱ء)، فہرست

08۔ اقبال کا سیاسی سفر

۲۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد ۷، شمارہ ۲۷

تا۳۰،(اسلام آباد: سہ ماہی ادبیات،گرما،خزاں،بہار،سرما۱۹۹۴ء)،ص۱۱۴۳تا۱۱۴۴

۲۷۵۔ ایضاً،ص۱۱۴۴

۲۷۶۔ ایضاً،ص۱۱۴۴تا۱۱۴۵

محمد حمزہ فاروقی ، اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، (لاہور : بزمِ اقبال ، باراول ، جون ۱۹۹۳ء)،ص۲۳۸

یہ کتاب نمل لائبریری، اسلام آباد اور یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنٹرل لائبریری میں بھی موجود ہے۔اس کے علاوہ یہ ویب سائٹ پر موجود ہے۔متعلقہ حوالہ جات و لنکس درج ذیل ہیں:

NUML Main Library:891.43910092ح م ا
UOS Central Library: 842.32.1ح م
https://www.bazmeurdu.net/
https://www.rekhta.org/

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون کے بجائے بنیادی ماٰخذ،محمد حمزہ فاروقی کی کتاب ''اقبال کا سیاسی سفر'' سے اقتباسات دیے گئے ہیں کیونکہ مضمون میں دیے گئے اقتباسات میں لفظی تحریفات اور متنی اغلاط پائی جاتی ہیں جن کا تبصرے میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

۲۷۷۔ محمد حمزہ فاروقی،اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)،ص۲۴۴تا۲۴۵

محمد ریاض،ڈاکٹر،اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)،ص۱۱۴۵تا۱۱۴۶

۲۷۸۔ محمد حمزہ فاروقی،اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)،ص۵۶۳تا۵۶۴

محمد ریاض،ڈاکٹر،اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)،ص۱۱۴۶

۲۷۹۔ محمد حمزہ فاروقی،اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)،ص۵

۲۸۰۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،بانگِ درا،ص۱۸۲

محمد ریاض،ڈاکٹر،اقبال کا سیاسی سفر (تبصرہ)،ص۱۱۴۶

محمد حمزہ فاروقی،اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)،ص۵۶۴

09۔حیاتِ اقبال کا سفر

۲۸۱۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)،مشمولہ:''ادبیات''(سہ ماہی)،جلد۶،شمارہ ۲۲،(اسلام آباد: اکادمی ادبیات،سرما۱۹۹۳ء)،ص۲۹۳

اس تبصرہ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے صفحات کے نمبر متعلقہ اقتباسات کے ساتھ ہی لکھ دیے ہیں الگ سے حوالہ جات و حواشی تحریر نہیں کیے۔ اس لیے تبصرے اور اس میں سے دیے گئے اقتباسات کے ساتھ ہی ان کے اصل مضمون کے مطابق متعلقہ متن کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔ ''حوالہ جات و حواشی'' کے مندرجہ بالا عنوان کے تحت راقم (مقالہ نگار) نے اپنی معروضات و نگارشات سے متعلقہ حوالہ جات اور حواشی دیے ہیں۔

۲۸۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)، ص۲۹۳ تا ۲۹۵
۲۸۳۔ ایضاً، ص۲۹۴
۲۸۴۔ ایضاً، ص۲۹۴
۲۸۵۔ ایضاً، ص۲۹۴
۲۸۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات باقیاتِ شعر اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی، ۲۰۰۴ء، ص۲۴۴
۲۸۷۔ عبد السلام ندوی، مولانا، اقبال کامل، (لاہور: فیصل ناشران کتب، ب ن، فروری ۲۰۰۸ء)، ص۱۰۹
۲۸۸۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار دوم، ۲۰۰۸ء)، ص۱۱۱
۲۸۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)، ص۲۹۴
۲۹۰۔ ایضاً، ص۲۹۴
۲۹۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا، مشمولہ: کلیاتِ اقبال اردو، ص۲۱
۲۹۲۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر، اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا، (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، اکتوبر ۱۹۹۸ء)، ص۱۸ تا ۲۲
عبد السلام ندوی، مولانا، اقبالِ کامل، ص۱۱۰
جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رُود، ص۱۰۶
۲۹۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حیاتِ اقبال کا سفر (تبصرہ)، ص۲۹۴ تا ۲۹۵
۲۹۴۔ ایضاً، ص۲۹۵
۲۹۵۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر، اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا، ص۲۶ تا ۳۴
عبد السلام ندوی، مولانا، اقبالِ کامل، ص۲۲
۲۹۶۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رُود، ص۱۴۰

غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر، اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا،ص ۲۹

۲۹۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، مشمولہ: کلیاتِ اقبال،ص ۹۰/۳۸۲

مضمون ''حیاتِ اقبال کا سفر'' کے صفحہ نمبر ۲۹۵ پر تحریر کردہ شعر بغیر حرکات کے دیا گیا ہے۔ پہلے شعر میں لفظ ''خیاباں'' کے بجائے ''خیابان'' اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں لفظ ''صورتِ گل'' کے بجائے ''صوررگل'' لکھا گیا ہے۔ درست اشعار یہ ہیں:

اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا — یہ شعر نشاط آور و پُرسوز و طربناک

میں صورتِ گُل دستِ صبا کا نہیں محتاج — کرتا ہے مرا جوشِ جنوں میری قبا چاک

10۔ دانائے راز

۲۹۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، دانائے راز (تبصرہ)، مشمولہ: ماہنامہ ادبی دنیا، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۳۷ (لاہور: ۶۹۔شاہراہِ قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء)، ص ۱۰ تا ۱۱

ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ واضح نہیں کیا کہ منقولہ بیت سے مراد ''دانای راز'' کی ترکیب پر مشتمل تین اشعار میں سے کون سا شعر ہے۔

۲۹۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، پیامِ مشرق،ص ۱۶/۱۸۶

۳۰۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، دانائے راز (تبصرہ)، مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''، ص ۱۱

۳۰۱۔ ایضاً،ص ۱۱

۳۰۲۔ ایضاً،ص ۱۳

۳۰۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم،ص ۱۷/۴۰۹

۳۰۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ،ص ۱۱/۵۹۹

۳۰۵۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، اسرارِ خودی،ص ۴۹

۳۰۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، جاوید نامہ ،ص ۱۷۰/۷۵۸

۳۰۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، زبورِ عجم،ص ۸۸/۴۹۸

۳۰۸۔ ایضاً،ص ۲۱/۴۱۳

۳۰۹۔ ایضاً،ص ۱۲۴/۵۱۶

۳۱۰۔ ایضاً،ص ۱۲۹/۵۲۱

۳۱۱۔ ایضاً،ص ۱۲۹/۵۲۱

۳۱۲۔ ایضاً،ص۵۲۹/۱۳۷

۳۱۳۔ ایضاً،ص۵۲۰/۱۲۸

۳۱۴۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،دانائے راز (تبصرہ)،مشمولہ:ماہنامہ ''ادبی دنیا''،ص۱۳

۳۱۵۔ ایضاً،ص۱۰

۳۱۶۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،ارمغانِ حجاز،ص۸۹۴/۱۲

۳۱۷۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،دانائے راز (تبصرہ)،مشمولہ:ماہنامہ ''ادبی دنیا''،ص۱۰

۳۱۸۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،ارمغانِ حجاز،ص۸۹۵/۱۳

۳۱۹۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،دانائے راز (تبصرہ)،مشمولہ:ماہنامہ ''ادبی دنیا''،ص۱۳

11۔زندہ رُود

۳۲۰۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،زندہ رُود (مضمون/تبصرہ)،مشمولہ:سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''،ج۲۶،ش:۴،(لاہور:بزمِ اقبال،اکتوبر۱۹۷۹ء)،ص۱۰۴

۳۲۱۔ ایضاً،ص۱۰۱

۳۲۲۔ ایضاً،ص۱۰۰

۳۲۳۔ ایضاً،ص۱۰۱

۳۲۴۔ ایضاً،ص۱۰۲

جاوید اقبال،ڈاکٹر،زندہ رُود،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،بار دوم،۲۰۰۸ء)،ص۱۱

۳۲۵۔ ایضاً،ص۱۰

12۔کلیاتِ اقبال اردو/ کلیاتِ اقبال فارسی

۳۲۶۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،ضربِ کلیم:مشمولہ:کلیاتِ اقبال اردو،ص۴۸۸/۲۶

۳۲۷۔ ایضاً،ص۲۶۶

۳۲۸۔ ایضاً،ص۶

۳۲۹۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،کلیاتِ اقبال اردو،کلیاتِ فارسی (تبصرہ) مشمولہ:اقبالیات اردو،اشاعتِ جنوری تا مارچ ۱۹۹۴ء،مدیر:ڈاکٹر وحید قریشی (لاہور:اقبال اکادمی)،ص۵۴

۳۳۰۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،بالِ جبریل،ص۴۰۵/۱۱۳

۳۳۱۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،کلیاتِ اقبال اردو،کلیاتِ اقبال فارسی (تبصرہ) مشمولہ:اقبالیات اردو،

ص ۵۶

۳۳۲۔ ایضاً،ص ۵۸تا۵۹

۳۳۳۔ ایضاً،ص ۵۹

۳۳۴۔ محمد اقبال،ڈاکٹر علامہ،ارمغانِ حجاز فارسی،ص ۵۶/۹۲۸

۳۳۵۔ محمد ریاض،ڈاکٹر،کلیاتِ اقبال اردو،کلیاتِ اقبال فارسی (تبصرہ) مشمولہ:اقبالیات اردو، ص ۶۰

۳۳۶۔ ایضاً،ص ۶۰

۳۳۷۔ ایضاً،ص ۶۰ تا ۶۱

۳۳۸۔ ایضاً،ص ۶۳ تا ۶۴

۳۳۹۔ ایضاً،ص ۶۳ تا ۶۵

۳۴۰۔ رفیع الدین ہاشمی،کلامِ اقبال کی معیاری تدوین واشاعت،تفہیم وتجزیہ،ص ۲۷۴ تا ۲۷۶

ڈاکٹر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''۱۹۹۰ء کے ڈی لکس اڈیشن میں (اسے یہ نام اکادمی کے عوامی اڈیشن ۱۹۹۴ء کے 'پیش لفظ' از ڈاکٹر وحید قریشی میں دیا گیا ہے' ص ۷) ترتیب کلام' شیخ غلام علی اڈیشن (=نسخۂ غ) کے مطابق ہے۔نسخۂ غ ع میں علامہ اقبال کی قائم کردہ ترتیب میں متعدد تصرفات کیے گئے تھے۔راقم نے اس کی نشاندہی بھی کی مگر افسوس ہے کہ اُن کی اصلاح نہیں کی گئی' مثلاً: بالِ جبریل کی قدیم اشاعتوں میں کچھ قطعے [یا رباعیات] مختلف غزلوں کے آخر میں درج ہیں۔نسخۂ غ ع میں اُن قطعات کی ترتیب قطعی من مانے طریقے سے بدل دی گئی ہے' مثلاً نمبر ا کے آخر کا قطعہ (ترے شیشے میں.....) نمبر ۲ کے آخر میں' نمبر ۳ کے آخر کا قطعہ (دلوں کو مرکز.......) نمبر ۵ کے آخر میں اور باقی اشعار [یا قطعات] کو نظموں سے ماقبل حصے میں یکجا کر دیا گیا ہے۔اس حصے میں علامہ نے جو قطعات یکجا دیے تھے' ان پر کوئی عنوان نہیں تھا' اب نسخۂ غ ع میں بالکل ناروا طریقے سے ان سب پر'' رباعیات' کا عنوان جڑ دیا گیا ہے۔اسی طرح بعض منظومات (ہسپانیہ' روحِ ارضی آدم کا۔۔' پیرو مرید' جبریل وابلیس) کے آخر کے قطعات میں سے' کچھ تو' رباعیات' کے تحت دے دیے گئے ہیں اور بعض کو کتاب کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔نظم'' لالہ صحرا'' کے آخر کے دو بلاعنوان شعروں (اقبال نے کل......) کو نظم'' دعا'' (ص ۹۰) سے پہلے خود ساختہ عنوان'' قطعہ'' کے تحت درج کیا گیا ہے۔

اپنے شعری مجموعوں کی کتابت' علامہ خود اپنی نگرانی میں کراتے تھے۔ کلامِ اقبال کی بیاضیں اور مختلف مجموعوں کے مسودے دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ غزلوں' نظموں اور قطعات کی ترتیب اور اشعار کو بالمقابل یا اوپر نیچے لکھنے کے بارے میں کاتب کو واضح طور پر تحریری ہدایات دیتے' مثلاً بالِ جبریل کے ایک مسودے میں غزل ۱۴ (اپنی جولاں گاہ......) کے مصرعے نقل نقویس نے آمنے سامنے لکھ دیے تھے' اس پر علامہ کی حسبِ ذیل دست نوشت ہدایت' درج ہے:

ہدایت برائے کاتب
(ایک مصرع دوسرے مصرع کے نیچے لکھو
نہ کہ بالمقابل

اسی طرح بالِ جبریل کے ایک مسودے میں نظم 'اَلْاَرْضُ لِلّٰہِ' کے ساتھ بخطِ اقبال یہ ہدایت درج ہے:
ایک مصرع دوسرے مصرع کے نیچے لکھو

پروین رقم کو تو بذریعہ رقعات واضح ہدایات دیتے رہے کہ کون سا قطعہ [یا رباعی] کہاں' کس غزل کے آخر میں درج کی جائے گی۔ (دیکھیے: زیرِ نظر کتاب میں شامل مضمون: 'غیر مطبوعہ رقعات بنام پروین رقم')

اب جو شخص اپنے کلام کی کتابت تک کے بارے میں ایک واضح تصور رکھتا ہو اور اس سلسلے میں حساس بھی ہو' اس کے کلام کی ترتیب میں متذکرہ بالا نوعیت کی تبدیلیاں' تقدیم و تاخیر اور ایک حصے پر 'رباعیات' کا نیا عنوان قائم کرنا بالکل بے جواز اور ناجائز ہے بلکہ' اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے۔ چنانچہ مرتبین یا ناشر کو کسی صورت بھی علامہ اقبال کی قائم کردہ ترتیب کلام کو بدلنے کا حق نہ تھا۔''

۱۳۴۱۔ رفیع الدین ہاشمی، کلامِ اقبال کی معیاری تدوین و اشاعت، تفہیم و تجزیہ، ص ۲۷۹

کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی کی بہت سی خامیوں، ناہمواریوں اور املا کے معیار کے بارے میں پروفیسر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''علامہ اقبال کے فارسی اور اردو کلیات میں بہت سی خامیوں اور ناہمواریوں کا ایک سبب تو یہ ہے کہ رشید حسن خاں جیسے لوگ جس باریک بینی اور دقتِ نظر کے عادی ہیں' اِلّا ماشاءاللہ بیشتر نام ور لکھنے والوں' نقادوں اور تحقیق کاروں اور ناشروں خصوصاً سرکاری اداروں کے ہاں اُس کا فقدان ہے۔ اس کے برعکس ہر شے کو ایک طائرانہ نظر اور ظاہری اور نمایشی زاویے سے دیکھنے کا رجحان غالب ہے (نسخۂ اکادمی کے مقدمے میں 'آرایشی فضا' اور 'آرایشی پہلو' کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے)۔ جن چیزوں پر خاں صاحب نے گرفت کی ہے' ناشرین اور مرتبین کے نزدیک اُن کی کوئی

اہمیت ہی نہیں ہے۔ نسخۂ شیخ غ ع اور اب نسخۂ اکادمی کی تمام اشاعتوں میں 'بیرسٹرایٹ لاء' (ص ۳۵) لکھا ہے۔ اسی طرح سے نسخۂ اکادمی کے مقدمے میں لفظِ املا کو ہر جگہ 'املاء' لکھا گیا ہے۔ اب لطیفہ یہ ہے کہ اِس مقدمے میں بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے 'املا کی اساس' رواج کی بجائے استناد پر رکھی ہے۔''

۳۴۲۔ رشید حسن خاں، کلامِ اقبال کی تدوین، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، ص ۲۸۷، ۲۸۹، ۲۹۷، ۳۱۰، ۳۱۳ تا ۳۱۴

کلیاتِ اقبال مطبوعہ اقبال اکادمی کے بارے میں رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

''پاکستان میں اقبالیات سے متعلق ایک مقتدر ادارے اقبال اکادمی پاکستان (لاہور) نے ۱۹۹۰ء میں کلیاتِ اقبال دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ [اس کا دوسرا اڈیشن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے]۔ اُس سے پہلے ۱۹۷۳ء میں جاوید اقبال کا مرتبہ کلیاتِ اقبال شائع ہو چکا ہے۔ یہ دونوں کلیات پیشِ نظر ہیں۔ اقبال اکادمی کا نسخۂ کلیات 'حُسنِ طباعت کے لحاظ سے قابلِ ذکر ہے۔ اُس کے صفحات کے حواشی ایسی گل کاری اور رنگ آمیزی سے مزین ہیں کہ کچھ دیر کے لیے تو محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی ہو' لیکن جیسے ہی سیمیا کی سی نمود ختم ہوتی ہے تو خیال ہوتا ہے کہ تحقیق اور تدوین کی روایت شاید اُردو میں موجود ہی نہیں۔'' (ص ۲۸۷)

''اقبال کے اُردو فارسی مجموعے بھی اُن کی زندگی میں بارہا چھپے ہیں اور اُن کے بعد بھی چھپتے رہے ہیں۔ اب اگر کوئی صاحب اُن متفرق مجموعوں کو یک جا کر کے کلیات کے نام سے چھاپ دیں، تو اُس بڑے مجموعے کو اُن چھوٹے متفرق مجموعوں کی نقل تو کہا جا سکتا ہے، مگر اُسے کلامِ اقبال کا ایسا مجموعہ نہیں کہا جائے گا جسے اصولِ تدوین کے تحت مرتب کیا گیا ہو۔ اِس وقت تک صورتِ حال یہ ہے کہ 'کلیات' کے نام سے کلامِ اقبال کے جو مجموعے چھپے ہیں، وہ پچھلے متفرق مجموعوں کی محض نقلیں ہیں، اور یہ نقلیں بھی اغلاط سے خالی نہیں..... اِن میں وہ کلیات بھی شامل ہے جسے جاوید اقبال نے شائع کیا تھا اور یہ کلیات بھی جسے اقبال اکادمی نے چھاپا ہے۔'' (ص ۲۸۹)

''یہ دونوں کلیات بہت سی باتوں میں مختلف الاحوال ہیں' مگر ایک بات ایسی ہے جس میں اِن کے مرتبین میں اختلاف نہیں پایا جاتا اور وہ یہ ہے کہ شروع میں نہ تو مقدمہ شامل کیا جائے اور نہ آخر میں حواشی نام کی کوئی چیز ہو' تاکہ حساب کتاب کا جھگڑا ہی باقی نہ رہے اور ہر شخص ہر طرح کی ذمے داریوں سے اور جواب دہی سے محفوظ رہے۔'' (ص ۲۹۷)

''کلیاتِ اقبال کے مرتبین نے ساری بحثوں اور جھگڑوں سے بچنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ نہ تو حواشی لکھے جائیں اور نہ مفصل مقدمہ لکھا جائے۔ خیر، جاوید اقبال تو تحقیق اور تدوین کے آدمی

ہی نہیں، اُن سے کیا کہا جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اُن کے کلیات کو دیکھ کر واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محض تجارتی اغراض کے تحت اُسے شائع کیا گیا ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ اقبال اکادمی کے کلیات کو بھی اِن سب ضروری اور لازمی اجزا سے محفوظ رکھا گیا۔ بے شمار روپیہ خرچ ہوا، بہت سے لوگوں نے مل کر ایک بڑے ادارے کے تحت کام کیا، لیکن احوال اِس ''پنچایتی کلیات'' کا بھی وہی ہے کہ اِس میں دو صفحے کا بھی مقدمہ مرتب (یا مرتبین) شامل نہیں۔ جہاں مفصل تحقیقی انداز کے مقدمے کو ہونا چاہیے تھا، وہاں ''خراجِ عقیدت'' کے عنوان سے اقبال کی شاعری سے متعلق سات صفحوں میں مختلف افراد کے اقوال نقل کر دیے ہیں اور بس۔ حواشی نام کا ایک صفحہ تو درکنار، ایک سطر بھی نہیں۔ متن سے متعلق بیسیوں سوالات پیدا ہوتے ہیں اور کسی سوال کا جواب موجود نہیں۔ بے ساختہ سردار جعفری کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے:

در بدر ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں سوال
اور مجرم کی طرح اُن سے گریزاں ہے جواب

اقبال اکادمی کے کلیات کا [جو دو جلدوں میں شائع ہوا ہے] تحقیق اور تدوین کے نقطۂ نظر سے احوال جس قدر تباہ کن ہے، اس کا بیان اِس تحریر میں نہیں سما سکتا۔ میں ایک دل چسپ بلکہ عبرت ناک مثال پر اِس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ جب یہ کلیات مجھے ملا تو میں نے دیکھا کہ کلیاتِ فارسی میں ص۴ پر دو قطعے ہیں۔ اُن میں سے دوسرا قطعہ اِس طرح لکھا ہوا ہے:

''سرودِ رفتہ باز آید کہ نابد؟ نسیمی از حجاز آید کہ ناید؟
سر آمد رُوزگاری این فقیری دگر دانایے راز آید کہ ناید؟''

پہلے تو نظر استفہامیہ نشانات پر رُکی جو تین مصرعوں کے آخر میں لگائے گئے ہیں۔ اِن علاماتِ استفہام کا اِن مصرعوں میں جواز، جب سمجھ میں نہیں آیا تو اُسے اپنا قصورِ فہم سمجھ لیا، مگر اِس کے بعد ہی دوسرے شعر پر نظر رُک گئی۔ بہت حیرانی ہوئی کہ اقبال کے ایک نہایت مشہور قطعے کو بھی صحیح طور پر نہیں لکھا جا سکتا! ''نسیمی'' اور ''فقیری'' سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض کروں کہ ''دانایے راز'' قطعی طور پر غلط ہے۔ یہ مرکب اضافی ہے۔ اس میں دو 'ی' کا محل نہیں، صرف ایک 'ے' لکھے جائے گی، یعنی ''دانائے راز'' یا ایرانیوں کی رعایت سے ''دانای راز''۔ اِسی طرح ''روزگاری'' بھی غلطِ محض ہے۔ اس میں 'ی' غلط طور پر داخل کر دی گئی ہے۔ یہ بھی مرکب اضافی ہے، اس لیے ''روزگار'' کی رے کے نیچے اضافت کا زیر لگایا جائے گا۔ ی کا اضافہ نہیں کیا جائے گا، نہ ہندستانی طریق کتابت میں اور نہ ایرانی طریق املا میں۔'' (ص ۳۱۰ تا ۳۱۳)

رشید حسن خاں اپنی تحریر کے آخر پر بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''اس تحریر کا مقصد صرف یہ ہے کہ اربابِ نظر اور اہلِ علم کی توجہ اس طرف منعطف کرائی جائے کہ ''شاعرِ ملت،'' ''شاعرِ مشرق'' اور ''حکیم الامت'' کے کلام کا تحقیق و تدوین کے لحاظ سے معیاری اڈیشن مرتب کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ یہ ایسی کمی ہے جس پر جس قدر افسوس کیا جائے، کم ہے۔ نقش و نگار پردۂ در میں ہماری نظریں اُلجھ کر رہ گئی ہیں۔ تجارت زدہ ذہنوں کے لیے اور عوام الناس کے لیے غیر تحقیقی اڈیشن ضرور پسندیدہ ہوں گے، مگر اہلِ نظر کے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہیں اور یہ اہم سوال اِس کا متقاضی ہے کہ نہایت درجہ علمی ذمے داری کے ساتھ اور سنجیدگی کے ساتھ اِس پر غور کیا جائے۔'' (ص ۳۱۴)

13۔ علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔ حیات و افکار

۳۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن ۔حیات وافکار''، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، آزادی نمبر، جلد ۳۱، شمارہ ۳، اشاعت ۱۹۸۴ء، (لاہور: بزمِ اقبال، کلب روڈ)، ص ۱۱۵ تا ۱۱۸

محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، بانگِ درا، ص ۹۷

۳۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،'' علامہ اقبال کے شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔ حیات وافکار''، ص ۱۱۷

سلطان محمود حسین، ڈاکٹر سید، علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔ حیات و افکار (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، ۱۹۸۱ء)، ص ۱۱۱ تا ۱۱۲

۳۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،'' علامہ اقبال کے شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔ حیات وافکار''، ص ۱۱۷

۳۴۶۔ ایضاً، ص ۱۱۸

باب چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

(فارسی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

باب چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

(فارسی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھر پور مہارت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ ایران میں دورانِ قیام انہوں نے وہاں کے محققین، ادبا اور علما سے گہرے مراسم قائم کر لیے۔ انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی و ادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔ اردو و فارسی زبان و ادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان و ادب کی رکاوٹ دور کر کے انھیں ایک دوسرے کی علمی و ادبی نگارشات اور تہذیب وتمدن سے آگاہ کر کے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔ اس ضمن میں انھوں بھر پور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات و مضامین لکھ کر اور تراجم کر کے نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دیں۔ اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد چار ہے۔

(اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات)

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
-01	توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلماناں جھان	اسلام آباد	ادارہ مطبوعات پاکستان
-02	حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)	لاہور	اقبال اکادمی
-03	کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی، فارسی نثر)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی
-04	کشف الابیات اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد تین ہے۔

(غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات)

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
01-	احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی]	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی ایران
02-	کتاب الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)	لاہور	محکمہ اوقاف پنجاب
03-	کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف وتالیفات

01۔توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان
عواطف حب حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)
و
مناقب اھلِ بیت اطھار (علیہم السلام)
در آثار
علامہ محمد اقبال

تصنیف وتالیف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : ادارہ مطبوعات پاکستان،صندوق پست ۱۱۰۲،اسلام آباد

اشاعت : بارندارد

صفحات : ۱۲۲

قیمت : ندارد

فہرست ومضامین:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۔	پیشہ گفتاری پیرامون زندگی نامہ علامہ محمد اقبال	۵
۲۔	توصیہ ھایی اتحاد میان مسلمانان جھان در آثار علامہ محمد اقبال	۱۱
۳۔	عواطف حب ونعت حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) در آثار علامہ محمد اقبال	۶۹
۴۔	مناقب بدیع اھل بیت اطھار (علیہم السلام) در آثار علامہ محمد اقبال	۱۰۱

اس کتاب میں اتحاد مسلمانانِ جہان، جذبہ عشق و محبتِ رسول ﷺ اور مناقبِ اہلِ بیت اطہار کے بارے میں مختصر و جامع انداز سے افکارِ اقبال بیان کیے گئے ہیں۔

آغاز میں (صفحہ ۶ تا ۱۰ پر) علامہ محمد اقبال کے سوانحِ زندگی اور تصانیف کا مختصر سا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد (صفحہ ۱۱ تا ۶۸ پر) علامہ اقبال کی منثور و منظوم تصانیف سے متعدد حوالہ جات دے کر ''اتحاد مسلمانانِ جہان'' کے موضوع پر ان کے افکار مدلل انداز سے پیش کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلام اور مسلمان کے موضوعات پر فکرِ اقبال کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے متعدد مقالات و مضامین تحریر کیے۔(۱) انھوں نے اس ضمن میں لکھے گئے تمام مقالات و مضامین کے مفاہیم کو زیرِ تبصرہ فارسی مقالے **''توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان''** میں پیش کیا ہے۔

ماہِ نور، کراچی کی اشاعت نومبر ۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ ''اقبال اور دنیائے اسلام'' شائع ہوا تھا۔ ان کا یہ مقالہ ''اقبال اور جہانِ اسلام'' کے عنوان سے ان کی کتاب ''آفاقِ اقبال'' (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) اور ''اقبال اور احترام انسانیت'' (مطبوعہ ۱۹۸۹ء) میں ''اقبال اور دنیائے اسلام'' کے عنوان سے ہی شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''وطنیت، سبب ِنفاق''، ''جمعیت مسلمین''، ''افغانستان''، ''اتھوپیا''، ''ایران''، ''ترکیہ''، ''فلسطین''، ''ممالک ِعرب'' اور ''مسلمانانِ برصغیر'' کے عنوانات کے تحت فکرِ اقبال کی ترجمانی کی ہے۔

زیرِ تبصرہ فارسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مندرجہ بالا مقالے کے عنوانات سے ملتے جلتے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے فارسی کلام سے اشعار دے کر مسلمانانِ عالم کے اتحاد کے لیے علامہ اقبال کی فکری و عملی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس فارسی مقالے کے عنوانات درج ذیل ہیں:

''سید جمال الدین''، ''مسالہ وطنیت مسلمانان''، ''عناصر موافق وحدت''، ''نظری بہ گذشتہ مسلمانان''، ''اظہارِ نظر در بارۂ ممالک معاصر اسلامی''، ''ایران''، ''افغانستان''، ''ترکیہ''، ''مسلمانانِ عرب''، ''فلسطین''، ''کشور اتیوپی''، ''مسلمانانِ شبہ قارہ''، ''توصیہ ھایی علامہ اقبال در مورد اتحاد جہان اسلام''، ''پیغام بیداری و احیاء''

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبال نے مختلف پیرائے میں، خصوصاً عقیدۂ توحید و رسالت کے حوالے سے تمام دنیا کے مسلمانوں اور اسلامی ممالک کو باہمی اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرنے اور مل کر باہمی اتحاد و اتفاق سے عظمتِ رفتہ کے حصول کا درس دیا۔ انھوں

نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ اقتصادی، سیاسی اور دفاعی شعبہ جات میں مل کر استحکام حاصل کریں تاکہ وہ استعماری طاقتوں کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ عصرِ حاضر کے سائنسی وفنی علوم میں مہارت حاصل کریں۔ اقوام متحدہ کی طرز پر اسلامی دولتِ مشترکہ بنائیں۔ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے اغیار کی (ذہنی، فکری، عملی، اقتصادی، سیاسی اور تمدنی) غلامی سے نجات حاصل کر کے اسلامی تعلیمات کے مطابق حریتِ فکر و عمل، باہمی اتحاد و اتفاق اور اخوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر موثر انداز سے علامہ اقبال کا امتِ مسلمہ کو دیا گیا پیغامِ بیداری و احیاء پیش کیا ہے۔ فارسی مقالہ ''**عواطف حب و نعت حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) در آثارِ علامہ محمد اقبال**'' قریباً ۳۲ صفحات (صفحہ ۶۹ تا ۱۰۰) پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے چند ایک عنوانات کے تحت کلامِ اقبال سے حُبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال مخلص و صادق عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اسی جذبے کی بدولت انھیں فکری و روحانی معراج حاصل ہوا۔ اسی جذبے کی بدولت ان کے اعمال کو شرفِ قبولیت عامہ و تامہ حاصل ہوا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت اظہارِ خیال کیا ہے:
''وفورِ عشق''، ''مثنوی ھای اسرار و رموز''، ''جاوید نامہ''، ''مثنوی مسافر''، ''ذوق و شوق''، ''مثنوی پس چہ باید کرد''، ''ارمغانِ حجاز''۔

مقالے کی ابتدا میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت بیان کی ہے۔ اس کے بعد علامہ اقبال کے جذبہ عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان کی ہے۔ بعد ازاں ان کے کلام سے عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ اشعار دیے ہیں۔ مقالے کا اختتامیہ بھی جو کہ حاصل کلام پر مشتمل ہے بہت متاثر کن ہے۔ بطورِ نمونہ مقالے کے ابتدائیہ اور اختتامیہ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

ابتدائیہ

> ''عشق و محبت رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برای ھمہ مسلمانان واجب است، در قرآن مجید و احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وارد است کہ ادعای اسلام کسانی معتبر است کہ پیغامبر اسلام را بیش از ھر چیز دنیا دوست دارند، خداوند متعال می فرماید کہ مدعیان محبت خدا باید نخست با رسول خدا محبت

بنور زند(۱)۔ از نظر معنی اطاعت خدا و متابعت رسول یکی است (۲) مومنان کسانی می باشند کہ حکمیت و میانجی گری رسول (ﷺ) را در سایر امور از اعماق قلب قبول دارند (۳) در حدیث رسول (ﷺ) آمد است کہ مومنان واقعی باید از ھر چیز مادی و معنوی دنیا پیغامبر اکرم (ﷺ) را بیشتر دوست داشتہ باشند، اھمیت محبت رسول (ﷺ) توجیھی نمی خواھد۔ پیغامبر ما محسن عالم انسانی است۔ او رحمۃ للعالمین است و رموز خشنودی رب العالمین را بہ ما عرضہ نمودہ است۔

ولذا اگر مسلمانان ھم احسانات و منن او را از قلب و جگر قبول داشتہ باوی محبت و عشق صمیمانہ نور زند، این امر ناسپاسی تلقی خواھد گردید و دعوی ایمان ناسپاسان را ھیچ کس قبول نخواھد داشت، پس کسی کہ خداوند متعال و فرشتگان برای وی درود و سلام می فرستند (۴)، برای مسلمانان ھم واجب است کہ طبق امر آفرینندہ، بروی درود و سلام بفرستند و مقام والا تر از ھمہ او را توصیف بنمایند۔"

پاورقی حاشیہ: ۱ تا ۴: قرآن مجید بالترتیب ۲:۳۱، ۴:۸۰، ۴:۶۵ و ۳۳:۵۶ (۲)

اختتامیہ

"عواطف حب و عشق رسول (ﷺ) در آثار منظوم و منثور اقبال بسیار مشروح است ولی مختصری از آنھا در این قسمت برشمردہ شد، اقبال در ھمہ وھلہ ھا فقط با رسول محبوب خود حرفھای آشکار می زدہ بلکہ او سایر مشکلات خویش را بہ حضور رسالت مآب (ﷺ) عرضہ می داشتہ است، بنظر علامہ اقبال ادعای ایمان تنھا کسانی معتبر است کہ پیغامبر اکرم اسلام را از ھر چیز مادی و معنوی دنیا بیشتر دوست داشتہ باشند۔ یک حدیث قدسی است "لولاك لما خلقت الافلاك"۔ اقبال از این حدیث ھم معانی بدیع آفریدہ (یک دو بیتی در ذیل نقل گردیدہ) است۔

دوبیتی:

بہ جوھر چون ز نور پاک باشی فروغ دیدۂ افلاک باشی
ترا صید زبون افرشتہ و حور کہ شاھین شہ لولاک باشی

"ھمہ جھان میراث مرد مومن است ولی کسی کہ صاحب لولاک نیست، مومن نمی باشد"
"ھمہ عالم میراث مرد مومن است، نکتہ لولاک، در این بابت حجت کلام من است۔"

پاورقی حواشی:

☆ علامہ اقبال تبعاً با عاشقان نامی رسول مانند حضرت بلالؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت اویس قرنیؓ، حضرت مالک بن انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم احترام میگزارد و موافقیتھای عاشقانہ آنان را با دیدۂ رشک می نگریستہ است۔

☆ ترجمہ منظوم دوبیتی اردوی "بال جبریل" ترجمہ یک دوبیتی دیگر این کتاب بدین قرار است:

ترا اندیشہ افلاکی نگشتہ ترا پروازی لولاکی نگشتہ
ھمی دانم کہ در گوھر عقابی بچشمان تو بیباکی نگشتہ (۳)

زیرِ تبصرہ کتاب میں شامل تیسرا مقالہ ''**مناقب بدیع اھل بیت اطھار (ع)**'' قریباً ۲۲ صفحات (صفحہ ۱۰۱ تا ۱۲۲) پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت کلام اقبال سے مناقب اہلِ بیت سے متعلقہ اشعار پیش کیے ہیں:

''حضرت علی (علیہ السلام)''، ''حضرت فاطمۃ الزھرا (سلام اللہ علیہا)''، ''مناقب حسنین (علیہما السلام)''، ''امام زین العابدین (علیہ السلام) اور امام جعفر صادق (علیہ السلام)''۔

عشقِ نبوی ﷺ کا لازمی تقاضہ ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی اولاد پاک سے بھی محبت کی جائے۔ علامہ اقبال، اہل بیت سے بھی شدید محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں علامہ اقبال کے اہلِ بیت کے مناقب میں کہے گئے اشعار کے حوالہ سے حُبِّ اہلِ بیت سے متعلقہ ان کے نہایت قابلِ قدر جذبات وافکار متعارف کرائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب کے تینوں مقالات کے پاورق میں حوالہ جات وحواشی دیے ہیں اور کتبِ مراجع کی فہرست بھی دی ہے۔ علمی وادبی لحاظ سے ان کے یہ مقالات نہایت اہم موضوعات پر مشتمل ہیں۔ تمام مقالات کے مندرجات مدلل ہیں اور ان کی مدد سے ان موضوعات کے بارے میں اچھی طرح تفہیم حاصل ہوتی ہے۔

02۔ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال

تصنیف و تالیف : میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ

تدوین و پیشکش : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

اشاعت : بار اول، فروری ۱۹۸۵ء

صفحات : ا۔ہ (۳+۸۴)=۸۷

قیمت : ۲۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
	تعارف	
	مکتوبات میر سید علی ہمدانی (۱)	
الف	بنام سلطان قطب الدین، مرقوم از پاخلی	۶
ب	بنام نور الدین جعفر بدخشی	۱۰
ج	از پاخلی، بنام محمد خوارزمی	۱۱
د	بنام سلطان طغان شاہ	۱۴
ھ	بنام شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان	۱۷
و	بنام سلطان غیاث الدین	۲۷
ز	بنام ملک شرف الدین خضر شاہ	۳۴
ح	بنام میرزادہ میرکا	۳۸
ط	بہ مخاطبین نامعلوم	۳۹
	۱۔ در توضیح حقیقت ذکر	۳۹
	۲۔ در تعزیہ و تسلیہ	۴۱
	۳۔ در معرفی ارادت مندی بیکی از امراء	۴۲

۴۔ درصبری وشکیبائی بررنجوری ۴۳
حواشی ۴۳
مکتوبات میر سید علی ہمدانی (۲) ۴۷
مکتوب ھشتم، درروصول ۴۸
مکتوب نہم، درتصفیہ باطن ۵۲
مکتوب دھم، دررضا بربلا ۵۴
مکتوب یازدھم، درشریعت وطریقت وحقیقت ۵۷
مکتوب دوازدھم، دراستقامت ومردانگی ۶۰
مکتوب سیزدھم، درعیب ھاوبلاھای دنیا ۶۲
مکتوب چہاردھم، درمعرفت وبیچارگی عقل ۶۴
مکتوب پانزدھم، درترکِ دنیا ۶۶
مکتوب شانزدھم، درتوبہ ۷۰
مکتوب ھفدھم، درنیت ۷۳
مکتوب ھیجدھم، دربندگی ۷۶
مکتوب نوزدھم، دراحکام وافعال خداوند ۸۲
توضیحات (۴) ۸۴

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ علی ثانی، حواریٔ کشمیر اور شاہِ ہمدان، وادی جموں وکشمیر اور اس کے نواحی علاقوں کے بہت بڑے مبلغِ اسلام تھے۔ وہ عربی وفارسی کے بہت بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ ان کا انتقال ۷۸۶ھ/۱۳۸۵ء میں ہوا تھا۔ وہ علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کی محبوب شخصیات میں سے تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں انوارِ اقبال (صفحہ ۸۵)، گفتارِ اقبال (صفحہ ۱۷۵) اور جاوید نامہ (حصہ آنسوئے افلاک) میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ جاوید نامہ اور گفتارِ اقبال میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کے حوالے سے خلافتِ انسانی، روح وبدن کے رابطے، حریت اور حکمتِ خیر وشر وغیرہ کے موضوعات پر بحث کی ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ''تعارف'' میں لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال اور شاہِ ہمدان کے فکری روابط کے بارے میں، انھوں نے ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے عنوان سے دو مقالے لکھے تھے جو پہلے تو ''اقبال ریویو'' (جنوری ۱۹۶۹ء) اور مجلّہ ''اقبال'' (۱۹۷۲ء) میں الگ سے شائع ہوئے اور بعد میں یہ دونوں مقالے کتابی صورت میں ''اقبال اور شاہِ ہمدان'' کے عنوان سے ہی اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئے۔(۵)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض زیر جائزہ کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب، ''رسالہ فتوتیہ'' اور ''مشارب الاذواق'' ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ ''معارفِ اسلامی'' تہران اور مجلّہ ''فرہنگ ایران زمین'' میں بالترتیب شائع کرایا تھا اور اب یہ مجلّے مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ میں محترم ڈاکٹر وحید قریشی کا ممنون ہوں جنھوں نے اقبال شناسی سے واضح طور پر مربوط ایسے رسائل کو اکادمی کی طرف سے شائع کرنے کے خیال کو پسند فرمایا۔''(۶)

''تعارف'' اور خصوصاً مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ زیرِ جائزہ کتاب کا مسودہ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے موضوع پر مبنی ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مقالات، حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے اکتیس مکتوبات اور ان کے دو رسائل (رسالہ فتوتیہ' اور مشارب الاذواق) پر مشتمل تھا۔ مکتوبات اور رسائل ڈاکٹر محمد ریاض نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیے اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ ''معارفِ اسلامی'' تہران اور مجلّہ ''فرہنگ ایران زمین'' میں شائع کرائے تھے۔ چونکہ حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور ان رسائل کے معدوم ہونے کا امکان تھا، اس لیے ڈاکٹر وحید قریشی نے اقبال شناسی سے مربوط ان مکتوبات و رسائل کو شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مجموعہ مرتب کر کے انھیں ارسال کر دیا۔

۲۔ کتاب کے عنوان اور ''تعارف'' کے بغور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ''تعارف'' کے مندرجات میں کچھ تحریف کی گئی ہے۔ کتاب کے عنوان ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' سے اور ''تعارف'' کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مجموعے میں حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور دو رسائل کے علاوہ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے موضوع

پر ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے ہوئے مقالات بھی شامل تھے جنھیں شاملِ اشاعت نہیں کیا گیا اور کتاب کا عنوان تبدیل کیے بغیر صرف مکتوبات ہی شائع کر دیے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین ''آفاقِ اقبال'' (مطبوعہ ۱۹۸۷ء) میں شامل ان کی درج ذیل تحریر سے بھی راقم الحروف (مقالہ نگار) کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ''آفاقِ اقبال'' میں شامل اپنے مقالے ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے آخر پر لکھتے ہیں:

> ''شہ ہمدان پر یہ مقالہ (اقبال اور شاہ ہمدان) میں نے اس مسودے کے ساتھ بھیجا تھا جو اقبال اکادمی نے ۱۹۸۵ء میں ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کتابچے کے ۹ صفحے ہیں۔ دو صفحے کا میرا مقدمہ ہے اور ۳۲ مکاتیب۔ یہ مقالہ اور دو رسالے ندارد۔ مجبوراً میں نے مقالہ یہاں شامل کر دیا...... ''(۷)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ'' میں ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' اور ''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں ''آفاقِ اقبال'' پر تبصرہ تحریر کیا ہے مگر شاید مذکورہ بالا شواہد سے لاعلم ہونے کی وجہ سے یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کی تالیف ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے مسودہ و متن میں تحریف و تلخیص کی وجہ بیان نہیں کی اور ان امور کی نشاندہی نہ کر پائے جن کی بدولت کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کا عنوان اس کے مندرجات و مشمولات سے انصاف کرتا نظر نہیں آتا۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے انتقادات پیشِ خدمت ہیں۔

> ''..... ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''..... میں مؤلف نے کئی مخطوطات کی بنیاد پر شاہ ہمدان کے فارسی مکاتیب کو بعض توضیحات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیباچے میں مرتب نے بتایا ہے کہ پیشِ نظر کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل ''مشارب الاذواق'' اور رسالہ ''فتوتیہ'' بھی شامل کیے جا رہے ہیں، غالباً مذکورہ رسائل بوقتِ طباعت شامل نہیں ہو سکے۔ کتاب صرف مکاتیب پر مشتمل ہے۔''(۸)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا فرمانا بجا ہے کہ ''اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔ دیباچے کے مطالعے کی بدولت وہ اس امر سے آگاہ ہو گئے تھے کہ اس کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل ''مشارب الاذواق'' اور رسالہ ''فتوتیہ'' شامل کیے جا رہے ہیں۔ مگر انھوں نے اس امر کی تحقیق ضروری نہیں سمجھی کہ مذکورہ رسائل ''بوقتِ طباعت کیوں شامل نہیں

ہو سکے''یا ''انھیں کیوں شاملِ طباعت نہیں کیا گیا''۔

''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ''آفاقِ اقبال'' پر تبصرے میں لکھتے ہیں:

''آفاقِ اقبال'' میں بارہ مقالات شامل ہیں۔''اقبال اور شاہ ہمدان'' اور ''اقبال اور ابنِ حلّاج'' سیر حاصل اور مفصل ہیں اور نسبتاً زیادہ تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں۔''تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں'' ایک اور عمدہ مقالہ ہے جسے تاریخ کی روشنی میں' اور کلامِ اقبال کے گہرے مطالعے کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ کلیم الدین احمد کی کتاب پر زیادہ تفصیلی تنقید کی ضرورت تھی۔ بعض مقالات مختصر اور اجمالی ہیں، حالانکہ ان کے موضوعات ہمہ گیری کا تقاضا کرتے ہیں۔ بہ حیثیتِ مجموعی، یہ مجموعہ معلومات افزا اور خوش آیند ہے، اور اقبال سے مصنف کی گہری وابستگی اور کلامِ اقبال کے وسیع مطالعے کا شاہد ہے۔''(۹)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی گراں قدر تصانیف ان کی وسیع النظری، باریک بینی اور اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کا بین ثبوت ہیں۔ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے کہ انھوں نے نہایت توجہ اور باریک بینی سے مطالعہ کر کے ''آفاقِ اقبال'' کے مندرجات اور مشمولات پر رائے دی ہے۔ **غالباً اس مجموعہ مضامین میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کے آخر پر ''استدارک'' کے ذیلی عنوان سے دی گئی ڈاکٹر محمد ریاض کی وہ عبارت ان کی نظر میں نہ آسکی جس میں انھوں نے اپنی کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے مسودے کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا چند ایک جملوں میں ذکر کیا ہے۔**

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباس نے اپنے مقالے ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تالیف ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کا نہایت مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتی ہیں:

''یہ کتاب ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:
یہ بات بالکل واضح ہے کہ علامہ اقبال حضرت شاہ ہمدان کے افکار کے مداح تھے اور ان کی اکثر کتب و رسائل علامہ ممدوح کی نظر سے گزرے تھے۔ اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب، رسالہ فتوتیہ اور مشارب الاذواق ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ ''معارفِ اسلامی''، ایران اور مجلّہ ''فرہنگ ایران زمین'' میں بالترتیب شائع

کرایا تھا اور اب یہ مجلّے مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے۔"(۱۰)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے کتاب کے جائزے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے ہوئے "تعارف" میں سے ایک اقتباس تحریر کیا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اس اقتباس میں دیے گئے ایک جملے کی مدد سے ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کاوش کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

"مجھے امید ہے کہ حضرت شاہ ہمدان کے یہ رسائل اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے عمق پر روشنی ڈال سکیں گے۔"(۱۱)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی اس جملے کو توسیع دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

"اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے"۔(۱۲)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی توجہ اس کتاب کے عنوان اور اس میں شامل متن کی طرف نہ ہو سکی جس وجہ سے انھوں نے اپنے مضمون میں اس امر کی طرف توجہ نہیں دلائی ہے کہ اس کتاب میں "رسالہ فتوتیہ" اور "مشارب الاذواق" شامل نہیں ہیں اور نہ ہی اقبال اور شاہ ہمدان کے فکری تقابل اور اشتراک کے بارے میں اس کتاب میں کوئی تحریر دی گئی ہے۔

"تعارف" میں مذکور ہے کہ زیرِ جائزہ کتاب حضرت شاہ ہمدان کے "اکتیس" حق آموز مکاتیب پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے، اس کتاب کے پہلے حصے میں میر سید علی ہمدانی کے ۱۹ مکاتیب دیے گئے ہیں۔ ان میں سے چار مکاتیب کے مخاطبین نامعلوم ہیں۔ دیگر پندرہ مکاتیب میں سے سلطان قطب الدین، نور الدین جعفر بدخشی، محمد خوارزمی اور سلطان طغان شاہ میں سے ہر ایک کو دو، دو خطوط، سلطان غیاث الدین کو ۴ خطوط اور ملک شرف الدین خضر شاہ اور میر زادہ میر میں سے ہر ایک کو ایک، ایک خط لکھا گیا ہے۔ پہلے حصے کے مکاتیب کا متن صفحہ نمبر ۳ تا ۴۳ پر دیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۴۳ تا ۴۵ پر حواشی دیے گئے ہیں۔

حصہ دوم میں (صفحہ نمبر ۴۷ تا ۸۳ پر) بارہ مکتوبات (مکتوبات ہشتم تا مکتوبات نوزدہم)

دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ پہلے سات مکتوبات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے، تاہم وہ ایک دن ضرور دستیاب ہو جائیں گے اور شاملِ اشاعت کر دیے جائیں گے۔(۱۳)

صفحہ نمبر ۸۴ پر ''توضیحات'' کے عنوان سے حصہ دوم کے حواشی و حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

ماہنامہ ''ادبی دنیا'' کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں ''شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''اب تک شاہ ہمدان کے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی میں) راقم الحروف کو دستیاب ہوئے ہیں جن کی مختصر صورت حال مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ وادیٔ جموں و کشمیر کے مقتدر بادشاہ قطب الدین شاہمیری (۷۷۵۔۷۹۶ہجری) کے نام ایک خط۔

۲۔ بدخشاں اور بلخ کے حاکم سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان کے نام دو خط

۳۔ پاغلی کے حکام غیاث الدین اور علاؤ الدین کے نام بالترتیب تین اور ایک خط

۴۔ کونار کے حاکم سلطان طغان خان کے نام تین خط۔

۵۔ مولانا نور الدین جعفر رستاق بازاری بدخشی (متوفی ۷۹۷ھ) کے نام چار خط۔

۶۔ مولانا محمد خوارزمی کے نام ایک خط

۷۔ میر زادہ میر (ان کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں) کے نام ایک خط۔ باقی سات خطوط کے مکتوب الیہم نامعلوم ہیں۔(۱۴)

متذکرہ بالا مضمون اور زیرِ جائزہ کتاب میں مختلف مکتوب الیہم کو لکھے گئے مکتوبات کی تعداد میں کچھ فرق ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے درج ذیل جدول سے مدد مل سکتی ہے:

نمبر شمار	مکتوب الیہم	(۱)	(۲)	(۳)	(۴)
	سلطان قطب الدین	۱	۱	۲	۲
	نور الدین جعفر بدخشی	۴	۴	۲	۴
	محمد خوارزمی	۱	۱	۲	۱
	سلطان طغان شاہ	۳	۳	۲	۳
	شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان	۲	۲	۱	۲
	سلطان غیاث الدین و سلطان علاؤ الدین	۳+۱	۴	۴	۳+۱
	ملک شرف الدین خضر شاہ	×	×	۱	×

	میرزادہ میر	۱	۱	۱	۱
	نامعلوم مخاطبین	۱۵	۷	۱۶	۵
		۳۱	۲۳	۳۱	۲۲

مندرجہ بالا جدول کے کالم نمبرا میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالہ محررہ ۱۹۶۸ء، کالم نمبر۲ میں ان کے مضمون محررہ ۱۹۷۱ء، کالم نمبر۳ میں زیرِ جائزہ کتاب ''میر سید علی ہمدانی، شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ'' اور کالم نمبر۴ میں سیدہ اشرف ظفر کے پی ایچ ڈی کے مقالہ محررہ ۱۹۷۲ء سے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ مضمون میں، زیرِ جائزہ کتاب کے حصہ اول میں منقول تمام مکتوب الیہم کا، سوائے ملک شرف الدین خضر شاہ کے، ذکر کیا گیا ہے۔اس ضمن میں غور طلب بات یہ ہے کہ مضمون محررہ (۱۹۷۱ء) میں نورالدین جعفر بدخشی کے نام ۴ مکاتیب، سلطان طغان شاہ کے نام ۳ مکاتیب اور شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان کے ۲ مکاتیب کا ذکر ہے جبکہ زیرِ جائزہ کتاب مطبوعہ (فروری ۱۹۸۵ء) میں نورالدین جعفر بدخشی کے نام ۴ کے بجائے ۲ مکاتیب، سلطان طغان شاہ کے نام ۳ کے بجائے ۲ اور شیخ محمد بھرام شاہ بن سلطان خان کے نام ۲ کے بجائے ایک (۱) مکتوب دیا گیا ہے۔اس طرح دیگر مکتوب الیہم (سلطان قطب الدین اور محمد خوارزمی) کے نام سے ایک، ایک کے بجائے دو، دو مکاتیب شاملِ اشاعت کیے گئے ہیں۔مختلف مکتوب الیہم کے نام لکھے گئے خطوط کی تعداد میں اختلاف کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی کسی بھی تحریر میں وضاحت نظر نہیں آتی۔

زیرِ جائزہ کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے حصہ اول ''مکتوبات میر سید علی ہمدانی (ا)'' میں ۱۹ مکتوبات دیے گئے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ان میں سے چند ایک مکاتیب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو کہ ''حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے دو ماہی مجلّہ ''اسلامی تعلیم'' کی جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔اردو ترجمے میں بھی مکتوبات کی دی گئی ترتیب و تعداد کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' میں مکتوبات کی دی گئی ترتیب و تعداد کے مطابق ہے اگرچہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کسی تحریر میں اس امر کی وضاحت نہیں کی مگر ان کی بعد کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ مضمون ''شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)

کے مکاتیب'' مطبوعہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء میں مختلف مکتوب الیہم کے حوالے سے خطوط کی دی گئی تعداد درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ [با شش رسالہ از وی]'' (۱۹۶۸ء) کے باب دوم، ''آثار میر سید علی ہمدانی'' میں ذیلی عنوان ''مکتوبات امیریہ'' کے عنوان کے تحت میر سید علی ہمدانی کے دستیاب ہونے والے ۳۱ مکتوبات کا ذکر کیا ہے انھوں نے مختلف مکتوب الیہم کے حوالے سے ۱۶ اور نامعلوم مکتوب الیہم کو لکھے گئے ۱۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔(۱۵)

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے اردو ترجمے (۱۹۷۲ء) میں ''مکتوباتِ امیریہ'' کے عنوان کے تحت میر سید علی ہمدانی کے دستیاب ہونے والے قریباً ۲۲ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے متذکرہ مکتوب الیہم اور ان کو لکھے گئے مکتوبات کی تعداد قریباً برابر ہے۔ انھوں نے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے ۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض نے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے ۱۵ مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔(۱۶)

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کے مقالے میں دی گئی فہرست کتابیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے کا ذکر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ سیدہ اشرف ظفر نے ڈاکٹر محمد ریاض کے تحقیقی مقالہ کو پیش نظر نہیں رکھا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بعد میں بھی سید علی ہمدانی کے آثار پر تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا اور میر سید علی ہمدانی کے نامعلوم مخاطبین کو لکھے گئے مکتوبات دریافت کر کے ان کا متن شائع کرایا۔ انھوں نے اپنی مختلف تحریروں اور اپنی دریافت کا سفر واضح انداز سے بیان نہیں کیا جس وجہ سے میر سید علی ہمدانی کے مکاتیب کی تعداد کے ضمن میں ابہام پیدا ہو گیا جس کی نشاندہی کے لیے اور اس ضمن میں مزید تحقیق طلب پہلوؤں کی نشاندہی کے لیے مذکورہ بالا داخلی و خارجی شواہد سپردِ قلم کیے گئے ہیں۔

میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان مکتوبات میں عوام اور خواص کو پند و وعظ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ان کے موثر طرزِ تحریر اور طرزِ بیان کی بدولت ہزاروں بلکہ لاکھوں گم کردہ راہ نے ہدایت پائی۔ علمِ دین، علمِ تصوف، علمِ فقہ، فارسی زبان و ادب اور اسلامی تہذیب و تمدن کی اصلاح و بقا کے سلسلے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایران، تاجکستان، کشمیر اور پاک و ہند کے دیگر خطوں کے رہنے والے مسلمانوں اور انسانوں کے لیے

نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی گراں قدر نگارشات کی مدد سے ان تمام علاقوں میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ افراد کو آگاہ کرنے کے لیے کئی کتابیں، مقالات و مضامین لکھے اور کانفرنسوں کے انعقاد میں اہم کردار ادا کیا۔ زیرِ جائزہ کتاب بھی اس ضمن میں نہایت اعلیٰ اور گراں قدر، علمی و ادبی پیشکش ہے۔اس ضمن میں تحقیق کے دروازے کھلے ہیں اور اہلِ ذوق کو دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

03۔ کتاب شناسی اقبال

تالیف	:	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
تدوین وتصحیح واضافات وانتشار	:	مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد
سخن مدیر	:	مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان
اشاعت	:	۱۴۰۶ھ/ق ۱۳۶۳ھ/ش ۱۹۸۶م
صفحات	:	(۱۹)+۳۰۹

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
سخن مدیر	الف تاد
پیش گفتار	ھ۔و
مختصری اززندگی نامۂ اقبال	ز۔ط
علائم اختصاری واصطلاحات	ی
باب اول	
کتاب شناسی اقبال درزبان اردو	۱۔۱۰۳
کتاب شناسی اقبال درزبان انگلیسی	۱۰۴۔۱۱۹
مقالات مربوط بہ اقبال درزبان انگلیسی	۱۲۰۔۱۲۴
کتاب شناسی اقبال درزبان فارسی	۱۲۵۔۱۲۸
کتاب شناسی اقبال درزبان ھای دیگر	۱۲۹۔۱۳۳
شمارہ ھای مخصوص مجلّات دربارۂ اقبال	۱۳۴۔۱۴۴
رسالہ ھای فوق لیسانس ودکتری دربارۂ اقبال	۱۴۵۔۱۴۹
باب دوم	
آثار اقبال	
الف۔آثار منظوم	

(دردفتر ھای جداگانہ)

آثار فارسی	۱۵۱۔۱۵۴
آثار اردو	۱۵۴۔۱۵۷
عنوان	صفحہ
کلیات فارسی	۱۵۸۔۱۶۰
کلیات اردو	۱۶۰۔۱۶۱
منظومہ ھای خارج از کلیات	۱۶۱۔۱۶۳
متفرقات شعر اقبال	۱۶۳۔۱۶۷
مجموعہ ھای کشف الابیات	۱۶۸۔۱۷۰
ب۔ آثار منثور اقبال	
آثار مستقبل	۱۷۲۔۱۷۴
مقالات وسخرانیھا وبیانات	۱۷۴۔۱۷۸
مکتوبات ونامہ ھای اقبال	۱۷۹۔۱۹۳
کتب تدوین شدہ بہ وسیلہ اقبال	۱۹۴۔۱۹۶
باب سوم	
شرح ھای کلام منظوم اقبال	۱۹۸۔۲۰۴
باب چھارم	
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ اردو	۲۰۵۔۲۱۰
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ انگلیسی	۲۱۰۔۲۱۵
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ فارسی	۲۱۶
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ آلمانی وایتالیائی و.......	۲۱۷۔۲۱۹
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ پنجابی	۲۱۹۔۲۲۰
ترجمہ ھای آثار اقبال بہ بلوچی وبنگالی وترکی و......	۲۲۰۔۲۲۶
ضمیمہ	
تعدادی از دیگر آثار مربوط بہ اقبال شناسی	۲۲۸۔۲۳۳

فہرست نام کسان ۲۳۴_۲۶۹
نام ھای کتاب ھا و مجلّات و تعدادی از مقالہ ھا ۲۷۱_۲۹۸
INDEX I-IV
مستدرکات واضافات واصلاحات (۱۷) ۲۹۹_۳۰۹

جیسا کہ مندرجہ بالا فہرست سے ظاہر ہے، اس کتاب میں اقبالیات سے متعلقہ اردو، انگریزی، فارسی، پنجابی اور چند دیگر زبانوں میں لکھی گئی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین کے بارے میں کوائف پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ سخن مدیر، پیش گفتار، علامہ محمد اقبال کی زندگی کے اہم واقعات اور تصانیف کے مختصر تذکرہ کے بعد مخففات اور اصطلاحات کی فہرست دی گئی ہے۔

باب اول میں علامہ محمد اقبال کی شخصیت اور افکار وتصورات پر مختلف زبانوں (خصوصاً اردو، انگریزی، فارسی) میں لکھی گئی کتب، مقالات ومضامین اور مجلّات کے مخصوص شماروں کے بارے میں مختصر اور بعض صورتوں میں توضیحی حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ عموماً ہر حوالہ کتاب کے عنوان، مصنف، مرتب یا مترجم کے نام، ناشر، اشاعت اور ضخامت پر مشتمل ہے۔ اس ضمن میں چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ **اقبال ھمہ** از احمد نبی خان طبع کراچی ۱۹۸۰م ص ۵۸ (اطلاعات عمومی دارد)

☆ **اقبال وعلمای پاکستان وھند** از اعجاز الحق قدوسی اکادمی اقبال لاھور ۱۹۷۷م ص ۲۰+۵۰۵۔ تذکرہ علمائی است کہ در آثار اقبال مذکور افتادہ اند یا اقبال من حیث معاصر با آنان معاشرت یا مکاتبت داشتہ است، مانند:

حضرت شیخ احمد سرھندی مجدد الف ثانی، ملا محمود جونپوری، ملا عبدالحکیم سیالکوتی، قاضی محبت اللہ بھاری، حافظ امان اللہ بنارسی، شاہ عاشق حسین، شاہ ولی اللہ، شاہ اسمعیل، مولانا نور السلام رامپوری، مولانا شبیر احمد عثمانی، حبیب الرحمٰن شروانی، سید سلیمان ندوی، مسعود عالم ندوی، اسلم جیراجپوری و احمد علی لاھوری وغیرہ۔

☆ **اقبال و دور خلافت راشدہ** از بلیغ الدین جاوید، ادارۂ انتخاب ادب خیابان ایبک لاھور ۱۹۷۸م ص ۱۱۲۔ (۱۸)

حوالہ جات کے ساتھ توضیحات بالالتزام نہیں دی گئیں۔ جہاں کہیں فاضل مرتب کو ضرورت

محسوس ہوئی انھوں نے کتاب یا مضمون کے بارے میں مختصر سا تعارف دیا ہے۔انھوں نے اختصار کے پیش نظر تمام حوالہ جات کے ساتھ تعارف یا تبصرہ شامل نہیں کیا۔

باب دوم ''آثارِ اقبال'' میں علامہ اقبال کے مطبوعہ منظوم و منثور آثار کی اشاراتی و حوالہ جاتی کتب (کشف الابیات، کشف المکاتیب) کے بارے میں حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

باب سوم میں علامہ محمد اقبال کے کلام پر لکھی گئی شروح کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

باب چہارم میں آثارِ اقبال کے اردو، انگریزی، فارسی، پنجابی اور چند دیگر زبانوں میں لکھے گئے تراجم کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

''ضمیمہ'' میں اقبال شناسی سے متعلقہ چند دیگر کتب کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔اس کے بعد شخصیات اور کتب و مجلّات اور مقالات کے ناموں پر مشتمل اردو اشاریہ دیا گیا ہے۔اردو اشاریے کے بعد انگریزی زبان میں لکھی ہوئی کتب کا انگریزی زبان میں اشاریہ (Index) دیا گیا ہے۔

کتاب کے آخری دس صفحات (صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۹) پر ''مستدرکات و اضافات و اصلاحات'' کے عنوان سے اغلاط نامہ دیا گیا ہے۔

''کتاب شناسی اقبال'' اقبالیاتی ادب کے حوالہ جات پر مشتمل پہلی فارسی ببلوگرافی ہے۔ اسے ڈاکٹر محمد ریاض نے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی فرمائش اور تقاضے پر مرتب کیا تھا۔ انھوں نے جب یہ مسودہ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں پیش کیا تو مدیر مرکز کو اس مسودے میں اغلاط نظر آئیں اور انھوں نے اسے تدوین و تصحیح کے بعد طبع کرالیا۔اس ضمن میں مرکز تحقیقات کے مدیر لکھتے ہیں:

> ''یہ تالیف اغلاط سے پُر ہے۔نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر۔مسودہ نہایت بدخط اور ناخوانا۔ختمہ (فل سٹاپ) اور جملہ بندی کے بنیادی قواعد کی طرف معمولی توجہ بھی نہیں دی گئی۔ حشو و زوائد اور مکررات کی کثرت ہے۔اس میں وہ نظم و ترتیب بھی نہیں، جو ہر کتابیات سے استفادے کی اولین شرط ہوتی ہے۔وقت تنگ تھا، اور کانگریس میں پیش کرنے کے لیے کوئی نئ کتابیات تیار کرانا ممکن نہ تھا۔پھر دوسروں کے کام کے بارے میں بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ اس سے بہتر ہوگا۔ناچار اسی تالیف کو انتہائی جاں گسل محنت اور اس کی چند خامیوں کو دور کرنے کے بعد طباعت کے لیے بھیج دیا گیا۔''

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی زیر تبصرہ کتاب ''کتاب شناسی اقبال'' کا مختصراً تعارف

کرانے کے بعد اس کی کچھ کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

۱۔ حوالوں کی ترتیب میں گڑبڑ ہے۔

۲۔ اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔

۳۔ بعض حوالے مختصر ہیں اور بعض توضیحی۔ انگریزی، فارسی اور بعض پنجابی کتابوں کے اصل عنوانات (Titles) بھی درج ہیں، لیکن اردو کتابوں کے ناموں کے بجائے صرف ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ امر خاصی الجھن کا باعث ہے۔

۴۔ یہ کتاب اغلاط سے پُر ہے۔(۱۹)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مدیر مرکز تحقیقات کے عذرِ اغلاط کو غلط قرار دیا اور واضح الفاظ میں لکھا کہ اگر وہ مسودے کے معیار سے مطمئن نہیں تھے تو اسے شائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ناشر کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسودہ نظر ثانی اور تصحیح کے بعد شائع کرے یا پھر اسے شائع ہی نہ کرے۔ ناشر نے اغلاط سے پُر مسودہ شائع کر کے مرتب کو بھی رسوا کرنے کی کوشش کی۔

''کتاب شناسی اقبال'' پر مدیر مرکز تحقیقات اور پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے انتقادات سے کلیۃً اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔

مدیر مرکز تحقیقات کے تنقیدی جملے، ''(کتاب شناسی اقبال کی) نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر'' سے دو تاثرات ملتے ہیں۔

۱۔ پہلا تاثر یہ ملتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض درست فارسی نثر نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہ تاثر غلط ہے کیونکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے تہران یونیورسٹی، ایران سے فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کی تھی۔ ان کا مقالہ بھی فارسی میں تھا۔ ان کی متعدد کتب مقالات اور مضامین اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ وہ فارسی زبان و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ فارسی زبان میں لکھنے کے علاوہ فارسی بول چال میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

۲۔ دوسرا تاثر یہ ملتا ہے کہ مسودہ کی تحریر درست نہیں تھی۔ اسے پڑھنے اور اس کی تصحیح کرنے میں دشواریاں حائل تھیں۔ اس امر سے کسی حد تک اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال و آثار کے بارے میں لکھے گئے مقالات و مضامین اور ان کے رفقائے کار اور احباب کے انٹرویوز سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے رفقا کو مقالات و مضامین املا کروا دیتے تھے اور ان سے مقالات و مضامین کاپی بھی کروا لیتے تھے۔

بعض اوقات شدید مصروفیات کی وجہ سے نظر ثانی کا کام بھی مدیر یا پبلشر کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔ اس لیے بعض اوقات ناقص املا والے یا ناقص کاپی کیے ہوئے مقالات و مضامین اشاعت کے لیے بھیج دیے جاتے تھے۔ اس کتاب کے سلسلے میں بھی ناقص املا کا مسئلہ قرین قیاس ہے۔(۲۰)

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے ''کتاب شناسی اقبال'' پر انتقادات سے دو طرح کے تاثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں حوالوں کی ترتیب میں گڑبڑ ہے۔ اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔ انھوں نے یہ بات واضح نہیں کی کہ یہ بے ترتیبی اور تکرار کس حد تک پائی جاتی ہے۔ ان کے تبصرے سے عمومی تاثر یہ ملتا ہے کہ تمام کتاب میں بے ترتیبی اور تکرار پائی جاتی ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس میں بعض مقامات پر اکا دکا بے ترتیبی یا تکرار نظر آتی ہے۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کتاب شناسی کے کام سے طبعی مناسبت نہیں رکھتے تھے۔ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیاتی ادب سے متعلقہ بہت زیادہ باخبر اور آگاہ تھے۔ وہ مطالعہ کے ذریعے اور اپنے پاکستانی، ہندوستانی، ایرانی، افغانی اور بعض دیگر ممالک میں مقیم ریسرچ سکالرز، علماء و ادبا سے روابط کی وجہ سے اردو، فارسی اور اقبالیات سے متعلقہ نئی کتب کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے اور اکثر کتب تک رسائی حاصل کر کے ان کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔ وہ اندرونِ ملک و بیرونِ ملک سفر کے دوران کتابوں کی نمائشوں میں جاتے تھے۔ لائبریریاں اور بک شاپس بھی وزٹ کرتے تھے۔ اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب اور اقبالیات میں مہارت کی وجہ سے وہ اس کام کے لیے نہایت اہل تھے۔ تاہم، اس بات سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ بہت زیادہ مصروفیت کی وجہ سے وہ کسی مسودہ پر کئی بار نظر ثانی نہیں کر سکتے تھے۔

مجموعی طور پر ''کتاب شناسی اقبال'' ڈاکٹر محمد ریاض کی ایک اعلیٰ اور گراں قدر تالیف ہے۔ ناشر اس کتاب کی تدوین و تصحیح کا فریضہ کما حقہ ادا نہ کر سکا اور اس کا ذمہ دار ڈاکٹر محمد ریاض کو ٹھہرا دیا۔ اگر یہ مسودہ قابل اصلاح نہیں تھا تو ناشر اس کی اشاعت کا ارادہ ترک بھی کر سکتا تھا۔ نظر ثانی سے اس کتاب میں موجود کمزوریاں دور کی جا سکتی تھیں۔

04۔ کشف الابیات اقبال

تالیف : ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی خان

پبلشرز : مرکز تحقیقات فارسی ایران، اسلام آباد

اشاعت : ۲۵۳۶ شاہنشاہی؛ ۱۹۷۷ء میلادی

صفحات : (۱۲)+۱ تا ۱۷۷+(۷)=۱۹۶

قیمت : ۶۰ روپے

فہرست مضامین:

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیش گفتار	ا تا و	ح	۶۹	ض	۱۱۲	ل	۱۴۰
آ	۱	خ	۷۲	ط	۱۱۳	م	۱۴۲
ا	۸	د	۷۸	ظ	۱۱۴	ن	۱۵۷
ب	۲۹	ذ	۹۰	ع	۱۱۴	و	۱۶۶
پ	۴۵	ر	۹۱	غ	۱۲۰	ہ	۱۶۸
ت	۴۹	ز	۹۵	ف	۱۲۲	ی	۱۷۳
ث	۵۹	س	۱۰۱	ق	۱۲۵		
ج	۵۹	ش	۱۰۶	ک	۱۲۸		
چ	۶۲	ص	۱۱۱	گ	۱۳۲	(۲۱)	

''کشف الابیات اقبال'' کے شروع میں علامہ اقبال کی تصویر، سب ٹائٹل اور اشاعتی معلومات پر مبنی صفحے کے بعد پانچ صفحات (ا تا و) پر ''پیش گفتار'' اور ''زندگی نامہ وآثارِ اقبال'' کے عنوانات کے تحت اس تالیف کا تعارف کرایا گیا ہے اور علامہ محمد اقبال کے سوانح حیات اور ان کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے۔ کتاب کے بائیں طرف انگریزی زبان میں سب ٹائٹل، پرنٹنگ پیج اور ''Foreword'' دیے گئے ہیں۔

''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں کہ فارسی زبان و ادب میں اب تک صرف فردوسی کے شاہنامہ اور رومی کی مثنوی کے اشاریے مرتب ہوئے ہیں۔'' کشف الابیات اقبال'' فارسی زبان و ادب کا تیسرا اشاریہ ہے۔کلیاتِ اقبال فارسی تہران اور لاہور میں اب تک دوبارہ شائع ہوئے ہیں۔اشاریے میں ان دونوں اشاعتوں (اشاعتِ تہران اور اشاعتِ لاہور) کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔دائیں طرف ایرانی اشاعت اور بائیں طرف پاکستانی اشاعت کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔اس اشاریے میں کلامِ اقبال فارسی کے شروع کے الفاظ الف بائی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔اس سال یومِ اقبال ۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو منایا جارہا ہے اور اسے سالِ اقبال قرار دیا گیا ہے۔قدیم اساتذہ فردوسی اور رومی کے کلام کی طرح پاکستان، ایران اور دیگر ممالک میں کلامِ اقبال بھی بہت پڑھا جاتا اور اسے یاد بھی کیا جاتا ہے۔اس لحاظ سے ''کشف الابیات اقبال'' کی افادیت اور ضرورت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو'' کشف الابیات'' کی اشاعت کے وقت ڈاکٹر محمد ریاض فیڈرل گورنمنٹ کالج فار مین نمبر ا، اسلام آباد میں تعینات تھے۔

''کشف الابیات'' میں مرتبین نے فارسی شعر کے پہلے مصرعے کے دو تین الفاظ دیے ہیں۔اس میں کلیات اقبال فارسی مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز اور کلیات اقبال فارسی مطبوعہ ایران کے مسلسل شماروں کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔جن اصحاب کے پاس مذکورہ کلیات کے نسخے موجود نہیں بلکہ منظوم فارسی تصانیف کے الگ الگ نسخے موجود ہیں وہ اس اشاریے سے مستفید نہیں ہوسکتے۔اس طرح کسی شعر کے دوسرے مصرعے کے ابتدائی الفاظ کی مدد سے اس میں سے کوئی شعر تلاش نہیں کیا جاسکتا۔بعض حوالہ جات بھی غلط ہیں۔

''کشف الابیات'' کی مذکورہ بالا کمزوریوں کو دور کرنے کے نقطہ نظر سے ''زبیدہ بیگم'' نے ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی نگرانی میں علامہ اقبال کے فارسی کلام کا اشاریہ مرتب کیا جو مئی ۱۹۹۶ء کو بزمِ اقبال سے شائع ہوا تھا۔اس اشاریے میں درج ذیل حکمت عملی اختیار کی گئی:

۱۔ اشعار کے دونوں مصرعوں کے ابتدائی الفاظ درج کیے گئے ہیں۔

۲۔ کتاب اور نظم کا عنوان بھی دیا گیا ہے۔

۳۔ انفرادی کتابوں کے صفحات اور کلیات کے مسلسل صفحات دونوں لکھے گئے ہیں۔

اشاریہ کلام اقبال مرتبہ زبیدہ بیگم میں کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز،

لاہور کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ اس میں کلیات اقبال فارسی مطبوعہ ایران اور کلیات اقبال فارسی مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور کے صفحات نمبر نہیں دیے گئے۔ جوئے رواں (اشاریہ کلیاتِ اقبال اردو) مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان کی طرز پر اگر کلیات اقبال فارسی کا اشاریہ مرتب کیا جائے اوراس میں کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور، کلیاتِ اقبال فارسی شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہوراور کلیاتِ اقبال فارسی مطبوعہ ایران کی ہر کتاب کا صفحہ نمبر، ان کے مسلسل صفحہ نمبر، کتاب اور نظم کا عنوان بھی دیا جائے تو یہ نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمت ہوگی اور اس سے اشاریے کی افادیت عالمگیر ہو جائے گی۔

فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان میں مختلف موضوعات پر لکھے ہوئے درج ذیل مقالات و مضامین دستیاب ہوئے ہیں:

فہرست فارسی مقالات ومضامین ڈاکٹر محمد ریاض

(بلحاظ ترتیب الف بائی)

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ / کتاب
۰۱۔	ابتکارات مسعود سعد سلمان	ہلال
۰۲۔	ابوسعید سحابی استر آبادی	ہلال
۰۳۔	اقبال شناسی در ایران	ہلال
۰۴۔	اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی	ہلال
۰۵۔	اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھر می رساند حال آن کہ۔	کاوہ
۰۶۔	انعکاسات بیدل در اشعار اقبال	اقبالیات
۰۷۔	آغاز و ارتقای نھضت فتوت اسلامی	معارف اسلامی
۰۸۔	برگزاری مراسم روز اقبال	ہلال
۰۹۔	بہ یاد بود در گذشت استاد فروزانفر	ہلال
۱۰۔	بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)	دانش
۱۱۔	بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)	دانش
۱۲۔	پیرامون فتوت یا جوانمردی	ہلال
۱۳۔	تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان	اقبالیات
۱۴۔	تاثیر تفکر اسلامی در اروپا	ہلال
۱۵۔	تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال	دانش
۱۶۔	تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری	ہلال
۱۷۔	تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال	اقبالیات
۱۸۔	تتبعاتی از زبورِ عجم	ہلال

۱۹۔	ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بےخودی و پیامِ مشرق)	اقبالیات
۲۰۔	تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری	وحید
۲۱۔	ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ایک مطالعہ اور تحقیق	دانش
۲۲۔	روز استقلال پاکستان	ہلال
۲۳۔	سحابی استر آبادی	معارف اسلامی
۲۴۔	سرزمین ومردم کشمیر	ہلال
۲۵۔	سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمورھای شبہ قارہ	معارف اسلامی
۲۶۔	سید محمد عبدالرشید فاضل (استاذ وشاعر فارسی)	دانش
۲۷۔	شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی	معارف اسلامی
۲۸۔	شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی	دانش
۲۹۔	علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی	معارف اسلامی
۳۰۔	عیاری وشطاری	معارف اسلامی
۳۱۔	فتوت	معارف اسلامی
۳۲۔	فردوسی حکیم	اقبالیات
۳۳۔	فقید سعید سعیدی اقبال شناس	اقبالیات
۳۴۔	قلندریہ	معارف اسلامی
۳۵۔	متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی	دانشکدہ ادبیات
۳۶۔	مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)	فرھنگ ایران ...
۳۷۔	مقام غالب در سبک شناسی فارسی	ہلال
۳۸۔	منابع اوّلیہ تحقیق دربارۂ حضرت میر سید علی ھمدانی	دانش
۳۹۔	مؤسس پاکستان	ہلال
۴۰۔	نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارہ مؤلف مقالات اربعین	دانشکدہ ادبیات
۴۱۔	نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارۂ ھند و پاکستان	معارف اسلامی
۴۲۔	نقش فارسی سرایان در نھضت آزادیخواھی شبہ قارہ	چشم انداز
۴۳۔	ھنر لازوال چغتائی وغالب	ہلال
۴۴۔	یاد از مقام ونبوغ مولوی	ہلال

ان میں سے درج ذیل ۱۲ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے:

☆ اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات

۰۱۔ اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھری رساند حال آن کہ۔

۰۲۔ تاثیر و مقام شعر و ادب از دیدگاہ علامہ اقبال

☆ اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری و فنی جائزہ

۰۳۔ اقبال شناسی در ایران

۰۴۔ اقبال لاھوری و شعرای سبک خراسانی

۰۵۔ برگزاری مراسم روز اقبال

۰۶۔ ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی و پیامِ مشرق)

۰۷۔ تضمینات و تتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری

☆ اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کا تقابلی جائزہ

۰۸۔ انعکاسات بیدل در اشعار اقبال

۰۹۔ بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)

۱۰۔ تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان

۱۱۔ تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال

۱۲۔ فقید سعید سعیدی اقبال شناس

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ مندرجہ بالا تمام فارسی مقالات و مضامین کا الف بائی ترتیب سے موضوعاتی مطالعہ پیشِ خدمت ہے:

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات و مضامین کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ

''اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواہر می رساند......'' چار صفحات (۲۸ تا ۳۱) پر مشتمل مختصر سا مضمون ہے۔ یہ مضمون مجلّہ '' کاوہ'' (مونیخ) کے شمارے ۶۹، اشاعت پاییز ۱۳۵۷ میں شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال کے صد سالہ یومِ ولادت کے موقع پر ایرانی و پاکستانی محققین احمد گلچیں معانی، ڈاکٹر سید سبط رضوی، ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام، ڈاکٹر ذبیح صفا، ڈاکٹر شاہد چوہدری، مولانا کوثر نیازی، ڈاکٹر صغری بانو شگفتہ، استاد محمد محیط طبا طبائی، سعیدی فیض الحسن فیضی سیالکوٹی، ڈاکٹر محمد جعفر محجوب، ڈاکٹر حامد خان، ڈاکٹر حسین خطیبی، ڈاکٹر عبدالشکور احسن، سید غلام رضا سعیدی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد شریف چوہدری، حافظ محمد ظہور الحق ظہور، ڈاکٹر اللہ دتہ چوہدری و دیگر حضرات نے علامہ اقبال کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں مقالات پیش کیے تھے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے احمد گلچیں معانی، ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی اور ذبیح اللہ صفا کے مقالہ جات کا مختصر سا تعارف اور خلاصہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ احمد گلچیں معانی نے ''فلسفہ اسرارِ خودی'' کے عنوان پر چالیس اشعار پیش کیے۔ آغاز میں انھوں نے کہا:

بشنو آن فیلسوف پاکزاد رهبر آزادگان اقبال راد
کز خودی دارد جهان نام و نشان جز خودی چیزی نیاید در جهان
تا نیابی معرفت برنفس خویش ره نیابد نفس تو کافی بہ پیش (۲۲)

ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی استاذ دانشگاہ اسلام آباد نے اقبال، ''برهمن زاده ی مسلمان''، ''مرگ اقبال'' اور ''آثار علامہ اقبال'' کے ذیلی عنوانات کے تحت علامہ اقبال کی ولادت، وفات اور ان کی تمام تصانیف کے بارے میں مختصر الفاظ میں اظہار خیال کیا۔ ذبیح اللہ صفاتی نے مشاہیرِ ایران، خصوصاً مولانا جلال الدین رومی کے علامہ اقبال کی شخصیت پر اثرات کے موضوع پر اظہار رائے کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اقبال دراصل عارفِ ربانی ہیں۔ ان کے فلسفیانہ افکار بھی حقائقِ معرفت پر مبنی ہیں۔ وہ خود اس امر کے قائل تھے کہ فلسفے سے صرف ظاہری حقائق تک رسائی ہوتی ہے۔ اشیاء کی اصل حقیقت معرفت یا عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (۲۳)

اس مضمون کے صفحات ۳۰ تا ۳۱ پر ''تنہا عشق''، ''شنیدم......''، ''کرمک شب تاب''، ''کبرو

ناز'' اور ''زندگی'' کے عنوانات کے تحت علامہ اقبال کا منتخبہ فارسی کلام دیا گیا ہے۔اس مضمون میں حوالہ جات وحواشی اور منابع وماٰخذ نہیں دیے گئے۔

مقالہ ''**تاثیر ومقامِ شعر وادب از دیدگاہِ علامہ اقبال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ اقبال اردو اور کلیاتِ اقبال فارسی سے شعر وادب کے بارے میں فکرِ اقبال کی ترجمانی سے متعلقہ اردو و فارسی اشعار دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال شعر وادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنے کلام سے فرد، معاشرہ، ملتِ اسلامیہ اور اقوامِ عالم کی اصلاح کا کام لیا۔انھوں نے ۲۸/اکتوبر ۱۹۳۳ء کو افغانستان میں ادباء وشعراء سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''......عقیدہ من این است کہ ھنر یعنی ادبیات وشاعری ونقاشی وموسیقی و بنائی وغیرہ باید معاون و خدمتگزار زندگانی باشد۔لذا من ھنر را تنہا وسیلہ خوش گذارنی وتفریح نمی دانم بلکہ این نوعی از اختراع وتخلیق می باشد۔شاعری تواند زندگانی ملت را بسازد یا ویران سازد......''(۲۴)

علامہ اقبال کا کلام اور ان کی جملہ مساعی اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ انھوں نے شعر وادب سے انسانی اصلاح اور فلاح کا کام لیا۔انھوں نے اپنے کلام سے انفرادی واجتماعی خودی مستحکم کرنے کا وہ دینی فریضہ سرانجام دیا جس کی کلام اللہ میں تعلیم دی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں موضوع کی مناسبت سے موثر حوالہ جات دے کر فکرِ اقبال کی ترجمانی کا حق بخوبی ادا کیا ہے۔مقالے کے آخر پر ۳۶ حوالہ جات پر مشتمل فہرست منابع و ماخذ دی گئی ہے۔ان کا یہ مقالہ موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے گراں قدر علمی وادبی اہمیت کا حامل ہے۔

۲۱ اپریل ۱۹۶۹ء کو خانہ فرہنگ ایران، کراچی میں انجمن روابط فرہنگی پاکستان وایران، انجمن محصلان اسبق، دانشکدہ دولتی لاہور، اقبال اکیڈمی، بزم اقبال اور خانہ فرہنگ ایران کے اشتراک سے یومِ اقبال منایا گیا۔اس موقع پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''**اقبال شناسی در ایران**'' کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ان کا یہ مقالہ مجلّہ ''ھلال'' میں شائع ہوا۔اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی کی فارسی کتاب ''رومی عصر'' اور اردو کتاب ''اقبال ایرانیوں کی نظر میں'' کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ان کتب کے مطالعے سے ایران میں اقبال شناسی کے بارے میں کافی معلومات ملتی ہیں۔ایران میں اقبال شناسی کا آغاز قیامِ پاکستان سے قبل ہی ہو چکا تھا۔ علامہ اقبال کا اپنے ہم عصر فضلائے ایران استاد سعید نفیسی اور سید محمد محیط طباطبائی سے بذریعہ خط و

کتابت رابطہ ہوا تھا۔انھوں نے استاد سعید نفیسی کو اپنی تصانیف ''پیامِ مشرق'' اور ''زبورِ عجم'' بھیجی تھیں۔ایک ملاقات میں ایرانی وزیر سید ضیاء الدین طباطبائی نے علامہ اقبال کے اشعار سنے اور بہت متاثر ہوئے۔اکتوبر تا نومبر ۱۹۳۳ء میں علامہ اقبال کے سفرِ افغانستان کے موقع پر افغانستان کے شعرا اور ادباء کو علامہ اقبال کی شخصیت اور آثار سے زیادہ بہتر طور پر آگاہی ہوئی اور ان کے توسط سے ایران کے مجلّات میں علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن کے بارے میں بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے۔مرحوم سید محمد فخر داعی الاسلام گیلانی نے فارسی میں علامہ اقبال کی شخصیت اور آثار کے بارے میں ایک رسالہ لکھا جو ۱۹۳۹ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ ۱۹۴۳ء میں ملک الشعراء محمد تقی بہار نے علامہ اقبال کے فکروفن پر ایک لیکچر دیا اور فارسی اشعار میں انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔۱۹۴۴ء میں سید محمد محیط طباطبائی نے علامہ اقبال کے احوال و آثار پر مجلّہ ''محیط'' کا ایک شمارہ نکالا۔قیامِ پاکستان کے بعد ایران میں اقبال کے بارے میں متعدد مقالے لکھے گئے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔اس طرح ان کے بارے میں بہت سی کتب لکھی اور شائع کی گئیں۔ان میں سے استاد مجتبیٰ مینوی کی ''اقبال لاہوری'' اور سید غلام رضا سعیدی کی ''اقبال شناسی'' زیادہ معروف ہوئیں۔ایران میں ''کلیاتِ اقبال فارسی'' طبع ہوئے۔علامہ اقبال کے پی ایچ ڈی کے مقالے "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" کے فارسی تراجم بھی شائع ہوئے۔ایران کے مختلف مجلّات، مجلّہ ''وحید''، مجلّہ ھای دانشکدہ ادبیات مشہد و تہران، مجلّہ ''مہر''، مجلّہ ''ارمغان''، مجلّہ ''سخن'' و مجلّہ ''ھنر و مردم'' وغیرہ میں علامہ اقبال کے حوالے سے بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایران میں اقبال کے حوالے سے باقاعدہ تقاریب اور مجالس کا اہتمام ہونا شروع ہوگیا۔ایران کے بہت سے نامور شعرا نے علامہ اقبال کے تتبع میں کلام لکھ کر انھیں خراجِ تحسین پیش کیا۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے آقائی یاور ھمدانی، آقائی ھمایوں شہیدی، آقائی اشرف مشکوتی گیلانی، آقائی علوی طباطبائی کے فارسی اشعار پیش کیے ہیں۔(۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ ایران میں اقبال شناسی کی قریباً ۴۰ سالہ علمی و ادبی تاریخ کے اجمالی جائزے پر مبنی ہے۔

مقالہ ''**اقبال لاہور و شعرای سبک خراسانی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''سبکِ خراسانی'' کی مختصر تعریف و تاریخ بیان کرنے کے بعد سبکِ خراسانی کے شعرا کے نام دیے ہیں اور کلامِ اقبال

سے متعدد مثالیں دے کر بطور حاصل کلام یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

''از سطور گذشتہ وامثال منقولہ پیداست کہ اگر چہ سائر اشعار اقبال بہ سبک عراقی یا باصطلاح واضح تر بہ سبک خود اقبال می باشد، ولی تاثیر صوری ومعنوی شعرای سبک مطنطن خراسانی ھم ھنر واندیشہ وی قابل ملاحظہ می باشد''۔(۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ آذر ۱۳۵۰ (نومبر ۱۹۷۱ء) کو طبع ہوا تھا۔ ۱۹۷۷ء کو اقبال اکادمی پاکستان سے ان کی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور اسی سال اس کا فارسی ترجمہ مرکز تحقیقات فارسی ایران سے شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کی خصوصیات اور ان سے تعلق رکھنے والے فارسی شعرا کے کلام اور علامہ اقبال کے کلام میں صوری و معنوی مماثلت کی نشاندہی کے بعد ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مقالے کے تمام مندرجات قدرے بہتر صورت میں کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں ''سبک خراسانی کے شعراء اور اقبال'' کے عنوان کے تحت دیے گئے ہیں۔(۲۷)

مضمون **''برگزاری مراسم روزِ اقبال''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء میں کراچی میں یومِ اقبال کے حوالے سے منعقد ہونے والی تین تقریبات کی روداد بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ گوئٹے انسٹیٹیوٹ کراچی کے ہال میں علامہ اقبال کے حوالے سے ایک تقریب منعقد ہوئی۔ حکیم محمد سعید مہمانِ خصوصی تھے۔ اس تقریب میں کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے صدر پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور نے ''پیامِ مشرق'' اور ''جاوید نامہ'' سے دو نظمیں پیش کیں۔ شان الحق حقی نے علامہ اقبال کے چند اردو اشعار پڑھے۔ ڈاکٹر ممتاز حسن نے ''اقبال اور جرمنی'' کے موضوع پر مقالہ پڑھا جس میں انھوں نے بیان کیا کہ علامہ اقبال نے جرمنی کی میونخ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور جرمن فلاسفہ ومفکرین کے افکار کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد ان پر تنقید پیش کی۔ انھوں نے گوئٹے کے دیوان کے جواب میں پیامِ مشرق لکھی۔

دوسری تقریب ۲۰ اپریل ۱۹۷۰ء بروز سوموار خانہ فرہنگ ایران میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں پاکستانیوں کے علاوہ بہت سے ایرانی دانشوروں نے بھی شرکت کی۔ یونیورسٹی آف کراچی کے وائس چانسلر پروفیسر ابوبکر حلیم نے اس تقریب میں صدارت کے فرائض سرانجام دیے۔ جناب محمد جعفر نے فارسی میں مبسوط مقالہ پیش کیا۔ تقریب کے آغاز میں بادشاہِ ایران محمد

رضا شاہ پہلوی کا اقبال کے حوالے سے پیغام پڑھا گیا جس میں علامہ اقبال کے اعلیٰ افکار، انسان دوستی اور فارسی زبان وادب میں نہایت گراں قدر خدمات کو سراہا گیا۔ ڈاکٹر غلام سرور نے انگریزی میں ''پیغامِ اقبال'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا جس میں انھوں نے پیغامِ اقبال کی آفاقیت کا ذکر کیا اور خصوصاً اس امر کا ذکر کیا کہ علامہ اقبال نے اپنی شاعری سے حقائقِ زندگی سے آگہی کے لیے جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا پیغام دیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے علامہ کے انگریزی خطبات کا ذکر کیا اور فارسی کلام سے متعدد اشعار پیش کیے۔

ڈاکٹر غلام سرور نے کلام اقبال کی معنویت پر زور دیا۔ مفتی محمد حبیب نے اپنے مقالے میں بیان کیا کہ کلام اقبال دراصل محکماتِ قرآنی کی تفسیر ہے۔ پروفیسر حلیم نے ایران و پاکستان کے علمی وادبی اور ثقافتی روابط پر روشنی ڈالی اور دونوں ممالک کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں علامہ اقبال کے کردار کو سراہا۔

یومِ اقبال کے حوالے سے تیسری تقریب ۲۱/اپریل ۱۹۷۰ء کو انٹر کانٹیننٹل ہوٹل کراچی میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر سید علی اشرف نے ''سہم شرق وغرب در اندیشہ اقبال''، سید ہاشم رضا نے ''پیغامِ اقبال بہ جوانانِ ملت''، فضل احمد کریم فضلی نے ''اقبال و سیاسیاتِ معاصر''، خانم ڈاکٹر پروین فروز حسن نے ''اقبال وملیت''، ڈاکٹر یاسین زبیری نے ''اقبال وتحریکِ پاکستان'' اور ضیاء الاسلام نے ''اقبال ومسائل کنونی پاکستان'' کے موضوع پر مقالات پیش کیے۔ (۲۸)

مقالہ ''**تضمینات وتتبعات شعرای ایران درآثار اقبال لاہوری**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبکِ ہندی کے قریباً ۱۸ فارسی شعرا اور کلامِ اقبال فارسی سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال نے ان کے بہت سے اشعار اور مصرعوں کی تضمین کی ہے۔ فارسی غزلیات میں اس طرح کے تتبعات زیادہ نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ مہر ۱۳۵۳ (ستمبر ۱۹۷۴ء) کو مجلّہ ''وحید'' کے شمارے ۱۳۰ میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۵ سال (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) تک یونیورسٹی آف تہران میں پوسٹ گریجویٹ کلاسز کو اردو اور مطالعہ پاکستان پڑھاتے رہے۔ انھوں نے یہ مقالہ اسی عرصے میں لکھا تھا۔ بعد میں انھوں نے اسی مقالے کو وسعت دے کر کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' کی شکل دے دی جو ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ علمی وادبی لحاظ سے کافی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور اس کے فارسی ترجمے ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' کی

اشاعت کے بعد بھی اس مقالے کی تدوین و تصحیح اور تحشیہ کے بعد اسے دوبارہ شائع کیا جانا چاہیے تا کہ عام قارئین اس سے استفادہ کر سکیں اور اپنے ذوق کے مطابق ضرورت محسوس ہو تو ''اقبال اور فارسی شعرا'' سے بھی بھرپور استفادہ کر سکیں۔(۲۹)

مقالہ **''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی''** عظیم ایرانی سکالر سید غلام رضا سعیدی (۱۸۹۳ء تا ۱۹۸۸ء) کی شخصیت، احوال اور آثار کے تعارف پر مبنی ہے۔ اسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مجھے ۱۳۴۴ھ تا ۱۳۴۸ھ اور ۱۳۵۱ھ تا ۱۳۵۶ھ ش کے عرصے میں ایران میں قیام کا موقع ملا۔ پہلا قیام تعلیم کے سلسلے میں تھا جبکہ دوسرا قیام دانشکدہ ادبیات دانشگاہ تہران میں اردو اور مطالعہ پاکستان کی تدریس کے سلسلے میں تھا۔ اس دوران مجھے متعدد بار استاد سید غلام رضا سعیدی سے ملاقات کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی جغرافیائی حدود کے قائل نہیں تھے۔ مثلاً انھیں علامہ محمد اقبال کے نام کے ساتھ نسبت ''لاہوری'' کا استعمال پسند نہیں تھا۔ وہ کہتے تھے اقبال صرف ''لاہور'' کے نہیں ہیں، وہ آفاقی شخصیت ہیں۔ سید غلام رضا سعیدی کو عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں مہارت حاصل تھی۔ وہ اردو زبان سے بھی آشنا تھے۔ وہ ملی درد رکھنے والے مخلص مسلمان تھے۔ انھوں نے تمام عمر ملتِ اسلامیہ کی فلاح کے لیے قلمی جہاد کیا۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ انھوں نے اسلام اور تعلیم کے موضوع پر بہت سے مقالے لکھے اور اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں اور مقالوں کے مختلف زبانوں، خصوصاً فارسی زبان میں تراجم کیے۔ حبِّ ملی کی وجہ سے انھیں ایسی مسلمان شخصیات پسند تھیں جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس لحاظ سے وہ مولانا محمد علی جوہر (م۱۹۳۱ء)، سید جمال الدین (م ۱۸۹۷ء)، عبدالرحمٰن کواکبی (م۱۹۳۶ء)، علامہ محمد اقبال (م۱۹۳۸ء)، قائد اعظم محمد علی جناح (م ۱۹۴۸ء)، مفتی محمد عبدہ (م۱۹۰۵ء) اور سید ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۸ء) سے خاص فکری و قلبی تعلق رکھتے تھے۔ سید غلام رضا سعیدی نے بہت سے اسلامی ممالک کے سفر کیے۔ وہاں کے علما و ادبا سے ملے اور ادبی و سیاسی مجالس میں شمولیت کر کے عالمِ اسلام کی بہتری کے لیے فعال کردار ادا کیا۔ انھوں نے اسلام، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ، عالمِ اسلام کے مسائل، مسلمان شخصیات (سید جمال الدین فغانی، قائد اعظم، علامہ اقبال، جمال عبدالناصر، وغیرہم)، فلسفہ، اخلاق، سائنس، کمیونزم، مغربی تہذیب اور سوشلزم کے موضوعات پر بہت سے مقالے لکھے اور تراجم کیے۔ مختلف موضوعات اور مسائل پر

فکری ہم آہنگی کی بدولت وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے خاص محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ انھوں نے علامہ اقبال کی شخصیت، احوال اور آثار پر متعدد مقالات لکھے اور نہایت خوبصورت انداز سے ان کے افکار کی ترجمانی کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں سید غلام رضا سعیدی کے چند تراجم اور مقالات کی فہرست اور ان کے افکار کے حوالے سے علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام سے متعدد حوالہ جات اور بہت سے اشعار دیے ہیں۔ انھوں نے اردو اشعار کا منثور فارسی ترجمہ بھی دیا ہے۔ بعض اردو اشعار کا منظوم فارسی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر پر ''مصادر'' کے عنوان کے تحت ۲۰ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ (۳۰)

مقالہ ''**بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی**'' کی اشاعت کے قریباً ۳ سال بعد اقبالیات (فارسی)، شمارہ ۱۰، اشاعت ۱۹۹۳ء/۱۳۷۱ش میں قریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل مقالہ ''**فقید سید سعیدی اقبال شناس**'' شائع ہوا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اول الذکر مقالے کی طرح عظیم ایرانی سکالر سید غلام رضا سعیدی کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔ اس مقالے میں ان کی اقبال شناسی کے حوالے سے کافی زیادہ تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ استاد سید غلام رضا سعیدی ۱۹۲۵ء میں علامہ اقبال کے تب تک کے مطبوعہ آثار (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی اور پیامِ مشرق) سے آگاہ ہو چکے تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر رفیع الدین کے فلسفۂ اقبال پر لکھے ہوئے مقالے کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا تھا۔ یہ ترجمہ اور مقدمہ ''اقبال شناسی: ہنر و اندیشہ اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے سید غلام رضا سعیدی کے فارسی مقدمے کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا اردو ترجمہ کیا جو ماہنامہ ''الحق'' کی اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۷۷ء میں ''شخصیتِ اقبال کے چند پہلو'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ بعد میں اسے ''برکاتِ اقبال'' (۱۹۸۸ء) میں شامل کر لیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہی ترجمہ ''اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ'' کے عنوان سے ''ماہِ نو'' کی اشاعت اپریل ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے زیرِ تبصرہ مقالے ''فقید سید سعیدی اقبال شناس'' میں استاد غلام رضا سعیدی کے متذکرہ بالا مقدمے پر مفصل تبصرہ پیش کیا ہے اور اس کی افادیت کے پیشِ نظر رائے دی ہے کہ کتاب ''اقبال شناسی: ہنر و اندیشہ اقبال'' اور اس کا ترجمہ پاکستان سے بھی شائع ہونا چاہیے۔

استاد سید غلام رضا سعیدی کے افکار اور آثار سے آگہی کے بعد راقم الحروف بھی اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ان کی تمام نگارشات کا اردو ترجمہ شائع کیا جانا چاہیے اور ان کی اقبال شناسی پر کم از کم ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا جانا چاہیے۔(۳۱)

''ذخیرۃ الملوک'' کا شمار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول ترین تصانیف میں ہوتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں مندرج تعلیمات سے متاثر ہوئے۔ یہ تاثرات جاوید نامہ (۱۹۳۲ء) کے حصے 'آں سوئے افلاک' میں مشہود ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں ذخیرۃ الملوک پر درج ذیل مقالات تحریر کیے:

۱۔ ''ذخیرۃ الملوک'' مؤلفہ: سید علی ہمدانی، مشمولہ: ماہ نو، ج ا ش ۲، اشاعت موسم گرما ۱۹۸۵ء

۲۔ علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: اقبال، ج ۳۵، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۸ء

بعد میں مقالہ ''ذخیرۃ الملوک'' مؤلفہ: سید علی ہمدانی، ''رومی کا تصورِ فقر'' (۱۹۹۰ء) میں اور ''علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک''، ''اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک'' کے عنوان سے ''اقبال اور احترام انسانیت'' (۱۹۸۹ء) میں شامل کر لیے گئے۔(۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی مقالہ ''**تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدانی و اثر ذخیرۃ الملوک دی**'' ان کے مذکورہ بالا مقالات کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔اس فارسی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار، ذخیرۃ الملوک کے مضامین اور فکرِ اقبال پر اس کے اثرات کا جائزہ پیش کیا ہے:

''حضرت شاہِ ہمدان''، ''کشمیر و شاہ ہمدان شناسیِ اقبال''، ''ذخیرۃ الملوک''، ''تاثراتِ علامہ اقبال''، ''تلمیحات بہ ذخیرۃ الملوک''

''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل ہے۔شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بادشاہوں، امرا اور مریدین کی رہنمائی کے لیے کسی عزیز کے اصرار پر تحریر کی تھی۔(۳۳)

''ذخیرۃ الملوک'' کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''ذخیرۃ الملوک'' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۵ھ) کی کتاب ''احیاء العلوم الدین'' اور ''کیمیائے سعادت'' کی سی ایک تالیف ہے۔امام موصوف کی طرح اس کے مصنف کا رجحان بھی تصوف کی طرف تھا اور وہ صوفیہ کی روایات و حکایات کتاب میں نقل کرتے رہے مگر مجموعی طور پر کتاب میں قرآن مجید، مصدقہ

احادیثِ رسول ﷺ اور تاریخی وثقہ واقعات کے حوالے زیادہ ملتے ہیں۔اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے لاطینی، فرانسیسی، اردو، پشتو اور ترکی زبانوں میں مکمل یا جزوی طور پر تراجم ہو چکے ہیں اور مصنفِ کتاب کی شخصیت و آثار پر اب تک فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کی سطح کے ۴ مقالے، اردو زبان میں پی ایچ ڈی کی سطح کا ایک مقالہ اور انگریزی زبان میں ایم فل کی سطح کا ایک مقالہ لکھا جا چکا ہے۔(۳۴)

''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں اس کے تمام ابواب، خصوصاً باب دوم، باب پنجم اور باب ششم کے مضامین کے حوالے سے فکرِ اقبال پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

باب دوم میں فرض عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) کے اسرار اور حقائق و معانی بیان کیے گئے ہیں۔

باب پنجم میں بادشاہ، مسلم رعایا اور غیر مسلم رعایا کے حقوق و فرائض کا ذکر ہے۔

باب ششم میں خلافتِ انسانی کے اسرار، حقوق النفس اور روحانی تقویت کے لیے ضروری امور کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد قرآنی آیات، ارمغانِ حجاز اور جاوید نامہ سے فارسی اشعار اور ذخیرۃ الملوک سے اقتباسات و حوالہ جات دے کر شاہ ھمدان سید علی ھمدانی اور علامہ اقبال کے مذہبی و سیاسی افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ان کا یہ مقالہ قریباً ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔مقالے کے آخر پر ۲۵ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں۔مقالے کے مندرجات موضوع کے عین مطابق ہیں اور ان کی مدد سے حضرت شاہ ھمدان، خصوصاً ان کی تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' سے متعلقہ تاثراتِ اقبال کی اچھی طرح سے تفہیم حاصل ہو جاتی ہے۔(۳۵)

سہ ماہی ''ادبیات'' کی جلد ۳، شمارہ ۱۰ تا ۱۲، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۹ء تا جون ۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کا اردو مقالہ **''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''** شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دے کر ان کے فکری و فنی اشتراک کی حدود متعین کی ہیں اور واضح کیا ہے کہ اقبال نے حافظ کی متعدد تراکیب، بندشوں اور تعبیرات کو اپنایا۔ان کے اشعار تضمین کیے اور غزلیات میں ان کے متعدد قوالب اپنائے۔ان کی فارسی (نیز کسی حد تک اردو) غزل پر حافظ کی غزل کے کافی اثرات ہیں۔اقبال، فارسی غزل میں واحد شاعر نظر آتے ہیں جو

اسلوبِ حافظ سے اس قدر اقرب ہیں کہ ان کے بعض اشعار خواجہ شیراز کا کلام معلوم ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت اور حمایت میں کلامِ حافظ اور کلامِ اقبال سے متعدد مثالیں دی ہیں اور مقالے کے آخر پر حوالہ جات و حواشی دے کر اپنے دائرہ تحقیق کی حدود واضح کرنے کے علاوہ مزید تحقیق کے لیے کچھ دیگر منہاج کی نشاندہی کر دی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ اقبال''** مجلّہ ''دانش''، شمارہ ۱۵، اشاعت (پاییز ۱۳۶۷/ ۲۲ ستمبر تا ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء)، کے صفحات ۱۲۱ تا ۱۶۱ پر شائع ہوا تھا۔ ان کا اردو مقالہ ''اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات''، فارسی مقالے کے مندرجات پر ہی مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا'' (۱۹۷۷ء) میں ''حافظ شیرازی، خواجہ محمد شمس الدین، لسانی الغیب (م ۷۹۱ھ)'' کے عنوان کے تحت حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے فکری و فنی اشتراک و اختلاف کے بارے میں سیر حاصل تبصرہ پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر ان کے مذکورہ بالا فارسی و اردو مقالات ''اقبال اور فارسی شعرا'' کے اسی تبصرہ پر مبنی ہیں۔ (۳۶)

ترتیب زمانی کے لحاظ سے فارسی زبان میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ''فتوت'' کے موضوع پر درج ذیل تین مقالات شائع ہوئے ہیں:

۱۔ پیرامون فتوت یا جوانمردی؛ مشمولہ: مجلّہ ''ھلال''، شمارہ ۱۰۶، اشاعت آذر ۱۳۴۹، صفحات ۸ تا ۱۳

۲۔ آغاز و ارتقای نھضت فتوت اسلامی، مشمولہ: ''معارفِ اسلامی'' (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۵، اشاعت زمستان ۱۳۵۲ء صفحات ۶۰ تا ۷۲

۳۔ فتوت، مشمولہ: ''معارفِ اسلامی'' (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۷، اشاعت تابستان ۱۳۵۳، صفحات ۵۸ تا ۶۸

فارسی کتب اور مقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ

(ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب کا موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب میں سے ۵۷% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۴۳% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۲۸% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۴۳% زبان وادب اور ۲۸% شخصیات اوران کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۱۴%	اسلام اور مسلمان	۰۱	۱۴%	۰۹	۲۸%
شخصیت اور آثار	۰۲	۲۹%	زبان وادب	۰۱	۱۴%	۰۸	۴۳%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۱	۱۴%	شخصیات	۰۱	۱۴%	۰۸	۲۸%
	۰۴	۵۷%		۰۳	۴۳%	۰۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالات ومضامین اور تبصرات میں سے ۲۷% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۷۳% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۲۱% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۳۴% زبان وادب اور ۴۵% شخصیات اوران کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالات ومضامین اور تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۲	۰۵%	اسلام اور مسلمان	۰۷	۱۶%	۰۹	۲۱%

شخصیت اور آثار	۰۵	۱۱%	زبان وادب	۱۰	۲۳%	۰۸	۳۴%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۵	۱۱%	شخصیات	۱۵	۳۴%	۰۸	۴۵%
	۱۲	۲۷%		۳۲	۷۳%	۴۴	۱۰۰%

بحیثیت مجموعی ۴۲% کام کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۵۸% کام کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان میں سے ۲۴.۵% کتب اور مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان)، ۳۸.۵% زبان وادب اور ۳۶.۵% شخصیات اوران کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

01۔ توصیہ هایی جهت اتحاد میان مسلمانان جهان عواطف حب حضرت رسول اکرم (ﷺ) ومناقب اهلِ بیت اطهار(ع)

ا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اسلام'' اور ''مسلمان'' کے موضوع پر اردو میں متعدد مقالات و مضامین لکھے جن پر راقم الحروف اپنے اس مقالے کے باب دوم'' ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' میں تبصرہ پیش کر چکا ہے۔ان مقالات ومضامین کے عنوانات مع مآخذ درج ذیل ہیں:

اقبال اور جہان اسلام	آفاقِ اقبال
اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترام انسانیت/ ماہِ نو
اقبال اور عالم اسلام	اقبال اور احترامِ انسانیت / فکر ونظر
اقبال اور عبادت وشعائر اسلامی	فکر ونظر
اقبال اور قوموں کا عروج وزوال	اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام
اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج وزوال	اقبال اور احترامِ انسانیت
علامہ اقبال اور زوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ	فکر ونظر
مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان
اقبال اور وحدتِ ملی	افاداتِ اقبال/ اقبالیات
اقبال اور (عقائد) توحید ورسالت	برکاتِ اقبال/ ماہِ نو

شعبہ اقبالیات نے اس اہم موضوع پر ایم فل/ پی ایچ ڈی کی سطح پر درج ذیل تحقیقی مقالات بھی لکھوائے ہیں:

علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متون اقبال کی روشنی میں)، (مقالہ ایم فل)، مقالہ نگار: ڈاکٹر محمد اکرم، نگران مقالہ: ڈاکٹر محمد ریاض، سالِ تکمیل ۱۹۹۳ء

اقبال اور احیائے اسلام (مقالہ ایم فل)، مقالہ نگار: مبشر حسین، نگران مقالہ: ڈاکٹر ابصار

احمد، سالِ تکمیل ۲۰۰۸ء

اقبال اور ملی نشاۃ ثانیہ (مقالہ پی ایچ ڈی)، مقالہ نگار: ظفر حسین ظفر، نگران مقالہ: ڈاکٹر خالد علوی، سالِ تکمیل ۲۰۰۹ء

۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان......''، (اسلام آباد: ادارہ مطبوعات پاکستان، ب ن، س ہ)، ص ۷۱ تا ۷۳

۳۔ ایضاً، ص ۹۹ تا ۱۰۰

؎ بہ جوھر چون ز نور پاک باشی فروغ دیدۂ افلاک باشی
ترا صید زبون افرشتہ و حور کہ شاھین شہ لولاک باشی

''بالِ جبریل'' میں مندجہ بالا رباعی اردو اور فارسی دو زبانوں میں ہے۔ یہ رباعی نمبر ۱۸ کا ترجمہ ہے:

؎ ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
ترا صید زبوں افرشتہ و حور کہ شاہین شہِ لولاک ہے تو

؎ ترا اندیشہ افلاکی نگشتہ ترا پروازی لولاکی نگشتہ
ھمی دانم کہ در گوھر عقابی بچشمان تو بیباکی نگشتہ

مندرجہ بالا رباعی ''بالِ جبریل'' کی رباعی نمبر ۱۰ کا ترجمہ ہے:

؎ ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے ترا پروازی لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تری تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

ڈاکٹر محمد ریاض نے سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اردو میں متعدد مقالات و مضامین تحریر کیے ہیں۔ انھوں نے علامہ عینی کے مضمون ''اقبال، قرآن اور اہلِ بیت'' کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ متعلقہ موضوع پر مزید تفصیلات کے لیے ان کے درج ذیل اردو مقالات و مضامین کا مطالعہ کریں۔ راقم الحروف نے اِس مقالے کے باب دوم اور باب پنجم میں ان تمام مقالات و مضامین پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

اقبال اور (عقائد) توحید و رسالت	برکاتِ اقبال/ ماہِ نو
اقبال اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	برکاتِ اقبال/ تقاریر بیادِ اقبال

سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اور سیرتِ انبیائے کرام
نعتِ نبوی ﷺ فارسی شاعری میں	فاران (م)
رحمت اللعالمین ﷺ	ماہِ نو
اقبال، قرآن اور اہلِ بیت از علامہ عینی (ترجمہ)	فجر
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب	فکر و نظر / رومی کا تصورِ فقر
اقبال اور نظریہ عشق	آفاقِ اقبال / ماہِ نو

02۔ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال

۴۔ میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، تدوین و پیش: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: اقبال اکادمی پاکستانی، بار اول، فروری ۱۹۸۵ء)، ص ج تا د

۵۔ ایضاً، ص ۱ تا ۲

۶۔ ایضاً، ص ۲

۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''آفاقِ اقبال''، (لاہور: گلوب پبلشرز، بار اول، ۱۹۸۷ء)، ص ۴

''آفاقِ اقبال'' کے مذکورہ اقتباس میں سنِ اشاعت ۱۹۸۵ء کے بجائے ۱۹۵۸ء لکھا ہوا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لیے سہوِ کاتب کو نظر انداز کرتے ہوئے اقتباس میں درست سنِ اشاعت ۱۹۸۵ء دیا گیا ہے۔ ''آفاقِ اقبال'' میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے وہ دونوں مقالات شامل ہیں جو ''اقبال ریویو'' (جنوری ۱۹۶۹ء)، مجلّہ ''اقبال'' (۱۹۷۲ء) میں اور بعد میں ۱۹۸۳ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مضامین کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے مسودے میں شامل کر کے اشاعت کے لیے اقبال اکادمی پاکستان، لاہور کو بھیجے تھے۔ ان کے ساتھ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب اور دو رسائل بھی تھے۔ اقبال اکادمی کی طرف سے یہ مضامین اور رسائل شائع نہیں کیے گئے، صرف مکتوبات ہی شائع کیے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''آفاقِ اقبال'' میں شامل مضمون ''اقبال اور شاہ ہمدان'' کو اپنے مجموعہ مضامین ''اقبال اور سیرت انبیائے کرام (سلام اللہ علیہم)'' میں بھی شامل کیا ہے۔ وہاں مضمون کے آخر میں تکملہ (۲) کے تحت ''علامہ اقبال کی ایک محبوب کتاب، ''ذخیرۃ الملوک''

کے عنوان سے (صفحہ ٦٦ تا ٨٢ پر) ایک اور مضمون بھی دیا گیا ہے۔

٨۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر ''١٩٨٥ء کا اقبالیاتی ادب ایک جائزہ''، ص ٧١ تا ٧٢

٩۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، اقبالیاتی ادب کے تین سال''، ص ١٠٦ تا ١٠٧

١٠۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ١٦، شمارہ ٦٢، (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، جولائی تا ستمبر ٢٠١٥ء)، ص ١٢٦

١١۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، ص ٢

١٢۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، ص ١٢٦

١٣۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال''، ص ٤٧

١٤۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب، مشمولہ: ماہنامہ ادبی دنیا، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ٣٧، لاہور: ٦٩ شاہراہِ قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ١٩٧١ء)، ص ٦

١٥۔ محمد ریاض، ڈاکٹر احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ...... ص ١٢٠ تا ١٢١

١٦۔ اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (لاہور: ندوۃ المصنفین، بار اول، دسمبر ١٩٧٢ء)، ص ٢١١ تا ٢١٢

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے اپنے فارسی مقالے کے اردو ترجمے میں میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے متن کا خلاصہ بھی تحریر کیا ہے۔

03۔ کتاب شناسی اقبال

١٧۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''کتاب شناسی اقبال'' (اسلام: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بارِ اول، ١٩٨٦ء)، فہرست

١٨۔ ایضاً، ص ١

١٩۔ رفیع الدین ہاشمی، ١٩٨٦ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص ٤٦ تا ٤٩

٢٠۔ مقبول الٰہی، ''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض ...... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ٢٩

نورینہ تحریم بابر، ''میرے محترم رفیق کار...... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، ص ٤٥

ماہنامہ ''فاران'' کراچی کے مدیر ''اسمٰعیل احمد مینائی'' نے اپنے مجلّے میں ڈاکٹر محمد ریاض

کے مطبوعہ مقالے ''حضرت ابو عبیدہ الجراحؓ اور حضرت ابو عبید ثقفی، کلامِ اقبال کی روشنی میں'' کے آغاز میں ان کے بھیجے ہوئے مسودے کی تفہیم میں پیش آنے والی دشواریوں اور اس کی ناقص املا کا اس طرح سے ذکر کیا ہے:

ڈاکٹر محمد ریاض سے مارچ ۸۱ء میں نیاز حاصل ہوا تھا جب میں مسلم علما کی کانفرنس کی روداد مرتب کرنے کے لیے اسلام آباد گیا۔ مئی ۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر صاحب نے یہ مختصر سا مقالہ اپنی نوازش سے مجھ کو بھیجد یا ''فاران'' کے لئے۔ مئی کا شمارہ تو ماہر القادری کے تذکرہ کے لیے وقف تھا۔ جون، جولائی کے پرچوں میں پہلے سے آئے ہوئے مضامین کی کتابت ہو چکی تھی۔ اگست کی اشاعت کے لئے ان کاغذات کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ تحریر پنسل کی ہے اور کاربن پیپر رکھ کر جو نقل بنائی گئی ہے وہ ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو بھیج دی ہے۔ بڑی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد اس کو قابلِ اشاعت بنایا تو کاتب نے بتایا کہ متن میں اقبال کی فارسی نظم (رموز بیخودی کے) کسی جز کا حوالہ تو دیا گیا ہے کہ اس کو نقل کیا جاتا ہے لیکن وہ جز شامل تحریر نہیں ہے۔ اس پر رموزِ بیخودی کو سامنے رکھ کر مضمون پر نظر ثانی کی گئی اور متعلقہ فارسی اشعار کو خاتمہ تحریر پر شاملِ مضمون کر لیا گیا۔ مدیر فاران۔

تفصیلات کے لیے دیکھیں:

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت ابو عبید الجراحؓ اور حضرت ابو عبید ثقفی، کلام اقبال کی روشنی میں''، مشمولہ: فاران، جلد ۳۲، شمارہ ۱۱ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، بہادر آباد، اگست ۱۹۸۱ء)، ص ۴۰

04۔ کشف الابیات اقبال

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، کشف الابیات اقبال (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، دسمبر ۱۹۷۷ء)، فہرست

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات و مضامین کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھر می رساند حال آن کہ عرفان کنہ و قایع را می نمایاند (بہ مناسبت صد مین سالروز تولد اقبال شاعر پارسی گوی پاکستان)، مشمولہ: کاوہ، شمارہ ۶۹، (مونیخ، پاییز ۱۳۵۷)، ص ۲۸

۲۳۔ ایضاً، ص ۳۰

۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثیر و مقام شعر و ادب از دیدگاہِ علامہ اقبال''، مشمولہ: اقبالیات (شمارہ

فارسی)،(پاکستان اقبال اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)،ص ۱۵۰

۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال شناسی در ایران''، مشمولہ:''ہلال''، شمارہ ۹۰ (کراچی: ہلال، خرداد ۱۳۴۸)، ص ۱۱ تا ۱۶

مزید تفصیلات کے لیے باب دوم میں ڈاکٹر محمد ریاض کے درج ذیل اردو مقالات پر تبصرات کا مطالعہ کریں:

ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم (مطبوعہ سرما ۱۹۹۲ء)

ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی

۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال لاھوری و شعرای سبک خراسانی''، مشمولہ: ہلال، شمارہ ۱۱۸ (کراچی: دفتر ہلال، آذر ۱۳۵۰)، ص ۱۳

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور فارسی شعرا''، (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، ۱۹۷۷ء)، ص ۵۵ تا ۹۹

باب دوم میں ''اقبال اور فارسی شعرا'' اور باب سوم میں ''اقبال لاھوری و دیگر شعرای فارسی گوی'' پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''برگزاری مراسم روز اقبال''، مشمولہ:''ہلال'' شمارہ ۱۰۲ (کراچی: ہلال، تیر ۱۳۴۹)، ص ۳۵ تا ۴۰

۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''تضمینات و تتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری''، مشمولہ: وحید، شمارہ ۱۳۰ (ایران: دفتر مجلّہ ''وحید''، مھر ۱۳۵۳)، ص ۵۵۶ تا ۵۶۶

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''بیاد بود استاد اقبال شناس شادروان سید غلام رضا سعیدی''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۲۰۔۲۱، (اسلام آباد: رایزنی فرھنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، زمستان ۱۳۶۸ء، ۱۳۶۹ء)، ص ۹۹ تا ۱۲۴

۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''فقید سعید سعیدی اقبال شناس''، مشمولہ: اقبالیات (فارسی)، شمارہ ۱۰ (لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۹۹۳ء/۱۳۷۱ش)، ص ۴۱ تا ۶۷

۳۲۔ راقم الحروف نے ان اردو مقالات پر اپنے اس مقالے کے باب دوم اور باب پنجم میں تبصرہ پیش کیا ہے۔

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ......''، ص۹۹

۳۴۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نے شاہ ھمدان پر مقالہ لکھا اور ''خلاصۃ المناقب'' کی تصحیح کی جس پر پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۶۸ء میں انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہ ہمدان کے احوال و آثار و اشعار'' پر تحقیق کر کے اور ان کے چھ رسائل کی تدوین کر کے تہران یونیورسٹی سے ۱۹۶۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر ملک محمد رمضان نے ''منقبۃ الجواہر'' کی تدوین و تصحیح کی اور تہران یونیورسٹی سے ۱۹۷۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر سید محمود انواری نے ''ذخیرۃ الملوک'' پر ریسرچ ورک مکمل کر کے تہران یونیورسٹی سے ۱۹۷۶ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آغا سید حسین ہمدانی نے قائد اعظم یونیورسٹی، اسلام آباد سے "Mir Sayyid Ali Hamdani Shah-e-Hamdan" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ۱۹۷۴ء میں ایم فل کی سند لی۔ ڈاکٹر حسین احمد نے ''امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی (علوم اسلامیہ) کی سطح پر ریسرچ ورک پر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد سے ۲۰۰۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۵۴تا۵۵، ۸۰

''ذخیرۃ الملوک'' اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم کے سلسلے میں مزید معلومات کے لیے دیکھیں:

اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، بار اول، دسمبر ۱۹۷۲ء)، ص۱۹۴تا۲۰۴

''ذخیرۃ الملوک'' کے اردو میں کم و بیش تین تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

منہاج السلوک از مولانا غلام قادر، مطبوعہ: بک سینٹر، ۳۲ حیدر روڈ، راولپنڈی کینٹ، صفحات ۳۱۰

ذخیرۃ الملوک (ترجمہ) از محمد ریاض قادری، مطبوعہ: قادریہ بکس، سنت نگر، لاہور، صفحات ۳۸۸

ذخیرۃ الملوک (ترجمہ) از محمد محی الدین جہانگیر، مطبوعہ: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، صفحات ۴۰۲، مطبوعہ: نومبر ۲۰۰۷ء یہ ترجمہ عصرِ حاضر میں مروجہ سلیس اردو میں اور عام فہم

ہے۔ یہ کتاب انٹرنیٹ سے درج ذیل لنک پر موجود ہے اور Pdf فارمیٹ میں ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔

www.bookstube.net/2014/11/zakheera-tul-malook.html

۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثرات اقبال از حضرت شاہ ھمدان واثر ذخیرۃ الملوک وی''، مشمولہ: اقبالیات (فارسی)، شمارہ ہشتم (لاہور: اقبال اکیڈمی، ۱۳۷۰/ ۱۹۹۲ء)، ص ۱۲ تا ۴۰

''ذخیرۃ الملوک'' کے سلسلے میں مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

''افکار و تعلیمات عرفانی شاہ ھمدان در آئینہ ''ذخیرۃ الملوک'' از ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کانفرنس بین الملی میر سید علی ہمدانی، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: خانہ فرہنگ ایران: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، بار اول، ۱۳۹۵ھ ش /۲۰۱۶م)، ۳۴۱ تا ۳۵۶

''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ھمدانی با شش رسالہ از دی'' از ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۹۷ تا ۱۰۴

۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۱۵ (اسلام آباد: رایزنی فرھنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، پاییز ۱۳۶۷/ ستمبر تا دسمبر ۱۹۸۸ء)، ص ۱۲۱ تا ۱۶۱

مزید مطالعہ کے لیے دیکھیں: محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعرا''، مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور، ص ۱۷۸ تا ۱۹۰

باب ہفتم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات:
حاصل تحقیق

باب ہفتم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

فکرِ اقبال کی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض (پی ایچ ڈی فارسی) کو اس شعبے کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کا نصاب تشکیل دیا۔ ان کی نگرانی میں پاکستان میں ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع ہوا۔ انھوں نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فکر وفن، فلسفہ اور تصورات ونظریات کی تعلیم وتفہیم اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اس شعبے میں نہایت موثر اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

وہ نومبر ۱۹۹۴ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں درسی وتدریسی اور علمی وادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ پاکستان کی کئی ادبی تنظیموں کے فعال رکن رہے۔ اقبال اکیڈمی لاہور کے تاحیات رکن منتخب ہوئے۔ انھوں نے پانچ سال یونیورسٹی آف تہران اور قریباً آٹھ سال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ سکالرز کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

انھوں نے اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی میں ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بہت سی کتب اور تحقیقی مقالے لکھے۔ انھوں نے پاکستان، انڈیا اور ایران میں منعقد ہونے والی متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنے تحقیقی مقالے پیش کیے۔ ان کے تحقیقی مقالے اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ایران کے شہر تہران کے مستند رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا شماریاتی جائزہ:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف وتالیفات کی تعداد پندرہ ہے جن میں آٹھ اقبالیاتی ادب پر اور سات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ اردو مقالات مضامین کی تعداد قریباً دو صد پینتالیس ہے جن میں سے ایک سو ستر مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب اور پچھتر مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

اردو کتب:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۷	۳۱%	اسلام اور مسلمان	۱	۰۵%	۰۸	۳۶%
زبان وادب	۰۶	۲۷%	زبان وادب	۵	۲۳%	۱۱	۵۰%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۲	۰۹%	شخصیات	۱	۰۵%	۰۳	۱۴%
	۱۵	۶۷%		۷	۳۳%	۲۲	۱۰۰%

اردو مقالات ومضامین:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۷۶	۳۱%	اسلام اور مسلمان	۰۱۸	۰۷%	۰۹۴	۳۸%
زبان وادب	۰۲۹	۱۲%	زبان وادب	۰۱۱	۰۴%	۰۴۰	۱۶%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۶۵	۲۷%	شخصیات	۰۴۶	۱۹%	۱۱۱	۴۶%
	۱۷۰	۷۰%		۰۷۵	۳۰%	۲۴۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ایران میں دورانِ قیام وہ وہاں کے محققین،ادبا اور علما سے قریبی رابطے میں رہے۔انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی وادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔اردو و فارسی زبان وادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان وادب کی رکاوٹ دور کرکے انھیں ایک دوسرے کی علمی وادبی نگارشات اور تہذیب وتمدن سے آگاہ کرکے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔اس ضمن میں انھوں نے بھرپور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات ومضامین لکھ کر اور تراجم کرکے نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دیں۔اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد چار اور مقالات ومضامین کی تعداد بارہ ہے۔غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد تین اور مقالات ومضامین کی تعداد بتیس ہے۔

فارسی کتب:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار و تصورات	۰۱	۱۴%	اسلام اور مسلمان	۰۱	۱۴%	۰۹	۲۸%
زبان و ادب	۰۲	۲۹%	زبان و ادب	۰۱	۱۴%	۰۸	۴۳%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۱	۱۴%	شخصیات	۰۱	۱۴%	۰۸	۲۸%
	۰۴	۵۷%		۰۳	۴۳%	۰۷	۱۰۰%

فارسی مقالات ومضامین:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار و تصورات	۰۲	۰۵%	اسلام اور مسلمان	۰۷	۱۶%	۰۹	۲۱%
زبان و ادب	۰۵	۱۱%	زبان و ادب	۱۰	۲۳%	۰۸	۳۴%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۵	۱۱%	شخصیات	۱۵	۳۴%	۰۸	۴۵%
	۱۲	۲۷%		۳۲	۷۳%	۴۴	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم وبیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات ومضامین اور تبصرے لکھے۔ ان میں سے سولہ مقالات ومضامین اور تبصرے اقبالیاتی ادب پر اور نو مقالات ومضامین اور تبصرے غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار و تصورات	۰۸	۳۲%	مذہبی افکار و تصورات	۰۱	۰۴%	۰۹	۳۶%
زبان و ادب	۰۷	۲۸%	زبان و ادب	۰۱	۰۴%	۰۸	۳۲%
شخصیات	۰۱	۰۴%	شخصیات	۰۷	۲۸%	۰۸	۳۲%
	۱۶	۶۴%		۰۹	۳۶%	۲۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی کی بہت سی کتب اور مقالات ومضامین کے اردو اور فارسی میں تراجم کیے۔ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی وادبی نقطہ نگاہ سے اہم ،متنوع اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی موضوعات

پر مشتمل ہیں۔انھوں نے بہت سی کتب پر جامع تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات و رسائل میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم و بیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے یہ ۱۰ تراجم ۱۹۷۷ء تا 1995ء، قریباً ۱۹ سال کے عرصہ میں شائع ہوئے۔گویا اوسطاً ہر دو سال کے دورانیہ میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ان میں سے سب سے زیادہ (۴) تراجم ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں شائع ہوئے۔ان میں سے ۷۰% تراجم اردو زبان اور ۳۰% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔

کتبِ تراجم:۔

(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
افکار و تصورات	۰۵	۵۰%	افکار و تصورات	۰۱	۱۰%	۰۶	۶۰%
زبان و ادب	×	۰۰%	زبان و ادب	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%
شخصیات	۰۲	۲۰%	شخصیات	۰۱	۱۰%	۰۳	۳۰%
	۰۷	۷۰%		۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۷ مقالات و مضامین کا فارسی سے اردو، انگریزی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔انھوں نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء (اپنے دمِ آخریں) تک اوسطاً ہر سال ایک مقالہ / مضمون کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۹۳% تراجم اردو زبان میں اور ۷% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔

(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی موضوعات		غیر اقبالیاتی موضوعات			
ترجمہ کی زبانیں	تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
فارسی سے اردو	۰۳	۳۰%	۰۲	۲۰%	۰۵	۵۰%
اردو سے فارسی	۰۱	۱۰%	×	×	۰۱	۱۰%

انگریزی سے اردو	۰۲	۲۰%	×	×	۰۲	۲۰%
انگریزی سے فارسی	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%	۰۲	۲۰%
کل تعداد و شرح	۰۷	۷۰%	۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین:۔

(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
افکار و تصورات	۰۷	۲۶%	افکار و تصورات	۰۵	۱۹%	۱۲	۴۵%
زبان و ادب	۰۴	۱۵%	زبان و ادب	۰۷	۲۶%	۱۱	۴۱%
شخصیات	۰۲	۰۷%	شخصیات	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۴%
	۱۳	۴۸%		۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی موضوعات		غیراقبالیاتی موضوعات			
موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
فارسی سے اردو	۰۹	۳۴%	۱۰	۳۷%	۱۹	۷۱%
انگریزی سے اردو	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۵%	۰۶	۲۲%
اردو سے فارسی	۰۲	۰۷%	×	×	۰۲	۰۷%
	۱۳	۴۸%	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم و بیش چونتیس اردو کتب پر تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔

اردو کتب پر تبصرے:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
اسلام اور مسلمان	۰۱	۰۳%	اسلام اور مسلمان	۰۵	۱۵%	۰۶	۱۸%

زبان وادب	۱۱	۳۲%	زبان وادب	۰۸	۲۳%	۱۹	۵۵%
شخصیات	۰۱	۰۳%	شخصیات	۰۸	۲۴%	۰۹	۲۷%
	۱۳	۳۸%		۲۱	۶۲%	۳۴	۱۰۰%

شماریاتی تجزیے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے کل چالیس کتب لکھیں۔ انھوں نے اقبالیاتی ادب پر ستائیس کتب اور غیر اقبالیاتی ادب پر بارہ کتب لکھی ہیں۔ان میں سے ۶۹% کتب اقبالیاتی ادب پر اور ۳۱% کتب غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کی ۴۷% کتب اور تراجم کتب اردو میں اور ۲۶% فارسی میں ہیں۔

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
کتب	اردو	۱۶	۴۱%	۰۷	۱۵%	۲۳	۵۶%
	فارسی	۰۴	۱۰%	۰۳	۰۸%	۰۷	۱۸%
تراجمِ کتب	اردو	۰۵	۱۳%	۰۲	۰۵%	۰۷	۱۸%
	فارسی	۰۲	۰۵%	۰۱	۰۳%	۰۳	۰۸%
کل تعداد		۲۷	۶۹%	۱۳	۳۱%	۴۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب پر قریباً دوصد ستائیس اور غیر اقبالیاتی ادب پر ایک سو پچاس مقالات ومضامین لکھے۔اس لحاظ سے انھوں نے اقبالیاتی ادب پر ۶۰% اور غیر اقبالیاتی ادب پر ۴۰% مقالات ومضامین لکھے۔مجموعی طور پر ان کا ۶۵% علمی وادبی کام اقبالیاتی ادب پر اور ۳۵% علمی وادبی کام غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہے۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کے ۸۱% مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے اردو میں، ۱۲% فارسی میں اور ۷% انگریزی میں ہیں۔

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مقالات ومضامین	اردو	۱۷۰	۴۵%	۰۷۷	۲۰%	۲۴۷	۶۵%

	فارسی	۰۱۲	۰۳٪	۰۳۲	۰۸٪	۰۴۴	۱۱٪
	انگریزی	۰۱۴	۰۴٪	۰۰۲	۰۱٪	۰۱۶	۰۵٪
تراجم مقالات ومضامین	اردو	۰۱۱	۳۰٪	۰۱۴	۰۴٪	۰۲۵	۰۷٪
	فارسی	۰۰۲	۰۱٪	×	×	۰۰۲	۰۱٪
تبصرے	اردو	۰۱۳	۰۳٪	۰۲۱	۰۶٪	۰۳۴	۰۹٪
	انگریزی	۰۰۵	۰۱٪	۰۰۴	۰۱٪	۰۰۹	۰۲٪
کل تعداد		۲۲۷	۶۰٪	۱۵۰	۴۰٪	۳۷۷	۱۰۰٪

بحیثیت مجموعی، ڈاکٹر محمد ریاض کے (تمام کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے سے متعلقہ) ۶۵٪ کام کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳۵٪ کام کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کے ۸۷٪ کام کا تعلق اردو زبان وادب سے، ۱۸٪ کام کا فارسی زبان وادب سے اور ۴٪ کام کا تعلق انگریزی زبان وادب سے ہے۔

تحقیقی مقالہ کے تمام ابواب میں پیش کیے گئے موضوعاتی وشماریاتی جائزے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی اور انگریزی زبان میں لکھی گئی کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے میں سے ۳۵٪ کام کا تعلق مذہبی افکار وتصورات سے، ۳۵٪ کا تعلق زبان وادب سے اور ۳۰٪ کا شخصیات سے ہے۔

مضامین	اقبالیاتی ادب	غیر اقبالیاتی ادب	کل شرح
مذہبی افکار وتصورات	۲۶٪	۰۹٪	۰۳۵٪
زبان وادب	۲۱٪	۱۴٪	۰۳۵٪
شخصیات	۱۸٪	۱۲٪	۰۳۰٪
	۶۵٪	۳۵٪	۱۰۰٪

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا موضوعاتی جائزہ:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین تین بار شائع ہوئیں۔اسی طرح ان کے تحقیقی مقالات ومضامین پاکستان اور ایران کے مستند مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔ان

کی تصانیف، تالیفات، مقالہ جات اور تراجم زبردست تاریخی، قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کے نظریات اور افکار کی تشریح کرتے وقت دوسرے اقبال شناسوں کے زاویہِ نظر کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ انھوں نے علامہ اقبال کے ان فکری و فنی پہلوؤں کو متعارف کرایا اور ان نکتوں کی بھی تشریح و توضیح کی جن کی طرف پہلے کسی اقبال شناس، محقق اور نقاد کی توجہ نہیں ہوئی۔ انھوں نے علامہ اقبال کے بارے میں مشرقی و مغربی حکما، فلاسفہ، ادبا اور شعرا کے نقطہ نظر کو پاکستان میں پڑھنے والوں تک پہنچایا اور ان کے ساتھ علامہ اقبال کے روابط اور اثرات کو بھی اپنی تحریر کا موضوع بنایا۔ مثلاً اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال اور شبلی، سعید حلیم پاشا، اقبال اور سید جمال الدین افغانی، وغیرہ۔ انھوں نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔ مثلاً علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، تازہ بتازہ نو بہ نو تراکیبِ اقبال، اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں وغیرہ۔ انھوں نے اقبال کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ ان کے دور کی بھی صحیح ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے بعض مقالات کے آخر میں دی جانے والی فہارس کتابیات سے ان کے وسیع مطالعے اور عربی، فارسی اور انگریزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔

انھوں نے محققین کی کتابوں کے تراجم کیے اور ان پر تبصرے بھی تحریر کیے۔ مثلاً 'اقبال اور ابن حلاج' کے ساتھ کتاب 'الطّواسین' کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا ترجمہ 'علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار' کے نام سے کیا۔ ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا 'شہپرِ جبریل' کے نام سے ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا 'یادداشت ہائے پراگندہ' کے نام سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء کے انگریزی مقالات کا اردو میں 'افکارِ اقبال' کے نام سے نہایت مہارت سے ترجمہ کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی تنظیم و ترقی اور اقبالیاتی ادب کی نصاب سازی میں نہایت اہم و کلیدی کردار ادا کیا۔ انھوں نے انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم اے اور ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز مرتب کیے۔ کم و بیش تیس سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کورسز میں کسی ردوبدل کی ضرورت پیش نہیں آئی جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور اقبالیاتی زبان و ادب پر نہ صرف عبور رکھتے تھے بلکہ وہ ان کی تعلیم و تدریس اور ترویج سے متعلقہ حال و مستقبل کے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ وہ تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کا طویل عرصے پر مبنی تجربہ رکھتے تھے۔ اپنے نہایت گہرے اور وسیع تدبر، تفکر،

مطالعہ، تعلیمی وتدریسی اور تصنیفی وتالیفی تجربے کی بدولت وہ نصاب سازی کی خصوصی قابلیت کے حامل تھے جس کا بین ثبوت ان کی نصاب سازی کی خدمات ہیں۔

ڈاکٹرمحمد ریاض کی تصانیف وتالیفات انٹرمیڈیٹ تا پی ایچ ڈی کی کلاسز میں بطور نصاب پڑھائی جا رہی ہیں اور دنیا میں اقبالیات کی تعلیم کے سب سے بڑے مرکز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے اب تک ایم فل کی سطح کے ۳۴۳ اور پی ایچ ڈی کی سطح کے ۲۴ تحقیقی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔اس تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔شعبہ اقبالیات کی اس نمایاں، منفرد اور بے مثل کارکردگی کا امتیاز ڈاکٹرمحمد ریاض اوران کی ٹیم کو حاصل ہے۔

ڈاکٹرمحمد ریاض ایک ہمہ وقتی متعلم اور معلم تھے۔ وہ تادمِ آخر مصروف بہ عمل رہے۔ وہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرو کے حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ وہ آخری سانس تک اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کی تعلیم وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور علمی وادبی شجر سایہ دار لگاتے رہے۔انھوں نے اہلِ علم وادب، اپنے اساتذہ، شاگردوں، احباب اور رفقائے کار سے انسان دوستی اور علم دوستی کا رشتہ خوب نبھایا۔ وہ تاحیات ایک چمنستان کی طرح تازہ بتازہ نو بنو پھولوں کی خوشبو بکھیرتے رہے اور کئی گلستان آباد کر گئے۔آج ان کے بہت سے شاگرد مقتدرہ جامعات اور علمی وادبی اداروں میں کلیدی عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹرمحمد ریاض کی کتب وتالیفات، مقالات ومضامین اور تراجم کی علمی وادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔انھوں نے علامہ اقبال کے افکار وتصورات خصوصاً مذہبی افکار، ان کی شخصیت اور کلام وتصانیف کی خصوصیات، مختلف شخصیات سے ان کے افکار وتصورات اور فنی وشعری محاسن کے تقابل وموازنہ اور اقبال شناس شخصیات پر بہت سے مقالات ومضامین لکھے اور مختلف پہلوؤں سے فکرِ اقبال کی شرح وترجمانی کا حق خوب ادا کیا۔اسی طرح انھوں نے دین اسلام، اعلیٰ دینی، علمی وادبی شخصیات اور فارسی زبان وادب پر بھی بہت سے مقالات ومضامین لکھ کر نہایت اعلیٰ غیر اقبالیاتی ادب تخلیق کیا۔انھوں نے پاکستان، ایران، کشمیر، افغانستان اور روسی ریاستوں میں اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں مقالات ومضامین اور تراجم تحریر کر کے ان ممالک اور یہاں کے بسنے والے لوگوں کو قریب تر لانے کی بھرپور کوشش کی۔اس ضمن میں متعلقہ ابواب میں ان کی سیکڑوں کتب اور مقالات ومضامین کا فرداً فرداً جائزہ لے کر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔تاہم، بطور حاصل مطالعہ چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

کتاب ''**اقبال اور فارسی شعراء**'' میں انھوں نے ان ستر (۷۰) فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔ انھوں نے پہلے برصغیر پاک و ہند میں فارسی شاعری کے آغاز، ارتقاء اور اس کے زوال کا حال لکھا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ فارسی کے دورِ زوال میں اقبال نے فارسی میں شاعری کی اور اس طرح اس ملک میں اس زبان کے احیاء کی راہ نکالی۔ اقبال نے فارسی زبان کی وسعت کی وجہ سے اپنے اعلیٰ، عالمگیر افکار کی ترویج کے لیے فارسی کو ذریعہ اظہار بنایا تھا تاکہ دنیا بھر میں جہاں کہیں فارسی دان طبقہ موجود ہے، وہاں تک ان کا پیغام پہنچ سکے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مقدمہ'' میں مذکورہ بالا ابتدائی امور کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری کے مختلف اسالیب (سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبک ہندی) سے تفصیلی بحث کی ہے اور آخر میں ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کر کے اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد اقبال کی شاعری کے بارے میں جامع بیان ہے جس میں ان کی مثنویوں، غزلوں، دوبیتیوں، رباعیات اور اختراعات کے بارے میں تنقیدی جائزہ پیش کیا اور بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ان ابتدائی مباحث کے بعد ستر (۷۰) شعراء کو فارسی کے مختلف اسالیب پر تقسیم کر کے یہ بتایا ہے کہ ان کا کس کس اسلوب سے تعلق ہے اور ان کے جن اشعار یا افکار سے اقبال نے استفادہ کیا ہے یا جو اشعار کلامِ اقبال سے مشابہت رکھتے ہیں، وہ بھی نقل کر دیے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیاتِ فارسی کے عام تو عام، خاص مطالعہ کرنے والوں کی نظریں بھی کم ہی پہنچتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسی کتاب کا فارسی زبان میں بھی ترجمہ کر کے فارسی زبان و ادب اور اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اپنی ان گراں قدر علمی و ادبی نگارشات کو فارسی زبان جاننے والے مختلف ممالک میں آباد وسیع طبقے تک پہنچایا۔(۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ کی تصانیف کے فکری و فنی محاسن کی تفہیم و تسہیل کے لیے بہت کچھ لکھا اور خوب لکھا۔ مثلاً 'جاوید نامہ' کی تفہیم کے لیے انھوں نے برسوں تحقیق کی اور بہت سے مقالات و مضامین لکھے۔ اپنی ان تمام تحقیقات کو انھوں نے کتاب ''**جاوید نامہ: تحقیق و توضیح**'' کی شکل میں پیش کیا جو کہ اپنی مثال آپ ہے۔ جاوید نامے کی تفہیم کے لیے آج تک اتنے اعلیٰ درجے کی کوئی کاوش پیش نہیں کی جا سکی۔ وہ اپنی اس کتاب کو حاصلِ حیات قرار دیتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں اس کتاب کو نہایت اہم

ماخذ قرار دیا۔(۲)

کتب (تصانیف و تالیفات) کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے بھی بہت زیادہ علمی و ادبی قدر و قیمت، افادیت اور اہمیت کے حامل ہیں۔اس ضمن میں حاصل مطالعہ کے طور پر چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

۰۱۔ قریباً ستر صفحات پر مشتمل طویل مضمون **''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''** فارسی تصانیفِ اقبال کے مختصر اور جامع مطالعہ پر مشتمل ہے۔اس کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے اقبالیات کی نصابی کتب کا حصہ بنایا جائے یا پھر کتابی شکل میں شائع کر کے اسے اقبالیات کی نصابی کتاب کے طور پر پڑھایا جائے۔(۳)

۰۲۔ اپنے مقالے **''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی شاعری کا تیسرا دور ۱۹۰۸ء سے شروع ہوا۔اس میں ۱۹۲۴ء تک اقبال کی تین فارسی کتابیں، ''اسرارِ خودی''، ''رموزِ بے خودی'' اور ''پیامِ مشرق'' شائع ہو چکی تھیں۔علامہ محمد اقبال کی فارسی گوئی کا ان کے اردو کلام پر اثر یہ ہوا کہ اس دور کی اردو نظموں میں فارسی تراکیب اور بندشیں پہلے سے زیادہ استعمال ہوئیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی۔اقبال کی فارسیت کے کئی پہلو ہیں: تضمینیں، بندشیں اور تراکیب، قافیے، ردیف اور محاورے وغیرہ۔ان سب کے اردو میں استعمال کے علاوہ اقبال نے بعض فارسی اشعار کو اردو میں منتقل اور صدہا کے مفاہیم و معانی کو جذب و تحلیل کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو سے قریباً ڈیڑھ صد اشعار دے کر ان کے اردو کلام میں فارسی الفاظ و تراکیب اور محاورات کے استعمال کی وضاحت کی ہے۔(۴)

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **''اقبال کے چند تراجم و ماخوذات، تقابلی نمونے''** میں عربی، فارسی اور انگریزی سے اخذ و ترجمہ کی مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال اخذ و اقتباس و ترجمہ کے ضمن میں آزادانہ روش کے حامل تھے۔ماخوذ و مقتبس و مترجم اور تضمین و تلمیح کے حامل موضوعات ان کے ہاں آ کر حیرت انگیز طور پر عروج پا جاتے تھے۔(۵)

۰۴۔ مقالے **''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے کئی ایسے اشعار دیے ہیں جن کی علامہ محمد اقبال نے خود اپنی تقاریر، مکتوبات، خطبات یا ملفوظات میں تشریح بیان کی ہے۔اس طرح علامہ محمد اقبال نے بعض

مواقع پر اپنی تصانیف کی غرض وغایت بیان کی اوران کے مشمولات پر تبصرہ کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں یہ تبصرے بھی دیے ہیں اور متعدد منثور تحاریر اور اردو و فارسی کلام کے تقابل وموازنہ سے اقبال شناسی کے لیے نثر ونظم کو ملا کر پڑھنے کی اہمیت اجاگر کی ہے۔فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں یہ مقالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔اس موضوع پر ایم فل/ پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔(۶)

۰۵۔ مقالے ’’**علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج**‘‘ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیم اور ادبیات وفنونِ لطیفہ کے بارے میں مغربی افکار کے تناظر میں علامہ محمد اقبال کے افکار تحریر کیے ہیں۔(۷)

۰۶۔ مقالے ’’**افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی**‘‘ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے بارے میں کچھ تفصیلات فراہم کی ہیں۔انھوں نے اپنے اس مقالے میں افغانستان وایران کے مجلّات میں اقبالیاتی ادب پر شائع ہونے والے مقالات اور ایران میں شائع ہونے والی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کتب کی الف بائی ترتیب سے فہرست دی ہے اور ایران میں اقبال پر لکھی گئی کتب ومقالات کے نمایاں فکری پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ فارسی زبان میں اقبال پر لکھی گئی کتب ومقالات کے بارے میں اہم معلومات اور ادبی تبصرے پر مشتمل ہے۔دیگر مقالات کی طرح یہ مقالہ بھی ان کی اقبالیاتی ادب اور فارسی وادب سے محبت اور علم دوستی کا مظہر ہے۔(۸)

ڈاکٹر محمد ریاض پاکستان اور بیرونِ ملک اردو و فارسی زبان و ادب، خصوصاً اقبالیات کے حوالے سے ہونے والی علمی وادبی سرگرمیوں اور مطبوعات سے باخبر رہتے تھے۔پاکستان، انڈیا اور ایران میں اقبالیات کے حوالے سے ہونے والے سیمینارز اور کانفرنسز میں شامل ہوتے رہتے تھے اور اس ضمن میں حاصل ہونے والی معلومات کو پرنٹ میڈیا کے ذریعے قارئین تک پہنچادیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض انقلابِ ایران (فروری ۱۹۷۹ء) سے قبل دو معیادوں کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ایران میں مقیم رہے۔انھیں اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء)، حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہر بار ہفتے یا دو ہفتے تک ایران میں رہنے اور تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔اس دوران انھیں ایران کے

جمہوری اسلامی دور کے اقبالیاتی ادب کے مطالعے کا اور ایران کے اقبال شناس مصنفین ومترجمین سے شناسائی کا موقع ملا۔ انھوں نے متعدد مقالات ومضامین لکھ کر قارئین کرام کو فارسی ادب کے نئے رجحانات اور ایران میں مطالعہ اقبال کی پیشرفت سے آگاہ کیا۔ انھوں نے ہمسایہ ممالک (پاکستان، ہندوستان، کشمیر، افغانستان، روس) پر ایران کے علمی، ادبی، تہذیبی وثقافتی اثرات کی تفہیم کے لیے کئی مقالات ومضامین لکھے۔ اس ضمن میں مقالے **''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''** کے علاوہ ان کے مقالات ومضامین ''اقبال، ایران کی درسی کتب میں''، ''ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر''، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، ''ایران کے جمہوری واسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی'' اور ''ایران میں مطالعۂ اقبال'' گراں قدر مندرجات پر مشتمل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست محقق تھے۔ اردو فارسی زبان وادب، اقبالیات، ایرانیات، تصوف اور نظامِ فتوت ان کی دلچسپی کے خصوصی میدان تھے۔ وہ ان علمی وادبی شعبہ جات سے متعلقہ لکھے جانے مقالات ومضامین اور تصانیف وتالیفات کا بغور مطالعہ کر کے ان پر تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کرتے رہتے تھے۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے لکھے گئے ان کے مذکورہ بالا مقالات ومضامین اردو وفارسی زبان وادب اور اقبال شناسی سے ان کے گہرے روحانی اور ذہنی وقلبی تعلق کا ثبوت ہیں۔ اِن سے اُن کے نہایت اعلیٰ ذوقِ مطالعہ ومعیارِ تحقیق کا ثبوت ملتا ہے۔(۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ''احوال وآثار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' پر تھا۔ انھوں نے مادام العمر شاہِ ہمدان شناسی کے سلسلے میں نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔

مقالے **''اقبال اور شاہ ہمدان (رحمہا اللہ تعالیٰ علیہما)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند حوالہ جات کی مدد سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی وعربی کی سو سے زائد تصانیف میں سے ۶۴ ایسی تصانیف کا مختصر تعارف دیا ہے جو ان کی نظر سے گزری ہیں۔ ان میں سے ۴۵ کتب فارسی اور ۱۹ کتب عربی زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔ کتب کے تعارف کے بعد انھوں نے '۷' ایسی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو بظاہر غلطی سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ اس کے ساتھ '۳۴' ایسے رسالوں کے نام لکھے ہیں جن کی اصلیت یا حقیقت تک ڈاکٹر محمد ریاض رسائی حاصل نہ کر سکے۔ ''تکملہ'' کے بعد ''استدارک'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ

ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے آگاہ کرنے کے سلسلہ میں اپنی علمی و ادبی مساعی کا ذکر کیا ہے۔اختتامیہ میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''ان دو سالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی، جس کا افتتاح کرنے پر صدرِ پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔یوں ''شاہ ہمدان شناسی'' کا آغاز ہو چکا ہے۔(۱۰)

وہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و آثار کے بارے میں گہرا تحقیقی و تنقیدی شعور رکھتے تھے۔ان کے وسعتِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے۔انھوں نے اس مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مطالعے میں آنے والی ۶۵ کتب کا تعارف پیش کرنے کے علاوہ غلطی سے ان سے منسوب ہونے والی کتب و رسائل کی بھی نشاندہی کی ہے۔مشہور ایرانی محقق اور نقاد استاد سعید نفیس مرحوم کی تحقیقات سے اختلاف کے ذکر پر مبنی ان کی تحریر کا درج ذیل اقتباس ان کے نہایت اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کی ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''شاہ ہمدان کا تخلص علی یا علائی تھا۔استاد سعید نفیسی مرحوم نے از روئے تسامح علائی کو علاء الدولہ سمنانی کا تخلص سمجھ لیا اور ان کی ۹ غزلیں، ایک رسالہ اور ایک کتاب علاء الدولہ سمنانی کے نام سے چھپوا دی ہیں اور اتفاق سے کئی دیگر حضرات نے اس بات کو نقل کر دیا ہے''۔(۱۱)

پاکستان میں سید علی ہمدانی کے افکار کی ترویج کے لیے بہت سے افراد (سیدہ اشرف ظفر بخاری، میر عبد العزیز، آغا حسین ہمدانی اور حسین احمد) نے کوشش کی۔بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال و آثار اور اشعار پر اردو و فارسی میں سب سے زیادہ لکھا۔ان کے مرتب کردہ احوال و آثار اور اشعار کی بنیاد پر بہت سے مقالات و مضامین لکھے گئے ہیں اور اس ضمن میں ابھی مزید بہت سے امکانات موجود ہیں۔

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے عالمِ اسلام کی دیگر نامور شخصیات، شعرا، ادبا اور مفکرین پر بھی بہت سے مقالات و مضامین لکھے۔مثلاً، انھوں نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''مکتوبات و مواعظ مولانا رومی'' اور ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرے تحریر کیے۔ان کے عربی و فارسی مکتوبات اور خطبات کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''مکتوبات و خطباتِ رومی'' کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوا۔انھوں نے اردو و فارسی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تصورات کے موازنہ پر مبنی مقالات و مضامین ''رومی اور

اقبال''، ''رومی کا تصورِ فقر''، ''رومی: شروح مثنوی شریف''، ''سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں''، ''قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی''، ''مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات''، ''مولانا رومی اور علامہ اقبال''، ''مولانائے روم کے مکاتیب''، ''نفوذ مولانا جلال الدین مولوی درادبیات شبہ قارہ ھندو پاکستان''، ''یادی از مقام ونبوغ مولوی'' لکھے۔(۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کے تعلیمی وسماجی ثمرات:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی نگارشات کے تحقیقی وتنقیدی مطالعے اور ان کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ لینے کے بعد وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ فکرِ اقبال کی تعلیم وترویج میں نمایاں کردار ادا کرنے والے نامور اقبال شناس حضرات میں سے ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اہم حیثیت کے حامل ہیں۔انھوں نے مشرقی ومغربی حکماء، مفکرین، شعرا، ادبا، فلاسفہ اور صوفیاء کے افکار کی روشنی میں فکرِ اقبال کی شرح کی اور مختلف جہتوں سے اس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے کے دَر کھولے ہیں۔فکرِ اقبال کی توضیح وترویج کے لیے کیے گئے ان کے وسیع علمی وادبی کام کے پیشِ نظر انھیں 'مفسرِ اقبال' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کا شمار ان چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے اور اردو و فارسی زبان وادب کی ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ان کی علمی وادبی نگارشات قطبی ستارے کی مانند، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کے میدانوں میں ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے، اہلِ ہمت افراد کے لیے رہنمائی کا کام دے رہی ہیں اور بفضل تعالیٰ رہنما بنی رہیں گی۔

نہایت وسیع علمی وادبی کام کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب، مقالات ومضامین محفوظ رکھتے اور ان کا ریکارڈ بھی مرتب کر لیتے مگر کسی وجہ سے وہ بروقت اور کماحقہٗ ایسا نہ کر سکے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنی علمی وادبی خدمات کی بنا پر پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۹۲ء کے بعد مختصر سا سوانحی، علمی وادبی خاکہ (curriculum vitae) مرتب کیا تھا۔اس خاکے میں انھوں نے اپنی علمی وادبی تخلیقات (کتب، تصانیف، تالیفات، تراجم اور تبصروں) کی اٹھارہ صفحات پر مشتمل فہرست بھی دی ہے۔اس فہرست میں انھوں نے اپنی قریباً دوصد پندرہ (۲۱۵) کتب، تصانیف، مقالات ومضامین، تبصروں اور تراجم کا

ذکر کیا ہے۔ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ یہ فہرست نامکمل ہے۔فہرست نامکمل ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔خود انھیں اپنی تمام مطبوعہ کتب، تصانیف، تراجم، مقالات و مضامین تک رسائی حاصل نہ تھی۔اس سلسلے میں انھوں نے باقاعدہ کوئی ریکارڈ بھی مرتب نہیں کیا تھا۔ بوقتِ ضرورت انھوں نے دستیاب وسائل کی مدد سے یہ فہرست مرتب کی تھی۔تحقیق کے مطابق اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، مقالات اور تراجم کی تعداد چار صد پچاس (۴۵۰) کے قریب ہے۔یہ تعداد ان کے اپنے مرتب کردہ سوانحی، علمی و ادبی خاکے میں بیان کردہ تعداد سے تقریباً دوگنی ہے۔دورانِ تحقیق ان کی بہت سی ایسی مطبوعہ کتب، مقالات اور مضامین دریافت ہوئے ہیں جو خود ڈاکٹر محمد ریاض کی رسائی میں نہیں رہے تھے اور وہ اتنی فرصت بھی نہیں رکھتے تھے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکیں۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال و آثار سے متعلقہ لکھے گئے تمام مقالات و مضامین میں ان کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں بعض امور درست نہیں ہیں۔ ان کی لکھی گئی کتب اور مقالات و مضامین کی تعداد میں بھی تضاد ہے۔اسی طرح ان کے سوانح حیات اور بعض کتب کے نام بھی درست نہیں دیے گئے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور حالات و آثار پر لکھے گئے مضامین میں سے سب سے زیادہ مستند مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین کا ہے۔ **پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین**، برسوں ڈاکٹر محمد ریاض کی رفاقت میں رہے ہیں اور انھوں نے بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔اپنے مضمون ''**آثارِ ریاض**'' میں انھوں نے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف ۱۶ تصانیف، ۳۰ تالیفات اور ۸ تراجم کا ذکر کیا ہے۔ان کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے سمیت درج ذیل ۱۳ کتب، تالیفات اور تراجم کا ذکر نہیں کیا گیا:

۰۱۔ احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ ازوی]

۰۲۔ اقبال اور سیرت انبیائے کرام

۰۳۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

۰۴۔ اقبال کے تعلیمی نظریات

۰۵۔ اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)

۰۶۔ تسہیل خطباتِ اقبال

۰۷۔ تقاریر بیادِ اقبال

۰۸۔ حرفِ اقبال

۰۹۔ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان

۱۰۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی

۱۱۔ کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)

۱۲۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)

۱۳۔ مکتوبات وخطباتِ رومی (۱۳)

پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مضمون کی طرح، ڈاکٹر محمد ریاض پر لکھے گئے قریباً تمام مضامین میں بھی تسامحات پائے جاتے ہیں جن کی نشاندہی کے بعد تحقیق کا فریضہ سرانجام دیا گیا ہے۔ تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب (تصانیف، تالیفات، تراجم) اور مقالات ومضامین کی تدوینِ نو، تصحیح اور طبع نو کے لیے ضروری امور کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ ان کی حفاظت اور ان کی آئندہ دستیابی ممکن بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی طباعت کے علاوہ انھیں آن لائن ریسورسز پر بھی محفوظ کیا جائے۔ اس ضمن میں راقم الحروف نے بھرپور کوشش کی ہے اور کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ امید ہے کہ اس ضمن میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اقبالیات وشعبہ طباعت اور دیگر سرکاری و پرائیویٹ ادارے بھی اپنے طور بھرپور کوشش کریں گے۔ اس سلسلے میں چند ایک تجاویز بطور حاصلِ تحقیق پیشِ خدمت ہیں۔

تجاویز:۔

۰۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب اور مقالات ومضامین کے موضوعات ومندرجات علمی وادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر وقیمت کے حامل ہیں۔ ان میں سے کئی موضوعات پر تحقیقی مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے موضوعات ہیں جن پر ابھی تک تحقیق نہیں ہوئی اور ان پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالے لکھے جا سکتے ہیں۔ راقم الحروف نے اپنے اس مقالے میں ایسے بہت سے موضوعات کی نشاندہی کر دی ہے۔ ان موضوعات کے حوالے سے اقبالیات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ **''ڈاکٹر محمد ریاض کے موضوعاتِ تحقیق''** پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھوانا

چاہیے۔اس سے تحقیق کے نئے دَر وَا ہوں گے۔

۰۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب وتصانیف میں حوالہ جات وحواشی یکساں ہیئت میں نہیں دیے گئے۔زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمہ دیے گئے ہیں۔ان میں بہت سی طباعتی ومتنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔اسی طرح ان کے بعض مقالات ومضامین کے ساتھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں اور بعض کے ساتھ نہیں دیے گئے۔بعض مقالات ومضامین کے حوالہ جات وحواشی آخر پر اور بعض کے صفحات کے پاورق میں دیے گئے ہیں۔مقالات ومضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو وفارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔**ان تمام تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کو تصحیح، تحشیہ اور تدوینِ نو کے بعد چھپوایا جائے۔مجوزہ خاکہ تجاویز کے آخر پر دیا گیا ہے۔**

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی قریباً تمام تصانیف وتالیفات کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ وزارتِ تعلیم اور وزارتِ اطلاعات ونشریات تعلیمی اداروں میں ان کی لازمی تعلیم کا اہتمام کرے۔بہتر یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں بطور درسی کتب کے ان کے مطالعے کو لازم قرار دیا جائے۔

راقم الحروف کے خیال میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف **''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی''** اور **''اقبال بچوں کے لیے''** بطور ہاف کریڈٹ اور **''اقبال نوجوانوں کے لیے''** بطور فل کریڈٹ کورسز کے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح پر تجویز کی جانی چاہییں۔

۰۴۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت اقبالیات کے اہم موضوعات پر اب تک ایم فل اقبالیات کی سطح پر قریباً تین صد تینتالیس مقالات اور پی ایچ ڈی کی سطح پر چوبیس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ان تمام مقالات کو شائع کیا جانا چاہیے اور دیگر کتب کو بھی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جانا چاہیے۔علامہ اقبال کی تقاریر، تحریروں اور بیانات سے متعلقہ تمام کتب کو یکجا کر کے **''کلیاتِ اردو نثر اقبال''** اور **کلیاتِ انگریزی نثر اقبال''** کی تدوین اور طباعت کا اہتمام کیا جائے۔اسی طرح **''کلیاتِ ملفوظاتِ اقبال''، شذراتِ فکرِ اقبال (انگریزی، اردو، فارسی ایڈیشن)، ''تقاریرِ بیادِ اقبال''** کے انگریزی مضامین کے تراجم اور راقم الحروف کے مجوزہ دیگر قریباً پچاس عنوانات پر تحقیقی مقالات اور کتب کی تخلیق، تدوین اور طباعت کا اہتمام کیا جائے۔

ہمارے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے۔تمام افراد اور ادارے صدق و اخلاص کی بدولت

مصروف بہ عمل ہو کر حیران کن کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اگر مقصد صرف تنخواہوں اور روزگار کا حصول نہ ہو بلکہ رزقِ حلال کمانا اور اپنے فرائض بھرپور واحسن انداز سے سرانجام دینا ہو تو مشکل سے مشکل کام بھی ممکن العمل ہو جاتے ہیں۔ حسنِ انتظام سے تمام اداروں (اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، وغیرہ) کو فعال، خود کفیل اور منافع بخش بنایا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عوام الناس تک گراں قدر تحقیقی مقالات کی رسائی سے تعلیمی، ادبی اور تحقیقی معیار بہتر سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اردو بازار میں ایسے بہت سے ان پڑھ اور واجبی تعلیم کے حامل افراد، تعلیم یافتہ افراد کے زیرِ نگرانی چلنے والے طباعتی و تحقیقی اداروں کی نسبت کم وسائل کے ہوتے ہوئے بھی ہر طرح کی علمی، ادبی، تحقیقی وتنقیدی کتب شائع کر رہے ہیں اور ایسے تمام پبلشرز خود کفیل ہیں، ملکی خزانے پر بوجھ نہیں ہیں۔ ہمارے سرکاری تحقیقی و طباعتی ادارے یقیناً ان سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے ادارے خود کفیل اور ہر لحاظ سے منافع بخش ہو سکتے ہیں۔

۰۵۔ **ڈاکٹر محمد ریاض اپنی گراں قدر اور وقیع علمی و ادبی خدمات کی بنا پر بلاشبہ اس قابل تھے کہ انھیں ڈی لٹ یا پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری دی جاتی اور قومی اعزازات سے نوازا جاتا۔ ان کی وسیع اور گراں قدر علمی و ادبی خدمات کے پیشِ نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد اور یونیورسٹی آف تہران کو چاہیے کہ انھیں ڈی لٹ کی ڈگری دے کر انھیں خراجِ تحسین پیش کریں۔ اسی طرح حکومتِ پاکستان اور حکومتِ ایران کو بھی چاہیے کہ انھیں اعزازات عطا کر کے دونوں ممالک کے درمیان ''بطور سفیرِ محبت ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات'' کا اعتراف کریں۔**

۰۶۔ **آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس تخلیق کیا جائے جس پر تمام سرکاری و غیر سرکاری یونیورسٹیز، تعلیمی ادارے اور اشاعتی و تحقیقی ادارے اپنی مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب، مقالات، مجلّات، رسائل، اشاریے اور ان کے کوائف اپ لوڈ کریں۔ اس ڈیٹا بیس تک سب کو رسائی حاصل ہو تا کہ** ہر کوئی اپنی ضرورت کے مطابق ان تک رسائی حاصل کر سکے۔ وزارت اطلاعات و نشریات، وزارتِ تعلیم اور ہائر ایجوکیشن کو چاہیے کہ اس ضمن میں قانون سازی کر کے آن لائن رجسٹریشن کو لازم قرار دے اور خلاف ورزی کرنے والے فرد یا ادارے کو سزا و جرمانہ کیا جائے تا کہ آن لائن ڈیٹا بیس کی تخلیق و تنظیم اور فعالیت یقینی ہو جائے۔ اس ضمن میں تمام

مجلّات کے اشاریے مرتب کیے جائیں۔ نئے اور پہلے سے مرتب شدہ مجلّات اور ان کے اشاریوں کو تجدیدِ نو کے بعد آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس پر اپ لوڈ کیا جائے۔

۰۷۔ ہائر ایجوکیشن ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے تمام تحقیقی مقالات کے عنوانات اور ان مقالات کی آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس پر موجودگی وفراہمی یقینی بنائے تا کہ یونیورسٹیز کی تحقیقات خفیہ، نا قابلِ رسائی اور نا قابلِ استفادہ علمی و ادبی اثاثے کے بجائے ہر کس و ناکس کے استفادے کے لیے ہر وقت میسر آنے والا علمی و ادبی سرمایہ ثابت ہوں۔

۰۸۔ تمام لائبریریز کی بھی آن لائن فہرستیں دی جائیں۔ اس طرح آئن لائن ڈیٹا سرچ کرنے کی سہولت میسر آ جائے گی اور تحقیقی عمل آسان تر ہو جائے گا۔

۰۹۔ بین الاقوامی سطح پر قابلِ قدر ترقی کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دیگر زبانوں میں لکھے ہوئے علمی، ادبی، تاریخی، سائنسی اور فنی شہ پاروں کو آسان اور عام فہم اردو ترجمے کے ساتھ قومی اثاثے کا حصہ بنایا جائے۔ اس ضمن میں حکومت، ہائر ایجوکیشن کمیشن، تمام دیگر متعلقہ اداروں اور یونیورسٹیز کو چاہیے کہ فنِ ترجمہ کو ترقی دیں اور وسیع طباعتی نظام قائم کریں۔ طلبہ میں ذوقِ مطالعہ، ذوقِ تحقیق وتنقید اور ذوقِ عمل پیدا کرنے اور اسے بھرپور انداز سے پروان چڑھانے کی کوشش کی جائے۔ تمام یونیورسٹیز میں شعبہ ترجمہ اور شعبہ طباعت کا قیام لازمی قرار دیا جائے تا کہ ہماری نوجوان نسل تحقیق و دریافت کے عمل سے علم و ادب اور سائنس کے شعبہ جات میں مثالی کردار ادا کر سکے۔

۱۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی سنٹرل لائبریری میں ''اقبال آرکائیوز'' کے قیام اور اس میں علامہ اقبال سے متعلقہ نوادرات اور دستاویزات اکٹھی کرنا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں مجاز افراد اور اداروں سے درخواست ہے کہ ''اقبال آرکائیوز'' کا قیام اور لائبریری میں تازہ بتازہ نو بنو اقبالیاتی کتب کا اضافہ یقینی بنایا جائے۔

۱۱۔ درج ذیل خاکے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مقالات ومضامین کو تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جائے۔ مجوزہ کتاب ''کلیاتِ ریاض'' کی شکل میں ایک شاندار، مستند اور جامع علمی و ادبی اور اقبالیاتی انسائیکلو پیڈیا مرتب ہو جائے گا جو ''اقبالیات کے سو سال'' اور دائرہ معارفِ اقبال'' کی طرح اقبالیاتی ادب میں ایک نہایت گراں مایہ ادبی سرمایہ ثابت ہوگا۔ اسے غیر اقبالیاتی ادب میں بھی ایک اہم اضافہ شمار کیا جائے گا۔

''**اقبالیات کے سو سال**'' اور ''**دائرہ معارفِ اقبال**'' اردو زبان کے مقالات پر مشتمل ہیں۔ ''**کلیاتِ ریاض**'' میں فردِ واحد کے اردو کے علاوہ فارسی و انگریزی مقالات ومضامین کی وجہ سے، اسے ''اقبالیات کے سو سال'' اور دائرہ معارفِ اقبال'' سے قدرے مختلف، منفرد اور وسیع تر افادہ کی حامل تخلیق بننے کا اعزاز حاصل ہوگا۔

کلیاتِ ریاض

(اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی، انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرے)

(جلد اول)

<u>حصہ اول ۔۔۔۔۔۔۔ اردو مقالات و مضامین اور تبصرے</u>

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (اردو)

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان و ادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات و مضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ پر مبنی مقالات و مضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب کے تراجم

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تراجم

زبان و ادب سے متعلقہ تراجم

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تراجم

باب سوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان و ادب سے متعلقہ تبصرے

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تبصرے

<u>حصہ دوم ۔۔۔۔۔۔۔ فارسی مقالات و مضامین اور تبصرے</u>

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (فارسی)

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان و ادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات و مضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ پر مبنی مقالات و مضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب کے تراجم

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تراجم

زبان وادب سے متعلقہ تراجم

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تراجم

حصہ سوم۔۔۔۔۔۔۔۔انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (انگریزی)

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات و مضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ پرمبنی مقالات و مضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

علامہ اقبال کے افکار و تصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل و موازنہ سے متعلقہ تبصرے

کلیاتِ ریاض

(غیراقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی، انگریزی مقالات و مضامین، تراجم اور تبصرے)

(جلد دوم)

حصہ اول۔۔۔۔۔۔۔۔اردو مقالات و مضامین، تراجم اور تبصرے

باب اول:۔ غیراقبالیاتی ادب (اردو)

مذہبی افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان وادب سے متعلقہ مقالات و مضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات و مضامین

باب دوم:۔ غیراقبالیاتی ادب کے تراجم

مذہبی افکار و تصورات سے متعلقہ تراجم

زبان وادب سے متعلقہ تراجم

شخصیات سے متعلقہ تراجم

باب سوم:۔ غیر اقبالیاتی ادب پر تبصرے

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

شخصیات سے متعلقہ تبصرے

حصہ دوم۔۔۔۔۔۔۔فارسی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ غیر اقبالیاتی ادب (فارسی)

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

حصہ سوم۔۔۔۔۔۔۔انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (انگریزی)

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

شخصیات سے متعلقہ تبصرے

حوالہ جات وحواشی

۰۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور فارسی شعرا (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، ۱۹۷۷ء) ص ۱تا۴۹
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم، ص ۱۴۸تا ۱۵۶
۰۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: ماہنامہ ''قومی زبان''، جلد۶۹، ش ۵، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۶۰ تا ۶۳؛ مشمولہ: ''علم کی دستک''، ص ۳۲ تا ۳۵
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم، ص ۲۰۹ تا ۲۲۴
۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۲۱۸ تا ۲۸۷
۰۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت'' مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۷۴ تا ۲۸۸
۰۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۹ تا ۲۹
۰۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۳۰ تا ۶۸
۰۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''،
مشمولہ: سہ ماہی ''فکر ونظر''، جلد ۲۲، شمارہ ۲، (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء)، ص ۱۱۵ تا ۱۳۴
مشمولہ: ''اقبال ۸۵'' (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، ۱۹۸۹ء)، ص ۵۶۱ تا ۵۸۴
''اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: ''تفسیرِ اقبال''، ص ۱۵۳ تا ۱۷۲
۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۲۰۳ تا ۲۱۷
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم اور باب پنجم
۰۹۔

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ''، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ص۶۰

۱۱۔ ایضاً، ص۵۹

۱۲۔ تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم تا باب پنجم

۱۳۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص۱۸، ۱۹

تفصیلات کے لیے دیکھیں: باب اول ص۴۴ تا ۷۶

کتابیات

ا۔ بنیادی مآخذ

محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر،

(اردو کتابیں)

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تصانیف

آفاقِ اقبال (بارہ عدد مطبوعہ مضامین) (لاہور: گلوب پبلشرز، اول، 1987ء)
افاداتِ اقبال (اکیس عدد مطبوعہ مضامین) (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1983ء)
اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی (لاہور: آئینہ ادب، اول، 1978ء)
اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور فارسی شعراء (اردو) (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1977ء)
برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں) (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس، اول، 1977ء)
تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1988ء)
تقدیر امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، اول، 1983ء)
جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اول، 1985ء)

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تالیفات

اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1984ء)
تسہیل خطباتِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، دوم، 1997ء)
تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)
حرفِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اول، 1984ء)

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تصانیف و تالیفات

ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر (لاہور: آئینہ ادب، چوک انارکلی، اول، 1971ء)

ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، اول، 1988ء)
حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، اول، 1988ء)
رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (لاہور: مقبول اکادمی، اول، 1990ء)
سفرنامہ روم و مصر و شام شبلی (تدوین و توضیح) (لاہور: زیڈاے پبلشرز، اول، 1988ء)
فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، اول، 1974ء)
مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران) (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، دوم، 1985ء)

(فارسی کتابیں)

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات

توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان (اسلام آباد: ادارہ مطبوعات پاکستان، اول، 1984ء)
حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی) (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1985ء)
کتاب شناسی اقبال (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1986ء)
کشف الابیاتِ اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات

احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی] (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران، اول، 1985ء)
کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح و حواشی) (لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، اول، 1971ء)
کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و توضیح) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

تراجم پر مشتمل کتب

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین' (لاہور: اسلامک فاؤنڈیشن، اول، 1977ء)

پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (لاہور: اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، اول، 1982ء)
علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی (راولپنڈی: خانہ فرہنگ ایران، اول، 1982ء)

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

افکارِ اقبال (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اول، 1990ء)
شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل (لاہور: گلوب پبلشرز، اول، 1985ء)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

یادداشتہائے پراگندہ (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1989ء)

غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1989ء)
مکتوبات و خطباتِ رومی (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1988ء)

غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1995ء)

(مقالات و مضامین)

کتب میں شامل اردو مقالات و مضامین

ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)

اجتہاد: اسلام میں اصولِ حرکت (چھٹا خطبہ)، مشمولہ: تسہیل خطبات (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، دوم، 1997ء)
اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں، مشمولہ: اقبال بحیثیت شاعر (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک...، بار اول، 1982ء)
افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور ابنِ حلاج، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال اور احترامِ انسانیت، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور افغانستان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال اور آئینِ جوانمردی، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور توحید و رسالت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور جدید علم کلام، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور جہانِ اسلام، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال اور دنیائے اسلام، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال اور سید جمال الدین افغانی، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال اور سیرت انبیائے کرام، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
اقبال اور شاہ ہمدان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال اور شاہِ ہمدان، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور شبلی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل، اول، 1983ء)
اقبال اور عالمِ اسلام، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال اور قوموں کا عروج و زوال، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)

اقبال اور معاشرتی انصاف، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور میراثِ کشمیر، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور نژادِ نو، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور نظریہ پاکستان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال اور وحدتِ ملی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال ایران کی درسی کتب میں، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کا اسلوبِ شعر، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1983ء)
اقبال کا تصورِ ابلیس، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال کا تصورِ تعلیم، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کا تصورِ توحید، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کا تصورِ علم و تعلیم، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کا نظریہ ثقافت، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کا نظریہ عشق، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال کی ادبی تراکیب، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی بصیرتِ نفس، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں، علم کی دستک، جلد: 1، شمارہ: 2 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر 90ء)
اقبال کی تلقینِ یقین، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، بار اول، 1983ء)
اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال کی مخالفتِ استبداد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کے اردو کلام میں فارسیت، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)

اقبال کے تراجم اور ماخوذات، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے، مشمولہ: اقبال شناسی کے زاویے (لاہور: بزمِ اقبال، باراول، مئی 1985ء)
اقبال کے ساقی نامے، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے مترادف اشعار، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال، شاعرِ حکمت، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال، شاعرِ حیات، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
امیر سید علی ہمدانی اوران کا رسالہ 'دہ قاعدہ'، مشمولہ: ایران کبیر وایران صغیر (لاہور: آئینہ ادب، باراول، 1971ء)
ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط، مشمولہ: ایران کبیر وایران صغیر (لاہور: آئینہ ادب، باراول، 1971ء)
پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تصورِ ریاست اسلامی، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
تصوّرِ فقر، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
تقدیرِ امم اور اقبال، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
جاوید نامہ، اصلی کردار، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
جگن ناتھ کی اقبال شناسی، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)
چند دیگر حصے (جاوید نامہ)، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؒ، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
درسِ رواداری (جاوید نامہ)، برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
رومی: شروح مثنوی شریف، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)

سنائی اورحالی کی مماثلتِ فکر،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)
سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کابیان دیوانِ رومی میں،مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور:مقبول اکیڈمی ، اول،1992ء)
شبلی نعمانی: فارسی نثرکی اقسام اورادوار،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)
علامہ اقبال اورتصورِریاست اسلامی،مشمولہ: افاداتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1983ء)
علامہ اقبال اورعلوم وفنون کی اسلامی منہاج،مشمولہ: اقبال ۸۵ء(لاہور:اقبال اکادمی،باراول،1989ء)
علامہ اقبال اورمسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں،افاداتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1983ء)
علامہ اقبال کاعسکری آہنگ،مشمولہ: افاداتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1983ء)
علامہ اقبال کاعسکری آہنگ،مشمولہ: تقاریربیاداقبال(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،باراول،1986ء)
علامہ اقبال کی دعائیں،مشمولہ: آفاقِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1987ء)
فارسی شاعری اوراقبال کااسلوبِ بیان،مشمولہ: اقبالیات کےسوسال،(لاہور:اقبال اکادمی،باردوم،2007ء)
فارسی شاعری میں اقبال کامقام،مشمولہ: برکاتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،اول،1982ء)
فارسی نثرکی اقسام اورادوار،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور: مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)
فرہنگستان زبان ایران،مشرقی ممالک میں قومی زبان کےادارے(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،باردوم،1985ء)
فلک مشتری (جاویدنامہ)،مشمولہ: برکاتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،اول،1982ء)
گلِ لالہ کی ادبی روایات اوراقبال،مشمولہ: افاداتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1983ء)
مثنوی گلشن رازِجدیداوردیگرکتبِ اقبال،مشمولہ: آفاقِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1987ء)
مرزابیدل:فکروفن،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)
مرزابیدل کی تلقین ایثاروجوانمردی،،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)
مقدمہ سرودِاقبال،مشمولہ: تفسیرِاقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی،باراول،1988ء)
مکاتیب،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور: مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)
نظامِ جوانمردی (فتوّت)،مشمولہ: رومی کاتصوّرِفقر(لاہور: مقبول اکیڈمی،باراول،1990ء)

رسائل وجرائد میں شامل اردو مقالات ومضامین

ابنِ سینا،ایک تعلیمی اورمعاشرتی مفکر،''اظہار''،جلد:12،شمارہ:4-3(کراچی:محکمہ تعلقات عامہ،حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر،ایجرٹن روڈ،مارچ،اپریل 91ء)
ابنِ ماجہ اورابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں،''اقبالیات''،جلد:29،شمارہ:2(لاہور:اقبال اکیڈمی،جولائی،ستمبر 88ء)
ابیاتِ اقبال کےمعانی،''صحیفہ''(لاہور:مجلس ترقی ادب،اکتوبر 1987ء)
ادب کااسلامی تصور،''الحق''(م)،جلد:29،شمارہ:3(اکوڑہ:دارالعلوم حقانیہ،دسمبر 1993ء)
ادب کااسلامی تصور،المعارف،جلد:14،شمارہ:4(لاہور:ثقافتِ اسلامی،اپریل 1981ء)

ارمغانِ حجاز، المعارف، جلد:10، شمارہ:10-9 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، ستمبر، اکتوبر 77ء)
اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں، بصائر (سہ ماہی)، جلد:6، شمارہ:1,2 (کراچی: دائرہ معین المعارف، جنوری و اپریل 69ء)
اسلام اور دورِ جدید، پندرہویں صدی ہجری میں، اظہار، جلد:4، شمارہ:5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 81ء)
اسلام اور رواداری، اظہار، جلد:5، شمارہ 4 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اکتوبر 1982ء)
اشرف جہانگیر سمنانی، الولی، جلد:6، شمارہ 7 (حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، اکتوبر 1977ء)
اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں، ماہِ نو، جلد:23، شمارہ 4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1970ء)
اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان، ماہِ نو، جلد 34: شمارہ 11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1981ء)
اقبال اور بابا فغانی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:33 (لاہور: اکادمی پنجاب، ستمبر، اکتوبر 77ء)
اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی، فکر و نظر، جلد:19، شمارہ:3 (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، ستمبر 1981ء)
اقبال اور تقدیرِ امم، مقالات، جلد:3 (لاہور: اقبال کانگرس، دسمبر 1977ء)
اقبال اور تلمیحات فرہاد، اقبال، جلد:30، شمارہ 2: (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1983ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال، جلد:28، شمارہ:4 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1981ء)
اقبال اور خوشحال، ادبیات (سہ)، جلد:2، شمارہ:5 تا 6 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جولائی تا دسمبر 88ء)
اقبال اور دنیائے اسلام، ماہِ نو، جلد:35، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1982ء)
اقبال اور سعدی، اقبالیات، جلد:11، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1970ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، اقبالیات، جلد:12، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1971ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:4 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔ دسمبر 84ء)
اقبال اور شاہ ہمدان، اقبالیات، جلد:9، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1969ء)
اقبال اور شبلی، ماہِ نو، جلد:30، شمارہ:2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مئی 1977ء)
اقبال اور عبادات و شعائر اسلامی، فکر و نظر، جلد:17، شمارہ 12: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، جون 1980ء)
اقبال اور عقائد توحید و رسالت، اقبال، جلد:40-39، شمارہ:4،1 (لاہور: بزمِ اقبال، کلب روڈ، اکتوبر 92ء جنوری 93ء)
اقبال اور کبوترانِ حرم، اقبال، جلد:26، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1979ء)
اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول، ماہِ نو (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1981ء)
اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو، اقبالیات، جلد:15، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1974ء)
اقبال اور نثرادِ نو، المعارف، جلد:5، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1972ء)
اقبال اور نوجوان، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:3 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، جولائی تا ستمبر 72ء)
اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ ُخطاب بہ.. ٗاظہار،، جلد:6، شمارہ 9: (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ

سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 84ء)
اقبال اور وحدتِ ملی، اقبالیات، جلد: 23، شمارہ: 4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1983ء)
اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم، اظہار، جلد: 3، شمارہ: 5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 80ء)
اقبال اور عالمِ اسلام، فکر ونظر، جلد 21:، شمارہ: 9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل 1984ء)
اقبال ایران کی درسی کتب میں، اقبالیات، جلد: 27، شمارہ 2: (اقبال ریویو) (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1986ء)
اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات، ادبیات (سہ)، جلد: 3، شمارہ: 10 تا 12 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر 89ء تا جون 90ء)
اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور، نقوش، جلد: 121 (لاہور: فروغِ اردو، ستمبر 1977ء)
اقبال کا ایک شعر اور..... قومی زبان، جلد: 51، شمارہ: 4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1981ء)
اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند ''زمزمہ انجم''، اظہار، جلد: 5، شمارہ: 5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 1982ء)
اقبال کا تصورِ ابلیس، اقبال، جلد: 18، شمارہ: 2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1969ء)
اقبال کا تصورِ توحید، الحق (م)، جلد: 1، شمارہ: 4 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، جولائی، اگست 72ء)
اقبال کا تصورِ ثقافت، اظہار، جلد: 4، شمارہ: 10 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اپریل 1982ء)
اقبال کا تصور علم و تعلم، تعلیمات (م)، جلد: 12، شمارہ: 9-7 (لاہور: ادارہ تعلیم و تحقیق، جولائی۔ستمبر 89ء)
اقبال کا تصورِ قلندری، اقبال، جلد: 22، شمارہ: 2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1975ء)
اقبال کا تفکر حریت، اقبالیات، جلد 31:، شمارہ: 4، 2 (لاہور: جولائی 90، جنوری 91)
اقبال کا نظریہ عشق، ماہِ نو، جلد 37:، شمارہ: 4 (لاہور: اپریل 1984ء)
اقبال کی تلقینِ یقین، الحق (م)، جلد: 3، شمارہ: 1 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، جنوری، فروری 74ء)
اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں، قومی زبان، جلد: 47، شمارہ: 4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1977ء)
اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)، فاران (م)، جلد: 25، شمارہ: 8 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1972ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)، المعارف، جلد 3:، شمارہ: 6 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جون 1980ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر 1)، المعارف، جلد: 13، شمارہ: 5 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مئی 1980ء)
اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی، قومی زبان، جلد: 48، شمارہ: 10 (کراچی: انجمن ترقی اردو، نومبر 1978ء)
اقبال کے اردو کلام میں فارسیت، قومی زبان، جلد: 47، شمارہ: 11 (کراچی: انجمن ترقی اردو، نومبر 1977ء)
اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے، اقبال، جلد: 23، شمارہ: 2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1976ء)
اقبال کے خطوط ایک نظر میں، ادبیات، جلد: 4، شمارہ: 16 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 1991ء)
اقبال کے ساقی نامے، ماہِ نو، جلد: 24، شمارہ: 4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1971ء)
اقبال کے ساقی نامے، ماہِ نو (کراچی: ادارہ مطبوعات، ستمبر 1977ء)
اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار، فاران (م)، جلد: 21، شمارہ 11: (کراچی: دفتر فاران، فروری 1970ء)

اقبال میدانِ سیاست واقتصاد میں، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:35 (لاہور: اکادمی پنجاب، اپریل، مئی 71ء)
اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت، المعارف، جلد:17، شمارہ:4 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اپریل 1984ء)
امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار، المعارف، جلد:10، شمارہ:3-2 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، فروری، مارچ 1977ء)
ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:18 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 1992ء)
ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی، اقبالیات، جلد: 4 3، شمارہ: 2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر 93ء)
ایران میں اقبال پر تازہ کام، اقبال، جلد:21، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1974ء)
ایران میں مطالعہ اقبال، فکر ونظر، جلد:13، شمارہ:10 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل 1976ء)
ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک وہند میں، صحیفہ، جلد:92، شمارہ:190 (لاہور: مجلس ترقی ادب، جنوری 1977ء)
آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد، فکر ونظر، جلد:16، شمارہ:11-10 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، اپریل، مئی 1979ء)
آئین جوانمرداں اور اقبال، اقبالیات، جلد:11، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1971ء)
بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم، فکر ونظر، جلد:8، شمارہ:6 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، دسمبر 1970ء)
برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام، فکر ونظر، جلد:26، شمارہ:2 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، اکتوبر تا دسمبر 88ء)
بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات، فکر وخیال، جلد:8، شمارہ:3 (کراچی: بورڈ آف ایجوکیشن، مارچ 1970ء)
بیدل فکر وفن، ادبیات (سہ)، جلد:1، شمارہ:2 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر تا دسمبر 87ء)
بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں، اقبال، جلد:41، شمارہ:3 (لاہور: بزمِ اقبال، جولائی 1994ء)
پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)، ماہِ نو، جلد22: شمارہ11: (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1969ء)
پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں، اقبال، جلد:38، شمارہ2-1: (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری/اپریل 91ء)
تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال، اقبالیات، جلد:21، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1981ء)
تحقیقاتِ اسلامی، فکر ونظر ، جلد:19، شمارہ:3 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، ستمبر 1981ء)
ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال، العلم (سہ ماہی)، جلد20: شمارہ1: (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، جنوری تا مارچ 71ء)
تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علمِ کلام کی تشکیلِ نو، الولی، جلد: 6، شمارہ12-11: (حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، فروری، مارچ 78ء)
تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)، اسلامی تعلیم، جلد:6، شمارہ3: (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، مئی تا اگست 77ء)

تقدیرِ امم اور اقبال، اقبالیات، جلد:18، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، اکتوبر 77ء)
تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں، اقبال (اقبال نمبر)، جلد:24، شمارہ:3-2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل، جولائی 77ء)
تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں، اظہار، جلد:6، شمارہ:6-5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر، دسمبر 83ء)
جاوید نامہ، ثقافت (سہ ماہی)، جلد2:، شمارہ:7 (اسلام آباد: نیشنل کونسل، سرما 1977ء)
جاوید نامہ کا فلکِ مشتری، العلم (سہ ماہی)، جلد: 21، شمارہ: 2 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اپریل تا جون 72ء)
جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن، فاران (م)، جلد22:، شمارہ:12 (کراچی: دفتر فاران، مارچ 1971ء)
جاوید نامہ میں درسِ رواداری، العلم (سہ ماہی)، جلد:22، شمارہ:4 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اکتوبر تا دسمبر 72ء)
جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:43 (لاہور: اکادمی پنجاب، مئی 72ء)
جاوید نامے کے اصلی کردار، المعارف، جلد:10، شمارہ:7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی 1977ء)
جمال الدین افغانی اور اقبال، اقبال، جلد:19، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر۔دسمبر 1971ء)
جمال الدین افغانی اور اقبال، اقبال ریویو، جلد:، شمارہ: (حیدر آباد: اقبال اکیڈمی، نومبر 2005ء)
چوہدری محمد حسین مرحوم : اقبال دوست اور اقبال شناس، اقبالیات، جلد:16، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1976ء)
حافظ اور گوئٹے، اردو (سہ ماہی)، جلد:57، شمارہ:1 (کراچی: انجمن ترقی اردو، جنوری تا مارچ 81ء)
حرفِ چند بیادِ مہر، فاران (م)، جلد:30، شمارہ:9 (کراچی: دفتر فاران، دسمبر 1978ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ، المعارف، جلد:14، شمارہ11: (لاہور: ثقافتِ اسلامی، نومبر 1981ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ، فاران (م)، جلد:32، شمارہ:11 (کراچی: دفتر فاران، اگست 1981ء)
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب، فکر و نظر، جلد:16، شمارہ:8 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، فروری 1979ء)
حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے، ماہِ نو، جلد35:، شمارہ:12 (کراچی: ادارہ مطبوعات، دسمبر 1982ء)
حضرت میر سید محمد ہمدانی، الولی، جلد:2، شمارہ:5 (حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، اگست 1973ء)
خضر اور روایاتِ خضری کلام اقبال میں، اقبال، جلد:29، شمارہ:2 (لاہور: بزم اقبال، اپریل 1982ء)
خطباتِ اقبال (تعارف)، فکر و نظر، جلد:27، شمارہ:3 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، جنوری تا مارچ 90ء)
خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی علوم و فنون کی سرپرستی کے آئینے میں)، فکر و نظر، جلد:8، شمارہ:5 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، نومبر 1970ء)
دانائے راز، اظہار، جلد:7، شمارہ:4، 5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اکتوبر، نومبر 84ء)
ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی، ماہِ نو، جلد:37، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1984ء)

''ذخیرۃ الملوک''مئولفہ:سید علی ہمدانی..، ماہِ نو، جلد:1، 2(کراچی:ادارہ مطبوعات، موسم گرما1985ء)
رحمت اللعالمین، ماہِ نو، جلد:23، شمارہ:5(کراچی:ادارہ مطبوعات، مئی1970ء)
روضات الجنان وجنات الجنان، المعارف، جلد:4، شمارہ:12(لاہور:ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1971ء)
رومی اور اقبال، اظہار، جلد:6، شمارہ:12-11(کراچی:محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مئی، جون84ء)
رومی کا تصورِ فقر، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:2(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اپریل۔جون84ء)
سعدی کی مومنانہ فراست، قومی زبان، جلد:52، شمارہ:10(کراچی:انجمن ترقی اردو، اکتوبر1982ء)
سعید حلیم پاشا(اقبال کی ایک محبوب شخصیت)، فاران، جلد:8، شمارہ:20(کراچی:دفتر فاران، نومبر1968ء)
سعید حلیم پاشا، المعارف، جلد:4، شمارہ9:(لاہور:ثقافتِ اسلامی، ستمبر1971ء)
سلطان کشمیر کا علمی ذوق، فاران(م)، جلد:21، شمارہ:9(کراچی:دفتر فاران، دسمبر1969ء)
سید جمال الدین اسد آبادی افغانی(نئی تحقیقات)، فاران(م)، جلد:23، شمارہ:2(کراچی:دفتر فاران، مئی1971ء)
سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری، فکر ونظر، جلد:17، شمارہ:9(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مارچ1980ء)
سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات، فکر ونظر، جلد:17، شمارہ6-5:(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، نومبر1979ء)
شاہ ہمدان، اقبال، جلد:19، شمارہ4:(لاہور:بزمِ اقبال، اپریل، جون72ء)
شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے، اظہار، جلد:3، شمارہ:10-9(کراچی:محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل81ء)
شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال، الحق(م)، جلد:7، شمارہ2:(اکوڑہ:دارالعلوم حقانیہ، نومبر1971ء)
شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت، المعارف، جلد:3، شمارہ:12(لاہور:ثقافتِ اسلامی، دسمبر1970ء)
شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی، المعارف، جلد:5، شمارہ:3(لاہور:ثقافتِ اسلامی، مارچ1972ء)
شیخ یعقوب صرفی، فکر ونظر، جلد:2، شمارہ:9(اسلام آباد:تحقیقات اسلامی، دسمبر1973ء)
صائبین اور ان کے دو گروہ، العلم(سہ)، جلد:20، شمارہ:2(کراچی:ایجوکیشنل، اپریل تا جون71ء)
صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ، المعارف، جلد:2، شمارہ:10(لاہور:ثقافتِ اسلامی، اکتوبر1969ء)
عباداللہ اختر مرحوم، ادبیات(سہ)، جلد:2، شمارہ:7(اسلام آباد:اکادمی ادبیات، جنوری تا مارچ89ء)
علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام، جرنل آف دی ریسرچ..، جلد:26، شمارہ:3، جولائی1989ء)
علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج(الطّواسین)، اقبالیات، جلد:19، شمارہ:2(لاہور:اقبال اکیڈمی، جولائی78ء)
علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل، علم کی دستک، جلد:2، شمارہ:4(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر82ء)
علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج، فکر ونظر، جلد:22، شمارہ:2(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر84ء)

علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح...، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1997ء)
علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں، علم کی دستک، جلد 1: شمارہ: 3 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر 81ء)
علامہ اقبال اور مسلم خواتین، العلم (سہ ماہی)، جلد: 29، شمارہ: 4 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اکتوبر تا دسمبر 81ء)
علامہ اقبال اور زوال و عروج ملتِ اسلامیہ، فکر و نظر، جلد: 21، شمارہ: 5 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، نومبر 1983ء)
علامہ اقبال کا ترانہ ملی، اظہار، جلد: 13، شمارہ: 6-5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر، دسمبر 91ء)
علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی ..)، ماہِ نو، جلد: 37، شمارہ: 11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1984ء)
علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد پس منظر اور پیش منظر، ماہِ نو، جلد: ، شمارہ: (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1988ء)
علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک، اقبال، جلد: 35، شمارہ: 4 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1988ء)
علامہ اقبال کی تنقیدِ ادب، ماہِ نو، جلد: 45، شمارہ: 11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1992ء)
علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد، اقبال، جلد: 36، شمارہ: 4 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1989ء)
علامہ تفضّل حسین کشمیری، المعارف، جلد: 5، شمارہ: 10 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اکتوبر 1972ء)
علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ، المعارف، جلد: 4، شمارہ: 10 (لاہور ثقافتِ اسلامی، اکتوبر 1971ء)
غالب اقبال کے عظیم پیشرو، ماہِ نو، جلد: 36، شمارہ: 2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، فروری 1983ء)
غالب اور تقلید عرفی، المعارف، جلد: 5، شمارہ: 7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی 1972ء)
غالب کی قصیدہ گوئی، ماہِ نو، جلد: 23، شمارہ: 2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، فروری 1970ء)
فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ، ادبیات (سہ)، جلد: 5، شمارہ: 21 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، خزاں 1992ء)
فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)، اظہار، جلد: 7، شمارہ: 10-9 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 85ء)
فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر، فکر و نظر، جلد: 18، شمارہ: 9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، فروری 1981ء)
فارسی نثر کی اقسام اور ادوار، المعارف، جلد: 13، شمارہ: 2 (لاہور: ثقافت اسلامی، فروری 1980ء)
فتوّت یا جوانمردی.. مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر 1)، فکر و نظر، جلد: 7، شمارہ: 8 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، فروری 1970ء)
فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر 2)، فکر و نظر، جلد: 7، شمارہ: 9 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، مارچ 1970ء)

فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور، اقبالیات، جلد:28، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری، مارچ 88ء)
قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں، اظہار، جلد:8، شمارہ:3 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، ستمبر، اکتوبر 85ء)
قرآن مجید اور چند فارسی امثال، فکرونظر، جلد:16، شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مارچ 1979ء)
قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی، المعارف، جلد:13، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1980ء)
قلب اور اس کی اقسام، بینات، جلد:17، شمارہ:2 (کراچی: نیوٹاؤن، اکتوبر 1970ء)
قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت، الحق (م)، جلد: 6، شمارہ:8 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، مئی 1971ء)
کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط، المعارف، جلد:6، شمارہ:3-2 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، فروری، مارچ 73ء)
کلامِ اقبال میں تغزل، المعارف، جلد:13، شمارہ:3 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ 1980ء)
کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس، فکرونظر، جلد:10، شمارہ:9 (اسلام آباد: مارچ 1973ء)
کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر، اقبالیات، جلد:14، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1973ء)
کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال، فکرونظر، جلد:10، شمارہ 11: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مئی 1973ء)
گلِ لالہ کی ادبی روایات، اردو (سہ ماہی)، جلد 47: شمارہ:2 (کراچی: انجمن ترقی اردو، 1971ء)
مثنوی شریف (فروزانفر) کی شرح کے مقدمات، اقبال ریویو، جلد:13، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکادمی، جولائی 1972ء)
مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال، اقبالیات، جلد:25، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1984ء)
محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال، اقبال، جلد:20، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 72ء، جنوری 73ء)
مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی، علم کی دستک، جلد:5، شمارہ:4 (اسلام آباد: اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر 85ء)
مسجد قرطبہ، ماہِ نو، جلد:25، شمارہ:4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1972ء)
مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام، فکرونظر، جلد:7، شمارہ:10 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل 1970ء)
مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں، المعارف، جلد:16، شمارہ:11-10 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اکتوبر/نومبر 83ء)
مسلمانوں کی وحدت کا داعی، قومی زبان، جلد:44، شمارہ:4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1974ء)
معاشی مسائل اور حسنِ معالمت (تعلیماتِ..)، البلاغ، جلد:، شمارہ: (کراچی: ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ)
معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار، المعارف، جلد:14، شمارہ:3 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ 1981ء)
مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات، المعارف، جلد:11، شمارہ:8 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اگست 1978ء)
ملاصدرا کے الٰہیاتی افکار، اقبالیات، جلد:30، 31، شمارہ:3، 1 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، جنوری 90-89ء)
مولانا رومی اور علامہ اقبال، المعارف، جلد:9، شمارہ:4 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اپریل 1976ء)
مولانا رومی اور علامہ اقبال، المعارف، جلد:9، شمارہ:5 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مئی 1976ء)

مولانا رومی اور علامہ اقبال، المعارف، جلد:9، شمارہ:8 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اگست 1976ء)
مولانا عبدالرحمن جامی... فکر ونظر، جلد:28، شمارہ:3 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، مارچ 1991ء)
مولانائے روم کے مکاتیب، فکر ونظر، جلد: 18، شمارہ: 1 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، جولائی 1980ء)
میر سید علی ہمدانی، المعارف، جلد:5، شمارہ:6 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جون 1973ء)
میر سید علی ہمدانی، ماہِ نو، جلد:22، شمارہ:3 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مارچ 1969ء)
میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں، اقبالیات، جلد:12، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1972ء)
نظامِ فتوّت کے آداب ورسوم اور اصطلاحات، المعارف، جلد:7، شمارہ:7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی 1974ء)
نظامِ فتوّت، اقبال، جلد:25، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1978ء)
نظامِ فتوّت، چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں اظہار، جلد:4، شمارہ4-3: (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، ستمبر، اکتوبر 81ء)
نعتِ نبوی فارسی شاعری میں، فاران (م)، جلد23:، شمارہ:8 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1971ء)
نکتہ توحید، فاران (م)، جلد:23، شمارہ:3 (کراچی: دفتر فاران، جون 1971ء)
وسطی ایشیا اور اقبال، فکر ونظر، جلد:35، شمارہ:1 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، جولائی تا ستمبر 97ء)؛ (ڈاکٹر محمد ریاض کا آخری لکھا ہوا مضمون جوان کی وفات کے بعد طبع ہوا)

(اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

کتب میں شامل فارسی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

اقبال اور ان کی فارسی شاعری از سید محمد علی داعی الاسلام، مشمولہ: افاداتِ اقبال، بار اول، 1983ء
اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ از فخر الدین حجازی، تفسیرِ اقبال، 1988ء
اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر از پروفیسر مجتبیٰ عینوی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، اول، 1989ء
اقبال: شاعرِ حیات از ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، ایران میں اقبال پر تازہ کام، بار اول، 1983ء
ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال از سید محمد محیط طباطبائی، ایران میں اقبال پر تازہ کام، بار اول، 1983ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، برکاتِ اقبال، بار اول، 1982ء)
لفظ ادب کے معنی کا ارتقا از پروفیسر کارلو الفانسو، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)

رسائل وجرائد میں شامل فارسی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

اسمائے قرآن کی معنویت از پروفیسر حکمت آل آقا، بینات، جلد:17، شمارہ:3، نومبر 1970ء

اقبال اوران کی فارسی شاعری از سید محمد علی داعی الاسلام، قومی زبان، جلد:52، شمارہ:11، نومبر 1982ء
اقبال اور حسین ابن حلاج از حسین ابن منصور حلاج، اقبال ریویو، جلد:19، شمارہ:2، جولائی 1978ء
اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ از فخر الدین حجازی، اقبال، جلد:23، شمارہ:4، اکتوبر 1976ء
اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ از سید غلام رضا سعیدی، ماہِ نو، جلد 35: شمارہ:4، اپریل 1982ء
اقبال ۔ قرآن اور اہلبیت از علامہ امینی، فجر، مئی 1984ء
اقبال: شاعرِ حیات از ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، صحیفہ، جلد:92، شمارہ:190، نومبر 1977ء
چہل حدیث کے نادر مجموعے از ڈاکٹر عبد القادر قرہ خاں، بینات، جلد:17، شمارہ:6، فروری 1971ء
حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:4، شمارہ:1، جنوری، فروری 75ء
حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، اسلامی تعلیم، جلد:4، شمارہ:1، جنوری، فروری 75ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:2، شمارہ:2، مارچ، اپریل 73ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، اسلامی تعلیم، جلد:2، شمارہ:2، مارچ، اپریل 73ء
رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ از سید علی ہمدانی، فکر و نظر، جلد:8، شمارہ:9، مارچ 1971ء
رسالہ قدوسیہ یا عبقات ۔ ا، از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:7، اپریل 1971ء
رسالہ قدوسیہ یا عبقات ۔ ۲، از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:11، اگست 1971ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:2، مارچ، اپریل 77ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، اسلامی تعلیم، جلد:6، شمارہ:2، مارچ، اپریل 77ء
لفظ ادب کا مفہوم از پروفیسر کارلوالفانسو، اردو (سہ ماہی)، جلد:51، شمارہ:1، 1975ء
لفظ ادب کے معنی کا ارتقا از پروفیسر کارلوالفانسو، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:3، جولائی ۔ ستمبر 84ء
مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح از سید علی ہمدانی، الولی، جلد:2، شمارہ:1، 2، اپریل، مئی 1973ء
۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان از عبد المنعم النمر، المعارف، جلد:6، شمارہ:4-5، اپریل، مئی 73ء

رسائل و جرائد میں شامل انگریزی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات و مضامین

ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر از ڈاکٹر این میری شیمل، فکر و نظر، جلد:7، شمارہ:8، فروری 1970ء
بیدل، برگساں کی روشنی میں از علامہ اقبال، ادبیات (سہ)، جلد:1، شمارہ:4، اپریل تا جون 88ء
ذہنی صحت اور اسلام از ڈاکٹر مظہر ۔ ح ۔ شاہ، المعارف، جلد:4، شمارہ:8، اگست 1971ء
عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ) از ڈاکٹر این میری شیمل، اظہار، جلد:5، شمارہ:11-10، اپریل، مئی 83ء
علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل) از ڈاکٹر این میری شیمل، اظہار، جلد:5، شمارہ:12-11، اگست، ستمبر 82ء
یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ از ڈاکٹر حلمی ضیا الکن، المعارف، جلد:17، شمارہ:8، اگست 1984ء
یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ از ڈاکٹر حلمی ضیا الکن، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:1، جنوری تا مارچ 72ء

تبصروں پر مشتمل اردو مقالات ومضامین

کتب میں شامل تبصروں پر مشتمل اردو مقالات ومضامین

اقبال ایک مطالعہ از کلیم الدین احمد، آفاقِ اقبال، 1987ء
دانائے راز از احمد احمدی بیر جندی، برکاتِ اقبال، 1982ء
سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی از نجم الدین زرکوب، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء

رسائل وجرائد میں شامل تبصروں پر مشتمل اردو مقالات ومضامین

اقبال اوراسلامی معاشرہ از الطاف حسین، ادبیات (سہ)، جلد: 6، شمارہ: 24 خزاں 1993ء
اقبال اورسوشلزم از ایس اے رحمان، اقبالیات، جلد: 20، شمارہ: 2، جولائی 1979ء
اقبال ایک تحقیقی مطالعہ از ملک حسن اختر، اقبالیات، جلد: 29، شمارہ: 3، جنوری تا مارچ 89ء
اقبال پیامبرِ امید از محمد حسین عرشی، ادبیات (سہ)، جلد: 5، شمارہ: 19، بہار 1992ء
اقبال پیغمبرِ خودی از ڈاکٹر منظور ممتاز، ادبیات (سہ)، جلد: 6، شمارہ: 25، سرما 1993ء
اقبال دشمنی ایک مطالعہ از محمد ایوب صابر، ادبیات (سہ)، جلد: 7، شمارہ: 30-27، خزاں، بہار، سرما 94ء
اقبال کا سیاسی سفر از محمد حمزہ فاروقی، ادبیات (سہ)، جلد: 7، شمارہ: 30-27، خزاں، بہار، سرما 94ء
امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال از امیر خسرو، اردو (سہ ماہی)، جلد: 52، شمارہ: 1، 1976ء
بیدل از خواجہ عباداللہ اختر، ادبیات (سہ)، جلد: 5، شمارہ: 19، بہار 1992ء
حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے از امیر خسرو، صحیفہ، جلد: 92، شمارہ: 190، مارچ 1977ء
حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ از سید علی ہمدانی، بصائر، جلد: 7، شمارہ: 1، جنوری 70ء
حیاتِ اقبال کا ایک سفر از ہارون الرشید تبسم، ادبیات (سہ)، جلد: 6، شمارہ: 22، سرما 1993ء
داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر) از فضل حسین تبسم، فنون (سالنامہ)، جلد: 1، شمارہ: 15، جنوری، فروری 81ء
دانائے راز از احمد احمدی بیر جندی، ادبی دنیا، جلد: 6، شمارہ: 37، ستمبر، اکتوبر 71ء
دانائے راز از احمد احمدی بیر جندی، اظہار، جلد: 7، شمارہ: 5-4، اکتوبر، نومبر 84ء
زندہ رود از جاوید اقبال، اقبال (سہ)، جلد: 26، شمارہ: 4، اکتوبر 1979ء
سہ ماہی فکر ونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر) از ساجد الرحمٰن، ادبیات (سہ)، جلد: 5، شمارہ: 18، سرما 1992ء
سیبک فتاحی نشاپوری اوراس کی تصنیف ''حسن ودل'' از سیبک فتاحی نشاپوری، اردو (سہ ماہی)، جلد: 55، شمارہ:

3، جولائی تا ستمبر 79ء
سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار از شاہد حسین رزاقی، اقبال (سہ)، جلد:26، شمارہ:4، اکتوبر 1979ء
شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار از فردوسی، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ: 19، بہار 1992ء
شاہِ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:37، ستمبر، اکتوبر 71ء
شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ از ابوبکر بن محمد بن اسحاق، اظہار، جلد:8، شمارہ:12-11، مئی، جون 86ء
علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء از سلطان محمود حسین، اقبال، جلد:31، شمارہ:3، جولائی 84ء
فارسی اور اردو شہر آشوب از محمد جعفر، فاران (م)، جلد:21، شمارہ:6، ستمبر 1969ء
فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم از مولانا محمد اسحاق بھٹی، اقبال (سہ)، جلد:28، شمارہ:4، اکتوبر 1981ء
کلیات اقبال (اردو۔فارسی) از علامہ محمد اقبال، اقبالیات، جلد:34، شمارہ:4، جنوری، مارچ 94ء
گلشن راز اور اس کی ایک ناتمام شرح از نامعلوم، بصائر، جلد:8، شمارہ:3,4، جولائی و اکتوبر 71ء
مثمر از خان آرزو، ادبیات، جلد:6، شمارہ: 25، سرما 1993ء
مشرق بعید میں طلوعِ اسلام از سید قدرت اللہ فاطمی، اقبال (سہ)، جلد:28، شمارہ:4، اکتوبر 1981ء
مطالعہ قرآن از مولانا محمد حنیف ندوی، اقبالیات، جلد:20، شمارہ:2، جولائی 1979ء
مکتوبات ومواعظ مولانا رومی از مولانا رومی، الحق (م)، جلد:14، شمارہ:7، اپریل 1979ء
ملفوظاتِ رومی مرتبہ عبدالرشید تبسم، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
وامق وعذرا: دو داستانیں مرتبہ ظہیر محمد رضا، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:47، اکتوبر 72ء

مطبوعہ فارسی مقالات ومضامین

رسائل وجرائد میں مطبوعہ فارسی مقالات ومضامین

ابتکارات مسعود سعد سلمان، ہلال، شمارہ:۱۰۵، مہر وآبان ۱۳۴۹
ابوسعید سحابی استرآبادی، ہلال، شمارہ:۱۲۰، بھمن ۱۳۵۰
اقبال شناسی در ایران، ہلال، شمارہ:۹۰، خرداد ۱۳۴۸
اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی، ہلال، شمارہ:۱۱۸، آذر ۱۳۵۰
اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھر می رساند حال آن کہ۔ کاوہ، شمارہ:۶۹، پاییز ۱۳۵۷
انعکاسات بیدل در اشعار اقبال، اقبالیات، شمارہ: چہارم، ۸۸ء
آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی، معارف اسلامی، شمارہ:۱۵، زمستان ۱۳۵۲
برگزاری مراسم روز اقبال، ہلال، شمارہ:۱۰۲، تیر ۱۳۴۹
بہ یاد بود درگذشت استاد فروزانفر، ہلال، شمارہ:۱۰۳، مرداد ۱۳۴۹
بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)، دانش، شمارہ:۲۱۔۲۰، زمستان ۱۳۶۸

بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)، دانش، شمارہ:۱۲، زمستان ۱۳۶۶
پیرامون فتوت یا جوانمردی، ہلال، شمارہ:۱۰۶، آذر ۱۳۴۹
تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان، اقبالیات، شمارہ: ہشتم، ۹۲ء
تاثیر تفکر اسلامی در اروپا، ہلال، شمارہ:۱۰۱، خرداد، ۱۳۴۹
تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشۂ علامہ اقبال، دانش، شمارہ:۱۵، پاییز ۱۳۶۷
تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری، ہلال، شمارہ:۹۳، آبان ۱۳۴۸
تاثیر و مقام شعر و ادب از دیدگاہ علامہ اقبال، اقبالیات، شمارہ: دوم، فروری ۱۹۸۷ء
تتبعاتی از زبور عجم، ہلال، شمارہ:۱۰۰، اردیبھشت ۱۳۴۹
ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بےخودی و پیامِ مشرق)، اقبالیات، جلد:۱۱، شمارہ:۴، جنوری ۱۹۷۱ء
تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری، وحید، شمارہ:۱۳۰، مھر ۱۳۵۳
ذخیرۃ الملوک مئولفہ میر سید علی ھمدانی۔ ایک مطالعہ اور تحقیق دانش، جلد:۱، شمارہ:۲، تابستان ۱۳۶۳
روز استقلال پاکستان، ہلال، شمارہ:۹۹، فروردین ۱۳۴۹
سحابی استرآبادی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۲، پاییز ۱۳۵۴
سرزمین و مردم کشمیر، ہلال، شمارہ:۹۵، آذر، ۱۳۴۸
سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمورھای شبہ قارہ، معارف اسلامی، شمارہ:۲۶، تابستان ۱۳۵۵
سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد وشاعر فارسی)، دانش، شمارہ:۲۲، تابستان ۱۳۶۹
شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۱، تابستان ۱۳۵۴
شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی، دانش، شمارہ:۳۰۔۲۹، بھار و تابستان ۱۳۷۱
علامہ شبلی نعمانی و برخی از آثار اسلامی وی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۷، اسفند ۱۳۵۵
عیاری وشطاری، معارف اسلامی، شمارہ:۱۶ بھار، ۱۳۵۳
فتوت، معارف اسلامی، شمارہ:۱۷، تابستان ۱۳۵۳
فردوسی حکیم، اقبالیات، شمارہ: ہفتم، ۹۲۔۹۱ء
فقید سعید سعیدی اقبال شناس، اقبالیات، شمارہ: دہم، ۹۴۔۹۳ء
قلندریہ، معارف اسلامی، شمارہ:۶، بھار ۱۳۵۴
متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی، دانشکدہ ادبیات، شمارہ:۸۵، تیر ۱۳۵۳
مشارب الاذواق (در شرح قصیدہ میمیہ این فارض مصری)، فرھنگ ایران...، جلد:۲۰، شمارہ:۲۰، ۱۳۵۳
مقام غالب در سبک شناسی فارسی، ہلال، شمارہ:۹۸، اسفند ۱۳۴۸
منابع اوّلیہ تحقیق در بارہ حضرت میر سید علی ھمدانی، دانش، شمارہ:۱۸۔۱۷، بہار و تابستان ۱۳۶۸
مؤسس پاکستان، ہلال، شمارہ:۱۰۷، دی ۱۳۴۹
نامہ بہ مدیر مجلّہ: در بارہ مؤلف مقالات اربعین، دانشکدہ ادبیات، شمارہ:۷۷، اسفند ۱۳۵۰
نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان، معارف اسلامی، شمارہ:۲۳، دی ۱۳۵۴

نقش فارسی سرایان در نھضت آزادیخواھی شبہ قارہ، چشم انداز، شمارہ:۱۰، دی ۱۳۷۶
ھنر لازوال چغتائی و غالب، ہلال، شمارہ:۸۸، اسفند ۱۳۴۷
یاد از مقام و نبوغ مولوی، ہلال، شمارہ:۹۱، تیر مرداد ۱۳۴۸

(فارسی تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

اردو سے فارسی تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال از ڈاکٹر محمد علامہ اقبال، اقبال ریویو، جلد:11، شمارہ:4، جنوری 1971ء
دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م) از ڈاکٹر این میری شیمل، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، بار اول، 2001ء

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرات

English Articles on Iqbaliyati Adab

A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry,Iqbal Review, 20:1, April, 1979
Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture,Iqbal Review, 30:1, April, June 1989
Allam Iqbal's Views on the Significance of Manifestation of Tauhid, Iqbal,30:1, Jan,1983
Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian,Iqbal Review, 29:1, April, June 1988
Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking,Iqbal,29:3-4, July-Oct, 1982
Arbery and Translation of Iqbal's Works,Iqbal,31:1, Jan, 1984
Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama,Iqbal Review, 18:4, Jan, 1978
Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal,Journal of the P.H.S,XVI,Part IV, October, 1968
Iqbal Studies in Persian: A New Perspective,Iqbal,24:4,Oct, 1977
Iqbal on the Renaissance of Islam,Journal of the P.H.S,II,November, 1983
Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets,Iqbal Review,

27:1, April, Sep. 1986
Iqbal's Idea of 'Tauhid',Iqbal,21:1,Jan-March 1974
Muslim Society and Modern Change, Iqbal Review,33:1,April, 1992
Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry, Iqbal Review, 30-31:3-1, October, 1989; April 1990

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy",Iqbal Review,35:3,October 1994
Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid),Iqbal Review,20:1, April, 1979

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry,Iqbal,23:3,July, 1976
Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat', Journal of the P.H.S, XVIII, Part III,July, 1970
Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services, Iqbal,22:1,Jan, 1975
Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi,Iqbal,25:3,July, 1978
Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs,Iqbal, 26:1, Jan, 1979

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid, Iqbal Review, 20:1, April, 1979
Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi,Iqbal Review,30:1, April-June 1989
Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.,Iqbal, 42:1, Jan, 1995
Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain),Iqbal Review, 20:3, October, 1979

ا۔ ثانوی مآخذ

(قرآن مجید/ تفاسیر/ کتبِ احادیث)

قرآن مجید و تفاسیر

آزاد، ابوالکلام، مولانا،

ترجمان القرآن، جلد اول تا سوم (لاہور: اسلامی اکیڈمی، 2001ء)

شبیر احمد عثمانی، مولانا،

تفسیر عثمانی، جلد اول ودوم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)

عماد الدین ابنِ کثیر،

تفسیر ابنِ کثیر، جلد اول تا پنجم (لاہور: شمع بک ایجنسی، 2004ء)

محمد شفیع، مفتی، مولانا،

معارف القرآن، جلد اول تا ششم (کراچی: ادارۃ المعارف، 2006ء)

محمد کرم شاہ الازہری، پیر،

ضیاء القرآن، جلد اول تا پنجم (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1402ھ)

مودودی، ابوالاعلیٰ، سید،

تفہیم القرآن، جلد اول تا ششم (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2000ء)

کتبِ احادیث

احمد بن شعیب النسائی، ابوعبدالرحمٰن،

سنن نسائی، جلد اول تا سوئم، (لاہور: مکتبۃ العلم، سن ندارد)

سلیمان بن اشعث سجستانی، ابوداؤد،

سنن ابوداؤد، جلد اول تا سوم، مترجمہ: مولانا خورشید حسن قاسمی (لاہور: مکتبۃ العلم، سنن ندارد)

محمد بن اسماعیل بخاری، ابوعبداللہ،

صحیح بخاری، جلد اول تا سوم، مترجمہ: مولانا محمد داؤد راز (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2004ء)

محمد بن عیسیٰ ترمذی

جامع ترمذی، جلد اول تا سوئم (کراچی: دارالاشاعت، سن ندارد)

محمد بن یزید ابنِ ماجہ القزوینی، ابی عبداللہ،

سنن ابنِ ماجہ، جلد اول تا سوئم (لاہور: مکتبۃ العلم، سن ندارد)

مسلم بن الحجاج بن مسلم، ابی الحسین،

صحیح مسلم، جلد اول تا سوئم، مترجمہ: مولانا عزیز الرحمٰن (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)

ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری،

مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول تا سوئم (کراچی: دارالاشاعت، سن ندارد)

(اردو کتابیں)

ابوسعید نورالدین، ڈاکٹر،

اسلامی تصوّف اور اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار ثالث، 1995ء)

اکبر شاہ نجیب آبادی، مولانا

تاریخِ اسلام جلد اول، دوم، سوم، (لاہور: مکتبہ خلیل، اردو بازار، دسمبر 2009ء)

احمد جاوید،

اقبال۔ پیامِ مشرق (فارسی۔اردو) (اسلام آباد: الحمرا پبلشنگ، 2000ء)

اختر جعفری، ڈاکٹر سید

اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 1986ء)

اسلوب احمد انصاری، پروفیسر،

اقبال کی تیرہ نظمیں (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار اول، 1977ء)

اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ،

امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، بار اول، دسمبر 1972ء)

اعجاز راہی، (مرتب)،

اردو زبان میں ترجمے کے مسائل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار اول، 1986ء)

افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر،

عروجِ اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، 1987ء)

اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر

مطالعہ اشارات و تلمیحاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1986ء)

الطاف احمد اعظمی،

خطباتِ اقبال ایک مطالعہ (لاہور: دارالتذکیر، 2005ء)

امیر خسرو،

غرۃ الکمال، مرتبہ: وزیر الحسن عابدی، (لاہور: نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو، 1975ء)

ایس ایم منہاج الدین،

افکار و تصوراتِ اقبال (ملتان: کاروانِ ادب، بار اول، 1985ء)

ایم ڈی تاثیر، ڈاکٹر، افضل حق قرشی،

اقبال کا فکر و فن (لاہور: بزم اقبال، بار سوم، نومبر 1994ء)

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر،

روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، جرنلسٹس کالونی، بار اول، 2015ء)

ایوب صابر، ڈاکٹر،

اقبال کی فکری تشکیل (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، بار اول، 2007ء)

کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات، (اسلام آباد: پُورب اکادمی، بار اول، مارچ 2010ء)

بختیار حسین صدیقی، پروفیسر،

اقبال بحیثیت مفکر (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2012ء

برہان احمد فاروقی، ڈاکٹر،

علامہ اقبال اور مذہبی وقوف کی علمی صورت (لاہور: شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء)

جاوید اقبال، ڈاکٹر،

اپنا گریبان چاک (خودنوشت/سوانح حیات)، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، مئی 2009ء)

زندہ رُود (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار دوم، 2008ء)

حسن اختر، ڈاکٹر ملک،

اقبال ایک تحقیقی مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 1996ء)

اقبال اور مسلم مفکرین (لاہور: فیروز سنز، بار اول، 1992ء)

حسین ابن منصور حلاج،

طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، سمن آباد، بار اول، 2008ء)

حسین شاہ ھمدانی، ڈاکٹر سید،
''شاہ ھمدان، میر سید علی ھمدانی''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض خان (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، 1374 ش، 1995 م)
حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز،
اوزانِ اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، سن ندارد)
حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ،
شرح ارمغانِ حجاز فارسی (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن، 2010ء)
شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، 2004ء)
حنیف ندوی، مولانا محمد،
اساسیاتِ اسلام (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، بار دوم، 1992ء)
حیران خٹک،
اقبال اور دعوتِ دین (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2006ء)
خالد الماس،
استقرائی استدلال اور فکرِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 2010ء)
خالد نظیر صوفی،
اقبال درون خانہ (اول) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2008ء)
اقبال درونِ خانہ (حیات اقبال کا خانگی پہلو) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2003ء)
خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، ترجمہ: قلب الدین،
اسلام کا نظریۂ حیات (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، نومبر 2007ء)
خلیل احمد خلیلی / مترجم: ببرک لودھی،
افغانستان اور اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 2003ء)
رشید حسن خان،
ادبی تحقیق (مسائل اور تجزیہ) (لاہور: فیصل ناشران کتب، بار اول، نومبر 2003ء)
رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر،
اقبال کا تصورِ زمان و مکان اور دوسرے مضامین (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، بار دوم، جون 2002ء)
رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،
اقبالیات۔ تفہیم و تجزیہ (لاہور: اقبال اکادمی، 2004ء)
اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ 1993ء)

تصانیف اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بارسوم، 2010ء)
خطوطِ اقبال، (لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب، 1976ء)
کتابیاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1977ء)
۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ (لاہور: اقبال اکیڈمی)
۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، (لاہور: ، باراول، 1988ء)

رفیق خاور،

اقبال کا فارسی کلام ۔۔۔۔ ایک مطالعہ (لاہور: بزم اقبال، باراول، جولائی 1988ء)

سعداللہ کلیم، ڈاکٹر،

اقبال کے مُشبہ بہ ومستعار منہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، 1985ء)

سعید احمد اکبر آبادی،

خطباتِ اقبال پر ایک نظر، (لاہور: اقبال اکادمی، 1987ء)

سعید احمد رفیق،

اقبال اور نظریۂ اخلاق (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2009ء)

سلطان محمود حسین، ڈاکٹر سید،

علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن ۔ حیات وافکار (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 1981ء)

سلیم اختر، ڈاکٹر،

علامہ اقبال ۔ حیات، فکر وفن (۱۰۱ مقالات) (لاہور: سنگِ میل پبلشرز، 2003ء)

سہیل بخاری، ڈاکٹر،

اقبال، ایک صوفی شاعر (کراچی: مکتبہ اسلوب، سن ندارد)

سید نذیر نیازی،

اقبال کے حضور (نشستیں اور گفتگوئیں) (لاہور: اقبال اکادمی، بار چہارم، 2007ء)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ،

تحفہ اثناعشریہ، (کراچی: نور محمد کتب خانہ، آرام باغ)

شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر،

اقبالیات، درسی کتب میں (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، 1993ء)
اقبال دوستی (اسلام آباد: پورب اکادمی، باراول، 2009ء)

شاہدہ رسول،

اقبال کا تصورِ کشف (تشکیل جدید کی روشنی میں)، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، بار اول، 2012ء)

شاہدہ یوسف، پروفیسر،

اقبال کا شعری وفکری مطالعہ، (لاہور: نظریہ پاکستان اکادمی، 1999ء)

شبلی نعمانی،

شعر العجم (حصہ دوم) (انڈیا: مطبع معارف اعظم گڑھ، 1988ء)

کلیات فارسی شبلی نعمانی، مقدمہ وجمع آوری وترتیب وتصحیح وتوضیح از ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، 1977ء)

شہزاد احمد،

اسلامی فکر کی نئی تشکیل (خطبات اقبال)، (لاہور: مکتبہ خلیل، جنوری 2005ء)

صادق علی، ڈاکٹر سید،

اقبال کے شعری اسالیب کا ایک جائزہ (لاہور: نازش بک سنٹر، 1999ء)

صغریٰ، ڈاکٹر،

اقبال ــــــ ایک مردِ مومن (لاہور: مجلسِ دانشوراں، سن ندارد)

صفدر رشید،

مرتب: فنِ ترجمہ کاری (مباحث) (اسلام آباد: پورب اکادمی، بار اول، مارچ 2015ء)

طالب حسین سیال، ڈاکٹر

تصوف اور عمرانی مسائل، اقبال کی نظر میں، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 2012ء)

عابد علی عابد، سید

تلمیحاتِ اقبال، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء)

شعرِ اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء)

عالم خوندمیری، پروفیسر،

اقبال: انسانی تقدیر اور وقت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2010ء)

عباد اللہ اختر، خواجہ،

اسلام میں حریت، مساوات اور اخوت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، بار دوم، 2010ء)

عبدالحکیم، خلیفہ ڈاکٹر،

اقبالیاتِ خلیفہ عبدالحکیم، مرتبہ: شاہد حسین رزاقی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1998ء)

تلخیص خطباتِ اقبال (لاہور: بزم اقبال، ب ن، جون 1988ء)

حکمتِ رومی (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 1997ء)
فکرِ اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، بار ہشتم، نومبر 2005ء)
عبدالحمید کمالی،
اقبال اور اساسی اسلامی وجدان (لاہور: بزمِ اقبال، 1997ء)
عبدالرشید، میاں،
ترجمہ کلیاتِ اقبال فارسی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، باراول، 1992ء)
عبدالسلام ندوی، مولانا،
اقبالِ کامل (لاہور: الفیصل ناشران کتب، فروری 2008ء)
عبدالشکور احسن، ڈاکٹر،
اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 1977ء)
عبدالعلیم صدیقی
تقابلی جائزے، (لاہور: مکتبہ عالیہ، باراول 1979ء)
عبدالغنی، ڈاکٹر،
اقبال اور عالمی ادب (بھارت: گیا، کریسنٹ پبلی کیشنز، 1982ء)
اقبال کا نظامِ فن (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 1985ء)
عبدالواحد، سید، نعیم اللہ ملک،
اقبال فکر اور فن (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، باراول، نومبر 2008ء)
عشرت حسن انور، مترجم: شمس الدین،
اقبال کی مابعدالطبیعات، مترجمہ: ڈاکٹر شمس الدین صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)
اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین (لاہور: بزمِ اقبال، 1989ء)
عطش درانی، محمد طاہر منصوری، ڈاکٹر محمد ریاض و میاں بشیر احمد،
''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، باردوم، 1985ء)
علی خامنہ ای، سید، ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی،
اقبال صاحب افکار جاوداں (لاہور: وکٹری بک بنک، 2008ء)
علی شریعتی، ڈاکٹر،
علامہ اقبال (مصلح قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی (لاہور: فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، باراول، 1994ء)
علی گیلانی، سید،

اِقبال رُوحِ دین کا شناسا (لاہور: منشورات، ملتان روڈ، نومبر 2009ء)
غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر،
اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا، (لاہور: بزمِ اقبال، باراول، اکتوبر 1998ء)
اقبال ایک مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی، 1987ء)
غلام مصطفےٰ، ڈاکٹر،
اقبال اور قرآن (لاہور: اقبال اکادمی، 1988ء)
فتح محمد ملک،
اقبال کے سیاسی تصورات (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، 2013ء)
فرمان فتح پوری، ڈاکٹر،
اقبال سب کے لیے (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، باراول، 1998ء)
کرم حیدری، پروفیسر،
داستانِ مری (راولپنڈی: مکتبہ المحمود، ۹۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن، بارسوم، 1978ء)
کلیم الدین احمد،
اقبال، ایک مطالعہ، (بھارت: کتاب منزل، سبز باغ، پٹنہ ۴، باراول، جولائی 1979ء)
کنیز فاطمہ یوسف، ڈاکٹر،
اقبال اور عصری مسائل (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2005ء)
محمد آصف اعوان، ڈاکٹر،
اقبال کا تصورِ ارتقاء (لاہور: بزم اقبال، مارچ 2008ء)
اقبال کا نورِ بصیرت (فیصل آباد: شمع بکس بھوانہ بازار، 2014ء)
اقبال کا تیسرا خطبہ... تحقیقی و توضیحی مطالعہ (لاہور: بزم اقبال، اپریل 2010ء)
اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015ء)
محمد احمد غازی، ڈاکٹر،
اکیسویں صدی میں پاکستان کے تعلیمی تقاضے (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، 2001ء)
محمد اسحاق بھٹی،
برصغیر پاک و ہند میں علمِ فقہ، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، باردوم، 2010ء)
فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، باراول، 1978ء)
محمد اکرم اکرام، سید، ڈاکٹر،
مدون: آثار الاولیاء (لاہور: مسند حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب

یونیورسٹی، بار اول، 2000ء)
مدون: آثار العلماء (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، بار اول، 2016ء)
مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد اول، الف تاث (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، بار دوم، 2016ء)
مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد دوم، ج تا ظ (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، بار اول، 2010ء)
مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد سوم، ع تا ی (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، بار اول، 2014ء)

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ

اقبال کے نثری افکار، مرتبہ: عبد الغفار شکیل (دہلی: انجمن ترقی اردو، بار اول، 1977ء)
اقبال نامہ (حصہ اول)، مرتبہ: شیخ عطااللہ (دہلی: شیخ اشرف، بار اول، 1945ء)
اقبال نامہ (حصہ دوم)، مرتبہ: شیخ عطااللہ (دہلی: شیخ اشرف، بار اول، 1951ء)
انوارِ اقبال، مرتبہ: بشیر احمد ڈار (کراچی: اقبال اکادمی، بار اول، 1967ء)
اوراقِ گم گشتہ، مرتبہ: رحیم بخش شاہین (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1975ء)
تاریخ تصوف، (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، بار اول، مارچ 1985ء)
تجدیدِ فکریاتِ اسلام، مترجمہ: ڈاکٹر وحید عشرت (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 2002ء)
تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (لاہور: بزمِ اقبال، ب ن، جنوری 2010ء)
حرفِ اقبال، ترتیب و ترجمہ: لطیف احمد خان شروانی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، اگست 1984ء)
حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، مرتبہ: محمد حمزہ فاروقی (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامیہ، 1988ء)
خطوطِ اقبال، مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی (لاہور: خیابانِ ادب، 1976ء)
شذراتِ فکرِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار دوم، مئی 1983ء)
علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2015ء)
علم الاقتصاد، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ب ن، 2004ء)
فلسفہ عجم، مترجم: میر حسن الدین (جہلم: بک کارنر، 2013ء)
فلسفہ عجم، مترجم: میر حسن الدین (حیدر آباد دکن: نفیس اکیڈمی، بار چہارم، دسمبر 1946ء)

کلیاتِ اقبال اردو، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار پنجم، مارچ 1982ء)
کلیاتِ اقبال فارسی (سلیس اردو ترجمہ) (جلد دوم)، مترجم: میاں عبد الرشید (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، باراول 1994ء)
کلیات باقیاتِ شعر اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد اول)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1989ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد دوم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1993ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد سوم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1993ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد چہارم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1995ء)
مضامینِ اقبال، مرتبہ: تصدق حسین تاج (حیدر آباد دکن: احمدیہ پریس، 1943ء)
مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 1995ء)
مکاتیبِ اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خان (لاہور: بزمِ اقبال، 1954ء)
مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی (لاہور: اقبال اکادمی، 1957ء)
ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (فیصل آباد: جاوید پبلشرز، باراول، جولائی 1989ء)
ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بارِ اقبال، نومبر 1994ء)
ملفوظاتِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء

محمد اقبال مجددی

تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند (جلد اول، دوم)، (لاہور: پروگیسو بکس، اردو بازار، 2013ء)

محمد اکرام چغتائی،

اقبال اور گوئٹے (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 2001ء)

محمد اکرم، شیخ،

رودِ کوثر، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ب ن، 2013ء)

محمد ایوب صابر، ڈاکٹر،

اقبال دشمنی ایک مطالعہ (کتاب)، (لاہور: جنگ پبلشرز، بارِاول، اکتوبر 1993ء)
تصورِ پاکستان (علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ)، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، باراول، فروری 2004ء)

محمد بن ابی اسحاق،

تعرف (ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، بار اول، 1419ھ/1998ء)

محمد جعفر محجوب،

سبک خراسانی در شعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، بار اول، 1345 ش)

محمد حسن رازی،

اقبال کا نظریہ انقلابِ اسلامی (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، جنوری 2008ء)

اقبال کی پیشین گوئیاں (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، فروری 2011ء)

اقبال کے تصورِ اسلام کا نچوڑ (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، جولائی 2007ء)

محمد حمزہ فاروقی،

اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، جون 1993ء)

محمد رفیع الدین، ڈاکٹر،

اسلام کا نظریہ تعلیم (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، دسمبر 2009ء)

پاکستان کا مستقبل (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، بار دوم، 1994ء)

حکمتِ اقبال (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1996ء)

قرآن اور علم جدید (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، بار دوم، 1986ء)

محمد رفیع الدین، ڈاکٹر، محمد مظہر الدین....،

اسلام کی بنیادی حقیقتیں (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، 2010ء)

محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ،

اقبالیات چند نئی جہات (لاہور: خزینہ علم و ادب، 2001ء)

محمد سہیل عمر،

خطباتِ اقبال نئے تناظر میں (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)

محمد شریف بقا،

خطباتِ اقبال پر ایک نظر (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، ب ن، 1974ء)

موضوعاتِ خطباتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2007ء)

اقبال کے شعری موضوعات (حروفِ تہجی کے لحاظ سے) (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، دسمبر 2013ء)

محمد طاہر القادری، ڈاکٹر،

تحفۃ النقبا فی فضیلۃ العلم و العلماء، (لاہور: منہاج القرآن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بار اول، ستمبر

2007ء)

محمد طاہر فاروقی، پروفیسر،

اقبال کا کلام قرآنِ حکیم کی روشنی میں (پشاور: شعبہ اردو، پشاور یونیورسٹی، اکتوبر 1977ء)

اقبال اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار ہفتم، 2008ء)

محمد عبداللہ، سید، ڈاکٹر،

متعلقاتِ خطباتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1977ء)

مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ (لاہور: بزمِ اقبال، 1984ء)

مسائلِ اقبال (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 1974ء)

محمد عثمان، پروفیسر شیخ،

حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور اور دوسرے مضامین (لاہور: مکتبہ جدید، 1975ء)

فکر اسلامی کی تشکیل نو (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن 2011ء)

محمد فرمان، پروفیسر،

اقبال اور تصوف (لاہور: بزم اقبال، بار چہارم، ستمبر 2000ء)

محمد منور، پروفیسر،

ایقانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)

برہانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)

میزانِ اقبال (لاہور: یونیورسٹی بک ڈپو، 1972ء)

قرطاسِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)

محمد یوسف خاں سلیم چشتی، پروفیسر،

اقبال اور پیام حریت (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، جون 1944ء)

معین الرحمن، سید، ڈاکٹر،

جامعات میں اقبال کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1977ء)

جہانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1997ء)

اقبال اور جدید دنیائے اسلام (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، 1986ء)

ملک حسن اختر، پروفیسر ڈاکٹر،

''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، 1996ء)

میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)،

مشارب الاذواق، اردو ترجمہ وتحقیق: غلام حسن حسنو (گلگت بلتستان: خپلو وضلع گانچھے، ہارون بکس اینڈ

سپورٹس سنٹر، ب ن، س ن)
نثار احمد قریشی، ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری ودیگر،
علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I، کوڈ: ۵۶۱۳، (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم، 2015ء)
نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی ودیگر،
"علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II، کورس کوڈ ۵۶۱۴ (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار پنجم، 2015ء)
نذیر احمد، پروفیسر،
اقبال کے صنائع بدائع (لاہور: آئینہ ادب، بار اول، 1966ء)
تشبیہات اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)
نذیر نیازی، سید،
اقبال کے حضور میں (کراچی: اقبال اکادمی، 1971ء)
دانائے راز (لاہور: اقبال اکادمی، 1979ء)
اقبالیاتِ نذیر نیازی، مرتبہ: عبداللہ ہاشمی (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)
وحید عشرت، ڈاکٹر،
اقبال ۸۵ (لاہور: اقبال اکادمی، 1989ء)
اقبال ۸۶ (لاہور: اقبال اکادمی، 1990ء)
وحید عشرت، ڈاکٹر، رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر محمد سہیل عمر (مرتبین)
اقبالیات کے سو سال (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، 2002ء)
وحید قریشی، ڈاکٹر،
اساسیاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2003ء)
منتخب مقالاتِ اقبال ریویو (لاہور: اقبال اکادمی، 1982ء)
وزیر آغا، ڈاکٹر
تصوراتِ عشق وخرد (اقبال کی نظر میں)، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار پنجم، 2008ء)
وزیر الحسن عابدی، سید،
اقبال کے شعری مآخذ مثنوی رومی میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار اول، نومبر 1997ء)
ہارون الرشید تبسم،
ڈاکٹر محمد ایوب صابر بطور اقبال شناس، (جہلم: بک کارنر، بار اول، 2015ء)

جہانِ اقبال (جہلم: جہلم بک کارنر، بار اول، 2015ء)

یوسف سلیم چشتی،

اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن)

شرح ارمغانِ حجاز فارسی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1955ء)

شرح اسرارِ خودی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1954ء)

شرح جاوید نامہ، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1961ء)

شرح رموزِ بے خودی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1953ء)

شرح زبورِ عجم، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1953ء)

شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1982ء)

مقالاتِ یوسف سلیم چشتی، مرتبہ: اختر النساء (لاہور: بزمِ اقبال، 1999ء)

یوسف حسین خان، ڈاکٹر،

روحِ اقبال (لاہور: القمر انٹر پرائزز، 1996ء)

(اردو مقالات و مضامین مشمولہ مجلّات و رسائل)

ابوبکر صدیقی،

''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

اختر جعفری، ڈاکٹر سید،

علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، مرتبہ: ڈاکٹر وحید عشرت، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 1986ء)

ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر،

اشعارِ عقیدت، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی 1997ء)

افتخار احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر،

مقدمہ، مشمولہ: شذراتِ فکرِ اقبال، علامہ محمد اقبال، مرتب: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار دوم، مئی 1983ء)

انوار الحق

''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' (تبصرہ)، مشمولہ: علم کی دستک، جلد۵، شمارہ۳ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر 1985ء)

جگن ناتھ آزاد،

''اقبال کی اردو شاعری''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

حسین ابن منصور حلاج،

''اقبال اور حسین ابن منصور حلاج''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ اقبال ریویو، جلد ۱۹، شمارہ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی 1978ء)

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،

''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1997ء)

''اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)

رشید حسن خاں،

کلامِ اقبال کی تدوین، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، 2010ء)

رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،

ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد۶۹، شمارہ۵ (کراچی: انجمن ترقی اردو، مئی 1997ء)

ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)

کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد۶۳، شمارہ ۱-۴ (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری تا دسمبر 2016ء)

کلامِ اقبال کی معیاری تدوین و اشاعت، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید،

''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)

سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر

''کلامِ اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ

اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول،1986ء)
شاہداقبال کامران، پروفیسرڈاکٹر،
''حیران کن توانائی''، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)
شمیم صبائی متھراوی،
قطعہ تاریخ وفات : آہ مرگِ ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ :ماہنامہ'' اخبار اردو''،(اسلام آباد: جنوری۔فروری1995ء)
ڈاکٹرمحمد ریاض : ایک ہمہ جہت شخصیت ،مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد : ثقافتی قونصلیٹ، ایران، جولائی تاستمبر2015ء)
صابرآفاقی، ڈاکٹر،
''ڈاکٹرمحمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ:علم کی دستک (نذرریاض)
عبدالرشید فاضل، پروفیسر،
''پیش لفظ''، مشمولہ: اقبال اورفارسی شعرا، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، 1977ء)
عبدالرشید، شیخ،
پیش گفتار، مشمولہ: شاہ ہمدان، میرسیدعلی ہمدانی (فارسی)، مترجم: ڈاکٹرمحمد ریاض
غلام حسن حسنو،
'بلتستان میں شاہ ہمدان کے گونا گوں آثار''، مشمولہ: ''مجموعہ مقالات اردوو انگریزی میرسیدعلی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس''، ترتیب وتدوین : ڈاکٹرمحمد ناصر (لاہور کرسی فردوسی پنجاب یونیورسٹی؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، باراول2016ء)
کرم حیدری، پروفیسر،
'' اقبال داعی اسلام''، مشمولہ : تقاریر بیاد اقبال(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول،1986ء)
محمد اقبال، ڈاکٹرعلامہ
مسلم فرقہ.....ایک عمرانی مطالعہ، مشمولہ: 'علامہ اقبال:تقریریں،تحریریں اور بیانات''
ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، مترجم : مولانا ظفرعلی خان (لاہور : بزمِ اقبال ، بارِ اقبال ، نومبر1994ء)
محمد انورمسعود،
'' اقبال کا پیغام'، مشمولہ : تقاریر بیادِ اقبال(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول،1986ء)

محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر،
بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم''، مشمولہ: علم کی دستک(ریاض)
محمد رضا مرندی، آقائی،
''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک(ریاض)
محمد عثمان، پروفیسر شیخ،
''اقبال اور اسلامی ثقافت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
محمد منور، پروفیسر مرزا،
''اقبال ، صاحبِ یقین''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
محمود رضا مرندی، آقائی،
''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
محمود الرحمٰن، ڈاکٹر،
''ڈاکٹر محمد ریاض...... چند یادیں، چند باتیں''، مشمولہ: علم کی دستک(ریاض)
مرزا رفیق بیگ،
''اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
معین الدین عقیل، ڈاکٹر،
دنیائے اسلام میں اشتراکیت کا مسئلہ اور اقبال، مشمولہ: اقبال 1984ء
مقبول الٰہی،
''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض...... میرے تاثرات''، مشمولہ: علم کی دستک(ریاض)
نثار احمد قریشی، ڈاکٹر،
''خوشبو کی ہجرت''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر،
ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)
اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت، مشمولہ : تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر،

''میرے محترم رفیقِ کار..... ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک(ریاض)
وحید الزمان، ڈاکٹر،
''اقبال اور تصور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
وحید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر،
''علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت'، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)
ہارون الرشید تبسم،
مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض (فن اور شخصیت کے آئینے میں) (لاہور: نوائے وقت، 25 اپریل 1992ء)

(فارسی کتابیں)

جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)،
مثنوی معنوی، ۶ دفتر (تہران: کلالہ خاور، ۱۳۱۶)
مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، (استانبول؛ حق تکشیر، ثبات 1356)
شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ،
گلستان، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ 1960ء)
صادق رضازادہ شفق، دکتر
تاریخ ادبیات در ایران (جلد اول) (تہران: 1352ھ)
تاریخ ادبیات در ایران (جلد دوم) (تہران: 1353ھ)
علی شریعتی، ڈاکٹر،
مصلحِ قرنِ آخر (فارسی متن) (سری نگر: اقبال انسٹیٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، 1982ء)
محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ
کلیاتِ اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بارنہم، 1985ء)
محمد بن ابی اسحاق،
التعرّف لمذھب اُھل التصوف، (بیروت: دارالکتب العلمیہ)
محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر،

فارسیِ پاکستان ومطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات، ب ن، 1977ء)
میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)،
مشارب الاذواق، تدوین وتصحیح ومقدمہ: محمد خواجوی (ایران: مولیٰ، خیابان انقلاب، تہران، بار اول، 1983/1362ء)
یوسف الرضاوی، ابو مسعود اظہر
تعلیم کی اہمیت، (لاہور: اسلام بک ڈپو، اکتوبر 1998ء)

(فارسی مقالات ومضامین مشمولہ مجلّات ورسائل)

حمیرا شہباز،
''جایگاہ میر سید علی ہمدانی در شعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر
رسولی،
محمد ریاض خان، مشمولہ: دانشنامۂ ادب فارسی، جلد۴ (ایران: وزارت فرھنگ، بار اول، تابستان، 2001ء)
رضا شعبانی،
سخن مدیر، مشمولہ: احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (باشش رسالہ از دی)، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، بار دوم، 1991ء)
سید محمد اکرم اکرام،
''سید علی ھمدانی وعلامہ اقبال درراہ کشمیر'' (فارسی مقالہ)، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول، 2016ء)
شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر،
افکار وتعلیمات عرفانی شاہ ھمدان درآینہ ''ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: خانہ فرہنگ ایران: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، بار اول، 1395ھ ش/2016م)
عارف نوشاہی، ڈاکٹر،
''پژوھش ھایی دربارہ میر سید علی ھمدانی در پاکستان ومساعی دکتر محمد ریاض دراین موضوع''، مشمولہ:

مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین الملی میر سید علی ہمدانی، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول 2016ء)

محمد امین داراب کشمیری،

فارسی کلام، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۰، اشاعت ارد یبھشت 1349

محمد ایوب، شیخ،

نوای فردا، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض

محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر،

قطعہ مادہ تاریخ، مشمولہ، ریاض

محمد صابر،

''جایگاہ میر سید علی ھمدانی در شعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)

(عربی کتابیں)

محمد بن ابی اسحاق،

التعرّف لمذھب أھل التصوف، (بیروت: دار الکتب العلمیہ)

(غیر مطبوعہ اردو تحقیقی مقالے)

ارشاد احمد شاکر،

اقبال اور دو قومی نظریہ، فنون اقبال کی روشنی میں، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1990ء)

اے کیو نوید کیانی،

''پیام مشرق کے اردو اور انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ'' (مقالہ ایم فل اقبالیات) نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1994ء)

خالد اقبال یاسر،

معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1992ء)

سعیدہ مہتاب،
ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (تحقیقی مقالہ ایم فِل اقبالیات) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1999ء)

سلیم اللہ شاہ،
Gabriel's Wing کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2002ء)

شمیم اختر،
ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

ظہور احمد،
اقبال اور سیاسیات کشمیر، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1995ء)

گل زرینہ آفتاب،
بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

محمد اکرم،
علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں)، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

محمد ایوب صابر، ڈاکٹر،
اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب) (مقالہ ایم فل)، نگران: ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1991ء)

محمد حمید کھوکھر،
''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1993ء)

محمد عرفان،
اقبال اور کشمیر، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ

اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1992ء)
مسرت پروین نیلم،
اردو شعراء اور اقبال، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد:
شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1994ء)
ہارون الرشید تبسم،
اقبال بحیثیت ادبی نقاد، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد:
شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

English Books

Ishrat Hasan, Dr.

Meta Physics of Iqbal, (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1991)

Jamila Khatoon, Dr.

The Place of God, Man and Universe in the Philosophical System of Iqbal, (Lahore: Iqbal Academy, 1997)

Mansur Al-Hallaj,

"The Tawasin", Translated By: Aisha Abd ur Rehman

Mohammad Iqbal, Dr. Allama,

"Letters and Writings of Iqbal", Ed: Bashir Ahmad Dar, (Lahore: Iqbal Academy, 1967)

"Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and Edited by: Latif Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy, 6th Edition 2015)

"Stray Reflections", Edited by: Dr. Javaid Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012 A.D)

"The Development of Metaphysics in Persia", (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2004)

"The Reconstruction of Religious Thought in Islam", (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1999)

"Thoughts and Reflections of Iqbal", Ed: Syed Abdul Wahid (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1992)

Mohammad Munawwar, Dr.

Dimensions of Iqbal, (Lahore: Iqbal Academy, 1987)

Iqbal and Quranic Wisdom, (Lahore: Iqbal Academy, 2001)

Iqbal: Poet Philosopher of Islam, (Lahore: Iqbal Academy,

1993)

English Articles

A Schimmel,

"Iqbal and Sufism", Included: ''تقاریر بیادِ اقبال''(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 1st Edition, December, 1986)

A.K. Brohi,

"Iqbal's Philosophy", Included:''تقاریر بیادِ اقبال''(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 1st Edition, December, 1986)

(تحقیقی کتب)

اعجاز راہی، (مرتب)

تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، باراول، 1986ء)

ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر،

اُردو میں اصُولِ تحقیق (جلداول)(اسلام آباد: ورڈویژن پبلشرز بلیوایریا، بار چہارم، 2001ء)

اُردو میں اصُولِ تحقیق (جلددوم)(اسلام آباد: ورڈویژن پبلشرز بلیوایریا، بار چہارم، 2001ء)

تبسم کاشمیری، ڈاکٹر،

ادبی تحقیق کے اصُول (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1996ء)

تنویر احمد علوی، ڈاکٹر،

اصولِ تحقیق وترتیب متن (لاہور: سنگت پبلی کیشنز، سن ندارد)

خالد ندیم، پروفیسر،

اصول تحقیق وتدوین (لاہور: عبداللہ برادرز، سن ندارد)

خالق داد ملک، پروفیسر ڈاکٹر

تحقیق وتدوین کا طریقہ کار، (لاہور: آزاد بک ڈپو، اردو بازار، بار سوم، جنوری 2015ء)

ظفر الاسلام خان، ڈاکٹر،

اصولِ تحقیق (اسلام آباد: پورب اکادمی، باراول فروری 2015ء)

عبدالحمید خان عباسی، پروفیسر ڈاکٹر،

اصولِ تحقیق (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، فروری 2015ء)

گیان چند، ڈاکٹر

تحقیق کا فن، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار سوم، 2007ء)

محمد باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر،

اسلامی اصولِ تحقیق (لاہور: ادبیات، رحمٰن مارکیٹ، اردو بازار، بار دوم، مئی 2015ء)

محمد عارف، پروفیسر

تحقیقی مقالہ نگاری (طریق کار)، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی 1999ء)

محمد وسیم انجم، ڈاکٹر،

اقبالیاتی تحقیق (راولپنڈی: انجم پبلشرز کمال آباد۳، سال اشاعت 2007ء)

(اقبالیات کے اشاریے)

اختر النساء،

اشاریہ سہ ماہی اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، 1994ء)

اشاریہ اقبالیات (لاہور: اقبال اکادمی، 1998ء)

داؤد عسکر،

جوئے شیر (کراچی: رشید اینڈ سنز، 1979ء)

زبیدہ بیگم،

اشاریہ کلام اقبال (کلیاتِ فارسی) (لاہور: بزم اقبال، بار اول، مئی 1996ء)

زمرد محمود، محمود الحسن،

اقبالیات کا موضوعاتی تجزئی اشاریہ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

شہزاد احمد،

اشاریہ مجلّہ صحیفہ (۱۹۵۷ء تا ۲۰۰۷ء)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ستمبر 2009ء)

صابر کلوروی،

اشاریۂ مکاتیب اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، جنوری 1984ء)

عبد اللطیف خان نقشبندی،

مجلسِ اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1999ء)

قمر عباس،

اشاریہ مضامین اقبال شناسی (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)

محمد یونس حسرت،
کلیدِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1986ء)
یاسمین رفیق،
اشاریہ کلامِ اقبال اردو (لاہور: اقبال اکادمی، 2001ء)

(دستاویزات)

محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر،
پرسنل فائل (فہرست کتب ومقالات، ریکارڈ متعلق ملازمت اور تعلیم)، مخزونہ (اسلام آباد: لائبریری شعبہ اقبالیات، 1992ء)
ذاتی کاغذات، دستاویزات (ڈومی سائل، تعلیمی سندات (پنجم، مڈل، میٹرک، انٹرمیڈیٹ، منشی فاضل فارسی)، ڈگریز (بی اے، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، پی ایچ ڈی)، مخزونہ (اسلام آباد: لائبریری شعبہ اقبالیات، 1992ء)

(انٹرویوز)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد اکرم (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات)
ڈاکٹر سید اکرم اکرام، صدر شعبہ اقبالیات، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور
طارق جاوید قریشی (سابق پی اے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض)
سید مرتضٰی موسوی (سابق ایڈیٹر ''پاکستان مصور''، ''ہلال'')
حاجی محمد ضیاء فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
نوشین افتخار دختر ڈاکٹر محمد ریاض
آفتاب ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
پروفیسر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان (چیئرمین احمد علی سائیں ہندکو چیئر، سرحد یونیورسٹی)
ڈاکٹر مسرت پروین نیلم (سابق پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، اسلام آباد)
پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (صدر شعبہ اردو، فوجی فاؤنڈیشن کالج، نیولالہ زار، راولپنڈی)

پروفیسر منیر احمد یزدانی (صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ، میر پور، آزاد کشمیر)
پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی

Online Resources

audiolib.is/262_گلشن_راز_شیخ_محمود_شبستری (گلشن راز کی آڈیو ریکارڈنگ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے)
ganjoor.net/shabestari/golshaneraza/sh؟/(گلشن راز (فارسی) کا متن دیکھنے کے لیے)
http://adabiatkade.rozblog.com/post/47
https://fa.wikipedia.org/wiki/شیخ_محمود_شبستری (Persian Wikipedia)
https://fa.wikipedia.org/wiki/Muhmoud_Shabestari(English Wikipedia)
https://rekhta.org/Search/All?lang=3&q=امیر%20خسرو
https://rekhta.org/ebooks/مکتوبات وخطبات رومی
https://rekhta.org/ebooks/ameer-khusro-debacha-e-deewan-e-ghurratul-
https://ur.wikipedia.org/wiki/کلیم_الدین_احمد
https://www.bazmeurdu.net/
https://www.hamariweb.com/articles.aspx?id=74847
https://www.rekhta.org/
kamal-ebooks?lang=Ur
ketabnak.com/book/48205/مشارب-الاذواق
ketabnak.com/book/6266/مجالس_سبعہ
ketabnak.com/book/71414/مکتوب_مولانا_جلال_الدین #versions
wikifeqh.ir/سراج الدین-آرزو
www.bookstube.net/2014/11/zakheera-tul-malook.html
www.google.com.pk/search/?q=مشارب+الاذواق&rlz
www.iqbalcyberlibrary.net/txt/3470.txt
www.shariatihome.com
www.sufibook.com/portfolio-items/II/?lang=ur (اردو بک)
www.takbook.com/217595-literature-ebook/دانلود-کتاب-مشارب-الاذواق/
www.urduencyclopedia.org/general/index.php?title=آرزو-خان-علی-
سراج-الدین
http://dictionary.abadis.ir/?LnType=dehkhoda,fatofa,moeen,amid&Word=آمد

(لغات)

اردو

علی حسن، پروفیسر محمد ظہور الحسن، جاوید حسین

آئینۂ اُردو لغات (لاہور: خالد بک ڈپو، ۴۰۔اردو بازار، بار اول، 2000ء)

عبدالحق، ڈاکٹر مولوی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، فرمان فتح پوری، نسیم امروہی و دیگراں،

اردو لغت، جلد۲ (الف ممدُودہ، ب) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، دسمبر 1979ء)

اردو لغت، جلد۵ (تحریری تا تھیئٹر) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، 1983ء)

اردو لغت، جلد۶ (ٹ تا جہاں گرد) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، 1984ء)

اردو لغت، جلد۷ (جہاں گردی (ج) تا چھ) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، جون 1986ء)

اردو لغت، جلد۸ (ح، خ، 'د' تا 'دانا') (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، دسمبر 1987ء)

اردو لغت، جلد۹ (دانا تا دھ، دَھنگ نِکلنا) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، دسمبر 1988ء)

اردو لغت، جلد۱۰ (دھنک، ڈ، ڈھ، رتار یہو) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، جنوری 1990ء)

اردو لغت، جلد۱۱ (رھ، ڑ، ڑھ، ز، ژ، س تا سَن) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، مئی 1990ء)

اردو لغت، جلد۱۳ (ض، ط، ظ، ع، غ، ف تا فکر) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، جنوری 2008ء)

اردو لغت، جلد۱۷ (لوگن تا لھیسنا، م تا مستزادہ) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار اول، نیا ایڈیشن، دسمبر 2008ء)

اردو لغت ، جلد۱۸(مستسعار تا منہ) (کراچی : اردو' لغت بورڈ'(ترقی اردو بورڈ) ، بار اول ، جون2002ء)
اردو لغت ، جلد۲۱(و تا ہزار ہا) (کراچی : اردو' لغت بورڈ'(ترقی اردو بورڈ) ، بار اول ، مارچ2007ء)
اردو لغت،جلد۲۲(ہزاری تا یئی)(کراچی:اردو' لغت بورڈ'(ترقی اردو بورڈ)،باراول،2010ء)

نسیم امروہوی،

فرہنگِ اقبال (فارسی)،(لاہور:اظہار سنز،۱۹۔اردو بازار،باراول،1989ء)

English:

Rashid Ahmad,

Popular Oriental Practical Dictionary (Lahore: Oriental Book Society, Ganpat Road)

A.S. Hornby

Oxford Advanced Learner's Dictionary (London: Oxford University Press, Fifth Edition, 1995)

(انسائیکلو پیڈیاز)

اردو

سید قاسم محمود

انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا(کراچی: شاہد بک فاؤنڈیشن،2003ء)

English:

The New Encyclopedia Britannica (London: William Benlon, 1973)